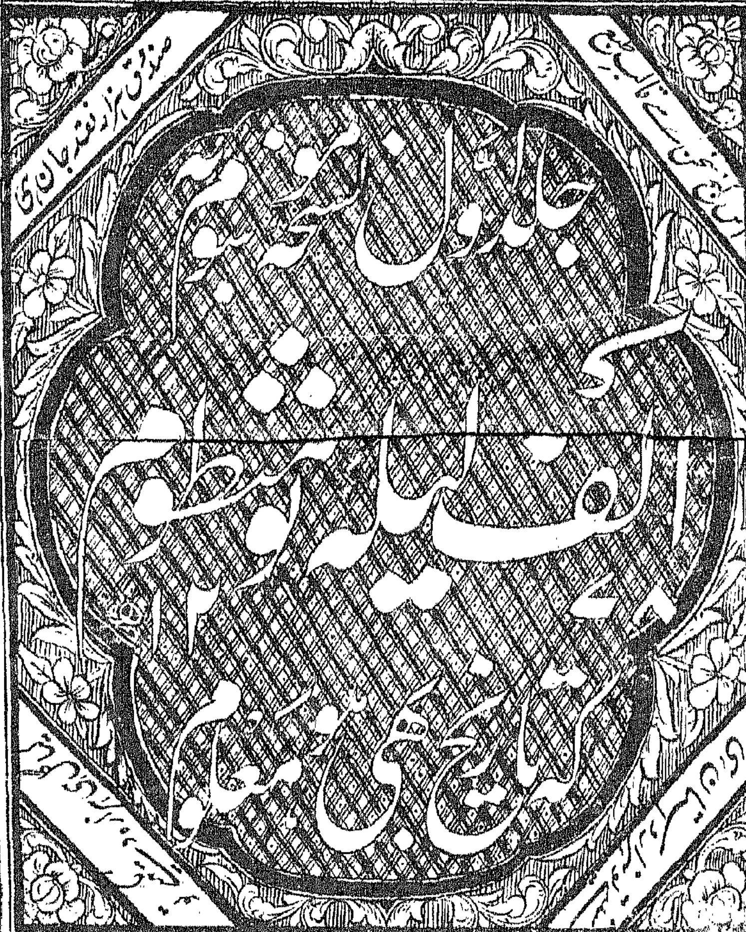


تصنیف فیض مآب منشی شوستری جنس گران بہای سخن آرزو افزای متاع علم و فن ہمپایہ فلک ... جناب منشی نولکشور صاحب مطبع



اس زمانہ میں ایسے لوگ کمیاب ہیں مشتاق وقت اور انتخاب ہیں کہ جنکی طبیعت آشنای دلہین عشق کا مزا ہی شعر شیرین سخن کے کلام نمکین سے شوق
رکھتی ہیں قصے کہانیون سے ذوق لیتی ہیں حقیقت میں احوال گذشتگان کے دیکھنے سننے سے ہوش آتا ہی غفلت کا پردہ چشم اہل بصیرت سے اٹھ جاتا ہی
دیدہ ور کتاب کے نظارے سے آسودہ نہین ہوتی ہین اہل نظر قصص کی سیر سے سیر نہین ہوتی ہین یون تو سب قصے کہانیان ہین شاعرونکی لسانیان
رنگت افزا یعنی الف لیلہ مجنون خیز عشق انگیز عجیب و غریب ہے ہی کسکو ایسی کہانی دلچسپ بیان لطیف شائقونکے لیے اس لیلا ہے دلکش کی ہر رات
شب وصل محبوب کا مزا ہی اس سلاست و دلفریبی کی ہر حکایت تفسیر اس واقعی ہی پہلی زبان عرب میں مطبوع اور مرغوب ہوئی واقعی ترتیب اسکی بہت عجیب
ہوئی دوسری بار صاحبان عالیشان نے اسکا ترجمہ انگریزی زبان میں فرمایا ادنی اعلی کو پسند آیا تیسری بار زبان اردو میں نثر تالیف
جسکی ہر طرف تعریف ہوئی مگر عبارت چست تھی نہ روزمرہ خوب بیان درست تھی جدا جدا راتین نہ تھین نہ لفظ کی باتین نہ تھین اب انجام
دقیقہ سنجان معنی نایاب و نکتہ فہمان الانظار بشیر طرز مثنوی پسند کرتے ہیں نظم دلکش سے جی خرسند کرتے ہیں اسواسطے خاکسار نول کشور
مالک مطبع اودہ اخبار نے شعرای مطبع سے کہ جنکی نظم کا شہرہ عالم گیر ہے ایک آئینہ حیرت سودا رشک سحر فرمایش نظم کی کہ اس ترجمے
عبارت نظم کی طرح ڈالو کسی ایسی تازہ بات نکالو کہ یہ معشوقہ دلفریب قالب نکر مثلا ع سے بشکیت نور نظم سے مجلی ہو [illegible]
انوار مضامین بلند اور تجلیات معانی دلپسند سے مانند لیلۃ القدر کی تجلی ہو چشم بد دور انکو خاکسار کے اشارہ ابرو کا انتظار تھا چشم براہ
میں طبیعت حاضر تھی فکر نظم کا سامان تیار تھا پہلے استاد زمانہ فن شاعری میں یگانہ شہنشاہ ملک سخن سخنور بے عدیل [illegible] سلیم
جناب مرزا محمد اصغر علیخان نسیم جنت مقیم نے شبستان کی جلد اول کہ دو سو پچاس راتوں پر مشتمل ہے منظوم کی سخنوری کی خوب داد دیکی
جہان باقی نام لکھا ہی وہان دیکھی کیا مزا ہی شیشہ دل میں شراب شوق کا جوش ہے ہر ہر مشاعرہ بادہ سخن سے مدہوش ہے ہر رات میں
شام سے لے معشوق کا رنگ ہی صبح میں عاشق کا ڈھنگ ہی باقی مجلد دوم و سوم کو کہ اسمین پانچ سو راتین ہین طوطی شکر مقال
گلزار ہندوستان منشی طوطا رام شایان [illegible] آراستہ کیا پیراستہ کیا ایسا نظم [illegible] کیا انکی خوبی طبع زبان زد [illegible] ماہر [illegible] داستان
اسی طرح صاحبقران [illegible] آرائی سے انکی [illegible] جلد چہارم کو شاعر شیرین مقال منشی شادی لال چمن شاگرد رشید فردوس آرام
جنت مقیم نے [illegible] کی شانہ کاری سے معشوق دلفریب بنایا نظم کی سہرا [illegible] گہنا پہنایا پہ کہ یہ کتاب لاجواب ہے مثنویوں میں انتخاب ہے
نظم دلپذیر [illegible] واسطے [illegible] داستانونکی کیفیت الی حسن سے بہتر عیب سے خالی اگر مشتری بلا حظہ
فرمائینگے نقد دلسے خریدار بنجائینگے بخیال اشتیاق شائقان اس مشکل کو آسان کیا یعنی ہر مہینے میں تین سو صفحون کے چھپنے کا سامان کیا
خط پاکیزہ نظم دلکش بہت کامل ہی کاغذ عمدہ ولایتی کلان تقطیع کا صفائی میں آئینہ ماہ کے مقابل ہے باوصف اس لطافت و نفاست کے دو روپیہ
قیمت کل چار آنہ ماہوار قرار پائی ہے [illegible] دلپسند عشاق جہان کی رونمائی ہے شائقون کو چاہیے کہ اس یوسف کی خریداری
بازار گرم کرین قیمت ارزان کو گرانبار خاطر نہ سمجھکر درخواستین بھیجین [illegible] دوسری یہ بات ہے کہ یہ کتاب [illegible] سات [illegible]
اور خریداروں کو اسکی بعد اجازت [illegible] سلسلہ [illegible] مل سکتا ہے [illegible] بازار [illegible] خیال سے اس جنس گرانبہا کو مفت
ارزان کیا ہی قیمت فی [illegible] مطبع کلان کو [illegible] حساب [illegible] خریدار تشریف لائین [illegible] درخواست بھیجکر طلب فرمائین

ترجمہ کتاب الف لیلہ نو منظوم نتیجہ طبع شاعر نازک خیال

طوطی شکرین مقال بلبل گلزار ہندوستان منشی ... ملائم شایان

گلابی پھول سی ساقی ہو گلرنگ
دولہن کا حسن بخت سبز دکھائے
پڑی جو رنگ کا پھر ہاتھہ ساقی
طبیعت کو ہی عزم نظم رنگین
پلا وہ پھول مہکی ساغر گل
رقم ہون نور کی روشن سطر

کہ دل کو نظم رنگین کا ہی ہے شوق
یہہ ہاہر خلوت شیشہ سی آئے
ہے لستہ گردن مینا مین ہاتھ
گلستان سی ہون رنگین تر مضامین
پھرین بلبل کا دم لب تا لب
فدا ہون حسن پر نقطون کے پرین

وہ لای رنگ چرخ ابنوسی
لب ساغر ہون ہمرنگ گل تر
بڑھی ہی نشہ کار ناوک شوق
پلا ساقی دو سالہ بادۂ ناب
صراحی خوشۂ انگور بنجای
قلم شاخ گل تر کا بھرے دم

بنے یہہ بزم سے بزم عروسی
کھلین شمشیر موج می کی جوہر
زبان کو ہی شراب نظم کا ذوق
کہ ہین مشتاق افسانہ احباب
پیالہ رشک جام ہو سجا
دکھائی گل کا ہر اک صفحہ عالم

وہ سرخی شوخ غنچہ منہ چھپائے
زر گل سی زر افشان کا صفحہ
ہر اک نقطہ ہو رشک خال محبوب
بنے اوراق رشک شعلۂ طور
[illegible]
[illegible]

بلائین شوق سی رنگ حنا کے
بیاض مہر سے پر نور و شفاف
مقابل مین سواد مشک بجوے
دکھائی روشنائی عالم نور
بیان ... [illegible]
شہابات آئی ... [illegible]

عذار شاہد گل ہر ورق ہو
کیون کر ہو گل خورشید نور
کہ شارستہ زمین سی آسمان کا
الزمین السطر اوسکی نظر آئے
[illegible]
[illegible]

ضیا مین ماہ سی بہتر ورق ہو
تصدق آفتابی دائرون کے
گران ہر سطر پر ہو کہکشان
بیاض موج بحر ہو سطر
[illegible]
[illegible]

[illegible]

یہ خسرو راہ ملک علم و فن ہے
یہ عیسی زندگی بخش سخن ہے
مہیا علم کے ہیں جو کہ اسباب
کتابیں وہ کہ جو دنیا میں نایاب

میان ہے مجمع اہل کمال اب
میان ہر علم کی استاد ہیں سب
دعا شاہان کی ہے ہر صبح پر نور
ہے قربت اسکے چشم بد دور

سنو اب صاحب مطبع کی صفات
دل انکا صورت آئینہ شفاف
یہ اسم پاک اب زیب قلم ہے
نول اول کشور آنہ ہے

سراپا علم صاحب عقل ذی فہم
وہ جرات دشمنوں کے دل گئے گم
سخاوت میں ہے شان زر فشانی
کف دست ابر نیسان ہے

مروت کی ہیں یہ دریا بیموج
لے اون سے کرم کو آبرو آج
شگفتہ چہرہ ہم رنگ گل تر
سراپا حسن میں یوسف سے بہتر

رقم جو وصف ہوں ہیں ان سے افزا
سخن ہر ایک رشک در شہوار
بدل ہیں قدردان ہر سخنور
ہر اک فن کے مہیا اہل جوہر

وہ دی ہے آبرو باغ سخن کو
کہ ہو لیں بلبلیں حسن چمن کو
نئے سخن کی ہے مائل طبع نقاد
کہ ہو کچھ اختراع تازہ ایجاد

یہ شہرہ ہی الف لیلہ نظم ہوا
فزوں ہوں نثر سے دل حبیب مطلب
پہنا ہیں اسکو شاعر زیور نظم
جو کھاہی آبداری گوہر نظم

یہ یوسف حسن کا بازار چمکا
خریداری کو ہر جا سخن آئے
عزیز دل ہو یہ ہر قدردان کا
زبان میں لطف ہو اہل زبان کا

ہوئی اس حکم سے آگاہ محکوم
کہ ہو یہ نثر اردو جلد منظوم
مطبع حکم سے شاعر بہ تعجیل
ہیں ... حالی جلد ...

نسیم دہلوی اصغر علیخان
سخنور ہم سخن سنج و سخندان
انہوں نے ربع اول نظم کی ہے
سخن کے چاہیے جو داد دیگا

کہ ہیں یکتا سے شاعری کی صفا بھی
ہر اک مصرع ہے رشک لعل و گوہر
کہ ہیں ہر دو شاہان کے ہیں جو ...
زبان ہے صاف اور پھیکے ہیں مضمون

عروس نظم کی ہو زیوری کی
نظر آتا ہے یہ شہری جواہر کی
عذار حور سے ہیں نسبتیں صاف
معانی صورت آئینہ شفاف

فزوں ہے نثر سے یہ نظم دلکش
شگفتہ طرہ کی ہو طبع مشتاق
قلم انداز اک نقطہ نہیں ہے
کہ دخل اختصار اصلا نہیں ہے

جدا ہیں ایک سے تا الف رات
نئے پرداز کی پیدا ہیں باتیں
جدا اسکے ہیں مضمون ہر شب
الگ ہے ہر خط ساغر کا مطلب

نئے ہر شام تازہ ہر سحر ہے
ہر اک کو رونق رنگ دگر ہے
جنہوں نے ربع چارم کو بنایا
دولہن کو نظم کا زیور پہنایا

جدا ہے رنگ ہر باغ سخن کا
الگ انداز ہے ہر اک چمن کا
زبانیں تین ہیں اور ایک بیان
مضامیں ایک ہیں لطف بیاں ایک

ہوئی ایجاد سب سے اسکی ایجاد
بنے مطبع عالم یہ پری زاد
پھر انگریزی میں اسکا ترجمہ ہے
بدل مطبع ہر صاحب ہوا ہے

ہوئی یہ نثر میں اردو کی تحریر
لکھے تصویر سے مانی کی تصویر
پسند خاطر عالم ہوئی جب
در آئی نظم میں ... کی

ہو میں طبع اسطرح سے نثر میں جا بجا
اب اس یوسف کی ہیں یاں ہو خریدار
سراپا حسن سے معمور یہ ہے
یہ شائع جلد ہو منظور یہ ہے

خریدار اسکے ہوں گے دل سے اب مشتاق
انکو انتظار اب دل کو ہے مشتاق
... جنوری سے طبع آغاز
کھلے گا اس ... انجام

عذار سرخ کاغذ اسکا بھی صاف
ہے جسکا آئینہ سے نور و شفاف
خط انیس ... نستعلیق روشن
ورق ہر ایک رشک ...

تصدق اسیر اب تو یہی ہوش

[illegible]

تصنیف بفرمائش منشتری جنس گران بہائی سخن آرزو افزای متاع علم و فن ہمپایۂ فلک سابع جناب منشی نول کشور صاحب المطابع

جلد اول نسخہ منظوم

الف لیلہ منظوم

کی تاریخ بھی منظوم

۱۲ ھ

مشتمل بر دو صد و پنجاہ شب نظم عجیب و مرغوب ترانہ طوطی شیریں فسانہ تصنیف جنت النعیم مرزا صفدر علیخان نسیم

[illegible]



بسم اللہ الرحمن الرحیم

خبردار او خیال طبع چالاک
کہ ہی وقت ثنای ایزد پاک
اوٹھا پردہ دکھا حسن قدم کو
مبارک کیا مضمون دہی قلم کو

طبیعت خوشنگار بدعا ہی
تبا [illegible] ظاہر و باطن ہی کیا ہی
ہمہ ہین عاشق و معشوق یکجا
یہ کیسا ہی طلسم حیرت افزا

نہ معشوق اگر عاشق ہو پہر خاک
نہ گویائی نہ بینائی نہ ادراک
عجب یہ اتفاق جسم و جان ہی
کہ ظاہر ہی کوئی کوئی نہان ہی

نہان ہی سارے رنج و ہی [illegible]
پس پردہ ہی کوئی اور دلدار
بڑی مشتاق ہین آنکہین [illegible]
کوئی دم دیکہ چشم مہجران

معاف [illegible] نکتہ چین ہین [illegible]
تباون کس طرح کیا ہون کہ ہی [illegible]
غرض کہتا نہیں اس سخن ہی
سمجھ لی کچھ مری طرز سخن ہی

ابتدای اقلیم جب [illegible] تسلیم

نعت

مری الفاظ ہین شایان تسلیم

زبان ہو [illegible] بلبل کی
بیان کر وصف محبوب خدا کی
محمد کہ کہ چشم شوق وا ہی
تقاضای تمنا ہو رہا ہی

محبت کی ادا [illegible]
محمد کہتی کہتی دم نکل جای
دم ہر خیر جب ہر جان [illegible]
تو آل پاک پر قربان جاون

بیان [illegible] طلب [illegible] زبان

سبب تالیف داستان اور مدح جناب منشی نولکشور صاحب [illegible]

سبب تالیف کا یہ بیان ہی

[illegible] وقت آیا
زبان ہو جوش [illegible] آیا
ذرا کہتا نہیں [illegible]
تمنا ہی کہ [illegible]

ہر اک قطرہ [illegible]
مری قدرت کی [illegible]
کہا تک [illegible] کثرت [illegible]
طبیعت ہین [illegible]

فراسن [illegible] الفاظ [illegible]
خبر [illegible] کیا میری کہانی
جناب منشی [illegible]
بشکل [illegible] عالم ہین یگانہ

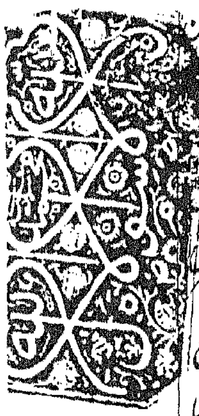
مسیحا کی طرح عالی مکان [illegible]
زمین [illegible] قدم [illegible] آسمان [illegible]
یہ عالم جوش طوفان [illegible]
[illegible]

جبین مانند لوح [illegible]
[illegible] سا [illegible]
دو ابرو [illegible] ماہ [illegible]
[illegible]

وہ آنکہین [illegible]
وہ مژگان [illegible]
آنکہین [illegible] زخم جگر [illegible]
[illegible]

نشان حسن قدرت [illegible]
[illegible] [illegible]
وہ عارض [illegible] صبح [illegible]
فروغ حسن جنکا حیرت [illegible]

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
زبان [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]



کہان تب تو [illegible] ایسا جہان نہین / کہ شامل اسکا نہین ہندستان نہین
سنا جسکو کہ وہ کامل ہنر مین / کہا حاضر رہی اس انجمن مین

طبیعت مین جو اک یہ جہان ہے / فقط منظور خاطر امتحان ہے
اودہ کی سیر کا بھی دہیان آیا / نصیبا لکھنؤ کا کھینچ لایا

[illegible] کی دعا / کہ یہ وقت کو بھیجا خدا نے
بنا وہ ابر نیسان مین خلق / ہوا البرز گوہر دامن خلق

[illegible] / اگر بھی شامل [illegible]
کئی دن تک بھی تقسیم زر کی / گئی اوسکو نہ تھی طاقت نثر کی

پھر اسکی بعد جو تھی داستان ہو / اگر تھا [illegible] سنج و [illegible]
ہوی نوکر برای کار مطبع / بہار افزا ہوا گلزار مطبع

مسیح جہان میں تھا سبی عالم / لکھون تعریف اونکی جتنی ہی کم
رہے پابند ارشاد معلی / سجا لائی وہی جو حکم پایا

بہت کاتب جو تھی استاد دوران / کہا ادنی کی کہو اب قیمت جہان
قصص تحریر ہون جو جو ہین مشہور / کہ ہی باعث خاطر کو منظور

رہین نہ یادگار دور باقی / زمانی مین ہین جب تک جام ساقی
کہا جی بھی ہی سرمایۂ شوق / تمہاری فکر کا عالم [illegible]

نہین استاد کہتا ہی یہ بات / زبانون پہ ہی سبکی فسانہ
کتاب الف لیلہ نظم اگر ہو / عجب کیا ہی پسند [illegible]

کہا سنکر [illegible] امر شعرا / کہان فرصت ہے لیکن اتنی [illegible]
مگر اسکا سبی زیبا نہین ہے / کہ اسکا گونہ رائج جہان ہے

یہ سنکر شعرا [illegible] گیا / سر آغاز و ختم اوسکا کیا
کہا جلد آپ اسکو نظم فرمائین / کہ ہون محظوظ اول ساتھ [illegible]

ارادہ تھا کہ کچھ لکھے ملا / پس چندی یہ پوچھا حکم آگاہ
کہ لاؤ الف لیلہ الف لیلا / فروغ [illegible] حضرت کو کہا

یہ سنتی ہی ہوئی خاطر جو برہم / تو کیسی الف لیلہ اور کہان ہم
کہا بہتر سجا لاتا ہون ارشاد / ہوئی پابند حضرت طبع آزاد

آغاز داستان

کہا جب یہ مین آیا بہ تامل / اب مضمون سے پیکا کیف دل

چل آ ساقی [illegible] دی / کہ لطف [illegible] سیر [illegible]
قدم [illegible] ہوش کی / تصدق جاؤن [illegible] جوش کی

ہر اک مضمون سے لیٹون چھوٹ آ / [illegible] گنہگار
نہین ہی ایک قصہ پر فسانہ / سنا [illegible] سنا ہی جو فسانہ

کہ تھا اک بادشاہ صاحب [illegible] / ازل سے [illegible]
نہ تھی کچھ فکر [illegible] آرام / [illegible] شہریار [illegible] نام

مقام سلطنت اوسکا [illegible] / سپاہ و جاہ سے محظوظ و خرسند
[illegible] / [illegible]

[illegible] / جدائی اس محبت پر ستم تھی
پیر از مدت جو اک [illegible] آیا / [illegible] پایا

[illegible] / [illegible]
[illegible] / [illegible]

[illegible] / ہوا صرف [illegible] ان [illegible]
[illegible] / [illegible]

[illegible] / [illegible]
طبیعت [illegible] / [illegible]

کہا اک [illegible] / [illegible] طاقت [illegible]
نہین [illegible] / [illegible] نہین ہے

وزیر باخرد یہہ بات سنکر
کہا اچھا ہوا دستور رہا ہے
سنا جب خسرو چین نے بلایا
ترخ پر سحاب اشک آیا
ہجوم آرزو دل پر جو آیا
پس از تسکین دل یون حکم بھیجا
کہا یون شوق فی سلطان چین نے
پلا ساقی شراب ارغوانے
لپٹ جا آنگی سے پھر سفر ہے
کہ رشک حور تھی اک بانو شاہ
غضب آنکھون مین تھی کیفیت لبریز
یکایک شوق فی کی مہربانی
قریب بجنگی پستان کو پایا
ہوئی مائل طبیعت جانب یار
بشکل شب قریب روز آیا
کمال جوش مین تنہا سمجھ کے
کہ آئے چھینک کی آواز ناگاہ
یہہ کہتے تھی کہ آئی اک صدا اور
نہ غافل ہو اجل کھینچکر جہان ہے
مبارکباد ماتم ہے ہر آواز
چلو پہلا مین [illegible] سیر عدم ہے
آہ آتی [illegible] آئی جوبن پر یہہ سنکر
حیا سے چھپنے لگی آنکھون مین آنکر

ہوا آمادہ عرض کرکر
پونہچکر جلد قرب ملک شاہی
گیا پابوس کو اور سر جھکایا
مزار رایا کا اون نے دکھایا
بشکل زلف جانان پیچ کھایا
کہ ہی دستور رشتہ مہان میرا
کہ کل ہوگا سفر اس سرزمین سے

کہ مجھکو حکم والا ہو تو جاؤن
برای عرض بھیجا اک خبردار
دیا خط اور کہا گذرا جو تھا حال
تن سوزان جو بھیگا چشم تر سے
تڑپ کر صورت سیماب سوزان
مہیا ہوئین سب عورت کے سامان
چلو بانو کے پاس اپنے کوئی دم

کہون یہہ حال اور کوئی زبان
کہا کہنا کہ حاضر ہے نگار
پڑہے الفاظ [illegible] سنا حال
دھوان جیسا [illegible]
ہوا حد نظر سے سب کی پنہان
رہین عیش و طرب وحشت گزیدہ
کہ شب تھوڑی سی رہی فرصت بہت کم
کہ مہمان ہے بہار زندگانی

روانہ ہونا سلطان چین کا سوی سمرقند بعد قتل بانوی ارجمند

نہین معلوم کیا ہو کیا خبر ہے
پری پیکر سمن بر غیرت ماہ
سنان ہر مژہ دل کے لیے تیز
ہوا برہم مزاج نوجوانے
ہوس نے اور ہی مطلب سجھایا
پکارا وہ تھی تمنا ہائے دلدار
وہ سمجھے عاشق دلسوز آیا
وہ لپٹا سانپ شاخ صندلی سی
پری نے دل سے اک کھینچی آہ
سنا بانو نے سلطان نے جو یہہ غور

خبرداران الفاظ و معانے
نظر مین تیز بان تیغ اجل کے
مزاج ایسا ہی دل سی گہبکتا
نگہہ پونہچی جو سوی سینہ صاف
لگے بولنے وہ شمع ساق پا سے
قضا را ایک لبنان سینہ پر
نگاہون مین لیا لب کیف [illegible]
نہ پائی تھی فراغت مدعا نے
کہا یہہ ہے شگون بد سفر کا
کچھ الفاظ غزل تھی نحر حال

بیان کرتے ہین یون یہہ کہانی
لب شیرین مین شیرینی عسل کے
سخن تا لب حیا سی اٹکتا
نظر آیا کچھ ابھرا نور شفاف
گہر آیا ابر سے جا بجا سے
نہایت زشت پیکر مرد بدخو
اشارون سے عیان شہوت پرستے
نہ وہی تھے مخلصے حرص ہوائی
بلا آئے گی چھینک کوئی بھر
او سے گا تا تھا کوئی تنک [illegible]

غزل

زمانہ جامی آسائش کہان ہے
کہ اس گلشن کو تکلیف خزان ہے
ڈہلا سرمہ بھر آئے دیدۂ تر
ندامت نے کیا بے سر جھکا کر

لحد کو آرزوئین استخوان کے
نہین ممکن رہے یہہ بزم باہم
نگاہین پرکر گئین جالا کیون ہے
مروت نہ خیا ہے رخصت از رو

یہہ سامان چند ساعت سی جہان ہے
برآئے [illegible] مشتاق آسمان ہے
نسیم اک دن فراق جسم و جان ہے
اڑا او تنک گئے مین بیا کیون ہے
زبان سنہ بانی طرز گفتگو سی

ہوس پھنسی ہی ہوئی گرمی کہانی کے / پھر آئے جو سبے خاطر میں چلے
طبیعت سے جو سمجھایا اشارا / لو ٹکڑی پیدا کا بنا جسم سارا

اتارا بانو سلطان نی زیور / کہا راضی ہیں جو حکم مقدر
پھر آیا جب تو نے دل جو کہا / کہا جو جن سو اتی نیار خنجر کو

لگا کہنے کہ ہو ساتھ رہنا تم ہمارے / کرنا کریں فرشتے بھی اونار
اسی صورت سی کچھ کچھ یک بیک سوتی / کہ غفلت آگئی خواب اجل کی

یہ ای کو دیکھکر سلطان کو تقدیر / ہوئی اوس چہنک کی ظاہر تاثیر
کہ پہنچی جب نظر شادمان کی / نظر آئی عجب صورت وہاں کی

کہ جو خواب پارسا ہو خوب ہے / نہاں گوشے میں [illegible]
نشان بوستون کہیں [illegible] / مراتب میں نہیں جو سامنے تھا

نہیں میں شک ہی سبب [illegible] / نکالے سے ہیں ہوش قبا [illegible]
کہا سلطان [illegible] / نظر آتا ہی کیا ای [illegible]

غرض دنیا ہوئی آنکھوں میں تار / کمال غیظ میں [illegible]
کہ [illegible] کھینچ کر تیغ دو [illegible] / کیا دونوں کو دو [illegible]

ہوا غصہ دلیں جیسے [illegible] / کہ یہ سچائی سب [illegible]
ہوا سلطان [illegible] / ہوا دستور سابق ولیں [illegible]

برادر جب برادر پاس آیا / نگاہوں سے گرا یا ہم اٹھایا
سحر کو جب [illegible] زمانہ / ہوا سامان جشن خسروانہ

جہاں شاہ و ارجمند کا اکیلی شکار کی اور دیکھنا خاقان چین کا اک ساتھ عجیب باغ میں اور دونوں [illegible] گرفتار

کہ شک تا ہی مجھے یہ [illegible] باقی / رہی پھر وہی تری قربان ساقی
طبیعت جوش میں لاتی ہی [illegible] / دیا سنفری سے [illegible] آتی ہی

دکھاتا ہی جگر سیر اترا یا / سناؤں کیا تی کا فسانا
کسی دن یہ سلطان ارجمند / گیا پیش برادر شاد و خرسند

کیا دلیں ارادہ سیر کا ہے / کہو بھائی تمہارا قصد کیا ہے
وہ بولا میں ابھی ہون تو دل آنکا / نہیں خاطر مری شایان اقرار

بجا لاتا میں ارشاد سے چلے / مگر غیبت میں خالق کو سونپا
کہا کنگ اوس گھری خوش ہوا / کہا بہتر بشرط فضل غفار

ہوا عازم شہ والا سپہ لے کر / رہا یا بندہ وعدے کا [illegible]
مگر جبتی نہتی خاطر کسی کو / کہ تھے پیش نظر افعال بانو

کیا قسمت نے یہ کیا ساتھ / دکھاؤں وہ جو اس [illegible]
گیا زخم جگر جب شب نے پہلا / ہوئی نور سحر [illegible] شیدا

بٹیں کچھ کچھ کہ ایک کی نگاہیں / نظر آئے لگیں آنکھوں کو راہیں
اٹھا خاقان چین [illegible] / رہا سرشت طاقت [illegible]

غرض ابعاد فراغ دور قرآن / ہوا مسند نشین خاقان [illegible]
طبیعت محو سامان جہان تھی / وہ سب کچھ تھی [illegible]

تہ دیوار قصر اک باغ پایا / نظر نے جب قدم اپنا جمایا
ہوا ثابت کہ خاتون برادر / خدا سمین [illegible] ساتھ لیکر

قریب حوض آئی تھی نہانے / بھوس لائی تھی [illegible]
گنا تو بیس تھیں وہ حور پیکر / فروغ حسن میں [illegible]

ہوئیں [illegible] تن اتار / [illegible] باہم [illegible]
وصل وصیں [illegible] / گئے [illegible]

یہ سلطان دیکھکر خاقان [illegible] / [illegible]
یہ منظر اک [illegible] / [illegible] آفات

فراز نخل [illegible] / [illegible]
[illegible] شاہ چین [illegible] / [illegible]

دہی پہلا سا صدمہ پا اٹھایا
ہوئی جب دونوں بہائی شکوہ باہم
سنا جب شاہ نے شل شعلہ تڑکا
کئی دن بعد دونوں شاہ باہم
کہ وہ خاتون سلطان سمرقند
اور بیٹھے گھڑی اک دونوں شاہ علی
مناسب ہے کہ دنیا ترک کر دین
تو بعد از دیدار بیٹے گھر کو اپنے
بڑے ہے دو چار منزل دل ہی کی
وہ تھا اک دشت وحشت خیز ویران
مصیبت زا بشکل ہجر جانان
وہاں تقدیر سے آرام چاہا
عجب سے سبزہ تو ہو ہی ہے
فراغت پائی سجدہ سے جبکہ
کمر ان دو شناور نے باندہی
کمال غور سے جب خوب دیکھا
یہ سندوق آہن اک سر پہ
پڑی ہے ساتھہ قفل آہنی کی
ہوا قربان اوس کے دو نوجوان
اٹھائی آنکھ سوئے نور قدرت
کہا اوس نے [illegible]
جب [illegible]
[illegible] آخر کو جایا

اگر جبر ضبط لب پر کچھ نہ آیا
کہا سلطان چین نے حال اوس کا
کہا یہ کیا کہا بھائی یہ کیا
ہوئی اک جا یہ تنہا میں غم
اوسی صورت سے دلمیں شاد ہو کر
چلے باہم ہو وہ باغ خالی
زبان سے اب نہ کسکا نام ہی ہے
فلک کے مار سیہ پہر اٹھاتیں
تمکے مثل امید عاشق زار
ہزاروں جسمیں تہہ آئیں رہتا
زیادہ قلب منظر سے [illegible]
فلک نے اور ہی کچھ [illegible]
نہ گلگون کو [illegible]
طپش و رنج [illegible]
کہ اک غل [illegible]
تو [illegible] غل کا سبب [illegible]
[illegible] سے برابر
[illegible] اک ستمگر
[illegible] سرکار
نظر آئے [illegible] گرفتار
سبب آنیکا [illegible] کچھ بتاؤ
کیا انکار لیکن تہا نہ قابو
بجا لائی [illegible] تکرار

ہی سلطان عالی [illegible]
یہ مجھکو حکم [illegible] ہو تو
نہ [illegible] آیا
برای عرض [illegible]
دو یا خط اور [illegible]
بیٹھے ہوئی تہی دونوں [illegible]
تن [illegible] میں لیکی اپنی ساتھہ لائے
[illegible] ٹھہری کہیں [illegible]
ایسا ہی دیکھیں اور اگر حال
یہ شہزادین ہوئی کہنی دونوں سلطان
گرے مانند اشک تر زمین پر
درازی اوسکی سر حد عدم تک
تہے راحت سے مثل بخت مجبور
کہ لیئے وہ اسیر دام تقدیر
کہ اتنے میں چہپا [illegible] شام غم کا
ارادوں کی ہوس گرمی پر آئی
نہایت خوف سے تہا دل مضطر
تو ہی مانند کوہ وہ سخت [illegible]
قریب اک نخل کے وہ آکے ٹھہرا
بشکل مہر تابندہ پہر یہ رو
یہ کہکر اوسکے زانو پر وہ [illegible]
کہا تم کون ہو حیران ہوئی تہی
وہ بولے ہم غریب الوطن ہیں
وہ بولی کچھ توقف کر کے [illegible]
فراغت پائی جبکہ [illegible] ہوس کے

نظر آیا اوسے سامان [illegible]
تمہاری گہر میں ایسا [illegible]
وہ اپنے فعل کی [illegible]
امید سیر سابق میں [illegible]
فلک نے پہر وہی صورت دکھائی
نہیں بنتی کبھی بگڑی ہوئی بات
زیادہ اسنے ہو کوئی بدفعال
بشکل گیسو برہم پریشان
نہ اٹھا پہر قدم ٹہری ہیں [illegible]
ٹھہری [illegible] قیس کا جسمیں قدم تک
امید زیست اوسمیں ہزاروں دور
تمنا جنکی تہی شایان تقدیر
بشکل بخت دشمن مہر جسکا
پہری دلمیں تمنا کی دہائی
چڑھے اک نخل پر دونوں برادر
نہایت تیرہ دل بد خو ستمگر
زمین پر بوجھہ کو ٹہرا کے ٹہرا
نہایت عشوہ گر [illegible]
پری سمجھی کہ نقد ہوش کہویا
بشکل بید ترزان ہوئی تہی
مصیبت میں سر [illegible] مبتلا ہیں
جگا دونگی اسی دم [illegible]
کمر باندہی ہے اک [illegible]

پھر اک کے پاس تھی ایک نیلم
پری بولی اتار لینگے یہ ہم

پھر اپنے پاس سے تھیلی نکالی
انگوٹھی لیکے اوس تھیلی میں ڈالی

نگین اٹھا لوی نہیں سب وہ خاتم
کہا یہ کیا ہیں تجھے کہیں ہم

انھوں نے عرض کی ہم سمجھے نہیں
اشاروں سے تمہاری پر خطا ہیں

کہا میں تھی عروس پاکدامن
اوٹھا لایا مجھے یہ دیو بدظن

چھپا لایا اقربا سے پاس رکھا
ضرا اتنک نہیں کچھ بھید سیکھا

حفاظت کی یہانتک قفل ڈالے
رہے انسان کے پر آنی کی لالے

مگر کیا مکر کو عورت نے جانے
رکھا اپنے تئیں جس جس نے سکا

کیا پہلو میں اسکے کام اپنا
یہی آغاز اور انجام اپنا

یہی دو کم تھے تم میں سو ملی تم
سنا جب عقل دونوں کی ہوئی گم

کہا بھائی سے بھائی نے برادر
یہ ہم سے ہی زیادہ ہر طرح بد

چلو اب گھر کو پورا ہو چکا قول
نظر آتا ہی مجکو ڈول بڈول

کئی دن بعد پھر اپنے گھر آئے
نہایت بیقرار و مضطر آئے

کہا بھائی سے شہ نے اے برادر
ہو نا اپنے دلمیں تم مکدر

مجھے اک بات کرنی ہی کرونگا
جواب اس فعل بد کا خوب دونگا

کہا وہ کیا ہی بولا اے برادر
نکاح تازہ ہو ہر شب برابر

رہی شب بھر بغل میں یار جانی
سحر کو ہو وداع زندگانی

مگر نا چاہیے کچھ رحم اصلا
سنا سب نے ہی سزا کے سبب فرقا

بلایا پھر وزیر باوفا کو
کہا ہر رات حاضر اک حسین ہو

بجا لایا بدل وہ حکم دستور
کیا منظور شہ کو تھا جو منظور

عروس نو بغل میں رہ کے شب بھر
سحر کو موت کا چکھنے تھی ساغر

پھر اسکے بعد گھر میں شاہ آیا
خواصوں اور بانو کو بلایا

کہا سب کو برابر قتل کیا
سزا کو اپنے پہونچے سر گنہگار

طبیعت میں جو تھی بے اعتباری
رہا وہ حکم سابق سے وہ جاری

پلا ساقی وہی پھر ارغوانی
کہ آئی جس سے بوئی مہربانی

وزیر کی بیٹیوں کا یہہ حال سننا اور تدبیر بادشاہ عمل میں لانا

نئی اک داستان تم کو سناؤں
طلسم تازہ کی صورت دکھاؤں

وزیر شاہ رکھتا تھا دو دختر
پھر اس پر ماہ سیما حور پیکر

وہ تھیں شہزاد و دنیازاد مشہور
بہت مانوس تھا دونوں سے دستور

فلاطون سے فراست میں زیادہ
زمانی سے ریاست میں زیادہ

سنا شہزادی نے جب حکم سلطان
کہ ہوتا ہی نیا ہر صبح سامان

سر شب بیکی زینت انجمن کو
سحر کو قتل کرتی ہیں [illegible] کو

کہا دل سے یہ کیوں ہی خبط شہ کو
مناسب ہی علاج اسکا کوئی ہو

سبب آیا اپنے گھر دستور بیچارا
کئی بیٹی پر وہ غیرت ماہ

سنا تھا جو سنایا اور یہہ بھی کہا
کہ اس سے مدعائے شاہ ہی کیا

کہاں تک خون ناحق سر پہ لیگا
خدا کو کیا جواب اسکا یہ دیگا

کہا دستور نے دختر سے خاموش
نہ لا اسکو زبان پر ہے [illegible] ہوش

تعجب ہی مجھے بیتا ہے کہنا
نہیں کچھ اختیار اب ہیں اصلا

کہا بیٹی نے یہہ ارشاد کیا ہی
خطا ہی یہہ خطا ہی یہہ خطا ہی

جنے کچھ عرض ہی اسکو سنیں آپ
جواب با صواب سوچئے گر آپ

کہا فرزند کہ یہہ صدق میں تجہپر
بجا لا کر وہ تسلیم کر [illegible]

ہوئی گویا کہ ای دستور عالی
بہت کچھ [illegible] تو میں ہونگی [illegible]

کہیں گی سب نکالا یہہ جو دستور
مگر اس بات کا بانی ہی دستور

نہیں کہتی ہیں [illegible] بیتا [illegible]
غضب لاتا ہی ہر شب تازہ [illegible]

بڑی بدنامیاں ہونگی جہان میں
نہ ہے [illegible] فکر سلطان نے ان میں

خدا کا خوف [illegible] لینا
کئی ایسی یہہ خطا [illegible]

کہ یہ سیر آخر جو اوس شاہ کی تھا
سنا بیٹی سے یہ جس دم وزیر
سو حیرت سے کہ تونی آج کی آ
کہا بیٹی نی بابا بات کیسی
سنا دی خامہ یہ قصہ شتابی
کہ یعنے وہ وزیر صاحب جاہ
کہ تھا اک مرد تاجر صاحب مال
مکان اوسنے بنایا تھا کسی جا
کہ تھی سی اگر تقدیر پائے
سحر سے شام تک ہی تجکو آرام
سمجھ یا لک سے تجھے بھی تو اجا
سحر کے وقت سیر وا پا تو آیا
جتا گھوڑا تو سمجھا وہ اشتہ
کہا اوسنی تماشون کی شپ
وہ بولی اوسکی زوجہ کا کھول
سر شب تھان پر جب پتی آیا
یہ بوٹا ہی اسی تعداب کرو
ہنسا تاجر سمجھ کر لیں یہ راز
اسی انکار تھا وہ ہٹ پہ آئی
خدا کی واسطے لی جاگ ساتھے
بہجوم آرزو کہتا ہی لاجام
غرض تاجر نی جب دیکھا تماشے
یہ سودا اگر تو مجبور ناچار

رہیون شب بھیں اوس گلہ گاہ کی بہا
اجازت اشک کو دی چشم تر نے
خلاف عقل جیسے کیون کہی بات

سمجھانا وزیر کا بیٹی کو بیل اور گھوڑی کی قصے سے اور مرغ کا حال بیان کرنا

عجب آغاز طرفہ سانحا ہے
شریف قوم و دارا خدا آگاہ
نہایت خوش مزاج و نیک افعال
جہا تھا وہان سامان سارا
تو جو زیست ہم ہی کچھ اٹھاتے
رہا ان اس کام پر شب نا کام
نکلے کا تجھسے کوئی کار دشوار
تو بیل کے بیل کو بیمار پایا
بیٹا تھا وہان بھولی اپنی ہی نمیر
کرو گی عقد یا شاہ خوش اتفا
سنون کس طرح ہے وہ نیک اعمال
تو اوسنے بیل کو اب یون سمجھایا
کہا اسکا گوشت سب شہر کوانی
کہا زوجہ نی اوسکی یون زبانہ

سمجھانا کتے کا مرغ کو اور جواب دینا مرغ کا اور بیٹی کا سمجھا کر

کہ خاطر کو ہوئی یہ لاگ سے
جو سکا تھا کہ آیا اور ہنگام
سنا تھا جسکو زوجہ کی بات نے
سمجھا جس طرح ہم الٹی شوق دلیا

سحر کو جو گذر جائے گذر جاتے
کہا سمجھ کیا کہا خاموش خاتون
رہو تیرا ابھی حال بیان لیے

تحیر خیز ہی ساری کہانی
مخاطب ہو کے از راہ عنایت
کبھی درویش کی اوسکو تھی
وہ گھوڑا جو کہ تھا مقبول تاجر
تجھے راحت یہان تکلیف کل کی
کہا گھوڑی نے تو بیمار ہو جا
سنا تاجر نے جس دم یہ اشارا
خبر پا کر سے کی بولا وہ بیمار
سن آیا فرزند دل سے بتا دل
کہا دستور نی اب حال تیرا
کہا دستور نے آخر وہ گھوڑا
مگر نا کل یہ حیلہ یہان خبردار
ورا بیل اور سحر کو چاق ہو کر
ہنسے ہم کیا سمجھ کر وہ بتاؤ
طبیعت صورت ہی جوش میں ہے
لب کل اس ہی اٹھا ہوا ہون
وہ عورت آخر اپنی ضد پر آئی
زبان ساکت بیان مدعا سے

نہیں کچھ غم بلا سی خدا ہی آ
سمجھتا تھا میں تجکو صاحب بخت
کہ جیسے بیل اور گھوڑے کا قصہ
خدا اسکے واسطے اب چپ رہ
رہا بیٹا میں الفاظ و معانی
کہا بیٹی سے سن یون ہی حکایت
سمجھتا تھا زبانیں سب طرح کی
کوئی بیل اوس کے گھر تھا یہ ظاہر
جو شب گذری تو پھر ہی فکر کل کی
اٹھا لینا ذرا جو میں بہت سا
کہا اوس سے کہ ہوگا کل زمانا
کہ اس کے بدلے اس گھوڑے سی ہی کام
پھر اک شب کی لی اپنی نکہ جان
اور یہ تاجر کی جو دکھا سا ہوگا
کہ جسکا حال ابھی میں کہہ چکا تھا
کہ تاجر آج کہتا تھا بتکرار
چلا ہمراہ تاجر وہ اپنی کی مستطر
جو دیکھا ہو تو میں ہی اب کہا
فلک کی اور ہی صورت کہانی
تماشا غم پہ تو شاید کوشش میں ہے
نہ برسون کس طرح فکر شتاب ہو
خفا ہو کر گئی وہ سینے دہائی
تماشا جسکی چپکی کچھ خدا سے

وہیں تھا ایک کتا بھی وفادار / کہیں سے تھی مرغ کی جوڑی بھی جاکر
کہا او مرغ تو کیا بیجا سبب ہے / ترا مالک تو غم میں مبتلا ہے
وہ بولا او سگ نادان بیہوش / یہ تاجر ہو گیا ہی خود فراموش
نہ دامن مجھ سے اک نقش عجیب اور / نگاہ غور سے دیکھا کئی کچھ طور
پئی تفریح دل وہ گھر سے نکلا / صدا کی طرح قید در سے نکلا
قریب بخت لی کی مہربانی / طبیعت آئی سوی نوجوانی
اٹھائی آنکھ حسب حکم تقدیر / نظر آئی اوسی اک مہ کی تصویر
دل بیتاب تڑپا مثل بسمل / پکاری آرزو احسان قاتل
ہوس بولی نہیں ہم جا بی بستر / زمین کو دھوئی ابر دیدہ تر
سراپا یوس میں نہ اپ شب آئی / تمنا آہ ہو کر تا لب آئے
نہ ٹھہری دل قدم لیکن ٹھہر جائے / یہیں جو کچھ گذرنی ہو گذر جائے
ہوا اعلیٰ جبکہ عرصہ نصف شب کا / نظر آیا وہاں سامان غضب کا
یہ بولا بندہ مجبور ہوں میں / نہیں ہوں چور اک مغرور ہوں میں
یہ کہکر سے لگیا اوسکو مکان میں / کیا محبوس اک کنج نہاں میں
تھکا تھا پہلو بانو میں سویا / پس از کچھ دیر نقد ہوش کھویا
تعلق چھوڑ کر سارے وہاں کے / ہوی ہمراہ یار نوجوان کی
تمنا جسکے تھی پہلو میں ہی وہ / گمان جسکا نہ تھا قابو میں ہے وہ
بسر کرتا ہی کیوں بیکار اوقات / مناسب ہے اب اس تاجر کو کہنا بات
کبھی خاتون کی ہو جائیگی آ ست / میں سچ کہتا ہوں اسکے کم و کاست
اسی لازم ہی پاس قول استاد / کہ کیا درویش کا تھا حکم ارشاد
سنا یہ سنے اور آیا محل میں / جو کچھ منظور تھا لایا عمل میں
سزا پائیگی تو بیوی ہی فرزند / نہ کچھ لطف نہ دیر پر طبع خورسند
لے آیا پھر عقد اوسنا زنین کو / کیا ہم بزم سلطان مہ جبین کو

ہوا از حسب جب بارہ سی آگے / تو اس کی تھی کی صورت دیکھ کے
تجھے ہی رغبت شہوت پرستی / نہیں اس وقت زیبا جوش مستی
نہیں شاید قریب ان سی آئیگا / کہ ہوتا ہی یہ فرقہ سخت گمراہ
کسے جا ایک جوان نازنین تھا / نہایت خوبرو شعلہ جبین تھا
بڑھا جاتا تھا جیسے شوق بیدار / نظر نیچے کیے مثل گنہگار
محبت سے جو پہلو گدگدایا / دل مشتاق پر قابو نہ پایا
فروغ حسن پر قربان ہوا وہ / بشکل آئینہ حیران ہوا وہ
نگاہیں ہو گئیں نزدیک جا کے / اور آب مانع ہوا آنکھیں دکھا کے
کہ اتنے میں چھپا اون صورت یار / ہوئیں دھندلی دلگائیں راہ دیدار
صدا آئی فراز آسمان سے / سفر ہی نامبارک اب یہاں سے
طبیعت لی کہا بنہا ہی یہ بات / بہر صورت اب ہو جائیگی آت
کہ آیا کوتوال نیک اوقات / کہا تو کون ہی اور یہ ادھر آیا
عسس بولا کہ یہ تو گھر ہی میرا / یہاں آیا ہی کیوں کیا کام تیرا
پھر آکر حال بانو کو سنایا / اوسی مضطر بحال خود نہ پایا
پری کی کھینچکر تیغ دو پیکر / سر اوسکا کاٹ کر پھینکا زمین پر
رہا یہ عاشق مشتاق حیران / کہ قسمت نے کہا یا طرفہ سامان
سیلا ہوں جبکہ یہ افعال اسکے / تو کیا شایان احسان حال اسکے
کہ ضرب سخت سی اصنی بنائی / نہ مطلق رحم کچھ خاطر میں لائے
زبان تک آ گیا شاید اگر راز / تو ہو گا مرگ سی کی شبہ و ساز
اگر بولا تو خفت ہی جہان سے / یہی بہتر نہ نکلے کچھ زبان سے
کیا پیدا و سنے بانو کو مجبور / کہا اب کچھ نہیں خاطر کو منظور
سنا اوسنی نہانی جب کہ لی آت / تو وہ دستور گھر کا بیکے سیمات
سر شب جشن شادی جا کر / سپرد شاہ کی اوسنے دو دختر

کہ ہو میرا عقد جو اوس شاہ کی
رہوں مشتاق میں اوس کلام کی بھی

سحر کو جو گزر جائی گذر جائے
نہیں کچھ غم بلا سے موت ہی آئے

سنا بیٹی نے جب یہ سب پدر نے
اجازت اشک کو دی چشم تر نے

کہا سمجھ کیا کہا خاموش ہو
سمجھتا تھا میں تجھکو صاحب ہوش

سمجھتی ہے کہ تو نی آج کی رات
خدا نے عقل جیسے کیوں کہی بات

نہ ہو تیرا بھی حال ایسا ہی جان لے
کہ جیسے بیل اور گھوڑے کا قصا

کہا بیٹی نے بابا جان کہیے

کہنا وزیر کا بیٹی کو بیل اور گھوڑے کا قصہ اور مرغ کا حال بیان کر کے

خدا کے واسطے اب چپ نہ رہیے

گھڑی ایسی خامہ یہ قصا سنایا
عجب آغاز طرفہ سا تھا

تحیر خیز ہی ساری کہانی
تعجب سا ہیں الفاظ و معانی

کہ تھے وہ وزیر صاحب جاہ
شریف قوم و دارا خوش آگاہ

مخاطب ہو کے ازراہ عنایت
کہا بیٹی سے سن یوں ہی حکایت

کہ تھا اک مرد تاجر خوش اقبال
نہایت خوش مزاج و نیک افعال

کسی درویش کی اسکو دعا تھی
سمجھتا تھا زبانیں ہر طرح کی

مکان اوس نے بنایا تھا کسی جا
کہ بنا تھا وہاں سامان سارا

وہ گھوڑا جو کہ تھا مقبول تاجر
کوئی بیل اوس سے کرتا تھا یہ ظاہر

کہ بہتر ہی اگر تقدیر پائے
تو حد زیست تم بھی کچھ اٹھائے

تجھے راحت یہاں تکلیف کل کی
جو شب گذری تھی بیل فکر کل کی

سحر سے شام تک ہی تجکو آرام
رہا اوس کام پہ ہر وقت ناکام

کہا گھوڑے نے تو بیمار ہو جا
اٹھا بیکا غرا ہمیں بہت سا

سمجھ مالک تجھے سمجھے نہ بیمار
نہ لے گا تجھ سے کوئی کار دشوار

سنا تاجر نے جب یہ دم سارا
کہا دل میں کہ ہو گا کل تماشا

سحر کے وقت ہمراہ بیل آیا
تو اوس نے بیل کو بیمار پایا

خبر مالک سے کی تو لادو بیکار
کہا اس کے بدلی اس گھوڑے سے بوجھ لا

جتا گھوڑا تو سمجھا وہ آفت
بلا سے جان تو ہو لی اپنی ہی مصیبت

سنو اے فرزند مثل سیر باون
پیرا کہ شب کی لیے اپنی بکھو جان

کہا اوس نے نما نون گی میں سیکھ
کرونگی عقد با شاہ خوش اوقات

کہا دستور کی اب حال تیرا
اوسی تاجر کی جو ویسا ہو گا

وہ بولی اوسکی زوجہ کا کہو حال
سنوں کس طرح تھی وہ نیک اعمال

کہا دستور نے آخر وہ گھوڑا
کہ جسکا حال ابھی میں کہہ چکا تھا

سر شب تھان پر جب پھر آیا
تو اوس نے بیل کو یوں سمجھایا

نکالا کل بھی حیلہ ہاں خبردار
کہ تاجر آج کہتا تھا ہنکر ار

یہ بوڑھا ہی اسی قصاب کو دو
کہ اسکا گوشت سب شہر کو کھلاؤ

ڈرا بیل اور سحر کو چاق ہو کر
چلا ہمراہ ہر واہی کی مضطر

ہنسا تاجر سمجھ کر دلمیں یہ راز
کہا زوجہ نی اوسکی یوں بہ ناز

ہنسے تم کیا سمجھ کر وہ بتاؤ
جو دیکھا ہو ہمیں بھی اب کہاؤ

اسی انکار پر وہ ہٹ پہ آئی

سمجھانا کتے کا مرغ کو اور جواب دینا مرغ کا اور زندہ رہنا سوداگر کا

فلک نی اور ہی صورت دکھائی

خدا کی واسطے لی جاک سائے
کہ خاطر کو ہوئی بہر لاگ آئے

طبیعت صورت کی جوش میں ہے
تمنا غم میں نو آغوش میں ہے

ہجوم آرزو کہتا ہی لا جام
جو کہا شیشا کہ آیا اور ہنگام

لب بسمل ابر کی اٹھا ہوا ہوں
نہ برسوں کس طرح فکر دشنا ہوں

غرض تاجر نے جتنی بات سنائی
سنا تھا جسکو زوجہ کی بات نے

وہ عورت آخر اپنی ضد پر آئی
خفا ہو کر لگی وہ دینے دہائی

نہ سمجھ اگر ہو ا مجبور ناچار
تھا جس طرح ۲۳ میں شوق دیدار

زبان ساکت بیان مدعا سے
تمنا چپکی چپکی کچھ خدا سے

وہیں تھا ایک کتا بھی وفادار
کہا او مرغ تو کیا سمجھا ہے
وہ بولا او سگ نادان بیہوش
زبانی سن مجھ سے اک نقل عجیب اور
پی تیغ دل وہ گھڑی نکلا
فریب بخت لی کی مہربانی
اٹھائی آنکھ حسب حکم تقدیر
دل بیتاب تڑپا مثل بسمل
ہوس بولی نہیں ہم جای بستر
سراپا یوس میں نہ لب شب آئی
نہ ٹھہری دل قدم لیکن ٹھہر جائے
ہوا طی جبکہ عرصہ نصف شب کا
یہہ بولا بندہ تجھ سے ہوں میں
یہہ کہہ کر لے گیا اوسکو مکان میں
تھکا تھا پہلو بانو میں سویا
تعلق چھوڑ کر سارے وہاں کے
تمنا جسکے تھی پہلو میں ہی وہ
بسر کرتا ہے کیوں بیکار اوقات
کبھی خاتون کی ہو جائیگی رات
اسی لازم ہے پس قول او استاد
ستانا چھپنے اور آیا محل میں
سزا پائیگی تو ہی یوں ہی فرزند
لے آیا پھر عقد او سمنا زمیں کو

کھٹے تھی مرغ کی جوڑی رہتی جا کے
ترا مالک تو غم میں مبتلا ہے
یہہ تاجر ہو گیا ہے خود فراموش
نگاہ غور سے دیکھا کچھ طور
صدا کی طرح قید در سی نکلا
طبیعت آئی سوی نوجوانی
نظر آئی اوسی اک مہ کی تصویر
پکاری آرزو احسان قاتل
زمیں کو دھوئی ابر دیدہ تر
تمنا آہ ہو کر تا لب آئے
نہیں جو کچھ گذرنی ہو گذر جائے
نظر آیا وہاں سامان غضب کا
نہیں ہوں چور اک مزدور ہوں میں
کیا محبوس اک کنج نہاں میں
پس از کچھ دیر نقد ہوش کھویا
ہوی ہمراہ یار نوجوان کی
گمان جسکا نہ تھا قابو میں ہے وہ
مناسب ہے اب اس تاجر کو یہ بات
میں سچ کہتا ہوں اسکے کم کا
کہ کیا درویش کا تھا حکم ارشاد
جو کچھ منظور تھا لایا عمل میں
نہ کچھ لطف نہ دیر طبع خرسند
کیا ہم بزم سلطان مہ جبیں کو

ہوا از حسب پیادہ سی آئے
تجھے ہی رغبت شہوت پرستی
نہیں شاید فریب زن سی آگاہ
کسے جا ایک جوان نازنین تھا
بڑھا جاتا تھا جیسے شوق دیدار
محبت سے جو پہلو گد گدایا
فروغ حسن پر قربان ہوا وہ
نگاہیں ہو گئیں نزدیک جا کے
کہ اتنے میں چھپا دن کھوت پایا
صدا آئی فراز آسمان سے
طبیعت لی کہا بہتر ہی بیعت
کہ آیا کوتوال نیک اوقات
عسس ہو لاکھ یہہ تو کہری میرا
پھر اکر حال بانو کو سنایا
پری لی کھینچکر تیغ دو پیکر
رہا یہہ عاشق مشتاق حیران
سہلا ہوں جبکہ یہہ افعال اسکے
کہ ضرب سخت سی اسکی بنائی
زبان تک آ گیا شاید اگر راز
اگر بولا تو خفت ہی جہان سے
کیا پیدا وسے بانو کو مجھ پر
سنا اوسنی بیانی حسب الی استدعا
سر شب منزل شادی جا کر

تو اس کتی کی لی صورت دیکھی کی
نہیں اس وقت زیبا جوش مستی
کہ ہوتا ہی یہہ فرقہ سخت گمراہ
نہایت خوبرو شعلہ جبین تھا
نظر نیچے کیے مثل گنہگار
دل مشتاق پر قابو نہ پایا
بشکل آئینہ حیران ہوا وہ
آداب مانع ہوا آنکھیں دکھا کی
ہوئیں وہ سہندلی کا بین بیقرار
سفر ہی نامبارک ات یہاں سے
بہر صورت بسر ہو جائیگی رات
کہا تو کون ہی اور ہر دو آ
یہاں آیا ہی کیوں کیا کام تیرا
اوسی مضطر بحال خوں تپیدا پایا
سر اوسکا کاٹ کر پھینکا [illegible]
کہ قسمت نی کہا [illegible] سامان
تو کیا شایان احسان حال اسکے
نہ مطلق رحم کچھ خاطر میں لائے
تو ہوگا مرگ سی کی شبہہ دمساز
یہی بہتر نہ نکلے کچھ زبان سے
کہا اب کچھ نہیں خاطر کو منظور
تو وہ دستور [illegible] ہو جائے
سپرد شاہ کی اوسنی دختر

عہد ہے شاہزادہ وزیر بچے کا بادشاہ کے ساتھ اور بلا بادہ دینا [illegible]

مزاج ارض دستی طلب ہی | سلامی ہیں طبیعت کے ارادے
نہ خالی کیجیے آغوش ساغر | نہ ہونی پائی لطف تشنگی ساقی
تری سعدے تری سعدے کہون میں | بس اے دل تا کجا یہہ کثرت شوق
درم آغاز نظم داستان ہی | ٹھہر جا ہے یہ ساعت مثل ارمان
بنے فیض زبان آویزۂ گوش | خبر دی شوق تازہ آرزو کی
عجب صورت سے تھا وہ جلوۂ ہوش | کہ عکس آ مثل حسن جانان
شگون اضطراب خاطر پاک | ہجوم شمع رویان قید محفل
کشاکش آفرین موج تبسم | مزاج نازنینان مقابل
لب زاہد پہ شکر خندۂ غم | [illegible] طیار
مبارک کیا دہلیا ہے ہر آواز | ہجوم ساغر گلرنگ ہر سو
ہر اک اپنے سخن پر آپ شیدا | کہیں بیکی ہوائی [illegible] انجام
کوئی حیران کوئی از خود فراموش | کہیں حیرت کہ یہہ سامان کیا ہے
کوئی شائق کہ کیا ہوتا ہی انجام | کسی جانب کو زاہد کی یہہ فریاد
نہ آنا ان پریرون کی دم میں | چراغ حسن مشتاق فنا ہے
سحر نزدیک ہی ہشیار رہنا | وداع بزم کا وقت آچکا ہے
ہی چشم بتان بی کیف ہو گے | یہہ ساغر سرنگون ہونے کے ہیں
نہ ہو گا جای می ان میں پینا | تمنا ہی جن آوازون سی بادا
ستم کہائی گی اس محفل کی حسرت | بدل جائی گا لطف حسن دیدار
اٹھائی گا ہر اشک احسان [illegible] | وہ آنکھیں جو ہیں محو چشم [illegible]
صدا نگیں کے قصہ بی تامل | کسی جا غل کہاں پھر تو خواہی [illegible]
ذرا آغوش کر کسی آئی زور کو | دہون پر شتیاق [illegible]
مری دیرینہ روح کو [illegible] | صدائیں گوش ساغر تک [illegible]

خدارا پھر کوئی احسان ساقی | کہ باقی ہی ابھی ارمان ساقی
[illegible] سے بسکہ تر دامان شب ہے | پی تسلیم شیشون کو جھکا دے
بشکل ابر سے ٹپکے برابر | رہیں بھیگی ہوئی بھائی [illegible]
وفور شوق سی بیخود ہوں میں | پسند آتی نہیں محرومی ذوق
ارادا اور تھا یہہ کیا بیان ہے | نہ قابو سے نکل مانند جانان
کہ تا ہو مدعا مضمون سی [illegible] | بدلجای یہہ صورت گفتگو کی
جبین فرسا ہو بان آ عرض [illegible] | نگاہ وچشم سی دست و گریبان
فروغ نور عارض [illegible] | نظر قربان مثل روح بسمل
[illegible] خندۂ اوج تبسم | کشیدہ صورت دامان قاتل
[illegible] مثل زلف برہم | تمنا بے سبب برہم گنہگار
[illegible] ساز | صدای رنزش می سخت [illegible]
ترشح کیفیت کا آنکھون سی پیدا | کوئی مسرت دیدار [illegible]
کسی کو [illegible] مانند بیہوش | کوئی [illegible] طلسم خوش تماشا ہے
کسی کو ہے یہ راحت سی آرام | نہیں دنیا مقام عشرت آباد
یہہ سامان رخصتی ہے جیتے ہیں | کوئی لحظہ یہہ جلوہ ہی تو کیا ہے
نہ ہو طلعت دلدار رہنا | قریب ختم رسم مدعا ہے
یہہ صحبت قابل صد حیف ہو گی | ندامت عفو چاہی گی خدا سے
دکھائیں گے گلو سی خشک مینا | وہی ہو نگی مبارکباد افسوس
[illegible] کہا ہی گی نہ سینہ بیدل کی حسرت | کھینچی گی آرزو میں صورت [illegible]
[illegible] بقید رنج کی مثل دشمن | اور نہیں فرصت نہ دیکھی دیدار [illegible]
گریبان چاک ہو نگی صورت گل | مری ساقی خدارا مہربانی
تہی ساغر ملا منہ سی سبو کو | شکست عہد زاہد کی قسم ہے
[illegible] | نہ حرف ولفظ مطلب کی خبر ہے

زبانیں خشک ہو جاتیں دہن میں / رہی باقی نہ سستی تک بدن میں
لب ساغر لب مشتاق پر ہو / تصدق چشم زاہد کی نظر ہو
کہیں فریاد یا ہو سی جگر چاک / کوئی افتادہ محو بوسۂ خاک
کسیکو قلب کی جانب نگاہیں / لطیفے سب روان شفاف آئین
کہیں فکر بھی سی آشنائی / کسیکو جوہر سے حاصل صفائی
کوئی مصروف دید باطنی میں / کہیں شیطان فکر دشمنی میں
کہ بس اٹھی میں سمٹی زلف شب کے / ہوئی خاطر کو پابندی ادب کے
قریب منزل راحت جب آیا / شعاع حسن نے حیران بنایا
بشکل آرزو پنہاں حیا میں / نہایت متقی طرز بقا میں
طبیعت مائل تجویز مطلب / کہ مدعا ئی جو ہوئی ہو شب
وہ رشک حور بگڑی مشکل عادت / نگاہ مہر بولی جو اجازت
زبان شاہ سی اک آہ نکلی / دہن کی سختی سی باہر آ نکلی
اجازت ہوش لی چاہی رخصت / کہا دل نے مبارک ہو یہ نعمت
ہوئی ٹھنڈی ہی جو گرمی ستاپا کے / مراد آئی نگاہ دلربا کے
شمیم زلف دیتا دل ٹھہر جائے / کہیں ایسا نہو جی سی گذر جائے
یہ کہکر نکہت گیسو نگاہ ائی / تن مردہ میں شہ کی جان آئی
کہا شہ نے تمہارا نام کیا ہے / کہا کیوں آپکا کیا مدعا ہے
کہا شہ نے کہو کچھ اور بھی حال / کہا اوسی کہ ای شاہ خوش اقبال
اگر وہ ہو تو میرا دل بہل جائے / مزاج ایسا نہو برہم سنبھل جائے
بنسائی جو ازل کا ہو الا نکا / ندی نزہت بہار باغ دنیا
نگاہیں کچھ اشارت آشنا ہیں / نہیں ثابت کسیکو بھی نہ کیا ہے
کہا شہ نے ابھی صاحب بلاؤ / مجھے صورت ذرا اونکی دکھاؤ
ملا جب حکم چہیتا آئی وہ دلدار / کہا شہزادہ نے اوجیت بلاؤ

نگاہیں ڈوب کر نکلیں سبو سے / ترشح کیف کا ہو گفتگو سے
تمنا کو اگر ہمت خدا دے / بلا گرداں مینا ہوں ارادے
کسی جا ضرب الا اللہ دل پر / تقاطر ریزش ابر دیدۂ تر
کوئی تعظیم بیتابی سے استاد / میان حلقہ و از خویش آزاد
کوئی مخفی سے کے راز درون خبر دار / کوئی القاء شہادت حق شعار
غرض تا نصف شب ساماں یہی تھا / یہی دیکھا کریں ارمان یہی تھا
اٹھا سلطان برائے خواب آرام / سمجھا یا بخت نے کچھ اور پیغام
نظر آئی اوسے اک مجمع نور / دیاری کا ہوش جس سے منزل دور
اشارون سی تمنائیں ہویدا / نگاہوں سی غرض کچھ اور پیدا
قریب شوق میں سلطان جو آیا / برای بوسہ لب کریاس لایا
چمک کر برق شمشیر نظر سے / عبادت کی لبی آئی جگر سے
طبیعت لی بیتابی اوٹھائے / غشی مشتاق استقبال آئے
بشکل خواب غفلت نے جو گھیرا / نظر کے سامنے پایا اندھیرا
وہ سمجھی کو کہ اب کچھ شہ نہیں ہے / اگر دیکھو تو مشکل بھی بہتر نہیں ہے
جو مطلب تھا سو وہ تو کر چکی ہم / انہیں اب چند ساعت لطف باہم
نگاہوں سے ملین باہم نگاہیں / محبت کی کھلیں پیچیدہ راہیں
لقب شہزادہ پایا ہے پدر سے / خطاب اب جو ہو شاہ زادگی
بہن ہے ایک دنیا زاد میری / امید خاطر ناشاد میری
مقدس آئینہ میں سب اوسکی باتیں / عجب انداز کی رکھتی ہیں گھاتیں
محبت خیز ہے سر کام اوسکا / یہی ہے شغل صبح و شام اوسکا
اگر دیکھے نہ دیکھے مہر کسی سو / نہیں ممکن رہے خاطر سے قابو
طبیعت دیر سے گھبرا رہی ہے / وہی غفلت اسی تک چھا رہی ہے
مناسب ہے اوٹھا ہا شب بسر ہو / نہیں معلوم کیا وقت سحر ہو

یہ کہکر سو رہی وہ عشرت پناہ ۔ چھپا کر منھ قریب پہلوی شاہ
رہے جسدم گھڑی پہر رات باقی ۔ قریب ختم آیا دور ساقی

بہن اوسکی وہ دنیا زاد بیباک ۔ فریب و مکر میں جو بخت چالاک
بشکل بخت جاگی حسب تعلیم ۔ کہا باجی بجا لاتی ہوں تسلیم

نہ سو یون کہ سر ہا ہی شوق جی کا ۔ زمانہ کم رہا اب زندگی کا
سناؤ حضرتی کوئی فسانا ۔ کہ تا کٹ جائے اتنا ہی زمانا

سحر کو تم کہاں اور پھر کہاں ہم ۔ غنیمت ہے یہ اتنے عمر باہم
جمال شاہ کی بھی دید کر لو ۔ دولہن ہو حسرتوں سے گود بھر لو

اجازت دو کہ دو [illegible] ۔ نگاہیں لوٹ لیں کچھ حسن دیدار
اٹھاؤ بار احسان آرزو کے ۔ نہ روکو حوصلوں کو گفتگو کے

تماشے گلے مل مل کے رو لو ۔ اٹھو سلطان سے ہم آغوش ہو لو
کہا شہزادی نے بہتر مری جان ۔ خوشا ہمت تری میں تجھ پہ قربان

کہا شہ سے تمہارا حکم کیا ہے ۔ کہا سلطان نے دل تجھ پر فدا ہے
امید زیست رخصت کر چکا ہوں ۔ میں پہلے سب سے تجھ پر مر چکا ہوں

کہا سنیے غریبوں کی کہانی ۔ کہ آخر ہے وداع زندگانی
یہ کہکر داستاں کی اونسی آغاز ۔ اٹھایا اسطرح وہ پردہ راز

قصہ بیان کرنا سوداگر اور جن کا حسب آرزو دنیا زاد و صبح کا ہو جانا

کہ تھا اک مرد تاجر صاحب نام ۔ بظاہر سب طرح پر نیک انجام

بہت کچھ مال و دولت حاصل اوسکو ۔ جہاں میں اقتدار کامل اوسکو
طبیعت مائل فیض و سخا تھی ۔ اسی سے اوسکی شہرت جابجا تھی

نفیس اسباب لیکر اپنے ہمراہ ۔ ہمیشہ دیکھتا تھا اک نئی راہ
جہان کی لوگ سب تھے اوسکے مشتاق ۔ فراق اوسکا دل شائق پہ تھا شاق

سلیے پھرتی تھی ہر سو کثرت شوق ۔ گذرتا ہر طرف وہ صاحب ذوق
کسے دن سامنے اک چشمہ آیا ۔ نہایت خوشگوار و پاک پایا

برابر سایہ دار اوسپر تھے اشجار ۔ کہا ٹھہروں کہ ٹھہرے خاطر زار
وہ خرجی تھی جو اپنے خوش عنان کر ۔ اتار اوسکو اور رکھا برابر

وہ تھے سب دانہ خرما سے لبریز ۔ ہوئی اوسپر طبیعت عیش انگیز
کیے نقل اوس نے جب چند دانے ۔ فراغت پائی رسم اشتہا نے

جو انکی گٹھلیاں تھیں اونکو پھینکا ۔ کہ وہ سب ہو گئیں تھیں جمع یکجا
قضا را ایک آیا دیو خونخوار ۔ پکارا اسکو او مرد گنہ گار

ادھر آ قتل میں تجھکو کرونگا ۔ عوض بیٹے کا اپنے تجھسے لونگا
کہا اسنے کہ میں واقف نہیں ہوں ۔ جواب اس بات کا کیا آپکو دوں

سنا اوسنے اور اوسکو پچھاڑا ۔ گرا کر خاک پر کیا کیا لتاڑا
زبان اسکی ہوئی مصروف فریاد ۔ کہ او بے رحم ظالم دیو جلاد

بتا کیونکر موا وہ تیرا فرزند ۔ ابھی سے کس لیے کرتا ہی دم بند
کہا اوسنے لگی ایک اوسکی گٹھلے ۔ کہ اوس صدمے سے اوسکی جان نکلے

یہ اتنا کہہ چکی تھی وہ دلآرام ۔ کہ آ پہنچا وداع شب کا ہنگام
کواکب نے سفر چاہا فلک سے ۔ سپیدی چھائی چہروں کے جھلک سے

جمال شمع پر آئی اداسی ۔ مزاج شب میں پہیلی بدحواسی
تصدق شمع کے پروانے ہو ہو ۔ جگر سے سوز کے آنے لگے بو

بدل کر کروٹیں رہا ہی بیتاب ۔ ہوئی شرم گنہ سے چشم پر آب
گھٹے افزائش کیف شبینہ ۔ بھرا حسرت سے مشتاقوں کا سینہ

جھکی ہے ساغر چھلکے شیشوں کی گردن ۔ لیا ہی لی زمین کا منھ شبنم نے
پڑھی سامان ظلمت پر تباہی ۔ دہواں ہو کر چلی شب کی سیاہی

پہلے رات کا گذرنا اور اول صبح کا ہونا

دکھا ساقی سے گلرنگ کے ناز ۔ سنا پھر قلقل مینا کے آواز

بشکل خون دل ٹپکا دہن مین / کہ آبین سستیان سیری تن بجان
لکہون افسانہ صبح طرب ناک / دکہاؤن جلوۂ مضمون جانکاہ

کٹے تجب رات مثل عمر مشتاق / شعاع مہر چمکا سوی آفاق
کہلے سرخی کنارون سی فلک کے / اسٹے ہر آنکہہ سے پردہ پلک کے

ہوئی خوابیدہ چشم نجم بیدار / بڑہی یاد آتش حسرت کو یکسنگا
دولہن جہان شب بولی کہ اشتاق / اجازت ہو تو آئی تا لب آہ

دم رخصت ہے اپنی زندگی کا / نکلجائی کوئی ارمان تو جی کا
فراق غم مین بیتاب ہو لین / تمنائین تصدق ہو کی رو لین

نہ بہلین ہم گے لحد مین جا کی پہلو / بہگو لین چند دم تو دامن آنسو
لبون پر ناز کرے جوش فریاد / محبت بیدہ تو کہیے خانہ آباد

کہا سلطان نے او ماہ جہان تاب / تصدق تجہ سے جان بیتاب
نہ میری طرح کر آزردہ جی کو / مبارک شام تک پہر زندگی کو

یہ کہکر گھر سے باہر شاہ آیا / تو بالوئے پدر کو غش مین پایا
زبان ساکت نظر کچہہ حیرت آمیز / ہجوم رنج سے آنکہین گہر ریز

کسے فرصت جو دیتی تہی وہ غفلت / تو یون گہبرا کے کہتا تہا بحسرت
نکل ای سوج اب وقت ستم ہے / طبیعت کب ہی مشتاق ستم ہے

محبت بیچ کی داغ جگر سے / کہ ہوتے ہین جدا نور نظر سے
جسے آغوش مین پالا تہا مین نے / اوسے جینا تمنائی عدم نے

وہ نور چشم جس سے زندگی تہی / کرینگے فاتحہ خوانی اب وہ کسکے
زمین آغوش مین لیگی وہی آہ / جسے کہتا تہا عالم تجہ پہ قربان

یہ سنکر رو دیا شہ نا توان کے / ندامت نے یہ حال نا توانی
کہا اقصہ او تم بستور دانا / نہین ہی رنج و غم کا اب ٹہکانا

ہوئی ہے آج کے دن تشنہ تقصیر / دکہائی دیکہیے کیا صبح تقدیر
شنو اسے یہ یون بیتاب بستر / بہروسا تہا ہے فضل خدا پر

وہ اخوش کرتا ہے نگینون کے نگو / کریم ایسا ہو جیسا لو کہون مین
سنا بستور نے شہ کا جو ارشاد / مبارک باد مطلب سی ہو شاد

کہا شاہا خدا امین لاکہ جہان تاب / بتسکین جو فرمایا زبان تاب
کہ صبح ہے یا وقت بہر تسلی / بجے شکستہ کہان منت پذیر

کہا سلطان نے دیکہ آجا کی پیدا / کہتا ٹہرے مزاج قلب بیمار
گیا وہ اور تصدق ہو کی بولا / کہا او فرزند تیرا سال بہی کیا

کہا اوسنے کہ احسان خدا ہے / ابہی تک سوج تن سی شاہ ہے
پڑہی اسنے نماز شکرانہ جا / کہا تیرا ہی تہا ای پہر بسا

پہر آیا حضور شاہ دوران / کہا کیونکر ادا ہو شکر احسان
غرض وہ دن کٹا با عیش و آرام / بڑہی بالوس کو پہر گیسوی شام

بشکل ابر آہی کچہہ سنایا / ہوئی مصروف راحت مرغ بیتاب
نگاہین میل آسایش پر آئین / ہجوم شوق سی آنکہین بہر آئین

اجازت دی دلون نے آرزو کو / کیا رخصت محافظ آبرو کو
سوال وصل کی جا کی زبان پر / ارادی آسی منتظر امتحان کہ

بٹھا سے جی محل سلطان مشتاق / کہ ہمساے سے آتی تہی وہ مشتاق
در آغوش ہین تو کہا سے / کیا غش مین ...

نگاہون نے چہپایا چہرہ یار / ہوئی مین رنج پر آفتاب دیوار
فرط بوسون کی سی پر جوانی / ارادی اور ہی مطلب بر لائی

لپٹ کر ل گیا سینے سے ہنسا / سینے سے ہوئی آغوش پیا
فراغت پائی ناز شوق اٹہا کر / ادا اسی آئی رونق عالم

ہوئی راحت سے یہ قلب بیتاب / رکہا آنکہون پر اپنے کثرت خواب
بغل مین سکے اپنے نہ سویا / رہے سلاح سرتے شاہ بشتاب

جب آیا وہ اس شب تا بانو
وہ دنیا زاد خوش کرد از جا اک
عجب سامان شب راحت فزا ہے
کہا باجی ہوا اب التفات اقرار
وہ بولی جب کیا جن نے خبردار
کہا اک عرض رکھتا ہی گنہگار
سوا مرنے کی اب چارا نہیں ہے
عزیزوں سے کہوں کچھ حال اپنا
یہ مضمون کہہ رہے تھی بانو شاہ
سمند ای حقیقت آئی کجب
کہاں تک نہ پراو ساقی کہاں تک
وہ بیٹھے بیٹھے کیفیت سحر کے
ہوا اعزت فزای تخت شاہ
کہ جب تک سن لین ساری کہانی
شہا دستور پھر فکر سامان
کرن خورشید کی پیامیں ...
وہی سامان محفل تھے جو منظور
کسو باجی پھر اوس جن نے کہا کیا
وہ بولا ہو جو فرصت اک برس کے
جب آیا اپنے گھر تاجر کہا حال
قریب ختم آیا جبکہ وہ سال
چلا آخر وصیت کر کے سب کو
معتقب ... وسکی ...

ہوئی گل روشن چراغ سحر سر بسر
لنکل آرزو ہر وقت بیباک
کہ جو تعریف ہو اسکی بجا ہے
کہو وہ داستان غم اظہار
کہ یوں مارا گیا میرا وہ دلدار
کہ میں ہوں بدنصیب نوکر فتار
خجل ہوں بات کا یارا نہیں ہے
سناؤں اونکو کچھ حال اپنا
کہ رخصت ہی ہمراہ شب نے ناگاہ

اٹھے امید مطلب میں ستمگار
چلے مشتاق پابوس شہنشاہ
یہ کہکر جب وہ آئی پیش بانو
اجازت شاہ کی ہے ہی کہ ...
وہ تاجر جب ہوا اس گفتگو سے
نہ سمجھا تھا کہ قسمت بیچ دیگی
مگر اتنی ہوس باقی ہی دلکو
وصیت کر پھر آؤں حسب اقرار
مراد مدعا مایوس ہو کر

دوسری رات

کہ مطلب آچکا یہ ہر زبان تک سب
کہ جب پرال ... ہر نفر کے
وزیر مضطرب سی تھا جو ہمراہ
سنو آزاد مقید زندگانی سے
کہ اتنے میں گھٹا وہ ذرہ جہان
دیا ہر رنگ نے عکس کبودی
نظر آنے لگے سب حسب دستور
وہ بولی اوسنے سوداگر سے پوچھا
تو پھر صاحب سنو عرض ہوس کے
کہ جانا ہے مجھے پھر بعد یکسال
لگے دسنے جوان پیر اطفال
کہ سیری بعد جسطرح ہو
یہ بیٹھا تھا کہ پیر اک اور آیا

ملا پھر جلد سے جام لبریز
حجاب حسن نورانی میں پنہان
کہا احسان کیا پھر آپ نے ہم
بس اب جا دفع تکلیف جہاں کر
غروب شمس کا پہنچا جو ہنگام
ہوا رونق فزا قصر سلطان
پے تسلیم دنیا زاد آئی
کہ کتنے دن کی مہلت چاہتا ہے
کہا جن نے کہ رخصت دی تجھے جا
اعزا کو ہوا اس بات کا غم
انہیں سمجھا کے تاجر نے بتقریب
بجا ہی وعدہ آکر منتظر تھا
وہ دو کتوں سے تھا مانوس باہم

کیے افسوں پر کے ...
یہ کہتے ہوئی ہی ... آہ واہ
مودب ہو کے بیٹھے سر بزانو
سنیں کیفیت حکم مقدر
جو بکامت کو کس کہاں آرزو ہے
فقط اک جان ہے اوسکو بھی لے
کہ گھر جانے کی رخصت تم مجھے دو
ستم کہتا ہوں خالق کے تکرار
ہوئی قفل دہن مایوس ہو کر
انا نور سحر ... نظر سے
کہ ہے دامان مضمون یوں گہر ریز
ٹرہی اٹھکھیلیوں سے مثل جانان
اجازت دی یہی ابر کرم نے
ادا ای شکر بے صد زبان کر
نظر آنکھوں نہیں آیا سر شام
کہا بانو سے اپنے آمر سبحان
کہا بانی ہی اب شب کی تماشے
کب آئی گا تا بیج مقصد کیا ہے
مگر وعدی پر آنا جلد اسی جا
گنا کرتے تھی ماہ و ساعت و دم
کہا راضی رہے جو حکم تقدیر
کہ بدلی جن کی آن اک پیر پہنچا
وہ دو ہرن ہیں شاہ اوس سے با ہم

کہ اس عرصے میں پہنچا تیسرا پہر
تاسف تھا فلک کیا پیش لایا
اجازت چاہی رخصت کے بہانے
ذرا کج کر گلوے شیشہ سامنے
تمنا اون کو راضی کر رہا ہون
کہوں کچھ تاسف سرگوشِ مشتاق
نظر مین آئی آئی دن کا کم
چراغ و شمع کے رخسار چمکے
اٹھائی حظِ وصلت نصف شب تک
یہہ سنکر سو رہا شاہِ خوش اوقات
کہو کس طرح وہ جن پیش آیا
کہ او جن تو ذرا میری بھی سن لے
اگر سچ ہو تو اتنا رحم کرنا
زبان پر تھی یہہ الفاظ و معانی
اگر باقی ہے فیضِ زندگانی
وہی ہے ساقیا اب تک تمنا
ذرا چھلکا کہ چھلکے طبعِ مشتاق
مین صدقے کیا ہی ناز افزا سحر ہے
ارادہ تھا کہ لکھیے چند اشعار
کہ وہ سلطان سابق حسبِ معمول
تفنارا طاقتِ مہر جہانتاب
اندھیرا غار مین پیچیدہ ہو کر
شہر والا گھر آیا محل مین

لیے ہمراہ خنجر اور شمشیر
کہ اتنے مین وہ دیو خونخوار آیا

سنا تیون نے آخر کا فسانہ
یہان تک کہہ چکی تھی وہ کہانی

تیسری رات

پرستی ہی مری امید باقی
لنو وصبح پر لوٹا ہوا ہون
بر آئی آرزوے خاطر شاق
چمن مین منھ کھلے غنچون کے آہ
طلسمے نقشِ ہر دیوار چمکے
کیا غفلت نے یہہ سامان کب تک
کہ اتنے مین نہایت کم تھی رات
فلک کیا قہر اوس تاجر پہ لایا
کوئی دم اور مہلت اسکو دیجے
کہ کچھ تقصیر ہے اسکی گذرنا
ارادہ تھا کہ ہو کچھ کلفت سے
توکل فرمائی گا یہہ کہانی

شروع شنا ابر سخن سے
سنبھل سکتے نہیں احسان مضمون
لشکل مہر نکلا گھر سی سلطان
اٹھی مغرب سی ہلکی سی سیاہی
قدم رنجہ کیا پھر شہر نے گھر مین
ذرا سو لو کہ سن لی ہی کہانی
اٹھی گھبرا کی دنیا زاد و طرار
کہا اوس جن نی پکڑا اوسکو ناگاہ
تعجب خیز ہی ساری کہانی
کہا اوسنے اگر یہہ کہہ دو کیا
کہ شب لی عرض کی یا نوبتِ شوق
مجھے امید مطلب مین سحر ہے

چوتھی رات

رہے باقی نہ کوئی فکر آفاق
کہ دل ممنونِ احسانِ نظر ہے
مگر خاطر نے چاہا اور اظہار
جہان کی کر چکا جب سیر معمول
ہوئی غائب نظر سے جس طرح حور
لشکل دود و دل اٹھا برابر
لیا اوس راحتِ جان کو بغل مین

لحاظِ صبح کے سامان کہان ہون
یہہ کیا حسن ہے یارب بالواز
ہجوم جوشِ شوق افسانہ بگیر
جمالِ شب کا تھا خواہانِ ہیدا
کہتا ہون صورتِ احسانِ کم ظرف
کیا مشتاق کا شوق نی کام
پس از سامانِ وصلت شاہ والا

ہوا دل پر حسرت کی نشانہ
کہ بدلا شب نے رنگ آسمانی
خدا حافظ یہہ نکلا ہر زبان سے
رہی باقی جو بسینہ آتش ہے
کہاں تک چپ رہون کب تک جلون
ہوئی موجود ساعت کی سامان
ہوئی بڑھ کر نقابِ قصر شاہی
لیا خاتون کو آغوش ناز مین
قریب آیا زبانِ قصہ خوانی
کہا قربان آیا جی مین سو بار
کہا اوس سیر اول نے ابتدا
سنا تا ہون لبشرطِ تہہ بالا
کہا اوسنے یہہ طرفہ ماجرا ہے
رہین امید فردا مین لگا کر شوق
مبارک باد آثارِ سحر ہے
کٹا کس مین رہے کب تک تمنا
حجاب شوق مین مطلب چھپا ہون
کہ زاہد کو ہوئی تکلیف بیدار
بڑی منت سی یون آیا زبان تک
کہ تا بے پرسیرِ وصلتِ یار
لگا ہون سی چاہا پروانِ حسرت
ہوا شانہ کش گیسوے شام
رہا سنجاب با نو ساعتِ یکجا

گئی جسوقت طولِ شب لی پائی
کہ پہلا پیر بولا اسطرح پر
نہ تھا فرزند اوس سے کوئی حاصل
پس از چندی ہٹا باہر سفر مین
پھر اب جب گھر تو دونو کو نپایا
مگر چارہ نہ تھا جز صبر مجکو
کہ دیکھا دوست میری شکل [illegible]
سوال سے ہوئی زن سخت [illegible]
کمین لیاکے اسکو ذبح کرلا
بلاکر اوسکے چہرہ [illegible] چھپایا
غرض جب سامنے گوسالہ آیا
کہا چہرہ [illegible] سی اسکو [illegible]
[illegible]
[illegible] بانو نے جب [illegible] آیا
یہی شغل و ہمین رسم [illegible]
مین صدق او [illegible]
[illegible]
گئے جب رات مثل [illegible]
پڑہا دن رفتہ رفتہ مثل [illegible]
بشکل سایہ پیچھے کچھ [illegible]
بجوش شوق امید [illegible]
رہے اوتنی ہی [illegible]
[illegible]

جگائی کو وہ دنیا زاد آئی
کہان تک ہو اداشکر مقصد
بناچاری ہوا لونڈی پہ مائل
فراق شہر سے تھا چشم تر مین
جو پوچھا زن سی اوسکی کون پایا
کہا بہتر جو کچھ مرضی تری ہو
ہوئی گریان بشکل نو دل افگار
کہا کر ذبح اسکو رکھ نہ زنہار
کیا اوسنے وہی جو حکم اوسی تھا
کہ فربہ گای ہے یہہ ہو گیا کیا
محبت کا مجھے اک جوش آیا
[illegible] ایسی رسم قربانی سی [illegible]
یہہ سنکر [illegible] چپکی ہو رہا
تو سب [illegible] کا سامان دکھایا

یہی سلطان و بانو با دلِ شاد
ملے تھے بعد مدت ایک جوڑ
خدا نے جب مجھی فرزند بخشا
کہا جورو سی یہہ لونڈی کا بچہ فرزند
کہ لڑکا گم وہ لونڈی بھی فنا کی
قریب آیا جو روزِ عیدِ اضحی
مجھے حیرت ہوئی کیا ماجرا ہی
بمجبوری بلاکر ایک نوکر
پڑی جب ہاتھ خویش [illegible]
وہ بولا کیا جواب اس بات کا دون
ہجوم اشک سی دامن ہوا تر
[illegible] گیا جب [illegible] گھر مین
اوسی ظالم نے تیر ایسا کیا [illegible]
ترازی وہ بہر کے مثل قوس ناز

بیان ہونی لگا یون قصہ یاد
عقیمہ کم حقیقت سخت بد خو
تو جورو کا حسد سے رنگ بگڑا
سپرد ہین تری رکھا انکو خورسند
یہہ سنکر دل ہوا بیتاب و غمناک
مگا کر گاے قصد ذبح مین تھا
مگر اس گای کا کچھ مدعا ہے
کہا آتا ہے مجکو رحم اسپر
نہ پایا گوشت جز چند استخوان کے
جو ہے یہ اسکا گوسالہ ہے اون
بہت سینہ مین تڑپا قلب مضطر
رہا اک سوز سا میری جگر مین
خدا سمجھے نہایت ہی بد افعال
نگاہون سی چھپی وہ شوخ انداز
اٹھا خاطر سے پاس گرم جوشی

پانچوین رات

کسے بیتاب کی ہی کچھ خبر ہے
کیا نام سوال آرزو نے
اٹھایا صبح نے زانو سی اپنا
کٹا آخر بشکل عمر [illegible]
بقصدِ دولت پابوس [illegible]
فلک نے جھولیان مطلب سے بھر لین
تو آئی پھر وہ دنیا زاد مغرور
[illegible] بشکل کشائی

برا ہو اس ہوس کا کیا بلا ہے
سویرا ہو کچھ تو وہی خاطر ٹھہر جاے
پس از کچھ دیر وہ سلطان ذیجاہ
ہوا مضطر تکلیف سفر مین
محل مین پیش بانو شاہ آیا
کہا دل نے کہ راحت آشنا ہو
کہا بانو سے کچھ آگے ہو ارشاد
کہا بانو نے وہ بیٹی خردمند

کہ ہمکو ہاتھ پھیلانا پڑا ہے
یہہ اتنی سی کہانی بھی گذر جاے
پڑا افسوس مین [illegible]
چھپا وامانِ احسان نظر مین
تمناؤن مین دل لبریز پایا
کوئی وہم [illegible] دیکھین ادہر کیا ہو
کہ چہرہ آیا ہے کی بیٹی صاحب ایجاد
گئے پیش پدر محظوظ و خورسند

کہا کچھ نہ انکو اسکی خبر ہے — یہ گو سالہ نہیں کوئی بشر ہے
اوسے پہر آدمی اوسنے بنایا — وہ جیدہ ا ما مری پاس سے کو لایا
مگر جب یہ کچھ چارا نہ دیکھا — سوا چپ کے کوئی یارا نہ دیکھا
کیا پہر سے ذمری نے یہ کو یکبار — عوض کو اپنے پوچھے وہ ستمگار
فقط البعد جیسی ہو کی بیمار — کہا یہ تیرین سو نئی وہ دلدار
نہ ٹھہرا دل کسی جانب ہمارا — لیا یا آج تک اوسکا اشارا
ابھی پہرتا ہون اسکو اپنی ہمراہ — یہ مقصد ہے مرا او صاحب جاہ
وہ بولا ایک حصہ اسکی تقصیر — کہا تہا جو سو اسکو بخشی دیر
اگر ارشاد ہو کچھ مین سناؤن — طلسم تازہ کی صورت دکھاؤن
وہ بولا مین یہ کچھ تیری لیا — بری تقدیر نے انکو دکہا
کھلا کچھ نہ بیٹا نے سحر کا — دہوان ملکا ہوا شب کے جگر کا

کیا ہی ایک تن یہ تہمت آیہ — یہ اوس آنت مین ہی کھو
یہ سنکر حال میری ادرکی ہوش — اسے نا طرین کیا تھا پہر کی
پہر اوس لڑکی نے پڑہ کر جنیہ پیشتر — کہ جو تاثیر کرتے تھے بشر پہ
ہوا دل اسکا اوس دختر سی خرم — رہا کچھ روز اوس سی عقد فرم
بڑہا شوہر کو اوسکے استند غم — کہ ہردم تھا الجھل زلف برہم
اوسی مین ڈہونڈنی نکلا ہون — یہ پہر لی ہی وہی وجہ ہے جو
اگر ہو کچھ سبب بلیخ وا لا — تو بخشا جائی تھوڑا جرم اسکا
یہ سنکر دوسرا بہی پیشتر مشتاق — لگا کہنے کہ اے دارای آفاق
کہا جس نی کہ بہتر ہان بیان کر — جو گذرا ہوا اوسی سر تا زبان کر
ہنوز الحامل یہ لب تہی کہ یا نو — کہ آئی شب بہت کر زیر زانو
خجستہ ہمراہ سب ہی پیش آیا — مذاق گفتگو نے منہ چہپایا

متنا ر کیا دکی سی کچھ سعد ا — وذرا ... تھوڑی سی سانپ کر دیا ہے

چہٹے رات

ہوس ہی قلقل منیا کی مشتاق — تامل آرزو کو کیون نہو شتاق
مزاج صبح ہی سے ہے بیمار — چپ سلی غ داستان ہون بیتر آ
سے کئے سب کار معمولی جہان کے — تماشی دکھیہ خیل انس جان کے
کہ عمر دوزنے اپنا غم پایا — تبسم نامزاج شام پایا
مزاج شاہ سے آرام جاتا — ہوس دل کے ربا کا تم جاتا
اوسی عالم مین تم آغوش ہوکر — ہوا خواب آشنا بیہوش ہوکر
اٹھو باجی مین واری جاؤن المتہ — نہین شب دل مرا سخت مضطر
وہ بوسے پہرو بولا بیر تانے — کہ ہے انکی مفصل یون کہانی
تجارت پیشہ با ہم شاد خرم — کسی کو فکر دنیا سے نہ کچھ غم
قریب سال جب بست ہوئی — مہیا ہو گئی ہر طرح کی شی
کیا جب سیان اوسیکو انکہ اٹہا کر — تو سمجہا کہ ہے میرا برادر

جہکا چیلکا خدا اشب ہیچ جام — کہا ان کا ہر گردن خواب آرام
کہ وہ سلطان سحر کو حسب عادت — ادا جب کر چکا رسم عبادت
امید دعا مین تہا جو مشتاق — نظر کو گردشین بین ہوئی فاق
کہ پہر آسنے ابر کی سی کچھ سیاہ — یہہ سے انکہو تکو مسل کر نگاہ
لپٹ کر عارض دلدار چوسی — جبین و ابرو و رخسار چوسی
قریب صبح جب تہوڑی سی رات — لگے کہنے وہ دنیا زاد سہیات
کہین ایسا نہ ہو یہہ بہی گذر جائی — کہو کچھ کہانی لطف پرا
کہ رستے ہم ایک ماسی بن یہانی — نہ رکتا تہا کسی صورت جدا
بہت دن بعد بیٹہ و نور اور — گئے جو تجارت مال لیکر
دکان پر اپنے مین بیٹہا تہا اکرو — کہ دیکہا ایک محتاج جگر سوز
سکٹے مل کر شنا جب حال سارا — ہوئی اوسکی تہ بربادی گوارا

کہا بہائی یہہ رکھنا یاد احسان
گئے دن بعد آیا دوسرا بہے
ہوئی سیری طرح وہ دو آباد
بہت اچھی طرح گذری جو باہم
مگر حضرت سی بہی کچھہ مدعا ہے
کہ اب کے آپ بہی ہمراہ چلیے
ہوا کچھہ دن کی بعد آخر کو جانا
زبان بانو کی یون گرم سخن تھی
زبان ساکت ہوئی افسانہ کہکے
مزاج شمع مین سردی جو آئے

ساتوین رات

کہ بے حضری بہار عمر یا بے
لب بینا اب ساغر ملا دی
مصفا ہین بشکل حور پیدا
کہ پہر فکر سامان زمانہ
کہ اتنے مین ہوئی یہہ شب ظلم
اک ابر نیلگون مغرب سی آیا
میان کوہ و بازار بہ سیلے
بشکل خسرو خاور وہ سلطان
ہوا منت کش تکلیف راحت
کہ اتنی مین دنیا زاد شتابان
ہلنسیں یعنی کہان پہر رطت باہم
سنین ارشاد بانو پہر تہ تو
چلے جو یای احسان مقدر
گئے اک شہر مین پائی خریدار
مناسب وقت کے تدبیر پائی
ارادہ یون ہوا اب گہر کو چلیے
جہاز آیا ہوا ایسر شتی سی ہمسو
نظر پہنچی لب دریا جو ناگاہ
جب آیا ہوش یون خاطر مین آیا
کہ اسکے ساتھہ شادی ہو تو بہتر
سخن یون سنچا نہ تہا حد بیان تک
کہ اوسنے خود کہا او مرد ہشیار
تعجب تہا کہ یہہ ایسا ہوا کیا
مگر غفلت ہی پایدار ہوش
اگر کاوش نخاہے بخت ناساز
غرض قسمت کو تہا کچھہ اور منظور
تو سوداگر نے دنیا کی فراموش
ہوئی منکوحہ تاجر وہ دلدار
ہر اک کی جی مین یہہ سامان ٹہہرا
کہ ان دونون کو دریا مین ڈبوئین
کہ صورت اوس شب نو میہمان کے
بشکل چہرۂ عشاق بدلے

بہت سا زر دیا پہر ساماں
اوتی بہی مال دیکر جب کیا شاد
سفر کا قصد دل مین پہر آیا
کہا بیٹے نہین لیکن شنا
کہ مرغان سحر سو سی جو چہکے
شب رخصت طلب زینت کیا کر
کہا تک آبرو کا پاس ساقی
جبین صبح سی ہی نور پیدا
بسر اوقات کی تا روز آخر
سیاہی مثل لفظ یار سیلے
پی تسکین خاطر چند ساعت
اٹہو شب مثل افسانہ رہی کم
کہا بانو نے وہ اسباب لیکر
بہت کچھہ منفعت سب نے اٹہائی
ترقی کا تہا سفر خاطر کو منظور
تحیر نے ارادون کو بہلایا
تمنا یہہ نہ آئی تہی زبان تک
یہہ سنکر وہ فریب بخت سمجہا
مبارکباد مطلب سے کے ہی آواز
محبت کے جو دلمین بہر گئی جوش
حسد سی بہائیون کا حال یہہ تہا
یہان تک نوبت آئی تہی بیان کی

تو دیکھے اوسکی حالت بہی کچھہ ایسے
تو بولے مینکے مجہسے اکرم
نشان اقتدار و جاہ چلیے
علامت بخشش گوہر نگین تہے
تو پروانون کی گرمی پہر بہالے
چہپے مثل سرور آنکہون مین آکر
رستی ہین زبانین کچھہ تو لالاد
بڑہا سلطان مشتاق فنا
فروغ مہر دامن مین چہپایا
پہرا گہر کو بشوق دید جانان
پکارے ای شہ دارا آفاق
کہ کیونکر پیش آیا بخت محبوس
ہوا سوداگری کا گرم بازار
طبیعت ہوش مین آئی سنبہلی
تو دیکھے ایک عورت غیرت ماہ
مگر ایسا نہین ہے کتنے مقدر
کوئی ہوگا ہمارا بہی خریدار
کہا دل سے کہ آواز خود فراموش
ملے تاجر کو پہر وہ غیرت حور
گئے تکلیف دوری بڑہا پیار
انہین کے خون مین ہاتہہ دہوئین
کئی جس طرح کم ہو جاے بدلے

مری ماجرا کی نہین اچھی نہین ہے | بہانہ کس لئی سب کچھ یہین ہے
سبو ساغر و مینا ہین موجود | امید ہین شائقون کی گرچہ مسدود

انہین مین سی کوئی شیشہ اٹھا لے | جھکا ہے دیر سے خالی ہین پیالے
مجھے سے ہو سکے جو عیش کر لے | کرتا اسکے زبان پر کیف سے

سخن ملکی بشکل کثرت چشم | وہ ہے کہنے لگی کون افسانہ وہ بھی
کہ جسدم صبح نے منھ کو دکھایا | وہ موذن آرزو نے یون سمجھایا

چلوا بیکہ عالم کی سامان | سلے پائی تا طبع پریشان
غرض وہ بادشاہ صاحب شوق | کہ جو تھا مثل دل آمادۂ ذوق

بسہم جلد شاہان معظم | ہوا رونق فزای تخت کچھ دم
تماشے کر دن تمام ہو تو چلیے | لبون کو عارض جانان ملے

یکایک مثل بخت ناتوان خیز | ہوا خورشید بھی محتاج تمکین
روانی شام پیچیدہ جانب خاک | نگاہون سے چھپے سیارگان افلاک

محل مین سیکے آیا شاہ عالی | بھری لذت سی تھی آغوش خالی
تمنا سیر ہو کر مدعا سے | لگی آنکھین حیرانی التجا سے

ہجوم خواب سی آنکھین ہوئین بند | بغل مین سو رہے بانو بھی خرسند
ہے شب کم تو دنیا را گلفام | لگے کہنے کہ راجی کب تک آرام

کہا اون بھائیون نے پھر کیا کیا | بچا تاجر کہ اپنے جانسی گیا
وہ بولی آپ وہ تاجر صاحب نام | بیان کرتا ہی یون آغاز انجام

کئی لیلی اور یہین ہوتا نیا ہم | وہ خواب مین گذری کچھ کم
انہین دریا مین پھر پاکے غافل | ڈبویا بعد دریا مین بمشکل

مری زوجہ کہ تھے تو ہم پری سی | نہ ڈوبی اور بچی وہ آفت سی
اوری لی مجھکو دریا سی نکالا | گرے تھے جان گر اوسنے سنبھالا

پھر اسکے بعد جب سب کیا کیا | کہ مین ہون اک پری نیک اقبال
ترقی پا لی ... | ہوا ان کے حسد سے عیسیٰ سامان

عوض اسکا مین ان دونون سی لونگی | یہ مرجائین وہ ایذا انکو دونگی
کہا مین نے ہین ہون کیا لہت | نمانا جان سی کتا بنایا

غرض جب پہنچی کدکی اپنے گھر | تو غصہ کم ہوا کچھ اسکی جی
مری کہنی سی اپنا پاس آیا | تو جب وعدہ کچھ ہو پھر یانہ

یہ جب سی اس بلا مین ہون گرفتار | پری غائب ہوئی پھرتا ہون ناچار
اگر مقبول دل ہے یہ کہانی | دکھا کر ہر طرح کچھ حسن تقریر

کہا جن نے کہ اچھا ہے بخشا | بہت جرم اسکا اب بایا گیا
اٹھا یہ سنکے پھر وہ تیلیا پیر | تو بخشا مانگی وہ سی جرم اسکا

کہا میرا سنیے افسانہ نیا ہی | ذرا سنیے کہ طرفہ مدعا ہے
اگر محظوظ ہو طبع سعادت | کہ دیکھا اور ہے کچھ حال

کہا جن نے کہ بہتر ہے مانا | کہا اوس پیری پھر یون فسانہ
پس از انجام قصہ آغاز کا تھا | زبان آمادہ ہی تر کب سخن تھا

کہ مثل نقطہ باقی ہے مسکت | موذن کہتے ہین اللہ اکبر
اور وہ اسی جیا گئی تا انجمن تک |

لب بانو کو خاموشی نی گھیرا | اندر اسنے لگا کچھ سویرا

نوین ۹ رات

بلا کو جلد اگر ساقی کہین ہے | کہ پاس تو اب ہمکو یہین ہے
ارادی رنج مین ہین کہ | محبت پھر ہوئی شیدائیون کی

مری دینی لگی آواز قلقل | ہوا لائی شمیم زلف سنبل
جدائی کیون رہے جام و سبو | ندامت ہی ہجوم آرزو

جو گذرا اسنے معاف اسکی سی کیا | مگر رہا دیا سے غم یاد ہے
ندا آیا دینے وہ ہی کوئی جام | کہ تیری لطف کا باقی ہی نام

خواص صبح کا پوچھو ذرا حال
کہ خاطر ہے فراق شب سے پامال

صدا سنکر موذن کی وہ سلطان
کہ جو تھا چند ساعت کا مہمان

کہ دیکھیں آج کی شب حال کیا ہو
جمال اوس زرگر کو کرے ظاہر

فلک پہ مہر کا عارض ہوا زرد
ہوا ہی مضطرب دل کی سی گرد

محل میں اپنے آیا شاہ والا
نظر سے کی جو گردش زیر و بالا

پیرا ز وصلت و سوا حسب صحبت
جگایا شوق سے پھر حسب عادت

اجازت ہو تو پھر بولی لٹ
اوسی قصے سے کچھ فرمائیں ارشاد

کہ سارے میں الا یا زبان پر
کہا ای جن یہ جوہی استادہ تجھ پر

قضا را میں سفر سی جب گھر آیا
تو اسکو غیر سے ہمراز پایا

مجھے دیکھا تو اسنے چند منتر
پڑھے تھوڑا سی پانی پر پکڑ کر

سکھایا اور اوس گھر سے نکالا
پڑا قصاب کے وہ پھوری سی لایا

کہ اوس قصاب کے دختر نے دیکھا
چھپے پردہ میں اور بولی یہ کیا

ہوا قصاب سنکر سخت حیران
کہا فرزند میں تجھ پر سے قربان

نہایت ساحرہ ہی اسکی جورو
بنایا اوسنے کچھ جب اسپہ قابو

وہ بولا ہی یہ کیونکر پھر انسان
تماشا ہم بھی دیکھیں اے مری جان

دیا چھینٹا جو منھ پر پھیر کیا یہ
پھر آیا قالب انسان میں یا جا

کہ زوجہ بھی مری کو اسپر لائے
جو گزری مجھپر اوسنے کہہ سنائے

لگانا منھ پہ چھینٹے ایک دو آ
زبانی اوسے یوں کہنا سکھایا

کیا ایسا ہی جسے جا کے گھر میں
وہ تصویر ہو گئے میری نظر میں

اسی سے اسکی شکل ایسی عیان ہے
جگر افگار تشنہ امتحان ہے

وفا کی وعدہ کا سے وقت آیا
جو کچھ گزرا تھا مجھپر کہہ سنایا

ہوئی وہ چھینٹا جو شاد کیا ہا
رہے مصروف شکر فضل عقبا

سحر اپنی خامہ لکھ لطف سحر کو
کہ صورت کیا نظر آئی نظر کو

ہوا آرائی بستر زمانہ
مگر خاطر میں تھا شوق فسانہ

بسرعت کر چکا جب کام سارے
تو پائی شام کے کچھ کچھ اشارے

جھکے ہر سمت شام سرمئی رنگ
ہوئی ٹھنڈی ملیشن سی کو وہ سنگ

ہوئی قربان حسن و خوبی یالعجب
کہ تھا اک نور سے تا بزانو

پیا سیم دنیا زاد مشتاق
جھکے اور عرض کے ای شاہ آفاق

کہا سلطان نے بہتر سنے خاقان
بیان کرنے لگے اسطرح مضمون

کہ یہ زوجہ ہے مری لالا کا طرار
ہمیشہ زشت و بد تھے اسکے کردار

حبش کا تھا غلام بد سیر ایک
ہوئے مانوس اوس سے تجھ بن نیک

دیے چھینٹے مری منھ پر اٹھا کے
بنا کتے کی صورت دم میں ناچار

ملیش سے وہ ہوئے سایہ جھکے
ارادہ تھا کہ لون آرام شب بھر

چلے آئی میں غیر انسان گھر سے
نہ دل میں ڈر نہ شرم انکی نظر میں

کہا کتے سے کیوں دیکھ کر آئے
وہ بولے آدمی کتا بنا ہے

بزور سحر اسے کتا بنایا
پریشان ہو کے جو اس گھر میں آیا

کہا اوسنے کہ بہتر لاؤ پانی
پڑھے کچھ اوسپر الفاظ معانی

ہوا انساب خوش میں اسی سے کو
کہا دختر سے یہی کچھ منظور

یہ سنکر پڑھ دیا کچھ وہی پانی
کہا مطلق نکر نا مصر یا

کہ ایسے شکل ہو جا جو ہو منظور
یقین ہے خوش ہو تیرا جی بدستور

لگایا تھا جو منھ پر اوسکی چھینٹا
زبان پر نام تجیز اوسکے تھا

سنائی میں نے سچ سچ یہ کہانی
اب آجن ہے امید قدر دانی

کہا جن نے کہ بخشے وہ بھی تقصیر
کہ جو باقی رہی تھی بعد تقریر

گدا آئی اپنے سب ابر
بلے تا ... خویش ...

سنا گو پن شاہ کہ تہا شب بسر ہو
کہو صبح پر سپیدہ الظفر ہو

کہا سلطان نے بہتر دیر کیا ہے
وہ بولی اسطرح ہمنے سنا ہے

کہ قبل اس عہد کی تہا کوئی سلطان
رعیت اوس سے خوش راضی انسان

رہین ساکنان شہر آباد
جسے دیکہو وہ آپنے طرح دلشاد

اونہین مین ایک تہا ماہی گیر بہی تہا
برای قوت پیشہ تہا یہہ اوسکا

کہ لاتا مچہلیان دریا سی اکثر
اونہین کو بیچتا پہرتا برابر

جو کچہہ ملتا وہ صرف خانہ کرتا
اسے صورت سی جام عمر بہرتا

قضا را ایکدن جسب دستور
پی رزق شبینہ ہوکی مجبور

بڑہا دریا کو اپنا جال لیکر
کرتا ہوا امتحان حسن مقدر

اوسی بہنیکا جو کہینچا بعد تاخیر
تو لائی اک گدہی لاش تقدیر

مکدر ہوکے پہینکا اوسکو باہر
مکرر امتحان پر ہوکے طیار

پہر اوسنے جال کو دریا مین ڈالا
تو اک لوندا سا کیچڑ کا نکالا

ہو مجنون بخت بد سر انجام
بیسان آرزو شوق ناکام

اٹہاے ہاتہہ تکلیف دعا کو
کیا یاد اسطرح اپنے خدا کو

کہ ای روزی رسان جملہ عالم
نہونگے رزق سے محظوظ کیا ہم

عجب کاوش یہ کچہہ تقدیر سے آج
بڑی مایوسی تدبیر سے آج

نہ کچہہ محروم رکہہ کچہہ عطا کر
کہ ہمتو تہک گئے بخت آزما کر

یہہ کہکر جال پہینکا سوی دریا
پس از کچہہ دیر جب کہینچا تو وہ تہا

کہ اک پیتل کا لوٹا آہنی سا ہے
تعجب سے کہا یارب یہہ کیا ہے

اوسے کہولا تو نکلا اک دہواں سا
گمان ایسا ہوا تاریک دریا

سہنسک پر بیٹہا اک دیو خونخوار
پکارا اسکو او مرد گنہگار

ادہر آتا کرون مین قتل تجکو
مگر جسطرح یہ مرنے تری ہو

بیان تک تہ زبان لفظ سخن تہا
تسلسل بخش گوش انجمن تہا

کہ نکہت گیسو جانان کی آئی
فراغت مجہسے سے شب نے پائی

نگونکے ہار باسی ہوکے جہکے
ارادی خاطر مضطر کے بہکی

نوا سنجان گلشن نے صدا دی
دلون سے صبر دا آہون نے ہوا دی

سفیدی منہہ پہ بیتابون کے آئی
نظر مین پہر گئی شکل جدائی

تہی ہوکے جہکے مینا و ساغر
طپش پر آگئے دلہای مضطر

دسوین رات

لب بانو ہوئی مسار مطلب
زبان سے نے پہر نہ وا ز مطلب

مین سے متصد جلدی لبریز کیا ہے
مری ساقی گلاسو کہا ہوا ہے

لب ساغر سے تر کر میری لب کو
کہ تا ہو لون مین ویسا سلطان کو

نیا ہو جاون پہر مثل سحر مین
بنون ہر آنکہہ مین نور نظر مین

پلا ایسے کہ دل جس سے بہر آئے
مزاج گفتگو جس سے دکہائے

بشکل خم سخن ابلے دہن سے
صلای آفرین لی انجمن سے

زبان ہو کیف مطلب سے جو سرور
تو یون دی اطلاع قصہ دور

کہ جب نقشا شب کے قدم کا
جہمکا نور کا ہر سمت ٹیکا

سحر نے شکل مطلب منہہ دکہایا
محل سے اپنے سلطان باہر آیا

رہا کچہہ دن سے ہی تہ خاطر آزاد
مگر امیدوار قصہ یاد

ہوئے تہے خاطر کی جانب فراہم
گرا ہوی شعاعی نے کیا رسم

بڑہا عقدہ زمین کو بہر نور
بشکل رنگ عاشق زرد ہوکر

کہلا آخر معماز لف شب کا
اٹہا دہوندلا غبار اک غضب کا

بڑہا ایسا کہ آنکہون سے نظر گم
نہ تہا ثابت کہان ہم و کہان تم

ہوئی تابان جمال شعلہ ہر سو
ملا جینے کا پروانون کو قابو

شہ مشتاق آپنے گہر مین آیا
جو کچہہ منظور تہا خاطر کو پایا

فراغت جب ہوئی سے بہرا رتو سے
تو چاہا حظ اٹہے کچہہ گفتگو کا

کہا بانو سے سوتی ہیں کہ جو ہم
رہی کل رات حضرت میں بتعجیل
وہ بولی ہو کی ایسی کیا پریشان
بیان کر سب اپنا بیچ و حال
میں ہمیں فیدا کی حکم سے تھا
اوسی با لا نیا سی کرون شاد
تو پیر خاطر نہ ہون کا چار آیا
نباتی مجھ سی اس حال میں ہے
اگر اب مجھ سے پاؤن بلاس
ستیری وجہ سی پالی اسر تا
نگہ بہرن اک دن دمین گرفتار
جیسا تین میں ہاتھ آنے کا لالا
فراق شب میں اوسی کی شمع سوزان
ہر اک شب ... وہ سامان ہوا

لگا لیتا ہمیں جب سب رہ کم
سنیں کچھ حال ماہی گیر کا بیان
لگا کہنے سنیں تجکو یہ شاہ
رہا لوٹے میں کیونکر سالہا سال
بہت سا جبکہ عرصہ بیگذرا
رہی تا میری احسان سی وہ آباد
کہ اس حالت میں جیسا کہ جو پایا
بدی کی بخت کی فرصت نہیں ہے
تو یون پیش آوں اوس فرزند آکے
ادا کی شرط لازم جیسے آئے
کہ بخت و بو طالب اور خونخوار
کہ آنکھوں کو نظر آیا اجالا
نثار یار یہ انوان کی جان

وہ سوتا تھا کہ دیا زاد آئے
کہا بانو سی سلطان نے کہ بانو
کہ احسان کی عوض میں جان تو
وہ بولا ہی یہہ قصہ اسطرح پر
تو میری قلب میں یہہ بات آئی
جبا سپر ہی بہت سی ہوئی سال
تو اپنی مہربان کو میں کرون شاد
زمانہ اور گذرا اب تو ناچار
کرون پھر جیسی قتل اوسکو
یہہ سنکر مرد ماہی گیر بولا
بھلا کس طرح لوٹی میں سمایا
کہی دیکھ ستارون کے یہیں
لب بانو ہوئی ... سلطنت ...

بیچاری ای شہ والا ورا بے
کہو مشتاق افسانہ ہی پھر سے
ذرا کچھ سوچ تو اور پھر چپ
کہ تھے حضرت سلیمان اک پیمبر
کہ جو اس کی جس سے بخشش ربانی
ہوا اس سے بھی بڑھ کر کچھ جلال
رہون مانند خادم اوسکے ہمراہ
کیا جنون کی سینے پھر یہہ اقرار
مگر اسطرح پھیر وہی خوش ...
کہ جو جن نی کہا میں نا خوب سمجھا
بہت قہر جب ... ذکر آیا میں آیا
اور اوسی پانی میں قمقمون کے لپیٹ
غرض مشتاق سی گھنٹے لگے جھومنا
اور وہی بزم طرب سی جام بلندا

گیارہویں رات

قسم ہے یاد گلگون کی آسمانی
قسم اوس جام کی جسمین حباب کی
قسم اوس ... جو محبتان ہے
قسم ہے پاؤن سوال با ادب کے
جو باقی ہو تو پھر کچھ مہربانی
جہیں لبریز ہی ... سخن سے
وہ مثل نور عارض صبح شام آوا
ہوئی جب جانب شرقی سے کلا
قواز تخت بیٹھا آکے وہم ...

قسم ہے خاطر مجنون کی سودا کی
قسم اوس ... کی جسمین کہ تشنگی
شکست توبہ جس کی سرزبان ہے
کہ جس سے آگ ٹھنڈی ہو غضب کے
کہ تا ہو جائے پورے یہہ کہا نے
اشتیاق ہو ہے پہنچا انجمن سے
تسلی ... پاکیزہ دامن
برای امتحان فکر شاعر
مگر دل ... شب میں مضطر

قسم ہی شوق مینا کی سو بار
قسم اوس آرزو کی جس کے تقدیر
قسم اوس کی جس سے محروم
عجب تھی مزے کی کیفیت افزون
کہ ہم وقت مجھے ایسا جو پایا
کہ شب گذری سحر کا حال کہیے
جیسے ماہ کی صورت فروزان
تو یون خاطر ہوئی مسرور انکا
تصور یہہ کہ یار بن گذر جائے

ستم وہ ساق کی جو ہی گنہگار
نہیں کہتی کسے حالت میں تاثیر
قسم اوس دل کی جو ہے غم کا مغموم
کہ اب تک ہو فقط اپنی یا شا جو
تو کیون احسان کسیکا میں اٹھاون
خدا کی واسطے اب جیب ... سن
بسان دلبر اک ... محفل مہمان
کہو وہ سلطان ہوش منتظر ...
سبا شام کی سی پھر نظر آ کے

سخن کچھ پر شتر رفتہ مثل سایا
کہا صاحب نے یوں ہوا فرش اپنا

تو سیدھے شاہ لی کی سوی خانہ
برای صحبت بانوی خانہ

بغل میں تھا وہ مانند خون افگار
کہ مثل نقطہ پیچیدہ ہوی زار

وہی چھوڑا ہوا قصہ مولا شاد
کہ بیٹھے چند ساعت طبع ناشاد

وہ بولے عاقبت وہ اوج آیا
وہ حیران ہو کر پڑا سمٹا کئی بار

خوشا قسمت کہ دشمن بچ رہا قید
اسی صورت سے پہلی جیسی تھا قید

بچارا دیو لو پھر آفت سے چھوٹے
ہوگی ابد قیامت تک [illegible]

اگر آزاد ہو تو پھر آسکے
خدا جانی غضب کیا کیا کیا جائے

وہ بولا کیا کہا زمان [illegible] سلطان
رجوع کرتا تھا جاہ ملک ستان

طبیب اک اور آیا نام [illegible]
رہا وہ قصر سلطانی میں پنہان

کئی دن میں شفا سلطان پایا
[illegible] تو فقیر اس [illegible] پائی

حسد سی کچھ جو ولیعہد آیا
[illegible] مضمون شاہ کی تا گوش آیا

کہ قابو پاکے لائی اور سنگ
مزاج شاہ پر ہو عافیت تنگ

سفیدی سی سی لباس شب [illegible]
زبان نی کی ادب سی [illegible]

بشکل بخت زاہد اک اندھیرا
اور تھا قرب سحر دیو کو گھیرا

ہجوم شوق سی پائی فراغت
ہوا خوابیدہ سلطان حسب عادت

پکاری آسکے دنیازادہ [illegible]
کہ [illegible]

کہا بانو نے ای شہ حکم کیا ہے
وہ بولا ہاں کہ میں [illegible]

در آیا پھر او سی [illegible]
کہا اوس نے [illegible]

وہی سر پیش [illegible]
کہ جس سے چند تھا وہ دیو مضطر

وہ ماہی گیر بولا او ستمگار
نہیں لازم عدو پر رحم [illegible]

نہیں شاید سنا تو نے وہ قصا
کہ جو اک عہد سابق میں ہوا تھا

بدن بگڑا و نا دشمن سی [illegible]
حکیمون سے ہوا ہر گز نہ اچھا

مرض کہتا دوا کرنی [illegible]
ہوا اک سے نہیں [illegible]

وزیر با خرد [illegible]
[illegible]

کہ دو بان ہے نہایت [illegible]
[illegible]

[illegible] ابر سخن سے
[illegible] آئی انجمن سے

ادہر خاموش بانو او سطرف شاہ
[illegible] دنیازاد [illegible]

بشکل عمر ساعت شب ہوئی کم
رہے مشتاق گل کی طرح ہم

بارھوین رات

مری ساقی مری ساقی ادہر آ
خدا کی واسطے [illegible]

اگرچہ ایسی ہے ہوتی نہیں لال
وہ ہو کچھ ہو مگر میں ہوں خوش حال

مری منہ سے ملا دے دیر کیا ہے
کہ ابر آرزو اٹھا ہوا ہے

اٹھاؤں ناز خاطر مثل ساقی
کہ ہر سامع کو ہے امید باقی

قلم بس صبح کا آغاز آیا
طبیعت میں نیا انداز آیا

کہ تھوڑی تھوڑی کچھ جلوہ گری ہے
کھلے منہ کس طرح شرم نظر سے

لبون میں [illegible] نورانی کی [illegible]
نہیں جب ہمیشہ رند مقبول

شگافتہ سین بشکل پارہ دل
اور بیچی میں لسان رنج بسمل

کہا تا جو کچھ اس [illegible] گیا ہے
کسیکا خون دل شاید بہا ہے

کہ اب لطف ذرا مجھ تک آیا
[illegible] جی چاہتا تھا ساتھ لایا

سحاب طبع نا بارش ہرا ہے
زمین تر دامنی اپنی دکھائے

گہر [illegible] رنج دہن سے
ملے گا کچھ نہ کچھ فیض سخن سے

سمندر واقعے قربان قربان
سحر ہے آ کے کی دل لگا ارمان

فدا ای زاہد و [illegible] تقدیر
کہ جو ہے اس جہان [illegible]

سبھی ہم روز فرق در میانہ
[illegible] سے اوسکے [illegible] ہوئی شانہ

ہوا واقف نہیں جلد [illegible]
[illegible] کے طاقت کیا [illegible]

پریشانی سے حد ریش سے پاک / کثافت مین نہ کل امن خاک
کہ جسم کو ہو سکے اشک آرزو بھی / زبان کو دی گئی سو ذوق گفتگو کی
اور وہ شاہ عالی مرتبت تھے / کہ جب کہ ہر سحر عادت یہی تھی
محل مین آ گئے وہ بھی یونہی لا / بیان جو ن پڑھ چکا کہتے آیا
مزاج شاہ کو تسکین عطا کی / مراد آئی ہجوم مدعا کے
رخ و عارض پر اک پردہ سا چھایا / فروغ شمع کو پہلو مین پایا
جو کچھ منظور تھا راحت اٹھا کر / کہا اس طرح بانوے مکرر
کہا بہتر کہ شب کم جو بچا ہے / قریب شاہ دنیا زاد آئی
کروس شہ کی سے جب شب جو ہوئی / کہا ہرگز نہین خاطر کو منظور
غرض منظور کا دل کب اٹھتا ہے / بہت کچھ ایسے جھگڑے جانتا ہے
ذرا اک غور او دوست تو ذرا / نیا قصہ عجائب ہے فسانا
ہوا جب رسم شادی کا سے مسرور / میسر آئی زوجہ غیرت حور
فروغ نور ایسا اس سے تکمیر / کہ ہم سکتا نہ تھا پائے نظر تک
نگاہون سی نرخ شوخیون کا / اشارون مین بھرا مزا جیوڑ کا
لحاظ پارسائی زیب آغوش / خیال بے نیازی پینۂ گوش
نہان لب مین مزا لذت سخن کا / ہوس مین وا انھو عقدہ دہن کا
خود اپنی دید مین یہ شرم حائل / نہ دیکھے آئینے مین شکل تمثال
بسر ہونے لگی عشرت سے اوقات / تصدق جائیے حاصل ہو دن رات
سو بازار آیا سیر کرنے / دکھائی شکل رہزن رہگذر نے
نہایت پیار سے رکھتا سدا تھا / مگر پاتا تھا جیسا رہتا سدا پاس
کہو ہے ہر چند تو تا د لگو خوب / مگر ہمراہ لی جینا نہین خوب
کیا تنہا میں رندا وسکو ہا جا / کہا دن مین خبر لینا کبھی جا
مسست جیسا کرتے گھر آیا / کہاں تسکین پیوتی کو پایا

جمال صبح پر شیدا ہوا ہے / سنے تدبیر کا سودا ہوا ہے
رہے کچھ بہر طاعت گرم بازار / خدا یا آشنا مطلب خبردار
کہ بعد از طاعت حق چند ساعت / فراز تخت کو دیتا تھا زینت
لحاظ شام سے پردہ اٹھا کر / ذرا کچھ یون ہا اک جلوہ دکھا کر
ابھر کر ہاتھ سے ملکے کچھ سیاہی / ہوئی عکس افگن ہا بام شاہی
خدیو و دادگر آیا محل مین / لیا ماہ دو ہفتہ کو بغل مین
کہ ہم سوتی ہین تم بھی چشم کو ہم / اگر جی چاہے آنکھین بند کر لو
ہوے بیدار بانو اور سلطان / رہے مطلب یون سے کر بیان
کہ مین درباں ہے ناحق بگاڑ / عوض احسان کے کچھ اندا وہی دو
مجھے یاد آئی اسیر اک کہانی / سنا تھا جسکو ناقل کے زبانی
کہ تھا اک شہر مین شخص یگانہ / کمال خلق مین ہو وصف اسکی ذات
تمنا نے جو دی تکلیف پیدا / ہوا قربان حسن لطف جنبا
ادا و سیر نو عروسی کی د آرزو / کہ جو ہر گز تصور مین نہ آئین
زبان خاموش مثل مرد مشتاق / نظر کو خواہش دیدار بھی شاق
حیا سے آنکھ ہر دم موڑتا تو / ندامت یہ کہین گے ہمکو بانو
تصور وصل کے ساماں ہے ترتیبات / ہمیشہ پاس عصمت مثل ایمان
غرض شیدا ہوا دولہ دولہن کا / کہلے یہ بات ہر ہر مرد و زن پر
گئے دن بعد اس وحشہ کا شوہر / اٹھا سیلاب تا کچھ قلب مضطر
دیا دل اس نے اک تو تا ہوا سے / کہ جو کرتا تھا سب باتین بیان سے
سفر کی جب ضرورت پیش آئی / تو یون تدبیر خاطر نے سجھائی
کہین ایسا نہو صدمہ سہ اٹھا / سفر کی شفقتین سے مر نہ جاوے
سفر سے جب پھر وینگا اسکو لونگا / اگر کچھ دکھ دیا ہی جان دونگا
ہوئی خلوت تو اوس توتی سے پوچھا / بتا کیا حال میرے گھر مین گذرا

کہا اوس نے جو دیکھا تھا نظر سے
غش اوس سے ہوئی خاطر کو پیدا
لے آئی لونڈیوں کو اپنی ہمراہ
چھڑک تو سر پہ اس توتی کی پانی
کہ آئینہ دکھا تو اسکو شب بھر
سحر کو جب کہ شوہر اوسکا آیا
کہا اوس نے کہ گرجا ابر شب بھر
پھر اوسکے بعد بجلی کی تڑپ تھی
کہاں بارش کہاں بجلی کہاں ابر
غلط ہے راز زوجہ جو ہے مستور
ہوئی محفوظ دلمیں اہل خانہ
بجا ہی جو کہا ای شاہ عالی
کہا سلطان نے وہ قصہ ہے کیونکر
خدا کے فضل سے رکھتا تھا فرزند
وزیر شاہ تھا جو اوسکے ہمراہ
کہا کہ اک زن نا آشنا سے
میں شہزادے ہوں بہر سیر آئے
یہ عورت آخر اوتری اک جا پر
خیال آیا بندھا بیٹھو رسالان
کہا عورت نے بیماری تھی کیا
کہا اسنے پدر سے حال سارا
بلایا نہ سنے اور اوسکو کیا قتل
کہ دو ماں سی نرسی غافل ایسا

چھپایا ہے بہت بی بی کی ڈر سے
طبیعت نے کہا تو اس سے بدلا
تباہی اسطرح پر ایک کو راہ
جہاں تک ہو سکے کر حالت اپنی
بشکل برق چمکے اسکی منقار
تو اوس توتی کو اپنی پاس لایا
کہ جس سے دل مرا تھا سخت مضطر
کہ حالت غیر ہو جاتے تھی میرے
سبب کیا جو نہ تھا شب بھر اسی
کہ وہ اوڑا ہے نہیں ہرگز یہ آخر
یہاں تک جب کہا تو نے یہ افسانہ
مراد دل کرے لیکن ہے تنہا
وہ بولا اے خدیو دادگستر
بجای جان و دل تھا وہ جگر بند
رہا پیچھے یہ چھوٹا اوس کے
کہ جو ڈرتی نہ تھے قہر خدا سے
مری قسمت نے یہ صورت دکھائی
کہا تو ہے اتر او ماہ پیکر
نہیں عورت یہ ہی غول بیابان
وہ بولا اب توقف ناروا ہے
کہ گذرا اسطرح قصہ ہمارا
وہ اوس غفلت سے اپنی ہو گیا قتل
کہ جو جیتا ہے وہ ہو یہ لطیفہ

سنے بی بی نے اپنے جب اعمال
کٹی شب جب نہ آیا اوسکا شوہر
کہ چمکے پیس تو اب سی سحر تک
بلا کر تیرے کو ہی سنایا
یہ کہکر سو رہے آخر کو خاتون
کہا کیا حال گذرا شب کو گھر میں
پھر اوسکے بعد پانی خوب برسا
سنا مالک نے جب یہ حال سوچا
اگر ثابت ہوا اچھوتا ہی سب حال
یہ کہکر اوسکو پٹکا بر سر خاک
تو بولا وہ وزیر روشن ضمیر
اگر کچھ جھوٹ نکلے حال سارا
کہ سے اگلے زمانے کا یہ احوال
خیال اپنا میں وہ پور سلطان
یہ جیسے تھا تے اسپ خوش عنان پر
مقابل ہو کے پوچھا حال کیا ہے
بٹھا گھوڑے پہ اپنی پور سلطان
وہاں دیکھا مکان اک اسی طرح
سمجھکر یہ ہوا چلنے پہ طیار
غرض تقدیر سے پھر گھر دکھایا
ہوا آزردہ اپنی دلمیں وہ شاہ
سوا اس سلطان کے بھی نہیں تھی
سنے جب شاہ نے تقریر دستور

تو سمجھے دلمیں توتی نے کہا جان
تو فرصت پا کی وہ زن خشک تر
کہا اس دوسری سے اک کنیز
کہ اسدم دیو نے خاطر میں آیا
بجا لائیں وہ اپنا اپنا مضمون
تباہیچ جو آیا ہو نظر میں
کہ بھیگا میں بھی اور سارا پنجرا
کہا اس توتے کو سزا ہوا کیا
یہ توتا ہے نہایت اہل تواں
وہیں توتے کی نکلی جان غمناک
ہنسا ازبسکہ فلک سے کہے ہے یہ
تو اوس دستور کا سا توتیا
کہ تھا اک بادشاہ نیک افعال
ہوا اک دشت میں جا کر بیتاب
پہ نخل آکے دم لیتا تھا تک
کہا اوس نے کہ طرفہ ماجرا ہے
بڑھا آگے گشت دشت ویران
ہوا حیران اک شکل لوگ رفتار
عنان اسپ کی پھیر کے بیمار
اوڑا ار ہوا اور اوسکو لی آیا
کہا پوچھا کہ کیوں دستور ہمراہ
اسی سی عرض کرتا ہوں مکرر
تو خاطر کو ہوا کچھ اور منظور

جبین مہ عایون جلوہ گر تہے
کہے سی شب کی خاطر نہجر تہی

کہ جاگے نوجوانان گلستان
ہنسے غنچے ہوا کچھہ اور سامان

وہ ظاہر جو کہ تہی شب باش گلشن
نغان کی جرم سی پاکیزہ دامن

مسار کیا د صبح نو کو چلکے
چلے سب وقت یہہ بات کہہ کے

کہ او غافل بہر وسا پایا یہان کا
وزا کر غور ڈہنگ اس آسمان کا

کہ ہر گردش مین اک سامان نیا ہے
کوئی دم کا توقف ہی تو کیا ہے

جب آئی گوش بانو تک یہہ تقریر
ہوئی خاموش مثل نقش تصویر

تیرہوین رات

شتاب سی ہی ساقی کر تیز را
سدا رہتا نہین جوبن کسیکا

خدا را دیکھہ جامی ہی بیہ تر
کف دست ہی ہر شیشی کے منقش

ڈہلک خم کی صدا مین ہی رسیکی
جہلک ہر جام کی جی لی رہی ہے

ٹپک شیشون کی دل کہتی ہی ہتانی
مزاج ارزرو چشم پر آب

مین صدقی ہٹ نکر کچھہ تو عطا ہو
کہ تر دامن لباس التجا ہو

امید سامعین ہے کب سی مشتاق
توقف ایکدم ہی ہی بہت شاق

تامل تا کجا او جوشش خاطر
مدد کر کچھہ کہ یون کہتا ہی شاعر

کہلے جسدم جبین صبح روشن
چہپے تاریکی شب زیر دامن

زمین جہاڑی گئی لف ہوا سے
ہوئی شفاف رستی جا بجا سے

وظائف سی فراغت پا کی سلطان
گیا دربار مین لیکن پریشان

شعاع مہر پر ہر دم نگاہین
تمنا یہہ کہ ہون تاریک راہین

کہ تہوڑا تہوڑا دن ہونی لگا کم
کہ جیسے تنگدل کا زر فراہم

غرض آخر کو قرب شام آیا
دل مشتاق کو آرام آیا

شروع شب کی گیسو بنا تا ہے
چہپا رخسار عالم جا بجا سے

ہوا زیب محل سلطان ذیجاہ
رہے مصروف عشرت خاطر شاہ

اٹہا جب سو کی دنیا زاد آئے
زبان پہ اپنے وہ اسطرح لائے

کہ ای خاتون سلطان نیک بیگم
کہو باقی کہانی تا سنین ہم

کہا اوسنی کہ وہ سلطان غافل
کہ جو دستور کو سمجہا تہا عاقل

پسند طبع آئی اوسکی یہہ بات
کہ دو بان کو کرون قتل آج کی رات

بلایا اور سنایا حکم اوسکو
کہا اوسنے کہ کچھہ مہلت مجہے ہو

کہ جو منظور ہے لاون عمل مین
ادا ہو جای سب کچھہ آج کل مین

خصوصا اک کتاب تازہ تصنیف
کہ ہوسکتی نہین کچھہ جسکی تعریف

وہ حاضر ہو برابر اندر سلطان
نے انداز کی داخل ہین سامان

کہا سلطان نی بہتر وہ سدہارا
گیا اور کام اپنا یون سنوارا

کہ وہ سم جسکو کہتی ہین ہلاہل
اثر جسکا ہو چہوتی ہی سی قاتل

وٹبولی اوسمین کچھہ اوراق باہم
سکہائی اور کبی لکھہ کر فراہم

بہرا پہر جب وعدہ ابی پہر
کہا یون آ کی شاہ نامور سے

کہ ای سلطان حاضر ہے گنہگار
رہے پیش نظر یہہ جلد طیار

مگر ترکیب بہی اسکی بتاؤن
وہ یہہ ہی جب مین اپنی جان سی جاؤن

تو یہہ جو ہے غلاف جلد کامل
اترا مین سب طرح کی ایسی عامل

خصوصا اک خواص اوسمین یہہ ہے
کہ جب گردن جدا ہو تن سی میرے

تو اسپر رکہہ کی جو پوچہین گے آپ
اٹہائینگی سنا سب لطف قال آپ

سنا سلطان نی اوسکو کیا قتل
بنا ایک شعبدہ جیسا ہوا نقل

جدا تن سی کیا وہان کا پہر سر
رکہا اوسکو غلاف جلد اوپر

جو پوچہا اوس سی اوسنی یون صدا کی
کہ الٹو کچھہ ورق ای شاہ عالی

چہوا انکو تو کی تاثیر سم نے
بدن سی جان لی حضرت شہ کی دم نے

کہا اوسنے یہی تو نی بہی آخر
کہا اوسنے کہ تو اب یکے تنہا لی
اٹہایا منہ سے اوس لوٹی کی کو
وہ لوٹا جب گرا دریا مین جاکر
جدہر جاتا ہون مین تو بہی ادہر آ
کمر کس کر ہوئی رخصت پری زاد
رہے تا حشر تیرا راج ساقی
کہان تک احتیاط نوجوانی
تصدق جاؤن کچھ لین سمجھ کے
وہ کیا یعنی مرکب میم کی سی
شتاب نور چمکی آسمان پر
نظر خورشید پر کی قہر آمیز
اٹھا سلطان محل مین اپنی پہنچا
ہنسے سنکر وہ دنیا زاد دلگیر
کہا اوس نے لولی پھینک اسمین تو جال
سفید و سرخ و سبز و زرد تہا رنگ
انہین کر نذر سلطان جا پیا کے
ہوا دستور کو پہر حکم سلطان
پکا ئی آج وہ ان مچھلیون کو
پکا انکو تجہے ہے حکم شہ سے
ہوئی شق ناگہان مطبخ کی دیوار
چھڑی سبز ایک اوسکی ہاتھ مین تہی
جو تہا نا تو تسمہ بانی اگر تمکو

بدی کی ہے عوض نیکی کی ظاہر
سزا ئی بعد اسکے پہر مجہی کو
دہوان ہو ہو کی نکلا دیو شہپر
تو اسکو پہر وہی پیدا ہوا ڈر
کہ تا مطلب ترا ہوجا ئی پورا
کیا نور سحر نے گرم بازار

اب احسان تجہپہ کرنا کب روا ہے
کہا اوسنے کہ بہتر بعد بیان
تجسم جب ہوا باصوت و دود
مگر وہ دیو پیش آیا بغیرت
یہہ باتین ہو رہی تہین پیش سلطان
لب بانو ہوئی جب حسب عادت

چودہوین رات

غریبون پر بہی پیاری مہربانی
خفا جیسے ہوا تھا پہر وہی کے
اور اسے پہر مثل ساغر منہ مین لیجے
فسانہ آئی یون تیرے زبان کے
ہوا راہی وہ مثل صرصر تیز
جو کچھ منظور تھا پایا مہیا
کہا قربان باجی کیون نہ ہا جیر
نظر آئیگا تجکو اور ہے حال
مزا دیتا تہا ہر رنگ کا رنگ
وہ دیکہا جو کہے گا تو زبان سے
کہ لیجا مچھلیون کو تامون یان
کہ کہانی سی طبیعت کچھہ تو خوش ہو
وہان تقدیر نے بخشی تہا ہے
نظر آئی زن خوش رو طرح دار
وہ اوسنی ہر سر ماہی پہ رکہی
یہہ سنکر وہ حسینہ دلبر جو بن گو

تلاطم زا مزاج آرزو ہے
نشیلے لال دنیا سے نرالے
کہ تا کیفے ہو مضمون خیالی
کہ اوس سلطان نے جب پائی فراغت
کل ابر بنیا شام ہوے
ذرا سا سوکی جاگا اور کہا ان
وہ بولی دیو دہاتی گیر باہم
غرض پہنچا جب اوسنی دام پہکا
ہوا خوش دیکھکر وہ صاحب دام
حضور شاہ جب پہلے انکو لایا
وہ باورچن کہ ہی تعریف جسکے
بڑہا دستور سوئی مطبخ شاہ
کہا اوسنے اونکو بہونا اک طرف ہے
کہ وہ او حسین نکلی اور سنایا
کہا کیون تمکو اپنا قول ہی یاد
جیسے حسب طرح الفاظ منعقد

کوئی دشمن کو اپنی چھوڑتا ہے
رہی منظور خاطر طرز احسان
لگا کہنے دیو لی لوٹی مین اک آن
کہا اصلاح بالطف و محبت
کہ وہ شب چند لحظہ تہی جو مہمان
اٹہا سلطان لی ذکر و عبادت
لگے ملنا ہمارے آج ساقی
مین کہہ سکتا نہین جو کچھ ہے
فدا جسپر ہو رند لاوبالی
دکہائے صبح تو حسن جمالی
ہجوم آرزو مین حسب عادت
نظر کو راہ مطلب اپنی ہوئے
کہو یا تو وہی پہر شب کا سامان
کہے تالاب پہ بیٹھے کوئی دم
نکالین مچھلیان تالاب جا کے
کہا اوس ویولی اور خود کام
تصور مین نہتا جیسا کہ پایا
لیکر نذر ہے اک جا سے آئی
بلایا اور کہا او عیرت ماہ
ارادہ تھا کہ اوس جانب کو بیٹھے
کہ باورچن یہہ تو نی کیا پکایا
وہ بولین مچھلیان سچ ہی یہہ ارشاد
ہوئی دیوار مطبخ کے برابر

زبان معرف تہی اس گفتگو میں — ترقی تہے ہجوم آرزو مین
کہ حکم صبح یو نہیجا طول شب کو — نہ دنیا ہاتھہ سے رسم ادب کو
گہر مثل خیال صاحب جنون آ — کہ ہین منظور خاطر اور اسباب
ہوئی خاموش مانو مثل ساقی — زبان پر آئی مضمون مطابق
زمین کو رہی اہیتو آسمان سے — کہان ہی نہ دل ساقی تو کہان ہے

پندرھوین رات

بانے ولیت رونو کو ڈبو دے — تعلق جسقدر رہین اسکو دہو دے
وہ ایا ہو کوئی چشم کرم سے — جہیک جاتی نگاہ تو یہ ہا ہے
کہان تک اجتناب پیش سے — تو دیتے پر ہے میری تازہ دی
گہٹون تا چند مثل عمر دشمن — بڑہ ہون کچھ تو بان طول ان
زبان پر آئی شرح حال تحسن — مضامین کہہ رہا ہین درست سے
کہ جب گذری وہ شب پیش نظر سے — مزی اٹھنے لگے حسن سحر سے
اٹھا سلطان سابق پہر کتاب — گیے سب کار دنیا تا بہ مقدور
کہ عمر روز کٹتے کٹتے یکبار — ہوئی ساکت بشکل نبض بیمار
مزاج شام نے تفریح پائے — ابہر کر مثل ابر رحمت آئے
گری مسطح درد تلک مشتاق — چھپایا ہر طرف سی روئی آفاق
چراغ و شمع نے جلوہ دکہایا — شہ مشتاق سوی محفل آیا
سوافق اپنی عادت کے کئی کام — کہ آئی یوہیں وہ شب نزدیک انجام
وہ دنیا زاد بولی ہائے باجے — نہیں ہے رات کہبرانی نگاہی
کہواون مچھلیون کا کیا ہوا حال — وہ بولی سن بدل او نیک افعال
سبہہ طرف سے آنکہہ جو پیش آیا — جو با ور تین کو سب نے عشق میں پالا
بدقت ہوش جب آیا کہا حال — رہا حیران وزیر نیک افعال
خبر کی بادشاہ نامور سے — کہ یا در چن کی یون گذر انظر سے
کہا سلطان نے ہم دیکہین یہ کیا ہے — عجب مضمون ہی طرفہ ماجرا ہے
منگا کر مچھلیون کو دیکھا یا — دسے ہے ویلا سا قصہ پیش آیا
ہوا اہیر خاطر سلطان کو منظور — کہ ظاہر ہو بہیدہ راز قصہ دور
کہا لا کہان ہے صاحب دام — جسبا یار وہ تو پوچھا اوخوش انجام
یہ کس چشمی کی ایسی مچھلیان ہین — قریب و دور کس جا ہین کہان ہین
وہ لایا سنکر لا یا تہا جہان سے — کیا ارشاد شہ نے یون زبان سے
کہ لشکر اتری ٹھہرین کہیں ہم — ہوا سامان سبھا سب فراہم
جب آئی نصف شب سلطان عالی — کہ تھا عقل و فراست مین وہ کامل
چڑہا اک کوہ پر کچھ نظر آئے — سراغ مدعا شاید کہ مل جائے
نہ آیا تھا سحر تا لطف انجام — کہ اس شب کو ہوئی تکلف آرام
چھپے جیسے حیا سی چشم جانان — سحر چمکے بشکل نور ایمان
کہا خاتون نے باقی کا کہیں گے — یہہ افسانہ اگر جیتے رہین گے

سولہوین رات

ادہر بیبی کچھ نکرتا خیر سے — خفا کیون ہی مری تقصیر سے
نہ یون صفحہ پہ ہمیں مشتاق تو یہی — نہیں ہم تو یہ واعظ کی گرہ
لب مینا کی ہر دم تہی سے [illegible] — ادا کی مدتون رسم غلامی
در مینحانہ کے اب جیسے ساہین — نہیں مرجائینگے وہ یاد فائیں
نہیں السیون ہی لازم ترک — کہ ہے منظور خاطر اور سامان
وہ کیا لیتے بیان صبح تازہ — کہ حسن جو شان ہی جسکا غازہ
بنگاہون مین ترقی بخشی الوان — تصور تا قیامت محو دیدار
کہان ایسی سحر صدقے دل و جان — کہ کیا کیا کچھ نظر آتے ہین سامان
سمہر سر آر اسی [illegible] — تعلق کا سے ہر سو کرم بازار
سیہ کیفیت جو ساقی تہہ نظر کو — تو خوش ہوا سب بادشاہ بحر و بر کو

ہوئی منظور خاطر سیر عالم
لیے ہمراہ کچھ خویشاں ہمدم

بڑھا سوئے چمن خورسند و شاداں
کہ تا بیٹھے ذرا طبع پریشاں

توقف کچھ کیا ٹھہرا کسی جا
کہ رستے میں مزاج مہر دلا

حرارت دھوپ کی ہونی لگی بیش
بشکل آہ مظلوماں پر درد

عروج شام کا اقبال چمکا
لیا خورشید نے رستہ عدم کا

شریک محفل بانو ہوا شاہ
گئے گھر اپنے سب خاصان ہمراہ

قریب نصف شب سویا آرام
کہ اتنی میں وہ دنیا زاد گلفام

پکاری جا گیے ای شاہ والا
کہ شب کم ہے نظر آیا اجالا

کہا سلطان نے بانو سے کہ ہاں جان
کہو پھر کیا ہوا انجام سامان

کہا ہاں شوق میں وہ شاہ [illegible]
کہ جب دیکھیں تھا دبیر کا [illegible]

فراز کوہ پر پھرتا تھا یکبار
نظر آئی طلسمی قصر دوچار

زمین اس جا کی جیسے [illegible]
گمان تھا دھوپ کا پھیلا [illegible]

وہاں بھی سایۂ شب منزلوں دور
لب شکل آرزو ہی بخت مجبور

فلک کے عکس سے تاری نمودار
منور جس طرح حسن رخ یار

صفائی میں لباں آب گوہر
نظر کو لغزشیں ہر ہر قدم پہ

جبین با مہ وہ درسی تابش نور
فروزاں جیسے دو نو عارض حور

کشیدہ دل نظر کے ساتھ حاصل
وہاں جا کر پھر آنا سخت مشکل

غرض پہنچا وہاں پھر شاہ مشتاق
کہ دم پھر صبر کرنا تھا بہت شاق

سکان نیکی تو شکل عقل جاہل
ہوا حیران شستدر شاہ عادل

بڑھا آگے تو اک گلزار پایا
ہجوم شوق یوں خاطر میں لایا

کہ دیکھیں جل کی اسکو ہی کہی دم
بھلی ہی عجیب کیا طبع برہم

قدم اٹھتے ہی دل بہلا ہوئی جا
رہا ہوش سر پا کچھ اصلا

نکلو کی ہستیں جو پہنچی جو بستر میں
ہوئی کچھ اور ہی قوت جگر میں

درختوں میں عجب صوت کا انداز
کہ جیسے شوخ کوئی یار طناز

سنا یہ نرم شاخیں برگ شاداب
ہر اک تھالی میں موج گردش آب

ہوا دلالہ پھر وصل یا ہم
کہ ٹھیا تی سہی شاخ نخل پر دم

ابھی پورا نہ تھا سامان گلشن
کہ طول شب ہوا یک رہ دامن

ہوئی خاطر بیش با نوشن [illegible]
رہی مشتاق نظارہ غیبت گوش

ملاحظہ سے اگر ہو بھول سانے
ندی انکار کو اب طول سانے

سترہویں رات

کہ ہیں بادہ گلگوں سی خاطر
نہ ہو کیفیت باقی میں ظاہر

نہ لائی فکر تو کوئے بہانہ
بیاں پہ آتے ہیں لطف فسانہ

کہ بعد از صبح پھر وہ شاہ آفاق
کہ جب تھا عقدہ بستہ کا مشتاق

محل سے باہر آیا سب کیے کام
رہے ہر طرح کے آغاز انجام

کہ اس سے حصہ میں دن شتابیاں تک
کہ شکل ہو گیا آنا زبان تک

عروس شام نے گیسو کیے وا
بڑھا آہستہ آہستہ اندھیرا

گھر اپنے شاہ آیا بادل شاد
کیا خاتون ہم پہلو سی ارشاد

کہ مجکو آج تم جلدی سے جگانا
کہ سن لیں جیسے دم باقی فسانا

وہ سوتا تھا کہ دنیا زاد اٹھے
کہا جا گو کہ رخصت شب یابی

اسے سلطان بانو دو نو نام
ہوا ساماں سابق پھر فراہم

سے آغاز پڑا ئی کہا سے
بیان ہونی لگی نقل آ بانی

کہا بانو نے وہ باغ عجب خیز
کہ جس میں تھی ہر اک شے حیرت انگیز

نہایت شاہ کی خاطر کو بھایا
سبب تسکین قدم کچھ دم جا پایا

تو اماں تھکی پھر جانب گلی تکیہ
قریب اک تلقے اختر کو پہنچا

نشہ رنگ رنگی اس کو بایا
مگر تھا سنگ اسودسی تپایا

قدم دھوپ سے پیر کہا اور بہلا
بلاؤ مجکو پانی میں ہوں پیاسا

سنو ہو سنی کسی کی پہر آواز
کہا افسوس کچھ کہتا نہیں راز

صبا پائی سب عشرت کے سامان
اگر کوئی نہیں خالی ہی میدان

مین اس ساعت سنا ہے آتا کوئی
نہایت غم مین جان کہوتا ہی کوئی

خبر پا آواز آئی ہے جدہر سے
نیا سامان پہر گذرا نظر سے

کہ اک جانب کو پردہ سا پڑا ہے
نہیں معلوم اوس مین حال کیا ہے

اٹھایا شاہ نے آخر وہ پردا
تو شکل اپنے جوان نو کو دیکھا

ادا کی شہ نے منہ سے رسم اسلام
سلام اوسکو کیا پوچھا کہ کیا نام

جواب اوسنے دیا ہر ہر سخن کا
نیا پایا پہر نشان اپنے وطن کا

کہا شہ سے سبب آنی کا کیا ہے
بتائین آپکا کیا مدعا ہے

سخن تا گوش سامع یانتک آیا
کہ شب کو کوچ پر آمادہ پایا

ہوئی شب رخصت اور خاموش خاتون
بند ہے پیش نظر کچھ اور مضمون

اٹھارویں رات

مزاج آرزو رو کہا ہی ساقی
تمنا پہر وہی پیدا ہی ساقی

لبالب وہ جو ہے چھلکے ہر طرف سے
تصدق جاؤن لا منہ سی لگا دے

ادب کرتے ہین رندان خوش انجام
زبان سے کہہ نہین سکتی اوٹھی جام

جھکا وہ راست گردن آسمان رنگ
کہ میری خاطر نے کیف ہی تنگ

ہوئی ہے صبح پہر شاہ مشتاق
کرتا دیکھے بہار باغ آفاق

مزاج فکر شاعر ہی طرب خیز
خبر دیتے ہین کچھ نقفاد لاویز

کہ اکثر کار دنیا حسب عادت
بجا لایا وہ شاہ با ارادت

قریب ختم تھا آغاز خورشید
کہ سلطان کو ہوئی پیدا امید

کہ چلیے جلد ہی جان جہان پاس
رہا خاطر مین کچھ لحظہ یہ وسواس

کہ شکل تنگ ظرف بی مروت
سکے کٹنے اوس عزیز کی سد رہ ہمت

کہ لا ہو کر ملا مضمون لائین
چھپایا ابتدا کو انتہا مین

سحاب شام نے عالم کو گھیرا
لگا ہوتے ملا ہر سو اندھیرا

جمال شمع نے پیدا کیا نور
ہر اک پروانہ ہوا چشم بدور

گھر اپنے شاہ عالیجاہ آیا
وہی محفل وہی سامان پایا

کہا بانو سے کیون جی پہر ہوا کیا
جب اوس سلطان سے اوسنے حال پوچھا

وہ بولی اوسنے یون قصہ سنایا
کہ مین حیران و ششدر یانتک آیا

مرا ہمدم ہوا اک صاحب نام
رہے یارب ہمیشہ وہ بآرام

طلسم اک تازہ گذرا ہی نظر سے
چھڑایا جسنے مجکو سیر گھر سے

غرض جو جو کہ گذرا تھا کہا حال
ہنسا سنکر وہ مرد نیک افعال

کہا اب سنیے یہ افسانہ سنا
کہ حیرت زا ہے جسمین ہر اشارا

بیان کا شاہ ہند کا یہ رہتا
جہان مین ہر طرح وہ نامور تھا

عدالت اوسنے کی ستر برس تک
ہوا جب خلد کو راہی تو بیشک

وہ تاج و ملک و منصب جسنے پایا
خزانہ جسقدر تھا ہاتھ آیا

عزیزو تھی نہ سے اک بیٹی چچا کی
نہ تھے صورت مگر قدرت خدا کی

ہوئی منکوحہ میری وہ بصد شوق
رہا خاطر کو اوس سے ہر طرح ذوق

ہمارا یون ہی گذرے اٹھ سال
ہمیشہ اوسکو پایا تہا خوش اقبال

کسی ان سے تھی میری طبیعت
کنیزون کو بلایا بہر خدمت

سرہانے کوئی تھی وہان جھلتے
کوئی تھے پائینتے تلوون کو ملتی

وہ سمجھین لین ہے غفلت مین آقا
مگر اوس وقت تک مین جاگتا تھا

کہ اتنے مین ہوا یہ فکر باہم
کہ ہم لوگ اپنے شہزادے کا ہی غم

کہ ہے نادان اور اسکی زوجہ ...
طبیعت مین ہے ہر دم یار کے خواہ

یہ سیارا شاہزادہ بے خبر ہے
وہ بے غیرت نہایت خطر سے

کہ اتنے میں میرے نوجہ بہالی
نئے پوشاک بدلی پاس آئی
سے گلرنگ کالبریز ساغر
ملایا منہ سے میرے کچھ ملا کر

ہوا مطلب ہے اوسکی میں جو آگاہ
گیا آنکھوں سے اپنے کرلی راہ
غرض جب وہ چلی میں لیکے تلوا
پڑا تا یہ سمجھ کہ دیکھوں کیا اسرار

قریب شہر اک جا تک پہونچے
خدا جانے پڑھے کیا خیر اسے
کہ قفل از خود گرا کہل گئی زنجیر
کیا اسنے توقف کچھ وہیں پہ

پس از کچھ دم قدم آگے بڑہایا
تو اک ہنگا مقابل اسکے آیا
لنشکل میل منزل ایستادہ
غضبناکی میں مالک سے زیادہ

سیہ رو مثل شیطان سخت بدکار
ازل سے طوق لعنت میں گرفتار
طبیعت میں بہری شہوت پرستی
چکان لب سی لعاب خوش مستی

جبین سے مکر و کبر و فن ہویدا
مگر تہا نطفہ شیطان سے پیدا
قوی ہیکل لشکل گاو نر شاخ
تمنا نے ادب نا امید گستاخ

نظر کو اشتیاق جلوہ یار
بہت بیتاب مثل عاشق زار
اسے دیکھا تو بولا کیوں کہاں تہی
وہیں جا اسکے گہری تک تو جہاں تہی

ملاتے ہی کی بولی آمیں قربان
حقیقت میں نہایت ہوں پشیمان
سنو یا تہا ابہی تک میر اشہر
کہ حاضر ہوتی در وا آ ہیں آ کر

کمال قہر میں اپنے جو آیا
نشان رحم کچھ دل میں نہ پایا
سنا اک گا لیان یکبارہ وہ آ
کہا مردود نے جلد و مرادا

اسٹے بیہہ اور پہر کر دو اسکی آ
کرے مانند اشک تر قدم پہ
لیے بوسے کہا قربان قربان
سوا تیری یہ کسسے کلی زبان

غرض کچھ دیر میں جب ہم آیا
تو راضی ہوکے پہر اوسکو ستایا
وہ کیہہ باف چسپیدہ جہکاکر
اگر جب کے چوٹ پڑتی تہی جگر پہ

ہوا مصروف خدمت ویکہ پہر
رہی جہنگری ہی رکوڑوں کی یکتہ
یہہ باتیں تا زبان تھیں ناز و قہرا
کہ سب نے مثل عاشق رنگ بدلا

گئے جس طرح کچھ فکر سخن پر
سے چلے مانند شوق قلب مضطر
اور داسی میاں گئی اوس انجمن پہ
رہا افسوس انجام سخن پہ

انیسویں رات

نگاہ لطف اس جانب بھی سامنے
کہ خوش ہو کچھ مری امید بارے

لب مینا کو مل ساغر کی لب سے
دل مشتاق بی مضطر ہی کب سے
جو امنہہ میں جو آتا ہے جو ہی چکا تہا
کہ غافل جس سے منفعل ہو جاتا

مزاج جوش تہا ممنون احسان
ہجوم کیف تہا دست و گریبان
گذر گاہ سخن تہی طبع جالاک
نظارت میں ہو نور ایزد پاک

وہ ہے جاحت ہے پہر دن ہیں ہیکو
طبیعت ڈہونڈتی ہی بیش و کم کو
کہاں تک تہا تماشہ شوق ای دل
کہ آؤ تہا زبان عرض مشکل

گئے شب صبح کا جلوہ عیان ہے
سراپا نور صحن آسمان ہے
قلم ہی حسن مطلب سی قلم خوش
سنا ہیں ہوتی ہیں یوں اوگو تو

کہ شاہ باخرد بعد از عبادت
بڑہا گہر سے نکل کر بعد طاعت
کیے دن پہر جہاں کے کام سارے
قریب ختم تہے انجام سارے

کہ حسن روئے سے منہہ کو چہپایا
رخ خورشید کو افسردہ پایا
ہجوم شام نے گیسو کو کہولا
تصور سننے لگا ہوں میں جو تولا

بہت تہا بخت عاشق سی ہو تاریک
لنشکل قصد آیو بخیا ادہر دیکہ
شبہ حال ہم پہونچا محل میں
لیا محبوب کو اپنے بغل میں

تہوری سامان خاطر خواہ موجود
سجالایا ادہر اک دل بشکر معبود
پہر ان جنید ساعت ہو کی ساعت
اٹہا اور یوں کہا تا تو نہ ہمکنا

کہو پہر کیا ہوا اوس زن کا انجام
وہ بولی بای اخد بو صاحب نام
بیان کرتا ہے اب یوں شہو لہرو کا
کہ جب یہہ حال میں خوب دیکھا

کہاں نیند سی خاطر مین تمہارے
کہ ہی بیکار لطف زندگانی
جو ہمت ہو سکی فرصت نہ دی وہ
جہنم کی طرف دونو کو بھیجا

غرض کھینچی ہوئی شہزادہ تلوار
قریب آیا کیا اپنا جو اک وار
توکا تیغ نے زنگی کی سر کو
پکارا دوڑنا جانے جنبہ کر

چھپایا مین وار کرکے مثل ارمان
وہ دوڑی کھہ کی تہی اری بہن قربان
نظر آئی جو پر خون صورت یار
بشکل برق تڑپی وہ کئی بار

چمک کر مثل تیغ دست قاتل
عوض لینی کو تھے ہر سمت مائل
نہ پایا جب پتا کچھہ مدعی کا
کہا نکلا نہ ارمان ہائی جی کا

کہیں بی قہر کے جوہر کہانے
لبسان تیغ اوسکو آزماتے
پہ یاور تو نہ تہا تہا کوئی نامرد
کہ ظاہر تک نہین جسکی کہیں گرد

یہہ کہکر نیر چشم اشک افشان
پڑہا یون اوسنے نوحہ با صد ارمان

نوحہ

مری آرام جان زار ہی ہے
مرے پیارے مری دلدار ہی ہے
یہہ کیا تقدیر نے مجھکو دکھایا
کہ جینا ہو گیا دشوار ہے ہے

نہ سمجھے تھے کہ پیش آئیگا جیہ حال
فلک دیگا مجھے آزار ہی ہے
یہہ مکھڑا جسپہ سو جانین تصدق
وہ ہو شمشیر سی افگار ہی ہے

یہہ آنکھیں جو جھکین تھیں شرم سی ہے
نہ پہچانین وہ روی یار ہی ہے
جب اس سے پائی وحشت خاک اڑا کر
لٹایا اوسنی اوسکو ایک جا پر

سمجھ کر وقت فرصت بینی ہی راہ
فلک کی لطف پر کہتا چلا واہ
پریشان ہو کی مثل گیسوئی یار
گھر آیا مضطر و بیتاب ناچار

وفور اشک سی چہری کو دہویا
طبیعت جو بھر آئی خوب رویا
کہا دل سی کہ او پوشیدہ دشمن
ذرا دیکھا بھی حال یار پرفن

اسی پر مدتوں سی مبتلا تہا
اسی نا آشنا سی آشنا تہا
اسی پر جان تو کہوتا تہا ہردم
اسی کی واسطے رہتا تھا پرغم

اسی کی ناز اٹھاتا تہا شب و روز
اسی کی عشق مین تھی کثرت سوز
کہ مثل زندگی جو بیوفا ہے
کوئی دم آشنا بھی ہو تو کیا ہے

غرض گذری سو گذری اب اٹھ کر
تصدق تیری مین اے قلب مضطر
اسی صورت پہ عرض مدعا تہا
سخن ممنون تکلیف وفا تہا

کہ بکتے بکتے مجکو نیند آلے
ہوئی نیند آنکھہ کچھہ غفلت سی جو آئی
وہ دشمن دوست بھی محبوب تو نا چار
بسوی خانہ آیو پہنچی دل افگار

نہ پایا جو غافل سو رہی وہ
پہرا پہلو تو پہر پہلو مین تہی وہ
اٹھی وقت سحر پر سوز و غمناک
منگائی پالکی لونڈی سی پوشاک

اوسی نینا کہا رو رو کی ہی ہی
موئی ہین خالا اما او نکا غم ہے
رہا یہہ حال اوسکا سال بہر تک
نقاہت سی نہ اٹھسکتی تھی دلک

اجازت چاہی گر مین حکم پاؤن
تو اونکا مقبرہ اس جا بناؤن
کہا سنکے کہ بہتر عذر کیا ہی
جو کچھہ مرضی تمہاری ہو سجا ہے

سٹے حضرت تو اک بن بنا کر
سجا مثل او رکنول سی طرح
لے آئی اوسمین یار زخم خوردہ
بظاہر زندہ لیکن مثل مردہ

بہت خدمت اٹھائی دلبری کے
مگر بگڑی طبیعت اوسکی ایسے
کہ امید شفا سی ہاتھ اٹھایا
عدم کی راہ گر حسرت اوسکو پایا

جبیں و عایون جلوہ گر تھے
طبیعت عمر شب سی بیخبر تھے
کہ مرغان نواز ان لی صدا دی
لب خاتون نی سلطان کو دعا دی

زیادہ ہوا سے عمر و اقبال
کہ ہو گی شام سی کل پر بہی حال
لیے تھی ہی ہار بر ہم وہ سامان
تمہائین ہین سدہ در گریبان

[illegible]

بیسوین رات

ابھی ساقی ٹھہر دامن نہ ہاتھ سے
نگاہیں کیوں نہ پھیریں کچھ خبر تو ہے
سبو کو توڑ ہانک مستانہ شیشوں کے [illegible]
کریں گے پیروی زاہد کی ناچار
وہ توبہ تجکو جسکا روز ڈر ہے
اب اوس سے دوستی پیدا کرینگے
ہوس کی کثرتوں سے تجربہ تھا
تجھے بھی عرض حاجت ہے برابر
سخن بینا دل بیالوں کو پیالا
طبیعت محو مطلب ہو بدستور
نئے اختر حیا ہی چشم جانان
گھڑی رستی جمی یاران خوش رو
نظر سر بار لطف آسمان پر
ہوئی سیلی اسد آئے نور خورشید
بہم پہلو بہم سینہ بہم خواب
یہ مستی بی ہوئی بیدار بام
وہ بولی پھر وہ بولا شاہ بجور
ہوئی مصروف دربان ہر طرح کے
گئے دن میں بھی وس حاجت پوچھا
ہوئی مدت کہ جوشش تو ہوا آئے
وہ آنکھیں جسکا تھا نا تر گری کام
وہ فصد لی تامل تو کہ ہر بار
وہ ہر دم دیکھنا حسرت سے رستا

کوئی گانی نہیں نہیں خوش خواب
نہ جھلکے ہی رہیں ساغر نظر بند
سجیں گے سر پر اک کسنہ ہستی [illegible]
وہ توبہ جو کہ ہر دم بااثر ہے
سفر سے تجھے دیکھا کرینگے
خدا جانے کہاں تہا میں کہ تہا
تجھے بھی ہی امید بدل [illegible]
کہ لب وا ہو [illegible] کی کنول کا
سنائی اس طرح ارشاد منظور
نظر آسا نظر بھی سب کی پنہان
بڑھا اپنے محل سے شاہ خوش خو
اسی جلد شب ہو پہنچا بان [illegible]
برائے خاطر سلطان کے امید
وہ دو نو سے کفیل از دلیل [illegible]
کہا سلطان نے ہاں ای میری ہمدم
کہ جو تہا سحر میں وعدہ کی مقرر
اٹھا یا نقش اور تعویذ میں بند
جہاں تہا مقرر اوس نے حیا کا
نہیں آرام بخش زندگانی
نہیں کھلتیں کہ ہے سے تا دم شام
رہا کرتا تہا وصلت کا طلبگار
کیسے حیرت سے [illegible]

نہ آنکھیں ہے گا ہی ہم فنا ہو
خفا ہوتی ہیں ہم بہی نہیں جاتے
ہنک کر خوب سکانیں تجکو سب
وہ توبہ عمر جسکی تا قیامت
معاذ اللہ یہ کیا جوش آیا
تجھے ہادی میں اپنا جانتا ہوں
خدا را جانتا ہون عفو تقصیر
خدایا آرزو تجکو دعا دی
کہ حسن سحر ای جب نغمہ کہتا
فلک پر مہر جوبن ان کے چمکا
جہاں کی کام میں کہ صرف اوقات
غرض مثل مرض گیسنے لگا دن
گہر اپنے آکے بانو پاس بیٹھا
پکاری آکے ای خاتون سلطان
کہو جیسی ہی جو تھی کل کی کہانا
جب اوس نے [illegible] او سکا حال [illegible]
اسی صورت سے گذری [illegible]
تو کیا دیکھا کہ روتی ہی وہ ملکہ
وہ لب جو تھے شکر ریز تبسم
وہ دل جو تہا سدا لبریز [illegible]
وہ بانیت حسن حال [illegible]
وہ زلفوں کو ملکہ [illegible]

ترشح کچھ تو ہو ابر کرم سے
اگر تیری خوشی یوں ہے تو یوں ہی
کہ شرماتا ہے ناقص [illegible]
اٹھا دینگی ہم اسی کی ادا [illegible]
وہ توبہ آبرو بخشش [illegible]
مری ساقی مجھے [illegible]
تری ارشاد وا بیانا بتاتا ہوں
کہ مطلب کو ہو [illegible]
ہجوم کیف [illegible]
گیا [illegible]
ہوا آغاز ہر سر شبیر
اگر مضطر کہ کب ہو [illegible]
چھپا جلد اس قدر گویا [illegible]
ادھر خاتون کی نقد [illegible]
چلے شب جیند دم [illegible]
کہا خوش جلد اپنی [illegible]
کہ بید [illegible]
کہ شفا یا ن شفا او [illegible]
بیان کرتے ہی یوں [illegible]
حلاوت ہر سخن کی [illegible]
وہ [illegible] کام جسکا [illegible]
وہ ایسا آج تک جسکا ہی [illegible]
اگر [illegible]

وہ لو سون کی چھاتی جنکی ابھار
دل مشتاق پیار کرتے ہی اکبار

وہ سینے کی رگڑ سے سل سلاہٹ
وہ سلپ کے برابر گدگداہٹ

لپٹ جانا وہ ہم آغوش ہوکر
وہ آنا ہوش مین بیہوش ہوکر

وہ بغلون سی سونگھنا بی بی کی سے
کہ جو لی آئی دلکو سوی مستے

وہ مالش لب او پھر جدا ہے
کہ جب تقدیر کوئی دبائے

خدا جانی وہ وقت آئیگا کس روز
کہ لو دیکھے تری شمع دل افروز

کہیں گے ہنسکے سب گذرا ہوا حال
کہ یہ ایذا اٹھائی ہی کئی سال

ابھی ہم شوق مین یہ بر زبان تھا
مری آئی کا دہ بیان اسکو کہان تھا

کہا اونے حیا شرما خدا سے
ذرا لب بند کر اس مدعا سے

معاذ اللہ کتنی ہی بد احوال
نہین معلوم کیا ہوگا ترا حال

یہ کہکر جلد سے کھینچی تلوار
ارادہ تھا کہ پورا کیجیے وار

جدا ہو دونون سی ہونی لگی شمع
غم رخصت جو تھا خاموش تھی شمع

وہ بستر سے اوٹھانا سون لپٹنا
وہ لذت مین زبان کا ہای دینا

وہ از خود رفتگی جوش ہوس مین
وہ پھر ملنا شوق سی رہنا نہ بس مین

وہ بڑھ کر سونگھنا ہر عضو تن کا
وہ گھٹنے مین چرانا کچھ بدن کا

وہ ہونٹون کو زبان سی سلسلانا
وہ ہاتھون کا سر پستان پر آنا

یہ سب ہین باتون سی غیر معلوم
یہ ہم سے اور ہم اس سے ہین محروم

تجھے دیکھین گے خندان صورت گل
گلے لپٹین گے تیرے مثل بلبل

صلا پھر تجھسے ہم مانگین گے اسکا
ابھی دیکھین عطا ہوتا ہے کیا کیا

قریب پہلو زن جاکے بیٹھے
قسم اپنی خدا نے کہا کی بیٹھے

مین شوہر ہون ترا کیا کب ہی ہے
یہ بتا لی مجھے شوہر نے دی کا ہے

سنبھل لے آگیا اب وقت یادا شام
نہ جھنٹے تیری ما در تجکو ہی کام

زبان لطف مطلب تھا کہ ناگاہ
زبان سے اک پیدا ہوئی آہ

کہا بانو نی شہ سے حکم کیا ہے
کہا سلطان نی سامان صبح کا ہے

بس اب کل قصہ باقی ہے سنیے
ممتاز گفتگو کے داد دینے

اکیسوین رات

ذرا چلو ادھر ہے پھر سنانے
کہان تک صبر اتنی دیر سنانے

کی ہمت مین کیون ہی آج تجھسے
نہ پرسش ہوگی کیا ابر کرم سے

ذرا دیتا نہین کیت شبینہ
تمنا ہی کہ پھر ہو گرم سینہ

اگر کچھ رحم ہو دل مین تو پیارے
سمجھ مشتاق مضطر کی اشارے

ملا منصفہ سی کہ جو سین الکلام ہین
مری امید کی آجائین ہم ہین

طبیعت اسطرح ہی محو مطلب
کہ جب دس بزم سی رخصت ہوئی شب

نکل بستر سے لو بی بی نہیں دو
بڑھی حسرت گھٹے امید جی کی

فراغ شاہ کی ہی سیر جا کے
ہوا پابوس سلطان جہان کے

ہوئی حکم مناسب تا دم شام
رہے ہر شخص کو تجویز انجام

سمجھ کر مقصد خورشید جہانتاب
بڑھا مصفہ کی جانب بائل خواب

ہلا شیشون کو پھر آغوش سائے
کہ راحت پائی کچھ دم قلب مضطر

خدا آباد رکھے تیری دم کو
سنا مینا کی قلقل جلد ہمکو

ترقی پر ہین می کی جستجو مین
نقاب رو ہے خم ہین ارزو مین

وہی پھر جبین سارا خم سمائے
کہ نوبت اور رکنے کی نہ آئے

کہین افسانہ باقی تھا کہ پہلل
لب خاموش کو ہی غیبت قال

جمال صبح چمکا بینا بینا
ہوا سہر و سی سو کہا پینا

گہر شبنم کے پھولون نے لٹائے
زمین نی موتیون کے ڈھیر پائے

جھکے تسلیم کو دستور سر آ
اطاعت کا جا ہر سمت بازار

کہ اتنے مین نگاہ شاہ الا
اٹھے پھر نظارہ سوی بالا

ستارے تھے وہی ابھر کے جنت ستارے
فراغت کہکشان سے پائی سب نے

دل مشتاق ابلی بہر تعظیم
بجا لائی ہوں بطلب کے تسلیم

غنودہ ہو کے چشم آرزومند
ہجوم خواب سے کچھ دم رہی بند

نہ گذری تھی نہایت دیر ایسے
کہ دنیا زاد آئی اور صدا دے

سنا شہ کی کہانی تو تسلی کی
زبان و لفظ ہوں سست گریبان

وہ بولی اب وہ یون کرتا ہے اظہار
ہوئی جب وہ زن غافل خبردار

پریشی الفاظ مستر کے طرح ہے
کیے دم اور کہا ہو صفت پتھر

کھلے جب اور عقدے امتحان کے
ہوئی ماہی جو بستہ تھی دہانے

مکان و قلعہ ملک و شہر اجاڑا
جو تھے حیوان انکو بھی اتارا

کہ وقت صبح روز آئی ہی ابجا
بہت ہی کر کے جب او پہ سیرا

اس آفت میں بسر ہوتی ہے دن رات
یہ قصہ بھی ہمارا شاہ خوش اوقات

طبیعت میں بھر آیا جوش ہمت
رہا یہ وہ ہی پایا خوش ہمت

کہا رخصت لقتین سونا ذاکر
اڑا یا جلد اسپ باد پا کو

یہاں صورت یہ پیدا ہے تری ناکاہ
اور وہ پھر ہی آئی وہ مکان نگر

کہا شوہر نے او ناآشنا دوست
وفا کرتے ہیں یوں ہی دوست با دوست

میں اب دشمن ہوں ہا آکی بہت ساکت
نہیں شایاں لطف رحم کیا

کبھے ہم پر تھی الطاف بہت
جگر دل سب طرح تھی جہاں

کبھے ہم بھی تھی صید ناوک ناز
کبھے ہم بھی کبھی ہیں انداز

نہ تھی قتل اشتنا شمشیر ابرو
نہ تھے نوک مژہ تیر دو پہلو

نہ عارض و الف و سنبل تھے
نگاہوں میں کمان الفتی تھے

یہ سینے کا ابھار ایسا کہاں تھا
اگر کچھ تھا تو آنکھوں سے نہاں تھا

نہ تھے ہر ساق پاپوش
سدا دیکھا انھیں سر در گریبان

ہمیشہ پہلو میں آرام
نہ تھا دل میں کوئی آغاز انجام

جبین و رخ پہ کشلم گیسو
فروغ حسن مہر ابر دیرہ

شہ ذیجاہ بانو پیس آیا
جو کچھ مسطور تھا خاطر کو پایا

بغل میں سو گئے بانوی پریزاد
دعا آرام نے دی پر خانہ آباد

گزشت کم اور کہانی تو بہت طول
اٹھو خاتون کہ آیا وقت معمول

کہو پھر سرگزشت حال باقی
کہیں تو پر سے ہو عمر قال باقی

کہ کیسے ہے دل با کام بے دشمن
لیا ہاتھوں میں پاوسی بیرادن

یہ کہتے ہی بنا پائی سنگ
دکھایا اک نیا تقدیر نے رنگ

اب ان شکلوں میں ہیں شہ قوم کو
سفید و سرخ و سبز و زرد رنگ

اور اسیر اور اک مضمون نیا ہے
مصیبت خیز عرض مدعا ہے

لگا لی ہے بہت سی تازیانے
نہیں اب پر ہے جی ہوتا ٹھکانے

سنے سلطان معانی کہانی
بہت رغبت ہے جب اوجھلی زبانی

نشان پوچھا کہاں وہ شہر آباد
بتایا وہ زمین وہ گھر وہ جا ہے

چمک کر برق کی صورت چھپا وہ
ہوا پوشیدہ مثل مدعا وہ

لباس جسم شوہر کو اتارا
کیا پھر عضو عریان کا نظارا

کوئی حق محبت یاد بھی ہے
قبول خاطر آزاد بھی ہے

کبھے ہم بھی تھی محو حسن خوباں
حریص آرزو چشم بیمار

کبھے ہم بھی تھی شیشیں نگاہیں
سدا ہیں لب پہ کچھ باتیں

کہ چشم شوخ مصروف حیا ہے
نگاہوں میں تصور کو خدا ہے

نہ تھیں بیہشیاں کیف سخن
نہ تھے وسطح چہرہ انجمن بیت

نہ سرخ پر کہاں تھا ابر گیسو
بلا جان نہ تھی کیف معہ

نہ تھا حسن شکم یوں شعلہ افروز
نہ تھے بی پردگی میں لطف سینہ

قدم واقف نہ تھے نقش زمین سے
رہا ناآشنا ماں اور نہیں سے

مراد بی بناری سے سروکار
تمنا کو نہ تھے تکلیف دیدار

تمنا تا آئینہ با تن بیٹھو بیٹھے
چھپا ہوتا اگر سیراز جو سلے

وہ دن تھا کچھ تردون کی گفتگو سی
وہ بچپا ہر طرح کی آرزو سی

وہ آنکھیں تھوڑا تو ہر شب روز
وہ خاطر پر سخن میں غیرت اندوز

وہ شب ہی بیکل گیا حسب تت پیام
تو شل آرزو ہی بخت ناکام

سے کئی دن تک رہی آشفتہ حالی
ہوئی لبریز اشک آغوش خالی

اگر اپنے پوچھا حال لیا تو
کہا ہی ہی یہہ کیسا سنا ہے

یہہ کیا حیرت تھی ہاہن کچھ حسنت بگی
سنا ہے کوئی بیاہی گا کسیکو

بین سمدق بیاہ کیا ہی بیبرا نہا
کوئی دن ہے کوئی نسبت ہے کرنا

وہ کچھ بیلے داری جاوان نکو کیا کام
ہوا کرتے ہیں کچھ آغاز انجام

یہ تھا دل تو اک ہمدم سی پوچھا
یہ کیسا ذکر ہی یہ بیاہ ہی کیا

بتایا جب کچھ اوسنی پہر کہا
کہاں جاوین کی ہاں جی اختیار

تھو یہہ کہ بیاہ ہے سیر گہر مین
کہ اک دھر کا سا پیدا ہی جگر مین

وہ خاطر جسمین ہے یاد آئے
پڑے اسطرح کی وحشت ہے

کہ اوسمین الفت شوہر کو ہو جا
معاذ اللہ یہ ہے ذکر کیسا

سوا اوسکی بدلے یہہ سلمان دیکھا
کہ پھر اک نیا ارمان دیکھا

وہ عصمت کثرت خواہش نے کھوئے
نہ باقی کچھ رہا پاس نکونے

وہ جو گذرا سو گذرا او جفا کا
مجھے تو کس لئی دی تی ہی آزار

حذر کر آہ اسطوان سی ظالم
خفا ہوئی تھین ہمان ہے ظالم

نہین دنیا ہے فانی جای آرام
یہہ دہو کا ہے برا احسن انجام

یہہ جینا انفاس بن باقی جو کچھ کرم
غنیمت ہیں کہاں تم اور کہاں ہم

بسر کر زندگی جا بشی دل آرا
بجا لا ہر طرح پر خواہش یار

سنا اوس نے جب یہہ قول شہ کا
تو لائی اسطرح اپنے زبان پر

کلام اسطور کی تھی ہوئی افروز
کہ کھینچے سینے نے اک آہ جگر سوز

ہجوم سامعین نے منہ جو پہیرا
تو پھیکا سا نظر آیا اندھیرا

سفیدی تھی سیاہی ہی ہم آغوش
ہجوم شوق کی ٹھنڈے ہوئی جوش

ہوئی مینا و ساغر سجدہ مشتاق
مذاق بزم سی تھی زندگی شاق

ٹپک لی تھی سب آنسو کی صراحی
ہر اک شیشا تھا کج ابرو کی صورت

اٹھے عامے کہ شاہ ہین خدا کو
زبان پر لائین عرض التجا کو

جبین و سر لیے سجدہ جھکائے
اسرا دی اور ہی خاطر مین آئے

بائیسوین رات

طبیعت پھر ہوئی ... کی طلبگار
کہاں ہی محسن ... سرشار

کدھر ہی صاحب خم مالک جام
کدھر ہے یار مینہ شان بدنام

ابتک تو تھین وہ مہربان تھا
ہر اک سے پوچھتا تھا تو کہان تھا

مجھے بھی لطف سی کچھ کہتا تھا
مزاج آمادہ جود و عطا تھا

رہا مطلق نہ ہوش عرض ...
کہ مین آتا ہی کہتا میرے ساقی

منہ ہی آرزو مین اب کی ہی
طبیعت اور نہ حباب جی ہے

ارادہ ہی کہ وقت گفتگو ہو
سخن ہم ریشش جام و سبو ہو

گلا سو کہا ہوا ابھی آب ہے وہی
کہ سیرا ناالہ ... ایکی لی

کہ وہ شب گمشدگی مثل عنبر
ہوئی جیسے ہم جہان مین گرم

رہا باقی نہ تارے کا انجام
چھپائی چادروں نے زلف کی شام

کھلے لفظ مثلث سے کے معانی
تو دو دو ہشت نے کے مصرا

ملے حسب حرف صاد و باد جام
ہوئی پیدا نوید رخصت شب

جمال صبح کی باری بارش نور
جبین خاک چمکی مثل بلور

اٹھین شب باشی امیدین پریشان
کہ دیکھین کیا نظر آتا ہی سامان

ہجوم شوق کی خاطر مین جا کی
گرہ کھولے زبان مدعا کی

کہ وہ سلطان سابق پھر ...
اٹھا یہاں ہی خلوتون سی ...

فراز تخت بیٹھا باد لشاد
طبیعت محنت دنیا سی آزاد

ہوا پھر صبا جب رستہ جبین سا
قدم تھے آمد و شد سی زمین سا

مزاج مہر کی گرمی ہوئی سرد
دل حسرت [illegible] اک پیدا کیا درد

غرض مانند شوق عاشق زار
ہوا خورشید تابان گرم رفتار

کیا بسم حور بلیون لی ہوا کے
چھپے رخسار خویش اقربا کے

وہ سلطان بھی تھا محو فسانہ
بہت محظوظ آیا سوی خانہ

کہ آ و سوہین آشنا ہی دلدار
جگائی گئی وہ دنیا زاد [illegible]

نہ گذری تھی کچھ ایسی ویرانکو
کہ آ پونہچے وہ دنیا زاد خوش خو

زبان پر لاسیئے آغاز نالے
کھلے تا شاہ پر وہ راز باقی

کہ وہ زن سنکے عرض شکوہ انگیز
زبان کی طرح اپنی ہو گئی تیز

مگر احمق سمجھتا ہے مجھے تو
ذرا کچھ سوچ او جلاد بد خو

وفا ان مین نہے جو بن مین انکے
ستم لبریز ہین دامن مین انکے

دل انکی رسم سی نا آشنا ہین
کسے کی آشنا ہی ہین تو کیا ہے

وفا انکی فریب جانستان ہے
بہ پیش ستم یہہ امتحان ہے

برای شغل خاطر چند انفاس
سٹہا لیتے ہین عاشق کو بھی پاس

انہین منظور جب ہوتا ہی یکم کلام
کہ تیر ناز کا دیکھین کچھ انجام

تو اوس دم رحم سی کچھ آتی ہین پیش
بس ان مطلب وہ ہے سینہ وہی ریش

برای شغل خاطر یہہ بھی آ دہیان ہے
کہ جب کو دیکھین تو سمجھا ہی ارمان

ان آنکھون سی ہزارون مرگئی لاکھ
نہ کس کس کو مصیبت آ لگی پیش

قسم کہاتی ہون اس جوبن کی اپنی
قسم اس جنبش ابرو کی اپنے

کہ جو سکتی نہین خاطر سے باہر
نہین تجکو سی انکار اسیر

قسم ہی ابروں سے مژگان کی جو بابر
کہ جو کرتے ہین پر سینے کو آگہ

قسم اس ناک کی جو چشم بد دور
ورق حسن کی ہی اک شہو [illegible]

قسم اس لب کی جو رنگ گل تر
سلامت زندگانی [illegible] شکر

کہ تا انجام مطلب ون رہا کم
و ڈہلے سالی گئے [illegible] کرم

اوسی رخصت اسی پنج جدائی
رہا باقی نہ پاس آشنائی

بشکل عارض الفاظ تحریر
پڑی اک سمت سی وہ [illegible] تحریر

دلونمین خواہش آرام آئے
طبیعت پھر راحت کہینچ لائے

فراغت پا کی پھر جب رات ہوا ہے
کہا یون اوسنے اپنی دلربا سے

یہہ کہتے کہتے آنکھین ہو گئین بند
رہے مصروف غفلت [illegible]

کہا قربان سرای میری خاتون
یقین ہے حال سب شاب ہوگا کون

یہ سنتے ہی اسٹہے بانو ی طرار
کیا یون گفتگو کا گرم بازار

کہا اب کس لیے یہہ التجا ہے
غرض اس آرزو سی تیر کیا ہے

کہ مین معشوق بھی ہوتی ہین پابند
یہہ کسکا دل سلا دیتی ہین [illegible]

ارادون مین ہین انکی قہر آمیز
زبانین انکی ہوتی ہین [illegible]

نگاہون مین ہی انکی لطف [illegible]
سواتے واسطے تا دل [illegible]

نظر کرتی ہی انکی [illegible]
جگر رہتا ہے ہر سون [illegible]

سو مطلب اس سی کچھ اور انکا
کوئی سمجھے گا کیونکر طور انکا

کہان تک تو کرتا ہی جھگڑ [illegible]
تو بی ہی کس قدر [illegible]

بس او نادانی دل یہ بات ہے
مین اوسکی آشنا ہون [illegible]

رہا جو بن تو وہ کیا اور تو کیا
نیا دیکھو سگی مین [illegible]

اگر یہہ ناز یہ عشوہ ہین سب کے
تو لاکھون وزایدین ہین [illegible]

قسم اس گیسوی پیچیدہ مو کے
قسم ہی [illegible] آنکھ دو کے

قسم اپنی جبین شعلہ زا کے
کہ جسمین شان قدرت ہے خدا کے

قسم شمشیر ابرو کی جو ہی تیز
اشارے جسکے ہر [illegible]

قسم اس عارض رنگ قمر کی
کہ صدقے جسپہ ہون آہون [illegible]

قسم اس [illegible]
کہ جسمین [illegible]

مستم دندان کی جو ہین شک کا آیا / خیال دیدنک جسکے نہین پایا
مستم ہی اس زبان کی جو سخن مین / بشکل برق تڑپی انجمن مین

نہین ہرگز کسے کی تمنا مین / سمجھتے ہون برا الفاظ وفا مین
بیان ان مین بہم ہم گفتگو ہے / مگر قسمت کو کچھ اور آرزو ہے

کہ رخصت ہوگی وہ سلطان بہمان / جو بہر حل مطلب تھا پریشان
یکایک مشتری کی پاس آیا / سنا تھا جو نشان اوسنے پایا

ہمیشہ شوق افزا زبان ہے / طبیعت سب کے مصروف بیان ہے
کہ شب مثل دہان تنگ جانان / گھٹے ایسے ہوئی آنکھون سے پنہان

کواکب صورت امید مردہ / فلک پر ہے مگر افسوس خوردہ
زبان خاموش کے شرمای دہن مین / فراغت خموشی نے سخن مین

نے گلگون کا دم بھرتی ہی ساقی / ہوس اٹھکھیلیان کرتی ہی ساقی

تیئیسویں رات

گلوی شیشہ کو تکتے ہے سربار / کہ جیسے چشم عاشق جانب یار
نظر تجھ پر کبھی تیرے کرم پر / کبھی احسان عرض شوق ہے پھر

کہ لا وہ پردے والے لال خندان / سو مینا مین نہان ہے صورت یار
ذرے تاکیف کے آنکھون مین / مراد مدعای شوق پائین

مین کہہ سکتا نہین پاس ادب ہے / کہ شاید رنج ہو عرض طلب ہے
اگر ہے اجازت دی عطا کے / تو بسم اللہ رحمت ہو خدا کے

کوئی لبریز سا منہ سی لگا ہے / کہ پی کر جام دل تجکو دعا دے
ہجوم شوق مین فیض سخن ہو / فصاحت ریز گوش انجمن ہو

رہے باقی نہ خاطر کو بہانہ / زبان پر آسے یون عرض شبانہ
کہ وہ شب جب گھٹے مثل شب وصل / ہوا ہر چیز کو ہر چیز سے فصل

لب مینا سی ساغر خم سے پیالے / چھٹی باہم پڑی ساقی کے پالے
ہوا آغاز صبح نو نمودار / رہے ہر چشم وا مصروف دیدار

ضیای مہر پہیلے مثل جادو / سو مغرب بڑھا خورشید خاور
شہ والا فراز تخت آیا / سلامے اک جہان کو دریافت پایا

رہا مخلوز وجوشش تا آخر روز / طبیعت ہر طرح تھے راحت اندوز
کہ رو مہر کا ہلکا ہوا رنگ / گھٹے گرمے بڑھے ٹھنڈک سے تنگ

جبین شام نے بخشی سیاہی / مزاج روز پر آسے تباہی
نگاہون نے کیا آنکھون مین آرام / کھلے ہر سمت مشتاقان خود کام

بڑھا سامان بزم سوی قصر سلطان / کہا انہوں سے ہے آغوش خالی
ہوئے لمحہ تلے بخشش بیان ہو / تمنا افسوس عمر رائگان ہو

ہوئی بعد از فراغ لطف پیہم / رہا مصروف غفلت شاہ کچھ دم
کہ ہمشادامن شب رفتہ رفتہ / ہوئے ٹھنڈے ذرا دلہائے تفتہ

پکاری آگئی دنیا زاد بیتاب / کہا ای خاتون سلطان کجا خواب
زمانہ تنگ وعمر قصہ کو طول / مناسب ہے کہ ہو تکلیف مبذول

کہا بانو نے سن باقی کہانی / دکھائی ہون سخن کے نوجوانی
کہ جب اوس شہر کی دیکھا تو ... / کہا غالب ہے اس مین وہ شقی ہو

اٹھا کر پردہ اندر اوسکے آیا / نیا سامان دیکھا دلکو بھایا
مناسب فرش نور انکو لسے تھے / مگر مشتاق تکلیف اجل ہے

پلنگ آراستہ جسطرح گلزار / منقش تکیہ وچادر بہت خوش
گلون کے ڈھیر سے لبریز آغوش / دراز اوس پر کوئی خوش خواب دلخوش

نشان زخم گردن سی فزون تر / زبان مضطرب مشکو [illegible]
کہ سلطان کی کمر سے کھینچ تلوار / کیا اس کام کر کے اک وار

[illegible]

کہ اتنے مین چمن سکار آئے | پکارے لی مری دلدار آئے
مین صدقے کس طرح جی ہی مری جان | ہوئی دیر آج مین بہی ہون پشیمان

ذرا لب کھول جنبش دی زبان کو | کہ طاقت آئی مجھسے ناتوان کو
بہت دن ہو چکے آ میری پیاری | کہ مطلق کچھہ نہین ہوئے آشکار

وہ ملازادہ جو رہتا تہا بیتاب | اوسی بہی آ کے کیفیت خواب
وہی ہے سو گیا جیسے مرا بخت | اٹھانے پینے یہہ ایذا بڑی سخت

جو تو سوتا تہا وہ رہتا تہا بیدار | بہلتے تھے اوسی سی خاطر زار
وہ مثل ساعد پر کار ہر دم | مری آنکھون تلی پہرتا ہے ہر دم

سنا سلطان نے جب یہہ شوق اوسکا | کہ تہا حد سے زیادہ ذوق اوسکا
کہا جا خوش تہا مین تجھسی او رنڈ | تری بہ سستیہ آن ہی مین ہون پرفن

وہ شوہر تجہپہ جو ہر دم فدا تہا | سخے تہا با مروت با وفا تہا
زبان عقد سے وقت بیان تک | کہ نوبت جبکہ آئی ہی یہان تک

ہا مصروف خدمت ہر طرح پر | اٹھائے ناز تیرے سب برابر
سوا اوس سے تو لی یون کیچ ادائے | وہ کہا لی گر مجھے کیا آشنائے

حذر بہتر ہے مکاری سی تیری | کہ بشکتا ہون مین عیاری سی تیری
سنا جب تب نے بولی آہ مین [illegible] | غنیمت ہی کہ نکلا آج ارمان

کہ تونے کچھہ تو فرمایا زبان سے | کیا واقف مجھے راز نہان سے
[illegible] سے گو گلا ہے پر بجا ہے | حقیقت مین یہہ میری [illegible]

مگر جو کچھہ ہوا ارشاد تیرا | پہر نکلا اوس منہہ سے ہرگز میرا
صدا آئی کہ سن او نو دل افگار | نہ بہول احسان کو شوہر کے [illegible]

اوسی دی قید بیجا سے رہائی | ادا کر خوب رسم یہہ سائی
کہ راضی ہوکے وہ تجکو دعا دے | خدا پہر تیری سارے مدعا دے

سنا جب یہہ کلام یار مکار | کہا تیری خوشی کرتے ہون دلدار
قریب شوہر مجبور آئی | کہا تیرے محبت کھینچ لائے

خیال خدمت سابق جو آیا | تو مینے دلکو قابو مین نہ پایا
وہ گو معشوق ہین جلاد و خونخوار | مگر مین تجسے ہون مجبور و ناچار

مرادین تیری بر لاتے ہون جانی | پس از مدت بطرز جانفشانی
ستم کے بدلی آرام دوینگے | پرستارون مین تیرے مین بہی ہونگے

مگر بہاری نکرنا بیوفائی | ادا کرنا لحاظ آشنائی
یہہ باتین آئین جب شوہر کی تا گوش | وہ سمجھا ہین فسون شاہ کی جوش

نہین معلوم کیا درپیش آیا | جو اسپر ظالم کو یون خود [illegible] پایا
کہا شوہر نے بندہ ہون تمہارا | گوارا ہے جو تمکو ہو گوارا

غرض اوس زن نے لی پہور اسا پایا | پڑھے ہے کچھہ اوسپر الفاظ معانی
بدن پر اوسکے دی چھینٹون کے [illegible] | پہرا پہر حالت اصلی پر اکبار

وہی صورت وہی رخسار روشن | وہی کیڑی وہی زر ریز دامن
جب اسنی شکل اپنی اصلی پائی | ہوا ممنون فضل کبریائی

چلے انسان بنا کی اوسکو وہ زن | بہت محظوظ بیشیں یار پرفن
کہا لی مین بجا لائی وہ ارشاد | چھٹا قید سے ہوا گھر اوسکا آباد

سنا جب شہ نے فرمایا کہ چل تو | یہہ تیری گہات کب ہے دلکو منظور
کہ چھوٹے ایک اور باقی ہین قید | اسی پہ چکا ہی سنکے امید

وہ جتنے مچھلیان ہین سب [illegible] | ملین گھر سبکی خوش ہو [illegible]
یہہ سنتے ہی وہ سوختہ جا کر | پڑھے ہے کچھہ اوسپر الفاظ [illegible]

وہ پانی جوش مین آیا و سیدم | ہوا اون مچھلیون کا ادہر عالم
کہ سر [illegible] | بحال خویش [illegible]

نظر اوسنے تو گھر دیکھے [illegible] | وسے نقشا جو تہا خاطر کو [illegible]
ہوا آنا وسب شہر ایک دم مین | [illegible]

پھر ہی اس کی بشاشت خوش و شاد
سنا جب یہ تو آئی بیکیا آواز
خدا بر لائیگا امید تیری
لب شیریں کی بو سونگھے بیچارے
کہ بستر سے اٹھا یار جفا دوست
سپرد مرگ کی وہ روح ناشاد
کہا سلطان نے اب اپنا جو تھا حال
کہانی سنے ادھر انجام پایا
مگر کل شب بسر کس طرح ہوگی
کہا بانو نے ای شاہ زمانہ
وہ اس سے ہی بہتر دعا ہیں
ہوئی خاموش بانو بزم برہم
ہوا آغاز کا انجام ساتے
ابھرتی آرزو کی طرح ہر بار
ہجوم کیف میں آنسو نکلتے
ہوس خم میں تو جان شیشی بر
فدی قربان ہوتے آرزو کے
وہ ہوس خم کی کہ جسکا دہن تنگ
اوسی میں سی کوئی ساغر عطا ہو
ہجوم شوق میں ہکون جو بیگر
وہ ہلکی ہلکی رنگت سی سفید
کہیں پیسے کہیں مٹی ابھر کر
خط لطف آنکھ [illegible]

کہا اے توکل کلاہ ایجاد
کہ میں صدقے مری دلدار و مشتاق
طبیعت دیر سے اچھی ہے تا سحر
پسینہ آتا ہے وہ کہتا کہ بس ہے
بظاہر نیک دلیں اور کار دوست
بڑا کہتا ہوا آباد آباد
کہ پوچھے یوں سفر کو وہ بد افعال
اور پھر رخصت کا شب کو حکم آیا
طبیعت سے ہم اب کیا کام کو
اب ہے اک اور باقی ہی فسانہ
مزہ ہے التماس با جرائیں

تر او شاد و سب آیا محل میں
بھی جب ہی یہ ہی نہایت ہیں بے دم
ذرا نزدیک آ کچھ دل ہی جتایا
سنا یہ اور بڑھ کے نازوادا سے
برہنہ کر کے شمشیر دو پیکر
ملا اوس شاہ نو انساں سی آ کر
بجا لائے بہم شکر اس کے
کہا سلطان نے بانو سے کہ ایجان
گذرتی تھی یہ چند انفاس باہم
سناؤنگی سنو والا ہمم کو
یہ باتیں تھیں نہ تھی نوبت گجر کی

المعین ہی گوش [illegible]
نہ کچھ اب آ تیرے ولیں تو تھی کچھ غم
کہ دیکھوں تیرے وہ شکل جہاں تاب
کہ لپٹوں سینہ راحت فزا سے
لگا سر فرق پر بٹھری کرے
سلام اوس نے کیا گردن جھکا کر
ہوئی آباد دو نو قصر شاہی
سنے یہ داستاں طرز بیاں
بہلتے تھے طبیعت اپنی کچھ دم
نہ دو نے کے بغل ہر گز بیش و کم کو
جمی تقریب سامان سحر کے
بس اک دم میں کہیں تاج کہیں تاج
سنبھالی نہ یاروں کی سنبھلتے
چھلکتے جیسے حسن رو بہ آفاق
نکلتا منہ سے جو خاطر میں آتا
نہ فرصت وہ ہے دم بھر کثرت جوش
خدا کے واسطے کر غور سنتے
جسے کہتا ہے رونق کہنے والا
فرمی دی حشر تک سر بیش ہن کے
دم آغاز حسن صبح آیا
بہم ہو گئے ہے جیسے بکھے یار
عقب میں کچھ شعاع نور ابھر
تو قدمہ [illegible] امتحان کو

چوبیسویں رات

مگر تجکو یہ با آرام ساتے
نہ کہتے مثل حسن عاشقانہ
در غلطاں لب اس سی جو ٹپکتے
تمنا ڈوب کر دامن بھگوتے
بدلتے ڈھنگ حسن گفتگو کے
بلا کر دی کہ تا خاطر ہو خرسند
کہ جا لب سی فیض بد نما ہو
تو ایسا یوں ہو مثل سب ایسے
کہ جیسیں کچھ سیاہ سی ہی تلی تھی
کہ جیسے کو عرشہ داماں دلبر
عار رادہ [illegible] آیا

نہ دی اسے کہ مثل نم [illegible]
تڑپتے مثل برق طبع مشتاق
شباب عمر سے شوخی دکھاتا
صدا قلقل کے آتی تا گہر
اب ہے کچھ سنے زمانا اور بانے
وہ شیشا جسکے سفینے میں لگو لالا
زبان پیدا کرے مستے سخن کے
کہ جب اوس شب نے اپنا منہ چھپایا
لب کل عکس زلف و نور خسا
ہوائیں آتی آگے سرد اور ترے
کہ جیسے [illegible] اطافہ [illegible]

بڑھا ہر سمت نشل اوج اقبال
قدم رکھا فراز تخت شاہی
گھٹا مانند مہ شوق بڑھ کر
ستایا بڑھتے بڑھتے ہوگئی تمام
محل میں آکے بانو کو بلایا
انہیں کیفیتوں میں نیند آئے
کہ جو انجام پائیگا بیاں ہے
کہ تھا اک مرد مفلس [illegible]
[illegible]
یہاں تک ساتھ چل نکلی جو بخت
ترتیب اک درسکے پہ پہنچا [illegible]
کہا مرد درسے اسکو سر پہ
نہ گھبرا دیکھ وہ درسے وہ گھبرا
[illegible] درسے کے ٹھہری جو [illegible]
یہ سنکے کتے بیہوشی سی چھائی
طبیعت جبکہ ٹھہری ہوش آیا
ترسیدہ مام ہے اوس جان جاناں کا
ہوئی حاضر کہا [illegible]
کہ [illegible]
دیا انعام اور ان ترکماں سے
جب [illegible]
وہ پولا [illegible] گی پایا
[illegible]

نظر آیا زمانہ اوسکو خوش حال
دکھائی شوکت عالم پناہی
چھپا پردے میں [illegible]
کہ نیند آئی [illegible] آرام
قمر کو رات [illegible]
[illegible] شریف [illegible]
[illegible] ابر و آسمان
اٹھاتا بار سر پر وہ ہمیشہ
غم دنیا سے دل اوکتا آیا
[illegible]
[illegible] قضا را
اٹھایا اور چلا مرد دلاور
یہیں ٹھہر [illegible]
کہ دل سے [illegible]
[illegible] طبیعت اسکی [illegible]
[illegible] کچھ [illegible] پایا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
دعا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سے کے سجدے ادا [illegible]
پلی پاؤں میں حاضر تھا زمانہ
اک ابر سے [illegible]
مزاج شاہ نے راحت طلب کے
[illegible]
کہا قزاق [illegible] زمانہ
یہ کہتے سنتے [illegible]
بسر [illegible]
ہوئی اک [illegible]
کہا [illegible]
[illegible]

کہ لاکھ احسان [illegible]
کہ اس نے میں ہوا وہ [illegible]
[illegible]

کہا اوسنے کہ میں نادان ہوں ہیچ
کہ جو پوچھے جواب اوسکا نہیں دوں
مجھے ہر علم سے ہی آشنائی
سنا سلطان نے کہ ہو سخن آزمائی

یہہ سنکر ایک بولا ان تینوں سے
کہ اس مزدور کے صورت نہ ہوئے
سخن سنجی کا اسکی رنگ دو شب بھر
سخنور محرم طبع نکتہ پرور

بظاہر گو کہ ہے مجبور رونا
نکتہ ہے واقف ایائی اسرار
یہہ ایما آرزے بخشش سخن تھے
دُر خوش آب گوش انجمن سے

کہ شب کو پاس نعمت کچھہ جو آیا
رہا دن صبح سی منہہ کو چہپایا
اٹھا سلطان ہو خاموش خاتون
نظر آنے لگا کچھہ اور مضمون

پچیسویں رات

کہ ساقی تہا نہ شیشہ تہا نہ ساغر
جسے دیکھا بحال خویش مضطر

یہہ کیوں بد ہوئی ہیں طور ساتے
ارادہ ہی مگر کچھہ اور ساتے
رہے یا رب ہمیشہ تو سلامت
یہہ محفل ہے مبارک تا قیامت

سنا کرتے تھی تو ابر کرم ہے
مگر شب کے ترے ہمت تو کم ہے
نہو بدنام منہہ شیشوں کے واکر
ملا منہہ سے کوئی ساغر لگا کر

ہلکتے ہیں دل بیتاب ہر سو
صدائیں تو ہی آتی ہیں کوئی چلیو
خدارا ہٹ نکر کچھہ مہربان ہو
کہ لطف گفتگو پھر نوجوان ہو

زبان اوسکے شرف سخن سے
صدا آئی اوسکے انجمن سے
طبیعت جانب افسانہ آئے
اوسے آغاز کو پھر یوں سنائے

کہ جب گذری وہ شب اور صبح چمکے
نظر آنے لگے ہستے عدم کے
کھلے رخسار تابندہ سحر کے
اٹھے پردے جبین بام و در کے

کہ سلطان نے باندہی پھر ادا صاف
ہوا خائف دل ہر صاحب لاف
بڑہا غل آمد آمد کا ہر اک سو
گہر آئے کچھہ سا کچھہ پہلو

کھلے دفتر ہوئی احکام جاری
رہے ہر شخص پر تا شام جاری
کہ ناگہہ صدمت خورشید روشن
جو تھے سو ہی زمیں افتادہ اکثر

کہ شے جسطرح تقدیر گنہگار
بڑہے سرعت میں جیسے نبض بیمار
چلے مانند عمر نیم بسمل
نٹھہرے جسطرح بیتابی دل

سیاہی چشم تاریکی سے چلی
ہوئی جاوہ زمین کے خوب میلے
کھلیں آنکھیں کواکب کے برابر
رداہیں پھر راحت آئیں برسر

ہوا خلوت نشین خانہ سلطان
رہا مجبور بستہ و گریبان
پس از کچھہ خواب دنیا زاد مضطر
پکاری یا تو دستا و لا در

اٹھو آغاز پاتے کام انجام
رہے شب کم کہاں تک طول آرام
یہہ سنکر مشل بخت شاد و نشار
ہوئی بیدار خاتون پریزاد

زبان پر یوں سے آغاز آیا
کہ اوس مزدور نے بستر بچھایا
گئے کچھہ شب ہوئی کمائی طیار
تو یہہ تجویز ٹھہری سب کے یکبار

کہ اوس مزدور مہمان کو بھی لاؤ
بٹھا او ساتھہ اور کہا نا کھلاؤ
کیا فارغ جب اوسکو کھانا کہانے
اٹھے ہر ایک اپنے اپنے جائے

کہا مہمان سے اب تیرا ٹھکانا کیا ہے
بس اب گہر اپنے جا اور نیک انجام
ہوا یہہ ناگوار طبع مہمان
نہ تہا مرغوب خاطر وانکا سامان

کہا شب بھر اگر ہو ... ساتھ
تو گذری خوب اپنے زندگانی
کہا اس شرط ہی خاموش بیٹھا
نہ ہمسے پوچھنا اسکے نہ کہنا

قبول دل ہوا اوس میہمان کو
کہا میں مند رکھونگا زبان کو
غرض گذری جب اونسے نصف رات
نظر آنے لگا کچھہ اور ہی گمان

کہ آئی شیشہ لبریز و ساغر
لبالب خم لگے رکھنے برابر
او ٹھیلے سے بڑہا پیمانہ ہر سو
زبان ... دہن دینے لگی بو

سہی سنکر آئی صفائی جناب در
کہا تم کون ہو بولے قلندر
کہا کیون بولے وہ ہم بھی ہین مسافر
سنتے ہین نام بردار سفر مین

اگر ہے تو کہین جا ہم ٹھہرنے
بس چند انفاس راحت مین گذارنے
گرو وہ اور زبیدہ سے کہا حال
کہ ہین تین انسان نیک افعال

قلندر وضع لیکن تینون یک چشم
بظاہر نیک کچھ کرتے نہین خشم
سنتے ہین گردش ہر سو اٹھا کر
ہوئی وارد ہین اس دولت سرا پر

تمنا ہے کہ اتنے شب بسر ہو
سپیدے جانین گے جب ہم سحر ہو
اجازت چاہتے ہین حکم کیا ہے
اگر مہمان نواز ہو تو بجا ہے

زبیدہ نے کہا مختار تو ہے
زیادہ اس مین ناحق گفتگو ہے
سے آئے انکو محفل مین بلایا
انھون نے کچھ عجب سامان پایا

زبان انکی ہین محو سخن تھے
عبادت خیز ہر فرد [illegible]
کہ کاشانا ہے سب مثل گنہگار
کہا سب نے کہ [illegible] خبر دار

مجھ کہتے کہتے مطلع صاف پایا
سحر کا آئینہ شفاف پایا
سے ہے خاموش بانو مثل ساقی
عمل مین آئی سب کا [illegible]

انشا ساقی [illegible]

چھبیسوین رات

کہ اب پیش آتے ہین ایسا بیان

لعاب خامہ سے الفاظ تر ہین
تماشین سخن شگفتہ جگر ہین
زبان ہی مائل حالات ہے
بیان کرتا ہون سن تو بھی تماشا

کہ بعد از صبح شاہ آسمان جاہ
کہ جبکے دلین خوف حق کو تھی راہ
فراز تخت بیٹھا بادل شاد
بجا لایا سراسر کار انصاف

نہ تھا فارغ خیال امتحان سے
کہ رخصت ہو لئے اس عدل سے جہان
شعاع مہر مثل رف بادبان
گناہون سے لگی ہونے پریشان

مشکل مقصد دل ایکدم مین
ہوا ثابت نہ تھی گویا کہ ہم مین
کھلاتا تند گیسوئے شام کا رنگ
نظر سے لگے کچھ [illegible] ڈھنگ

ہوا داخل محل مین شاہ با جود
سما آئی [illegible] فضل معبود
[illegible] کا سلطان
کہا بانو سے کچھ [illegible]

کہ کیا افسوس ہم کا آخر ہوا حال
وہ ایسے وہ قلندر نیک افعال
رہے حیرت مین [illegible]
کہ ہر سرشتی مین پایا کچھ نشانہ

زبیدہ نے کہا سامنے بھی بجا ہے
جو کہا ہو تو لاؤ پھر سماں
وہ سے آئی قلندر سب بلائے
کہا آخر کو سب سنے [illegible]

کہ ہیہ فعل نہایت ہے طرفہ خیز
سر اک شی ہین [illegible] دل [illegible]
بجائین ہم ہمیشہ ہو اگر ساز
دکھائی کوئی اپنا لطف آواز

سیہ کرتے ہیں کہ سب کچھ پیش آیا
جہاں یاں اسطرح سے ہر دلکو بہایا
لگین گانے وہ تینون جو [illegible]
ہوئے پھر وہ قلندر [illegible]

بڑھین تا این تو ایک پیدا [illegible]
سر ایل ولسے کی کچھ بات معلوم
کہ اس دولت سرا مین کچھ خوشی ہے
کسی نے [illegible] کچھ [illegible]

بیان [illegible]
نکہت دلین [illegible] آئی وہ سر جاہ
کہ وہ ہارون رشید شاہ دوران
[illegible]

[illegible]
کیا اس ست بھی وہ سی کمینہ
سنے آواز جانفزا جو [illegible]
کہا اسوقت کسکا دل [illegible]

[illegible]
[illegible]
کہا از سنے کہ ای شاہ [illegible]
نہین خاطر مین [illegible]

نظر آتا ہے [illegible] علوم
کہ شاہ کی [illegible] تعمیر مین [illegible]
نہایت خوب [illegible]
کہ ہے [illegible] انداز [illegible] ناز

[illegible]

کہا نظم [illegible] / کہ سوداگر ہین لیکن سخت بخیل
ہماری رسم عزت یان جو تھی / سوا اسکے واسطے تکلف کی ہی

تب اسکو [illegible] آئی زیادہ / سروری سی ہم سے سر نہادہ
صدای نغمہ خوشتر یون کی آواز / دف و چنگ و سرود و مطرب و ساز

[illegible] باہم شریک بزم تھے / بہت سی لوگ شائق پیش بین تھے
کہ آیا کو زوال شہرت ہے / ہوئی اس بزم کو حاصل تباہی

سبھی پہلو کیا باہر سبو نے / لیا ارض پہ پیدا آرزو نے
اٹھے بیٹھے سبھی ساغر [illegible] شوق / چھپے سامان [illegible] کہیں ذوق

چلے یاران باہم شکل [illegible] زین / ہوا گویا صاحب تجمل کا دل [illegible]
نہیں ہے احتیاط آبرو سے / کہیں چھپے [illegible] جستجو سے

پریشان تھے شکل گیسو یار / بیان آتے ہین مانند گنہگار
اگر ہمت اجازت دی تمہاری / تو لازم ہے اور [illegible] یاری

کہا [illegible] نے سائل سے کہ ٹھہر / مین پوچھون تیا مالک کو خبر [illegible]
کہا جب دوست فرمایے آؤ / پھر آئے اور کہا تشریف لاؤ

پونہچکر [illegible] کا سامان دیکھا / سراک واکا نیا ارمان دیکھا
کہ جو ہے غیرت حور و پری کا / امنگون مین جوانی کی بہری تھی

[illegible] / کہا گندا ہوا [illegible] موافق
کہا ہے مکر اک شعر بھی کا / اگر کہدے نظر سے کچھ ہی سی

[illegible] کا تم کو کرنا / کہیے اسرار بجا تم کو کرنا
کہا بہتر کہا سب نے مبارک / نہین باقی رہا اب آپ ہی شک

اگر سلطان کو حیرت ہے بہت کیا / طلسم اینہ سدا ماجرا ہے
سفر بہتر ہے یا اور مضمون / کہ ہر دم حال محفل ہے دگرگون

غرض اس فکر مین تہا شاہ [illegible] / کہ وہ بیٹہون قلندر [illegible] جہان
بہیہ ما تو کہہ چکے تھی قصہ اٹھا / کہ برہم خاطر شب کی ہوی تھی

چلے ادھر نہ ہم سی لیکن [illegible] / بشکل عمر رفتہ آرزو مند
سکوت لب ہوا ان کو حاصل / اٹھا محفل سے سامان مقابل

ستائیسوین رات

دہن تر [illegible] عشرت آئی / کہ شان رقص کی مدعا ہے

کرو ہے جلد ساقی کو بلانا / ذرا دیکھو کہین ڈھونڈو سکانا
مزا احتیاج رسم آرزو ہے / ہوس جو باقی یاران سبو ہے

[illegible] / [illegible] پھر آغاز [illegible]
بہار [illegible] و کہا [illegible] / زبان خا [illegible] طرح لاؤ

کہ بعد [illegible] عجب [illegible] / کہا [illegible] سرور [illegible]
کہ زگا ہین [illegible] دشمن [illegible] / کوئی بیٹھا [illegible] کہین [illegible]

[illegible] مبارک / ہوئی [illegible] آمد [illegible] اقبال
دوگانہ ہم [illegible] بازار چکے / ہوی [illegible] برابر [illegible] کم کے

[illegible] آیا / [illegible] کو بہت محفل [illegible] پایا
کہا شکر خدا [illegible] در عالم / سر آرا بادشاہ دو جہان

[illegible] / [illegible] کی محرم
سخا کی شاہ سی باہم ہو شاد / پھری محفوظ خاطر خانہ آباد

[illegible] / [illegible]
نہیں ہے نور سے گی گود خالی / بڑہا گہر کے طرف سلطان عالی

[illegible] صحبت یار / [illegible] کم تو دنیا راہ مکان
لگا کہنے اک ای شاہ زمانہ / نہین [illegible] رات سے کچھ فسانہ

حضور زبیدہ جو کرنے لگا رقص | عجب لطف فزا ونسکا ہو تقرر | کہ سب نے آفرین کی واہ واہ کی | زمین بزم کی نظروں میں چابکے
غرض اوس رقص نے انجام پایا | قلندر نے نہایت نام پایا | زبیدہ خوش ہوئی ساقی اٹھایا | کہا سب نے کہ پایا یہ تو رتبا
زبیدہ نے کہا صاحب سچ ہی بجا ہے | مناسب ہے کہ ہو اسپہ بھی سماں | یہ سنتے ہی وہ دو کنیزوں کو لائے | زبیدہ بولے شعروں میں بھی آئے
لیا اک ناز سے پاس بجا کر | کہا لا جلد اوسے اور حور پیکر | شراب او سکو کچھ حد سے زیادہ | کہ وہ کتیا ہوئی سر اونچا دہ
بہت اشک سے چشم تر سی ہر | صدا پیدا ہوئی آہ جگر سے | بڑی حق سی ہوں جب کہ رحم آیا | زبیدہ نے گلے اپنے لگایا
یہی اوس مسری کا بھی حال | رہا حیران شاہ نیک اعمال | قلندر بھی یہی کہتے تھی [illegible] | کہ ان لعین ہے بس آدمی زنیا
مگر خاموش تھے سب انتظار | نہ کہہ سکتے تھے کچھ پر وہ نہا | جبلیس عشق سے پایا خوب انجام | زبیدہ نے کہا ساقی کالی نام
کہ جابا بزم میں [illegible] | نہایت آگہ باقی بہت جو گ | وہ اک فی [illegible] | بجا لائی [illegible] ہوئی دل
اپنے بھی [illegible] | وہی باقی [illegible] | فراق آمیز سے الفاظ پیدا | یہ شعروں اور [illegible]
زبان بانو کی [illegible] | [illegible] آخر ہوئی | صدا سازوں [illegible] | [illegible] چشم [illegible]

رات ۲۸

چلا ساقی اٹھے شیشے سے جام | جو تو [illegible] | [illegible] | رہا باقی [illegible] کا نام
جدائی [illegible] | یہ کیا سوچا [illegible] | محبت [illegible] | [illegible]
کہ تھی خوب [illegible] | [illegible] | [illegible] | کہ [illegible]
تمنا [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible]
کہ جب [illegible] | ہوا [illegible] | کہ بیٹھا [illegible] | برائی صاحب [illegible]
[illegible] | یکایک بادشاہ عالم [illegible] | حیا [illegible] چشم [illegible] | [illegible]
بیاں شام نے پیدا کیا [illegible] | ہوئی ظلمت [illegible] | جیسے [illegible] جسم [illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible] | [illegible] | کہا [illegible]
[illegible] | وہ [illegible] | [illegible] | [illegible]
اجازت ہوئی [illegible] | کہ باقی ہے نہایت [illegible] | اب خاتون [illegible] | [illegible]

غزل

وہ [illegible] | | | ادا [illegible]
[illegible] | کہ اب [illegible] | [illegible] | [illegible]
جدائی کی نہایت [illegible] آخر | رہا کب ہو گی قید [illegible] | محبت [illegible] | کہ [illegible] آتش عشق [illegible]

کہا باہم کو [illegible]
[illegible] آئی زیادہ
[illegible] باہم شریک بزم تھے
[illegible] کیا ہر سبو
چلے یاران باہم [illegible]
پریشان [illegible] کیسو یار
کہا اسنے سائل سے کہ ٹھہر
پو نچھکر [illegible] کا سامان دیکھا
[illegible]
[illegible] کرنا
گر سلطان کو حیرت [illegible]
غرض اس فکر میں تماشا [illegible]
[illegible] ہم سی لیکن [illegible]
ذہن تر ہو [illegible] عشرت [illegible]
کوئی ہے جلد ساقی کو بلانا
طبیعت [illegible]
کہ بعد [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] صحبت یار
کہا سلطان نے تا نوبت [illegible]

کہ سوداگر ہیں لیکن سخت بخیل
سروری سی ہم نے سر ہلادی
بہت سی لوگ شائق ہیں [illegible] تھے
[illegible] پہ پیدا آرزو تھے
ہوا اوس صاحب [illegible]
بیان آتا ہیں مانند گنہگار
ہیں پوچھوں [illegible]
ہر اک [illegible] دیکھا
[illegible] موافق
[illegible] کرنا
طلسم [illegible] ماجرا ہے
کہ [illegible] قلندر [illegible]
بمشکل عمر رفتہ آرزو [illegible]

ہماری رسم عوت یان ہوئی تھی
صدائ نغمہ خوش [illegible]
کہ آیا کوتوال شہرت [illegible]
اٹھے [illegible]
نہیں [illegible] احتیاط آبرو تھے
اگر ہمت اجازت دی تمہاری
کہا جب اوسنے فرمایئے آؤ
کہ جو ہے غیرت حور و پری [illegible]
کہا ہے [illegible] شرط ہی [illegible]
کہا بہتر کہا [illegible] مبارک
[illegible] یا اور مضمون
یہ [illegible] قصہ [illegible]
سکوت لب ہوا اون کو حاصل

ستائیسویں رات

ذرا دیکھو کہیں ڈھونڈو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کی [illegible]

مزاج [illegible] رسم آرزو ہے
[illegible]
[illegible]
[illegible] بازار [illegible]
[illegible] عالم
[illegible] شاہ سی باہم [illegible]
[illegible]
[illegible] شاد زمانہ
[illegible]

سوا اسکے واسطے تکلیف کی ہی
دف و چنگ و سرود و مطرب و ساز
ہوئی اس بزم کو حاصل تباہی
[illegible] سامان [illegible]
کہیں [illegible]
تو لازم ہے [illegible] شرط یاری
پھر آئے اور کہا تشریف لائے
انکھوں میں جوانی کی بھری ہے
اگر کہدے [illegible] کچھ سہی
نہیں باقی رہا اب آپ ہی شک
کہ ہر دم حال محفل ہے دگرگون
کہ برہم خاطر شب کی ہوئی [illegible]
اٹھا محفل سے سامان مقابل
کہ شان رقص نکلی مدعا ہے
ہوس جو پائی یاران [illegible]
زبان [illegible]
کوئی [illegible] کہیں
ہوئی [illegible]
سحر [illegible]
پھری [illegible] خاطر خانہ آباد
[illegible] طرف سلطان [illegible]
[illegible]
[illegible] بیتاب ہوکر

حضور زبیدہ بھی کرنے لگا رقص
عجب است فرزانہ و سکا ہو انتقیز
کرسے ہے آخر زبیدہ کی
زبیدہ ہم کی خطا میں جا بکے

غرض اوس رقص نے انجام پایا
قلندر نے نہایت نام پایا
زبیدہ خوش ہوئی صافی اونیا
کہا سب نے کہا یا یہ تو بنیا

زبیدہ نے کہا صافی سے یہ بات
مناسب ہے کہ ہو اب وہ بھی سات
یہ سنتے ہی وہ کنیزوں کو لائے
زبیدہ بولے شہر میں سبھی آئے

لیا اک نازنینہ پاس جا کر
کہا لا جلد اوسے او حور پیکر
شراب اوسکو کچھ حد سے زیادہ
کہ وہ کتیا ہوئی سر افتادہ

بہت اشک سے چشم تر سبھی ہے
صدا پیدا ہوئی آہ جگر سے
پری غم میں جب کہ رقم آیا
زبیدہ نے گلے اپنے لگایا

سبھی اوس مسخری کا بھی ہوا حال
رہا حیران شاہ نیک اعمال
قلندر بھی بہی کہتے تھی تیز
کہ لایا بعض ہے اس آدمی نیا

مگر شاہ وش تھے سب جب افراز
نہ کہہ سکتے تھے کچھ ہے وہ بہنا
جبلس میں سے پایا خوب انجام
زبیدہ نے کہا صافی کا لی نام

مہ پاک بزم میں منظر میں ہو گئی
نہایت آگہی باقی ہے جوگی
وہ اک لی لگے آلی بیش محفل
بجائی اس طرح ایسی ہوئی دل

امینہ بھی پیار سے کے بعد آئے
وہی اس کی اسے بھی بجائے
فراق آمیز تھے الفاظ پیدا
یہ مضمون اوس سے ہوتی تھی ہویدا

زبان مانو کی تھی سنو حقیقت
کہ اس عشق میں جلد آخر ہوئی
صدا ساز میں کی فصد آخر
چھوٹی اشک سے چشم نم پر

چلا ساقی اٹھے شیشے سے جام

داستان ۳۸

رہا باقی فقط اس عشق کا نام

جدائی تجھوں ہو باقی ہے
جو تم کب تک نہیں آئی تھی
اب نہ فرصت دراز جاناں اب
یہی قطرہ ہی ہوئی دل الم کی

کرتے ہو خوب سے ہر بندی کی
یہ کیا سو جانا تھی پیچھے
بہت ہی سنی چاہ ندی تھی
کہاں جبرانی بھی [illegible]

تمنا میں ہی کٹ جائیں گی
بتا کہ طرح مضمون تی ہم
نہ شاہ ہو گئی ہر گز اب تھی
کہیں لگے فقط یوں کہ رات سو

کہ جب تو بجز سلطان کو کیا
سو امنیہ اوسکو اور کیا
کہ بیٹھا تخت پر وہ محل کے
سرا اپنی صاحب عشاق و مضطر

بیٹھ وقت کی تا آخر روز
یکایک پادشاہ عالم افروز
حیا از روز چشم ہوا تھا
رہا راحت کر میں خواب گراں ہے

سیار شام نے پیدا کیا رنگ
ہوئی ظلمت اسے میں جا کے
چھپے ہو ا کی جسم پر شبات
صدا آنے لگے احسان اجسام

اٹھا سلطان بہ آرام تو
قتل میں پا گیا ہے جو
اٹھا میں بیگ سے یاد لیا کہ
کہا جوش نا [illegible]

سب تجیب ات چوہی نہیں
وہ دو نیا زاد و عشرت ای
بکار و نالی [illegible]
گیرانی [illegible]

اجازت ہوئی عرض فسانہ
کہ باقی ہے نہایت لم زمانہ
اب تانوں خسب کلم سلطان
وکھائی وقت باقی کی ویرانی

وہ عشرت کی تھی اوس نے سبھی
اور کرتے ہے اونکو فکر تا

غزل

کیوں تمام سے آرام جان
کہ اب شبی نکلتے ہیں زبان
لگی ایسی نہیں یہ کسی
وہ میں اٹھتے ہیں بہر

جدائی کی نہایت بھی ہی آخر
رہا کب ہوگی قید امتحان
محبت لگی انشا بھی ہے
کہ دیکھوں آتش عشق نہاں

نسیم النہار مطلب سے غرض کیا — سمجھ لین گے وہ اس طرز بیان سے
وفور شوق مین اب بجا یا — کہ جو محفل مین تھا اوسکو غش آیا

ہوی انجام کو وہ خود بیہوش — طبیعت لی کیا ازخود فراموش
ہجوم جوش مین کپڑے اتارے — کیے محفل نے داغون کے نظارے

سب حیران جو حاضر تھی وہ سچا — کہ یہ مین داغ کیون شتابی سی پیدا
نگر پرسش سے تھا ہر ایک مجبور — حلاوت عہد کرنا تھا نہ منظور

ہوی تجویز یہ فرد و رسابق — کہ ہے پہلے سنان سب سے موافق
اسی سے پوچھیے یہ امر دشوار — عجب کیا ہے کہ شاید ہو خبردار

غرض پوچھا کیا انکار اوس نے — کھولا عقدۂ دشوار اوس نے
بہت ہٹ کی تو وہ بولا کہ بہتر — زبیدہ سے کہا ای با ہنر

یہ ہان پوچھتے ہین تجھسے حال — نہین آگاہ مین اے نیک افعال
غرض اوکی زبان سے عرض کی ہے — مصیبت جان پر اب آ بنی ہے

یہ سنکر وہ ہوی کیا برہم — کہا کیون جی نکمی تھی تمہی ہم
کہ پوچھو گے اگر کچھ حال ہمسے — تو ہو گے آشنا خواب عدم سے

سو اب آیا قریب اوسکا زمانا — یہ کہکر وہ پکارے جلد آنا
ہوی سات آدمی حبشی نمودار — ہر اک کی ہاتھ مین ایک تیز تلوار

ہے اب قتل ان سبکو بتایا — ارادہ جس طرح اونکا جو پایا
پکارے سب نہین ہین ہم خطاوار — بچا ہمکو ہمارے رب غفار

زبیدہ نے اونہین مضطر جو پایا — تو اندک رحم خاطر مین یہ آیا
کہ ساتون حبشیونکو یون دیا حکم — ذرا ٹھہرو کہ دیتی ہون نیا حکم

کہین انمین سی جو حال مفصل — تو شکل اوسکی ہو جائی مبدل
رہائی پای جائے اپنے گھر کو — نہ دیکھے پھر کبھی اس بام و در کو

وہ ٹھہری یہ اوسے بیتاب و مضطر — ہوا آمادہ ہر اک گفتگو پر
سخن اسپر یہ تھی بانو کی اس دم — کہ شب آخر ہوی ہنسنے لگی صبحدم

ہوا آغاز سامان سحر کا — کھلا چہرہ ہر اک سو بام و در کا
لب بانو پہ خاموشی سی چھائی — زبان نے ضبط سے کی آشنائی

ملا ساقی لب مینا دہن سے — کہ وقت گفتگو ہے انجمن سے

رات ۲۹

بلحاظ مدعا رخصت طلب ہے — سحر جھکی وداع لطف شب ہے
بڑا ہے شاہ عالی سو دربار — ہر اک حاضر ہے محتاج و گنہگار

برابر ہو تھین حکم سب پر — بجا لاتا ہے ہر خویش و برادر
غرض بعد از ضروری کار دنیا — اوٹھا اوس جا سے وہ شاہ معلے

نظر کے جانب خورشید روشن — چھپائے اوسنے عارض زیر دامن
ہوی جب شام آگے گھر مین شاہ آیا — نظر کے سوی محفل خوب پایا

ذرا سویا ہوا کچھ دم مین بیدار — کہا بانو سے خاطر سے ملالکار
کہ سنتے قصۂ باقی کا انجام — وہ بولے ای خدیو صاف نام

وہی فرد و رسیلا پہلی سب سے — ہوا گویا ہی حال راست اوسسے
کہ مین فرد و ر ہون غمگین و محتاج — اٹھاتا تھا بہر فکر قوت مین آج

توقع تھے خداوند جہان سے — کہ کچھ لیجاؤنگا توشہ یہان سے
نظر سے فضل خالق پر کریم — کہ شاید کوئی ملجای بکرم

کہ اتنے مین یہ بی بی لامین تشریف — بیان سے ہی زیادہ جنکی تعریف
کہا فرد ور چل آیا جو مین ساتھ — لیا کام اور فرد ور کے ہاتھ

مشرف پھر ہوا مین آکے اس جا — رہا شب بھر ہوی احسان کیا کیا
مرے قصے سنے پایا یان تک انجام — اب آگے کیا کہون اللہ کا نام

زبیدہ نام جا اپنے گھر کو — نہ مڑ کر دیکھیو ہرگز ادھر کو
کہا اوسنے کہ بہتر ہے یہ امید — کہ ان تینون قلندر کے سنون بھید

اجازت ہو تو ہم پھر اپنے گھر جائیں
سیہ بختیں کہ آخر ہو گئی شب
پلا ساقی مے خوش رنگ کا جام
فراز تخت بیٹھا تا سر شام
کہا بانو نے ہاں آ میری جانی
فسانہ اسطرح لایا بیان میں
چچا سے مجھکو الفت تھی نہایت
کہا اوس بھائی نے یون مجھکو اکر
یقین ہے دیکھکر تم ہو گی مسرور
سنا کر یہہ وہین مجھکو بٹھایا
وہی دروازہ خاص اس مکان کا
زمین کو اوسنے اک ٹھوکر سی کہودا
مین جاتا ہون اگر تم جاؤ گھر کو
چچا کے گھر مین آکر سو رہا مین
نپایا کچھہ پتا اوسکا کسی جا
کہ تسبیح کی نوبت بجائے
عطا کر کوئی ساقی جام لبریز
ہوئی ہے صبح پھر سلطان بانو
بہار شام سنے پیدا کیا رنگ
اٹھا سلطان کہا بانو ابھی جان
بہت کی جستجو لیکن کسیکو
یہان آیا تو پایا اوسکا نشان
سبب پوچھا تو پایا اسطرح ہے

پھر اسکے بعد گھر کا رستہ لو

وہ ٹھہرا اور بولا اک قلندر

رات ۳۰

سنے آغاز کا پورا ہو انجام
پڑا آخر برای لطف آرام
سنا او اوس قلندر کی کہانی
کہ میرا باپ تھا شاہ اس جہان میں
تنے سنتے تھے وہان چل کر حکایت
کہ ای جنت وہ داغ جگر سوز
مگر اک عہد سے لیتا ہے مسرور
گیا اور اک حسین کو ساتھہ لایا
بتایا ہے پتا تمکو جہان کا
نظر دروازہ آیا مجھکو وہین جا
تو یون ہے بند کرنا اسکے در کو
مگر اس از سی حیرت مین تھا مین
تعجب تھا خدا جانے ہوا کیا
ہوا غل رات گذری صبح آئی

ہوئی جب صبح شاہ آسمان جاہ
محل مین آکے سویا او جاگا
وہ بولی وہ قلندر صاحب شوق
وہ اک رکھتا تھا بھائی صاحب جاہ
وہ اک فرزند رکھتا تھا خوش اسلوب
بنایا ہے مکان اک مین نے اس جا
کہ اسکا ذکر تم ہرگز نکرنا
کہا اوس نے اسی ساعت پکولاؤ
غرض پہونچے تو اک گنبد سا پایا
کہا کہ لو اسی کو جاؤ گھر تم
وہان کچھہ دیر ہم ٹھہر کر باہر آیا
خبر منگوائی جب اٹھا سحر کو
کہا یہ تھا یہہ بانو کی زبان سے
کہا بانو نے سلطان کہ ای شاہ

رات ۳۱

پلا ہے سیر عالم کو بعد جوش
لگا ہون کو نظر لے نئے رنگ
کہو باقی بھی جو باقی ہے باقی
تو ہاتھہ آیا رہا افسوس کرکے
کہ مثل غنچہ مین اوس جا گیا
کہ شہزادی کی قضا یا حال معلوم

گیا اور بعد فرصت پھر پھر اپنی شاہ
محل مین شب آ کی خوب سویا
کہا ہان لیکن ہے انجام قلندر
طبیعت میری گھبرائی جو کیا ہے
نظر آیا جو مین سب نے کیا قید
وزیر شاہ اٹھ سلطان ہوا

کہ میرا حال سن او ماہ پیکر
ہوئی خاموش بانو اٹھہ گئی سب
بڑھے پھر دید عالم کی وسی جاہ
پڑی لاحول کچھہ شیطان بھاگا
کہ جسکو عرض کا تھا اپنے اک ذوق
نہایت خوبصورت نجیب ماہ
تمام انداز اوسکے تھی بہت خوب
کہ ہر سامان ہے وہانکا حیرت افزا
اگر بھی چاہے چند ہی دن ٹھہرنا
کوئی گنبد کسے جا پر جو باقی
پس از کچھہ دیر بھائی میرا آیا
تماشا دیکھو جو آئی نظر مین
کہا تھا جسطرح اوسکو بنایا
کہ دیکھو میرا بھائی ہے کدہر کو
فسانہ تھا ہمارا امتحان ہے
کرونگی کل بیاں وقت کے آگاہ
کہ پھر خاطر ہو سیر عشرت انگیز
چھپا خورشید اور جوہنے ہوئی شام
کہ اس حجرے مین وہ اس شب ٹھہرا
کہ زینب ہو گئی [illegible]
نہ ٹھہرا اور ان چلا این گھر کو خیالی
ہوا [illegible]
[illegible] کرنے کو کہا ہے

یہ سنکر تھیلے مجکو وہ یکبار
جہاں آرام فرماتا تھا ستمگار

مجھے دیکھا تو بولا کیوں تو آیا ادہر
کہ جو آئی عمل میں تجھسے بیداد

اوسی حسد سے ہوئی آنکھیں میری
وہی صورت گرفتگار ابھی تک ہیں

یہ کہکر میری آنکھہ اوسنے نکالے
کہا مجھسے چلا جا بہتر جالے

وہاں سے پھر میں آیا گھر چچا کے
کیے سب راز گذری مدعا کے

وہ بولا ہای تہا بیٹی کا صدما
اور اوسپہ نارہ قصہ یہ ہوا کیا

کہاں بھائی کہ پھر آنکہیں ان کی وار
کیا قسمت نے ہم آغوش مدفن

یہ کہکر یاد آیا اوسکو فرزند
پکارا ہاے بیٹا اے جگر بند

کہاں ڈھونڈوں کہاں جاؤں کروں کیا
کہ دیکھوں اسکی شکل راحت افزا

یہ عالم دیکھہ کر کچھہ میں نہ رہا
ہوا مضطر تو نقد ہوش کہویا

ہوئی جب شب تو میں پھر آیا
کہ اب تک راز کو دلمیں چھپایا

مگر بہتر ہے اب اظہار اوسکا
کہ نا ممکن ہوا دیدار اوسکا

یہ سوچا اور کہا آنے چچا ہی
کیا آگاہ رمز مدعا سے

غرض میں اور چچا پونہچے ادہی جا
اوسی صورت سے دروازے کو کہولا

پونہچکر وہیں طرفہ حال پایا
کہ جسکو دیکھہ کر اک شور آیا

وہ کیا دیکھے کہ وہ بھائی چچا زاد
کہ جسکے سر گذری تہی بیا کو یاد

جلا دیکھا اوسی سامنے کے
کوئی ہمسایہ حسین تہا جیسی

وہ دونو سوختہ تن ساتھہ برابر
ہوئی حیران چچا میں سخت مضطر

چچا نے منہ پر ان دونوں کے تہوکا
کہا یہ حال پونہچا آرزو کا

ہمیشہ تم پہ لعنت ہو خدا کے
تمنا یوں نکالی مدعا کے

یہ باتیں تہیں لب تک یونہی ابہی
کہ اتنی میں کہڑکی آئی آواز

ہوئی شب ختم آغاز سحر
چھپا سامان محفل سب نظر سے

وہی ساقی کرول ہے ہنگامہ شوق
طبیعت میں ہے بیدن آہ ضرورت

رات ۳۳

کہ جب گذری شب سلطان نامدار
ہوا آمادہ طاعات معبود

نماز و ورد سے پائی فراغت
جبین صبح چمکی حسب عادت

کیے سب کام شہزادے نے شام
طبیعت کو ہوئی تکلیف آرام

خدایا داد گر محفل میں آیا
رہے سامان وہی دستور پایا

ذرا سا سو کے جاگا اور کہا یوں
کہ ای ماہ جبین وہ کل کا مضمون

وہ بولی اب بیان کرتا ہی فقر
کہ بابا پیارے بیٹا کا وہ پیر داغ دل

پس از نصرت پھر آیا گھر کو
ہوا آمادہ تکلیف سفر کی

قلندر یہ پہونچا تہا جو اسکا
تو وہ کہتا ہی سب بیچارگی کا

کہا میں نے کہ یہ کیا ماجرا
غرض نصرت سے اور لعنت سے بچا

وہ بولا پیر او فرزند دانا
نہیں کچھہ تو نے انکا حال جانا

یہ بھائی وہ بہن دونوں تہے سدا
بہت مدت سے ان دونوں نے چھپا

بتایا تہا سکان پوشیدہ اچہا
ستاتا تہا میں نے سب کچھہ حال انکا

مگر خاموش رہتا تہا ہر اک دم
کہ دیکھوں پیش کیا آتا ہے باہم

سو یہ انجام ان دونوں کا پایا
طبیعت میں بہت تہا جو دیکھا

اگر سنتا یہ بندہ تو قتل کرتا
نظر سے خلق کی سب کچھہ گذرتا

بس اب ٹہرا اسکے بیٹے کو حیرت
رہو مجکو کچھہ دنوں میں تجسس

تو اسکے بعد میرے گھر یہ قصہ
یہ کہتا تہا ہوئی اک گرد پیدا

وہی دستور دشمن جسنے مجکو
کیا یک چشم آشفتہ نظر کو

لیے ہمراہ اپنے فوج جرار
ہوا مغرب کی جانب سے نمودار

لڑا میری چچا سے اور مارا
میں بہاگا وہاں سے تجہ تلک آ

کہ نہ ان تہا کہ یہ دونوں قتل ہے
نظر آئی مجھے بیتاب و مضطر

لیے ہمراہ اپنی یان تک آیا
تمہارے لطف سے آرام پایا

ابھی ... دو سوا اور قلندر | کہا سب نے مری ہوش بکر | کہانی سنے ... کا نام پایا | اور ہر شب کو خیال حشمت آیا

بجے نوبت سحر کے پہر ... | تھا ... [illegible]

چھتیسویں رات

پلا ساقی کہ مطلب پر نظر ہے | مرا دل مدعا یوں جلوہ گر ہے | کہ جب ان کشتگی دور شام آیا | اور اس محفل میں پھر ... آیا

سر آغاز پر آئے کہانے | سخن کی سیر دکھائی نوجوانے | کہ اوس مرد قلندر نے سنایا | زبان پر ... آیا

کہ ... باپ تھا سلطان مشہور | او سب کا حکم تھا نزدیک و دور | ... کی تھی ... | ملازم ... [illegible]

بہن ... کامل | فراغت کی محبت جو حاصل | ... اک نام پایا | پھر ... تھا جو کچھ کام آیا

شہ ہندوستان ... | سبھی سمجھا نہایت نیک افعال | ... اک مرد ہشیار | ... اکبار

کہا بیٹے کو ... | سنا ... کا حال ... | ہوا خوش ... | کہ اب ... گزرے اوقات

... کی ... زمانہ | ... تھا بجا تا ... | ... اور بلایا اک ... | کہا ... برابر

... | کہا ... | ... کے ساتھ ... | کہ ... وقت ...

کوئی ... | نہیں ... | ... متقال | ... [illegible]

[illegible]

چھتیسویں رات

[illegible]

کہ نا قتل اسطرح کرتا ہی تھا
اوسے کاٹتا اور اوسکے ٹکڑے کرتا
بہت اچھا نہایت خوب شفاف
بڑا حجاب اور آگے سیر کرتا
گیا ترسان تو پوچھا مجھسے حال
جو کچھ گذرا تھا ابتک سب بتایا
وہ بولے اپنا قصہ مین کہون کیا
مری شادی کا تھا سامان گھر مین
رہو نو دن پہر اوسکے بعد جانا
رہا مین حسب حکم یار طناز
کہا اوسنے یہہ جادو کا مکان
طلسم آخر کو ٹوٹا چند دم مین
مین بہاگا جب وہان سے وہ جن آیا
مگر اب خوب سمجھا تو ہے بدکار
مین گہر آیا وہان سے اشتیاق نشان
کہ صحن حجرہ سے مین ہو چلا کچھ
اتار کر لا او تارا اوس مکان مین
قریب مرگ پایا حال اوسکا
کہا جن نے آہی پہچانتی ہی
جو پوچھا جسکی بیٹی ہی انکا
جہکانے اوسکی آگے مین گردن
کہ یہہ قالب تراکیب سے بدلون
اسے افسانہ لب تہ وہ بانو

کہ مین تھا اکدن مجبور و ناچار
تو دیکھا مینے اک طرفہ تماشا
تشکل آینہ ہر سو طرف صاف
کہیں خوش تھا کہیں کچھ ڈہونڈ پاتا
کہ آیا تو کہان او نیک افعال
نہایت مہربان جب اوسکو پایا
ابو تیر بس شاہ نامور تہا
تماشے لطف دیتے تھے نظر مین
بر اسیر ہے اچھا ٹہکانا
سے ہر طرح آرام خدا ساز
خیال مخلصی یان رائگان ہے
وہ جو سامان تھا یو پہنچا عدم مین
بہت بگڑا ہوا سامان پایا
ہوئی ہے یار نو سے گرفتار
مصیبت مجھسے تھی دست و گریبان
وہی جن بن کے مرد پیر پایا
کہ جسکا ذکر ہے آیا بیان مین
نظر آیا بدن پایال اوسکا
یہہ وہ ہی جسکو دل سمجھا تہی
کہا ایسا گمان بد نہ رکہا
تو بولا مجھسے وہ ناپاک دشمن
رہے او یمین ہمیشہ یون سزا دون
نہ بدلا تھا کسی سے نامراد

جہیڑا تھا اک نخل پر تا اوسکو کاٹون
کہ زیر پا اک کہڑکی سی تہان ہے
بڑی سامان سب سب آموجود
تو دیکھا اک حسین کو سوسند آرا
کدہر جاتا ہے دل مین قصد کیا ہے
کہا تم ہے سناو حال اپنا
اوسکی دختر شنک قرمون
یہہ جن مجکو اڑا لایا وہان سے
کہا مینے کہ دسوین روز کیا ہے
کہا اک روز مینے اوس حسین سے
ہجوم کیف مستی مین تماشا
وہ بولی بہاگ از نادان یہان سے
کہا اسطرح اوس شنک پری نے
یہہ کہکر قحچیو بین سی اوسکو مارا
گیا مجبور ہی مین اپنے سخن نا شاد
نظر کے سامنے پیر سے جو آیا
وہ معشوقہ جو تہے محبوب میرے
مین سمجہا تہ جن کا سبب ہے
وہ بولی ہین نہین اس سی خبر دار
نہ مانا اوسنے کاٹی ہاتھ انکے
کہ تجکو مین نہ رکھیہ او رہو نگا
یہہ سنکر مین ڈرا اور دست بستہ
کہ سنب شل جرس آواز کی کر

سے مستمت سے جو کچھ پیچ کر کون
غرض کہولا تو دیکھا اک مکان ہے
کدورت کا گمان ہے از دل اوس سے
مری جانب کیا اوسنے اشارا
یہان آئی ہی کیا مطلب تمہی ہی
کہو گذرا ہو اجنحال اپنا
ہے اک جن اوسکے مین نظر ہون
اتارا یان فراز آسمان سے
کہا وہ دن تو جن کے سیر کا ہے
چلو مین پہلون اس سبزہ زمین سے
گیا اوس گہر کو لاتون کا نشانا
بلا آتی ہے دیکھہ اب آسمان سے
کہ گو مین چاہتا ہون تجکو جی سے
ٹھہرنے کا نہ تھا مجکو جو یارا
کہے آہین زبان پر گاہ فریاد
بدن کانپا اجل کا خوف چھایا
ہر اک انداز مین مرغوب تیرے
کہ مجھسے یہہ وہ لبریز غضب ہے
اسی توفی کیا ناحق گرفتار
پہرا میری طرف غصے مین تنکے
عوض اس جرم کا اسطرح لونگا
کہا اے مہربان حال خستہ
ہوئی جب یا صورت فکر سخنور

اٹھے یکبارگے سامان محفل | ہوا رخصت ہر مہمان محفل

پینتیسوین رات

وہ دی ساقی جو مثل غنچہ بھی خوش رنگ | کہ خاطر تمہید مطلب سے ہوئی تنگ
کہ دیکھے جب وہ مشتاق رخ یار | ہوئی پوشیدہ مشتاقونسے کیا یار
ستارہ والا گہر ہے حسب دستور | بجالایا بدل سب کار منظور
لگا ہونے پیدا جسطرح محبوب | چلا سلطان عالی سوی مطلوب
غنودہ ہو کے جاگا اور دیا حکم | کہا ای بانو بجالاؤ مرا حکم
کہ سنیے ڈر کے جن سے یون سنایا | کہ اک قصہ مجھے ہے یاد آیا
کہا اوس جن نے ہان کیا آغاز | وہ بولا اسطرح سنتا ہون ہمراز
کوئی حاسد بھی رہتا تھا اوسی جا | وہ اوس مرد خدا کا مدعی تھا
غرض یہہ مرد حق یون لین سمجھ جا | کہ اٹھ چلیے یہان سے اور رہیے جا
فقیری کی ہوس دل مین سمائے | کئی دن ہین تو رہیے صورت نمائے
وہان کے رہنے والی سبھی درویش | ادب تعظیم سے آئی لگی پیش
زمانی مین ہوئی پھر دھوم ہر سو | کہ رہتا ہی یہان اک مرد خوشخو
سنا جب حاسد ساکن یہہ حال | ہوا غمگین نہایت وہ بد افعال
کہ محتاج و غریب بے نوا سب | شروع صبح سے تا آخر شب
کہا حیرت ہے مجکو یہہ ہوا کیا | کہ پہلے سی بھی کچھ افزون ہے رتبا
یہہ دل مین سوچ کر آگے جو آیا | تو اوس درویش کو بالطف پایا
ذرا سے جدا چلیے کسی جا | قریب چاہ وہ گوشہ ہی تنہا
لپٹ کر اوس کنوئین مین اوسکو ڈالا | کہا دل مین کہ ٹوٹا راگ بالا
وہ مسکن تھا جنون کا چاہ تار | غرض پہنچا جو یہہ یون اوسکی نوبت
کہ یہہ درویش ہے پاکیزہ افعال | خدا بہتر کرے اسکا ہر اک حال
کل آئیگا یہان شاہ زمانہ | سنا ہے اسکا بہت سے فسانہ
وہ اک کہتا ہی اوسکی غیر جیسی | جہان مین اوسکی ہین خصلت مشہور

تمنا ہے کہ پھر مقصد بر آؤن | زبان تیشہ تابے کو لاؤن
فروغ صبح پھیلا جیسے اس جا | صدا دینے لگے مرغان گلشن
وہ دن آخر قریب شام آیا | اتر کر مہر زیر بام آیا
محل مین آکے بانو کو بلایا | ہر اک سامان تو پھیلا سا پایا
کہو آگے جہان قصہ چھوڑا | وہ بولے اب وہ کہتا ہون نگوڑا
اگر ارشاد ہو لاؤن زبان پر | کہا ہے مجھسے راوی نے مکرر
کہ تھا اک شہر مین اک مرد ذی جاہ | بہت سامان دنیا اوسکی ہمراہ
حسد سے اپنی جلتا تھا ہمیشہ | بشکل شمع جلتا تھا ہمیشہ
کہ تا حاسد کی خاطر رہے شاد | سمجھ کر یہہ کیا گھر اور آباد
کنارے رہنے نہایت شاد و خرم | ہوا شہرہ کہ آیا اک معظم
دعا کے اوسنے ہر مطلب بر آیا | خدا کو مہربان حال پایا
کہ وہ مطلب بر آرندہ ہے | نہایت یار سار وجہ آیا
گیا قصد ایکدن چلیے وہی جا | غرض آیا تو سامان طرفہ دیکھا
ہر اک لحظہ ہین محو شوق پایا | سلے حاسد نے اپنے دست افسوس
کوئی تدبیر ایسی کیجئے آج | کہ مر جائے وہ ایذا دیکے آج
کہا جی خیر مقصد ہو جو منظور | تو ہون تکلیف بخشی مطلع مسرور
اٹھا درویش خالق کو کیا یاد | وہان پہنچا کہا یان کیا ہی ارشاد
یہہ فضل حق سی جا پونچا تہ چاہ | نہ آیا کوئی بھی نقصان کہین
تو آئی اک صدا مثل مخاطب | کسے کی یون کہا مثل مخاطب
نگہبانی یہہ حاسد کے خدا ہے | سبھی امید وار اپنے خدا سے
بہت مشتاق ہے تھا ہی دیکھا | اور بھی غم ہے ہی ہر خوش
کوئی بیٹا ہے جن کا عاشق اوپر | وہ ہی بیمار بابا اوسکا ہی مضطر

نہیں جاتا وہ جن ہے سخت بیتاب
اکھاڑے سات بال اوسکی حرم کا
تب اسنے کنو میں ہی یا کہ جا
وہ ہے بیمار حاجتمند ہون گے
وہ آئی اسنے دی باتون کے
اوسی دختر کو اوسکے ساتھ بیاہا
یہہ باتین تہین کہ نسبت چاہی شاہ نے
کہان تک دیر ساڈل بے بیتاب
چلا ایسی کہ ایلی پہر دیا جوش
کہ یہہ مشتاق مطلب ساہنین مین
چہپا دل مین سے خفت ملک کے
بڑہا شہ شادہ حرم گہر آیا
کہ شاہا جب ہوا درویش ...
وزیرون سے کہا جلد اسکو لاؤ
یہان ... آیا پیر ہے مگر
... سے شہ نے جیسی کی ...
پہرا کرتا تھا مین جا بجا پریشان
فراز مخلص ہے کو دامن ...
ہوی ... سے میری گت ...
مری منت ہوا اسکو تم آیا
... اپنا اک شہر آیا
... کہ ... ہم ...
... ...

مگر اوسکی سبب رنجیدہ بیتاب
مریضہ کو بٹھا کر دہونیان دی
پہر ہوئی تب سلامت جان لایا
بجز حضرت کی اب کس کے کہونگا
ہوئی اچھی گئی بالکل سبہوری
پہر اک اقرار کو اپنے نبایا
اچھا سامان اجازت چاہی سب نے

چھتیسوین رات

سٹہر جا مین فراگری ہوئی تہی
امید شام مین حاضر تہین مین
نظر مین پہر گئے تصویر شب کے
بہت اچھا پہر اک سامان پایا
زمانے نے دکہایا اور سیاہت
وہ آیا جب کہا خلعت منگا کر
کہ وہ کہتا ہی مین اوس ...
مجھے بھی چھوڑ دی اب تو نے دیا
جہان کی دیکھتا پہرتا تہا شاہ
ہوا ہر شخص مجکو دیکھ ...
یہہ ... ناگہان ہمت مجہی
پہر اک ایذا سے اون سکی بچایا
... رہنے لگے شاد
اگر ہم مین ایسا کوئی ...
دکہا وے شاہ کو پہر لاون اسکو

کہ وہ دولہا جو ہی ... کیا
تو ... ہوا ہی قسمت ...
سحر کے وقت آیا شاہ ...
کہا درویش نے دختر کہان ہے
نہایت اپنے دل مین خوش ہوا شاہ
پس از چندی اٹہا دنیا سے سلطان
کہا تو نے ابھی شاہ نامہ
وہ سب کہنے لگے جو کچھ ہوا تہا
غرض جب صبح نے صورت دکہائی
جبین شام ہوی ہر طرف سے
رہے شب کم تو ... خوش ...
کبھی ... شاہ
دیا خلعت تسلی کی سب سے
یہہ قصہ کہہ کی لایا ...
سنایا اوسنے اور منبر بنایا
کہا کہ اک جہاز اک ... دیکھا
کہ یہہ ... ان آیا کہان ...
کہ آیا ... کے پاس ...
بڑہا آخر جہاز اوس جا کی ...
بہت عرصہ نہ گذرا تہا ...
کہ شاہا ان ... اوسکی ...
اگر ... کا ... شاہ ... ۵

شہ ... اپنے دلمین او ...
بہت ... شاہ ...
کہا درویش ہے ... کہتا ...
اوسی اوس جا کی ...
کہا بیشک ... مرد حق آگاہ
ہوا سلطان ... درویش ...
اب ... عرض ... کل ...
نہین ہے مستقل عالم کی ...
عجب لذت ... کچھ ... تہا
فراغت ... کا ... پائی
چلے مشتاق اپنے ...
... شاہ ... کی ...
کہ آیا سامنے ... کی ...
... ہوگئی صورت ...
کہا ... کر ...
... ...
مگر کوئی نہ ... دیکھا
... گیا ... کی ...
... اور ... کر
ہوا ... ان ... جا
کہ آیا ... اک مرد ...
... کوئی ... انجام
... اوسکو ...

سنا جب یمن نے تب یہ شیدا
لکھے اور شہر ہی کی جلد جابر

وہ بولے پوچھا خسرو شاہ عادل
ہوا اس ساز افسانے کا قائل

کہا بندر کا یہ لکھا ہوا ہے
سنا سلطان نے فرمایا بجا ہے

سے آؤ اوسکو پوچھیں جب یہ جا
تو سلطان نے مجھے با غور دیکھا

مناسب پائی انسانوں لطیف آ
کہا حاضر ہے میمون ہشیار

انہیں باتوں آخر ہو گئی رات
خوشی کی ملی بانو کو اک گھات

کہا سلطان سے حضرت اب سحر ہے
مجھے کیا حکم شاہ دادگر ہے

ہوا ارشاد بہتر کل سنانا
رہا ہے جسقدر باقی فسانا

پھر اٹھی ای مری ساتھ یہ کیا ہے
ہلا ہے کا ہیکو ہے کوئی بلا ہے

سینتیسویں رات ۳۷

سنبھل تو بھی کہ پھیرا دل ہارا
ارادا کر رہا ہے یوں اشارا

کہ ڈٹو یوں آج آغوش سبو نے
بلا سے فرق آئی آبرو میں

لحاظ توبہ و واعظ سے کیا کام
کہ بیہوشی ہے می نوشوں کا انجام

برابر کیف می ابلی دہن سے
مزا اسکے کا پیدا ہو سخن سے

زبان سے قصہ باقی اور اہو
اور سے جھگڑی کا پھر سامان ناپاہو

زبان سے جب سنی سلطان نے بیگاہ
چلا ہے حسرت شب اپنی ہمراہ

کہ کب شب ہو جو افسانا تمام
وہی سامان ہی ہوں لگ گیا ہم

یہ مژدہ شاہ کی جب مہر بیجا
یکایک دھوپ کا کچھ رنگ بدلا

جو کیا تسلیم رخصت کو ادب سے
ہوا آغاز تو آغاز شب سے

جبین چمکی ستاروں کی فلک سے
اڑی پھر آنکھ تاروں کی جھپک سے

محل میں اپنے سویا آکے سلطان
اٹھا کچھ دیر کے ابعد وہ گھبرا کر

زبان پر لائی بانو پھر وہ قصا
کیا آسودہ اوس ملکہ کو پیدا

کہ وہ میمون نا قابل ہے گویا
ہوئی جب شب محل میں شاہ سویا

سحر کو پھر سجے اوسنے کیا یاد
گیا میں ست البتہ خرم و شاد

مجھے دیکھا تو فرمایا کہ جاؤ
مرے فرزند کو اس جا پہ لاؤ

گئے کچھ لوگ آسنے دختر شاہ
سجی سامان شوکت او ہمراہ

کہے سلطان نے سب ہی کہانی
کہ اس بندر کی دیکھو جاں فشانی

مجھے دیکھا چھپے وہ غیرت ماہ
کہا بندر نے انسان آہ اے شاہ

کسے لی اس پہ جادو کچھ کیا ہے
اوسی آفت میں اب تک مبتلا ہے

کہا سلطان نے اچھا ہو سکی گا
کہا اوسنے ابھی یہ بات کیا ہے

غرض اوسنے چھری اپنی منگائی
خواص اک معتبر تھے اوسکو لائے

زمین پر دائرہ سا اوسنے کھینچا
پڑھے ہے الفاظ سحر آمیز اوسکا

اندھیرا سو کی جیتا جن کا آیا
بشکل شیر اوسکو سب نے پایا

یہ باتیں ہوتیں کہ شب لے رو پیدا
ہو اسامان محفل سینہ

اٹھا سلطان ہوئی خاطر پریشان
بڑھ میں نیندیں جھپکے سے

اٹھتیسویں رات ۳۸

ادھر آئیں تیرے قربان سا
کہ شب گذری مگر افسانہ باقی

نہایت جلد دے اک جام لبریز
کہ مضمون تر ہے سحر آمیز

ہوئی جب صبح وہ سلطان مشتاق
بڑھا تا دیکھیے کچھ دم سے آفاق

پھر اک سو پہر تے پہنچا ہوئی شام
گھر آیا شاہ آخر بعد آرام

کہا بانو سے ہاں پھر ہو وہ آغاز
وہ بولی یوں بیان کرتا ہے ہمراز

کہ وہ شیر عجیب اور دختر شاہ
مقابل جب ہوا اک بیں کا

کہا اوس شیر نے بد عہد ہے تو
کہا دختر نے سن او شیر بد خو

نہیں پیمان شکن میں تجھ سی اے فرد
تو ہی اس بات سے دل ہو گیا خون

یہ سنکر شیر نے چاہا کہ گلچھڑن
نہ سے دم تک بلا ایسی کوئی الفتن

مگر تھے دختر شہ صاحب ہوش
بیٹھے یہ کہکے اور لبوں پہ چھپ

سزا اتنے سہے اب مجکو خبردار
قضا آئی ہے تیری او سیہ کار
نہ ہا کچھ دم مین اک شمشیر خونریز
نکل برق روشن اور بہت تیز
ہوا ٹکڑے جب وہ شیر خونخوار
ہنگا ہون سے چھپا عالم کی یکبار
اٹھے یہہ دختر اوس سے بن کے ناگز
چلین چھپ چھپ کھلے جادو کے منتر
بہم مین جنگ اونکی ہو رہا تھا
کہ آیا پھر اک آتش کا شعلا
ہوا صندلی سی وہ کی سخت مشتعل
ہٹا مین اور سلطان و جاریہ
یہہ عرض گفتگو کرتی تھی بانو
کہ شب نے پھر نظر کی سوئی او

یہہ کہکر بال کھینچا اپنے سر سے
ہوا پوشیدہ وہ سب کی نظر سے
کیا قتل اوس سے اوسنے مدعی کو
کیا محفوظ اور اسنے اپنی جی کو
پھر آخر شب کے بچھو آ کے آیا
نہایت قہر و غیظ اوسنے دکھایا
کبھی مٹتا تھا وہ کچھ اور کبھی یہہ
غرض غالب ہر اک صورت مین تھی یہہ
بڑا وہ آنکھہ پر اوسنے کیا کو
رہے اک آنکھہ باقی وہ بھی کمزور
کہ اتنے مین صدائے فتح آئی
فراغت اوسنے اوس ظالم سے پائی
تردد کے ہوئے آثار پیدا
کیا خاطر نے یون اظہار پیدا

کہ شاہا کل کہینگے پھر فسانا
نہایت کم ہے فرصت کا زمانا

انتالیسوین رات

مزاج شوق پھر برہم ہے ساقی
پلا تھوڑی جو ہو شیشے مین باقی
ہوئی جب صبح سلطان زمانہ
کہ جو تھا شب کا مشتاق فسانہ
محل مین آ کے بانو پاس سویا
رخ ہر گل کو جب شبنم نے دھویا
ہوا آغاز قصہ پھر یکسو
کہا بانو نے وہ سلطان مشہور
مین اوسکے ساتھ تھا بیتاب مضطر
ہجوم شوق مین پوچھا برابر
نہین تو میرے دختر بلکہ جان ہے
ترا ہمسر زمانے مین کہان ہے
پڑا کچھ اوسپر جو حیرت کا وہ مجھپر
مری پیدا ہوئی مشکل سفر
کہا سلطان مظفر کو نہ پایا
مگر قسمت نے میری کی برآئی
وہ بولی مین لڑی جن سی برابر
کیے وار اوسنے اپنی جبکہ مجھپر
رہے طاقت نہ جینے کی ذرا بھی
کوئی دم مہمان جہان مین اب ہون
نہ سمجھے تھے کہ دنیا میہمان ہے
یہان آرام کی فرصت کہان ہے
فریبا سیر اس گلشن کے تو ہے
وفا ہے مکر ہے جو آرزو ہے
گذرگاہ اجل ہے یہہ زمانا
نہین دم بھر ہے رہنے کا ٹھکانا
کہ کچھ دیکھا نہین لطف اس جہان کا
رہا بیکار احسان آسمان کا
چھٹا گھر ہے ہم گھر سی چھٹی آہ
کہان مہلت کہ اب پہنچی کہین راہ

مزا قصے کا لبریز دہن ہے
زبان مصروف تکلیف سخن ہے
رہا مصروف کار ملک تا شام
چھپا جسوقت خورشید لب بام
جگانے آئی ذبیاز و مضطر
اٹھے سلطان اور بانو برابر
کہ جو صدمے سی شعلے کی ہٹا تھا
تو بدر ختم سن آیا پھر اوس جا
نظر سلطان کی جب سو فرزند
کہا قربان ہے میرے جگر بند
یہہ سنکر اوسنے سر اپنا جھکایا
بس از تسلیم پھر پانی منگایا
نیا انسان جو مین حیران ہے شاہ
کیا دختر نے پھر یون اوسکو آگاہ
کہا سلطان نے ای جان پدر آہ
مجھے اس ازسی کر جلد آگاہ
ہوئی ہر مرتبہ کم عمر و کم زور
مگر کرتے رہے اوس سے بہم زور
مگر صد شکر ستہ نے لطف اٹھایا
کیا تھا مین نے جیسا کچھ وہ پایا
نہین ہے یہہ چمن شایان پیدا
یہان احسان ہے ہوتا ہی گنہگار
یہہ سب ہین رخصتے سامان ہمارے
عبث ہین لطف و دور آسمان کے
مین رخصت ہوتی ہون شاہا دریغا
لیے جاتی ہون حسرت اپنے ہمراہ
معدر نے وہ سامان اب دکھایا
کہ فرق جسم و جان کا وقت آیا
یہہ چند الفاظ حسرت تھے زبان کے
کہ آیا حسب حکم بد مین امتحان کے

اٹھا اک شعلۂ روشن قدم سے — عروس روح جا پہنچی عدم سے
بشکل قلب ممسک تنگ ہو کر — رخ عشاق سے بے رنگ ہو کر

یہان تک نظم مطلب آئے تا گوش — کہ رخصت کا ہوا اوس رات کو جوش
اور اٹھے جسطرح نور سحر جلاد — چھپے یون جیسے پردے میں پری زاد

لب بانو نے خاموشی ادا کے — رہے باتے تمنا دعا کے

چالیسوین رات

طبیعت کی ہین سانچے پھر اشارے — کہ ہون اوس پردہ والی کی نظارے
وہین ممنون احسان سخن ہو — قصص لبریز گوش انجمن ہو
کہ سنتے اس فصاحت کے دل و جان — مزے ہین شوق سے دست و گریبان
اجازت چاہتا ہے لطف آغاز — طبیعت اسطرح کرتے ہے پرواز
کہ چلیے دیکھنے سیر زمانہ — کٹے دن ہو کسی صورت ولنہ
کہا خورشید سے جا پھر آرام — جھکا تسلیم کو وہ ہو گئے شام
لیا آغوش مین سویا بآرام — کہ اتنے مین وہ آیا جو ہنگام
مبارک ہو کہ شب باقی رہے کم — زمانہ عرض مطلب کا ہی کچھ تم
کہو پیارے وہی گل کے کہانی — سنا کو اوس پری کی جانفشانی
پدر نے سر کو دی ٹپکا زمین پہ — یقین تہا دم نکل جاوے وہین پہ
سنکہا ای نخلی تلوی ملی خو — کہ تا خاطر کے جانب ہو مزعو
ہوی جب اقربا سے طرح ماتم — تو بولے زندہ ہی سلطان کے دلدار
پکارا آ میری پیاری کہان ہے — مرے آنکھون سی کیون اتنی نہان ہے
طبیعت کو سنبھالین آپ بسد — سنین بیتا ہیون کا وقت اشتاب
غرض جب گہر مین آیا اپنی سلطان — ہوی سب جمع خویش و اقربا و اخوان
بشکل شوق اوبلی لوگ غم سے — ہوئے ممنون گردون کے ستم سے
کہ اسے پروردگار جملہ عالم — نہ تہے شایان رحمت کے کرم ہم
وہ گیسو جو کہ تہے اپنی بلا کے — وہ ہون پوشیدہ زیر زمین خاک کے
وہ ابرو جو کہ شمشیر تو تیغ تہے — دم ایسا جہان کے دلربا تہے
وہ آنکھین جن پہ تہی جہان عالم — نہ دی یاد انکی فرصت دل کو کم

نظر آئے کنار جام گلگون — لب شاعر سے ٹپکے لطف مضمون
زبان پر آئین الفاظ و معانی — کہین سامع زراہ قدر دانی
ٹہرا اسے خامہ جوش عرض تک تب — کہ مطلب آچکا انجام لب تک
کہ جب اوس صبح کی جلوہ کہا تہا — مزاج شاہ مین یون قصہ آیا
غرض اس فکر مین پھرتا تہا شہ — رہا باقی جو خاطر پہ قابو
شہ خوش دل محل مین اپنے آیا — نہایت چین مین بانو کو پایا
پکارے آ کے وہ نیاز اشتیاق — کہ اے بانو وای سلطان آفاق
یہہ سنتے ہی ہوا بیدار سلطان — کہا بانو سے صدقے ہون دل و جان
وہ بولی مر گئے جب وہ پریزاد — کیا تہر اجل نے گھر کو برباد
غشی سے ظاہر ہے جب و تہی پہ تک — اٹھا لاوا ہان سے لوگ گہر تک
مگر فرصت نہ دی اوس جوش غم نے — کی مطلق نہ کی فیض الم نے
یہہ سنتے ہی صدا کچھ ہوش آیا — وہی پہلا سا دلمین جوش آیا
کہا دستور نے ای شاہ عالم — نا حل چاہیے کرنا کوئی دم
چلین حضرت لی آتے ہین انہین ہم — ہوا اتنا مزاج شاہ برہم
ہر اک نے مثل گل سینہ کیا چاک — ہوا اٹھل ہر طرف اڑنے لگی خاک
اسٹے سامان محفل جا بجا سے — در باہر یون ہوئین گویا خدا سے
وہ آنکھین جن سے دیکھی تہے وہ سامان — اب اون سے دیکھین حال پریشان
وہ پیشانی کہ جو تہے نور افشان — وہ آغوش لحد مین ہو پنہان
وہ مژگان جنکی نوکین نیشتر دل — ہر اک جنبش مین ہون عالم کی قاتل
وہ تہی ایک حسین پر نور — بشکل شعلۂ شمع سر طور

وہ عارض جسکی عکس میں مہر نور　وہ لب یا قند و برگ گل تر
دہن وہ تنگ جو پنہان نظر سے　تصور میں ہو وین اٹھیں جگر سے
وہ گردن اور وہ سینہ شعور جھکا　زمین سے تا فلک ہر جا یہ پوچھا
وہ پلق جو شش نما آیینہ نور　لقب جسکا جواب شمع کا نور
جوانی جب اوسکو دنیا سے اٹھایا　غضب کیا ہوا کیا پیش آیا
نہ دیکھا اس جہان کا کچھ تماشا　نہ تھا اوٹ نظر سے اوسکو حاشا
زبان ساکت رہی عرض و غرض سے　کہ نکلے روح قالب کی قفس سے
تصور بھی ہوا جس سے نہ ہمدوش　کنار قبر سے وہ ہو ہم آغوش
حباب خاک میں سوئے وہ لدا　کیا مدفن گئی دن بعد جلیا
کہ شب کو وقت رخصت یاد آیا　و زر گوہر ہر بشر کا حال پایا

وہ دندان گوہر تر جن پہ قربان　دل و جان کو ہے جنکی حسرت ارمان
وہ دور حلقہ سیاہ زنخدان　فدا جسپر ہزار من جن و انسان
وہ بازو اور وہ ساعد نور افشان　کہ جنکے یاد میں رگ ہر سلمان
قدم سے تا بسر حسن جا بجا ہے　نہیں معلوم کیا کیا کچھ کدر جاے
بیکار بگاہ پر کسکو کہ ایجان　جہان کسکو کہے کار روح سلطان
حیا آنکھوں سے کہتے بہی نہ پائے　کہ حور آسمان سے موت آسے
نہ ہوئی پائی لب لذت چشیدہ　تمنا رہ گئی دامن کشیدہ
یہہ چپ چپ تہے کہ اٹھا شور فریاد　اٹھا سلطان ہوا وہ خانہ برباد
بیان کس حال بانو کی کہا　زبان طول عرض مدعا تہا
نہ وہ محفل تہی وہ سامان و رنگ　نظر آنے لگے کچھ اور ہی ڈہنگ

کہا یا تو نے ای شاہ نامہ　کہ جو تنگی ہیں حضرت کل قضا

اہم رات

کہ ہر ہے ای مری شاہ قدر　کہ سامان اور تہا پیش نظر
تمنا مضطرب ہے ہان کوئی جام　ذرا پہری سے دی تکلیف آرام
کہ جسدم صبح کی آغاز پایا　محل سے اپنے سلطان باہر آیا
جمال مہر شل چہرۂ یار　نگاہوں سے ہوا پوشیدہ دیدار
بغل میں لیکی سو یا شاہ بیجا　پکاری آکے دنیا زاد و اللہ
یہہ سنتے ہی اٹھی بانو سلطان　ہوا آغاز انسانی کا مہمان
ہوئی جب وہ صبح غارتگر ہوش　ندامت نے کیا خاطر میں کچھ جوش
یہہ کیا تقدیر نے نقشا دکہایا　مجہے سمجھون کیون انسان بنایا
کہ مجکو نہ ہے یہہ سلطان مشتاق　کہ جبسے جان رخصت صد آو
یہی کہتا تہا اپنے دل سے ہار　کہ سوچا کچھہ جو وہ شاہ غادار
کیا تجہیز خدا لخت جگر کو　چہپایا خاک میں نور نظر کو
اٹھایا داغ گلزار جہان سے　رہا غافل فریب آسمان سے

قدم اٹھے ہوس کی دل تنگ　قریب فیض پہنچی چشم آب
کہ ابر شوق کچھ بارش پر آئے　وفور ذوق یون جلوہ دکھائے
جہان کے شام تک سب کچھ کیا کام　کہ ابتدا ہی میں پایا دن انجام
بڑھا سلطان جاسوسی خانہ　اٹھے پابوس کو بانوی خانہ
بہت کم رات ہے بانو ہو بیدار　نگہبان کہہ رہے ہیں ہان خبردار
لب بانو ہوی یوں گوہر افشان　کہ کرتا ہے بیان وہ مرد طرار
کہ یہہ سامان ہوا میری سبب سے　غضب ہے ہائی جسکی آنکھ سب سے
نہ تہے قسمت میں سیر شاہ بابطال　یہی اب چاہتے ہی شرط انصاف
سنے اک اور یہہ مدفن برابر　کہ ٹھنڈا ہو دل سلطان مضطر
کہا مجہسے کہ جا او مرد کم بخت　تہرے باعث ہوئے ایذا سخت
ہوا ایذا رسان حکم مقدس　میں اسکے بدلے مر جاتا تو بہتر
میں اس آغاز کا سمجھا انجام　رہیں گے عمر بہر تکلیف آرام

قصاص اسکا مین لیتا ہون کہ جو | کہ قالب مین نہین ہے طبع مسرور | اگر جان ہے تو یون کیا اوس سے حاصل | نہ کچھ آرام پائیگا مرا دل

نہ ہو گی زندہ وہ محبوبۂ خاک | فلک یون ہے کہ کیگا مجکو غمناک | مناسب ہے کہ تو چھپ جا الہی | کہ لو اتنا تو سنے کچھ سنور کر سب

یہ سنکر مین ہوا آنکھون سے پنہان | پریشان مضطرب بسر در گریبان | زبیدہ سن چکی جب یہ کہانی | قلندر سے یہ قصہ یا زبانی

کہ جا سمنے کیا آزاد تجکو | خدا رکھے ہمیشہ شاد تجکو | بجا لایا یہ تسلیم رہا ئے | قلندر تیسری کی نوبت آئے

اٹھا وہ اور ہوا یون گرم گفتار | کہ اے خاتون عالی جاہ ہشیار | مین گذری اپنے لاتا ہون زبان تک | نظر کرنا قریب آسمان تک

یہ طرز گفتگو زیب سخن ہے | لئے بخشش قلب انجمن سے | کہ شب مانند مقصد عمر سے شتاق | سکتے ایسے کہ ہر دل پہ ہوا شاق

خزان آئی بہار انجمن مین | اٹھا سے چھا گئے عرض سخن مین | کہا بانو نے بس ہے شاہ آفاق | طبیعت اب خموشی کی ہے مشتاق

سنبھل ہان پھر سنبھل قربان جائے | کہ ہم پھر مین تری مہمان سائے

۴۳ رات

وہ ہے آشوب دل وقف بیان ہے | وہ ہے مقصود ہے پھر سمجھائے | یہی ہم مین ہوئی ہے قصد خاطر | ہوس ہے مائل احسان ظاہر

طبیعت شائق آغاز پھر ہے | وہ ہے طرز سخن دمساز پھر ہے | کہ جب دم صبح کی صورت دکھائے | مزاج عقدہ مین یہ بات آئے

کہتا آغاز شب ہون کام دنیا | نہ رہ جائی کوئی انجام دنیا | یہ دل مین سوچ کر نکلا محل سے | طبیعت کو تہی ملیا لی جو کل سے

سو گلشن برائے سیر آیا | لئے کا جو کچھ سامان پایا | تو دن گذرا وہین یہ چمن مین | ہوس بولی کہ چلیے انجمن مین

نظر کے جانب پھر لب بام | ادسے پایا قصد خواب آرام | گئے پھر کر جو پہنچے سوئی فلک | پھرے جب آسمان سے شب جاناک

تو اطراف زمین مانند گیسو | نظر آنے لگے تاریک ہر سو | گذر گاہین ہوئین سونے برابر | اندھیرا چھا گیا ہر بام و در پر

بڑھا سلطان عالی گھر کو اپنے | منور دیکھ بام و در کو اپنے | ہوا اس نے قریب بانو آیا | ہر اک سامان خوش اسکو پایا

قریب نصف شب سویا آرام | بڑھے جب رات کچھ کچھ سوچی انجام | شریک انجمن بولی کہ ای شاہ | بڑھے اقبال سلطان حق آگاہ

فسانہ طول عمر شب بہت کم | کوئی ساعت کوئی لحظہ کوئی دم | یہ سنکر جب ہوا بیدار سلطان | کہا بانو سے تقریر ای مہربان

کہو پھر کیا ہوا بولی وہ اے شاہ | قلندر یہ بیان کرتا ہے آگاہ | کہ میرا باپ تھا سلطان اطراف | طبیعت حرص دنیا سے بہت صاف

جہان مین نام اوسکا شاہ عادل | رعایا پرور و خوش خلق و بادل | تمام اسباب دنیا حاصل اوسکو | جہان مین اقتدار کامل اوسکو

عزیز و اقربا سب صاحب جاہ | سنے جسے دیکھو وہ اک مرد حق آگاہ | مصاحب نکتہ دان خوش سخن سنج | شگفتہ خاطر و دنیا کی رنج

مکان و قصر عالی [illegible] بنیاد | نہون عالم مین وہ موجود اسباب | جو کم رتبہ تھے وہ دیتے تھے حاصل | مدد ہوتی تھے اونکی وقت مشکل

پسر بخشا جو حق نے بعد مدت | وہ مین ہون ناخلف برگشتہ قسمت | کہ جب کے جشن کے ایسی ہوئی دھوم | جو ہر اقلیم مین اب تک ہے معلوم

بشر کوئی نہین ایسا کسے جا | کہ اوس محفل مین وہ مہمان نہ تھا | وہ سامان جو نہین دیکھے کسی نے | وہ ارمان جو کبھی آئی نہ جی مین

یہ سب ہر طرح پر پائی تھے انجام
جہان کے دفترون مین لکھہ لیا نام
سپہ چھٹے اتنے مین ہوئی جسکا آغاز
مجھے اسوقت ہے باعث ناز

خوشی نکہت کے گر زیب بیان ہو
تو برسون گفتگو صرف زبان ہو
غرض یکسان نہین ہے دور افلاک
بشر کو ایکدن جانا ہے خاک

عبث ہے یہہ بہار ملک فانی
نہین رہتے کسی کے نوجوانی
اگر گل ہے تو کھٹکا ہے خزان کا
بھروسا کیا یہان کے میہمان کا

جو بلبل ہے تو وہ بھی نعرہ زن ہے
کہ یہہ گلشن نہین جاے وطن ہے
بشکل زلف یان ہوتا ہے برہم
یہان کی عیش کا انجام ہے غم

جسے دیکھا ذرا ہے خرم و شاد
کیا اس آسمان نے خانہ برباد
نہ فرصت دی کہ دم بھر چین پائے
کہین ایسا نہو کچھہ رنگ لائے

پس از چندی وہ صورت ہو گئی اور
نظر آنے لگے بگڑے ہوئے طور
مرض تپ کا ہوا سلطان پہ غالب
جدا ای روح سی کرتا تھا قالب

حکیم اطراف کے تھے جمع سارے
بہم ہوتی تھے کیا کیا کچھہ اشارے
دواون کا تبدل دمبدم تھا
مگر صحت کی صورت تھی نہ اصلا

وہ اشیا جو زمانے مین نہین ہے
خدا کے فضل سے سب کچھہ مہیا ہے
فقیر ایسے دعائین جنکی مقبول
سدا تشریف لاتی حسب معمول

دعائین سب نے کین لاکھہ التجا سے
مگر کیا زور تھا حکم خدا سے
یہان تک عرض بانو نے سخن کی
کہ ہر گوشے سے عارض [illegible]

سفیدی سی لگی دینے ہین تب
موذن نے کہا اللہ اکبر
ہوئی خاموش بانو بزم برہم
اٹھا سامان محفل سب اوسی دم

ہوئے تھے ساتھ خوشبو پہ قربان

۳۴ رات

ہزارون طرح کی ہوتی ہین احسان

تمنا سیر لب ہر وقت ترائین
نشے آنکھی ہوئے کور نظر مین
بہلک جاموں کے احسان کر رہی ہے
امید تو یہ دلین در رہے ہیں

ہوائے شوق کی موجین ہین سر سو
نہین باقی کسیکا دل سے قابو
اور اسی چھائی ہی اعطا کی شہر
دیا تا ہے بغل مین اپنے دفتر

طبیعت جوش مین ہے ہر سبو کے
امنگون پر ہے خاطر آرزو کے
کوئی کہتا ہے لا پیارے ادھر جام
کہ دیکھا پھر جمال صبح آرام

نظر آنے لگے لطف جوانی
سر آغاز پر پہونچی کہانی
کہ جب وہ صبح مثل صبح خندان
سرور حسن مین تھی جو کہ سرشار

ہوئی روشن اشکل روی جانان
محل سے باہر آیا شاہ ذیشان
براے سیر رخصت دے نظر کو
کیا ممنون ہر ہر بام و در کو

رعایا کی سنے حال گذشتہ
لکھے ہر اک کے اعمال گذشتہ
دے لے حکم مناسب ہر بشر کو
کیا محظوظ ہر دل کو جگر کو

کہ اتنے مین وہ دن مثل رخ یار
نگاہوں سے چھپا پردے مین یکبار
اجازت چاہے مہر آسمان سے
فراغت پائی شغل امتحان سے

کسے کچھہ کبھو ہی عارض شام
نگاہون کو ہوئی تکلیف آرام
ہوئین وہ ہند لین جنین رنگ کیا کیا
امیدین آگئین خاطر کی زیبا

بشا سلطان مشتاق فسانہ
بہت محظوظ آیا سوی خانہ
نظر کے سوی بانو شاد و خرم
کہا ای جان جان صدقے تیرے ہم

بجا لائی وہ آداب محبت
ہوئی آخر بہم خواب محبت
غرض معمول پر جسدم شب آئی
زبان سے کی سخن سے آشنائی

کہا سلطان نے کہ اے بانوے سلطان
اٹھین حضرت کہ شب جیسے یہی تھا
سنا شہ نے کہا بانو سی [illegible]
کہو آگے ہوا کیا اوسکی ساتھ

وہ بولی اوس تقلید نے کہا ان
کہ جب سب ہو چکے دنیا کی مصنوعات
نکلے وہ عیش اور سارے اطبا
نہ سمجھا ایک بھی ہے عارضہ کیا

پس از چندی اجل آ پہنچی وزیر کے ۔ قدمبوسی ہوئی حکم خدا کے
ہوا ماتم سرا وہ قصر خاقان ۔ زمین نادم فلک سر در گریبان
یہہ صورت تہی کہ وہ دستور ذیجاہ ۔ کہ جو تہا لاشہ سلطان کے ہمراہ
غلام باوفا ہین جو ہوا ارشاد ۔ کہا بیٹے کہ خالق کو کرو یاد
بنے اک مقبرہ نادر اسی جا ۔ کہ دنیا مین نہو ویسا کسی کا
بجا لایا جو حکم اوسکو ملا تہا ۔ وہی پایا کہ جیسا مدعا تہا
بہت کچہہ کر چکا جب سب اسباب ۔ سریر آرا ہوا مین عہد سلطان
تمنا را اکیدن دلین جو آیا ۔ براے سیر گوشے کو اٹہایا
کہ یہہ سب مال حضرت سلیمان کا ۔ بجا لائین جو کچہہ ہو حکم اسدم
سحر کو دیدہ ہر جانب کرینگے ۔ جہاز انمین سے اک ہمراہ لینگے
منگا کر اک جہاز جلد سامان ۔ سوار او سیر ہوا باعزت و شان
بڑہا وہ مثل جوش شوق کیا ۔ نظر آنے لگے قدرت کے آثار
کسے جانب کو کوہ آسمان جاہ ۔ کہین باہم درخت ایسی گہنی یاد
تو جنگل مین جہاز آیا برابر ۔ ہلاکت کا ہوا صدمہ جگر پہ
دعا کو ہاتھ اٹہے درگاہ حق مین ۔ پکارا دیر تک جوش قلق مین
جزیرہ اک نظر آیا بہت خوب ۔ خبر بہی وہانسے کچہہ پایا مرغوب
زیادہ ہوگئی اسکے اس جہان سے ۔ سفیدی چہا گئی صحن آسمان سے

فراق جان و تن کا وقت آیا ۔ زمین قبر مین آرام پایا
عزیزوں کی جگر خون صورت گل ۔ پریشان مثل خاطر سب کے بلبل
بڑہا اور سجدے بجا لا نذر دیکر ۔ مبارک ہو خزانہ اور کشور
مین تمسے خدمت معقول لونگا ۔ زیادہ شاہ سے احسان کرونگا
پس از تسلیم وہ دستور باہوش ۔ نہ تہا اک لحظہ جو احسان فراموش
ہوا مخطوظ وہ مین انعام بخشا ۔ دیا خلعت خطاب نام بخشا
رعیت کو نوازا خاطر مین ۔ موافق حوصلے کی عزتین دین
لب دریا جہاز چند پائے ۔ نگہبان اونکے پہر عرض آئے
یہہ سنکر مبری لین آئی سیے ۔ کہ دن تہوڑا رہا نزدیک ہے رات
ہوا جب صبح کا جلوہ فزا آ ۔ طبیعت نے بہایا حکم قرار
مصاحب اور رفیق چند ہمراہ ۔ ہر اک دانا حکیم و شہر آگاہ
کہین سبزہ کہین کچہہ شہر آباد ۔ کہین ویرانہ مثل طبع آزاد
رہے جا بلین رات تک سیر کیا کیا ۔ ہوا کا لطف بعد اوسکے جو لا
کسی سے کچہہ نہو سکتی تہی تدبیر ۔ بجز اسکے کہ سب تفویض تقدیر
اسی صورت مین دن او شب گذا ۔ سحر کے وقت جا پہنچے کنار
کہا یہہ تہا یہہ بانو کے زبان پہ ۔ کہ وہ شب مثل الفاظ مکرر
ہوے خاموش بانو شاہ دلگیر ۔ فسانے کی بڑہائی عمر تا خیر

تبسم بادہ دل مائل پہ سانے

۴۴ رات

مزاج شوق بہہ سائل ہی تہا

دکہا چکے گلگون کی ہمکو ۔ کہ چو سے آرزو سیر قدم کو
نہ نکلا منہ سے کچہہ جز اسکی لاجام ۔ نظر آئی کہین بستی کی آرام
کہ جب وہ صبح مثل قصد عشاق ۔ بڑہے صحن فلک سے سوی آفاق
نظر نے ہر طرح کی لطف اٹہائے ۔ ارادے یون دل سلطان مین آئے
سنین افسانہ باقی کا اٹہا کا ۔ کہ بے او جزیرہ کے خاطر بلا کام

ہوس قربان ہو دنیا کی ہر بار ۔ رہین برسون تمنا مین گنہگار
کمال جوش مین جسکے جو خاطر ۔ تو ہو اسطرح یہ مضمون ظاہر
اٹہا سلطان سے آدینہ عالم ۔ کہ راحت کسطرح کس جا ہی باہم
کہ دن کم ہو تو چلیے سوی بانو ۔ ذرا دیکہین فروغ روی بانو
یہہ کہتا تہا کہ خورشید جہانتاب ۔ جہکا جسطرح چشم مائل خواب

لگی شکل شوق آخر منھ چھپایا / جو دلہن نے حیا تماشا نہ پایا
چراغ و شمع نے جلوے دکھائے / تصدق ہونے کو پروانے آئے
ہوئی محظوظ خاطر دل ہوا شاد / کہا بانو سے اپنی ای پری زاد
یہہ کہکر پھیر لیا پہلو میں اوسکو / بہر صورت کیا قابو میں اوسکو
پکارا رات کم ہے رات کم ہے / اٹھو داماں گل شبنم سے نم ہے
کہو کہتا ہے اب کیا وہ قلندر / وہ بولی بعد احسان مقدر
کہ خشکی میں کریں اپنا مقام آ / اسی امید میں حسن ہو تمام آب
کہا اوسنے کہ وہ دیکھو سپاہی ہے / مبارک ہو مبارک ہو تمہا ہے
اٹھائی ہاتھ سب نے التجا کو / کیا رو رو کے یاد اپنی خدا کو
کہ ہے یہہ کوہ منتہا طلسم / یہاں میں اسکی ہی تاثیر مشہور
یہہ کہتے کہتے جا پہنچا جہاز آ / وہ ہے دیکھا تو تھی جسسے اوکا
مگر وہ تختہ باقی تھا جو تنہا / میں اوسپر بیٹھ کر اک سمت پہنچا
بچا لایا اوتر کر شکر حق کا / مگر اک طرفہ ساماں اودھر دیکھا
میں سمجھا کوہ کا رستا یہی ہے / کسی نے اسطرف سے راہ لی ہے
چلے یوں جیسے کوئی سوچتا ہار / کہ ہے جسطرح آرام گنہگار
فراغت سے ہوا محو عبادت / جھکے تسلیم کو اہل اطاعت

اٹھا مسند سے کچھ کچھ پھر دوبارہ / ہوا آنکھوں سے حسن شام نزدیک
قدم رنجہ کیا سلطان نے گھر / نئے ساماں نظر آنے لگے نظر میں
میں صدقے واہ کیا ہے حسن محفل / کہ ہر ہر شکل پہ قربان ہے دل
بس از لطف محبت سو گیا شاہ / ہوئی جب سیر دنیا زاد کا ماہ
ہوئی بیدار آخر بانو شاہ / کہا سلطان نے ہاں اے نخر ماہ
بڑھا وہ اور جزیرہ ہی ہے بہت دور / طبیعت کو ہوا اسطرح منظور
کہ اتنی میں جہاز اک سمت پہنچا / بدن ہیبت سے کانپا ناخدا کا
یہہ سنتے ہی ہوا اک ہول پیدا / خیال آئی دل مضطر میں کیا کیا
سبب پوچھا جو سب نے ناخدا سے / ہوا ثابت یہہ اوسکے مدعا سے
قریب اسکے جہاز آتا ہی جس دم / تو آہن کھنچکے ہو جاتا ہی برہم
تمام اسباب ڈوبے جوش طغیاں / نظر آنے لگا اک تختۂ آب
کنارا دیکھ کر کچھ جان آئی / کہا دل سے ہوئی مشکل کشائی
کہ پائی کچھ نشاں اوس جا قدم کے / ہوئی کم ولولے یاس و الم کے
یہہ باتیں تھیں حضور اہل محفل / کہ عمر شب کی بخشی حسرت دل
ہوئی لب بند بانو بزم برہم / اٹھا ہر جا سے ساماں فراہم
گھر اپنے اپنے آئی صاحب شوق / رہا امید فرزند کا ہی ذوق

۴۵ رات

دکھا ساقی مئے پیری کا جوبن / اوسے مقبول خاطر شے کا جوبن

ذرا کچھ جس سے ملتا ہی نظر کو / بچھاتے ہی ہیں سبزہ جگر کو
اوسی سے فیض ہے فکر سخن کو / وہی دیتی ہے رونق انجمن کو
اوسیکے ہے مجھی بھی جستجو کا / اوسی کی واسطے ہی بیقراری
سناؤں التماس شوق اپنا / دکھاؤں اسطرح پر ذوق اپنا
دکانیں وہ ایہو میں اسباب نکلے / کھلے ڈبے در نایاب نکلی
خریدار آئی ہر جانب سی مشتاق / تماشا بن گیا داماں آفاق

وہ نور شوق ہے قربان اوسپر / تصدق عاشقوں کے جان اوسپر
وہی ہاہی مونس ہر صاحب شوق / اوسیکا ہے دل مشتاق میں ذوق
خدا را دے پیالہ ساکوئی جام / کہ اس قصے کا ہے ہوجائے انجام
کہ جب وہ صبح مثل عادت آئی / بڑھے ہاں ہاں کھیلیوں سے سوی بازار
زمرد لعل نیلم عمدہ الماس / گرہ سی کھل کے آئی جوہری پاس
برائی دید آیا شاہ ذی جاہ / شہر ہی کثرت گھری ہر سمت سے راہ

خوشی جب کہ جو خاطر میں آیا
ہوس آرزو نے کچھ رہا کے
ہوا اسیلا کبود سے رنگ لایا
تو جب شاہ [illegible] کی سوی کل کے
[illegible] نہ فرصت شدت کی دو
فراغت پائی سویا شاہ شنشاہ
جگا گو شاہ و بانو کہ بیدار
سر آغاز پر آسے کہانے
تھکا تھا نیند سے جیسے جوا
جبین و عارض و رخسار روشن
گرہ کھلتے ہی تیرے رہا کے
[illegible] وہ کبود پتیل کہ آن
وہ گھوڑا ایسی کہ جس پر وہ اسوار
گریں تھے دونوں ان کو دو گرا
اوسی میں ایک کشتی ہوئی چھوڑ
مگر نام خدا اوس میں نہ لینا
کہا تھا جس طرح سب پیش آیا
ہوئی کشتی اوسی دم غرق دریا
تھکے جب دست و پا رو کر دعا کے
نظر آئی نہال سبز و شاداب
کہا دل نے یہی کوئی جزیرا
تو سمجھا دے یہ آیا ہی ادہر کو
کہ جیسے اور جب [illegible] کہانے

پھر آخر جب کہ تحفہ ساتھ لایا
نظر میں پھر گئے قدرت خدا کے
بشکل عکس گیسو اوسکو پایا
ہوس لے آئی آغوش و بغل کے
اجازت اور کچھ ذوق کی دی
کے شب کے دل پر جب ہو شتاب
کہ دیکھیں قدرت حق کا تماشا
دکھانے یوں حسن کی جا نقش پائی
تو قدرت کی عجب جلوہ دکھانے
صفا ہی ریش پر ہر عکس آنگن
بڑی رحمت ہوئی تجھ پر خدا کے
اوسی جا پر بیٹھا ہی پریشان
نہایت ہی غضب آئی خونخوار
کسے صورت سی [illegible]
اوسی پر بیٹھ کر [illegible]
تردد کو نہ دلیں راہ دنیا
کہ دنیا نے نیا رنگ لایا
میں سطح آب پر گھبرا کی پھرا
مدد کو آ گئے قدرت خدا کے
کہ جب کے دیدی سی خاطر ہوئے تباہ
کہ ویران ہی انسان سے ہر جا
سنے ثابت ہوا اول نظر کو
اگر ہو آسمان کی مہربانی

کہ تھا آخر وہ طول پر بر تقریر
کہ جیسے وہ پاس نور افشاں
تھکے اعضا او لوگوں نے جا پائی آرام
نظر او پر پہنچے جو سو رہی [illegible]
ہوس کے دو سے مقصد لائے
پکارے زمزم وہ کے ناں خبردار
یہ سنتے ہی ہوئے بیدار باہم
کہ اب اس طرح کہنا ہے قلندر
نظر آیا مجھے اک مرد پیا
کہا مجھ سے کہ او مجبور و تنہا
بتاؤں جو عمل میں اس کو
فراز کوہ پر ہے وہ [illegible]
لگا دو تو کہ یا ہم اک نشانا
کے دم بعد اوس کا شور دریا
وہ لیویا تنگی تجکو [illegible] مطلب
یہ سنتے ہی ہوا گھبرا کی [illegible]
کہ جب جانی اوس کشتی کیا
کے [illegible] تک رہا [illegible] حال
ہوا ار تند سے جو کون کیا
کہ خوش رنگ سے تلپا
یہ کہتا تھا کہ کیا اک [illegible]
نوازش بخش سب [illegible]
کہ بد الا انت کی کچھ نگانا

سمیٹا پھر [illegible] پرتو تھی وہ
زمین جیسے وہ تھی [illegible]
اتھیں آنکھیں نظر آئی گئی شام
ہوئی [illegible]
مرے جو چاہے تیرے دل نے دعا ہے
قریب آیا زمان عرض لطف
ادہر سلطان اودہر آنکہ ہم
اوسی رستی سی میں پہنچا بحق
سراپا ظاہر و باطن حق آگاہ
بیا رکی تجکو یہ کیفیت خواب
خلاف حکم دیکھ آگے نہ جانا
کہ جس کے حال میں قاصر ہی تقریر
کنارہ جا کی دنیا میں فسانا
دکھایا سکا بہت کچھ زور دریا
دکھایا تنگی اسقدر دوی مطلب
کیا جو کچھ کیا تھا مرد شیدا
خدا کا نام نکلا منہ سے ناچار
کہ مثل خاطر عشاق مضطر
سب تجھ کشتی میں بیٹھا [illegible]
ہوا جیسے تو اک جو بینا کہا
نہایت دور لیکن [illegible]
ہزار کیا سامع کی لیتا ہی [illegible]
دکھایا پھر فلک نے [illegible]

کہا خاتون نے ای شاہ خوش اوقات / اگر رخصت ملے سوؤں نہیں بات
تنہا بیٹہ اٹھی محفل سے سامان / صدا دی رات نے خانوں نگہبان

خدا را عفو کر تقصیر ساقی / ہوس پہر ہے گریبان گیر ساقی

۴۶ رات

بہت کچھ پہلے لو کی تکلیف ہر دم / مگر زینت کسی صورت نہیں کم
لب ساغر لب مینا کو چومے / سروں میں مغز تر ہوں ہی کے جہومے
اٹھایا ہے جام کو تاخیر کیا ہے / کہ ہر خم گنبدِ حق ہی رہا ہے
ملا منہ سے کہ تکلیف سخن ہو / وفا کی عرض پیش انجمن ہو
خبر دیتا ہے یوں لطفِ فسانہ / کہ محفل سے ہوئی جب شب روانہ
جمال صبح نے پیدا کیا نور / بیکار سے دیدہ و دل شبنم دور
اٹھا سلطان برائے گشت آفاق / مگر دل بقصۂ باقی کا مشتاق
جو گذرا دن تعلق میں جہاں کے / اٹھائی لطف ہر ہر استحان کے
کہ اتنے میں وہ عکس زعفرانی / ردائی فیض پہر آسمانی
جہان کی دہوپ جسکا نام کہا / اوسی پر اول و انجام کہا
چھپے جس طرح حاکم سے گنہگار / نہ تہے گویا شکل میں جہاں بار
سیاہ ہے ہم رنگ آئی پہری فلک سے / کہ جیسے سایہ گیسو کی پلک سے
کیا منہ عزم شہ نے سوی خانہ / کہ دیکھے جلوۂ بانوی خانہ
مبارکباد کی ہر سو ہوئی دہوم / مناسب پائی سارا امر معلوم
مزاج شاہ نے راحت طلب کی / کہ اس عرصے میں بٹھ کر غور سب کی
سکے پیر اٹھے مثل یار دیرین / جگانے والیوں نے نشستیں دیں
کہا سلطان نے بانو سے کہ ہاں جی / اٹھے وہ داور کاری از تاجی
سنو کہتا ہے یوں راوی قلندر / کہ جو تہا حالت ابتر سے مضطر
کہ آیا وہ جہاز آخر اوسی جا / کہ جسکا سیر سے دلمیں غدغا تہا
چھپا ہیبت سے اوسکی جا بجا بہر / غرض اک نخل تہا اس شہر کا بہر
کہ دیکھیں قدرت حق کا تماشا / جو اسپر لوگ ہیں کرتے ہیں وہ کیا
یہہ تیکو فکر تہے ناگاہ وہ لو / نیا کر اشیا اک نیا جوگو
جہاز اوس جا کیا لنگر اونہوں نے / دکہائیں صنعتیں اکثر اونہوں نے
غلام جنید پہر اوسمیں اترے / ہوا ثابت کہ کچھ آگاہ وہ تہے
زمین کہودی سرنگ اوسمیں سجائی / بہت کچھ سامنے تقدیر لائی
بظاہر تہا وہ تہ خانہ مقرر / کہ آتے جاتے تہے اوسمیں اکثر
پہر اسکے بعد اک لڑکے کو لائی / غذا و آب کے نقشے جمائے
پس از جنید پہر اترے وہ اوسی گہر / نہیں معلوم کیا تہا اوسکی جی میں
کیا بند وہ باہر آکے رستا / کہ وہ طفل اوسمیں سے نہ نکلا
جدہر سے آئی تہے اوسی ہی / چھپا اتنے میں وہ [illegible]
میں اوتر اس محل سے پونچہا اوسی جا / پہر صورت زمین کو جلد کہودا
اوترا اوسمیں دیکہا اک مکان / وہاں موجود سامان جہاں
وہاں لڑکا ہے اوسمیں سدا آرا / نہایت خوبصورت پیارا پیارا
مجہے دیکہا تو دلمیں ڈر گیا وہ / بظاہر زندگی میں مر گیا وہ
کہا سنتے ہی گہبرا یہ تہا ہوں سلطان / سفر کچھ کر رہا تہا تجر احسان
کہیں باتیں تشفی کی جو دو چار / تو اٹھ بیٹھا وہ لیکن شل تہا
یہ انداز سخن تہا جلوہ آرا / کہ شب کا حسن کچھ چہرے سے بدلا
لب بانو ہوئی خاموش شبانہ / اٹھے محفل سے سامان ہمراہ

صدا دی منت آئی ہر زبان سے / ردا دی نور نے پہلے آسمان سے

۴۷ رات

کہ جوش آرزو سے دل ہوا تنگ / ہوا ہی شوق میں جس جس کے [illegible]

چھپایا ہے نہ ساقی آتشیں کو / زبان سے [illegible] خم [illegible] کو

کہیں عقیدے سخن سے آرزو کے
انہیں اسطرح پر ہوئے گفتگو کے
کہ جب اوس رات نے چہرہ چھپایا
ظہور صبح پیش چشم آیا

فلک کا سینہ تاروں سے ہوا صاف
مزاج شہ میں آیا جوش انصاف
بڑہا دیکہا جہان کا کارخانہ
کہ اتنے میں وہ دن شامل شبانہ

قریب ختم مطلب جبکہ آیا
تو آنکہوں نے نیا سامان پایا
کہ شکل مردمک شام سیہ رنگ
بسان اشتیاق صاف بے رنگ

ہوئی ظاہر نگر یا طرز محبوب
کشیدہ دل ہوا ایسا حسن مرغوب
تہہ دامن لیا لطف جہان کو
چھپایا تو پہر روے آسمان کو

شہ ذیجاہ آیا سوے خانہ
لئے ہمراہ امید فسانہ
قریب نصف شب سویا آرام
پہر بعد اہل بزم گلفام

رہے بیدار سے شاہ خوش اوقات
ہوئی اسطرح گویا کہکے مہمات
نہیں کچہہ رات محو خواب سلطان
یہہ لطف بزم سے دم بہر کا مہمان

صدا جیحون کی گوش شہ میں آئے
فراغت نیند سے آنکہوں نے پائے
اٹھایا نوسے فرمایا کہ ہاں آ
قلندر کے سنا و جان آ

وہ بولے اب قلندر یوں سے گویا
کہ جب تسکین نے میرا رنج کہویا
وہ طفل نیم ترسان کچہہ ہوا شاد
کہا حق رہے تمکو ہنا آباد

کہا سنئے کہ کیسے حال کیا ہے
بظاہر کو سنے تمنے دعا ہے
اگر اوس فرسی میں ہمکون خبر دار
عجب کیا سہل ہو تکلیف ستو آ

یہہ نہ جانا نہیں کوئی تجدد ہے
کہ اسکا اول و انجام بد ہے
ہوا اسمیں نہ آمیں لوز شحوست
بقائی زندگی کے خاک اسپر

بسر کرتے ہو کیونکر اپنے اوقات
کہ جسمیں دن نہیں جبتک بھی آئے رات
ہر اک دم تیر کے سے سامنا ہے
جدہر جاؤ ادہر اجل سجا ہے

خدا محفوظ رکہے اس بلا سے
ہمیشہ سامنا جسمیں قضا سے
نہ ہیں وہ دوست دشمن تہی انکا
جو تمکو دفن کر کہر کو سدہارے

سنے اسطرح سے جب وہ سخن تو
کیا یا تونے یہی کار فنون
بدل راضی ہوا طفل پریزاد
کہا جو کچہہ سنا یہی ارشاد

مگر مجبور ہوں سب سے میں ہر حال
کہ کیا کیا پیش آئی حسن اعمال
عجب حیرت فزا یہہ داستان ہے
سراسر شکر لطف آسمان ہے

وہ کیا یعنی میں ابن تاجر ہوں
پدر کی حال کی اب کچہہ خبر دو
وہ تہا اک مرد دولتمند زردار
تہا زاد اور کوٹہیاں اوسکی تہی بسیار

جہان میں ہے ہوا اوسکی نام اور کا
عزیزوں پر عنایت کا علم ہوا
غلام اکثر بہت خوش طرح و صدار
تجارت کا سر اک سو گرم بازار

مگر اولاد سے محروم و مغموم
نہ تہا تدبیر کا انجام معلوم
ہمیشہ فکر میں کٹتے تہے اوقات
تردد میں بسر ہوتے تہے دن رات

کسیدن انتہا ٹہکے سے
کہا گہبراکے اوسنے ہی یہ جی
کہ طول زندگی کا کیا بہروسا
یہہ مال و زر نہ ہی ساتھہ جاسا

یہہ سب بیکار ہیں انکو شاد کرنے
اکیلا بیٹہہ کر نام خدا لے
اسے معموں ہیں یا وسکو نہیں ہے
مشیت نے نہ صورت دکہائی

کہ پوچہا اوسکو فرزند سبب دلخواہ
ہمارا فرزند کے ہونی ہی آگاہ
مگر ساتھ اوسکے شاید عمر کا تہا
خوشی میں ہیچ سامان آ تہا

اٹہا گہبرا کے بی بی نے کو بلایا
سنایا خواب میں جیسا کہ پایا
یہہ مژدہ اوسکے جب تک تن آیا
الم اشتیاق میں اک جوش آیا

کہا اسنے کہاں قسمت ہماری
کہ کم ہو کثرت امید واری
پدر بولا نہ اچہا ہے تو کیا دو
پدل اچہا ہی مشکل بخت مجہو

یہہ طرز خوش زبان آشنا تہا
تمنا بخش طول مدعا تہا
کہ وہ شب صورت فرہاد عشا
ندیمہ کیا بر سے گہرے کہ ستانا

[illegible] محفل [illegible] گی [illegible] ‖ [illegible] مطلب [illegible]
سکوت دعا آیا زبان پر ‖ نظر ہوئے [illegible] آسمان پر

۸ویں رات

ہوا جس دم [illegible] شرق [illegible] ‖ لب ہر جام کو [illegible] ساقی
سبو [illegible] جوش [illegible] ‖ فزون کی [illegible]

ہوس کستی ہی کب تک ہاتھ پیمانے ‖ وہ [illegible] آئے
مین صدقی کچھ تو دل بھر آئے ‖ کہ [illegible] کیفیت [illegible] آئے

سخن کیسے ہو اظہار بیان مین ‖ تری [illegible] شبستان مین
مضامین لب سے [illegible] شوق ‖ زبان پر اسطرح ہو کثرت ذوق

کہ جب [illegible] انجام پایا ‖ سحر کی [illegible] نام پایا
اٹھا سلطان برای سیر [illegible] ‖ مگر خاطر پریشان مثل گیسو

تناسب کہ پھر آیا سے ‖ کہیں آ [illegible] قریب [illegible]
اسے امید مین گردش نظر کو ‖ [illegible] دل کو جگر کو

زمین کچھ [illegible] خورشید ‖ [illegible]
بدلی [illegible] مکان [illegible] ‖ بڑھے بازار یون کونا امید

[illegible] کچھ خوش [illegible] ‖ [illegible] مثل [illegible]
جہان پر سایہ فرسا ہو گئی ‖ [illegible] ابر [illegible] ہو گئے

نقاب [illegible] اٹھے ہر طرف سے ‖ بڑھے ہر آہ پروانون کے [illegible]
مزاج شاہ کی راحت طلب کے ‖ نظر مین پھر گئے تصویر [illegible]

محل مین آ کے سویا [illegible] ‖ برابر [illegible]
زمان مختصر آرام پایا ‖ کہ اتنے مین [illegible] آیا

جگایا حاضرین بادب نے ‖ کہا ای شاہ بدلا رنگ شب نے
اٹھا سلطان ہوا [illegible] ارشاد ‖ کہ [illegible] آہنگ [illegible]

وہ بولے اب وہ طفل نیک اقبال ‖ دکھاتا اسطرح سے صورت حال
سنے مادر نے جب [illegible] پدر سے ‖ وہ لفظ چند جو گذری نظر سے

یقین آیا مبارکباد یون کا ‖ ہوئی دلمین ہجوم عیش کا [illegible]
ہزارون [illegible] مانگین خدا کے ‖ حضور قلب سی شب بھر دعا کے

قبول حق ہوئے الفاظ مطلب ‖ نہ [illegible] تھے ابھی [illegible]
کہ [illegible] اک [illegible] ‖ جدائی سے کیا مطلب کے [illegible]

کیا جس وقت [illegible] مقصد [illegible] ‖ خبر [illegible] پدر کے تا لب [illegible]
ادا ئی شکر مین دولت لٹائے ‖ [illegible] ممنون ہو کر تا لب آئے

زبان گویا ہوئی [illegible] ‖ ادا ئی شکر لطف کبریا مین
عزیز و اقربا جو ہے کرم ‖ ہوئی [illegible] شام باہم

[illegible] دن تک [illegible] ‖ رہے ہر طرح کی [illegible]
کہیں سامان رقص [illegible] ‖ کسے جا لطف بزم ناز [illegible]

کوئی مسرور [illegible] انجمن سے ‖ صدا قلقل کے شیشون کے دہن سے
کسے کی لب ہی [illegible] ‖ کوئی بیہوش محو خواب آرام

کسے کے ہاتھ مین [illegible] ‖ کہیں قلقل [illegible] جہان [illegible]
کسی کو حوصلہ خالی سبو ہو ‖ نہ کچھ باقی رہے [illegible]

کوئی [illegible] ‖ کسی کے لب پہ کب [illegible]
کوئی گویا کہ [illegible] دہن مین ‖ [illegible] انجمن مین

[illegible] کی لب [illegible] ‖ [illegible]
سخن اظہار سے یون [illegible] ‖ زبان [illegible] التماس [illegible]

کہ شب [illegible] ‖ [illegible]
اسے سامان [illegible] ‖ لب [illegible] مطلب [illegible]

۴۹ رات

تمنا ہے کہ پھر جوین قدم کو — لیین آنکھین اوسی نقش قدم کو
ارادہ مجمل کا جی سی نکل جاے — اجازت زندہ سون کے ہو سبکو
مزاج خاطر مشتاق امداد — برڑھا ہاتھ سو جام لبریز
کہ یارب تا قیامت فیض باقی — ہاں ہم کیف مین سر مین مشتاق
تو یون لطف فسانہ آلکی آئین — کہ وقت صبح وہ شاہ زمانہ
برڑھا تا دیکھے پہر تہا جسپا — نظر کے ہر طرف مخلوق خانہ
تو دیکھا پہرتے پہرتے دن یا کم — مزاج مہر کو افسردہ پایا
ہوا صحن زمین سے شام پیدا — چھپا جیسے کوئی یار جو آرا
فلک نے اور ہے سامان کہا یا — برڑھا سلطان لتقصد زیدیالو
بر آئے جو صلے پہر تماشے کے — طبیعت مین جو آیا میل آرام
پکاری آے خدا بو شومنزل — خدارا چشم غفلت دوست واہم
کہا یا نو ہے ہان کہیں وہ مضمون — وہ کو صحوت سامان وساقی
نگاہین دیکھنے والون کے قربان — زمرد رنگ ہر برگ خوش آلو
برابر جلوہ گر ہر سو نمودار — کوئی گل مثل رہ و ماہ زرق
کسے مین اور ہے صورت کے پیمین — کسی مین سب طرح رنگ سپیلے
جو لیجا ئین دل شائق قابو — نوازن جا بجا مرغان خوش رنگ
رہپسل جاتی نظر وقت تماشا — مناسب ساز وسامان جا بجا ہے
کہ جنکے حسن پر پہسلین نظارہ — ہر اک پارہ در کاشانہ نور
ہوا ای شوق کے جھوکی کی آبا — دل عشاق کے آہین نوازن
نظر کو دیتے وسعت بہت کم — تقاضای محبت شعلہ دل
ہوس معزز جوش شوق پیدا — ترنم نا صدا بہار بلبل کے
نظر پہ پہنچے جو سر آسمان کے — تو شب کو ظہ اے افلاک پایا

فدا ہی لطف ساقی روح مشتاق — بہار زندگی کی کیفیت شاق
عنایت کی بہروسی ہین جو ہمکو — کہ جسکو کچھ محبت ہے ہمی ہم
کرین وہ نشین جب کہ شمع — سے یون حکم شیشون کے گلو کو
کہ قلقل کے صداون سے کہ شتاب — پڑی ہم پر نگاہ رحم امیر
پہنے یا سے یون دعا دین یا سابقی — زبان سامعین پر ہے آمین
توجہ جانب مطلب جو پائین — کہ جو تہا آرزو مند فسانہ
بے شغل دل مشتاق دیتا — نہ ٹہرا قب منتظر ایک جا پر
کہ کو دی جو گردش سوی عالم — قریب شام طالب غم آیا
لیس لے تا صبح جشید انفاس وہ تر — رہا مت کش امید فردا
شتاب شام سوی اوج آیا — مبیت اوسکو پایا شہزادہ
ٹیلے ہوئے جمال نور زلیکے — ہوا خوابیدہ یا کلاہ لب بام
رہے جب رات تہوڑی اہل محفل — کہ رسم عرض مطلب پہر ادا ہو
یہ سنکر شاہ جاگا مثل فسون — بیان کچھ کی رہے کچھ اور باتی
نہال باغ سب نقش افشان — شجر کے شاخ مثل بیت محبوب
چمن کی پہول مثل عارض یار — اور داہت مین کوئی مشہور آفاق
کوئی خون جگر کی طرح رنگین — کسے مین اک الگ جلوہ ہو
لبالب آب سے نہرین ہر اک سو — ہر اک سے کی زمرد کا نگینہ یا وہ
سکان مثل دل عارف مصفا — کہین کہت ٹپ سن سب کچھ برابر
نہایت باتکلف فرش سارے — سیر کے کہ صحبت ہو
جو ہم پاسبر ویان ہر قدم پر — نہ فور آ کے کرم کو سر
مزاج شانقان حسن پر ہم — تا مل ایک لحظہ سخت مشکل
ارادی شہ جنون پر قصد کیا کے — خلل انداز رحم کشیر درین کے
یہ سامان لطف دیتا تہا ناگہ — سفیدی بہر جمال خاک پایا

ہوئی برخاستہ سامان محفل
گئے گھر اپنے سب مہمان محفل

۵۰ رات

ٹھہر سا تھا کہ تا لب آئی فریاد
غرض سب کہتے ہیں شاید طبع ناشاد

وفور شوق سے منت جو کی ہے
لحاظ تو یہ ہے بیزار جی ہے

نظر آ کے گئے سے تنگ ہو کر
بڑھے ہیں پھر جانب مینا و ساغر

ہوس سے سر کے تکتے ہیں سبو کو
مزی دیتے ہیں ملنے آرزو کو

ہوا ای بادہ پھر خاطر نشیں ہے
خیال خدمت زاہد نہیں ہے

جھکا مینا کے گردن پھر بہ تسلیم
کہ مست ذوق ہیں جو ای تعظیم

چھلک ساغر کی آنکھوں کو دکھا چل
کہ بر آئے ہار اند عا جلد

ڈھلا منصہ کو صراحی کی ٹپک سے
ٹپکا جاتا ہے تن دل کی تپک سے

خدارا ابتو ساتے پھر تمانی
کہ پیدا ہو مزاج لن ترانی

دکھاؤں لطف طرز گفتگو کے
کھلیں اسطرح عقدے آرزو کے

کہ لے جب شب نے سر پر چادر نور
ہوا حسن فروغ صبح مشہور

کیا پیدا فلک نے سینہ صاف
ہوا رخسار عالم جوں شفاف

نگاہیں تیرہ کی لپٹیں ہر طرف سے
لگے پیدا ہوئی وقت تلف سے

شعاع مہر نے گرمی دکھائی
طبیعت اسطرف سلطان کو لائی

کہ چلیے دید رخسار جہاں کو
ذرا دیکھو فریب آسمان کو

کہ اتنے میں شباب روز روشن
ہوا ہلکا بشکل عکس دامن

چرالی آنکھ پھر آسمان سے
دیا دھندلا سا جلوہ ہر مکان سے

تبسم زا ہوئی کچھ لب شام
نقاب تیرگی سے چھپ گئے بام

زبان شمع نے پیدا کیا نور
بڑھا گھر کے طرف سلطان مسرور

قریب بانو دلشاد آیا
ہر اک سامان محفل خوب پایا

کیے نقل دہن کچھ چند بادام
پس از رسم ہوس سویا بآرام

قریب ختم جب عمر شب آئی
سخن نے اسکے لی یوں آشنائی

کہ فرصت کم ہے ای شاد تو ہو
سنا ہے کہ سینے کچھ وقت نو

اٹھا سلطان ہوا ارشاد اٹھا
کہا بانو نے وہ طفل خبردار

بیان کرتا ہے یہہ سامان کو سو
کہ جیسے لطف ہیں عالم میں مشہور

رہے ہر وقت پیش چشم باقی
کہ اس عرصے میں بدلا دور ساقی

قریب ختم وہ تقریب آئے
گئے مہمان گھر فرصت جو پائے

جب اسپر نو مہینے طے ہوا دور
ولادت کے نظر آنے لگی طور

مجھے پیدا کیا حق نے یہاں میں
خبر سب پہنچے جو گوش دستان میں

کہا فرزدہ پدر سے مہر جا کر
کہ لو بیٹا مبارک نیک اختر

یہہ سنکر وہ ہوا ممنون احسان
سنا سے اور جو باقی تھے ارمان

ہوئی سامان زیادہ پیشتر سے
لٹی انبار زر ہر بام و در سے

مگر کھٹکا سا دلمیں پدر کے
کہ دیکھیں لطف کیا ہوں اس پسر کے

کہ بیٹے حکم عمر کم سنا ہے
ظہور خواب پیچ مدعا ہے

غرض جب ہو چکا شادی کا سامان
پدر تھا فکر سے سر در گریبان

عزیزوں نے کہا یہہ حال کیا ہے
تردد آپکو کس بات کا ہے

پدر سے خواب کا اسنے کہا حال
کہ اس اندوہ سے سینہ ہے مالا مال

کہا سب نے کہ کچھہ اختر شناس آئیں
تردد کچھ نہیں جو کہدے وہ سمجھائیں

سنا جب یہہ ہوئی تیار محفل
گئے اختر شناس استاد کامل

حضور بزم بیٹھے با دل شاد
کہا پیر پدر سے کیوں کیا یاد

وہ بولا اس تردد سے ہوں غمگین
تمہیں تکلیف دی ہے بہر تسکین

انہوں نے زائچے سے حال دیکھا
کہا اچھا نہیں قسمت کا لیکھا

نہیں چھوڑے وہ برس تک اسکو نقصان
مگر بعد اسکے پھر اسپہ ہے سامان

اگر دن سال آخر کا گذر جائے
تو برسوں تک بچی خوف خطر جائے

یہ کہکر کہر گئے وہ یار ہمدم
کہا بانو نے سن اے شاہ آفاق
یہ سنتے ہی ہوئی محفل پریشان
غرض نا آشنا اور سیر ساقی
کہاں تک شوق تجھ بیقراری
نہیں بہاتی ہی جی کی پارسائی
وفور شوق وقت گفتگو ہو
کہ جب گذری وہ شب اور صبح چمکے
مرادیں اہل حاجت کے بر آئیں
جو عکس مہر سے روشن ہوا تہا
نگاہیں تہک کے آنکھوں میں پھر آئیں
محل میں آکے چہائی سی لگا نا
رہی جب بیٹھ کے حسب معمول
کہا فرمائیے کل سے کہا نے
کہ میرا باپ دلیں پھر یہ سوچا
بشر کو مضطرب ہوتا ہے بیکار
یہ کہکر پرورش کی تہی جو سامان
سحر سے شام تک مصروف خدمت
رہے چالیس دن مدت میں جب کم
کیا مسدود رستا ہر طرف سے
ہوا ثابت کوئی سلطان مضطر
قریب مدعا مضمون جب آیا
سحر چمکے ہوئی خاموش بانو

رہا سیر سے بدر کو رات دن غم
فراق شب طبیعت کو ہوا شاق

۵۱ رات

نہیں گنتا یہ اتنا وقت باقی
دکھا مینا کے ہمکو اشک باری
یہ کیسے بات تیری لیں گے
سخن افسانہ ریز آرزو ہو
شعاع مہر نے ہر بند کم کے
دلوں سے آرزوئیں اپنے پائیں
بظاہر نور کا دامن ہوا تہا
تمنائیں سو آرام لائیں
مزاج یار کو محظوظ پایا
پکاری حاضرین بزم مقبول
ذرا دیکھیں سخن کی نوجوانی
کہ آخر تا کجا یہ رنج بیجا
خدا کرتا ہے آسان کار مشکل
کیے موجود ساری بادل و جان
بشکل جسم جان بانوئے خدمت
تو والد نے مری با کثرت غم
کہ تا کوئی نظر جسکو نہ دیکھے
کہ گردش میں جسے لا مقدر
تو زلف شب کو برہم جان پایا

نہ آیا تہا فسانہ تا بہ انجام
اگر کل تک رہے گی زیست باقی
وہیں خمیازہ کش ہے کوئی جانی
نظر آنے لگا نقشا یہ کیا
جھلکتا سا ہمیں ہے کوئی سا
ہجوم جوش مطلب گرد گرد آئے
کہیں آنکھیں ہوا بیدار سلطان
رہا دست کرم تا شام چالاک
ہوا تاریک مثل ابر گیسو
بڑھا سلطان کو شوق بدر نو
لیں انکلیف رغبت بہر آرام
کہ حضرت وقت بیدار آیا
وہ بولے اب وہ طفل سیب اقبال
بہر و سا چاہیے کہ با خدا پر
نہیں سنا حکم حق طاقت کسی کے
کنیزیں خوش سلیقہ دایہ حمتانہ
غرض تا انتہائے چاردہ سال
سے دریا میں نہ خانہ بنایا
مگر اکثر سنا سے بدر سے
وہ سیر برگ کا باعث ہو جنکے
صدا رخصت کے آئی ہر طرف سے

۵۲ رات

کہ اوس شب کو ہوئی تکلیف آرام
تو پھر ہم اور یہ نیلو ساقی
نہ وہ ساماں نہ وہ محفل نہ سامان
زکہ سے بیچ ہوا خواہوں کو کام
سبک کے جوش بیہم ہو گئی کیا
کہ راحت پائے کچھ تو قلب مضطر
کہانے وسطرح جلوہ دکہائے
بٹھا سو ہی خلائق لپچاتے
کہ اتنے میں وہ عریاں سینہ خاک
چھپا منظر رخ سے حسن شب ماہ
اٹھا حاصل ہوئی تکلیف زانو
ہوا خلوت گزین رغبت بام
سنا سلطان نے بانو کو جگایا
بیان کرتا ہے یوں کیفیت حال
وہ سب بہتر کہانی جو مقصد
جو کہو سے کچھ مصیبت ایک دکے
ہر اک اپنے طرح پر واقف راز
رہا عیش و طرب کا ایک ہی جا لے
بر اے حفظ جان یاں مجکو لایا
کہ اون اختر شناسوں کی خبر سنے
سوا اوسکا خوف ہے مجکو ابھی تک
اسٹے سامان اپنے اپنی صف سے
سنا سلطان ہی غم سے پر انجم

پلا ساقی نشے ارغوانی
ہوس سے پرستش جام و سبو کی
کہ بعد از شب ہوئی جب صبح روشن
کہ آتے ہیں مہ اوج روز روشن
شباب شام کی جوبن کیا یا
محل میں اپنے آیا شاہ ویشا
کہا یا لو سے بان جی وفا
بیان کرتا ہے یہ جی میں سوچا
مجھے اس سے دلی الفت ہے ہر دم
غلط اختر شناسوں نے بتایا
یہی دل میں سوچ کر میں اس سے لوا
تمہارا باپ ایسا صاحب ہنر تھا
گلستان میں لکھی ہے اک کہانی
کیا زوجہ نے گھر میں بار پیدا
قضا را ایک مرد صاحب دل
کہا لوگوں سے یہ کیا ماجرا ہے
بتاتا ہے فلک کا حال کامل
وہ نادان ہیں جو تجکو تا ہے باہر
سوا او لطف حسین تو دونون سے
سنین جب سطر کی اپنی بات تر
غرض تا صبح سمجھاتا رہا یہ
کہ اٹھا عکس زلف شب زمین سے
ہوئی خاموش بانو بزم کرم

کہ دیکھیں کچھ بہار نوجوانی
تمنا میں زبان کو گفتگو کے
زمین آئی نظر تا کبیر دامن
سوی پستی ہوا افتادہ دامن
نظر کے سامنے جو تھا نہ پایا
پکاری اہل محفل خانہ ا
ذرا اپنے زبان سے پھر سنانا
کہ وہ شاہ پریشان میں ہوا جل
نہیں ہے ربط خاطر اک گھڑی بھی
جو ذکر باپ تہ جانی میں لایا
کہ کہتے راز پنہان مجھ کو کہو لا
ہوا شاید وہ افسانہ فراموش
سنا اون وہ تمہیں اپنی زبانی
ہوا آخر نجومی پر ہویدا
بظاہر ناتوان حلال مشکل
سنا سب حال فرمایا سچا ہے
مگر تہ وجہ سے کہتا دل کی غافل
غلط گوئی یہ صادق جانتی ہیں
لیا سر عقل تیرے رہنمون ہے
پسند آئین مرے معقول گہا تین
نہ مشکل قلب اسکی پاس تھا میں
کہتا کچھ یون رشتوں کے سبب سے

جمال آرزو جوبن پر آیا
وہین شیفتوں کے راہیون بچھوائے
عبادت سے فراغت پا کے سلطان
پس از رخصت کہا کچھ ہم من اقبال
فروغ شمع کی روشن کی گھر
پس از آرام جب وہ وقت آیا
وہ بولے کچھ کہا جب بلفل جمال
مگر میں قتل اسکو کیون کرونگا
عطا کی ہے وہ سوت حق نے اسکو
نجومی غیب کا کیا حال جانے
مگر اس ماجری میں نا میں ہون شستہ
مگر ہے یا نظر سے حال انکے
حکایت ہے کہ تھا مرد نجومی
زن و شوہر میں آئی نوبت جنگ
گزرا اوسکا ہوا جب وسط سے
قریب اپنے نجومی کو بلایا
نہ آئے غیب دانی کام تیرے
سنا اور ون لکھی چھوٹا کا کال
نجومی جو خراب ہے مثل نادان
کہا سچ ہے بجا ہے سب اے شاہ
حدیث پند بہی یون جلوہ آرا
کسی کے تلخی جی کی دہن میں

ذرا کچھ اور بہای دل میں سمایا
فراغ بدعا یون کہہ رہا سب
رہا مصروف دید بساز و سامان
ہوا آخر بشکل گردش سال
تپش سر آئی وہ دل سے جو مقبل
تو شور اہل محفل نے جگایا
تو دیکھ مرد قلندر رنگیل فعال
غرض کیا خون کرنے پر جو ہونگا
کہ جو دیکھے قدا سے حسن وہ ہو
وہ مشترک ہیں جو اپنی بات مانے
نجومی جانے کیا حال مقدر
کہ اکثر بعض ہیں اقوال انکے
دکھائے بخت انے اوسکی جو شتو
زمانہ گفتگو سے اونکی تھا تنگ
کہ جس جا جمع تھے سب مقتدی
کمال شوق میں یون لب پر آیا
کہ سب استر ہوئی آرام سے تیرے
پھری بالکل طبیعت سٹ گیا بل
کہ جیسے باپ تیرا تھا پریشان
کیا تم نے مجھے اوس غم سے آزاد
غرض ہر طور سے کہ باہم سے یکجا
سنے شب ساقی ساغر انجمن میں
دکھایا آسمان نے اور عالم

نہ بہلا دل کسی صورت سی ساقی — سبو کو دیکھہ دیکھہ کچھہ ہوا ہے
ملا سینے سی کہ لب تر ہون کئی دم — مزاج شوق ہے غم سی برہم
ہوس کرتی ہی سینے مین لگا لین — مزون لی کبین پھر خیال ظرف مین این
پلا ایسی کہ عالم ہو فراموش — سخن بن سنکے ٹپکے کثرت جوش
کہ جب ملاہر [illegible] بات چیت — لب نکل سو ہی بتان حسن امید
قریب شام سیرین کین برابر — غروب شمس کا تہا دہیان اکثر
فراز بام سے جلوہ ہوئی کم — نظر آنے لگا سامان برہم
لگائین دیدی سمٹین برابر — لعاب شوق سی سینہ [illegible]
محل مین آکی سویا چند ساعت — ہوئی جب نیند سی حاصل فراغت
تمنا ہے کہ زیر شش ہو سخن کے — سفینہ پہر کہان اس بحر غم کے
گلے سی میری لپٹا تہا جو ناکام — گئے خاطر سی سارے رنج و غم ہوا
غرض یکسان نہین وہ زمانہ — بدلتا ہے سدا دور زمانہ
بجا ہی ہی ہے ہم اسکی سلیقہ — نوید مرگ ہے ہر گفتگو مین
لٹا ہر دوست لیکن مدعی ہے — بہلائی کب کسی ہی جی کی
بہت بشاشش غنچہ تہا دری یا — جوانی کی امنگین طبع مین آ
آیا وہ اور وہین سے لوچہری — کہ کہا وہ نگاہ نہین بیتاب ہی جے
کہ قد جہوٹا وہ طاق و بچا باد — ندامت سے رہا مین سر نہادہ
اٹھا مین اور ہوا عزم مصمم — اچک کر دوبے حر تو ز یا ہم
وہ طفل نازنین مجروح ہوکر — ہوا مقتول شمشیر مقدر
تحیر تہا جو دامنگیر مجھکو — سمجہاتی تہے کچھہ تقدیر مجھکو
مگر جب صبر کچھہ چارا نہ دیکھا — طبیعت نے سمجہایا اور نہ دیکھا
کہ اوس شب کا مزاج شوق بدلا — ستانے لگی بہی اپنا ذوق بدلا
بچھے پردہ نے مشغلے بہلائی — فلک کے ناز خاطر [illegible]

نہ ہوا وسمین تو شیشون پر نظر کر — نہین وہ نوش سی لا لا کے جام بھر کر
تمنا غیظ مین ہے تصدیق یا ہے — نہین مرغوب کچھہ عالم کی آب
زبان سے جوش مطلب کہہ رہا ہے — یہ کیون تاخیر عرض مدعا ہے
بیان پہ آئے عرض حال تاکی — دکہاتی رنگ یون وہ فال تاکی
بڑہا سامان بر آرے [illegible] عالم — نظر سے جانب ظلمات ہر دم
یکایک ہو گئے عزم سفر ہے — زمین پر رخ کیا پیش نظر ہے
پلک کے عکس سوی عارض آئے — نقاب شام نے چہرے چھپائے
کراتی مین وہ شاہ [illegible] — پس از دیدار حسن وی آفات
کہا یا اون سے [illegible] — وہی محفل ہی سامان ہنگام
وہ بولی اب قلندر کا اظہار — کہ خوش ہو کے وہ طفل نیک دیدار
بسر ہونی لگے دن باصد آرام — ہنسے لب پر سحر سے تا دم شام
فلک ہی در پے تکلیف آرام — قضا لبریز ہے ساقی کی جام
ستانا ہی کسیکو گر کہیں ہے — تو رکہتا ہے ہمیشہ خوار و مضطر
قضا را ایکدن وہ طفل خوشتر — کہ جسکے ہر ادا مین لاکھہ غمزہ
کہا تھے کہ وہ جو حد سپہ مین — کہ جن آیا ہون جنکو طاق مین
اٹھا مین اور بلایا ہاتھ یکبار — رسائی تہی وہان تک سخت دشوار
کہا اوسنے اتار تم ابہک کر — بیٹھو اس طرح مایوس تک کر
نگون ہو کر گری [illegible] — پڑی دل پر قریب پشت ٹھہرے
مجھے سکتا کہ یارب تہا تماشا — اجل کے لطف سے دیکہا گیا کیا
فلک کی شکر سے آشنا تہی — ندامت خیز ساز مدعا تہی
یہ طرز خوش زبان پر تہا [illegible] — اشاری تہے سخن کے لذت اندر
گئے [illegible] — بکاری حاضرین بزم [illegible]
کھلے آنکھون کہ نیند [illegible] — ہوئی [illegible]

رخ اوسنے پیا دو ساغر ہو بر دو | نرمی حسرت کے پینے گفتگو سی
قدم گردش مین بیتابی جو لائے | زمین کی دولت پابوس پائے

کہا خاتون کی اس ای شاہ آفاق | حلاوت پائی کی کل طبع مشتاق
موافق گر رہا دور آسمان کا | تو ساماں ہوگا پھر عرض بیان کا

۴۵ رات

یہ باتین تھین کہ تری صبح پیدا
نقاب تنگ اٹھا ہر بنش کم کا

ذرا ساقی ابھی پہلو سی آ ہم | کہ تا لب آ گیا پھر قلب مضطر
ہوس کے جوش کی بیتابیان تھین | مژہ کے ولولون سے خنجر تین تھین

کہ جیسے جام لبالب مئے سے بھر جائے | خدا جانے گھڑی اب کون سی آئے
کہ پھر ہم ہون نہ مینا ہو نہ ساغر | بڑھین افسوس کے احسان سر پر

کہان کی توبہ لا چھلکا دین تن مین | کہ مضمون مستیان بخشین سخن مین
لگے رل مل کے لفظون سے معانی | دکھائین گفتگو کے نوجوانی

زبان پر مطلب افسانہ آئے | سماعی ولی یون شرح پائے
کہ جب چمکی سحر اور چھپ گئی رات | کہے سلطان نے اپنی جی سی یہ بات

کہ جیسے دیکھیے حال زمانہ | رہے شغل سفر خانہ بخانہ
بڑھا یہ سوچ کرتے سیر ہر سو | کہ وہ دن رفتہ رفتہ مثل گیسو

بڑھا تا دیر پھر سمٹا کچھ ایسا | کہ جیسے عارض جانان کا نقشا
چھپا چشم جہان سے مہر روشن | ملا گیرے ہوا عالم کا دامن

وہ ہلکی ہلکی رنگت کی سیاہی | کہ جو آنکھون کو کھٹکے کم نگاہی
گھڑی چارون طرف صورت شوق | کہ تھین دیدین تری کچھ اور ہی ذوق

کہ اتنے مین محل کے سمت سلطان | بڑھا با کثرت شوق پریشان
نظر بانو پہ کے دل مین ہوا شاد | کیا جوش محبت نے دل آباد

فراغت پائی سرکار ہوس سے | ہوا تنہا نثار عیش و بس سے
کہا کچھ سو سکے پھر جاگنا ہے | ہوا شوق مین ہر چشم پر آہے

یہ سوچا اور پھر آئی خواب آرام | ہوا تشریف فرمائے لب بام
رہے جب رات بہر محفل آرا | پکاری شب کہ ای سلطان خدارا

زمانہ کم رہا ہے کم رہا ہے | دم اظہار رسم مدعا ہے
سنا جا کا خدیو صاحب ہوش | کہا بانو سے ہان مشتاق ہین گوش

کہو کہنا ہے آگے کیا قلندر | وہ بولی کہ تھا وہ غم ہی مضطر
بیان کرتا ہے بعد از شکارے | سنبھلا جب ہجوم سیر آرے

طبیعت کی کہا ہو دن کا سلکا | سند اسکی حکم مین ہر زور کا
اگرچہ چند ہی تامل ہے ہی لازم | کہ اسکا باپ تھا اہل ہمت عازم

یہی شاہی تمام سال کا ہے | وہ حیوان ہوگا اسکی چال کا ہے
ذرا ٹھہرو کہ کیا پیش آئی دیکھو | فلک کیونکر اوسی سمجھا دیکھو

یہ باتین دل سے اپنی کر رہا تھا | تردد خیز حکم مدعا تھا
غرض تہ خانے سے باہر جو آیا | طبیعت مین جو کھٹکا تھا وہ پایا

کہ بیٹے باپ اوسکا سخت بیتاب | نہایت بیقرار و چشم پر آب
جہاز اک اور غلام چند ہمراہ | چلا آتا ہے دریا مین وہی راہ

نظر آیا جو یہ سامان مجھکو | ہوئی مشکل بچانی جان مجھکو
نہایت جلد تہ خانہ کیا بند | اوسی صورت سی پہلے جیسی تھا بند

بہت مٹی سی دروازہ دبایا | وہان سے پھر فراز نخل آیا
کہ اس عرصی مین وہ بھی آ گیا پاس | پریشان مضطرب خاطر مین وسواس

غلامون نے تہ خانہ کھولا | انہین مین سے کوئی ہشیار بولا
کہ کچھ ظاہر اکھودا ہوا ہے | نہین معلوم اسمین بھید کیا ہے

یہ سنکر باپ نے اوسکی کہانی | چلا تقدیر جو کچھ ہو دو لانی
بڑھا وہ آپ بعد اوسکی غلام اور | نظر آئے وہان جیسا اور کا طور

تو چلایا کہ ای جان پدر ہیہات
دل بیتاب کرتا تھا اشارا
سوا حسان فلک سے دل ہوا شاد
نہ سمجھا تھا دغا دیگا یہہ مکار
ہیہات خلیے ملا موت نے برابر
یقین صدق تجھپہ میں قربان ہوئے
نہ دیکھا کوئے دنیا کا تماشا
اکیلا ہم رہے جور فلک سے
یہہ ہوئی ہوئی صوت مثل شور
فلک کے مرگ کے رنج و قلق کے
سخن صف زبان تھا اسطرح سے
نہ وہ سامان نہ وہ ساقی نہ وہ جام
رہا مطلب زبان پر شوق دلبر
تنہا سے ہی باقی یہ صدقے
کہ جب منہ سے کہا مطلب تو آیا
سبھی کے منہ کھلے تکی لب مطلعم
اٹھے تا زمان دور باقی
اٹھے تا بار جام گلرنگ
بھلا ہوا تو ساقی کچھ عطا کر
بیان مطلب فروش انجمن ہے
فراغت پا کے سامان جہان سے
غرض وان بھر پایا انجام ہر کام
مگر بیتہ سفر یاں جہان سے

مری پیارے مری نور نظر حیف
کہ لاشے کا کروگے تم نظارا
عنایت کی بڑی تکلیف بیٹا
کہ رنگا ایکدم جینا ہے دشوار
ذرا سینے میں ٹھہر اقلب مضطر

نہ دیکھا زندہ آنکھوں سی پدر نے
یہی کہتا تھا جوش طبع غمناک
مگر افسوس میں زندہ ہا کیون
یہ کہتے کہتے آخر کو غش آیا
کھلیں آنکھیں کیا یہہ نوحہ آغاز

نوحہ

ارے بیٹے تمنے کھوئی جان ہے
ہوئے تم موت کے مہمان ہی ہے
یہہ اوج حسن تو یہہ شان ہی ہے
بھلا کس کس کے لیں احسان ہی ہے
کہ اوس شب کی مشکل قلب مضطر
ہوئی ہر شب یہ واسطے آرام
ہوا خوابیدہ جوش ذوق دلبر

نہ دہیان آیا پدر کے داغ کا کچھ
کہاں آغوش والد کہاں خاک
خطا کیا تمنے کی کچھ تو بتاؤ
نسیم اک روز سونا ہی تہ خاک
بدل کر رنگ رخصت طلب کے
جھکیں نیند میں ہی ہم برہم
لب بانو ہوئی ساکت بیان کے

۵۵ رات

ہمیشہ ساغر لبریز پایا
ہوا دنیا میں پاس تو بدنام
رہے تا بنا سے عیش قسمت
اٹھے تا امید خاطر تنگ سے
کہ دل راحت کیا کیا کیا سنگ
زبان اسطرح معروف سخن تھا
کہیں گے یہی آج آرام جان ہے
کیا آسان تھا جو دم شوار ہے
ندامت زا اشارہ ہی ہر مکان ہے

اچھلے کر دن انہی تشنہ لبی کے پاس
ترقی دست تنہائی کی
رہے تا ابتدا سے پھر آ رہے
[illegible]
بہجوم شوق زیادہ ہوا تھا
کہ جب آیا صبح کی آغاز پایا
کہ تم افسانہ جلد [illegible]
نہ ہو تمہی جو صوبی پھر روشن
ستاں تا ہار شب رخصت یہ لیا

قمر پہلے سے وہی ہی جس پر
کہ اب چلکر ملاوگے تہ خاک
اٹھایا ناز احسان جفا کیون
اوسی کے پاس سکو بھی لٹایا
بدر وقت بیا ٹھنا کر آہ
مری جان میرا یہ ارمان ہی ہے
دکھایا یہہ یہیں سامان ہی ہے
یہہ اٹھے دل میں کیا ارمان ہے
ہوئی تم ایسے کیوں انجان ہے
نہ ہوگا وان کوئی سامان ہے
بڑے اسر کے خاطر میں بیٹے
تغافل میں پھر گیا کچھ اور عالم
کہئے الفاظ غرض داستان کے
میں آپکے ہمت ساقی پہ صدقے
برآئی آرزو دل طلبگار
بڑھائی ہاتھ پیالہ الفاظ کا کہ
رہے تا دم سے پھر آ رہے
دعا دینا ہے یہیں برآئے آرزو
فدا ہے عرض ان نہ ہو تاکہ
مزاج شاہ میں یہہ مقصد آیا
ہا رہے نظم کے پابند رہنا
تو پایا مبتلا ہی صوت دشمن
قریب تم مشکل عمر بھلا

نگاہ سے تھے مصروف تماشا | کہ اٹھا نور رخ سے خورشید لقطا
سکندر وشی ہوئی حال زمین کو | چھپایا مہر نے عکس جبین کو

مزاج شام گستاخی پہ آیا | زمین سے پہلو کو دکھلایا
[illegible] سار کہرا ہین نگاہین | جو ظاہر تھین ہوئین پوشیدہ [illegible]

سنہ والا گھر پہونچا محل مین | لیا بانو کو آغوش و بغل مین
اور اسم ہوس کے ہر طرح پر | قریب نصف شب [illegible] دلبر

ہجوم خواب مین سو یا لب بام | پس از ساعات بعد لطف آرام
ہوا بیدار مثل چشم مشتاق | کہا بانو سے عرصہ کیون [illegible]

کہ ہم مشتاق تم بیٹھے ہو خاموش | ہوا شاید کہ [illegible] فراموش
مگر سرعت نگہ نا گفتگو مین | کہ فرق آئے [illegible] امید آرزو مین

کہا بانو نے مین قربان سلطان | نہوگا حکم سے زائد مگر ہان
قریب صبح پھر سے ہنس [illegible] | زبان ہوتی ہے خود مطلب [illegible]

مگر کل سے کہون گی کچھ زیادہ | کہ حکم شاہ سی ہون سر نہادہ
یہہ کہکر عرض کے بانو ای شاہ | قلندر اب یہہ کہتا ہے [illegible]

کہ بعد از نوحہ [illegible] | دہ ہے عالم رہا جیسا ہوتا
غلامون نے کہا مالک سے رو کر | کہ ابتو ہو چکا حکم مقدر

بجز صبر آپکو چارا نہین ہے | سوا تسلیم کے یارا نہین ہے
مگر اب دفن ہو لاشہ تو بہتر | کہ گذرا گریہ و زاری مین دن بھر

کہا اوسنے کہ اچھا لاؤ لاشا | دیا غسل و کفن سونپا اوسی جا
لیا اسباب تہ خانے مین تھا جو | فراغت سے بڑھایا پھر قدم کو

چلے بیٹھے جہاز تیز رو پر | غلام و مالک آپس مین برابر
ہوئی سیر نظر سے جب نہان [illegible] | فراز نخل سے اترا پریشان

[illegible] تھا نہ کوئی یار [illegible] | فقط [illegible] وہ دریا یا اندھیرا
قریب شام تنہائی [illegible] | فراز نخل سے آیا زمین پر

ہوے تہ خانے مین بستر بچھایا | بجز [illegible] گئے کہنے نہ پایا
پھر اضطراب [illegible] | ہزارون مرتبہ آیا مین [illegible]

زیادہ فکر سی پاکر اندھیرا | دل و جان پر رہا قابو نہ میرا
بشکل بخت دشمن بخت [illegible] | زبان پر دمبدم الفاظ [illegible]

سر قسمت کا برا ہو کیا دکھایا | قریب آسمان جگر مین لایا
ملا تھا بعد مدت ہمکو اک یار | میسر تھا برابر لطف دیدار

نہ [illegible] | [illegible] طرح [illegible]
نہ قدرت ہے [illegible] | [illegible] بشکل لفظ [illegible]

مگر کچھ [illegible] تکلیف [illegible] | رہین [illegible] پاسبان [illegible] یار
پریشان مثل [illegible] | فدائے تربت محبوب ہوسکے

خوشا قسمت [illegible] | ہے اب آرزو [illegible]
[illegible] احسان [illegible] | کہ وہ شب صحبت یاد فراموش

ہو گئی غائب نظر سی [illegible] | نظر آنی لگے [illegible]
ہوئی محفل [illegible] سامان [illegible] | اٹھے ہر جا سے اسباب [illegible]

کہا بانو نے [illegible] | وہ [illegible]
ہوئی [illegible] | اٹھے مشتاق [illegible]

۵۶ رات

ہجوم شوق دل [illegible] | پھر بہتر ہو [illegible] کی حوالے

وہ چاہا [illegible] جام [illegible] | اوسی کی [illegible]
کہان [illegible] آرزو [illegible] | کبھی [illegible] مدعا ہے

سبو [illegible] مقصد [illegible] | لب [illegible]
[illegible] | یہہ [illegible] ہمارا گھر نہین ہے

کہ جب چاہیے اٹھا لین [illegible]
نگہ در پیدہ کرتے ہین خبر دار
کیا دل خوش غریب بی نوا کا
خفا ہوتا نہین غم [illegible]
پھر اب کاہی کا وہ مطلب آئین
لعاب دعا آب دہن ہو
اٹھا سلطان پئے ذکر و عبادت
عدالت گستری کی ہر طرح پر
ہجوم شام نے صورت دکھائی
ہوا سلطان محل مین [illegible]
کہین ساقی کہین مطرب کہین یار
پس از تکلیف رغبت [illegible]
کہ آیا وقت بیداری برابر
[illegible] تا پہلے ذرا دل
وہ بولی اب قلندر یون ہی کہتا
گذرتی تھی عجب صورت سی [illegible]
کبھی بڑھتی تھی جب بیتابی دل
دعا کرتا تھا درگاہ خدا مین
پس از مدت اثر بخشا دعا نے
کئی دن بعد جب بھی نظر کے
یہہ سوچا اور بڑھا ناچار و مضطر
عروج شام کے پیدا ہوئی [illegible]
ہوا جب دوسرے دن کا کچھ آغاز

نہ پاین بے بہائی گر دسی الزام
مفصل غیر ممکن مقصد اطناب
ہوئی احسان شناسون [illegible]
سدا راضی ہی شوق الٰہی [illegible]
تمنا ہے کہ جام سرخ پاین
سرور انگیز یون کیف سخن ہو
ہوئی طاعت سے جب حاصل فراغت
کہ اتنی مین [illegible]
ہوا غل دن گیا اور رات آئی
دکھائی رات نے کیفیت روز
کہین معشوق نوا [illegible] خوش آواز
ہوا رونق فزای بام مقبول
پکارے اہل محفل اسطرح
فروغ ماہ کامل ہے مقابل
کہ مین دن بھر اوسی [illegible]
کہ دن اسطرح پر کٹتی تھی [illegible]
اٹھاتا تھا قدم مین سو سوال
یہہ مضمون تھا ہجوم التجا مین
دکھایا لطف عرض مدعا نے
تو عقل نکتہ بین نے یون خبر کے
خدا کی فضل سے ہم بہر مین آکر
نظر مین پھر گئی کچھ اور نیرنگی
شعاع مہر سے کھلنے لگی راز

اسے ہے تو کچھ چلی مین اب کہین کیا
قیامت تک ہے یہہ نام ساقی
خصوصاً ہم پہ وہ احسان ہین پیالے
یقین ہے آرزوئے قلب مشتاق
کہ پیتے ہی وہ عالم ہون فراموش
کہ جب صبح طرب زا کا ہوا وقت
نظر یون بھی سوے حال زمانہ
ہوا خشک اشک کے مانند کیا
گہرین تارکیان ابھری سیاہی
چراغ و شمع کی جلوے ہر اک سو
بڑھے بانو ہوئی قربان سلطان
رہا مصروف راحت [illegible]
کہ حضرت جاگیے ہو بڑھ رہی رات
یہہ سنتے ہی ہوا بیدار سلطان
جب آئی نیند تہ خانی مین سوتا
مگر ہر وقت خاطر تھی پریشان
مگر پانی جو دریا کا بڑھا تھا
کہ یارب مخمصے دل سے ٹلا ہے
کہ یہ جوش دریا کچھ ہوا کم
کہ پانی کم ہوا جب کہین کو
لب ساحل پہ ٹھہرا یا تو سیرا
اوسی جا پر کیا آرام مین نے
بڑھا مین ایک جانب کو پریشان

نہین اچھا طلب مین [illegible]
بہت کچھ تجھسے نکلی کام ساقی
کہ ہا ہم بیٹھے ہم مہمان ہین تیرے
نہ ہو گی خاطر نازک پہ کچھ شاق
وہاں [illegible]
مذاق صحبت شب کا گیا وقت
ہوئی دریافت احوال [illegible]
چھپا خورشید مثل [illegible]
چھپے رستے تھکے چلتے [illegible]
[illegible] گھر کرین [illegible]
[illegible] اسب دلی ارمان سلطان
[illegible]
کہان تک صرف [illegible]
جگایا اسنے بانو کو [illegible]
سحر کو [illegible]
نظر انسان آتا تھا نہ حیوان
[illegible] راہ [illegible]
ملا پھر مجکو [illegible]
لگا کٹنے [illegible]
خدا را چھوٹی اس سر زمین کو
کہ اتنے مین نظر آیا اندھیرا
وہاں مین کے صبح ہی و شام [illegible]
کہ دیکھو دن گیا [illegible]

نہ کھاتا اور نہ کچھ پیتا میسر
بشکل خاطر مشتاق مضطر
کہاں تک بیکسی سی اشکباری
حفظ اللہ سی امید یاری

اثر سے بخت کی مایوس ناشاد
مگر قید تعلق سے دل آزاد
پھیرو سم ما تو اسنے تہا برابر
ٹھہرتا تہا ہر اک جا ہر قدم پر

بڑے ست ہین وہ منزل سے بکم
ہو افضل خداوند دو عالم
نظر آئی کچھہ آبادی کی صورت
ہوئی تکلیف مین شادی کی صورت

یہ حسن گفتگو تھا جلوہ افروز
کرو دست کم ہوئی جیسی کہ ہی روز
سحر جیسے ہوئی خاموش بانو
چھپر کہت مین رہے روپوش بانو

۵۷ رات

اٹھا سلطان نظر آئی جو ساں
کہا خالق کا اپنے شکر احسان

بھلا ہو فیض ساقی کا بھلا ہو
اٹھے ہو دولت [illegible]
سدا آباد سجہانے برابر
رہین لبریز خم مینا و ساغر

پلا وہ اسکے حسن سے جوش آئے
وہ بہولا ہوا پھر ہوش آئے
مزاج گفتگو کی اوج دیکھین
خبر الفاظ مطلب اصطلاح دین

کہ جب لطف سحر آنکھوں کو بہایا
مزاج شاہ مین یون قصد آیا
کہ چلکر دیکھیے سامان [illegible]
طبیعت کو خوش آئی [illegible]

بٹھایا ہم عطا ہو [illegible]
کہ بدلا [illegible] اس عرصی مین پہلو
فلک پر مہر کے رنگت ہوئی زرد
ہوا اون کی اثر پیدا کیا سرد

کھلے دل کے کنول گرمی آئی کم
شعاع مہر کچھ ہوئی کم
نگاہوں مین ہوئی ٹھنڈک کی پیدا
بڑھے سائے بشکل شوق شیدا

پہنا صحن ہے مین پر شام کا رنگ
ہوئی وہ دہی ریاض ناز [illegible]
فلک کے چادر نیلی ہوئی صاف
دکھاما اختروں نے نور شفاف

کہا سلطان نے چلیے سوی خانہ
کہ دیکھین جلوہ بانوی یگانہ
غرض مشق فزا ہو کر شہنشاہ
نظر کرنے لگا [illegible]

ادائی حسن بانو کی [illegible]
رخ شفاف کو شبنم نے دہویا
کوئی ساعت رہا محو لبستر
کہا [illegible] چلے کچھ [illegible]

لگا باتین شاہ کو خواب آگیا [illegible]
ہوا انداز لطف آسمان سے
کہا بانو سے قصہ سلطان
دکھاؤ قصہ باقی کا سامان

وہ بولے [illegible]
وہی ہر دو قصہ [illegible] ذوق
بیان کرتا ہے یون عالی گہر
کہ مین با خدا اشغال گذشتہ

نہ کہتا تھا خبر کچھ پاوں سر کے
کہاں جاتا ہوں اب مین گھر سے
اسی عالم مین دیکھا اک جلوا
فروغ مہر کا سا رنگ پیدا

تعجب تہا مجھے یہ کیا [illegible]
کہ سیکا حسن ماکوی بلا ہے
نہ اٹھتا تھا قدم ہیبت سے میرا
کہ اتنے مین ہوا کچھ اجالا

زمانہ ادہر پایا اوسکو روشن
مین سمجھا کیا [illegible]
کبھی کہتا کہ آگے ہی [illegible]
نہین سمجھی کسی صورت [illegible]

کبھی کہتا کہ ہاں [illegible]
کوئی خورشید بالا زمین ہے
مگر حسن انسان [illegible]
تصور حسن مین جو [illegible]

نہین ہے سمجھہ مین اک بات
[illegible] کیونکر قدم [illegible]
اگر کہ دیکھا ہوں کی [illegible]
جو اب [illegible] باطل [illegible]

سنا ست ہے یہین ٹھہرو کوئی دم
کہ اسکو پیر نصیحت دیکھلین ہم
اور آئی تو جیسی حال [illegible]
کہ بیٹھی نظر [illegible]

اسے تجویز مین آخر ہوئی رات
نظر آسکے نہ اسیی کوئی [illegible]
کہ وہ راز نہان ہوتا ہویدا
کہ جیسے خاطر مشتاق [illegible]

سدا صبح دگر کا جبکہ آغاز
فلک نے حسن [illegible]
یہ لطف گفتگو [illegible] بیان [illegible]
سخن ہم [illegible] فیض زبان [illegible]

گر شب مثل جامۂ جسم دلبر
سبو خالی تھے شیشون کے پہلو
صدای رخصت شب دی گجر نے
دے باقی ابھی تک ابھی ہے
سبو کی پھیر وہ ساغر تہ بخشا
نکل بادہ دل از خود ابلتا
کہا شکر خدا سب مین آرام
کرنا کہ جب نظر پہنچی فلک تک
چھپا آخر شکل چہرہ راز
ہوا روشن زمین پر ظلمت انسان
لیا آغوش مین چیا دہن کو
وہ بولی مین التصدق اور جی
صبح ساتھ مین بیٹھین کہ آتا وقت آرام
سوال ہے یا قلندر کا ہی لطف
سکتا تھا برابر جا کے جان
ہوا ثابت اسی کی بعد سپاہی
کہ دم کے بعد چند اشخاص باہم
مجھے دیکھا تو پوچھا نام کیا ہے
کہا مینے کہ ہون گزشتہ تقدیر
فلک کی طرف مجھے کے جہان
لگے ذن ہے کہ نا ہے زبان
لیا تقدیر نے تہ سبو
مجھے تو توقع ہے غم سے ہے

بڑا ہی عالم کچھ دم مین نگہت
اور ہے منتشر جس طرح گیسو
محبت کی نگاہون سے سحر نے

صراحی سرنگون اور الٹی جام
تمنا مین کہین ٹھنڈے ہوی چراغ
لب باہو سے ہوا ل

نظر آئے مثال بخت ناکام
تھے گویا دلون مین گئی دود
سبو یا پر اٹھا بیہ بزم مین غل

۵۸ رات

کہ رہتا کچھ دنون تک اور سکتا
زبان سے لفظ مطلب پن نکلتا
جہان مین نیک ہے ایک نام
تو دیکھا نیر اعظم کو مضطر
عروس شام تھی بیدار گئی ناز
چھپا جس طرح نور جہانانہ
زبان پر اس طرح لایا سخن کو
بیان کیا کیا کرون سلطان انسان
گئے سلطان یا ور بر سر باہم
وہ بولے اس طرح آیا ہی تکرار
قریب اوس دشت کے جو ہاتھ گم
کہ عکس انگشتری مین پرچھا سکے
نہایت خوبصورت اور کرم
کوئی اس سرزمین پر جہ غم
وہ سب بخت بد کا پا برنجیر
یہ سن آئے مین وحشت و گریبان
فقط اسی کے زندگانی سے
زبان پر شکر ہے اس کا ہر سو
کہان ہے اور کہان ملک ملاقات

شنیدیل کہتی ہے جب کیفیت جوش
کہ بعد اسے شہ آسمان جاہ
رہے تا وقت آخر دید عالم
سفر پر مستعد ورجہان سے
اٹھا اک ابر تیرہ آسمان پر
قدم سلطان نے رکھا سوی صحرا
کہ تھے مشتاق مدت سے تماشا
مجھے رستا دیا غرت بڑا ہے
ہوئی بیدار کچھ دم کے باہم
کہ جب کچھ دن چڑہا تا جا کر
بہت اونچا نظر اک قلعہ آیا
قریب در جو پہنچا کہا ان مین
اوسی در سے آئے سیری برنگ
اوسے جانا کیون سرنج شفقت
مری قسمت سے ہوگے سر گرانے
بیان کیا کیا کرون طاقت کہان ہے
اوسی ہے یہ کہ چیز ایک الکام
نصیحت ہے کہ بعد از نیت چند
کہا ہان چند ساعت مین یاد

نجھی کہتا ہر اک از خود فراموش
ہوا حال رعایا بھی کچھ آگاہ
نے سامان پیش آئی تھی دام
اور ہے اشکار اہر مکان
لبان حسرت عاشق برابر
مقابل آگئی بانوی خانہ
عروس اب نکلنا جان کچھ بیکار
بید حسرت کب میسر ہے جو آیا
کہا سلطان نے ای خاتون عالم
بڑہا آگے نگر سیران تو شدہ
کہ ان سے مہر کے پر نور سایہ
تو بیٹھا لے اسکو یوان مین
نگر ایک آہ اسکی کو رفتار
ہوئی ہم کس لئے تھا دم دہر
سبب پوچھا تو ان کے انتہا سے کہا
زبان کو غصہ مین گردش آئی
قدم ٹھہرا کے لون کچھ پھر آرام
ہوئی مجلس کی طبع خشتہ
تو انیا قصہ اسے سنا

پھر اسکے ایک مرد صاحب ہوش
ہوئے حد سے زیادہ جسکے اصرار
پھر اسکے بعد سب بیٹھے برابر
جو دیکھا تھا جو گذرا تھا سنایا
نہایت خوش کیا ہر طور مجھکو
برای دید پہنچا اونکے ہمراہ
پھر اک خوش وضع خوش پیکر خوش اسلوب
شہ اسکو پوچھنا جو ہو بیان کام
یہہ کہکر ایک نے لی ایک سو آہ
چھپی اسطرح جیسے شمع در طاق

مخاطب یون ہوا مجھسے بصد جوش
رہا شب بھر مین خدمت مین ناچار
کہا اسطرح با شوق مکرر
بہت کچھ مہربان اون سبکو پایا
دیا صاحب نے افزون اور مجھکو
ہوا اکثر نے رستوں سے آگاہ
نظر سب پر پڑی پایا بہت خوب
کہ بہتر پھر نہو کا اوسکا انجام
ہوا مین راز سے اوسکی آگاہ
پھر آ آنکھوں مین نور روئے آفاق

بسر فرمائیے شب آج اسی جا
تکلف سی بہت کہانی کہانے
کہ اب ارشاد ہو جو حال گذرا
بڑی تعظیم سے وہ پیش آئے
کہا سیر مکان بہی کیجیے آپ
مکان دیکھے مصفا فرش شفاف
دکہا کر لطف بیٹھے ایک جا پر
اور اسکو ہے نہ استفسار کرنا
سخن تھا اسطرح پر گرم پہلو
لمنو صبح نے جلوی دکہائے

کہا تھی مجھ مین حاجت کچھ بھلا
نہایت لطف سی مجھکو کہلائے
سفر سے کے درمین تھا لطف کیسا
ہزارون طرح کی سامان لائے
جہان رہتے ہے وہ سب جا بہی آپ
تشکل عارض جانان بہت صاف
کہا مجھسے انہوں نے ای برادر
کہ ہم اک چشم کیون مین پڑ رہا
کہ اوس شب نے سمیٹے اپنی گیسو
نگاہوں سے لئے سامان بائے

۵۹ رات

پھر ابا نو کا ہے عرض سخن سے
ملا منہ سے وہ پیالا جام باقی
گرا لاکھون مے کے خم اتر ون گلوسے
مگر وہ ہو کہ لب سی واہ نکلی
سخن کی ور لوی تمکین ہان ہے
بڑہا سیر جہان کو تا شام
گہر آیا شاہ بانو کو بلایا
لئے بیدار ی سلطان ہوا شام
قریب ختم حسن و نشب ہے
نہین دنیا کی فانی جای آرام
تمنا مین ہزارون عمر سو تی ہے
بحد مشتاق تھی مرگ دیر پیر
نسیم اورون کو نیند اور آپ بیدار

خدارا اور سے تکلیف ساقی
نہیں بس نکلے زبان آرزو سے
اگر اتری تو دل سے آہ نکلی
ضرر سے پیدا ہوں یون نوک زبان سے
دیا ہر مدعا کو اپنے انجام
طبیعت سے نے مزا ہر طرح پایا

اسے لطف تمنا کم نہین ہے
اب آندک مین بہی بر آئیگا مطلب
نگاہین سیتوں کے ناز اٹھا کر
کہ وقت صبح سلطان حق آگاہ
کہا جب جلوہ خورشید و شمشاد
ہوا محظوظ سویا چند ساعت

قسم لی لی خموشی کی دکہانے
مگر پیلا سا ہے عالم ہے تہی
فقط کافی ہی اک جام لبالب
تمنا مین مرادین اپنے پائین
مصاحب چند لیکر اپنے ہمراہ
بڑہا یا ہر طرف ظلمت نے دامن
پس از تاخیر پابند اطاعت
غزل گانے لگی با کثرت جوش

غزل

یہہ غفلت ہوش والون کو غضب ہے
سمجھ کر سو رہا کیسا عجب ہے
دل غمگین ہو خوش فرصت کہان ہے
مگر تو مجھ شوق کی سبب ہے
تمہارا فہم سے ہمکو عجب ہے

کہان تک خواب مستی کبھو آنکھ کھولو
وہی باتین وہ ہے چرچی ہنسی ہے
نہ کچھ چھلین نہ کچھ ارمان ہونگے
سمجھانے پر سنو جہا مجھکو ای آہ
کچھ اور زمین جو تم پڑھین شاہ جا گا

کہ لطف زندگی رخصت طلب ہے
وہی گستاخیان کیا ادب ہے
نشگون رنج سامان طرب ہے
ندامت سود کیا دیگی جواب ہے
کہا یا لوٹ نے ہمکو ہو گیا کیا

نہ اب تک تا زبان آیا فسانہ
وہ بولے یوں قلندر کو سنا کے
چراغ ہیرے وہ جسکے ہاتھ میں تھا
رو رہے خاک سر پر خوب رو لے
مجھے حیرت کہ یہ کیا ماجرا ہے
مگر سوچا خلاف عہد ہوگا
کہ گو جسنے کہا تھا پر نہ مانا
یہ بات اپنے سینے گذری اگر رات
یہ کہکر دل سے شب کو سو رہا میں
نے مجھے بہت کی مہربانی
کہا شہ نے کہ تنہائی گراں ہے
بڑا ساتھ اونکے جب چلے جنگل کی راہ
غرض وہ دن تو گذرا رات آئے
سنا ہے شب کو کیوں جلتی ہیں شمعیں
بس از لطف عنایت مجھی پوچھا
مگر آج ایک میں تکلیف دوںگا
بیان سنیے کیا قصہ وہ سارا
کہیں رو رو کے تر کرتے ہیں دامن
جیسے اس غم سے نیند آتی نہیں ہے
نہ بیٹھو جب کسی صورت طبیعت
نہ میری عرض پر آزردہ ہوگے
کہا ہے تنا سنیئے اسے ہم
تمنائی سبب سو اکرنگے

کہاں باقی رہی مہلت کا باعث
طلسم آمیز طرز داستان ہے
یہ سب کچھ سامنے ان کے کہا
سرشک دیدہ میں ناامن گوہر
سفر کو لی اسمین سے رہا ہے
نہ پاتے کچھ یہ کیا باعث میرا
ذرا خاطر میں اپنے گزرانا
عجب کیا کل میسر ہو کوئی کہا
مگر اس فکر میں حیران ہیں ہم
کہا میں نے تمہارے قدر دانی
نے تکلیف تازہ امتحان کے
نظر آئے جو گل دل کے کھلا ہے
وہ ہے صورت جو کل دیکھی ہی تھی
سحر کو ان سے پوچھوں گا مقرر
فراغ اسوقت ہی تمنا کا کیا
تمنا دوست ہوں احسان لوںگا
کہ دور اتوں سے ہوتا ہے نظارا
کہیں ناحق ستمگر تھی جا بجا تک
غذا ودر کو سے بہا تی نہیں ہے
نہ پائی دل نے دم لینے کی مہلت
یقین ہے کچھ جواب اسکا دوگے
مگر پرسش تمہیں لگی ہے ستم
بلا ہی تازہ کچھ پیدا کریگا

مگر چپ ہو رہے تا گوش آئے
کہ اوس میں سے کہا جب بیک آئے
سنے کا کاٹ تو ہوں لے اپنی تقصیر
سنبھالا جسنے کو کوٹا جوش غم نے
کہا جی ڈر کہ پوچھو لنبی کچھ حال
سنے انسان ہم جا بجا گھر
ذرا پوچھا کیا تھا مشغلہ جسکو
ملیگا جب کوئی اپنی تمنا
سحر کو وہ ہوئے مصروف ہر کار
مگر چہرہ چھپایا کچھ پریشان
کہا چلئے سو گلزار دم بھر
وہ سمجھے یاد سامان وطن ہے
عجب مجھکو ہوا آج اور افزون
ہوا جب تیسرے دن کا بھی آغاز
کہا میں نے بڑا شکر خدا ہے
کہا فرمائیے ہو جلد ارشاد
کہ تم سب بیٹھتے ہو کالک ستی شمعیں
سبب اس سوگواری کا بتاؤ
مگر وہ عدو سے اپنا بچا بچا
تو گھبرا کر کہا سے صورت حال
اور ہوں نے جب سنا اس التجا کو
ہمارے طرح تم بھی ہو گے ایک تن
ندامت ہوگے ہمکو بہت بتا ہے

کہیں شب وہ سبھی ہم وغم بیتاب
تو یہی کی ہاتھ میں تا
ہوئی یکبارگی بیتاب مضطر
کہیں چہرہ حواسی کی الم میں
کہ یہ شایان دولت کہیں افغان
سنا ادا ہوں جیسے برہم اور بکھر
اب آگے اوسکی حقیقت ہی ہے
تو پوچھیں کہ یہ سامان تھا کیا
کہا چاہو جو طرح حاجت کی بازار
کہا کس فکر میں خاطر پریشان
کہ تسکین ہو نشتا ہو قلب مضطر
یہ بیگانوں کا گھر ہے انجمن ہے
کہ آخر کیا ہے یہ ہر شب کا مضمون
مرے پاس آئے وہ یاران دمساز
طبیعت جیسے پرسش سے بجا ہے
تردد تم نا ہے طبع نا شاد
پھر اسکے بعد یاں تک شب ہے
تعلق بیقراری کا بتاؤ
ہوئی اسوقت تک پرسش سے منظور
خدا کی فضل سے تم خوش ہو دل
ادا کرنے لگے رسم وفا کو
ندامت سود دیگی ہم کو کچھ تم
کہ ہم ہاں تا زبان لا نا شکایت

بعید از مروت ہی یہ کام ایسا
کسے آئی پسند انجام ایسا

خدارا اس تماشی سے رہو دور
اگر چاہے کہ یہاں تنہا ہی مہجور

ہمین مرکار ہے خاطر تمہاری
نہین ہے آرزوے دل فگاری

یہ ہین اسرار ضد سی فائدہ کیا
نہو خاطر پریشان ایسین اصلا

خدا کے قدرتین ہین ہر طرح کی
بشر کس واسطے ہوا ہمین مضطر

سنا او نے تو کہا ایسی بجا ہے
مگر دل کچھ نہین اب مانتا ہے

سبب کہتا ہے اس عقدہ کا کھولو
نہین غم ایسین کو تکلیف ہی ہو

اگر یک چشم ہون یہ بھی ہی منظور
گوارا ہین سو اسکے بھی دستور

بہت کچھ کہہ چکا ہون اسکے فرزند
نظر کے سامنے کیا ہی یہ پیوند

نہو للہ اب تاخیر ارشاد
بیان فرمائیے جسطرح ہو یاد

یہ ایمائی سخن تھا اور کچھ تہ
زبانی کی تردد بھی نہ اس تہ

کہا اوس شب نی گر باندہ مسافر
ہوئی آزردہ دل مشتاق مضطر

جہکا لی شیشہ خالی کی گردن
ہوئی ہیون مین اوس کی ادا ان

خدا حافظ صدا اوٹھی ہر زبان سے
نیا سامان بدلا آسمان سے

۶۰ رات

تکلم سے ہوئی خاموش بانو
تاسف سے رہا شہ سر بزانو

سحر آج کچھ نگین کے ساتے
وہ کہا اب کسقدر ہی دیر باقی

اگر ہمت اجازت دے تو بہتر
ملا سفر سے کوئی پاکیزہ ساغر

ٹپکتے ہین دہن سے سی سبو کے
مزے لیتی ہوئی ہین آرزو کے

ہوس قربان ہیا در سی ہے
تمنا گھورتی ہے جا بجا سے

ترستے ہین نگاہین لالہ گون جام
کہ حاصل ہو دل مضطر کو آرام

زبان پر آئی پانی کا اظہار
سخن پیدا کرے یون لطف تکرار

کہ گھٹتے گھٹتے جب آخر ہوئی رات
سحر کی نگاہون نی ملاقات

اٹھا سلطان محل سے باہر آیا
جہان کا حال اچھی طرح پایا

رہا دن بہر سیر عالم
ہوا جسوقت جلوہ مہر کا کم

جمال شام نے پیدا کیا رنگ
نگاہ شاہ نی دیکھا جو تھا ہر سنگ

قدم رنجہ کیا صحن محل مین
لیا خاتون کو آغوش بغل مین

توجہ چشم کی جانب خواب
مہیا تھے جو ہر راحت کے اسباب

رہی صرف تعلق ہر طرح کی
ہوا خوابیدہ شاہ اوگستہ

جب آیا وقت بیدار سلطان
رہا مشتاق بانو سی کہا ہان

وہ بوسے آب ہی یون گویا قلقند
کہ سینے مین مینہ لگین جب مکرر

تو او نکے دل مین اندک رحم آیا
طبیعت کو قریب لطف پایا

کہا اے دوست سمجھا اسکا ہے آل
نہ کہ اس راز کے آگے کچھ کا

مگر بیکار ہے اب سمجھے کہنا
تری تقدیر مین ہی رنج سہنا

یہ کہکر یون ہوئی وہ گرم گفتار
کہ سن یہ راز یہان ہو خبردار

یہان رہتے ہین ہم جس شخص کی
ہمارے حال کو اللہ جانے

کہ کیا کیا کچھ مصیبت سے گذری ہے
کہان تھے اور کہان ہم آ گئے ہیں

وہ سب باتیں نظر آئین گی تجکو
بلائین بیقراری لائین گی تجکو

زبان سے حال اگر کچھ بھی کہین ہم
تو یہ سامان ہوا کہ دم مین ہم

ٹھہر سب کچھ گذر جائیگا تجہیر
نہ استفسار مین آنا ہو مضطر

مگر اک قول وہ ہی جب تک ہو کانا
تو پہر اس سمت کو پہر گذرنا

نہین ہے گیارہوین کا کام سہا
نہین لکھ سکتی اوسکا نام آجا

یہ کہکر اک چھپر لائی بی بی
کہا رکھ اسکو لا دلہن تو سوا

یہ کام آئی گی جب مشکل پڑے گی
خلاصی قید سے اک وقت دیگی

ہوا اسکے اوپر وہ اک بہپیر لائی
جدا اونکے کئی پسر اور بائی

کہا لیٹا کہاں کو اوسکے برابر
کہا سمجھے کہ سلے او مر مضطر

اسے پھر رکھ کہ تیرے کام آئے
پھر اسکے بعد میدان میں گرینگے
بظاہر خوبصورت تیر پرواز
نظر میدان پر اسکی جب پڑیگی
زمین پر رکھ کے خوشبو ہی [illegible]
سشتابی کہینچ کر اوس کہان سے [illegible]
نکلنا کہاں سے ہشیار ہو جانا
بہت ساغل [illegible] جا کر
پھر اسکے بعد چلنا جانب جیب
طلسمی ہے سب اوسکا کارخانہ
برابر اونکی جو غنچہ ہے لب بند
یہہ حسن گفتگو رونق فزا تہا
اجازت خواب کی پانو لی جیا ہے
چہپا یاوقت زرس نے منہ ستاروں نے
[illegible] کیف ساقی ہمکو [illegible]
طبیعت خشک [illegible] آرزو
نظر کو ضعف سی گردش نہیں ہے
مناسب ہے کہ ہو [illegible]
اچھوتی ہے مری خواہش کہ [illegible]
بہگوون دامن صحن سخن کو
قدم [illegible] زمین اپنی ضیا کے
پڑے ہیں دامن شعاعوں کی زمین پر
رعیت کو بہت ممنون پایا

نہیں معلوم قسمت کیا دکھائے
خبر اک راز کی اوس وقت دینگے
ہزاروں رنگ اوسمیں قابل ناز
یقین ہے آنکھ تجھسے ہی لڑیگی
سے طعمہ کرے گی وہ ارادا
کہ کہ جب میں ہو گا تو طرحسی [illegible]
مقابل آنا اوس طائر سی [illegible]
اترتے گا اپنے جا آ وہ تقریر
ملے گی دور جا کر راہ مطلب
وہ ہے پریوں کے رہنی کا ٹہکانا
وہ عقد سحر ہے اس ارجمند
ضیا اندوز ہوئے مدعا تہا
ہوا دل تمنا [illegible]

گرے ہیں گے جنگل اسمیں سمجھے ہم
وہ کیا طائر ہے اک رخ نام جسکا
اگر دیکھے بشر ہو واو شیدا
لب منقار وا کرے برابر
تو اوسدم یہہ چہری جو پاس آئے
برابر کاٹنا دلیں نہ ڈرنا
چہپٹنا دوڑنا للکار لینا
ہوا کہانا ٹہرنا چند ساعت
مقابل آئیگا اک قلعہ خوب
درختوں میں اتر میں سحر کے تیز
ہر اک پتے میں ہیں سامان جادو
کہ شب کے جا ہی رخصت انجمن سے
گلو شیشوں کی منہہ خم کی [illegible]

نہ گہبرانا نہ کرنا دلمیں کچہہ غم
بشر کو کہاں یہہ کام جسکا
رہے دلمیں محبت اوسکی پیدا
اٹہا لیجانا ہی [illegible] کہیں [illegible]
نظر اسکا پہلا اتر میں کب ہے
کسے صورت کی بیٹھے کرنا
وہاں دم کے [illegible]
بچا ہوں [illegible]
طلائی [illegible]
گلوں کے جام [illegible]
ہو حکم [illegible] دل [illegible] قابو
صدا دی طائروں [illegible]
بڑھے [illegible]

۱۶ رات

یہہ کیسے مہربانی آج کی ہے
نظر پایوس ہر جام وسبو ہے
جہاں تہی آج تک ٹہہری [illegible] میں ہے
عنایت کر عنایت کر [illegible]
زمانہ ہی مرے کاہش کے صورت
سنا دوں یوں کہانی انجمن کو
نظر آنے لگے قدرت خدا کے
پہنا کچہہ نور سلطان کی جبیں پر
خیال انجام کو دل میں جگہ آیا

پیا پھر خم کیا شیشوں کو خالی
تر دستنا ہے کثرت شوق
ہوس کا منہہ ہے کچہہ اترا ہوا ہے
وہ شیشے والی مثل خون [illegible]
چہپا کر دی پریوں منہہ پھیر کر میں
کہ جب اوس رات نے [illegible]
ہوا بیدار سلطان [illegible]
اٹہا مانند ہوش شوق کیا یہ
کہ دن کم شوق کی کثرت زیادہ

لگا آیا مزاج [illegible]
نگر اب تک [illegible]
کہتے [illegible] خود [illegible]
تکدر [illegible] مدعا ہے
نہیں دیکھا ہے [illegible]
کہ پرسوں مثل [illegible] چشم [illegible]
مزاج صبح نے [illegible]
چہپا آنکھوں [illegible] سامان [illegible]
برہا جیسے کوئی مشتاق [illegible]
کہ [illegible] دم ہے شتاب [illegible]

خلیفہ گر کیطرف بانو کو دیکھین
پہر مغرب کی جانب سمت منتظر
محل مین شاہ آیا دل پریشان
غرض ہنگام بیداری جو آیا
کہو کہتا ہے کیا آگے قلندر
کہا مینے کہ بعد اسکے ہی کیا حال
پونہچکر تو وہان کے سیر کرنا
وہ کہہ سکتے نہین جو ہم پہ گذرا
یہہ کہکر کہان مین مجکو لیتا
پہر اسکے بعد لای سوی میدان
گہر سے پہر کا رنا جب گذرا
اڑا میدان سے ٹہرا ایکجا پر
گئے جب کہان کے ہر سمت سے نشیب
مگر تکلیف سی اعضا جو تہی سست
کہ تابندہ ہے مثل پہول نور
درخت اکثر مگر سبکا جدا رنگ
ثمر کے جا گہر سب مین لئو لوا
مہرہ اپنے سے تہے ہویدا
قریب اک حوض اوس مین شفاف
نکالا ایک نے آ اسطرف کو
قدم ٹہرکا نہ آگے بڑہ سکا
غرض اک نخل کے سائے مین ٹہر
نہ بیٹہا گیا کچہہ تہکہ کر

بشرع عارض زانو کو دیکھین
ہوی شب کی کہانیا سے خانہ دور
کیا جوش ہوس نے خانہ آباد
تفسیر خواب بانو نے جگایا
وہ بولی میری جان قربان شہ کی
وہ بولے ای عزیز نیک افعال
نظر جو آئی کچھہ اوس سے ذرا نا
کہ تو آنکہون سے اپنے دیکھہ لیگا
سیاہ اسکے شگافون کو مرا کاجا
بچے مجکا بعد حال پریشان
وہ ہے طائر کہ رخ تہا نام جسکا
نکالا منہ سے مین تڑپا جو کنکر
مین آیا باہر اوس سے شاد و خرسند
کئی دن بعد پہر کچہہ ہوی جست
جڑے ہین زر کے دیوارون مین عنبر
نہ ملتا ایک سے تہا ایک کا رنگ
چمک پتون مین جیسے عارض تیز
سر ہر شاخ سے بار ثمر
کنارون پر کشیدہ خنجر تیز
کہا اوس دبستر
کہا کہ مثل جیسے اس جا پی تہا میر
توقف کچہہ کیا تہا مین نے اوس جا
کہا تہے مین جیسے ہوا اک بار مصر

یہہ رغبت ہے کہ مہر شہ جہانتاب
کہلے ہر سو شگاف گیسوی شام
فراز بام سوی شاہ بانو
اٹہا سلطان کیا خاتون کو یاد
بیان کر کہ ای شہ مین نے تہا
بہت کچہہ ہے کہان تک ہم بیان
بہت اشیای جیرون سامان
مگر اک چشم ہو جائیگا لاریب
فقط پہر تنفس چند روزان
ہوئی سب اپنے اپنے گہر کو راہی
وہ آیا اور جہپٹا مجہہ پہ یکبار
زمین پر رکھہ کی مجکو خوب گہور
غضب ہے اوسکو للکارا جو کیا بار
بڑہا مین رفتہ رفتہ چند فرسنگ
زمین شفاف رستی صاف ہموار
کوئی بہتر زمرد سے ہے خوش رنگ
وہ سب گویا اشکال آتش زار
زمین جنبش مین مثل قلب بیتاب
کہین پتہر کے انسان وہ بہی گویا
ہوا مین جلتے سنگ پستہ
بدن کانپا بہ شکل بید لرزان
کہ پتے اوسکی ہلکر گئے گو
وہ ہنسکر کر سنی میمون گہو

غنودہ مثل چشم اہل خواب
مزاجون مین بڑہی تکلیف آرام
ہے شب پاسبان نور و نو
کہا ہے گوش قصے کی طلبگار
کہ جب مین سن چکا اوسکا تماشا
زبان پر اپنے کیا کیا راز لائی
لگے تیری گذرنے ہر اک آن
پہر نکالا وان سے ہد کرسائت نشیب
رکہے جسطرح ہون صورت انہار
رہا مین مسرور لطف تاب
ہوا مین شامل طعمہ و فضا سقار
کیا مینے چہرے ہی کا کام تمام
اڑا طائر بچا مین نو گرفتار
نظر آیا مجہے اوس محل کا رنگ
تہا سبزہ مثل باغ پیدا
کو سنے مانند لال سرخ
چمن خندان گلون کے لب پہ
تلے اوپر کہین پیمانہ آب
مجہے دیکہا تو سارا باغ لرزا
ہوی شعلے سے پیدا مرے
کہ یارب کیا نظر آیا یہہ سامان
ہوا پیدا ہر ایک طرف سے
نظر آئے جو اسی مضمون کے

نفس آیا کر ڑا بین اوس زمین پہ | ادسی غفلت مین تہی جو دن مضطر | دعا کی بارگاہ کبریا مین | اثر پیدا ہوا اوس التجا مین

یہہ سامان طلسمی بر زبان تہا | کہ آیا گوش تک نالہ گہر کا | سفیدی سے جمال شب مین آئے | اٹھے محفل سے دے آئے صفت سے

۶۲ رات

سجا ساقی کو ئے دم اور بس | وہین رکھہ تہا جہان سامان راہ

سبو شیشے جا بہ جا بجا جلد | اجازت بہی نہ لی ایسا اٹہا جلد | ادا سی بزم مین پہیلائی تو | بچھے بزم کیا کس گفتگو نے

ابھی کدن الجھا کہ جس سے تو خفا ہے | یہان زاہد نہ کوئی پارسا ہے | فقط کچھہ آرزوئین جہوتی ہین | سبو شیشون کی عارض جو تی ہین

اسرا ادسی کر دشین پتی ہین کو | ہوس جو یا ہی ہر مطلب کے شی کو | نگاہین گدا گداتی ہین لب جام | زبان ہے شاہ کے تقدیر کا کام

معاذ اللہ تیرا ذکر کب ہے | نہین ہر زہ نہ مطلب لے ادب ہے | یہہ بہتری دہن مین ناحق سمایا | کہ یہہ شکوہ فقط مجکو سنایا

نہین ہوتا کوئی محسن سے بدظن | ہمارا ہاتھہ اور تیرا ہے دامن | یہی رہتا ہے ہر لحظہ زبان پہ | اٹھے عمر ساقی تا بہ محشر

مین مدت سے رحم کرتا ہون تو | ذرا ٹھہرے مزاج غیر مسرور | کوئی گہرا سا ساغر تیز می کا | کہ جس سے آئی آنکھون مین اندہیرا

طلوع کیف کی پڑ جائین پردے | فراموشی دو عالم کے خبر دے | ملا ہنس ہنس کے لب سے تا بہ اول شام | ہمارے منھہ سے نکلے خانہ آباد

ادا ہو رسم عرض گفتگو کے | ہوس اس طرح نکلے آرزو کے | کہ جب جوش سحر اڈا زمین پہ | نظر آئے نئے سامان ہستی

اٹھا سلطان پہر اون بہر اک | رہا باقی نہ جب خاطر پہ قابو | نظر کے جانب خورشید انور | جہکا وہ بوسہ لینے کو قدم پہ

چھپا یون خوف سے پاس آگئی شام | مزاج شہ نے چاہا رسم آرام | بڑھا سوی محل جب گہر مین آیا | تو سامان طرب تیار پایا

پس از رسم ہوس سو یا شہنشاہ | رہا ذکر خدا مین قلب آگاہ | رہے جب رات کم جاگا وہ سلطان | کہا بانو سے با شوق فراوان

کہ ہو زیب بیان پہر وہ کہانی | سنے تہے جو قلندر کی زبانی | وہ بولی یون کہ اے عرض قلندر | کہ اک مرد مبارک روشن خو

عیان چہرے سی نور حق کی آثار | زبان پہ ذکر خالق آنکھہ سرشار | مقابل میرے آیا اور ستایا | کہ تو اس سرزمین پر کیونکر آیا

بشر جان بر نہین ہوتا یہان سے | نکل سکتا نہین قید مکان سے | سراسر سحر کے سامان یہان ہین | طلسمی سے نئے مین آ سامان ہین

یہان سی غیر ممکن بچ کی جائے | گرفتار اس آئے تو آئے | مگر تیرے دعائے قلب مضطر | قبول حق ہوئی اب کیو [illegible]

ہوا یون حکم مجکو جلد سمجھا | مددگار ہے مجھسے بندہ [illegible] | ادا کر سجدہ ہای شکر اسی دم | کہ بعد اسکے بتائین کچھ تحقیق ہم

سنا جب یہہ جہکا مین بہر تسلیم | بجا لایا بہت کچھ ادب کی تعظیم | گئے سجدے سے نماز شکر پڑہکر | کہا اوس مرد ولی نے [illegible]

بتاؤن جس طرح لانا عمل مین | فراغت پائیگا جلد آج کل مین | پڑہے کچھہ لفظ آنکہ [illegible] | کہا کر یاد انہین اور مژدہ [illegible]

انہین سے وقت ہی سحر ملا ہے | انہین نے یہ حاصل ہر مدعا ہے | انہین نامون کا ہی یہہ نقش پر زور | اثر سے ان کے یہ کہنا [illegible]

اٹھا کر انگلیان کہتا کہ اللہ | لنترانین کی دو مژدہ حق کا | سیر اک شغل مین [illegible] | [illegible]

بس اب رخصت نہ دے ولیکن گھبرا / خدا پر لیتے رکھ ہر دم بھروسا
سیہ و بدگہر ظالم ستمگار / خدا نا ترس بدطینت دل آزار
بسان خوک دندان بد اسکو / کھڑا چلا رہا ہے ہائے محبوب
گلو کا پوست خم کے طرح لٹکا / دم رفتار ہی ان کو جھٹکا
پڑے تھے الفاظ جو سکتے تھی وہ سالم / یکایک آئی اک آواز ماتم
اٹھا جب میں تو دیکھا وہ ستمگار / پڑے تھا خاک پر مجبور و ناچار
یہ سامان تھا کہ اٹھا اک بگولا / اوسی دیکھا جو میں نے ہوش بھولا
لپیٹا اوسی مجکو اور اڑا وہ / نہ ٹھہرا وہ پہر تک ایک جا وہ
گہر اشعلوں میں تن سب غضب کے / ہوا اک نخل اوسکی منہ میں گڑکے
کہ ہوں گل اور شرر ہی مجھ میں پیدا / شجر کی طرح ہوں شعلوں میں پیدا
نہ تھا یہ ہوش ہوں انسان کہ تھا / خبر اتنی نہیں کون آدمی تھا
تو اون جب قریب ختم آیا / تو قسمت نے عجب سامان دکھایا
ہوئی اک آن میں پنہاں نظر سے / جھلک ابھری فراز بام و در سے

یہ کہکر وہ ہوا آنکھوں سے پنہان / جب آیا ہوش دیکھا ایک انسان
بدن پر سر نہ شکل کوہ پیدا / زبان تیرہ مگر شعلے ہویدا
برہنہ سر سے پا تک شکل شمشیر / بدن کی رنگتی جیسی سر تیر
سرین و کوہ خار اساق شہتیر / کئی من کی پڑی پیر میں زنجیر
زمین کانپی ہلے اشجار ہر سو / بشکل مردہ اک پیدا ہوئی بو
نہیں زندہ مگر بیولا ہوا ہے / ارے مارا یہ غل ہر سو بپا ہے
بشکل بر ہر جانب سے چھایا / اندھیرا سامنے آنکھوں کے آیا
قریب شام اک خندق تھا بالا / ہوا میں دیو کی منہ کا نوالا
قضا را جب یہ صورت میں نے پائی / تو اوس دم بات یوں لب پر سنائی
رہا اس حال میں دو دن گرفتار / کہ اپنا تھا نہ سکا نہ مددگار
جو سکتے تھی نہ وہ الفاظ کہتا / نہ تھی طاقت کہ قید سے ہوں آزاد
یہ بانو کا بیان تھا عیش سلطان / کہ وہ شب صورت قصہ پریشان
خزان آئی بہار انجمن میں / پڑا قفل خموشی ہر دہن میں

رات ۶۳

بھلا ہو تیرا ساقی کا بھلا ہو / تمنا ہے کہ لب بھی آشنا ہو
عطا کر اپنی دہانی جام والے / زبانی سی نرالی نام والے
پیے سی کی جوش آئی دہن میں / دعا پیدا ہو یوں طرز سخن میں
الٰہی تا بقا ہی عمر ہے / اسے کہتا نہ بہ ہے اوج لیکی
رہیں آباد میخانے سبھی / لب گل خم سدا ہو آرزو بیں
قسم لیں اس سے ہے بہتر / وہ زور شوق سے لکھا سطح پہ
میں صدقے پھر کوئی احسان ساقی / کہ خاطر کو بھی یوں ایمان ساقی
کہ ہو آغاز عرض التجا کا / اٹھے یوں رو سے پردہ مدعا کا
کہ جب آخر ہوئی اوس شب کے ساتھ / نظر آیا جمال صبح تابان
اٹھا سلطان کیا انجام سرکار / رہا عیش و طرب کا گرم بازار
قریب شام اپنے گھر میں آیا / مکان بزم کو آباد پایا
فلک نے لیکی منہ پر میں شب / جگایا اوس بی صورت کا مطلب
کہا اختر سے گھر ہو انجمن کو / کہ تا تیسے ہر اک لوسہ میں کو
نہ خلوت ہو کہ ہوں محظوظ عشاق / لحاظ نہ یہ خاطر پر ہے مشتاق
نہ پردہ انوں کو سوئی شمع راہ / سینے سے نکلے صدا ہر قلب سے آہ
مگر کچھ خاطر میں شمار بہ ہوش / کہ جو تھیں اپنے عالم میں فرشتہ
ابھر کر جوش چھایا کی بر آئین / ہزاروں میں قصد چالاکی آئین
لپٹ کر گردن یار سے ہو / لٹا ہی لطف فیض آرزو سی
یہ سامان دیکھ کر سلطان ہوا شاد / کہا یارب سے یہ بزم آباد

پھر اسکے بعد سو مایا ساعت چند
کہا اوس قصہ باقی کا بابت
کہ اب یوں دس قلندر کا بیاں ہے
سناں کی طرح سینگ اوسکی نہایت ہے
غضب سے ہیں ہوا دریائے خونخوار
پکارا ہیں خداوندا مدد کر
کہ اے نادان تجھے کیا کیا تہا
یہ سنکر ہیں عمل میں اپنے لایا
درایا اوسیں پاسی تا گیرد لین
کہا اسد وہ انگشت اوٹہا کر
مقابل پاس دو مرد مبارک
کہا ہیں نے کیا سا ابی پر وہ شت
لڑائی ہوگی تیری وسکی باہم
پہر آگی اور کچھ دیکھی کو چال
یہاں جلادوں زمین پائی ہین
لڑائی تیری اونکی جب بچی کے
پھر اسکے بعد سامان اور ہوگا
ہزاران رنگ کی ہو ستمگا
مقدر سے اسم اعظم کی مدد سے
یہ انداز سخن تہا راحت گوش
پلا ساقی ہمیں اتنا نہ ترسا
کہ اب شیشوں کے منہ تک ہیں بہ بچے
امید ہین گدا گاتی ہیں کیے لاجام

فراز بام نوبا جال کر سمند
کہ ہر جانب ہے فیض جام و ساقی
تجھے خبر نہیں سیر نقطہ زبان ہے
بشکل فیض عقرب زہر آمیز
بنا دریا سے مچھلی خوب تیار
مرے مالک مری مولا مدد کر
ذرا بھی وہ یہاں میں تیرتی آیا
فقط اک ریت کا میدان پایا
نظر آیا وہاں اک اور شخص
کیا لوہ قریب شیر جا کر
کہا مجھسے نہ لا ولین کوئی شک
وہ بولی جسقدر دیکھا کوئی شخص
پڑھے گا اوس پہ جب اسم اعظم
اگر فضل خدا سے خوش رہا
نہایت تیز ہے محفوظ وہ خمر سمند
تو اک سولی یہاں اکر گرسی گے
یہاں کا طور کچھ بیطور ہوگا
کرشمے اپنے اپنی سب طرح وار
فراغت پائیگا ہر دو بدی سے
کہ وہ شب صوت دلدار کی شیش

ہوا پیدا جب شب طرحی ہی رات
یہ سنکر اوسنے رحمت کی زبان کی
ہوئی جب شب نوین کے تلوار
مجھے دیکھا کہا تم کیونکر آئے
رکھا سنہ ہیں گلی سی جب تلوار
یہ کہتا تھا سنی اک ہیں نے آواز
بجا لا اسطرح پڑھ جلد یہ نام
مگر چاروں طرف سے غیر معلوم
کہ شیر گرسنہ پایا برابر
وہ بہاگا اوس کی جھپٹ سی ری کی
تری ہمراہ ہیں حکم خدا سے
یہی ہے سب سحر و تو آدمی خوار
تو ہوگا قتل وہ مرد و زند ذات
وہ مشکل سہل ہوگی لطف حق سے
بہت مشکل ہے اونکا قتل کرنا
وہ تیر اسطے ہوگی نمودار
بلائیں آئینگی چاروں طرف سے
رہیگا ستر دن جنگ کا ڈھنگ
ہٹے گا ہر طرف سی نام جا بجا
یہ پیہے محفل میں جب صبح جا کا

کہا باتوں سی اپنی او خوش اتفاقات
کیا آغاز لطف داستان کو
تو آیا اک گینڈا سخت خونخوار
لگا کر سینگ پہلو میں جائے
رہا پھر ضبط کا مجھکو نہ یارا
بہت معتوب لیکن تجھ سے راز
کہ تا اس بیقراری میں ہو آرام
بھی وہ ریگ جیسی آگ سی گرم
ہوا میں خوف سے اوسکی جو مضطر
نظر آنے لگے قدرت کے آثار
کرینگے بہرہ ور رہبر ہدایت
وہ ہے مشہور جلاد ستمگار
میسر آئی گی جس وقت یہ گھات
فراغت پاکے تاریخ و قلق سے
نہ ہرگز اپنے دل میں کچھ سمجھ ڈرنا
اوسی پر وہ چڑھینگے سارے خونخوار
ہر اک سنگ کا اپنی اپنی صفت
کہ جیسے آب ہو گا غالب سنگ
ملی گا اس تیں پر جھکو تماشا
اذان ترا کے ذہن شیطانہ
کہ ابر شوق گھر کر خوب برسا
ترا دل بھی جو اس ہوس میں آئے
ہوا دل خوش ملی تسکین دل کی

رات ۶۴

وہ ہن ہوگئی ہوگئی ہیں آرزو کے
کہ یوں آغاز مطلب کا ہو انجام
تمنا ستیوں کے جوش میں تیز
کہ دیکھا شہزادی جب سحر کو

بہت کچھ سیر کے باغ جہان کے
مناسب تھے جو گردش آسمان کے

فروغ مہر کو بیتاب پایا
مزاج شاہ میں بھی ہیجان آیا

ارادہ تھا کہ ابر شام کا رنگ
ہوئی خرسندیٔ شہ کی خاطر تنگ

اٹھا سلطان کہا یا توسی جانی
سناؤ آج پھر کل کے کہانی

بڑھا میں کچھ قدم دشت سے آگے تب
پکارا ریچھ نے یوں کھول کر لب

یہ کہکر ریچھ چھپا میں اوسی دم
لگا پڑھنے برابر اسم اعظم

وہ ریچھ آخر ہوا زاغ سیہ بال
سگارا چند ساعت دشت میں تب

سمجھے محبوب اپنا جانتے ہیں
کہے جو کچھ اپنا ہے ہم مانتے ہیں

اونہوں نے ساری تن کا گوشت کھایا
بجز چند استخوان باقی نہ پایا

ہوا جب یاد پہنو کا پڑھ کر
بدن جیسا کہ تھا پایا برابر

وہ بہاگی زاغ تیرہ سے تھے
گرگا میں سہے نہ ہرگز تنہا ہی

جھپٹ کر ایک جنگل ون اچھارا
رہا پرواز کا باستے نہ یارا

پڑا اک شور ریا باجان آؤ
سب اپنا لشکری سامان لاؤ

صدا کے ساتھ اٹھا اک ابر تنگ
گرا اوس میں دو سو من کا اسنگ

کھٹا دم جسم میں ضعفت ہے
بڑھے خود رستنگے سی مثل

صدا پہلو سے آئی ہاں خبردار
نگہہ اسقدر اے مرد ہشیار

تری ہمراہ ہم ہیں خوف کیا ہے
نہو ترسان بلا سے گو بلا ہے

اجل تیری نہیں کہیں کا نپتا ہے
ٹھہر دم بھر تردد تجھکو کیا ہے

دکھا کچھ قوت بازو کی جوہر
رہے تا یادگار عمر دفتر

ذرا للکار تو ہے تڑہ کی کیا ہے
نہ ہیں مانند زن نا حق گنہگار

کھینچے تیغ دامن کو اولٹ کر
پڑھا وہ اسم تعلیمے مکرر

بسکار امیں کہ او سوئے خبر آ
اٹھا مردان میدان کا

کہ لشکر تو جسطرح جی چاہا ہے
ذرا آگاہ کر اسے ستم سے

تو دن راحت سے گذرا ہر طرح پر
قریب شام مثل قلب مضطر

کر رونق بخش لطف انجمن ہو
انیس گوش اظہار سخن ہو

محل میں آ کی وقت خواب سویا
رہے شب کم تو منہ شبنم نے دھویا

وہ بولے وہ قلندر یوں ہے ناقل
کہ جب سب کہہ چکے وہ مرد عاقل

کہ جاتا ہے کدہر آ اسطرف آ
میں اک مدت سے ہوں مشتاق

ڈرا وہ ریچھ بہاگا دم اٹھا کر
میں دوڑا اور اوسی گھیرا دبا کر

ہوی فوراً ہزاروں زاغ پیدا
کہا مجھ سے کہ ہم ہیں تیر شیدا

یہ کہکر ریچھ چھپائے صورت شب
ڈرا ایسا نہ بولا لفظ مطلب

ہوئے وہ مرد سابق پھر نمودار
کہا پڑھ اسم اعظم یوں تکرار

وہ ہے طاقت وہ ہے قوت ہی
وہ ہے ہمت وہ ہے جرات وہی

تعاقب میں بڑہا سر سوہت
اڑا جسطرح گرد صرصر آئی

گرے کچھ خاک پر کچھ پا تھ
جدا اپنے کیے سر تن سی سارے

عدو زندہ سگے ہم اپنے جی
مٹا جادو قریب آدمی کی

نظر اٹھتے ہے ہر جانب وہ چھایا
اندھیرا ایسا نے آنکھوں کے آ

سنبھالا سی نہ سنبھلا دل غش آیا
زمین پر آپ کو بیہوش پایا

وہاں پڑہ جو دیکھا ہے زبان سے
ذرا بڑھ دو قدم آگے یہاں سے

نہ ہو رو بہ ذرا اے مرد میدان
کہ اس میں دیو ہے ہی کوئی انسان

پکڑ شمشیر جا اوس کے مقابل
نہ لا دل میں خیال سہل و مشکل

نہیں منہ پھیرتے مردان کامل
بلا سے ہے جو ہوتی ہیں مقابل

یہ ایا سنکے مجکو جوش آیا
فراغت پائی غش سے ہوش آیا

ستمگر ابر سے سر طرف آگ
صدا امید آئی لے بھاگا

اگر کچھ ہمت و مردانگی ہے
تو اب سے شام تک پروانگی ہے

یہ کہتا تھا کہ وہ دیو بلا زاد
مقابل میرے آیا بنکے آزاد

جبین سے تا بہ سینہ ایک شقا ۔ دہن سے تا بہ پا شعلے ہویدا
لپک اوسکے فرازِ آسمان تک ۔ جلاؤ گنگا جلا دگنا زبان تک
سگے سومن کا تیہرا تہا مین تہا ۔ کیا کر اوسکو سیتے سر پٹکا
کیا اک شور مارا حوب مارا ۔ کہان ہم اور کہان تسالتہ بچارا
اجل لائی ہتی نا حق اسکو ہیجا ۔ تپا ہے اب نہیں بالے ہوا کیا
بہت جوا کر وہ چلاتا تہا سرو ۔ کبہی پڑہتا تہا اکر تعفظ جادو
بڑہاتا تہا کبہی سر کو فلک تک ۔ کبہی ہونٹون کو لاتا تہا ملک تک
کبہی مالیدہ گے بازو کو دیتا ۔ کبہی کچھ تار گے جادو کو دیتا
کبہی زنجیر کو کہر کہڑاتا ۔ کبہی اپنے زبان مین بڑبڑاتا
کبہی اک کوہ بن جاتا مثیلہ ۔ کبہی پڑہتا کبہی رہتا تہا چپکہ
غرض اس حال مین تہا وہ ستمگار ۔ برستا تہا بشکل ابر سرابر
یہان پڑہتا تہا مین جو اسم اعظم ۔ وہ آیا سنگ سیر سر جیسا ہم
معلق رہگیا پونچہا نہ سر تک ۔ نکو سمجہا سا آیا کچھ جگر تک
نگاہ دیو سے یہان تہا امین ۔ نہ کہا اوس نے کو نیز لب تہا مین
زمین سے کچہ اڑا مین اسم پڑہ کر ۔ جب آ پونچا مین اوس ظالم کی گردن
دوبے شمشیر عریان آتشین تا ۔ لیے شیشم فلک ہے جسکو تاپا
لگا کے سر پہ بسم اللہ کہکر ۔ در آتے تا کمر وا نے گذر کر
سرین کاٹے پہر آخر ساق تک ۔ بیچے جا کر زمین کے اسنا لگ
ہوا دو حصے وہ مردود ناپاک ۔ رہا کچھ دیر رقص بسینہ خاک
لا پہر تن پہ یکجائی کی صورت ۔ تہا اک آن مین تیہر کے مورت
پڑا میری طرف جہلا کے وہ دوڑ ۔ ہر لیتا تہا کبہی سیلہ کبہی لات
زبان پر پیر سے تہا اسم اعظم ۔ پہر اک شعلہ ہر اک ساعت ہر اک دم
غرض گھبرا کے لیتا سیر تہ سے ۔ ملا مین جسکہ تیہر کے بدن سے
ہوا مشغول کر اسپر زور کیا ہے ۔ پسیوٹن نرم کچھ ہے گرد ایہہ
نظر تا ایو نہ پایا اوسے مطلق ۔ یقین تہا کس مین جا بسکہ تہا
مقابل اک آکے نہ گھبرا ۔ الٹ کر اسم اعظم پڑہ ابہی جا
پڑا شیشہ نیا وہ مورت آب ۔ کبہی گہر الٹکل دور گرد آب
پہر آسے اسطرح آواز کیا ۔ کر اب پڑہ نصف آخر اسم کا بس
عمل مین جسیمین لایا صفت نقش ۔ تو دیکھا وہ ہو مورت بابہ چکتا
دو آئے ہوا وہ دیو زکار ۔ اب اکے مورت آیا مین خبردار
نہ انجام سخن ایسا ہتا الہی ۔ کر رخصت ہوے ملا لکہ
اٹہا محفل سے تہ پہر آیا ۔ لیے شیشے بغل مین نا تصور
سبہون کے ساقیون کی صف … ۔ بیٹہے جب زمین پر ساغر اٹہائے
کبہی دست ہوس … ۔ اٹہے انگڑائیان لیکی …

۵ ہارات

کہا یارو نے کل زندہ ہین گر ہم ۔ ستا سبب پیچہ سبکو وہ ہم …
غرض رکتے مین ستانو … ۔ ابہی سی کیون اٹہا تولی پیالے
سبہو کی سبمفہ نہ ٹیک دو چار ۔ نہین حاصل طبیعت کو فراغت
لیئے شب گیسو آنکہون ہے … ۔ پہر اسپنے ہوش مین کچھ آگئے ہم
پیالہ وہ شرب ہی اور جام آئے ۔ مزون والبرشتے اسام …
آ اچہو کہ پری شفاف خوش رنگ ۔ بنائی تنگ دم اون کو جوئی تنگ
تصدق جسکے تو پر ہوش بیسرا ۔ ریمین قربان پر سوچ شب سے
فدا ہو آرزو جسپر جسم سے نام ۔ کہرا سے ہر طرف مشتاق کام
بر مین دست ہوس ٹہزادے ۔ نہ وقت پائی جی عرض طلب سے
تمنا کیکن ہو مین لیکے ہر بار ۔ کہین کسطرح اس معشوق طرار
دہن مین آگئے ہر ہے لب طلب ۔ نہین ممکن جو جواب مطلب

لبون پر اسطرح ناز سخن ہے | کہ جب بن کر دولہن نہہان ہوئی رات
خزانہ دیدہ کا آنکھون نے پایا | لیے سامان نظر آنے لگی سنگ
پہرا آتا کہ آخر دن تہا کم | نشیب خاک مین خورشید آیا
دکانین اہل حرفہ نے بڑھائین | محل مین شاہ پہر خواب آیا
کہ اتنے مین وہ ارباب اطاعت | لگے گانے مخمس کچھ اشعار

مخمس

خوشی سے کہ نیند مین مصروف جان ہے | بہت نزدیک صبح امتحان ہے
یہان کچھ اور رنگ آسمان ہے

تعلق چاہیے حسن عمل ہے | صدا یون کان مین آتی ہے کل کی
یہہ چند انفاس کا تو پاسبان ہے

کہ جو مین راحت دل لذت گوش | رہے یہہ یاد و مطلب فراموش
کہلے رکھ آنکھ جب دم تک یہان ہے

یہہ مضمون جہان ہوتا ہے برہم | نظر آ جائیگا پہر بیش اور کم
عیان ہوگا وہ جو جو کچھ یہان ہے

بڑہا اپنا قدم جلد اے برادر | قریب ہوش ہے دیدگی تر
بہار عمر مشتاق خزان ہے

نہو ہر سر مین کیون سودائے غفلت | نہ جا جو پائے افزون ہائے غفلت
یہان تو چند دن تو میہمان ہے

نظر کے سامنے ہی نیک بد راہ | ہوا اس مرضے سے دست مین آگاہ
یہہ سب باد است عمر رائگان ہے

اٹھا گھبرا کے خاتون سے کہا ہان | وہ بولے یون کہ اب ہے گرم قافلہ
نہایت جلد گذرا جا بجا مین | ہزارون طور کے انداز دیکہے
نظر ہو دیکھ کر جنکو پشیمان | غرض مین دیکھتا سامان سب ہے

زبان مصروف انداز سخن ہے | کنار غیر مین مہمان ہوئی رات
مزاج صبح کھلنے پر آیا | کوئی راضی ہوا جی مین کوئی تنگ
بڑھا سلطان پر آ دیدہ عالم | دہوان شب کا ہر اک جا سے چلا
لگا ہین رکنے کی آنکھون مین آ تیز | مہیا بسکہ سب اسباب پایا
ہوا محفوظ سویا چند ساعت | کہ تا ہو حسن خوابیدہ بیدار
مہ زدن کی غفلتون مین سر گران ہے | مین صد سے جاگ شب باقی کہان ہے
غرض کیا راحت دست تغافل | کہان مہلت تقاضائے اجل ہے
رفیق چند دم مین زیست کے جو ہین | نہین ہے ہوش ہوتی صبح ...
سنار کہتے ہین پہل سی تجھے ہم | کہلے گا دفتر اعمال جلد
مسافر کو توقف کب ہے بہتر | نہو چشم دریغا اس باغ جہان
ہمہ دم ہے آگ جائے غفلت | یہہ اسباب تعلق وہی غفلت
اگر غفلت نہو حاصل تم و انصد | نہین ہو یہہ تکلیفین منسہ آہ
جب آئے یہہ صدا تا گوش سلطان | کہ جب بار اگیا دیو ستمگر
ہٹر کر چند دم آگے بڑھا مین | کہ تہر بانل پہ وہ دار دیکہے
تر سخنون مین مثل شکل انسان | جلا جاتا تھا تا کہ اکا آتو

مقابل میرے آکے بن گیا مور
نہایت خوبصورت صاحب زور
وہ گوکا اور ہر جانب پکارا
ہوا وان چار لشکر کا اوتارا

گہڑی میں پہر بشکل اژدہا سب
نظر آنے لگا دن صورت شب
پڑہا مینے برابر اسم اعظم
بہت بہاگے بہت سے رہ گئے کم

بشمشیر جہپٹا جبکہ اون پر
نظر سے چہپ گیا سورج کا لشکر
مگر اک نخل سے دو مور خوشتر
اٹہے اور آئے میرے قریب ہو کر

پڑہے ہے کچہہ لفظ بہولا اسم اعظم
گہٹے طاقت طبیعت پائے برہم
نہ وہ جرات نہ وہ ہمت نہ وہ زور
زمین و آسمان سے اک اٹہا شور

کہ آؤ ساحران ملک اطراف
نہایت فکر سے مطلع ہوا صاف
یہہ سنتے ہے کئی ہو فیل مست
ہوئی موجود سرہانے کئی پست

زمین مین سب لگے خنجر طوسون کو گاڑا
اکہاڑے نخل عفریتون کو چیرا
اٹہایا مجکو دانتون پر زمین سے
ارادہ تہا کہ دین پٹکین کہین سے

یکایک دو جوان چست و جرار
ہوی پیدا پس پہلو سی یکبار
صدا آئی ہم آئے اب نہ گہبرا
قوی رکہہ دل خدا پر کر بہروسا

زبان سے پڑہ یہہ لفظ اسم اعظم
کہ تا ہو کام اسکا ختم اسدم
یہہ سنتے ہی مجہے پہر ہوش آیا
ذرا ٹہہری طبیعت ہوش آیا

توانائی کی پائی ڈہنگ تن مین
گئے طاقت پہر آئے بدن مین
لگے دو ٹکڑے کرنے تیغ دو پیکر
گرے کچہہ فیل کچہہ بہاگے برابر

ہوا اشفاف میدان صورت سلک
بنایا کو سے ہے اپنا مقابل
یہہ باتین ہتین کہ دیا [illegible]
دکہایا صبح نے اپنا جہکڑا

ہوئی خاموش بابوش سابق
گئے گہر سارے یاران موافق

۶۶ رات

پلا ساقی مزی کے کیف والے
کہ دیکہیں جس سے مضمون چہپنے والے
اب میناکے صورت تر زبان ہو
تیغ زامر افشان مہمان ہو

بشکل خم سخن ٹپکے برابر
فسانا پہر بیان ہو اسطرح پر
کہ جب گذرے وہ شب پہر منور
ضیا افزا ہوا صحن زمین پر

برائی شغل شاہزادہ جہان دار
ہوا سیاح شہر و ملک و بازار
گہڑی بہر بیٹہے ہے جب دن کچہہ کم
پہرا گہر کے طرف وہ شاہ عالم

نہ پوچہا تہا کہ دیکہے صورت شام
فروغ مہر کو پایا تہہ بام
اوٹہایا شمع کچہہری سے دامن
کیا عکس جمال شہ نے روشن

محل مین آکے سو یا پیش [illegible]
جب آیا طرہ شب تا بزانو
پکارے حاضرین بزم یکبار
کہ شب کے حکم سے ہے [illegible]

سنا اٹہا کہا یا تو سے [illegible]
توقف ہو نہ اب تین اب یہان
وہ بولے یون سے ایاہی قلندر
کہ جب بہاگے وہ سب تیغ ستمگر

ہوا مین خوش کہ اب مطلب بر آیا
خدا کے فضل سے آرام پایا
نظر آئے مصفا ہر طرف راہ
ملا کچہہ دور جاتے جاتی اک چاہ

طبیعت نے کہا ٹہہر نہاؤ
نئے پوشاک بہتر لطف اٹہاؤ
پڑہا مینے کئی بار اسم اعظم
بہا وہ صورت دریا اسی دم

نہایا خوب بدلی اپنی پوشاک
ہوئی خاطر نہایت چست و چالاک
کئے سجدے نماز شکر پڑہ کر
ہوا ممنون احسان مقدر

بڑہا واسطے درون قلعہ آیا
سنا تہا جسطرح ویسا ہی پایا
مکان اک نظر آیا فرحت افزا
کہ ہون مین خاطر شاہ کو مزا

اوسمین ایک ہی بارہ دری ہے
کہ ہو سکے نہیں تعریف اسکی
وہان جا پس مشتاق تو ہو
تو ہم بیٹہے ہوئی ہین خندہ لب [illegible]

جو دیکہا تو خوش ہو کے بلایا
قریب اوسکے جو پہنچا لطف پایا
نہایت شاطرین [illegible]
ہوئی محظوظ [illegible] طبع [illegible]

جھکایا مینے سر بہر اطاعت
چمن سے یکہے بنیا ہر پہول کا رنگ
قریب شام پہر آئین مکان میں
وسامان جن سی ہو مسرور دل
گلو لسی نکلی ستر او ار کے ساتھ
کہا پیٹو چمپیر کٹ پرنا آرام
نہایت لطف سے مینے کہا حال
گہبراؤ اب آیا وقت راحت
کہ آنے پیارے لا کچھ جام لب سے
کچھ سے کہیچے آیا آپکی ششلشی گی گرد
سخن اون جلوہ گر تہا جا بجا شوق
چہلو گہر اپنے اپنے بزم برخاست
گذر ساقی خدارا پہر ادہر سے
کوئی ساغر چھلکتا سا عطا کر
بسر گذری رات وقت صبح آیا
کہ راتے میں وہ دو دن لپٹ شیدا گی
تعلق سے فراغت ہو پائے
کہو کیونکر ہوا حال قلت
لب نازک مرے لب سے ملائے
طلوع مہر کا پونچا جو ہنگام
رہے نا لطف شب عشرت گی
ملائیں سی کہا پیارے اسکو بتا
غنیمت جان لطف زندگی کو

کہ راتے میں مدار ان چار ساعت
کر جسکے دیکھنے سی عقل ہو دنگ
ہوئیں مصروف اور ارتقار ان
گئے موقع پر آنچہ اپنے حاضر
سگے ہوسنے اشتیار ناز کی ساتھ
بتا و کسطرف سی اٹھی یا نام
ستانے جو ہوئی تہی کار و فعل
سمجہی نے کہا یا وقت راحت
ذرا جہان کو ٹھنڈا کر شب سے
قریب جنبش آیا سے کا دامن
کہ جنبش کا ہوا اوس اشتیا کو

برای سیر مجہکو پہلین ساتھ
وہ خوشبو ہیں کہ جی ہوئی اکسیر کا
طعام عمدہ کی تیاریاں کین
صد اطباق کے پونچی آسمان تک
پہر اسکے بعد وقت خواب آیا
کہو گذری ہوئی اپنی کہانی
وہ بولیں ہنسی ایسی اپنا حال
بیچ کہکر کچھ سے آئیں یا ہم جام
مزی پوچھن کی دی سی کا ہی زبا کو
لب مینا سے ٹپکا کیف آیا
پکارا سے حاضر ہوئیں کیا ہار

کوئی آنکی گلے کی ہاتھ میں ہاتھ
رہے مطلق نہ باقی ہوش سر کا
کہیلا تھی تازہ کہانی رنگین میں
غزل ٹھمری کی لفظ الی ایسی نئی
تجھے مسند سے اون سب نے اٹھایا
بسر کی کسطرح شب نو جوانی
سفر کے خستیار و ہاں کہینچ لائیں
بکار سی ایک کو یون اپنی خود کام
دل سا ہی شوق سے تر کر دیا ان کو
ہوئی سیراب ہی تک جام جہاں
کہ حسن تیغ سے ہار ڈالا
شعاع مہر آ پہنچے جیبوں سے

[illegible] رات

کہ جو کچھ ہم آئی تہی جگر سے
کہ ان جوش بیہوشی برابر
قدم شاہ کو اک بے بڑھایا
چہپایا آنکھوں سے جیسے کوئی لہر
طبیعت جا بیٹ آرام آئے
وہ بولے یون اب عرض کریں
طبیعت مین ارادہ اور آئے
سنے پوشاک پہنے بعد جام
تصور بن گیا راحت کی صورت
کہ حاصل کچھ ہو لطف نوجوانی
بندہ کا اسوقت پیاری اچھی کو

بہم عشرت کا ہر جام
صراحی گلگوں ہو خود بخود شاد
اٹھا سا جہان سا اپنے ہاتھ سو
مزاج شاہ گستاخی پہ آیا
فراز بام سویا ہو کے بیدار
وہ کہتا ہے کہ بعد صحبت جام
سحر تک عیش راحت مین گذر
وہی سامان اول پیش آیا
کہ راتے مین اٹھی اک اور گلفام
بہار سحر میں معشوق ساغر
لب گلگون کا بوسہ اک ہمین دے

بیٹھا ہمت کہ آیا وقت اٹھنا
زبان پر آئیں یوں الفاظ انشا
دے انجام سا رہے امر منظور
قدم سوئی محل شہ لی بڑھایا
کہا یا تو سے ہاں آئی کہ دلدار
قریب اونکی سی آئی اک دلآرا
رہے صحبت باہم زیر و زبر کے
ہزاروں طور کا آرام پایا
مے خوش رنگ چھلکا کر بہر جام
بیچ خالق نے دی تجکو بار
کہ دیکھین جو صلی کیسے مین ہم

ذرا پیدا ہوگئی سے آرزو میں
بڑھی ہے لذت مذاق گفتگو میں
لیا آغوش میں پہلو بدل کر
ہوا عقدہ کشا لیکن سنبھل کر
لیے لب سے لب لذت آشنا تھا
کیے کچھ مدعا جوش مدعا تھا
کہ شب بھر کے مزون کے جوش ایسے
بہلا ارمان سب نکلیں گے کیسے
غرض تا صبح گذرے خوب اوقات
بڑھی آسایشوں میں کے بسرت
نہیں ترجیح اپنی سے کسی کو
کہ رون شیدا میں کس پر اپنی جی کو
سلیقہ انسان کی سلیقہ ہے نہایت
زبان پر آئی آپس میں شکایت
سدا تا نصف شب سامان ہے جو
کہ اتنے میں بڑھے اگلا اور تقریر
مگر بیٹے نہ سبقت کے کچھ اور شب
ہوئیں حیران پریشان یوں کہ بولیں
خلاف طبع آیا جو عمل میں
ہوئے کوئی خطا کیا آج کل میں
کہا بیٹے کہ میں قربان شب
سمجھتا ہوں میں تم سے کو پرائے
تم اپنے دل میں سمجھو گی بیقرار
کہ احمق تب ہے ہی یہ انسان
سنا جب یہ ہوئیں آپس میں خندان
کہا اس تنک کا کیا ذکر ہے بالیقین
ملا کچھ دھیان ان باتوں کا نہایا
چل اٹھ سنس بول جلد اپنے ولا
جھکے شیشے اپنی ہاتھوں میں ساغر
سحاب بادہ آیا بار شون کے
مگر کس کر ہوئی راغب سفر پر
ہوئے خاموش لیکن آتش تیز

یہ سنتے ہی بڑھا یا ہاتھ جیسے
سپے دو چار ساغر ساتھ جیسے
عجب راحت میں گزری اس قدر رات
نئی انداز کی باتیں نئی گہات
کبھی سینے پہ سینے کی گرتی
کبھی رغبت یہ سمجھا تھی کہ
ہوس کہتے ہی تھی جہت ورزش
یہی احسان ہے ہمیں مجھ پر اب
مگر مجکو یہ دھیان آتا اکثر
کہ اپنے حسین سے ہیں آپ
سبادا اپنی ہو کوئی مکدر
کبھی ہم میں سے سمجھا ان کو بہتر
ہوا جب تیسری دن کا بھی آغاز
نظر آنے لگے سامان ہی ساز
وہ ہے صورت ادا کی شوخیوں کے
کہ صدقے جسکے سر ہزار پری
کہ خاطر کیوں تر دستی ہے یہ دشمن
طبیعت کے مزے میں جو فراموش
جو ہے تم سے تم ہوئی یوں پاک دامن
نئے انداز پر پائیں حسینان
یہ دو دن تک جو راحت میں گزارے
میں اب سو چاہتی غفلت سے
کہ ان دسی کا دو دن ہم گوارا
کیا ہمکو طبیعت نے فراموش
ہم اپنے باری آئیں گی
سحر ہوتی ہوتی اٹھ جائیں گی
یہ سنکر دل ہوا سیراب شاد ان
تو لیٹا ایک سی مثل [illegible]
یہ کہکر سخن تھی زیب محفل
کہ اوس شب کا ہوا اثر دل
چلو اٹھو ہوا یہ شور ہر سو
اٹھی رو کر کہ سخت گیسو

دکھا ساقی عطا ہی طبع عالی
چھکا تم ہو کی شیشے تو نعمت

رات ۶۸

طبیعت تنگ ہے کوئی ساغر
کہ بھیگے آرزو سے ہوں برابر
کہ جب بیٹھے نظر حسن سحر سے
بڑھا سلطان سابق اپنی لڑکی
کہ رستے میں وہ نور مہر روشن
لیا صحن زمین نے زیر دامن
فروغ شمع نے چہرہ دکھائی
حسین کو ٹھوں اتری گھر سے
فراغت پائی آغاز ہوس سے
ہٹا یا ہر تعلق بیش و پیش
ہوا بیدار اپنے حسب عادت
کہا بانو سے ای بوا طاقت

لحاظ آبرو و توبہ شکن ہو
زبان مصروف آغاز سخن ہو
بسر کے شام تک ہر طرح اوقات
تصور تھا کہ کب دیکھی آت
ہوئی یا پوس عالم شام تاریک
چھپے آنکھوں سے لطف و ذرا
مزاج شاہ نے آرام چاہا
برائے راحت اپنی گھر میں آیا
فراز بام پھر خواب آیا
مزا نسو نے کا نانے اٹھایا
اٹھو آغاز افسانہ ہو آغاز
دکھا دیا جلوہ حسن چہرہ زار

وہ بولی صورت حال قلندر
سنتی ہے بیٹھنے آگے اس طرح پر

وہ سب باتین ہی مبا کیا پہر دو رنگ
دہی ہر رنگ مین اک اور نیرنگ

قریب صبح آئے اپنے جا پر
ہوئین اٹھتین باہم سب وہ دلبر

شعاع مہر نے جب سفید کہایا
زبان پر اوس قلندر کے یہہ آیا

ملا خد ستگذ ارون نے بدن کو
کیا پر نور رخسار و دہن کو

پہرا وہ اسے خرامان تا مکان مین
جب آ پہنچا قریب آستان مین

او اوس ناز و غمزہ کا پہرا وہ تو
نظر آنے لگے کچھہ اور ہی طور

وفور کیف سے آنکھین ہوئین بند
طبیعت خوش مزاج قلب خرسند

کوئی لیٹے کسی سے ہو کی بیتاب
کسے کی حسرتون سے چشم پر آب

کوئے بولے کہ سو مین آپ ہا ئے
طلوع کیف سی کچھہ سستی آئی

اٹھے ہے سی سرگرانی خیر تو ہے
بھری ہی کچھہ تو ہر جام مین مے

کوئی جوش ہوس سے ہو گئی بیباک
ہوئی راغب برائے بوسہ خاک

کسے کو کوئی لیتی ہی آغوش
کوئی کہتے ہین ہم ہین خود فراموش

کوئی پستان کی دیتی ہی ٹہوکے
کوئی کہتے ہین کیون پیارے یہہ ہو کے

کوئی زانو کو باہم پیستے ہے
کوئے کہتے ہین صورت دیکھہ جیتے

کہاں اب کی رہے تاب اوہ میر جان
کہ حاضر اس قدر ہین یہہ پریشان

[illegible] کچھہ تو برپا ہوا کچھہ اٹہا کر
ادہو سند سی میری پاس آؤ

کسی نی بوسہ لی کی گدگدایا
کسے نی جام مے سند سی ملایا

[illegible] انداز سخن سے طبع ہی شاد
ہوئی قید توقف سے شب آزاد

اونھے مین سی کوئی معشوق طناز
رہے شب تا سحر ان کی دمساز

قلندر کو بہر صورت لبھایا
تماشا تازہ ہر لحظہ دکھایا

جو گذری شب کے ہی سبکو سنائے
لگائے قصے راحت جو پائے

کہ مین حمام مین پہنچا نہانے
ہوئی کیسے کیسے باتون مین زمانے

لباس فاخرہ پہنائی سب نے
کیا راضی مجھے طرف ادب نے

ہوئین موجود پہر سب وہ دل آزار
رہا حسن سخن کا گرم بازار

شراب لالہ گون کے جام چھلکے
جہکے شیشے بہا ہر خم ابل کے

سخن بہکے ہوئی نکلی زبان سے
رہے تا دو پہر ریزش وہان سے

کسے نی ہاتھ پہیلایا سو جام
کوئی بولی کہ جی ہی محو آرام

کوئے بولی کہ جانی دم ذرا لے
ٹھہر لے اور ہے دو چار پیالے

یہہ سب پینی پڑی گی تجھکو جانے
نہین سنتے ہون مین ایسی کہانی

زمین کو سیتون مین جو ہستی
کبھی سر کو اٹہا کر جہومتے تھے

کسے کی مچھہ پڑی تہین نگاہین
کسے کی لب تک آ جاتی تہین آہین

نہین کچھہ شرم طرز مدعا ہین
غرض یہہ ہے اجازت ہم تہین دین

کہ کتنی تم ہے بہند آدمی ہو
اٹھے ایسون سے راحت کیا کسی کو

مگر رغبت کسی جانب نہین ہے
طرف زانو کی ہر لحظہ جبین ہے

ہوئی کب ہے میسر چین پاکدامن
کرو شرم و حیا کا چاک دامن

کہا ہے جلد اسی مین تیری صدقے
کہ ہو کچھہ دیر مین تو تیر صدقے

اٹھے سامان محفل صبح ہی کی
پریشانی ہوئی لطف بہم کے

۶۹ رات

عنایت مین توقف کر نہ پیارے
بڑی ارمان مین دلہن ہمارے

توقع ہو کہ اب پیتے ہین ساغر
پوہنچتے ہین دہن شیشون کے منہ تک

کہ جب آغاز عکس مہر آیا
سحر نے پردہ ظلمت اٹھایا

طبیعت ہے اوسی صورت سے سائل
ہلا سنتی کہ سچ ٹھہری گی اکدم

تلے پا کی جوش طبع برہم
وہی امید مین عرض سخن ہو

تلے بخشش گوش انجمن ہو
خدا بود اوگر ہے حسب معمول

رہا مصروف اکثر کار معقول

کہ اتنے مین چہپا وہ جلوہ ور
ہوا محظوظ دل سے یا لب بام
وہ بولے یون قلندر کا بیان ہے
کہ اب تم ہے دکہاؤ گر ہے شوق
کہا اوس تیسری سے اوٹھ جانے
مری سر کے قسم آگے نچانا
نہ اتنے جوش مین آؤ خدارا
یہان تکلیف کرنے سے غرض کیا
مین سمجہا یہہ فریب آرزو ہے
لے آیا کہینچکر اون سب کو جا
سکہائی اپنی پیارے کو یہہ گیا تک
کنالی یہہ رہے باہم برابر
بلورین جام شیشے صاف براق
ہوئی موجود کہانے سب کے باہم
اوٹہین سب رہ گئی وہ ایک لدا
کہا کیا خوب ہٹ کر دور بیٹھو
نہین مردون کے باتو نکا بہروسا
نہین مہمان جہکر پاس بیٹھے
رہیت اس طرح کی کیا تہین جو سمجہے
یہہ عالم دیکہکر آئی مری یاس
گوارا ہے یہی آرام مہمان
پلایا دست نازک سے نہ کہ جام
نکالی دل کے جو جو کہ ارمان

ہوئی روشن جو یک شمع شب افروز
جگایا یا ضربت سے لے بعد آرام
لذائذ بخش یعنی و دستان ہے
نظر آئے نہین کچہہ کثرت ذوق
ذرا دیکہو تو جوشش نوجوانے
نہین بہتر کسے جی کا جلانا
کسے ہی ایسی عتابانے گوارا
سنبہالو آپ کو یہہ ظلم کیسا
محبت خیز طرز گفتگو ہے
کہ جس جا وہ حسین تہے جلوہ فرما
کہ سکولی سیب کرنے لگا تنگ
کہ اتنے مین چہپا وہ رخ پہ کہینچکر
سے جیسے موقع سے اپنی بہر گئی طاق
پہر اسکے بعد جو کچہہ تہا فراہم
کہ جو پہلے سے تہے بیمر طلب گا
خبر تم ہوش کی اپنی ذرا لو
بہلا کتے لگائی دل لگی کیا
مگر ہر طرح پہر لی آس بیٹہے
بہر آیا دل و فور جوش غم سے
کہا ملیت ہوا سدہ جی لی آرام
کہین لے لو کہ حاضر ہین دل و جان
ہوا ممنون لطف بخت ناکام
رہے ذوق وہ ہوس مست گریبان

قدم رنجہ کیا سلطان نے گہر مین
اوٹہا سلطان کہا با نوسی ہائے
کہ جب دن سب نے مجکو گدگدایا
لیا آغوش مین اک مہ جبین کو
حسین وہ اور شیرین شربا کیسا
وہ ہٹ ٹہکین اور کہا کچہہ خبر تو ہے
کہا جیسے اوسی ہی خوش ہو آپ
نظارا دور سے کر لو تو بہتر
سنا کچہہ گلے اپنے لگایا
کہا کیا خوب تم ہے زور ہو گرم
وہ بولی یہہ ہان کیون خفا ہو
سر شب عکس مہ کا نور چمکا
طعام عمدہ دسترخوان شفاف
رہا موقع سے استعمال سب کا
ارادہ تہا کہ ڈالون ہاتہہ اوسپر
یہہ گستاخی ہمین بہاتی نہین ہے
بشر جتنے ہین مطلب آشنا ہین
جو کچہہ خدمت کہو ہمین ہین حاضر
مگر یہہ ہی دکہائے چشم تر سے
نہین عادت کہ خاطر تمہاری
اشارے مہربانی کے جو پائے
رہی جب بات تہور کثرت شوق
ہوا پہلو قریب صبح خالی

سے اپنے سامان شب کی نظر مین
دکہاؤ کل کے قصے کی اشارے
طبیعت مین مگر کچہہ قصد آیا
گہسیٹا دوسرے بہی نازنین کو
مین پڑا اور کہا دیکہو خبردار
ابہی جی سے کے ذرا کچہہ خبر تو ہے
اوسی کے نازنیجا سے ہین آپ
چہوا دامن تو لو ٹوٹے گے ہین تک
عجب راحت عجب آرام پایا
نہین باقی لگا ہون مین فراز شرم
مناسب ہے کہ بخشو جو خطا ہو
ہوا سامان نیا لطف بہم کا
بمشکل حسن جانان با کیا جتنا
کہ آیا وقت اسمین نصف شب کا
یکا یک وہ ہوئی جیسے بگڑ
یہہ پر فتنا ہمین آتی نہین ہے
بڑی کچہہ ہم ہین صاحب دغا باز
غرض ہوا وہ اگر اوسمین ہین تماشا
صدا آ دی زخم حسرت کی جگر نے
بلاسے کو کہ ذلت ہو ہمارے
تو کچہہ کچہہ پہر جو اوس ہوش آنے لگے
لی آئی رفتہ رفتہ تہا ذوق
کہ تنی جیسے عشرت کی نکالے

نہ وہ ساقی نہ وہ مینا نہ وہ جام — فقط وردِ زبان اللہ کا نام

ہوئی رخصت طلب بزمِ جہان سے — زمین پر نور برسا آسمان سے

مین اس ہمت کے صدقے ہو رہا ہے

رات

تری تعریف ہو کیونکر زبان سے — سخن لائی یہہ گنجائش کہان سے

کہ بعد از صبح شاہِ آسمان جاہ — لیے اپنے رفیقِ چند ہمراہ

وہین دن بہر بسر کیا با دلِ شاد — رہا فکرِ جہان سی خاطر آزاد

کمال شام تاریکی پر آیا — اندہیرا عارضِ عالم پہ چھایا

کہ اس عرصے مین تہوڑی سی رہی رات — کہا بانو نے ای شاہ خورشید اوقات

کہا سلطان نے اچھا ہان مری جان — کیا مجھپر نہایت آج احسان

اٹھا حمام مین پہونچا کدہر — کہ تھا دلکو خیال اس سحر دلبر

کہا کیا حال ہے دل اور جگر کا — تصور ہے نگاہون مین کدہر کا

طبیعت مین جو فرقت کا قلق تہا — تو چہرہ زرد سا کچھہ رنگ فق تہا

کہ کل کے نازنین یہہ حال پہونچا — کہو باجی ارادہ آج ہے کیا

ابہی ایسی قلق کیونکر سہی گا — یہہ حالت ہی تو آخر جان دیگا

برا ہو کسنے مہمان کو ستایا — غضب ہی کچھہ نہ اوسکو رحم آیا

کہان ہی وہ پری پیکر کہان ہے — وہ اس مجمع سی کس جانب نہان ہے

یہہ باتین تہین کہ جو تہی [illegible] — نہایت تیز مثلِ تیغِ ابرو

صدائے الحذر نکلی جگر سے — ملے چیتون جو ظالم کی نظر سے

گرا فرشِ زمین پر غش ہو کر — کہا خاطر نے احسان بقدر

یہہ کہکر فرش سے جھکو اٹھایا — مزا دل نے عجب وہ وقت پایا

نگاہِ رحم سے دل گدگدایا — لبِ شیرین کی جنبش کو دکھایا

گلابی جام مین بہر کر پلا کے — کہا ہنسکر تبسم سی خطا کے

ہوئی اپنی کئی کی یہہ ندامت — کہ اب سمجھے کہو لینا ہی ہان قیامت

زبان پہ تہی یہہ آیہ دل آویز — کہ رہ شب مثل دو ر رصد تیز

مزاجِ صبح گستاخی پر آیا — جبین خاک کو روشن بنایا

نہین شک تو ہی حق آگاہ ہے

خدا را خیر ختم کچھہ تو عطا ہو — کہ خاطر یون سنا مین کشتہ ناہو

سنو می بستان سرائے خاص آیا — نظر نے لطف گلشن کا اوٹھایا

کہ ناگہ مرغِ زرین جہان تاب — تہکا گردش سی ہو کر مائلِ خواب

بڑہا سلطان محل مین آکی سویا — قریب یار اپنے جا کی سویا

اٹھو بیدار ہو کم ہے زمانہ — سنو عرض قلندر کا فسانہ

وہ بولی یون ہی مضمون قلندر — کہ ٹھہری جب نظر حسنِ سحر پر

سنایا خوب سے پہنے عمدہ پوشاک — کہ اتنی مین وہ آیا خیل چالاک

ادہر آؤ چلو بیٹھین کوئی دم — کہ سہر سامان عشرت ہے فراہم

یہہ صورت دیکہکر حسن بین آئین — زبان پر آتی ہی ایسی یہہ لائین

کہا جو تہی لی دو اسکو کچھہ آرام — کہ اک مدت سی یہہ پہرتا ہے ناکام

یہہ کہکر سب کے سب وہ پاس آئین — زبان پر اسطرح کی لفظ لائین

کیا ترچھی نگاہون سے دل افگار — بلا کی قہر کے ہتی شوخ و عیار

کوئی بولی کہ ہین شب بہر بیدار — وہ سوتی ہین پکارو تم نہ زنہار

کسی نے کچھہ لیکی انگڑائی برابر — دکہایا اپنے جوبن کو سراسر

ہوا برہم مزا مجموعہ ہوش — کیا جیتا ہیون نے خود فراموش

سنبے وہ دل لایا دکہایا جو یہہ حال — پکاری ہان سنبل اونکا افعال

سو نگہائی نکہت گیسوی مشکین — دکہائی عارضِ رنگین کے تزئین

سنایا ہان ترچھا عاشق کے تقدیر — کہ جسکے بر مین ہو جانان کے تصویر

کہ لی سمجھی تمہین جوبن دکہایا — فروغِ حسن عارض عشق آیا

یہہ ایمائی طرب افزا جو پایا — تو ہوشِ رفتہ پہر قالب مین آیا

ہوا قربان لیے بوسے بدن کے — نظر آئی جو جلوی عضو تن کے
کہا دل نے یہ ہے تو ہم پریزاد — نکیون ہو آدمی کا خانہ برباد

غرض تا نصف شب وہ خوش طراوت — قریب ماہ وش یار پر نور طلعت
رہے راحت فزائے جان بیتاب — کہ اس عرصہ میں کچھ کیفیت خواب

پھر آئی آنکھ میں سمجھے وہ خوشکام — کہ اب خاطر ہوئی مشتاق آرام
کہا جیسے چپرکھٹ میں جلوہ گی — کہ راحت آشنا ہو چند دم بھی

نہایت رات کم ہے سوئیں کچھ ہم — غنیمت ہے یہہ سامان فراہم
فلک ہے سر پہ رنجش سب ہے — بڑی حیرانیاں ہیں محکو کب ہے

کہ یہ صحبت ابھی تک جو بہم ہے — نہین کیون چرخ مصروف ستم ہے
یہہ باتیں ہو کی سو گئے ساتھ باہم — اٹھی عیش و طرب کے لطف پیہم

کہ اتنے میں صدا آئے گجر کے — اذانیں پھر مؤذن کی سحر کی
لب جانان پہ لفظ رخصت آیا — فلک نے رنج دے کر دل کو گہایا

نہ دیکھا تھا سخن نے وہی انجام — کہ وہ شب مثل خورشید لب بام
نظر آکر ہوئی پنہان نظر سے — سیاہ ہے اور غصہ گئی دیوار و در سے

ہوئی برخاست بزم شاہ شتاب — کھلا جا بجا ان طرف سے وہی آفتاب

اے رات

ابھی بھی اسقدر رسا ہمیں ہو شام — کہیں مطلب ہے اپنی دوش بردار
وہی ہے از پیاد شوق پیہم — وہی ہیں وہ کولے دلیں فراہم

وہ ہے دور نظر سوئی سبو ہے — وہی مشتاق ساغر آرزو ہے
وہی قسمت سخت ہی پر سر خوشی آ — وہی افسانہ ہی پھر واز گوش

کہ جب رو سحر نے نور بخشا — ہر اک جانب قریب دور بخشا
بڑا سلطان لیسر کے دن اولقفا — دعا تے لب پیارے جلد ہو آ

کہ اس عرصہ میں تک شمس بدلا — نشیمن سایہ پیلا کچھ اندھیرا
ہوئیں بیدار سی خصوصت نگاہیں — چھپین مثل ہوس کی کھو نسی ابر

محل میں شاہ عالی فکر آیا — نہایت جلد بانو کو بلایا
کہا جا کے چلو سوئیں لب بام — کہ پھر خاطر ہوئی مشتاق آرام

غرض کچھ دم میں جا کا شب شاہ — کہا بانو نے ای معشوق دلخواہ
کہو افسانہ باقی ہے کیونکر — وہ بولے کچھ رہا ہے یون قلندر

ہوا جب پانچویں دن کا کچھ آغاز — پھر آیا سامنے وہ خیل ممتاز
نہایت مہربانی سی سنایا — بتاؤ آج کچھ آرام پایا

یہ شب کیسی کٹی کیونکر بسر کے — کہو صورت ہے کیا قلب و جگر کی
یہہ ایسا ہے شہ زانداز خاطر — کہ اک مہ پارہ جسکا نام ساحر

بڑے ہے اس خیال سے مغرور نخوت — برای قتل مشتاق وفادار
نگاہوں کو اجازت دلیں گھر میں — اشارون سے کہا تکری جگر بادو

نظر ہر سو مگر گردش ادہر کو — پلٹ کر دیکھنا دل کو جگر کو
شتاب حسن میں آکر لی تماشائے — تراکت مثل مضمون خیالے

طبیعت سب طرف ہے پاکدامن — انگون پہ رخ و عارض کے جوبن
پسند طبع اشعار طرب زا — مضامین ہم و دل ہر طرح کا

کہا جسے غزل ہے ہی کوئی یاد — سنا ہمکو کہ خاطر ہو ذرا شاد
بجا لایا میں ارشاد دوست کا — بڑے ہیں یہہ چند بیتیں [illegible]

یہ کہہ سکا بجز احسان نظر ہے — کہ وہ دن بھر ابر چشم تر ہے

غزل

نگاہیں ہر طرف فرش زمین ہیں — کسی کے آمد آمد کی خبر ہے
جو فرصت ہو تو آؤ دیکھ جاؤ — کہ آج اپنا تمنائی سی سفر ہے

سلاسل کی اٹھا کر ناز کب تک — یہیں صدقے زر جنت تو کدھر
خدارا جلوہ فرما ہو کوئی دم — تفرج ہے نثار بام و در ہے

ہوئی الفت وہاں کے رہنے والے
کہا ثابت ہوا ہو مرد جیالے
ہمیں سب چھوڑ کر تنہا ہی کو
بڑھیں وہ بعد فراز مسند آئے
قریب آیا جبیں بوجہا عرض کیا
کیا کن بجانے تمکو بیباک
ابھی بیٹھو کہو گذری ہے کچھ
اٹھے مسند سے آخر یا کہ امن
نظر آئے جبین صبح روشن
ہوئی پھر حسرت آغاز ساقی
ملا وہ ساغر لبریز اسے
کہ وقت صبح سلطان جہاندار
بلا بانو کی راحت کی لب بام
زبان پر لائے الفاظ فسانہ
کہ آیا جب چھٹا دن شب وہ تو پھر
کہ اتنے میں چھپی اک ماہ پارہ
کہ بہیہ من کو کیونکر جلوہ گر ہے
نگاہ ناز سے دیکھا جو مجکو
قریب آئی لگی بوسی دہن کے
پسینا اسکے چہرے تم تایا
ہوا افسردہ جی اچھا مرا ہے
شمیم زلف عنبر گون جو آئے
قریب شام آخر دن ہاکم

سنا اب وہ لگی جانے خطر ہے
عیاں چہرے ہی سے ہے الفت کے آثار
کہا کہا خوش الحان اسکی جی کو
مگر حسنوں میں طرز کج ادا ہے
کیا ہے نظارہ حسن دو کا
پڑی اوسکی ہوس پر بھی ہے خاک
کہ ہے الفت کسی سے تمکو بھی کچھ
یہاں وہ اسکا رہا صد حیا کا امن

سنا جب یہہ کلام درد آمیز
اہمیں باتوں میں دن گذرا گئے شام
رہے یہاں تعزی کا بھی کچھ دھیان
نظر نیچی ہے آنکھیں تھر اتیز
کہا آنکھیں کہاں ایسی جو دیکھو
ہمیں طرز ادب سے آشنا ہم
رہیں اسطرح کی باتیں سحر تک
نہ پونہچا تھا سخن حد بیان کو

۲۷ رات

دکھا بنت عنب کا ناز ساقی
کہ چھو سکے نہیں جسکو ادب سے
ہوا پھر تماشا گرم بازار
کہ اتنے میں کوئی معشوق گلفام
نمانوں گا میں اب کوئی بہانہ
بہم ہو کر ہوئیں محبت شکر ریز
جو ستے تیز نگہ سی گرم نظارہ
خداوند اسکو کیا ہیں نظر ہے
کہا تقدیر نے اپنے خبر لو
ڈرے سے دیکھے جو اس شنگ چمن کے
مجھے شرمندہ رغبت جو پایا
میں نازک ہوں مہار کیا ہے حیلہ
عجب راحت طبیعت نے اٹھالے
کھلیں آنکھیں ہوئی گو بادہ ہم

پلا شیشے سی گل کے رنگ ساقی
سخن کیسے ہو مشغل حسن مضمون
بہت کچھ سیر کے دن بہاردار
دیا لی پاتو آئی شادجاگا
کہا بانو نے اب مضمون خاطر
کہ ہم حاضر ہیں اب جو کچھ ہو ارشاد
مقابل پیر آئی چپت ہو کر
ہمیں تھیں اور حقیقی حور پیکر
اشارون ہی کیا خاطر کو بیتاب
گلے مل کر لئے بوسے جو دو چار
پری لی مسکرا کر مجھسے پوچھا
یہہ رکھکر رکھے زانو پہ سر اسر
پلک جبکے گہری نیند میں گئی ہو شہ
رہی جاگو بہت سوئی مرے جان

پھرت اٹھیں سوئیں آنکھیں گہر ریز
کیا خاطر نے سیری سیل آرام
بلا بھی گو نکلیں دل کے ارمان
زبان ساکت اشارے کچھ سخن تک
یہہ بیہوشی ذرا اپنے خبر لو
نہایت ہو پریشان مدعا تک
نہ پائی شوق نے گہا تین سحر تک
کہ زلف شب نے دیکھا آسمان کو
ہوئی شب جب یہ دم میں گرم تو پھر
کہ ہیں مشتاق رندہ لاو بالے
بیان ہوں اسطرح الفاظ موزون
قریب شام آیا گھر میں مضطر
کہا بانو سے وقت ہو سہ اصلا
قلندر اسطرح کرتا ہے ظاہر
کہا میں نے نوازش خانہ آباد
ہوا میں دیکھتے ہی اسکو مضطر
رہے تنہا دسے گلرو سمن بر
اوڑا آرام دل سے نکلی سیماب
ہوئی سینے سے نزاکت سے وہ چنار
بلا سے مجھہ جو گذری تمہیں کیا
کہا جاگے ہوئی ہو سو دم بھر
ہوئی جب یاد دین دو نفر از بن
چھپا خورشید مہہ نے نور افشان

اٹھا مین ہاتھ منھ دہو لی نہانا | بہن پوشاک جانان پاس آنا
ہوئی حاضر مے و مینا و ساغر | ملے لب سے لب جام مکرر

ترقی پر طلوع کیف آیا | مزا جوش جوانی کا دکھایا
قریب نصف شب لپٹی جو باہم | عجب کیفیتین حاصل اونھین ہمدم

کہ اک سر سامنی اک سر بغل مین | مزے آرام راحت کے عمل مین
کبھی بوسی لب جانان کے حاصل | کبھی فکر سحر سے منتشر دل

کبھی نظارۂ حسن خداداد | کبھی لب پر کوئی افسانۂ یاد
کبھی گستاخیان خوش ہو کر | کبھی شکر خدا مشغول سب مین

کبھی حسرت سحر کو ہے جدائی | سنے قاتل سے ہوگی آشنائی
کبھی جانان سی کہتا ہای جانی | بسر کل ہوگی کیونکر زندگانی

جواب اوسکا یہہ سنتا کہ غم کیا | پری پروا اور ہوگا راحت افزا
نہ ہون گے ہم تو کوئی اور ہوگا | ہے گلگون کا یا ہم دور ہوگا

مگر ہمکو غضب کا سا سنا ہے | قیامت تک جدائی کی بلا ہے
مبارک ہو تمھین راحت ہمین غم | بجز مدفن کہان آرام اکدم

یہہ کہکر آنکھ مین آنسو بھر آئے | سبو ساغر برابر سے اوٹھائے
بلائین لین سے لگے مجھکو لگایا | کلام رخصتی یون لب پہ آیا

کہان ہم اور کہان تم وای تقدیر | مزا کچھ ہے نیا پایا ہای تقدیر
انھین باتون مین نور صبح چمکا | زمانہ آگیا ہجر صنم کا

سخن تھا اسطرح زیب لب گوش | ہوئی وہ شب تو قصہ سبکو فرموش
کہا بانو نے اہل بزم جائین | بمقصد مہربانی کل بر آئین

مری ساغر ساقی خدارا | ذرا پھر ہو اوسی شی کا نظارا

رات ۳۷

جسے تو دخت رز کہتا ہے ہم نے | عنایت کر عنایت کر اگر ہے
کہ حسن گفتگو ہو نور افشان | نظر کے سامنے ہی ارمغان

وہ کیا یعنی سحر کو شاہ ذی جاہ | براے دید مردان حق آگاہ
پھر ہر سمت مثل ہوش اڑنا | کہ استے مین کہا دن کا زمانا

عروج مہر آیا سوی پستی | ہوا خاک ضیا سی ملک ہستی
قریب شام نے پیدا کیا رنگ | ہوی امیدوار دید دل تنگ

تھکی ہمت رکی اوڑنی سی طائر | ہر اک مضمون نے لیٹی طبع شاعر
بڑھے امید مشتاقان شب روز | چلے ہر سمت یاران طرب دوست

کنول روشن ہوئی سی شمع کی لو | زیادہ ان سی پائی کثرت ضو
قدم سلطان نے رکھا سوی خانہ | ہر آہستہ آہستہ روانہ

جب آیا گھر مین سامان عجب دیکھا | جسے دیکھا بہت مرغوب دیکھا
پکارا اپنی بانو کو کہان ہو | یہان آؤ یہان آؤ جہان ہو

ہوئے حاضر کہا شاہ نے بصد شور | کہ یہہ سامان ہی اوشمع پر نور
وہ بولے سرو ہوا وقت کم ہے | غنیمت جانو فرصت کوئی دم ہے

کہا بہتر ہے جسوقت شب کم | اوٹھے خاتون سلطان مکرم
ہوا آغاز قصے کا زبان سے | ترشح تھا یہہ ابر دستان سے

سوی جب صبح سے شام جلوہ افروز | گنا اوسکو تو وہ تھا سا نوروز
قلندر نے کہا مین باہر آیا | قلق سے وہ مکان لیٹ پایا

نہ بہلا دل بڑا سو گئی گلستان | تصور مین خیال یار پنہان
نظر کے سامنے تصویر محبوب | سیہ زیب زبان کیا خوب کیا خوب

کہ ناگہ پھر وہ سے خیل پریزاد | ہوا مد مقابل مثل ابرو
کمال جیسے کہو خوش ہو کے گکر | کیا مجھے ادا ہی شکر تقدیر

کہ ایک اوس مین سی کافر کرون | نہایت حیثیت جلاد خونخوار
برابر آسے بوسے سکر اگر | ابھی سے ہے زبان شکر مقدر

اجی کیا سنئے دیکھا جسکا عالم ہے
ذرا سی لطف کا اتنا الم ہے

چلو سلو کہ وہان تین سیر اب ہم
کہ ہو مسرف راحت طبع برہم

یہہ کہکر ہاتھ مین لی ہاتھ دھر کر
یہ جس ہے اک سمت اُن دیکھا ہندھر

یہہ پکس یت اسکا دشک زار ہے
بشکل سایہ فرش جابجا ہے

ہنسا کر لائی مجھکو اس مکان مین
کہ شاید اور ہو ایسا جہان مین

پھر اک سامان تازہ حیرت افزا
نظر جس پر رہے تا حشر شیدا

کہا بیٹھو کرو دم لیلین اب ہم
یہان کے سیر سے دیکھو کوئی دم

یکایک بیٹھے بیٹھے وہ پری رو
بشکل دل مخاطب ہو کے یکسو

کھلا اک در صدا جون کان آئی
ہوئی خاطر کو حیرت آشنائی

جو کنیزین تسلیم کو گاتین بجا لائین
نہایت لذتین خاطر نے پائین

سبھی شیشے بغل مین ہاتھ مین جام
سوا اسکے بہت سامان آرام

جھکے شیشے برابر جام چھلکے
دھرے مین باہم وہ سب لیکن سنبھلکے

ہوی مجھسے مخاطب وہ ستمگر
پیو پیارے ذرا جام مکرر

غرض مینے پیا اک جام سیر آب
نگاہون مین پہر کیفیت خواب

کہا پی مین ترے قربان تیرے
وہ بولی مہربان احسان اپنے

مری منھ سے ملایا اور کہا ہے
نہین یہ زبردستی تھی کہ پی لے

اٹھایا سر کو چھاتی سے لگایا
ذرا کچھ اور رہے اور وقت آیا

کہا کیا خوب بہر گری ہی تھی
سب الفت کسی سی تھی کی تھی

کہا اتنے مین گہر سے آئی آواز
ہوئی رخصت طلب وہ مجمع ناز

ذرا اُسکون سی ہوئی جن گرد آواز
نہان ہا دوست اپنا مجھکو دشمن

برا چند ساعت تھین پیش ہاتھین
نہ ہے اگاہ ہم ہوتین مین لیا کر

وہ تیری جستجو مین کی دگر اور کے
قیامت کا سا ہوئی ہمسی دور سے

مشتاہ ہات سی انکہکل بہ مغبنہ
بتھا ظلم جسم سے ہر قدم پہ

گھبراؤ ہمارے ساتھ آؤ
بڑھایا ہاتھ ہمنے ہاتھ لاؤ

سنا اور سب نے جب یہ بات گوش گروہ
جبین اسطرح پر گویا پہین وہ

کہا سبنے یہ کیا بولی کہ جا خوش
یہان سوتی ہی کہ عاشق فرا موش

نہ ٹھہرنا اوسطرف ہرگز بجا تھا
کہ ہو تیر قضا کا ٹوٹنا تھا

طلسم آمیز ساری کارخانے
بجا ہے کہیے جادو کے ٹھکانے

بچھے اک مسند زرین بہت خوب
بشکل عارض تابندہ مرغوب

وہان ٹھہری کہ اتنے مین ہوئی شام
ہوا اوس روز کا آغاز انجام

کچھ ایسی آدمی سنکر کہ یکبار
صدا آئے کہ حاضر سب ہین تیار

کہ اتنے مین کئی معشوق طناز
لئی آئین ہزارون طرح کے ساز

پہر اسکے بعد آئین اور نو خیز
نگاہین جنکے خنجر کے طرح تیز

بچھائی ہرطرف قالین خوشرنگ
پلنگ ایسے کہ جی ہو دیکھکر دنگ

بڑھائی ہاتھ ساغر لب تلک آئے
سبہون نے حسن خدمت سب کہا ہے

کہ لطف کیف آنکھون مین مزا دے
تماشا دونون عالم کا دکھا دے

برابر دوسرا ساغر اٹھایا
لب معشوق کی مین پاس لایا

کیا جہو نٹھا ہزارون منتون سے
پھر اسکے بعد اک ساغر کو لیکے

تما جب پیا اور ہو بیہوش
گرا اوسکے قدم پر مین بصد جوش

ارادہ تھا کہ ہو کچھ اور نہ پایا
کہ وہ ہشیار ہے سمجھے جب کہی کہا ہے

تڑپکر مثل دل قابو سے نکلی
بہت چاہا مگر پہلو سے سرکے

کہا سینے کہا ظالم جفا کار
ٹھہر کچھ دم کہ مین کر لون تجھے پیار

نہ سمجھے ہم کہ تو اک بیوفا ہے
یہہ جتنے مہربانی ہے دغا ہے

سنا اور مسکرا کر بولی یہ بات
گھبر آج اور رہئے گے جہان

ہوئی رخصت یہہ کہکر وہ دل آزار
رہا مایوس مین مثل گنہگار

یہ کیفیت تھی راحت بخش سب کو
کہ آنکھون سے ہوئی وہ رات برباد

کہاں ہی وہ می خوش رنگ ساقی
ارادی جنید دم سی جوش ہی آیا
لحاظ تو یہ پھر گھبرا رہا ہے
دکہا مین تیری صدقے دل ہے جاتا
مضامین نقش نکلین زبان سے
بڑہا دن پھر بسر کی اپنی راتین
جبین شمع سے پیدا کیا نور
نہین ہوتا جو آغاز فسانہ
نہ تھے خاطر کو آسائش کسی دم
مجھے دیکھا جو ہی اک ہنسکی طرف
کہا سینے طبیعت ہے مکدر
ابھی سے یہ دماغ اللہ اکبر
یہ کہکر گیسوی پیچان کو کہولا
لپکتے ہی ڈہک عارض پر سو
لب گلرنگ خون تھا طر جنید
خدارا ایک مشت خاک ہون مین
کٹے ہین سات دن آج آٹھوین روز
اوہی ہی مین سے ہی تو یہی استم دو
نکر سد بجپر مصرعا سے
کہ خاک ہو چکا سیلو نہین دل
گرا بالا سی خاک گرم دامن
دھلے گردن پھر سبو سی ستمگر
ذرا چھونکو مریحان لب ہلاؤ

تمناؤن کی طمعے ہوش ربا
سمجھتا ہے جو میرا مدعا ہے
کہ ہین کچھ لحظہ یہ رخصت کے اسباب
سعالی یون ہون یاد استان کی
کہ اس عرصی مین نزدیک آ گئی رات
ہوئی روشن زمین قرب ازرو
وہ بولے سینے اب افسانہ
طبیعت ہر گہڑی ہوتی تھی برہم
کہا کیسا ہے جی اونگر فتار
رہا شب یہہ یہان جاتا ہون گھر
نہین پالی پڑی کوئی ستمگر
کبینے دلکو سینے مین ٹٹولا
نہایت تیز ہے شمشیر ابرو
نہ جاک دل کو کرنی ہین پیوند
نہین قابو مین دل غمناک ہو کر
کہ ہے یکسان وہی حال جگر سوز
نجاتین سے گے بچھے یہان ہم دو
کہ ہو برباد میرے نوجوانی
صدا دیتی ہی حسرت دی اشکال
کہ اتنی مین پھر اوسکی جی چیون
ہوئی اسے آہ سینے دیا پیکر
نظر او بھی کر دو آنکھین ملاؤ

نظر شاق جنبش ہے سبب سے
صراحی کی ٹپک شیشون کی قلقل
کہ آپیالیش ملک سخن ہو
کہ جب ارے سحر عالم نے دیکھا
فروغ مہر نے دامن اٹھایا
گہر آیا شاہ سویا اور جاگا
قلندر کا بیان ہے اسطرح پر
کہ تا کہ صبح کو وہ ساحر جنید
ادہر آتے ہم لین کے کوئی کام
وہان آنا سنین جو کچھ ہو گے
کہ سینہ کرتے کج تھے لہار
اٹھیٹی آنکھین تھی دیکھا ہی اہیں
شرہ کی برچھیان تھی مین دل
یہ سب مصروف ہین پیوند
غم دوری کے یہ صورت ہی پر
سرشت ہے ستم یک اک ستمگار
برائی جنید لحظہ یہ کرم ہے
یہ کہتے کہتے سینے کو چھپایا
فراق دوست مین صدمہ جو پایا
مبارک باد و تیغ نظر نے
قریب آکر کہا کیا حال پہنچا
سونگھائی نکہت گیسوی مشکین

کہ پھر خاطر کا بدلا ڈھنگ ساقی
مزے سے پیٹے ہوئی پیمانہ زرو
کنار جام مین وہ گردش لب
فسانہ نذر گوش انجمن ہو
سپہ سیر جہان شاد سے
ہجوم شام کا اک ابر آیا
کہا بانو نے تمکو فکر ہے کیا
کہ تھا ان سا نحوست مین جو شدید
پھر آئین سامنے دل شاد و خرسند
اگر لے کیا دل تنگی تمام
ہنسے وہ دل آگیا کہ بات سے
دکہائے التفات بیقرار
ضیا انگن ہے ہر جانب برابر
نگاہ مست کے ایا کہ سنبھلو
پکارا ڈر کر مین نے اے ستمگر
گوارا کیا ہو اب تکلیف تیر
بنا جاتی ہے بی لذت گنہگار
پھر آخر کو وہی رسم ستم سے
نظر آیا مجھے کچھ اور لیکھا
سنبھالا آپکو لیکن غش آیا
تمنا کو کھولی لب سیر جگر نے
کہ کیسے سحر الفت مین ہنسی کیا
لیکے سیب زنخ سی تو قابل مین

پہرانی ہوش سے فتنہ جنہ دم تیز
ہجوم شوق انہا اسکے دل کو
ہوئی ہمراہ آئی اوس مکان مین
کہو راضی ہو ہمسی یا خفا ہو
اگرچہ چاہے سو چند ساعت
ملال ہے قسم ہی اپنی سر کے
اوس کے آشنا مین مرد مکا
کہا مین سمجھہ نفرت کا سبب کیا
نہین معشوق کل کی کی اسی جا
اسی تکرار مین آخر ہوئی رات
یہانتک لطف افزا تہی کہانی
اسکے محفل ہوئی خاموش خدا الف
بڑہی بساط مین مستی بہوت شوق
وہین آئی سخن پر یہی زبان
اٹھا پہرا رہا دن بہر برابر
شب آئی شمع پہ تم کیون ہو خاموش
کہ حیرت بہوت دیا دل مجکو
غرض کچہہ دو پہر مشغل خاطر
نہا سنجی مین مرغان خوش الحان
کہا دل نے یہین شہر کو کوئی دم
پہر آیا سامنے بہت تماشا
کہا پہر تیسے اب تک زندہ ہوت عشق
جنون سے حسن سے سر ستہ ہوا

نظر آئی مجھی طاقت سی ہم تیز
لگے سیر بی ملی وہ حور پیکر
سنا بر کہ تہا جو اکثر امتحان مین
دغا بازون مین ناصباح وفا
زمین بیدار ہم محو اطاعت
پہر اوسکے بعد گیسو کر کے
خدا ڈالے نہ پالا الفتی نہا
سنا ہو جو سنا او ماہ سیما
تم اوس سے پوچھا کیونکر ہی تہا
ملے رخصت کی اوس دلدار کو کہا
سخن سے کے تہی زبانکو بہا نے

کہتین آنکھین ہوا تو یاں جہانتاب
دیے بوسے لبے میرے دہن سے
سر مسند وہ بیٹھی اور بٹھایا
ارادہ کیا ہی اب شب گذرنے
مین سمجہا ہی ہی باعث سے آرام
کہ جلد اسکو ہو بولی بہت خوب
مین انکی حال ساری سن چکے پہون
کہا اوسنے کہ شب کم طول رات ہے
اگرچہ اوسکا جاہی کا کبہی گے
کہا پیاری خدا حافظ چلے ہم
کہ اوس شب کی قدم اٹھتے نہ تہے

رات ۷۵

مری ساقی جہکا مینا خدا را
کہ گذری رات دیکہا دہی خورشید
ہوا بیدار سو کر شاہ جمجاہ
جبین فرسا ہے یونہی خسروان کا
ملے کا رعب آئین نظر مین
کہ سب تہے اوس جا درخت سایہ دار
زمین شفاف تہے جابجا صاف
لیا دم جب کہ بیٹھا چند ساعت
جہکائی نے گردن بہر تسلیم
ہنسین وہ اور کہی اونکو اک حور
کہ اوسکی سمجہہ مین نہ آیا کہ کیا ہے

پہر آئی دلہ لون پہ کثرت ذوق
ترشح یون ہوا ابر داستان سے
قریب شام آیا اپنے گہر پہ
وہ بولی وہ قلندر صاحب ہوش
برا معلوم ہو کا ستانہ مجکو
بڑہا جا کر ہوا اک جا پہ حاضر
ہوا ای سرد و خوش دست گریبان
عجب کیا ہے کہ ہو افسردگی کم
کہا سب سے کہو جی حال ہے کیا
زبان دہ اور اس سے کیا کہون مین
ادہا میرے تہی کسی پر ہے شیدا

قدم پر رکھکے سر بولا کہ احسان
کہا خوش دیدہ ہا رہن کے چمن سے
رموز شوق مین یون لب پر آیا
طبیعت نے نہین راحت اٹہائی
کلا سے کو جہکا کر اک بہر سلام
نہین مین جانتے ہون تمکو محبوب
نہ انکا نام بہولے سے کبہی یون
نہین ممکن کہ ہو انجام آغاز
جواب شوق مطلب تمکو ہی گے
گئے یہہ کہکے وہ مجکو ہوا غم
ہوا ساماں رخصت اس جہان سے
رہے فکر رسا اقبر وہ مضمون
بلا ایسے کہ ہو دل کو گوارا
ہوا سلطان سابق محو امید
کہا بانو سے ای محبوب حدّہ
نوین دن تہا عجائب حال میرا
تو اک دہشر کا سایہ ہوا جگر مین
رواں گرد اوسکے موج چشمہ آب
پسند آئے دلونکو لطف اطراف
کہ اتنے مین وہ خیل باسعادت
وہ بولین جبین ہے یا پہر کوئی ہم
مخاطب یون ہوا او صاحب راز
حقیقت مین عجب حسرت سرا ہے

کہا مین نے کہ ہان لیکن نہین کہا
ہٹین وہ اور تہین جتنی پرزادہ
کہا مجھسے کہ قرب شام آیا
ارادہ یہہ کہ سنیے وہ کہانے
جو مین پورا کرون قصا اگر یان
کہا منت سی تی لی اسکو مریجان
ہوئی خاطر مری سعہ و آرام
نہ اسعفسار کا بار رہا ہوش
جگایا مجکو اوس سے ردنی کیکے
سخن انجام سے ناشنا تہا
بڑے ہے سامان مجلس گٹ گئے شوق
چھلکے کیون ہنین ساقی لبالب جام
کہ بعد از شب جو روی صبح دیکھیا
یین از آرام جاگا شاہ عالی
کہ دسوین صبح کو مین جبکہ جاگا
زبان پر کچھہ سخن مانند انسان
ارادہ تہا کہون مین کہ کوئی بات
گذر جبکہ اس جگہہ سی ہو خدا را
کہ ہم بیٹہا مین تجکو یہہ اشارے
غرض وہ شوخ آئی میری ہمراہ
یہہ فرماکر کہا لاو کوئے جام
اتاری بینی شیشے بہر کے ساغر
پیے یون ہم برابر پانچ ساغر

جو گذری خوب گذری شکر و اسکا
چلین یہہ کہکے صاحبخانہ آبا
جگر کا لب پر آب تک نام آیا
کہ جو موقوف ہی سکی زبانے
سنا ہی گی تہین وہ کل کہانی
کہ ہون کیفیت خاطر کے سامان
بغل مین لیکے وہ لالہ گلفام
ہوا غفلت سی مین از خود فراموش
کہا اب ہم ہوے رخصت یہ نیا
کمال لطف سے یہہ ماجرا تہا

ہا ہنسے اور پاس آئی میری ناہ جو
رہے دن بھر سر ہمراہ جو
یہہ سنکر مین پہر آیا مکان کو
جیسے کہتے تہے وہ معشوق دلکش
ہجوم شوق مین لبریز اک جام
پیا اوسنے پلایا پہر مجہی ہے
بے راحت بچہو سے پہر جو آیا
کہ اتنے مین بجے نوبت گجر کے
گئے گہر اپنے وہ اٹھے نہ دم بھر
کہ شب بیانہ رخصت کو بیگر

رات ۷۷

اور وہ ہے کا ہے ہم زیدہ دن مین کیا کام
اٹہا سلطان پہر دن ہیر اک جا
کہا یا نوسی کیون بیٹھی ہو خالی
پریشان ہوسکے اک جانب بیٹہا
کبھے خندان کبہی گریان و حیران
کہ اتنی مین وہی جنیل خوش اوقات
یہان ہوتا ہی یون کا اتارا
مگر بیہودہ اس جا کے نظارے
مکان کو دیکھکر بولی کہ ای واہ
کہ دن باقی ہی کم نزدیک ہے شام
کہا حاضر ہے یہہ ای ماہ پیکر
ہوئی خود رفتہ آخر کو وہ دلبر

اور ہولب سی آغاز مضامین
قریب شام پہر آیا محل مین
سنا وہ قصہ باقی وہ بولے
نظر آیا مجھے اک طائر خوب
مجھے دیکھا تو بولا کیون تو آیا
مقابل میرے آیا اور سنایا
یہہ کہکر اک نئے پیالا اک طرا
ہٹا مجبور اوس جا سی گزل
اسی مین آ بچا سکن ہے درشتا
سرور کیف سے آنکھین ہین مستانہ
پیا وہ اور کہا لاو دو سراہے
کہا مجھے کہ آپ پہنچ

ہوئی پھر خاطر افسردہ مسرور
ہوئین لاکھون اداءین تہین جو منظور
مگر دل شوق کی کثرت سی مضطر
کہ مجکو اسقدر فرصت نہین اب
سے آیا مین حضور یار گلفام
کہ اس عرصی مین اترات ادب سے
دفور کیف سے بیخود بیتا یا
نظر آنے لگے صورت سحر کے
رہا مین شل سیابق سخت مضطر
ہوئی گم صورت تسکین مضطر
رہے پہر کل پہ باقی کثرت شوق
بیان ہو اسطرح راز مضامین
لیا محبوب کو اپنے بغل مین
قلندر نے زبان لین اپنے کہولے
سر شقادت سے تا یا خوش اسلوب
کہ یہہ ایذا اٹہائی رنج پایا
ارے یہہ کیا غضب تقدیر سے لایا
قریب آئے کہا چل دو فادار
یہہ کہتا تہا قدم اٹھنا ہی مشکل
اسی مین آ گئی کھتی سبے اوقات
بڑہا سے ہاتھہ پیار جانب طاق
لیا اوسکو کہا پہر اور لا ہے
کہ شطین جو عطے ارمان ہے

ہوا پہلو مین اوسکی بن بیٹھے جب
پڑے بے غفلت یہان تک تا سحر
رہی از بان ساری ولین پا تھے
کہ مشرق سی جبین صبح چمکی
اٹھا ساقی وہ ساغر ہاے جو گلرنگ
کہ نور صبح کو جب شبنمی دیکھا
پیا ہمراہ یار تو بادۂ ناب
کہا یار سے ہان لی جو وہ دلدار
تو آئین دیر بہی وہ ستمگار
طبیعت مین ارادہ اور کیا ہے
کہ یارب ہو کبھین جلدی ملاقات
برابر آئی لیکر ہاتھ مین ہاتھ
کہا مین نے اور اسی کا سبب کیا
اٹھا ساغر لبالب بہر کوئی جام
لب مینا سی اک ساغر ملاکر
پیے دو جام تک اوس لبالب
انہین باتون مین پوچھا پریجان نے
شکایت اوسنی کی قوم بشر کی
سواد رو تو نون مین کیون دلدار
مگر آج آپکو سر دیا یا
سکے دن سی طبیعت ہے پریشان
کیا مین نے بیان طایر کا قصہ
مگر تیا یعنی یہ ہے جو پریزاد

بلا کر مجکو اوس نے بادۂ ناب
کہ جیسے خواب بیہوشی سی اکدم
نہ وہ ساغر نہ وہ مینا نہ ساقی

کہا شب کم ہی سوے پہر ہو بیدار
تمازت پر جب آیا مہر تابان
سخن تہا اسطرح وقف لب گوش

رات ۷۷

کہ راحت آشنا ہو خاطر تنگ
ہوا اسوی جہان پہر جلوہ فرما
ہوا آنکھون کو میل بوسۂ خواب
کہ اب یون ہے قلندر محو طہا
پڑھے ہے اک گیا ہو دین اوسی سے مکا
اجی کسطرح یان آنا ہوا ہے
کہ چندی لطف سے کاٹین ہم اوقات
بڑہی وہ گرم رو ہو کر مری سمت
کہا خاطر مین ہے اک اور جہگڑا
کہ پائے کچھہ دل بیتاب آرام
رکہا اوسکی حضور چشم لاکر
فراغت پائی جب کچہہ عالی نے
کہ دور مرد مین دل ہی سخت تر ہم
بہت پوچہا نہ ہر گز یہ خبر کے
رہین مصروف خواب ناز ہم
زبان پر اس لئے کچھہ راز آیا
سنا صدقی تری میں دل و جان
کہ اس صحبت مین گویا اوسکو دیکہا
وہ البتہ کری گی اپنا ارشاد

مزے بیہوشیون کی آئین لے ہم
رہا دن بہر تماشاے جہان مین
رہا بیہوش راحت چند ساعت
کہ پہر سیر مین نکلا مکان سے
مجہے دیکہا کہا جاتے کہان ہو
کہا مینے تمہاری آرزو ہے
ہنسی سنکر کہا پہر کیون تامل
مکان پر لا کی جب مین نے بٹھایا
مگر قایل نہین اظہار کے وہ
گئی دل بوسۂ عارض مین دے
پیا جب دم کہا خاطر نہین ہے
ہوے آغاز افسانے جہان کے
کہ شب بیتی اسی طور اک حور پیکر
کہا آئی گی جب کل اک پریزاد
لیا یار وقت استفسار اون سے
خوشا احسان اگر اسکا بیان ہو
کہا اوسنی کہ کچھہ مطلب نہین ہے
کہا اوسنی کچھہ قسم لذت سی ملین
نہین ہم مین کچھہ طاقت کسی کے

کہ ان کی رات یہان تب بے کہان
ہوا معشوق کی رخصت کا سامان
کہ رخصت سی ہوے وہ رات بیہوش
ہوے قصے کو پہر تکلیف کل کے
دکہائین لطف فیض طبع یون ہم
قریب شام پہر آیا مکان مین
ہوا بیدار آخر حسب عادت
بڑہا جب گوش پہر آگئی وہان سے
کہو راضی ہو یا نا مہربان ہو
زبان صبح سے جب سجو تے
چلو گہر پر بیٹھین کچہہ ساغر مل
تو اوسکو کچہہ تکدر وضع پایا
نہین شایان لب گفتار کے وہ
کہ جوش خاطر مشتاق سے بیٹہے
مرحبا اور لا جلدی مگر دیر
سنے قصے یہان کے اور وہان کے
یہان بیٹھے تہی مسند پر برابر
تو اوس سے پوچھا کچہہ قصہ یاد
سے ہے محرم ہوا اظہار اون سے
یقین ہے اپکی ور زبان ہو
وہ پوچھو دوسرا ہان کیا ہی مطلوب
نہین ممکن نشان کچھہ اسکا دینا
کہے یا کچھہ خبر دے اور جی کے

گروہ سب میں ہے مختار کم ناز
ادب سے حکم میں ہیں ہر طرح ایاز

مرے نزدیک چندی سی صنوبر
نکھرا وقت آتا ہے برابر

یہ کہکر وہ ہوئی سرگرم مستی
اٹھے تھوڑے سی شب میں لطف ہستی

ہوئی رخصت سحر ہوتی ہی دلبر
رہے حسرت سے تکتی چشم ساغر

پلایا خصمی اک جام لبریز
پیے اس طرح پر ہو کر شکر ریز

کہ اب ہم آہ کہاں تم سے دور افسوس
رہا تا حشر یہہ غم ہائے افسوس

بھر آئی اشک سے بھی برابر
تڑپ کر صورت سیماب مضطر

گرا اوس فرش پر مانند بسمل
بڑھے ہے حد سے زنگ بیتابی دل

منہ ہی اٹھتی تھی یوں طرز سخن سے
صدائے آفریں تھے انجمن سے

کہ شب کی عمر نے رخصت جو چاہا
پڑی سی سامان محفل پر تباہی

لب خاموش ہوئے ساکت سخن سے
نہ نکلا لفظ پھر کوئی دہن سے

رات ۸۷

نہ جاتا تھا پری پہلو سے دم بھر
کہ پھر کچھ کہہ رہے تھی کس طرح مضطر

اشاری ہو رہے ہیں جا بجا جام
کرا البرزم ہے وہ جو کلام

خدا را ابکی پھر ہو قصہ بیانے
سر آغاز آپ نے تا کہانے

طبیعت محو ہوئی ہوس سخن میں
فسانہ یوں بیان ہوا انجمن میں

کہ دیکھا شہ لی جب حسن سحر کو
مبارکباد دی لطف اثر کو

بڑا گھر سے رہا مصروف پھر کا
نظر آیا پری رو کا دیدار

گذارا دن ہوئی خبر کو جب شام
محل میں آئے آیا شاہ فی نام

گیا آرام پھر بیدار ہو کر
کہا بانو سے ای شکل گل تر

کہو کہتا سے آگی کیا قلندر
وہ بولی سب سنا آ اس طرح پر

کہ جب آئی خبر ہوئی وہ گیا ہوش
دعا کے صبح کو سینے کیا ہے

کوئی تسکین خاطر کا ہو سامان
بہت مدت سے پھرتا ہوں پریشان

اٹھے تھے ہاتھ ہر تن جائیں
اثر کو ڈھونڈتا تھا التجا میں

کہ تا گر پھر رہے باقی دل آزار
ہوئیں حاضر کہا ہو تو کرتا

تیا کیونکر سے رات تو نے
ہوا کیا کیا دکھا تا آرزو نے

کہا میں نے کہ سب فضل خدا ہے
طبیعت ہر طرح لطف آشنا ہے

بڑھے اک بار ہوئیں معشوق طرار
نہایت شوخ گستاخی پہ طیار

ادائیں دلربا بے مثل انداز
نگاہیں فتنہ زا ہر بات میں ناز

مخاطب ہو کے بولی او وفادار
سنا کرتے تھی پر شوق دیدار

حقیقت میں بہت پاکیزہ رو ہے
کہ پریوں کو برابر جستجو ہے

عنایت کی سے وہ صورت [illegible]
کہ تھا اس کے [illegible]

کہا میں نے تمہارے مہرباں نے
دگرنہ میری کیا ایسے جوانے

چلو کچھ دور میرے ساتھ آؤ
قدم رنجہ کرو تشریف لاؤ

سنا دیں اپنے غم کے کچھ کہانے
پھر اوسکے بعد دیکھوں دو بدانے

کہا اوس سے کہ جیسے ہو گئے ہمراہ
قریب مسند آئے جب وہ ذیجاہ

نزاکت سی گری پیچ تن سنبھالا
پسینے سی ٹپکی گرمی وہ بالا

ہوا وہ بھی نے دامن برابر
تبسم زیر لب کچھ کہہ لب تر

اشاری سی کیا ایسا سو جام
یہ سمجھا آپ کے ہالا سب گلفام

پلایا آب سے ج افزا جو لاکر
تو ٹھہرا بھی کہا یوں مسکرا کر

ہوئی ممنون احسان ہم تمہارے
اب آؤ لیں بغل میں تکو پیارے

بڑا جب میں تو گردن میں یہ ہاتھ
اسی انداز سے پھر مہر بھی ساتھ

ہزاروں شوخیاں اور ناز پیہم
کہ جسکو دیکھ کر ہو طبع برہم

رہے مسند دل جس پر شام
کہ اسی طرح صبح میں آیا وقت آرام

پھر سے سوئی مقام خواب باہم
سوئی میٹا وصال سب فراہم

رہے تا صبح ہشت صحبت
بسر کے سب طرح با طرز مرغوب

پہر اسکے بعد سوئی دونون یکجا
ہوئی بیتیاں مراحت فزا
جہکین نیندین پڑہی غفلت اکثر
رہی بیہوش احسان مقدر

کہ اتنی مین ہوا اوس شب کا انجام
اٹہی گہبرا کی بیہوسی آرام
کہا رخصت خدا حافظ تمہارا
سنے دلدار کا کرتا نظارا

پہلی یہ شعر پڑہا کر زبان سے
یہی پہر دلی ہوئی صحن مکان سے

غزل

سسی حالی نہین رنج جدائی
ہمین اے چرخ تیری کج ادائی
وہائی دہائی ہے دہائی
نصیبی سے تہے مبارکباد ہو گے

مقرر وہ بہی تہا کوئی جفا دوست
رہا پہر وصل لحاظ یار سا لے
بتائی جسنے رسم آشنائی
نیو چہوبی نصیبون کی شب وصل

وہ بد طن مجکو شرم عرض مطلب
غضب لائی گی زلفون کی رسائی
بہت مشکل ہے اب ہوگی صفائی
کمر نازک ہی جوڑی کونہ کہو

نسیم اسد جہ تم کیون گرگر ہو
خیال سامعین تہے خود فراموش
نہ تہی کچہہ اونکی تقسیمی مین خدائی
کلام اسطرح تہا آتش گوش

کہ وہ شب جام حسرت ہو گئی ہے
چہپا وقت سحر وہ راز مطلب
ہوئی محفل جدائی سے گہر گہر
رہا فردا یہ پہر آغاز مطلب

رات ۶۷

نظر ہے محو وہی جام ساقی
عطا کر کچہہ تو آج انعام ساقی

کہ پہر خاطر کو ہو تسکین کوئی دم
کرین اظہار مطلب اسطرح ہم
کہ جب دیکہی سحر کی غارتگری
ہوئی خاطر شتہ الا کی جالا

ایسے دن کو کیا سیر چمن مین
قریب شام آیا انجمن مین
لیا آغوش مین بانوکو سوایا
پڑا غفلت مین نقد ہوش کہویا

یکایک اکنار خود جب ہوئی
کہا یا نوسی کیون اتبک ہی تفقیا
نہین آغاز پر آئی کہانی
طبیعت سست ہے کیا یارجانی

وہ بولی مین ہوا لی لطف سلطان
قلندر اب دکہاتا ہی ہے یہان
کہ جب وقت طلوع مہر آیا
قدم سیٹے سوئی سحر پڑہایا

خرامان تہا بڑی سیر سحر سے
تکرچل نہ تہا خاطر یہ قابو
نظر پہر تماشا دور بین تہی
طبیعت انتشار غور مین ہے

ہوتی ایکدم راحت میسر
بشکل قلب عاشق سخت مضطر
کہ پہرتے پہرتے دیکہا اک جزیرہ
کہلایا جو غنچہ کے دہن کو

اوسی جانب ہوا عزم دل زار
ہجوم شوق مین لوپنچا چکیا
تو اک بوئی خوش آئی سر بسیر
ہوئی کچہہ تازگی دل مین جگر کو

قریب اوسکی تہی ایک نہر لب آب
کہا دلنے ابہی جاگا ہی شب
کہ ناگہ پہر وہ سب لا لا کہ خود آ
ہو مین اک سمت سے باہم نمودار

مجہے دیکہا تو ہنسکر یون سنایا
ابہی شب کو بڑا آرام پایا
سناہی نے جو گذرا حال انتہر
خدا کا فضل ہے ہر شب برابر

کہ راحت کا سبب تم ہی ہو تمکو
غنیمت ہے ابہی محفوظ و خورسند ہو
یہ کہتی تہین کہ اک اونکین سے تو خیر
زبان سے چپکے چپکے کچہہ شکر ہے

ٹرہی سیر ہی طرف بولے کہ جانے
خدا رکہے یہ تیر تو جو آیا
زیادہ حسن کا ہو تو ریار
رہے قربان جان جو ربیارے

مین سنکے واہ کیا آنکہین ملین فتان
کہ جبکا سیکڑون ان پر ہی احسان
یہ لب وہ جن یہ صدقے ہر گل تر
فدا وندان یہ لاکہون بار گوہر

وہ عارض پہر بایان چین نہ یا لان
کرین گہر دل مین ایسی تیر مژگان
کیونکر قتل عاشق کا سبب ہو
کہ جب تیری ہی نظر ہو گی غضب کی

ابہی ہمیسہ ہو گی مہربانی
کہ ہو کچہہ محظوظ لطف زندگانی
کہا مین نے یہ کیا کہتی ہو جانی
مین لیتی جان دل سے ابہی قربان

بجالاؤن جو ہو منظور خاطر
سنے جب یہ کلام وستانہ
اتارے مین نے شیشے خم کئے وا
پھر اسکے بعد ہم بستر ہوئے ہم
کہا مین نے کہان یہ بخت شتاب
نہ بر آئی تمنا حسب خاطر
کیا مین نے بیان وہ ذکر سا تب
وہ قصہ جسکو چھوڑا اوس نے تھا
اسی جا لیسوین شب تھی کہے گی
اگر ہو کچھ تمہاری مہربانی
کہ یکا راز کہنا سخت بد ہے
اگر بالفرض مین اسکو سناؤن
مگر اک بات کہتی ہون مین ایجان
پس از لطف سرور گشت جام
بہت سے عذر ہیہم وہ کری گی
نہایت تنگ ہوکر عہد لی گے
بڑھا ہے جسدم اوسکی بیہوشی
معذور ڈھونڈھتی مین ہو گی پیتا
کہے گی وہ کہ بہتر عہد لینا
انہین باتون مین گذری تھی تمامی
بیان سطرح مصروف سخن تھے
اٹھی یاران محفل مثل سرخوش
تری کیا بات ہان کیا بات ساقی

اطاعت مین نہین ہونی کا ناگاہ
کہا فرصت کا کم ہے اب تو آہ
بھری ساغر کہا پی او خود آرا
رہی سامان لطف از فراہم
کہ اوسکو زندگی اپنی تھی مشتاق
رہے ہر امر مین تقدیر قاصر
کہ ان وہ وسا سخن کا جی تھی مشتاق
نہ ہی مجکو خبر اب تک کسی نے
مقرر کچھ خبر وہ تجکو دی گے
تو شاید پاؤن لطف زندگانی
تجھے بیفائدہ کیون مین کہا ہے
تو پرسون مہر مالک کا اوٹھا دون
اوسی محفوظ رکھنا مثل ایمان
بیان کرنا تمام آغاز و انجام
جواب تند قہر آمیز ہی سے
حوالہ اور پر اسکا کری گی
زمرد کی انگوٹھی ہاتھہ مین ہے
نظر آئی تجھی جب چشم پر آب
انگوٹھی لیکے اسکے اوسکو دینا
تحیر سا ہوئی تھر غضب کے
سراپا گوش سارے انجمن تھے

ازل سے ہی فدا ہی حسن پر دل
سنا ہے کہ ہو حاضر کلا ہے
رہے تا نصف شب لیست ہم آغوش
اوسی عالم مین پوچھا اوس نے مجھ سے
رہے ہمدم سدا قسمت کے احسان
سنا اوسنی کہا وہ کیا ہے ایمان
وہ طائر جسکو ناطق مینے پایا
کہا اس بار ہون محبوب سے یون
سو دل مضطر ہی اوسکی جستجو مین
سنا چند ہی رہے حاشر و جگر
بلا ناحق لگائی اوس نے ہی
سوا اسکی نہین اب اے بات باقی
کہ ہی کل جو وہ ہوا ان کی لیا آ
کہے جو کچھ ہی کرنا خبردار
مگر تو اسے ولیعہد نہ لانا
تو اوسدم شوق سے دو چار ساغر
کسے ترکیب سے اوسکو جدا کر
تو کہنا ہم منگا دین غم نکہا و
مبارک ہو گیا آگاہ ہم نے
اٹھی ولدار خصت کے طلبگار
کہ شب گذری ہوئی ہے صبح پیدا

رات ۸۰

مین ڈھونڈے تھی تھی یہ کہا سیلا
کہ شیشے منہ سے ہون دی ختم کہ

اگر جان ہو طلب تو ہان قابل
لبون تک ہے جام آفتاب
کیا جوش ہوس نے خود فراموش
تجھے خوش بھی کیا ایجان کس نے
سبے اندوہ تھی دست گریبان
کہ جنکی آرزو باقی ہے ایجان
نہین وہ راز تا گوش اک آیا
کہ یہ آسان نہین مشکل تھی سننا
رہا کرتی ہی خاطر آرزو مین
پھر اسکے بعد بولی اوس نے یہ بات
کہ کہوں سارے حسب تیز فی
بیان کرنے کی کب ہے کہا تب باقی
جب آیا پس شیشہ تیز و طرار
یقین ہا مدعا سی آنچہ ہو پیا
سمجھنا جیسے کرتے ہی بہانا
پلانا منتین کرکے برابر
چھپانا اسطرح دیکھے نہ دلبر
مگر جب یہ افسانہ بتایا
بتایا خوب تجھ و تیر و دم سے
رہا مین مضطرب و مجبور تنہا
غم و سختی تا لب بانو پھر آئے
فرا دینی لگی آہ جگر سوز
لب مضطر کی صوت شکستہ

نہایت کی نگاہیں ستم آمیز
در میخانے سے بڑھا بہت تیز
چھپا کر شعلہ کہ ہر عزم سفر ہے
کسے مشتاق کی ہے کچھ خبر ہے

جھکاتے تھے گلے اک ساغر عطا کر
کہ افسانہ بیان ہو اسطرح پر
کہ سلطان صبح کو نکلا جو گھر سے
تو یوں ثابت ہوا فیض سفر سے

کہ رہتے [illegible] اس عالم کی ہیں شاد
نہیں ہی کوئی دل محتاج امداد
بسر اوقات کے دن بھر سی ہیں
پھر آیا اسطرح سلطان کی جی میں

کہ دیکھوں سر و خورشید جہاں تاب
نظر آئے تو پایا چشم پر آب
چھوڑا کر عالم ہستی سے امن
سو مغرب سے تہا گرم تو آ [illegible]

کہیں ہیں شام کی عارض [illegible]
عیاں ہے ظلمت تاثیر جادو
نگاہیں خلق سے گھبرا رہی ہیں
ہوائیں ٹھنڈی ٹھنڈی آ رہی ہیں

کہا [illegible] کہ چلیے سوی باغ
ذرا دیکھیں یہ نیکوی باغ
بہت جلد سے کے دیکھا لطف پایا
ہوا جیسے ہی میں پھر راحت [illegible]

بغل میں [illegible] کی سو پاپر اٹھا جلد
کہا اسطرح یا تو کوچگا جلد
کہاں افسانہ کیونکر ہے مرجان
وہ بولے وہ قلندر بخت حیران

بیان کرتا ہی [illegible]
چلا ہیں دیکھنے سامان گلشن
نظر معصوم تھے ہر دیدہ کل پہ
عجب جوبن پہ تھے سب غنچۂ تر

کوئی گل تہا بشکل جام لبریز
کہیں ہے تھی باہم شبنم آمیز
کسی کا رنگ مثل روی جانانہ
کوئی نازک بدن کچھ [illegible]

کوئی مصروف خندہ صورت [illegible]
کوئی مانند عاشق سینہ افگار
کوئی حیران بشکل چشم عشاق
کوئی سربستہ مثل کار آفاق

بشکل ساعد نازک ہر اک شاخ
بلندی سی نقاب چہرہ کاخ
زمرد گون بہار برگ شاداب
لبالب زیر دامن چشمۂ آب

نوا سنجی میں طاؤسان [illegible]
تلذذ میں کشتہ خاطر تنگ
ترنم ریز مرغان خوش الحان
کہیں فریاد بلبل مرثیہ خوان

[illegible] کہ خاطر ہو شاد
ذرا ٹھہرا امراج طبع آزاد
بڑھا جب اور دیکھا قصر عالی
گر ذات بشر سے تہا خالی

[illegible] صورت خورشید اطراف
صفا فرش ہے جیسے روئے شفاف
مسہری پر دو چیز خوب پراق
لبالب ساغر و مینا [illegible]

طبیعت نے کہا بیٹھو کوئی دم
عجب کیا ہو جو کس فتنہ ہوں فراہم
ارادہ تہا کہ ناگہ آئی آواز
کہ یہ تیری ہیں [illegible]

[illegible]
نہ پیچھے پڑو اس راز نہاں کے
سنا جب [illegible]
ملا آ کر [illegible]

[illegible]
کہ تھی [illegible]
کیا [illegible] آپی کچھ اشارا
رہا [illegible] گویائی کا یارا

گرا اوس خاک پر مانند بسمل
کشیدہ دم ہوئی [illegible]
غش آیا چند لحظہ میں [illegible]
قریب آئے وہ ظالم اور پوچھا

[illegible]
کہا [illegible] کہ درد دل فزون تہا
کہاں ہے [illegible] طاقت [illegible]
زبان مشکل سے [illegible]

ہوا [illegible] رنجور [illegible]
اٹھاتا ناز مشکل ہے تمہارا
سنا جب [illegible]
[illegible]

[illegible]
کہا اسطرح پھر آئے زبان تک
[illegible]
[illegible] چند لحظہ کچھ کہیں [illegible]

[illegible]
بہت لطف [illegible]
[illegible]
کہ اس [illegible]

[illegible]
طبیعت [illegible]
[illegible]
[illegible]

اگر کہیے تو پوچھیں آپ سی ہم ۔ اگر یہہ شرط ہے ہو نا نہ برہم
وہ بولی ہاں کہو وہ راز کیا ہے ۔ سنوں گی غور سے جو مدعا ہے
بیان کیجیے صورت آرزو کی ۔ خبر دیجیے اُسکو اپنی جستجو کی
کہ یوں ایا ہوا تھا اُس کلی ۔ نیا انداز اک ظاہر میں دیکھا
کہ یہہ گویا پری ہے دور کی شاکی ۔ ہوئی آسان مشکل مدعا کی
زیادہ دونوں سے ہیں محرم مطلب ۔ عرض سکتا ہوں تیتی آپ سی سب
اگر معلوم ہوں تم کو بھید سارا ۔ تو مجھکو کیجیے کچھ خبردار
سنا جب یہہ تو ہونے جا بجا ہم ۔ زبان پر لائی اپنی اسطرح یہ
کہ اب ہرگز زبان پر نہ لایا ۔ ستم کہاتی ہوں گر تو نہ نامانا
تو بولی تنگ خاک ہو جائیگا جل کر ۔ پڑھیوں گی الٹے الفاظ مکرر
یہہ سنکر میں بہت پیچ و تاب آیا ۔ ہزاروں طرح ظالم کو لبھایا
نہایت پنین کہیں تابی جام ۔ ہوئی راہی کسی صورت کلام
کہا بی تنگ دخمادیگا ہمیں تو ۔ رہیگا جیب نہ باقی کچھ بھی تجا ہو
تو اوس دم مدعا پایا گا ہمے ۔ کھلے گا راز منہ سے ہے وہم
رہے تا صبح اس کشتکی ہی میں ۔ نہ چپکی آنکھ اک لحظہ بھی تنہا
ہوئی رخصت اسی عالم میں گھر کو ۔ نظر سے دیکھکر دی سحر کو
سخن انجام سے ناآشنا تھا ۔ بڑی لذت یہ دور مدعا تھا
کہ شب آخر ہوئی اور صبح ظاہر ۔ زبان پر لائی بانو قول شاعر
کٹے شب اور نہ افسانا گھٹا

رات ۸۱

رہیں ہوشیاں اللہ اللہ

خفا ہے اپنی اشنا تو نہ ستاؤ ۔ جو اتنا تک ہی سے نوشنگ بانے
نہ دنیا ہے نہ بہتر ہے لب جام ۔ تبا کس جرم کا ہے یہ الزام
کہ اوس تقصیر میں حتقوبہ ہیں ہم ۔ نہیں ہیں نظر آتی کسی دم
خدا را کچھ تو کہہ نا شرم آئے ۔ زبان عرض طلب لب تک نہ لائی
تری قربان اب ہو عفو تقصیر ۔ کہ افسانے کا آیا وقت تحریر
کوئی چھوٹا ہی سا ساغر عطا کر ۔ کہ اندک سی تری آئی زبان پر
زبان سوکھی ہوئی ہیگی اجرا کر ہم ۔ تو رفتہ رفتہ کچھ سمجھے سکیں ہم
اگر تھوڑی بھی وہ ہو جو فراد ۔ لگی دلکی کوئی لحظہ بجھا دے
سخن پایوس لطف گفتگو ہو ۔ بیان اسطرح جیسی آرزو ہو
کہ ہنگام سحر شاہ ستمگر ۔ برآمد ہو کے یوں بحیا سو دیا
ہوای صید مجری تھی جو تن ۔ رہا دن بہر وسی کی دل لگی میں
قریب شام جب کچھ مہیان آیا ۔ قدم اپنا سو منزل بڑھایا
رہا غفلت میں کچھ تم ہو گئی بیاد ۔ کہا انوس سے کیونکر ہے وہ ظالم
کہا اوسنے تشنہ یہ یون کہتا ۔ کہ میں پنج و تقو خاطرین سہتا
بڑھا وقت سحر اک سمت منظر ۔ کہ دیکھوں کیا ہی تکلیف مقدر
ہوای گرم کے جھونکے جو آئے ۔ تو وہ شب ہے ہی زیادہ پیچ تاب آئے
زبان سوکھی کمال تشنگی سے ۔ کہا اوسوقت میں اپنی جی سے
کہ اس جینی سی بہتر آتی ہے ۔ خدا جانے ہے کب عذاب
کہاں تک تھر تھیاں ہی ٹہا تو ۔ شکایت تا زبان کیونکر نہ لاؤں
کہ آخر آدمی ہوں ضبط ہو ۔ عذاب ہجرت سے ہے ہر دم دگا
یہہ کہتے کہتے آخر کو غش آیا ۔ فلک نے خاک صحرا پر لٹایا
نہ مونس تھا نہ کوئی مہربان تھا ۔ فقط ہمراہ لطف آسمان تھا
رہا دو چار ساعت تک یہ عالم ۔ کھلیں آنکھیں جو بعد از کاوش غم
تو پایا زانوے محبوب پر سر ۔ لیے آغوش میں تھا اک پری بر
نظر جو پہنچی حور دو خوشنما پر ۔ نہ جانے حیرت تھی بخت نارسا پر
کہا یارب میں کہاں ہوں یہہ زانو ۔ یہہ کہا آیا نظر جس سے ہی دل شاد

ہوئی رنج و قلق سے صد فزا تو
یہہ کیوں بتیا بیاں ہیں جیل انشی
یہہ گمگر ل گئی سیر گی سے
لب نازک کی بوسوں کا ہوا تو
پھر سے کم رہی جب بات باقی
غرض مینے لیے بوسی جو پیم
وہی ہیں وو لوٗلوں کی دم بدم جو تر
کہا مینے کر امی یار و فادار
بیان کرتا ہوں سن او ماہ سیما
کہ پوشیدہ نہو گا مجھ سے پیمانہ
کہا بس اس لئی تم ہو پریشان
نہ تا انجام پہنچے گی کہانی
پھر اینی کیا ہی کا لطف ای دوست
کہا مینے کہ ٹھہرو چند دم اور
بر شے پنہان ہوئی حد لطف
گہر ریزی تھی یون فیض لب کی
گئے گہرا سینے ایسی اشنا دوست
یہہ ہٹ کب تک رہی ہے سبا تی
اٹھا پہر سبو ساغر کو چھلکا
اور پھر بیہوش ہیں سر زیر کیے
وہیں ... آئی ...
رہا دن پہر شر کے شب بار
کہ شب نزدیک چلی ... عالم

بڑھا ولین محبت کا عجب جوش
ہمیں اپنا کر احسان ممنون
کہوں کیا او سکھڑ سچ ولوکی تھے
طبیعت نے دکھائی اور ہی طرح
کہا دل نے ابھی ہی گہات باقی
تو چوٹکی رو پری دیکھا یہہ عالم
وہی ہیں جو صلی رخ وذر انشر
تر دد میں ہوں سے گرفتار
بتانے میں پھر اک کو عذر دیکھا
نہیں لاریب تو مکار و عیار
نگہہ ای نکہیں او مرتے بجان
فقط کچھ لفظ سن لیں باز آ
ذرا کیا دیکھے بی غرب استحوان تو
کہ ہو پہر بادہ گلگوں کا اک دور
یہاں اشک اٹھے میری چشم تر سے
ترشح تہا سحاب و ستان سے

کر اٹھہ کر میں ہو صدقے کئی بار
سنبھل جا پری کہ جی کو چین آئے
لیے آغوش میں آیا مکان پہ
می و ساغر ملے لب سے کئی بار
جو کتنا ہو کہو کم ہے زبانہ
کہ خاطر محو ہے حسن نکو کی
اٹھے پوچھا کہ یہہ کیا ماجرا ہے
یہہ دو باتیں کہ جسکا یوں بیان ہے
مگر تو بسکہ میرے مہربان ہے
غرض جب دونوں قصوں کو سنایا
ذرا دم تو سنا ہیں گے تمہیں ہم
نہیں مہلت رہوں ہم ... سجا
یہہ کہتے تھی گجر نے دی آواز
کہا طاقت کہاں تنی ہی میرے
ہوا اوسکے عقب میں بھی جو انا
کہ شب گذری ہوئی خاموش یا تو

ہنسی مو دا ور کھا ای جان لگا
ٹھہر جانی کہ دل آرام پالے
بٹھایا اپنے پہلو میں برابر
رہے تا نصف شب بیہوش و ہشیار
سحر کو ہو گا رخصت کا بہانہ
نہیں سیرے ہجوم آرزو کے
میں صدقے کچھ کہو جو مدعا ہے
نیا قصہ ہے طرفہ داستان ہے
تو البتہ مجھے اتنا گمان ہے
اوسی مینے بہت بشاش پایا
مگر افسوس اتنا ہے کہ شب کم
سحر کو وقت رخصت کا ہی جھگڑا
چلے گہرا سینے وہ سراپا ناز
رہوں دم بھر جو اب صحبت میں ...
رہا دل تیر حسرت کا نشانہ
اٹھائی انجمن والوں نے زانو
نہ باقی بزم میں کوئی تھا ور دوست
مگر طاعت میں میرے ہم نہیں ہیں
نہ یک سے ہیں لب ساغر طلبگار
رہے ممنون منت کثرت ذوق
بڑھا حاجات دنیا کو بڑھانا
مزاج شاہ میں سطح آیا
کہ تھے خوشحال با نو بزم آرا

رات ۸۲

ابھی تک ہے کدورت دل میں باقی
کہ ہر خم ہوگیا انبار سے ملکا
خدارا کچھہ تو احسان کیجیے پھر جان
بیان ہو اس طرح پہر وہ کہانی
کہ اس جستہ میں دیکھا جلوہ شام
نظر آئی بہار روے جانان

نوازش کے ارادے کیا نہیں ہیں
ہوس ریزش کے ہی ملنا کو سہارا
گلابی کو اٹھا تا گرم شوق
کہ جب بار دو سحر کا تو سلطان
فروغ مہر کو امیر دو پایا
بڑھا آیا محل میں دل ہوا شاد

برای چند ساعت سو جاؤ | کہ دن بھر کا تماشا دیکھ آؤ
غرض جاگا تو فرمایا کہ ای جان | سدا تجھ پر دل مشتاق قربان

سناؤ ذکر باقی پھر ہین آج | وہ بولی تا قیامت شب کا راج
قلندر کا بیان ہے تھا مین غمگین | طبیعت کو نہ تھی کچھ تسکین

فراق یار شب سی بیقرار ہے | برابر چشم تر سے اشکبار ہے
سر وا من تقاطر ریز ہر سو | نظر گردش مین اکثر سوی پہلو

تصور یہہ ابھی کوئی نہین تھا | قریب سینہ یا زانو مین تھا
مگر افسوس او چرخ ستمگار | تری احسان ہے پوچھے ہین وہ زار

کہ جسکا شکر بھی ممکن نہین ہے | ہمیشہ چشم زیر آستین ہے
خدارا درگذر ظالم ستم سے | مگر یاد اس راحت اٹھو ہمسے

بہت ہو ہے یکتی یکتا نہ گاہ | مین پوچھا اک نئی جا بر سر راہ
مکان لچپت کی و شاخ شجار | بہار افزا شکل قامت یار

گلون کی نکہتین بہانین جو دل کو | ارادا یون ہوا اپنا کہ جو ہو
مگر چندی یہین ٹھہرین تو بہتر | عجب کیا چین پایا قلب مضطر

دو زانو یک جگہہ بیٹھا خاک پر | کہ اتنے مین وہی پھر چنچل چالاک
مقابل آکی بولا واہ پیارے | برابر آب تو ہوتی ہین نظارے

نہین کہتا کہ ہم کس کے گھر آئے | اگر وہ پوچھ بیٹھے کیونکر آئے
تو کیا دو گی جواب اسکا میری جان | کہا مینے کہین گے ہین پریشان

ادھر بھی خاطر رنجیدہ لائے | کوئی دم اس جگہہ راحت اٹھائے
قدم پر ستائے آکی کیون خفا ہو | بھلا ہو جی بھلا ہو جی بھلا ہو

سنا جب یہہ کلام درد افزا | تو ناگہ اونین سی کچھ نہ رکتا
بڑھے میری طرف ہاتھہ چلا کر | قریب آکر کہا او مرد بیباک

یہہ شوخی کستا رہا ہے صاف دیدہ | مقرر ہے بڑا لذت چشیدہ
یہہ گھر میرا ہے کچھ تیرا نہین ہے | ٹھہرنا اسجگہہ اچھا نہین ہے

کہا مینے خدا حافظ چلے ہم | عبث ای مہربان ہوتی ہو برہم
کہا کیا خوب سمجھاؤ تو اتنا | کہ ای تم کون کیون آئے تھی یہان

گنہگاری تو دو تقصیر کیون کی | کہا مینے بجا کہتے ہو ہان جی
غریبون کے سزا جو ہو کرین وہ | مبارک ہو تمہارا گھر تمہین کو

سنین باتین ذرا سا لطف اٹھا کر | یہہ کہکر مین بڑھا آنسو بہا کر
برابر آکر اوسنے پکڑ لیا کا | کہا کچھ خیر ہے یہہ قصد کیا

مین ہرگز اب کبھی جانے نہ دونگی | عوض جب تک اسکا لستی لونگی
ہوئی برہم کہا ٹھہر میری جان | اگر آئی خوشا قسمت کے احسان

بتاؤ نام کیا ہے قصد کیا ہے | طبیعت مین اجی کیا مدعا ہے
کہا مینے بجز مشتاق کیا نام | نہین دنیا مین جز جلوہ کا آرام

ارادہ دید حسن یار خوش رو | سو وہ جب ہو طبیعت پر نہ قابو
سنا جب یہہ منہی وہ حور تمثال | کہا تو ہے برا مرد خوش اقبال

بس اب سے چل ہم بھی چلتی ہین تجھ ساتھ | یہہ کہکر ہاتھہ مین میرا لیا ہاتھہ
خرامان آئے گھر یہہ میری ہمراہ | مہیا تھے وہان سامان دلخواہ

رہا شغل طبیعت خوب باہم | کرتے ہے اسباب عشرت فراہم
بہار [illegible] ساغر آیا | دل غمگین نے سب آرام پایا

کبھی کیفیتین مستی پر آئین | تمنا نے مرادین اپنی پائین
ہوا نصف شب باہم ہم یہان | کہ جسکا دلکو تھا ہر وقت ارمان

پھر آخر جوش مستی خوب اٹھا | کہا اوس لربا نے سوئیگا
کہا مینے کہ بہتر چند دم ہم | ہم سو رہی تھے کھو کر [illegible]

کراستے مین فلک نے پھر جگایا | سحر کی زبان رخصت آیا
اور ہی محبوب فرمایا کہ ای جان | بس اب جاتی ہین ہم خالق نگہبان

یہان تک لطف سے گفتگو تہا — سخن یا بوس حسن آرزو تہا

کہ شب کا سایہ دامن بنایا — سحر نے اور ہی جلوہ دکھایا

ہوا فیض زبان مطلب سے خاموش — رہے یا تو ہی شہ مقصد فراموش

رات ۸۳

تصدق کیون نہ ہون ساقی ترے ہم — کہ ہر روزہ اٹھائی لطف پیہم

پیئی وہ جام جسکی لذتون سے — ہوئی ارمان پوری سبکی جی سے

گر اب اور اتنی آرزو ہے — کہ اک مطلب کی دلکو جستجو ہے

کرم سے اپنی دیجیے وہ جام لبریز — کہ ہو جس سے زبان آخر سخن ریز

ہجوم شوق مثل ابر برسے — خبر پیدا ہو یون الفاظ تر سے

کہ وہ سلطان سحر کو باہر آیا — نظر نے دید کا نقشا جمایا

قریب شام سویا گہر مین آکے — کہا بانو نے کچھ دم مین جگا کے

کہا ای شاہ زمانہ رات کم ہے — یقین ہے عمر اسکی چند دم ہے

ہوا بیدار فرمایا کہ اے جان — کہو کیونکر ہے اب وہ راز پنہان

وہ بولی راوی سابق قلندر — کہ جسکا ذکر آیا ہے سراسر

بیان کرتا ہے یون باقی فسانا — کہ جب فرقت مین گذرا کچھ زمانا

پھرا مین مضطر و بیتاب ہو کر — کہ شاید پھر ملے کوئی فاجر

کیا رخ اک طرف بہر تماشا — قضا را مین نے سر حد پہ پہنچا

وہان اک چشمہ شیرین رواں تہا — قریب اوسکے بہت اچھا مکان تہا

لب دیوار و در سے یہہ صدا تہی — نہایت بیوفا نا آشنا تہی

سنا مینے ہوا حیران یہہ کیا ہے — الٰہی کسطرح کا ماجرا ہے

یہان انسان نہ حیوان ہے نہ طائر — خداوندا یہہ کیا ہوتا ہے ظاہر

بڑہا آگے تو آئی اک صدا اور — وہین سنا گر جائین گے بہر طور

مین سمجھا ہو نہ ہو آخر عشق آیا — زمین پر اوج قسمت نے سلایا

کہ اتنے مین وہی خیل جفا جو — بھرے تھی جسکی ہر ایما مین جادو

برابر میرے آکے یون پکارا — اجی اب کیون نہین کرتے نظارا

ہوا کیا کیون ہوئی بیہوشی اے جان — کہ یہان غفلت سے ہے دست و گریبان

کہو ابہی سنو پیاری کسی کے — زبان پر لاؤ کچھ تو اپنی جی کے

طبیعت آرزو مند سخن ہے — اجی کسواسطے ساکت دہن ہے

غرض یہہ کہکے چھڑکا مجھپہ پانی — نظر آئی بہار زندگانی

کھلی جب آنکھہ دیکھا خیل خوشتر — ہر اک زہرہ جبین شمشیر ابرو

مرے مد مقابل سب پری رو — کیا مینے ادا سے شکر معبود

ہم وہ مسکرائین اور کہا یون — کہو جی کیا نظر آتا ہے مضمون

طبیعت کسطرح ہے حال کیا ہے — اکیلی آئی یہان کیا مدعا ہے

کہا مینے کہ ہون آشفتہ خاطر — مرے چہرے سے ہین آثار ظاہر

طلسمی یہہ مکان مینے جو دیکھا — تو سب سمجھے ابھی تک حال میرا

عشق آیا خوف سے یان گر پڑا مین — انہین خواب غفلت لیکے تہا مین

ہوا آگہ نہ آنے سے تمہارے — کھلے مجھپر نہ قسمت کے اشارے

مسافر ہون اگر رحم آئی دلبر — تو بیٹھون ایک ساعت اس زمین پر

کہا بہتر ہوئین پھر وہ پریشان — رہے باقی فقط ایک آفت جان

کہا اوسنے مین ستر ہوئین دلبر — ابہی تیئیس باقی اور ہین یار

تر خدمت مین سب آئینگی پر روز — سنین گی ہر طرح حال جگر سوز

بجالاؤن جو ہو ارشاد تیرا — کہے جیسا دل آزاد تیرا

یہین تشریف رکھیے آپ گہر پر — جہان جی چاہے حاضر ہون برابر

یہہ سنکر مین اٹھا آئی وہ ہمراہ — بغل مین پائی جب اک غیرت ماہ

لیے بوسے کمال آرزو مین — سرور آئے مزاج خوبرو مین

کہا پیاری پلا اک جام لبریز — کہ آنکھون مین گہر آئے نشہ تیز

چھکا ہی خم می گلرنگ بھر کر | پلاسے جب آوے دو چار ساغر
کہہ ایت آئی گستی سوئین گے ہم | کہا سدم اپنے قابو مین نہین ہم
گہڑی بھر بعد اسکو پھر جگایا | تو کچھ نیند مین آزردہ پایا
اٹھا سے نے گلابی اک بھر جام | کہا سد پلی او یار گلفام
کہا کیا آرزو ہے وہ بیان کر | ہماری دوستی کا امتحان کر
سنا [illegible] بولی اس سی مطلب | کہا سے نے یہی کہتی گئین سب
وہ کیا ہی جو نہین آتا زبان پر | وہ بولی تو ہے کیون بیتاب مضطر
مگر نہ بس بات سی بیجان ہزارا | نہین کہنے کے قابل یہ اشارا
وہ مالک سب کے تیری ہی پاس آسے | یقین ہے کچھ نہ کچھ تجکو سنائے
یہی تکرار تھی باہم لہو وار | کہ وہ شب حبیب گئی مثل رخ یار
نہین بالو تسے تہا شغل اگر جز | وداع شب سے تھی محفل فراموش
لب بالو ہوئی مطلب سے خاموش

تو آنکھوں مین بھری کیفیت خواب | جمائی لیکی بولی دل ہے بیتاب
کہا سے نے کہ شب ہی اب پہر بھر | یہ سنکر سو رہی وہ ماہ پیکر
اٹھی لیکن بکدر سخت برہم | نہ تھی خاطر کسی صورت فراہم
بڑی منت سے منھ سے لگا | طبیعت مین سرور تازہ آیا
وہی قصا جو کہتا تھا پرکت | بیان سے نے کیا سب اوسکی آگے
نہین کوئی بتاتا کیا غضب ہے | نہایت اسکے اخفا مین عجب ہے
کہ [illegible] راز ہے کیونکر کہین ہم | گناہی سبب کردن پہ لین ہم
مگر چالیسوین شب کو عجب کیا | کہ ہو یہ راز مخفی تجہ افشا
کہا جو سب نے کہتی ہین وہی ہم | مگر سنداسین او یکتائی عالم
ہوئی رخصت طلب محبوبہ شب | نہ آئی تا سحر پھر حرف مطلب
کہ اتنے مین ہوا ہی سرد آئی | فراغت فیہ [illegible] سے پائی
[illegible] کار رہا اوس [illegible] مین چپ [illegible]

رات ۸۴

اٹھا ساقی پلا وہ جام لبریز | کہ پھر ہی شوق خاطر [illegible] انگیز
صراحی کو جھکا شیشوں کو جھکا کر | کہ بھیگے دامن امید مضطر
دہن پیمانہ ہو عرض سخن کا | بڑھے ہے شوق اور گوش انجمن کا
کہ دیکھا شہ نے جب حسن سحر کو | کیا مصروف دید اپنی نظر کو
قریب بالو آکر سو رہا وہ | کہ محو خواہش آرام تھا وہ
دکھا سامان لذت خیز ہمکو | سنین تا گوش لطف بیش و کم کو
کتب جسکا قلندر ہے جہان مین | بہت خوش گو ہے عرض داستان مین
تو خاطر نے یہہ چاہا اب نہ کہیے | جہان تک ہوسکے خاموش رہیے
زمین دیکھی وہان کی صورت سنگ | لبشکل لعل گوسون خوب خوش رنگ
بہت چاہا نہ وہان کچھ ہاتھ آیا | اوسی اک پارۂ شفاف پایا
زمرد کا مکان [illegible] اوسکے پایا | طبیعت خوش ہوئی خاطر مین آیا

ہوس [illegible] بیتابی ہے اب | تمنا کچھ خلش کرتی ہے لب
زبان تر ہو فراغ شوق پر ہے | مزے بڑھ بڑھ کے پھر لیتین [illegible]
معانی دامن مطلب سے تنگین | مزے الفاظ کے یون [illegible]
وسے دن پھر جہان کے کام انجام | پھر اگلے [illegible] جب ظاہر ہوئی شام
ہوا بیدار جب بولا کہ اے جان | خدا تیرا ہے ہر دم نگہبان
وہ بولے اے امیر سلطان عادل | بیان کرتا ہے یون [illegible]
کہ ستر مین ہوئی رخصت جو [illegible] | نہ اوسنے بھی کیا [illegible]
پھرا سیر پھرتے پھرتے پھر سو | مین پونہچا اک طرف خود رفتہ قابو
ہوئی پر [illegible] ارغوانی | کہا خاطر نے تو یان کی نشانی
بڑہا کچھ دور مین حیران و ششدر | تو دیکھے جابجا اشجار گوہر
کہ اسکی سیر بھی کرلین فراہم | خدا جانے کہ پھر پیش آئی کیا غم

قدم رکھا جو اوس صحن مکان میز / کسی نے یون کہا اپنی زبان تیز
یہہ جا مہ لپتاری شاہ جن ہے / یہان غیر از سحر شب ہی نہ دن ہے
پلٹ جس سمت سی آیا خدارا / یہان کی دید کا کسکو ہے یارا
کہ اندر سے نہ دیکھا اوس مکان کو / بلا سے ہمنے گو دیکھا جہان کو
برابر پہیرے آیا اور سنایا / کہو اسس دید مین کیا لطف پایا
کہ یہہ تھا قصر سلطان تجکو کیا کام / عبث لایا ترا بخت بد انجام
یہہ کہکر وہ قریب آئی دل آرام / بڑہین بیتین اور چلتی وہ گل اندام
بہت خوش گپ بڑی طرار تھی وہ / ہر اک انداز مین ہشیار تھی وہ
سحر تک خوب گذری حسب دلخواہ / کہ اتنی مین اٹھی وہ غیرت ماہ
ہوئی ممنون احسان ہم تمہارے / ذرا بیٹہو تو ہون کچھ ہم نظارے
غرض کچھ دیر ٹھہری وہ پری رو / پہرا پہر فلک کا جبکہ پہلو
ہوا غمگین مین فرقت سی اوسکی / عجب حالت تہی بیتابی سی میری

کہا تو تو مرا بشر دیوانہ ہے تو / جو آپونہچا قریب قصر جادو
طلسم آمیز ہین جتنے یہان کی / نہو تجکو کہین تکلیف جان کی
سنا جب یہہ سخن باہر ہوا مین / مگر افسوس مین ہر لحظہ تھا مین
اسی افسوس سے تہا دل پریشان / کہ ناگہ پہر وہی خیل پریان
ہنسی وہین سے اک محبوب طناز / بیان کرنے لگی اسطرح پر راز
اگر دم بھر ٹھہرتا اور اوس جا / تو پہر زندہ نپاتی تجکو ناگاہ
لیے ہمراہ گھر پر اپنے آیا / حقیقت مین بہت آرام پایا
کیا دن بھر بسر عیش و طرب سے / ہلو ہی دست و بغل آغاز شب سے
کہا یہان زمان رخصت آیا / بہت کچھ رات بھر آرام پایا
رہین دیدار آخر سے نہ محروم / نہین معلوم کیا ہو کیا ہی معلوم
اٹھی بولی خدا حافظ مریجان / بر آئین جو طبیعت مین ہون ارمان
سخن تھا اسطرح پر راحت افزا / کہ شب گذری نظر آیا سویرا

کہا بانو نے بس اب کل کہین گے / اگر جیتے سر شب تک رہین گے

رات ۸۵

وہی دے جس سے ساقی جی سنبھل جائے / تمنا دوتون کی کچھ نکل جائے
سرور بادہ آنکہون مین بھر آئے / حدیث مدعا یون شرح پائے
رہا دن بھر شریک کار دنیا / قریب شام جب عالم آرا
محل مین آکے سو یا شاہ کچھ کم / کہ گھنٹے گھنٹے شب باقی رہی کم
سنا و قصہ باقی کا احوال / کہا اوسنے قلندر نیک اعمال
کہ جب اٹھارہ وین معشوق طرار / رہی تہی جو سحر تک تجہسے و مسیار
پہر اک جانب بڑا مین اشک افشان / فلک کے شعبدون سے سخت حیران
یقین ہے یون ہی جا مین گے اگر جان / نہ دیکھا مخلصی رنج جگر سوز
رہین باتون کی تہی تکرار دوسرے / اجیبن پر دل فگاری کے ست آتا
سیاہی دیمین مثل بخت شب / کبہی سمجھے زمین کے زیر دامن

طبیعت کوئی دم ٹھہرے ہماری / تسلی پائے جوش بیقراری
کہ وقت صبح پہر سلطان آفاق / برائے سیر نکلا گھر سے مشتاق
ہوا پوشیدہ جیسے حسن جانان / اندہیرے نے چھپایا زیبا سامان
جگایا بزم والون نے جو یکبار / اٹھا سلطان کہا یا تو ہے دلدار
بیان حال سے یون آشنا ہے / زبان راحت فروش مدعا ہے
گئی گھر اپنے گھبرا یا مرا دل / کشید وصل ہوئی سینے مین مشکل
تعوذ یہہ کہ کب تک چرخ دوار / رکہیگا اسس مصیبت مین گرفتار
احبا سے نہ یارون سے ملین گے / یہی احسان فلک کے ہم لین گے
کہ ناگہ ایک بار نقطہ برسر / درزی مین بشکل شام محشر
دہن کا غنچہ سو گز سے زیادہ / غنود وہ ایک جانب پا و فتادہ

قدم کا سن کے کھٹکا جا بجا چونکا
یہ تحمل آ کے ٹھہرا تا کہ دم لونے
کسی کی منتظر اس جا کھڑی ہے
ہنسے وہ دلربا اسطرح یکبار
کہ اپنے میں وہی خیل پریزاد
کبھی آنکھیں ... ہی کچھ ہوش آیا
کہو کس سمت سے آئے ہو پیارے
پڑا جب بین ہتیارہ خیل مسرور
جب آئی اپنی جا پر وہ پریزاد
کہا سنیے کہ جتنے ہیں کے اک جام
کہ ہم وہ ہین کہ جیسے اک نظر ہو
اسی صورت کی باتین نقش دیکھ
رہی ہے اجو تیری میں مجھ پہ
مگر جاوے ہے کوئی پاس سے
سنا سنیے سے لیے بوسے دہن کے
ابھی کیونکر بچے تم سے کوئی جی
ہوئیں اسطرح کی باتیں جو باہم
ابس از حد ہی عنایت پر جو آئی
کہ شب جلدی ہی گئی ہم گھر کو جائیں
ہنولی کچھ رہی خاموش تھوڑے دن
میں اس قابل نہیں ہوں ہم بغل ہونے
کمال رنج میں سنتے جو کی آہ
یہہ کہہ کر پڑھ گئی وہ آفت جان

لشکل سنگ ایک کر چھپے ہو نکا
نظر آیا وہاں اک تازہ مضمون
زمین میں ساق پایک وہ گڑی ہے
کہ جیسے تا فلک ہو کوئی دیوار
مقابل سیر آیا خاطر آباد
گیا جب خوف دلمیں جوش آیا
جو ہمیں قربان جان و دل ہمارے
نظر اٹھی تو پوچھا بہت دور
ہوئی اسطرح گویا یا دل شاد
لے آیا پیش دلدار گل اندام
قیامت تک نہ کم سوز جگر ہو
رہیں ہر دم کہا سنیے یہ کب تک
اوسی ہر دم ہے تیری یاد رعونت
اٹھے شدت سے سن کر ہوش میرے
کہا قربان اس جا پری سخن کے
سرور افزا ہو گیا خاطر کسی کی
ہنسے وہ دلربا کہنے لگا ہم
گلابی ہاتھ میں اپنی اٹھائی
مرادیں آپکی دل کی بر آئیں
ہوا سیر ابھی رنگ رو دگرگون
کسیکا ہے سبب احسان کیوں لیں
کہا مجھسے کہ اپنی لیجیے راہ
مجھے بستر سے چھوڑا اشک افشاں

ذرا میں خوف بھاگا اون کے جی سے
کہ اک عورت حسین تھا ہیرجن چلا کر
قریب اوسکے گیا میں اور پوچھا
غش آیا گر پڑا میں اوسکے گھر سے
سونگھا کر ابھی زلف مشکبو کو
پکاری اونہیں سے انیسوں یا
اودھر آ او گلے ہمکو لگائین
رہی انیسوں یار گل اندام
کہ لاؤ کوئی ہی کا جام لبریز
پیا اوسکو گھر آیا ابر مستی
ملائی آنکھ کسی تاب ایسی
ہنسی اور ہنسے بولی وہ وفادار
سحر سے شام تک خون رنگی ہے
خدارا کچھ بتا سچ مر جان
بھلا ساحر ہو تم یا میں ہوں یحیی
کہو انداز سے وہ اک عجب ہے
تمہارے قول سے ناآشنا ہیں
پیلا سے گئے کہ ساغر اک ادا سے
کہا سنیے ابھی سے کچھ ادائی
قدم پر کچھ سے سر آخر نہ مانا
انہیں باتوں میں آخر ہو گئی رات
یہہ گری یار فرد آگہو کہا نہ
یہہ ایا بھی التفات جنبش ہو گوش

بہا دریا پسینے کا جبین سے
بہ ان مہر وشن جانثر کا بک
کہا او دلدار تیرا حال سے کیا
چھپا سامان عالم سب نظر سے
کیا راضی مزاج آرزو کو
کہ میں قربان حسین و جی دلدار
کہ تا روح و جگر آرام پائیں
رہی ہمراہ سیر تا سر شام
کہ تا ہو جوش خاطر راست انگیز
ہوا گویا خیال خود پرستی
تحمل تک بھی نہ سمجھے پاؤں کی
سنے میں صفت تیر ہنسے ہلکر
پریشانی میں اک ہر لحظہ ہے
وہ کیا انعام ہیں ان اوسے قربان
کہ ہر ہر قدم سے مرنے کا سامان
کسی پہلو میں دل کو چین کب ہے
ہ حالی آئین کیا معلوم کیا ہے
کہا نا نکو خدا ہی حفظ آ
یہہ کس تقصیر پر یہ پائمالی
تکدر تا سخن یون لب پہ لایا
میسر آئی رخصت کی اوسکو کہا
ہمارا دھیان بھی جی نہ لانا
کہ وہ شب بھی ہوئی غفلت سے پرواز

صدا آئی رخصت آئی ہر طرف سے
نہ جا ساقی خدارا اور دم بھر
مئے گلگوں سے کچھ لطف دگر ہیں
ہر اک سے پوچھنا کیوں اور عزیز
یقین اب بھی فرمائیگا ہم سے
کہیں گے گفتگو سے عقدہ راز
اٹھا را ہی ہوا سیر جہان کو
چراغ و شمع سوی محفل آئی
محل میں رونق افروزی کو آیا
کہ اس عرصے میں شب گھٹنے پہ آئی
کہ ای جانی کہو باقی کہانی
کہ شب گذری مگر راحت نہ پائی
فلک کی کاوشوں سے سخت حیران
اسی صورت سے کچھ جوش جنون تھا
کدورت جسم کی ہو جا بجا پاک
زمین صندلی گذری نظر سے
مگر سایہ نہ تھا کچھ بھی آرام
خراماں ہے ہاروش میر اک ہیں کے
اٹھا نہ مکا فلک کے ناز تک بھی
دل بیتاب ترپا مثل بسمل
بہت چاہا کہ کچھ پوچھوں وہ خاموش
کہ اتنے میں کھلی آنکھ اوسکی ناگاہ
میں سمجھا ہے یہ جانب تر ے جادو

اٹھے سامان راحت خیر صف سے
وہی احسان ترے پیش نظر ہیں
نہ لانا لفظ بس ہر گز زبان پر
کہ ہے قطرہ کوئی ابر کرم سے
وہ کہہ اٹھیگا مرا یوں حسن آغاز
نظر نے خوب دیکھا ہر مکان کو
کنول اور جھاڑ نے جلوے دکھائے
جو تھا منظور دل موجود پایا
فراغت سے نے بھی راحت سے پائی
سنا اب کیا قلندر کی زبانی
چلو پھر آج ہو بخت آزمائی
کبھی گریاں کبھی سر در گریباں
سمایا یوں خیال رہنموں میں
کہ غش آتے ہیں اکثر بر سر خاک
مثابہ اوسکی بو پائی اگر سے
سراپا صورت جسم گل اندام
زبان مصروف ہے عرض سخن کے
چھپائے گا وہ میں دل کے راز تک بھی
صدا آئی خوشا احسان قاتل
او سی عالم میں تھے اب کثرت جوش
ہوا وہ مردہ اک عبرت ماہ
نہیں ہٹتا کسی کا دل پہ قابو

ہوئی ظاہر سے خاموش بانو

رات ۸۶

کہ بھر کر جام مشتاقوں کو دینا
انہیں باتوں کا دل ہے آرزومند
بہلجائے گی طبع بادہ مشتاق
کہ جب نور سحر نے روشنی دی
کہ رفتہ رفتہ دن چڑھ کر ہوا کم
سیاہی دیکھکر گیسوئے شب کی
ہوا بیخواب بانو ساتھ دم بھر
ہوا بیدار بانو کو جگایا
وہ بولی اب وہ کہتا ہی کچھ دم
اسی دھن میں قدم ان کا سو تھا
کبھی مصروف بیتابی مزا دل
کہ دریا میں نہائیں آج چل کر
غرض اک سمت جاتا تھا پریشان
کہا دل نے اگر ٹھہرو تو بہتر
پڑا کچھ دور جب دیکھا عجب حال
کہ یارب مخلصی دے مخلصی دے
یہ کہکر آہ کی اوس خستہ جان نے
یہ صورت دیکھکر میں پاس آیا
تحیر میں کھڑا تھا اور نہیں بس
کہیں بہتر قمر سے روشنی میں
مناسب ہے کہ اس جا سے سفر ہو

رہا سلطان بھی غم سے سر بزانو
کہ یہ خاطر ہوئی مشتاق سائل
خبر اپنی ہوا خون کی لیا
طبیعت ہے تیری بخشش سے خرسند
نہیں رہنے کی باقی رنج آفاق
طبیعت آئی سوئے دیکھنے کو
ہوا سامان تاریکی فراہم
مزاج شاہ نے راحت طلب کی
رہا ممنون احسان مقدر
زبان شاہ پر یہ سطرح آیا
کہ سحر یار سے تھا دل کو اک غم
گرفتار فریب آرزو تھا
کبھی کہتا زبان سے ہائے مشکل
عجب کیا ہے جو ٹھہرے قلب مضطر
کہ دیکھوں کیا دکھائے بخت سامان
نہ ہوگی اور جا اسکے برابر
کہ اک مہ جبین لیکن خوش اقبال
ابھی کیا دن نہیں اچھے ہیں میرے
کیا دامن کو تر اشک روان نے
اوسے خود رفتہ و بیہوش پایا
کہ کس باعث سے ہی تھا حال ابتر
بھرے ارمان ہزاروں اوسکی جانب
چلو لیجائے خالق اب جدھر کو

ہٹا پیچھے کیا رخ اک طرف اور
کہ اتنے مین ہوا پیدا مجھے دور
کئی چکر جو آئے ہر قدم پر
چمکا مین اوس نے مین پر یہ مضطر

کہ ناگہ سہرے ہی خیل خوش اندام
کہ جسکا پیشتر مین لے چکا نام
برابر آکے پوچھا حال کیا ہے
نہ ڈر یہہ بھی طلسم آباد جا ہے

یہہ کہکر ایک شئی وہ مین سے لاکر
بڑھی سیر لطیف بولی خبردار
نہ گھبرانا مین آ پہنچی ہون جاتی
عذار کے یہہ تیری نوجوانی

قریب آئی لیا مجھکو آغوش
سونگھائی نکہت تن آگئی ہوش
اٹھا مین بسہ ہوئی ہمراہ کیسی
کہا مجھے کہ جان قربان تیری

ذرا ٹھہرے دل یا ہیرے بہم
نہ رکھہ بہر خدا خاطر پہ کچھہ غم
تردد جو ہو مجھے وہ بیان کر
مگر اوسوقت جب پہنچی مکان پر

اوسے جب مہربان حال پایا
تو اوس دم میری خاطر مین یہہ آیا
کہ جب پہنچون مکان پر اس سے پوچھون
کہ تھا پیش نظر کیا آج مضمون

بنا یہہ مرد عورت کس سبب سے
اور اس سے پہلے کیسی تھی یہہ مجکو
زمین یہہ صندلی کیونکر ہوئی ہے
بہت بیچین اس حیرت سے جی ہے

غرض دولت سرا مین جب مین آیا
تو اوس معشوق کو بشاش پایا
پلائے نعمتون سے جام لبریز
ہوئین جسوقت آنکھین کیف آمیز

تو پوچھا مینے جو دل مین بھرا تھا
کہ مین قربان یہہ سامان کیا تھا
کہا اوسنے یہہ ہے جائے طلسمی
بشر کو ہوتی ہے تکلیف جسمی

گذرگاہ پر پریان یہہ جا ہے
ادھر آنا نہین اچھا بڑا ہے
نہ آتے ہم اگر ضد سے تری یار
تو ہوتی زیست سے حاصل تجھے یار

مگر فضل خدا سے ہے جوان بخت
ہمیشہ سے ہے تجپر مہربان بخت
کہ ہر مشکل ہوئی ہر وقت آسان
سبب سکا فقط اتنا ہے ایجان

کہ تو ہے میہمان اسواسطے ہم
نہین کرتے تری خاطر کو برہم
وگرنہ یہہ مجال آدمی کیا
جو ایسی جا پہ رکھے پانو لیا

یہہ باتین جب ہوئین اوس دلربا سے
فزا پایا عروس مدعا سے
لپٹ کر بعد اسکے سوئے باہم
رہا باقی نہ دنیا کا کوئی غم

رہے حاصل نہ ہر ہر طرح پر
برابر تھے ہی دنیا و ساغر
ہجوم کیف مین غفلت جو آئی
تو حسن صبح نے صورت دکھائی

گجر نے دی صدا جاگی وہ دلدار
کہا ہون حکم رخصت کی طلبگار
خدا حافظ رہے ایجان تمہارا
سحر نے کا ہین اب مجکو مارا

یہہ کہکر وہ ہوئی رخصت جو گھر کو
ہوئی آمادہ جان تن سے سفر کو
نہ قابو مین رہا میرا دل زار
نکلتا تھا زبان سے ہائی دلدار

سیہ بانو کہہ رہی تھی صبر آرام
کہ جا بارات نے یہ رخصتی جام
وہی سامان پشین پیش آئے
گھر اپنے مرد و زن لیکر پیش آئے

قیامت تک اثر رہا یہہ جا ہو

رات ۸۷

بھلا ہو تیرے ساقی کا ہمیشہ

زمین آباد میخانے شب و روز
زمین لبریز پیمانے شب و روز
سبو آنکھین بشکل قلب مشتاق
رہے بھیگا ہوا دامان آفاق

مزاج بادہ ہمت نہ کم ہو
زبان آرزو تر دمبدم ہو
عطا کر جام سے خاطر رہے شاد
نہ پیش آئی کبھی اعدا کی بیداد

سحاب سے سے بھیگے دامن شوق
نہ کم ہو حشر تک افزایش ذوق
پیین جام لبالب متصل ہم
نہ فرصت دے سوال شوق اکدم

سبھی برسے زبان آن ہان کبھی ابر
نہ ہو موقوف ساغر کا کبھی دور
صدا دے بزم کی انجمن مین
خبر لیا بولین عرض سخن

کہ جب جاگا سحر کو شاہ عالی
نہ تھا خاطر مین انداز بحالی
کیا رخ دیدہ کو مہر سپہر عالم
بہرا اتنا کہ دن تیرا کہا مکم

نظر آئی تو دیکھی صورت شام — کہا خاطر نے چلیے پھر آرام
نظر آیا جو حسن روے محفل — بٹھا پھر تماشا سوے محفل
رہا کچھ دیر آسایش سے ہمراز — کہ اتنے مین کسی نے دی یہ آواز
یہ سنتی ہی ہوا بیدار سلطان — پکارا اپنی بانو کو کہ اے جان
کہو اب کیا ہے اظہار تقدیر — وہ بولی مین فدا اے شاہ دلگیر
کہ پھر سیر کیجیے اک طرف کو — بلا سے غم نہین سکا جو کچھ ہو
یہ ولین سوچ کر کچھ دور پہونچا — نظر آئے درخت چند یکجا
ہجوم طائران زمزمہ سنج — مزاج عندلیب زار بے رنج
زمین پر سبزہ نو خیز ہر سو — سر گاہ جمشید مثل ابرو
نظر بھی قدرت خالق پہ ہر دم — کہ یہ سامان کہان اور ہین کہان ہم
کہ دو مرغ خوش الحان ہم سخن ہین — یہ کہتے ہین کہ ہم وارد ہین ہم
شکایت ہے کچھ اس چرخ کہن کی — کبھی حسرت ہے سامان وطن کی
کبھی روتے ہین باہم گاہ خندان — کبھی زیب زبان افسوس و ارمان
نظر پہونچی جو پھر طائرون کی — تو دیکھی مضطرب سی شکل میری
کہا یا کسنے ہے ایسا آزار دل — جو مجکو بات بھی کرنی ہے مشکل
فلک کی اسقدر ہین سرگرانیان — کہ ہون اسوقت تک سر در گریبان
کہ رہتا ہون سرشتہ تک پریشان — پھر اسکے بعد اک آتی ہے مہمان
وہ رخصت ہو کے گھر جاتی ہے ہر روز — نئی آتی ہے پھر اک عافیت سوز
خدا را تم کہو اپنا بھی کچھ حال — کہ کیا کیا سامنے آیا ہے جنجال
وہ بولے ہم بھی ہین قوم بشر سے — بہت سامان گذرے ہین نظر سے
مصیبت کی کہانی ہے بہت طول — نہین ہر طبع کو ہوتی وہ مقبول
یہ باتین ہو رہی تہین آپس مین باہم — کہ پھر دو خیل معشوقان بے غم
کہین پیاسا ہو تو بھی طاہر — کہ یہ جاتے ہین مقام سیر ساحر

نہایت جلد سوے خانہ آیا — پھر اک سامان اپنی جا پہ پایا
پھر اسکے بعد محو خواب ہوکر — سلایا اپنی بانو کو برابر
کہ شاہا رات کم ہے رات کم ہے — پھر اک مشتاق کی خاطر کو غم ہے
خدا را جلد جاگو رات کم ہے — اٹھو تمکو مرے سر کی قسم ہے
وہ کہتا ہے کہ بعد از سحر جانان — وہی پیدا ہی ہے ملین ارمان
عجب کیا ہے ملے اکسی وہین دوست — نظر آجاے کوئی مہ جبین دوست
قریب اک چشمہ لبریز شیرین — کہ جسکی دید سے ہو دل کو تسکین
ہوا اک سرد و خوش منظر انجا — دکھائی تھی کلون کی آدو ر ختا
کمال شوق مین اوس جا آیا — کہ جسنے لطف اتنی دور پایا
گھڑی بھر سے زیادہ مین جو ٹھہرا — تو دیکھا اک تماشا اور اوسجا
جناب عشق کے کیسے ہین لبریز — بیان ہے سرگذشت حال اکثر
کبھی کہتے ہین اے رب تیرے قربان — کہ طائر جسکے دیکھے شکل جانان
یہ عالم جسگھڑی گذرا نظر سے — بہے کچھ اشک میرے چشم تر سے
کہا کچھ درد مندون سے بھی تو — کہ تجسے آرہی ہے عشق کی بو
کہا مین نے نپوچھو حال کیا ہے — مجھے اپنی ہی قسمت کا گلا ہے
نہین طاقت جو منہ سے نکلے اک بات — گذرتی ہے عجب صورت سے اوقات
وہ بہلاتی ہے کچھ لحظہ مرا دل — نظر آتی ہے جب ہم صبح کامل
ہوئی ہین بس دن مجکو برابر — کہ ہون ممنون تکلیف مقدر
بنی ہی شکل طائر کس طرح پر — مزاج شوق کیون اتنا ہے مضطر
کہان تک داستان اپنی کہین ہم — کہ تو مہمان اور فرصت بہت کم
نکر تکلیف پرسش ہمسے ای یار — کہ ہم محو بلا ہین تو دل افگار
مقابل آکے فرمایا کہ چلیے — نہایت جلد اس جا سے نکلیے
اگر اوسکی نظر تجھ پر پڑے گی — تو صورت مثل طائر ہو گی تیری

یہ سنکر مین ہوا جلد اوسکے ہمراہ
وہ بولی آج ہے اک میلا ان روز
مگر افسوس تجکو خوش نہ پایا
یہ کہکر ساتھ آئی میرے گھر
مگر ہان کوئی جام بادۂ تیز
کہا سنے یہ حاضر ہے گلابی
کہا مین نے کہ بہتر ہے یہ ساغر
ہوئی ہنس کر کہا کہہ مقصد دل
کہا کل کا ہو قصہ مجھسے ارشاد
وہ بولی پوچھتا ہے راز پنہان
کہ سنکر وہ سکے نالے سے میرے
کیا اقرار جب مین نے کہ بہتر
کسی جا سے وہ دلہن اپنی لایا
ہوا شب باش گھر اسکے مین یہ
ہوا مالک یہان کا جب خبر آ
لبون پر سبکے تھے فریاد نالے
قضارا دختر سلطان جادو
کسی صورت نہ پایا اوسنے آرام
غرض سب تھے جسقدر قیدی یہان کے
کہ ہوتے تھے جو برسون سے نیکنام
کہ مالک باغ جب دیکھی کہ ویران
انھون نے باغ کو ویران کیا ہے
یہ نکلی لفظ جب اوسکی زبان سے

کہ وہ ہیں اس زمین سے نیک آگاہ
کہ آئی پھر شب اک ماہ شب افروز
نہین معلوم کیا خاطر کو بھایا
لے آیا سامنے تھا جو میسر
کہ جو ہو ہر طرح پر راحت انگیز
بھرا اوسمین سے جام آفتابی
پیے اوس مہ کی ہاتون سے برابر
کہ آسان ہو مین تیرا امر مشکل
کہ تھی وہ کون طائر خاطر آزاد
بتاؤن گر نہ تجکو ہو پریشان
غضب مین لائین یہ ارمان تیرے
لیے عہد و قسم اوسنے برابر
قضارا اسطرف بہولے سے آیا
کیا سکو عزیزون نے یہین پر
کیا ان سبکو جادو سے گرفتار
ہوے آخر کو اک جن کے حوالے
ہوئے اکدن انیس و رنجدیدہ
قضارا ایک مرد نیک انجام
مصیبت دیدہ رسم امتحان کے
اگر سب باغ کے پھل بیت انجام
تو ہوگا کسقدر خاطر پریشان
ثمر گل کا عجب عالم ہوا ہے
ہکایا ساحرون نے سبکو اوسنے

اٹھی بی وہ زمین سے پھر اک تیز رفتار
بجا لائی تری خدمت بصد شوق
ارادہ ہے کہ ہم تجکو کرین شاد
کہا خوش ہو کے یہ کیون مہربانی
عنایت ہو تو ہو کچھ طبع مسرور
لگا سننے سے وہ بولی کہ اے جان
پھر اسکے بعد مینے بھی بلائے
اوسی مین تجھسے سو لطف پایا
جو کہتے تھے کہ ہم قوم بشر ہین
مگر یا بیتون آئی جو دلدار
رہون پھر عمر بھر محجوب ندامت
پھر اسکے بعد بولی وہ سرافراز
بہت سے تھے اقربا و خواہ اسکے
قریب نصف شب کچھ پیر آگئے گا
رکہا برسون اسیر طوق و زنجیر
کیا اوسنے انہین اک جا مین بند
کئی دن اور کئی شب تک برابر
پکارا کیجیے بندی کچھ آزاد
ہوئے آزاد سب تھے وہین جبکہ
بہت سے کھائے توڑے اور لٹائے
غرض جا کر کسی نے یون خبر کی
ہوا سنکر خفا سلطان جادو
پڑے ہیں کچھ آتش یارانکے منھ پر

اٹھین باقی جو تھین جا بیٹھ جارا
رہی باہم سحر تک گرتے ناز و
نہ رکھہ محزون و غمگین طبع آزاد
کسی سی احتیاج قدردانی
زبان پر آئین اکثر راز منظور
رسی پی تا کہ خوش ہو قلب حیران
طلوع کیف کی جب لطف پایا
تو ڈرتے ڈرتے حال دل سنایا
جہان کے حال سے اب بیخبر ہون
نکرتا اوس سے ان باتون کی تکرار
سنو حاصل کبھی سالش جان
کہ تھا اک شہر کا یہ مرد مستانہ
بڑے سامان تھے ہمراہ اسکے
سنے انداز کے باجے بجاے
سحر سے شام تک دیتا تھا نقد
رہے قیدی وسی مین مدت چند
رہے وہ عافیت بربار مضطر
کہ تا ہو فضل حق کی تیرا امداد
پڑی جھنکر بلا اک اور ایسی
نہ اپنے دلمین مطلق خوف لائے
کہ وہ سب جتنے ہوے آزاد قیدی
کہا سنجا ہین طائر سب خفیہ تجو
چھپی وہ مشکل پیدا ہو گئے پر

اوسی دن سے اسیر ہجر ہیں سب
بیان میں کر چکی انجام مطلب

انہین جھگڑون مین آخر ہو گئی رات
کہا دلدار نے ہیہات ہیہات

کہ لطف زندگی کچھہ ہم اوٹہاتے
قریب لب لب جانان کو لاتے

کہان جانان کی صحبت اور کہان ہم
دگرگون ہو گیا لطف فراہم

سیان اس رات نے انجام پایا
وہان اوس شب نے اپنا سر چھپایا

چلے گھر اپنے اپنے ہو کے ناکام
اٹھے جو جو تھے سامان فراہم

ہبتا ہے نہین وہ ہای ساقی

رات ۸۸

ارادہ کر کے نہین سکتے کسی دم
کہون کیا جو طبیعت کا ہے عالم

بہجوم شوق کہتا ہے کہ لا جام
لحاظ تو یہ کہتا ہے نہ لے نام

کہ ٹھہرے خاطر بیتاب کچھہ ہم
زبان سے نکلے مضمون فراہم

کہ جب سلطان نے دیکھا صبح کا نور
ہوا طبع مصلے کو یہہ منظور

غرض جو دلہن تھا آیا محل مین
جب آئی گیسوے شب اپنے بل مین

کیا شکر خدا سویا لب بام
جب آیا طول شب نزدیک انجام

کہ جسکی آرزو ہے دل مین باقی
لب پیمانہ ہے محتاج ساقی

تو سینے بھی بہت صدمہ اٹھایا
کسی کروٹ نہ مجھکو چین آیا

بڑہا ناچار پہر مشغل خاطر
زبان پر بھی یہہ بیت فکر شاعر

اسی عالم مین اک جانب کو پہونچا
تو دیکھا اور ہی کچھہ وان کا نقشا

یہہ سنکر دلہن میرے خوف آیا
قدم اپنا وہان سے جلد اٹھایا

کہ اتنے مین ہی جنیل طرب ناک
کہ تھا ہر کام مین جو شوخ و چالاک

عجب انداز سے آئی پریرو
کہ مجھکو کچھہ رہا دل پر نہ قابو

کہا کیا ناخبر اتنا حال کیا ہے
کسی محبوب پر خاطر فدا ہے

ہوئے یہہ دو کنائے جبکہ باہم
تو سلے آپ نے مکان پر اوسکو پہم

وہم رخصت تھا نہایت شوخیان کرکے
ہوئی کچھہ کچھہ دل مضطر کو تسکین

مگر انجان سے تجہے حال ہوا کیا
جو اس راز نہان کو سب سے چہپایا

زمان رخصت آیا وائے تقدیر
نہ کی اس پہ جسے آتی تھی تاخیر

پہر بھی غنیمت ہے وہ اوقات
کہ حاصل جس سے ہو لطف ملاقات

یہہ کہکر اشک افشان بہت مضطر
گئی گہر سے مرے وہ ماہ پیکر

شریک بزم تھے جو جو ہوا خواہ
ہوئی جب رخصت شب سے وہ آگاہ

لب بانو ہوئے ساکت سخن سے
نہ نکلا حرف مطلب پہر دہن سے

بلا سے اور دسے جو کچھہ ہو باقی

نظر مصروف ہے دید سبو مین
غضب کے ولولے ہین آرزو مین

ستون کس کس کی ہین اک کس گستر
بلا سے جو ہوے ذاک ساغر

دکہاؤن شکل اک راز نہان کی
نظر لون آ صورت داستان کی

جہان کی دید مین دن بہر بسر ہو
سر آفاق پر فیض نظر ہو

بڑہا گہر کی طرف دل شاد و خرم
نظر آیا جو پہر سامان فراہم

ہوا بیدار از خود اور کہا تو
کہ ہان بانو سنا کو بیڑہ مضمون

وہ بولی اب ہے یون تحمل قلم بند
کہ جب رخصت ہوئی محبوب مضطر

خلش کی آرزو نے بکہ جی سے
نہ بہلا مین کسی صورت کسی سے

ابھی دن تھا ابھی شب کا گمان ہے
بدلتا رنگ کیا کیا آسمان ہے

کہ کچھہ سنتلین ہم ہین جو لگین
درختون سے صدا آتی ہی آمین

ارادہ تھا کہ پہنچون جلد گہر کو
مبادا پہر تعلق ہو نظر کو

نظر کے سامنے سی پہر گذرا
ٹہرے ہے اونہین سے پہر کہ ناسیا

ہوا خود رفتہ و بیہوش یکبار
ہنسی مجھپہ وہ طرار ستمگار

کہا مین نے کہ ہان مجکو ہے معلوم
نہین ہو جب خاطر میری مغموم

رہین دن بہر بہی صورت کی باتین
ہوئی جب رات آئین ہنس کہ باتین

جو پوچھا کون ہے سلطان جادو
کہ جسکی ہے ہم کو تمکین ہے

جب آیا نام بھیہ برہم ہوئی وہ
تردد دوست صاحب غم ہوئی وہ
اوسیکے ہم ہین تابعدار ہر آن
نہ لانا لب پر اب ایسی کبھی بات
نہین معلوم کیا جی مین سمائے
خدا جانے وہ کیونکر پیش آئے
وہ سلطان تو کنیز خاص اوسکی
اگر پوچھا تو کیا تقصیر میری
کہ وہ شاہ اجنہ مین بشر ہون
نہایت مضطرب خستہ جگر ہون
بہت دیکھی جو تیری مہربانی
سنائی اپنی خاطر کی کہانی
ترے باعث سے مطلب ہو ہمارا
میسر آئے پریون کا نظارا
نظر اوسے اگر آجائے دم بھر
تو بی شک خاک ہو اک دم مین جل کر
خدارا اس ہوس سے درگذر یار
نہو پیدا وہ مطلب سے گنہگار
ہزارون صورتون کے سحر و افسون
ہزارون جن سے پیدا ہون مین مضمون
کبھی جب رحم پر ہوتا ہے سلطان
تو گانے کے لیے جاتی ہین پریان
نہین بیکار کوئی کام اوسکا
بتا کسنے بتایا نام اوسکا
زمان جلوہ خورشید روشن
کئی وہ وہ دلبر پاکیزہ دامن

کہا سلطان نے پر دی عرض کیا
وہ شہزادہ پر پریان ہزار جان
خبر ہوگی اوسے جس وقت تیرے
تو صورت وہ بدل کر لیگا یہ پری
کہا مینے کہ سن اے یار خودکام
بر آکیون مانتے ہی گر نیا ہم
تمنا ہے کہ ہون اوس سے قدم بوس
مگر افسوس صد افسوس افسوس
وہ کاہیکو سنے گا میری کچھ بات
کہان ممکن جو حاصل ہو ملاقات
بتا تدبیر کوئی اے دل آرام
کہ بر آئین دل ناکام کے کام
کہا خاموش یہ باتین ہین بیکار
مگر نا قصد بیجا ہان خبردار
وہ گرمی ہے نگاہ قہر مین
پڑین جہالے خیال سے عاشقین
نہین اتنی ہماری تاب بیجا
نہین ہم پہر جو ٹھہرے شیم سلطان
وہ اوسکے ہر اشارے سے ہین مدہوش
بشر کیا قوم جن رہتے ہین گم ہوش
حضوری اک پہر رہتی ہے حاصل
ہزارون کو کی پڑتی ہے مشکل
انہین باتون مین گذری رات ساری
ہوئی رخصت کی اوسکو بیقراری
گھٹی جب دم قلندر کی کہانی
ہوئی اوس شکل کی حالت الفت کی

جبی محفل اٹھی جنت سی کی
بری افسردگی خاطر مین سب کی

رات ۸۹

تردد آشنا ہے دل جو ساقی
گذرتے ہین بسے انفاس باقی
نہین گھٹتی کسی دم بیقراری
برابر ہے ہجوم آہ و زاری
جو ممکن ہو سکے لا پھر کوئی جام
کہ پھیلون کچھ تو ہو بخت کا کام
ٹپک مینا کی سنگ ہون جو خونی حال
نہ کہا اون سے طرح کیفیت حال
کیا دن پھر بسر آخر سر شام
ہوا روز فزا سے مضطر آرام
ہوا خوابیدہ پھر جب ساعت
جھلکی پیدا ہوئی صبح پی فراغت
وہ بولی اب ہوا ہاتیون کو روز
بیان کرتا ہے یون وہ راحت انداز
کہ جو دو چار دن رہتا برابر
بہلتا دل نہو تو روح مضطر
ابی اس سے نہو صلت تو بہتر
کہ جب دیکھو مزاج ہو شوق مضطر

دل اکجانب کبھی چھپتا نہین ہے
نہ تیغ و شک کا ہوتا نہین ہے
مزاج آرزو پیدا ہوا ہے
ہر اک امید پر ہمدم سا ہے
طبیعت کو ہو حاصل جنت ہم آغوش
رہین دنیا و دین دونون فراموش
کہ ہنگام سحر پہر شاہ مشتاق
بڑھا اک سمت پیدا آفاق
پیا بانو کو آغوش و بغل مین
چمک پیدا ہوئی دل کے کنول مین
پکارا اپنی بانو کو کہ اے جان
زمانہ گفتگو کا تنگ ہے ہان
کہ بعد از صبح یہ خاطر مین آیا
کوئی سامان نہ ایسا ہے پایا
یہ کیا اک شب کو آتی ہے جو بو
دم رخصت بہا کرتے ہین آنسو
نہین معلوم کیا ہے حال تقدیر
جو پھر ہا امر دن ہی ہے آخر

اوسی اندوہ مین نکلا مکان سے
یہان استان تو کیا سایہ بھی مفقود
یہہ عالم دیکھکر گھبرا گیا دل
کہا مینے قدمبوسی ہے مطلب
کہا وہ کیا ہے بولا مین کہ ای شاہ
بلائین سیکڑون آئی ہین پیش
یہان اک قلعہ مین مسکن ہے میرا
یہان چالیس معشوقان خودکام
نئی دلدار آتی ہے سر شام
اسی صورت سے بائیس آچکی ہین
ابھی چالیس مین ہین چند باقی
کبھی امید گاہے کثرت بیم
نہین حاصل کوئی تکلیف دنیا
کہا پھر مینے ای مرد حق آگاہ
کہ جسکی خواب مین تعلیم پائی
یہہ کہکر وہ ہوا اک سمت راہی
بڑھی پھر ایکیا وحشت نے پر زاد
پھرے دن بھر تو ہم آخر سر شام
وفور کیفیت سے نیند جب آئی
اٹھی وہ نازنین مایوس ہوکر
فلک تجھسے جدا کرتا ہے جانی
مری گذری ہوئی پیاری ہے سنا
سمجھاتے ہین تسنیم اپنی لگی کو

کہا دل نے کہ اب چلیے یہان سے
نہ تھا جز التفات فضل معبود
ملا ناگاہ اک درویش کامل
خدا کے فضل سے موجود تھا سب
حقیقت آشنا ہو مطلب آگاہ
نہین ہوتی یہہ بیتابی کم و بیش
بظاہر یہ وہی مدفن ہے میرا
رہا کرتے ہین باہم نیک انجام
بغل مین سیر رہتی ہے وہ خودکام
سدا ہون نازبردار کرم مین
پھر اسکے بعد جو ہو دور ساقی
نہین چارا لبشر کو غیر تسلیم
مگر اک تہلکہ ہے روز پیدا
مجھے تعلیم کر اسوقت للہ
اوسی سے بارہا حاجت بر آئی
رہا حاصل نہ مجھے رنج تباہی
کہا مجھسے یہہ ہنسکر کیون ہو ناشاد
مکان پر اپنے آئے پھر آرام
بڑی کیفیتین باہم اٹھائین

پریشان حال لی دشت کی راہ
تمازت پر فروغ مہر تابان
سلام اوسکو کیا بولا بھلا ہو
فراغت ہی یہان کی آرزو نے
کہون کیا آپ پر سب کچھ ہے روشن
لکھا تقدیر کا مٹتا نہین آہ
مصیبت سحر کی کیا کیا اٹھائی
مسافر پروری پر جو نظر ہے
سحر کو دیتی ہے رنج جدائی
یقینی آج ہے چھبیسوان روز
عجائب روز آتے ہین نظر مین
تردد ہے کہ دیکھین کیا ہو انجام
کہا درویش کامل نے جو یہہ حال
کہا بابا بھلا ہو کیا کہین ہم
خدا حافظ ہے کچھہ دل مین نگھبرا
کہ پھرتے پھرتے پھر وہ دلبر حسینہ
کدھر آئے تردد کیون ہے جی کو
مے و ساغر کے باہم پھر پڑے دور
کہ اتنے مین بجی نوبت گجر کی

گذر میرا ہوا اوس جاپہ ناگاہ
مسافر ہین یہان مرگ ہر آن
بیان کر کچھہ جو دل مین مدعا ہو
مگر مہلت نہین اک جستجو سے
تردد آشنا ہے قلب دشمن
سدا سحر و مسیحا رہتی ہین ہمراہ
جب اسکی وبہ کی نوبت ہے آئی
ہر اک شب لطف محفل بیشتر ہے
نئی سے ہوتی ہے پھر آشنائی
پھر آئے گی کوئی ماہ دل افروز
پھرے ہین سحر سر ہر باہم و روز
نہین ثابت کسیکا آج تک نام
ہنولا کچھہ وہ مرد نیک فعال
پڑھا کر بیشتر وہ اسم اعظم
کہ بہتر ہوئیگا انجام تیرا
ہوئین مجھسے مقابل شاد و خرسند
چلو ہم بھی چلین کچھہ سیر دیکھو
طبیعت نے دکھائے اور ہی طور
نظر آنے لگی صورت سحر کی
پڑے ہین یہہ چند بیتین خوب کہکر
سلامت ہے اگر یہہ نوجوانی
سنا کیا کیا ہے غیرون کی زبانی
چلے ہم گھر ترا خالق نگہبان

غزل

رہے ہمپر نگاہ مہربانی
رولائیگی مصیبت کی کہانی
نہین ہو جبر اشکون کی روانی
ہزارون ہمسے ہو جائینگے پامال
ذرا ہم بھی سنین ہان کچھہ تو کہیے
کہا مجھسے خدا حافظ [illegible]

یہاں بھی اشک کی جی چشم تر سے
اٹھا اک شور قلب نوحہ گر سے
لگی بل بل کے رونے خوب باہم
پھر آخر کو کہیں بولا وہ کسیں ہم

ہوا انتیسویں شب کا جب انجام
تو یہ شب بھی بسر کی حسب ناکام
ہوئی مصروف رسم مہر جائی
پڑی یاران محفل میں دہائی

رات ۹۰

لب بانو ہوئی مطلب سے رو پوش
رہے یا دقصص دل سے فراموش

وفا کی عمر اجب جان ساقی
ترستے ہیں تیرے مہمان ساقی
خدارا اب تو رونے غم سے ٹپکا
اٹھا وہ جام گہرے ہاتھ لپکا

مزاج آرزو راحت طلب ہے
خیال شوق میں تیرے کا دب ہے
سوال ہے ہی لگو پھر کسی سے
لحاظ تو یہ آرزوہ ہے جی سے

نگاہیں ڈھونڈتے ہیں دور ساغر
مکدر ہے مزاج قلب مضطر
ہلا شیشہ ملال سے لب جام
کہ آغاز سخن پھر پائے انجام

ادا ہوں لب سے الفاظ و معانی
بیان ہو اس طرح پھر اک کہانی
اٹھا پارہ جب پروہ سحر نے
بڑھے ارمان لیے بوسے نظر نے

کہا سلطان نے پھر جیسے کیسے سحر
کہ تا بدلے کہیں بھید نہ و بھلو
غرض دن پھر پھرا کی سیر عالم
کہ اس سے میں دن باقی ہاکم

چھپے خط شعاعی جا بجا سے
تھکے جی التماس مدعا سے
گلابی رنگ پایا بام و در میں
شفق نے روشنی بخشی نظر میں

بڑھی مغرب سے لہراتی ہوئی شام
ہوا خورشید پر احسان آرام
فروغ شمع نے چہرہ دکھایا
فدا ہونے کو پھر پروانہ آیا

دلوں میں آرزو نے کیا جوش
ہوا شہزادہ کے عہد تو بہ و پوش
مزاج شاہ بھی شوخی پہ آیا
محل میں سے اکے بانو کو بلایا

لیے بوسے لب گلگوں کے پیہم
ہوا ساماں بیتابی فراہم
لحاظ آیا نہ خاطر کو کسی سے
لپٹ کر کثرت خود رنگی سے

بہار گلشن وصلت اٹھائے
فراغت ہوش میں آخر کو لائی
ہوا جی سست سو یا بر سر بام
اٹھا کچھ دم میں آخر بعد آرام

کیا ارشاد بانو سے کہ اے جان
قلندر کی بیان کیا ہی تھا ن
وہ بولی التماس وسکا ہے لیکن
کہ ٹھہرا ہے دل بسکہ تھا خون

اٹھا بستر سے بیتاب و مکدر
کبھی گھر میں کبھی پھرتا تھا باہر
نہ بھلا جی تو اک جانب پڑا میں
کہ از حد مضطر و بیتاب تھا میں

قضارا اک جاہ تازہ بنیاد
نہایت خوب صورت سبز آباد
نظر آیا مجھے پہنچا جو وہ سیر
ذرا ٹھہرا مزاج قلب مضطر

کہ راستے میں ہی معشوقہ چھینے
بلی ایذا رسانی آرزو مند
عجب عالم سے سیر پائی آئین
ہنسیں ہوں اور زبان آپنے آئین

کہ پانی تنے چکھا اس کنوئیں کا
بتا تو تو مزا اسکا ہے کیسا
کہا میں نے نہیں تو لیں پیو آب
بڑی ایک او میں سے آتی ہیں

وہ آئی اور کہا پانی سے ہاں آم
یہ سنتے ہی کنوئیں اندر سے اٹھا
پھرا اک جام اور مجھے کہا پی
زبان آتے ہوئے کیا تعریف اسکی

مزے میں شیر شیرینی میں قند
ہوئی از حد طبیعت میری خرسند
کہا میں نے یہ پانی پیلیں ہم
وہ بولی پیجیو لیکن بہت کم

غرض اک جام بھر کو پانی سے لائے
بہت محظوظ اپنے گھر پہ آئے
سر سند وہ بیٹھی حسب تازہ
نہ پا سبر حال دیت ہوا وسکا اندازہ

کہا باتیں کرو تاجی بہل جائے
کسی صورت سے آدمی اس کا جل جائے
سنائیں میں نے عشق آمیز باتیں
محبت کی دکھائیں دلنشیں باتیں

ہوئی راضی کہا کیا خوش بیان ہو
ہمارے واسطے آرام جان ہو
اٹھو لللہ کوئی جام مینا سا
کہ اب آنکھوں میں ہے کیفیت خواب

غرض وہ جو ساغر جب پلائے
تو دل میں مرے لوٹے کچھ اور آئے
ہوئے باہم انہیں جنبش ہیں
لپٹ کر سو رہے سب جنبشوں میں

گھڑی بھر سے بھی باقی رات تھی کم
کہ لہرائی ہوا سے زلف برہم
رخ و عارض پہ آئی اور جھکایا
کھلیں آنکھیں تو وقت صبح پایا

ڈھلک کر اشک سے رخسار دھوئے
لگے مل لب کے ہم وہ خوب روئے
کہا میں نے کہ کیوں جی کیا ہی ہے بیت
کہ تم رستی نہیں مجھ دوسری آت

سبب اسکا بتا ورنہ ابھی جان
ابھی مر جاؤنگا ہو کی پشیمان
وہ بولی تم تو مہمان چند دن کے
سبب ہے یہ جو ہیں یاں تم بوجھو

نہیں طاقت بیان کچھ بھی کروں ہم
اسی دم اور ہی ہو جائے عالم
ہمارے مالک و مختار و سردار
کہے گی تم سے جو جو ہیں یہ اسرار

اب اس میں گفتگو ایجاد کرتا
کہ ناحق ہونگا مجھکو بھی مرنا
جدائی سے تری گو کچھ ہے عالم
مگر طاقت نہیں جو لی سکون دم

مری جان سے خدا تیرا نگہبان
نہ ہوویں گے قیامت تک ہم اے جان
اب آئے گی جو تیرے پاس دلدا
وہ ہم سب میں ہی ہے شوخ و طرار

بہت راضی کرے گی تیرے جی کو
نہایت چاہتی ہے ہم سبکو
یہ کہکر وہ ہوئی رخصت اودھر کو
رہا میں دیکھتا روئے سحر کو

اشارے تھے یہ بانو کی زبان کے
کہ عمر شب ہوئی آخر برابر
پکارے بزم والے لو سحر آئے
فراق شب سے جسم شمع ترسے

سنا ساقی نے جب یہ جام شاہا نے
تو نالوں پر سبو شیشے سب آئے
اٹھے ہمراز محفل جا بجا سے
کہا ہر ایک نے ہر آشنا سے

رہے تا حشر یوں ہی دور باقی
کہ ہم ہوں اور برابر جام ساقی
کہا بانو نے بس اے شاہ آفاق
کہ اب عرض سخن خاطر ہے مشتاق

چلی اٹھ ساقی ریحانہ واکر
بھکا شیشوں کو جلدی ساغر

رات ۹۱

تمنا تا قدمبوسی سبو ہو
فدائے فیض ساغر آرزو ہو
زبان سے ہو بیان شرح سفرناز
سخن اسکا بیان یا نہ سن میں

کہ وہ یہ صبح سے شادان ہوا شاہ
برائے سیر لی اک سمت کی راہ
دن آخر کرکے آیا سوے خانہ
ہوئی قربان شہ بانو یگانہ

طعام و آب سے جب پا چکا سیر
پھر کہتا ہوں اخر ابھی کچھ دیر
رہی شب کم تو جاگا شاہ مشتاق
کہا بانو سے اے یکتائے آفاق

زبان پر لاؤ پھر افسانہ
کہ فرصت کا بہت کم ہے زمانہ
وہ بولی سنیے وہ یوں کہتا ہے تکرار
پریشان دل قلندر مرد عیار

کہ جب چوبیس دن اور شب برابر
ہوئے آخر اسی صورت سے چکر
تو میں تنگ آ گیا رہنے سے اُنکے
کہا دل نے یہ جھگڑے ہیں کہاں کے

چلو جس سمت جی چاہے نہ ٹھیرو
مناسب ہے کہ گھر کا راستہ لو
یہ سوچا اور اٹھا بیتاب و مضطر
کیا تقدیر نے احسان مجھ پر

کہ جب رکھا قدم بیرون خانہ
سب آ پونچیں وہ عیار زمانہ
کہا کیا خوب سمجھے ہم ارادا
ارے کچھ جی میں آیا آپ کے کیا

کوئی تکلیف ہو تو ہم سے کہیے
خدا کے واسطے یوں چپ نہ رہیے
کہا میں نے تمہارے ہیں بہت احسان
نہیں کچھ آپ ہی دل ہی پریشان

غرض وہ سب مجھے لائیں مکان تک
رہا کرتا تھا میں دائم جہاں تک
طعام عمدہ میوے سب طرح کے
کھلائے خوب کچھ آگے بھی رکھے

نئی پوشاک پر زر جا کے لائیں
خوشی آرام کی شکلیں دکھائیں
کیا دن بھر بسر خدمت میں میری
نظر آنے لگی جب شام اندھیری

کہا ان سب نے رخصت ہوتی ہیں ہم
یہ دلبر آج کی شب ہوگی ہمدم
وہ تھی کیسی ہی محبوب عیار
حسینوں میں قمر طلعت و دلدار

غرض خسپدم گئیں سب بہر آرام
برابر آئی میرے وہ گل اندام

سنے مجھ سے ہوتے ہو کیوں خراب
مہیا عیش کے ہیں سارے اسباب

گذرتی جب سے ہے وہ جیا تنہا ہے
کوئی شب دیدہ دیکھے کب جاتا ہے

رہا یہ دور باہم نصف شب تک
کہا پھر اوس نے بس تکلیف کب تک

کہا میں نے کہ بہتر وہ پری رو
رہے تا عمر شب پہلو بہ پہلو

ہوئی بیدار وہ بھی ماہ پیکر
کہا کہہ اپنا حال قلب مضطر

میں بولا وقت کم اور داستان طول
سنو گی تا کجا اے مہربان طول

کہا ہاں سچ ہے پیارے کیا کریں ہم
نہیں فرصت جو فرصت لیکن کی دم

وہی بیتابیاں پھر آئیں درپیش
رہا دل حق لس اندوہ سے ریش

کہ شب رخصت ہوئی اور صبح ظاہر
بڑہی افسردہ حالی سوے خاطر

کہا گھبرا گئے تم کیوں مری جان
نہیں ہے کوئی اس جا پہ مہمان

کہا میں نے بجا تم نے کہا سب
جواب اسکا بھلا کیا دیجیے اب

یہ کہکر میں اٹھا اور پھر کے اک جام
سے آیا اور کھا پی اور آرام

اب آ سو رہیں کچھ بخط کچھ دم
کہ وقت صبح میں تاخیر ہے کم

ہوئی جب رات کم میری کھلی آنکھ
کہ اس عادت کی خبر کر رہی تھی آنکھ

کہ کس کس رنج و راحت میں بسر کی
بری جیسی طرح کیونکر گذر کی

دم رخصت ہے کچھ دم میں تمہارا
سنے گا کون افسانا ہمارا

نہیں باتو نہیں پوچھی شب بانجام
ہوئی رخصت طلب مجھسے وہ خود کام

یہ سنتے الفاظ بانو کی زبان کے
فسانہ تھا کمال اوج بیان کے

اسے سامان یہی خاموش بانو
ادہر یاروں نے بدلے اپنے زانو

گئی گھر بزم میں چھائی اداسی
کھلا چہروں سے رنگ بے حواسی

رات ۹۲

بدل ساغر جھکا اوس خم کو ساقی
کہ اب رخصت ہو وہ کیف باقی

غم تو یہ نہ پروا سے عسس ہے
طبیعت ناز بردار ہوس ہے

کہ بعد از شب ہوئی جب صبح پیدا
نظر آنے لگا سامان جہان کا

محل میں شاہ والا جاہ آیا
جو تھا مرغوب دل سامان وہ پایا

وہ بولی اب یہ کہتا ہے قلندر
کہ جب پہنچی نظر حسن سحر پر

خراماں جانب صحرا بڑہا میں
ہوا اک جا پہ جا کر جمع سا میں

طبیعت خوش ہوئی کچھ سیاحت سے
کہ پھر وہ خیل معشوقان خرسند

کہا میں نے کہ احسان الٰہی
کبھی راحت کبھی مشکل تباہی

نہیں معلوم تھی تجویز دل کیا
یقینی فکر تھا پوشیدہ میرا

رہی جب ایک طرار دل آزار
سمجھ کر مجھکو وہ تازہ گرفتار

ہوا آخر کو میں دل میں پریشان
کہا منت سے جا کر پاس انکے

سنے جب یہ کلام سنت آمیز
ہوئی اس طرح وہ ظالم زمین گیر

تکا ہوں کو ہے پھر گردش سو جام
زبان پر یکایک پھر آنے لگا نام

پلا ایسی کہ مضمون تر دہن ہو
تقاطر ریز یوں ابر سخن ہو

بڑہا سلطان پہر اوس پھر بدستور
قریب شب ہوا دلکو جو منظور

ہوا خوابیدہ اور جاگا بدستور
کہا بانو سے ہاں اے غیرت حور

اٹھا میں تا ذرا بہلاؤں خاطر
نظر میں آئیں کچھ سامان ظاہر

وہ جا دلچسپ تھی ایسی بہار کی ہو
کہ دیکھے سے رہے دل زیر قابو

مقابل آکے ان کی پرسش حال
کہ کیا ہے مزاج اونکے احوال

یہ سنکر کچھ تڑپیں جب وہ گئیں کم
تو چپکے چپکے گویا تھیں وہ باہم

گئیں آخر کو وہ بھی کچھ بتا کے
سنے انداز کے سامان تاکے

سنو لی دیر تک ہر چند چاہا
جو سمجھایا تھا اون سب نے بتایا

خدا را اس خموشی کا سبب کیا
غرض یوں پیر سامان غضب کیا

کہ ہم ہیں تنہے نہ ہم سمجھتے نہ زہرا
سخن پہر کس طرح شایاں اٹھانا

بھرے میں ہر طرح کی آرزو ہے
نہیں عادت زیادہ گفتگو سے

کہا میں نے کہ ہاں ہم ہے بجا ہے
یہاں بھی کب دماغ التجا ہے

یہہ سنتے ہی الفت سے تھی بجان
خدا حافظ رہے خالق نگہبان

پریشان دل ہوں پھر شغل خاطر
زبان سے کچھ ہوا اس طور ظاہر

وگرنہ ہمکو کب میل سخن ہے
گذر گاہ سکوت اپنا دہن ہے

یہہ سنتے ہی بنی برہم وہ جلاد
کہا بہتر مبارک خانہ آباد

بڑھی کچھ دور اس ناز و ادا سے
کہ جنبش قلب نے کی اپنی جا سے

مزاج آہ نے گرمی دکھائی
اجل یا یوں بیتابی کو آئی

میں سمجھا ساحرہ ہے یہہ ستمگر
جو دلکو بیقراری ہے برابر

بہت دوڑا پکارا آ پری رو
نہ سمجھے تھے کہ تم ایسی ہو بدخو

یہاں آؤ وہیں ٹھہرو خدارا
کہ اب عالم دگرگوں ہے ہمارا

نمانا جب تو میں ایسا ہوا تیز
کہ جیسے کوئی توسن وقت مہمیز

پہونچکر پایں جب دامن پکڑا
بڑی مشکل سے منہ کافر نے موڑا

قدم پر گرکے رویا و ہیں میں
ہوا آخر کو غش سے بیخبر میں

مگر اسکو نہ مجھپر رحم آیا
نہ سیر افشاک پر سے سر اٹھایا

کہ اس عرصے میں جب ظاہر ہوئی شام
تو بولی سخت سے اتنا وہ گل اندام

کہاں لوٹا اپنے طبع پارسا میں
بہن نے ہمکو ڈالا کس بلا میں

یہہ کہکر زلف مشکیں پاس لائی
سنگھائی نکہتیں پھر روح آئی

کہیں آنکھیں کہا میں نے کہ قربان
ادا سے مسکرائی اور کہا ہاں

کہا میں نے کہ چلیے ساتھ میرے
کہا بہتر پڑے اب ہاتھ پھیرے

بڑی مشکل سے آہستہ بڑھی وہ
کہ پابند نزاکت بھی تو تھی وہ

مکان پر جب وہ آئی بہشت ہی تھی
نظر اسپر بھی مصروف غضب تھی

غرض پھر میں نے لاکر منتیں کیں
نئی انداز کی قسمیں بھی کچھ دیں

تو بستر پا کر ہوئی مصروف آرام
مگر آنکھیں رہیں سوئے در و بام

ہجوم شوق سے تھا میں مضطر
تماشا سے لیے بوسے مکرر

ہوئی ہر چند وہ برہم مگر ہاں
نکالے جسقدر تھے دل میں ارمان

پڑا شلوار پر جب ہاتھ میرا
تو بولی کیا تجھے شامت نے گھیرا

ہوس کچھ اور ہی نقشہ کر گئی
یہہ گرمی آنکو ٹھنڈا کرے گی

کہا میں نے کہ مر جاؤں تو بہتر
نمانیں گے کبھی ہم او ستمگر

ہنسی اور بولی جب ہوش میں آؤ
ہوا کیا ہے نہ اتنے جوش میں آؤ

ذرا دم لو کہ دم ٹھہرے ہمارا
نہیں گستاخیاں ایسی گوارا

کرو باتیں کہ جی کو چین آئے
مزا لطف سخن کا شرح پائے

بشر کر سکتے نہیں حیوان کے کام
ندامت سے نہیں بھالی یہہ انجام

کہا میں نے کہ مر جاؤں گی جانی
نہ مشتاقوں سے کیجیے لنترانی

پھر صورت بہت چاہا مگر آہ
نہ نکلی رسم وصلت کی کوئی راہ

رہی وہ تا سحر پاکیزہ دامن
بسر اوقات کی مانند دشمن

کہ اتنے میں گھڑی رخصت کی آئی
نظر آنے لگے رنج جدائی

برہی سامان سابق پیش آیا
فلک نے اور ہی عالم دکھایا

یہاں تک جب سخن پہنچا بانجام
تو اس شب کو ہوئی تکلیف آرام

صدا دی طائران خوش نوا نے
خموشی جیا ہی لطف مدعا نے

ہوئی خاموش بانو بزم پیرا
گئی شب صبح نے پھیلا دامان

رات ۹۳

ہوس ہے خواستگار جام باقی
نہیں سنتا ہماری ہائے ساقی

کہاں تک التماس تحفہ و تاب
کہاں تک آرزوئے بادہ ناب

جبین کب تک رہے پائے سبو پر
پڑے خاک اس طرح کی جستجو پر

کہ آنکھیں کب تک رہیں صبح تا جام
وہاں ساقی ہے نہ لطف آرام

سیان ہے کاوشون پر بیقراری
وہان خاطر مین تنگ تنگ سی

ابھی میدہ خاطر کو سلام اب ہے
نہ لین گے تا قیامت سے کلام اب ہے

تجھے سنتے تھے ابہت بیو پایا
کہ اب تک جام ہی تا لب نہ آیا

کہ عرض گفتگو مین طبع لہرائے
زبان پر ہے تا ل اسطرح آئے

اٹھا سلطان بر آئے سیر اطراف
نظر آیا دسے روجہان صاف

وہ دن جب گھٹتے گھٹتے ہو گئی شام
قدم رنجہ کیا شہ نے لب بام

ہوئے تھے صد سنگزار محفل شاہ
پکارے یون کہ سلطان حق آگاہ

کہا خاتون سے ہان بھی وہ شاہ
بیان کرتا ہے یون وہ صاحب جاہ

کہ ہنگام طلوع مہر روشن
خلش کرتا ہے کوئی زیر دامن

نیا پایا کچھ نشان مین کسیکا
کہا مین نے نقطہ دہو کا تھا جی کا

کہ بیٹھے بیٹھے گھبرایا بہت دل
چلو اب دیکھین کہان لے منزل

یہہ دلمین سوچ کرتہا قصد اوٹھنیکا
کہ راتے مین نظر آنے وہی طور

بڑہین ا دہنین سے دو پچھے بیشتر
سے اندر سے بیٹھین ہو دب

یہہ کہکر ایک ا دہنین سے پر یہ
کہ جسکی آنکھ تھی لبریز جادو

دیا سینے ملا اوسکو جو کیا
عجب فرحت ہوئی لین نوا

کہا مین نے کہ ہان ائی سیا کر
تمہارا ابھی بھی ابھی تک

اب آ اور کچھ تجکو دکھا ئین
سفید چشم وہ اسباب تا مین

یہہ سنکر دل ہوا اتنا میرا
کہا مین نے کہ تنے خوب گہرا

کہین تھے طائران بولتے عجب
کہین تھے نغمہ زن اطراف سنگ

نرگس یا ان قدم آ در سینا
اگر چہ دم سے کوئی خبردار

کہا اوس دوسرے نے دفتر اول
کہین ایسا نہ ہو وہ ہو کا ہین ہو

پہر اسکے بعد کچھ مرغان خوش رنگ
ہوئے حاضر سحر کرتے خوشی سنگ

یہہ آیا ایک ابر سرخ ناگاہ
وہ معشوقہ ... بولی کہ ای واہ

بیان مین ہر لکے مشتاق ساغر
وہان ہوتے نہین شیشے بھی ...

اگر تنا غرور ہا چاہتین ہے
کوئی ساقی تراشید حسین ہے

ابھی ہر ناز بیجا کچھ حیا کر
سنو ہی ور دستے ہمکو عطا کر

کہ جب اوس رات نے انجام پایا
جبین صبح پر اک نور آیا

کیا شکر خدا راضی ہوا دل
کہا ہر طور کی آسان ہی مشکل

نہ سیر راحت آنکھون نے اٹھایا
سنو یا تھا کہ وقت خاص آیا

فسانا سے شب باقی رہی کم
ہوا بیدار خاقان مکرم

کہ سنا میں وہ جسکو دیکھا
نظر آیا مجھے کچھ اور لیکھا

اتاری مین نے پوشاک اپنی یکبار
کہ دیکھون کون دیتا ہے مجھے آ

اوسی عالم مین پہنی پھر جو پوشاک
تو یون راجع ہوئی طبع ہوسناک

یہہ جھگڑ رات دن یون ہی ہو سکا
کوئی یہہ پوچھے کیون آرام دے گا

کہ تیرہ نازنین سب حور پیکر
پہر آئین دو نقا سے برابر

کہا مین نے کہ مطلب ہو لین تسلیم
نہ اسے آئین مہمان کی تعظیم

وہ بولی یہہ کہ چلیے تو چلیے
مگر اسس ... کو کہ ... ہے

رہا حیران مین بولی وہ ہمدم
کہ ... طرز سے ...

ابھی کس کس طرح بہلاتی ہین دل
ستارے مانند مین منزل بمنزل

کہ ہر سو ان جہان رشتہ ...
جدا کیا ہم ہوش ...

غرض ہمراہ اونکے ہو لیا مین
تماشے دیکھتا تھا جا بجا مین

کسی جانب نہ دیوار و در تھے
کہین کہا ہوا ہیجا آب ور ...

نہایت دور جب پہنچین وہ عیار
تو بولی ایک اونمین سے کہ ...

پڑہی کچھ لفظ ہونکی سوہ شتاب
وہ بولے آئے ہم سب ...

پڑہے اونسے بھی کچھ الفاظ ...
... اور ... اونکے باہم

ہین یہہ ذکر ساقی ہین ...
... کر ... آتی نہین ہے

ہمو بھی ہم سین بحکم آئے
انہیں بھی سیر کرنے کو مین لائے

یہہ سنتے ہی ہوا وہ ابر نہان
ڈرا مین اور گھبرائی دل و جان

یقین تھا آئے غش لیکن نہ آیا
وہ بولین اسقدر حیران ہو گیا

نگہبان او طلسمات کا ساتھہ ہین ہم
ذرا دیکھو تو سامان فراہم

کہ کیا کیا اس مین ہے مہیا
طلسمی ہین یہان کے نخل او جا

پھر اسمین خوف کی کیا بات ہے جان
جو مشکل لطف خاطر ہے پریشان

یہہ کہکر پھر پڑہی کچھہ دو دعا کی
کہ بولی دوسری لاؤ وہ مجھسے

نظر اٹھی تو اک گنبد کو دیکھا
بشکل آئینہ شفاف وہ تھا

قریب اوسکے جب آئین دو نظر آ
کیا انہیں پھر باہم یہہ اظہار

کہ اوسکو دور سے سامان کہانا
درون صحن گنبد لے نہ جانا

کہین ایسا نہو آئے یہ باہر
پڑے تازہ مصیبت اور سر پر

پھر اسکے بعد اک کنجی نکالی
مین سمجھا یہہ کوئی ناگن ہے کالی

ایک شکل زبان اوس سے ہویدا
بشکل مار اک کچھہ سا پیدا

سو صندوق لب بند پایا
یہین سے اسنے کنجی کو کہایا

ہنسا وہ در کھلا شکل لب یار
نظر آئے عجب صورت کے دیدار

زبان عاجز ہے اب اوسکے بیان سے
صدا آئی اسے لائین کہان سے

اونہون نے کچھہ بتایا اور سنایا
پھر اسکے بعد یون اک شور پایا

کہ کوئی کچھہ رہا ہے ہاے افسوس
ہوسے جانی نہ تجھسے ہم قدمبوس

کہا مجھسے کہ بڑھ کر سیر دیکھو
نئے سامان کے شائق اگر ہو

بڑہا آگے جو مین بولین یہین سے
جو ہو منظور دیکھو آستین سے

غرض جب آستین کو رکھہ کے منہ پر
نظر کی جسطرف دیکھا نیا گھر

ہزارون طور کے سامان طلسمی
در و دیوار کے سب نقش جسمی

سر شب تک رہا محو تماشا
نظر آنے لگا جب دم اندھیرا

وہ بولین سے مجھے اب چلئے مکان کو
سنا دینگے تمہین اک داستان کو

یہہ کہکر دو رنگ آئین باہم
رہی پھر بعد اسکے ایک ہمدم

وہ آئی سیر گھر تک خرم و شاد
رہا مین تا سحر پھر خانہ آباد

پھرے تھے جسقدر خاطر مین ارمان
نکالے رفتہ رفتہ ہو کے شادان

ہوئی وقت سحر بیدار دلبر
موذن بول اٹھا اللہ اکبر

زبان خصمت جانان جو آیا
تو قابو مین نہ اپنے دل کو پایا

بہا اشکون کا دریا چشم تر سے
گئی آخر پری وہ میرے گھر سے

یہان اس رات نے انجام پایا
وہان اوس رات نے چہرہ چھپایا

کہا خاتون سلطان نے کہ ای شاہ
آپ آتے کل کہیگی یہہ ہوا خواہ

ہوئے رخصت برابر بزم والے
اوٹھے ساغر سبو شیشے پیالے

رات ۹۴

ز فاسے ہوش سے خاطر سے بیزار
اوسی ستی کہاں ہے ساقی [illegible]

کہ جس سے ہو خوشی کے جوش آئین
فسانے تازہ تازہ گوش آئین

لٹین لطف سخن لب سے برابر
کہانی آئی یون عرض بیان پر

کہ جب شہ نے فروغ صبح پایا
تو مقصد گشت عالم دل مین آیا

بسر اوقات کی دن بھر خوشی مین
قریب شام پھر آیا یہہ جی مین

کہ چل کر دیکھیے بانو کو دم بھر
محل مین آ کے سویا فرش گل پر

رہی جب رات کم جاگا وہ سلطان
ہوا ارشاد خاتون سے ابھی ہان

کہا اوسنے وہی [illegible]
سناتا اسطرح سے قصہ [illegible]

کہ اٹھا [illegible] دیکھا
ہوا پھر اور جو کچھہ حال [illegible]

[illegible] بتایا یان [illegible]
کہ وہم پھر [illegible] دیکھی

کبھی رو دیتا تھا اپنے حال پر [illegible]
کبھی ہنستا تھا کچھہ اقبال پر [illegible]

کبھی کہتا تھا یا رب مجلس [illegible]
کبھی کہتا تھا اپنی جان [illegible]

کبھی تھے برزبان یہہ چند اشعار

غزل

فلک نامہربان تقدیر برہم
نہ فرصت ہوگی احسان فلک سے
کہان تو اور کہان یہہ تماشا
نسیم آخر یہہ بیہوشی کہان تک
نظر شرمندہ احسان تقدیر
فریب بخت سے محزون ناشاد
فلک نے اسقدر راحت کہان دی
یہہ کہتا تھا کہ دیکھا سر اٹھا کر
کہا افسوس ناحق ہم نے مارا
ندامت سے ہوا کیا مجھے ہمدم
کہا مینے کہ سن او مرد ہشیار
اب ایسے گر پڑے ہیہات سے [illegible]
یہہ سنکر پھیلا آہو کو سیر پر
کہا اسنے کہ تو [illegible] پوست اسکا
مقابل آئیو اور بیٹھین کیونکر
پہر [illegible] سے بڑی اک [illegible]
غضب اسیر جنون کے اشارے
برابر آکے بجز [illegible] نگاہین
مبارکباد دی بخت زبون نے
دہلایا سنہ کو اشک حسرت [illegible]
ہنسین [illegible] دولت [illegible]
ہوئے جام شراب [illegible] دور

تبا اے حسرت دل کیا کرین ہم
وہی ہم اور وہی پیمانۂ غم
کوئی دم دیکھ لے دیدار عالم
بہت سوسے ذرا چونکو کوئی دم
جگر ممنون زخم تیشۂ تدبیر
بلا کی طرح پیچھے پیچھے صیاد
کہ جسکے بدلے ایسی دشمنی کی
ہوا آہو فدا اسے لطف تقدیر
نہ سمجھا تھا یہہ قدرت کا اشارا
نہین معلوم کیا اسکا ہو انجام
دیا جوش ہوس نے مجھکو آزار
بہانے سے بڑہ سکتا اور [illegible]
کہا مینے کہ دم لے او ستمگر
اوسی سے آج ہوگا رزق میرا
طبیعت سے [illegible] راضی
بلا ہر خوب رو لیکن ستمگار
بلا آئی ہوئی جسکو [illegible]
دہن [illegible]
تبا یارب [illegible] جوش جنون نے
کہا [illegible]
[illegible]
تمنا نے [illegible] کے [illegible]

نہ غافل رہ فریب زندگی سے
اجل سر پر نظر صورت حسرت
نصیب دشمنان ہو جن کے یہہ آرام
نہ بھلا اسطرح بھی جب دل زار
کہ راستے مین اک آہوے رسیدہ
اوسی عالم مین گویا ہر قدم پہ
نہ کہایا تھا کوئی سبزہ زمین کا
قریب آیا جو صیاد ستمگار
کہ اسکی جان جاتی مین ہون مجرم
غرض دیکھا مجھے جب اوسنی ناگاہ
سلامت یہ تو اوس نے [illegible]
ستمگر ہے تجھے کیون رحم آیا
تبا مردیکو اسکے کیا کریگا
اسی تکرار مین وہ چند [illegible]
کہا مینے کہ احسان [illegible]
جبین مین بل شکن گیسو کے برہم
[illegible] سے لب دل [illegible]
دل آیا [illegible] لب پر
جگر [illegible] آتش شوق
[illegible]
[illegible]
[illegible] جوش ہوس مین [illegible]

رسی مضمون کی [illegible]
یہہ سامان جہان [illegible]
ہجوم شوق بس فرصت بہت کم
سے لگا خوب اسباب فراہم
تو پوچھا اک طرف مثل گنہگار
مرے دل کی طرح رحمت رسیدہ
کہ میرے خون سے ہوگی یہہ زمین تر
عوض مین جسکے ہے یہہ حال میرا
تو دیکھا مردہ آہو سے دل افگار
رہے مجھکو امید رزق معلوم
تو زور کر اپنے دل سے [illegible]
ہوا آخر کو اس حسرت سے پا بوس
بھلا او بیوفا کیا اسمین پایا
مگر اسکو بھی کوئی بول لیگا
ستمگار و جفاکار و دل آزار
تمہارا لطف بھی [illegible]
نظر [illegible] دی [illegible]
تماشا آرزو ہر وقت [illegible]
[illegible] تسلیم [illegible] گردن [illegible]
طبیعت مین [illegible]
کہا مینے تمہاری [illegible]
[illegible]
ہوئی [illegible]

طبیعت جانب خمیازہ آئی ‌ ‌ نظر نے اور ہی صورت دکہائی
کہا میں نے کہ لیجو مسکرا کر ‌ ‌ بہولی مصرف رات و [illegible]
قریب نصف شب سے پہر تک ‌ ‌ ہوئی اوسکو نہ مطلب کی خبر تک
کہ راتے میں سے ہی رخصت طلب آت ‌ ‌ خبر نے پائی کوئی پاس سے بات
صدا دی جبکہ نوبت نے سحر کی ‌ ‌ اٹہی وہ نازنین لی راہ گہر کی
کہا میں نے قدا رو جانان ‌ ‌ نہیں افسوس تمکو پاس مہمان
ذرا ٹہہرو کہ اپنا کچھ کہیں حال ‌ ‌ خدا دے اور تمکو عمر و اقبال
عزیزوں سے نہو بیزار ایجان ‌ ‌ کٹی شب کوئی بہی نکلا نہ ارمان
لب شیرین کے بوسوں کی ہوس ہے ‌ ‌ ہنسی وہ دلربا بولی کہ بس ہے
یہہ رغبت اور یہ بندہ ہول کرنا ‌ ‌ مری تسلیم ہی مقبول کرنا
لب بانو پہ یہہ عرض سخن ہے ‌ ‌ کہ وہ شب جو کہ زیب انجمن تہی
ہوئی رخصت سحر نے منہہ دکہایا ‌ ‌ اور اوسی کا زمانہ پاس آیا
بڑہا ساقی بغل میں جام لیکر ‌ ‌ سویرا ہو آئی قلب مضطر
نگاہیں پہر گئیں پنہاں ہوئے شوق ‌ ‌ گئی مانند شب افزائش ذوق
ہوئی جیب عرض سے بانو سلطان ‌ ‌ اٹہے یاران محفل سب پریشان
رہا افسوس مشتاقوں کے جی میں ‌ ‌ کہ فرق آیا ہماری دلگی میں
نہیں خاطر ابہی سیر سے ساقی ‌ ‌ اگر کچھ ہو تو دے کچھ اور ساقی

رات ۹۵

مزاج سیرابی جوش پر ہے ‌ ‌ ہوس کا بار احسان و تن پر ہے
نگاہ آرزو ہے حسرت آمیز ‌ ‌ طبیعت اس طرح ہے چاشنی ریز
کہ جب نور سحر سلطان نے دیکہا ‌ ‌ کیا اسطور اپنے جی میں لیکہا
کہ وہ دید حق ہو بعد از عبادت ‌ ‌ رہے ہے سیر زمانہ حسب عادت
کہا حاضر ہو اسپ تیز رفتار ‌ ‌ جب آیا شاہ عالی جاہ کے ہو اسوار
پہر اطراف عالم میں رہے جب [illegible] ‌ ‌ نظر میں آئی ہر شے کی [illegible]
قریب انجام کے جب دن کو پایا ‌ ‌ صد ہو دادگر محفل میں آیا
نظر آئی جہہ سامان سب بدستور ‌ ‌ ہوئی راضی نہایت طبع مسرور
لیا بانو کو ساتھہ آیا لب بام ‌ ‌ توجہ چشم نے کی سوئے آرام
یکایک بعد بیداری کہا ہاں ‌ ‌ اٹہو بانو سناؤ حال مہمان
وہ بولی جلوہ عرض قلندر ‌ ‌ نشہ والا ہم ہے اسطرح پر
کہ اتہا تیس قرن گذرے جب [illegible] ‌ ‌ کہ میں اوس قید سے مطلق نکلا
طبیعت کو ہوئی دیوانگی سی ‌ ‌ بڑہی ہر چیز سے بیگانگی سی
قرار و صبر بیتابی پر آئی ‌ ‌ ہزاروں ناز و وحشت کی اٹہائی
ارادہ تہا کر بیان کچھ [illegible] ‌ ‌ پڑے اس شرم دامنگیر [illegible]
غرض چاہا نہ ہیں کچھ کسی سے ‌ ‌ وہی بہتر اجازت جو ہو جی سے
مگر دو چار دن یاں اور ٹہہرو ‌ ‌ تامل چاہیے دیکہو تو کیا ہو
اب آج انتیسویں آئے گی [illegible] ‌ ‌ وہ دیکہیں رحم دل ہے یا ستمگار
یہہ باتیں اپنے دل سے کر رہا تہا ‌ ‌ فریب بخت سے کچھ ڈر رہا تہا
کہ پہر آئیں وہ باقی چند [illegible] ‌ ‌ مگر پہر ایک کچھ افسردہ غمناک
بڑہی پہر ایک و نہیں سے دل آزار ‌ ‌ ہٹیں ہتیں اور حیتنی تیر قطار
مرے ہمراہ وہ گلفام آئی ‌ ‌ قریب منزل آرام آئی
بسر کی رات ہر عیش و طرب سے ‌ ‌ اسے طرار پایا میں نے سب سے
کہا آخر دم خلوت کہ اے یار ‌ ‌ یہہ نہیں افسردہ کیوں [illegible]
وہ بولی کچھ سبب سکا نہیں [illegible] ‌ ‌ بتاؤں کیا کہ تم آزردہ دل ہو
یہہ قصہ ہے بڑا کیسے کہا تک ‌ ‌ نہیں فرصت جو ہم لائیں زبان تک
یہہ سنکر میں ہوا افسردہ خاطر ‌ ‌ رکی وہ ہی طبیعت میں [illegible]
ہوا دو دلکو با ہم جبکہ افسوس ‌ ‌ ہوئی یوں آیا سخن تا لب [illegible]

کہ اچھا ہم بجا لاتے ہیں کہنا
فقط اس بات کا ہم سبکو ہے سہنا
کہ پایا ہمیشہ تمکو برہم
خیال ہجر سے دلکو قلق ہے
ہنسا میں اور کہا تا لا مری جان
نہ مانونگا نہ مانونگا یہ باتیں
مگر میں کیا کہوں کتنا مرا کیا
مصیبت اسقدر تمنے اوٹہائی
سمجھتے ہو کہ یہ ہے سحر کی جا
کوئی فاسق کوئی معشوق انکا
زیادہ اسمیں کیا کرنے سے حاصل
اٹھو لاؤ کوئی جام لبالب
اتارا طاق سے شیشا کسی کا
تو اوسکو ہاتھ سے اپنے اٹھایا
چلی افسردہ خاطر ہوکے گھر سے
یہاں اس فکر سے انجام پایا
جدا ساغر ہوئے رو رو سبو سے
کہا بانو نے بس اب کچھ نہ چاہیے ہم
اٹھا سلطان بہر طاعت حق
تردد کیوں ہے اے ساقی ابھی تک
خم و ساغر کوئی دست و بغل میز
پلا کر رونق افروز مکان ہو
کہ سلطان صبح کو بعد عبادت

قلق منظور ہے خاطر نہ سہنا
کہ تم جب سے ہوئے اس گھر میں مہمان
نہ دیکھا ایک صورت پر کسی دم
اسی سے رنگ ہر چہرے کا فق ہے
ہوا منظور خاطر کب یہ احسان
سمجھتا ہوں ہر اک صورت کی گھاتیں
جو مانے اوسکو کوئی ماہ سیما
مگر افسوس یہ اب تک نہ آئی
پہر اوسمیں پوچھنا حضرت کا کیا
نہیں شایان استفسار حال
وہ دیکھو چاند آ پہونچا مقابل
کہ ہو مسرور خاطر آخر شب
بہرا ہاتھوں سے اپنے ایک ساغر
اوسی ہاں مزے سے آزردہ پایا
نہ دیکھا میرے جانب بہر نظر
وہاں پیغام رخصت شب کا آیا
مزے گھٹنے لگے ہر گفتگو سے
خدا اوسکو دولت شاہ عالم

سبب افسردگی کا کچھ نہیں اور
ہزاروں خاطریں سطح پر کیں
طبیعت خوگر الفت ہے سب کی
کہ ناحق کیوں ہوئی ایسی ملی تو
سبب کچھ اور تھا اوسکو چھپایا
نہ احمق ہوں نہ ہوں سادہ لوح اتنا
سنا جب یہ کہا کتنے ہو بد ظن
بڑے ہے ذی فہم ہو اوس پر یہ تکرار
کوئی خوش ہے کوئی آزردہ جی تک
سمجھ لے گر یہ ہمراز کوئی
گھڑی بہر سے زیادہ اب نہیں رات
پئیں دو چار ساغر طبع ہو شاد
ملایا منہ سے میرا اوس پی لے
مکدر ہو کے توڑے چند ساغر
بہت میں نے کہا ٹھہرو تو او جان
نسیم صبح ٹھنڈے کے دل
اٹھی ساغر سے ہر شیشے کی گردن
یہ کہتے ہی اٹھیں شمعیں اوپر

رات ۹۶

مگر وعدہ کیا ہے کچھ کسی سے
خراماں جا پہونچا اپنے محل میں
سخن تا ناز بردار زبان ہو
ہمیشہ جسطرح تہی اوسکی عادت

ضرورت ہو تو بسم اللہ گھر جا
مگر اک ساغر لبریز گلگون
سنا میں قصص گلچین زبان سے
پہر اوس دن بہر قریب آخر روز

طبیعت کا ہے کب کوئی طرح تم
زیادہ ہو جو صحبت سے انجمن میں
محبت سے ہے دلوں میں ایک شے کی
کہ جس سے روز اک حاصل ہے افسوس
زبان تک خوف مالک سے نہ آیا
کہ جو تم مجکو سمجھا دو کہوں ہاں
مری جان جانکے ہاں تو اپنے دشمن
کسی صورت نہیں ہوتے خبردار
کوئی غمگین کوئی ہے دل لگی پر
چھپے کا ہیکو ایجاب راز کوئی
مزا کیا دیکھی اتنی دیر میں بات
عذاب فکر سے خاطر ہو آزاد
نہ رغبت کی جو کچھ اوقات سوچی
کہ اتنے میں سحر آئی برابر
نہ مانا اور ہوئی نظروں سے پنہان
ہوئے بے لطف سب سامان محفل
سمیٹا ہر طرف سے سب نے دامن
ندا آنے لگی اللہ اکبر
کہ تہا وقت ادائے طاعت حق
زیادہ دیر کرنے سے خوف کیا
کہ جسکو دیکھنے والا ہے سکے خوب
ادا ہوا اسطرح فیض جہان سے
جسے کہتے ہیں شام تیرہ

طرف دولت سرا کے خوش دل آیا | ہزار دیدار نازو کا اٹھایا
ہوا ایسا سو بانو نے طناز | کہ تا گوش آئے پھر کیفیت راز
کہ جب منصہ قسیون دن نے دکھایا | طبیعت میں مرے یہ قصد آیا
مزاج آرزو ہو خود بخود شاد | نظر آئیں حدود ملک آباد
نگاہیں مضطرب لب محو فریاد | تردد آشنا دل طبع ناشاد
زبان ساکت لبوں میں جنبش شوق | بظاہر ہے یہ مکر و راغب ذوق
کسی کے سر پہ احسان ہدایت | کوئی ممنون سامان حمایت
قریب اونکے جو میں پہنچا تو پوچھا | کہ مردان خدا یہ حال ہے کیا
خطا کیا کی کہ جسکا ہے یہ جوال | عمل میں ہے ایسے کیا بد افعال
غرض میں پاسبان کے پاس آیا | پئے تسلیم گردن کو جھکایا
یہاں سے کس طرف لیجایئے گا | زباں سے حال کچھہ فرمایئے گا
وہ بولا بھلکوان باتوں سے کیا کام | نہیں کہتا ہے یہ آغاز انجام
وگرنہ ہوگا تیرا بھی یہی حال | خبر سے پہلے اپنی او بد افعال
یہی تکرار تھی اون سب سے باہم | کہ اتنے میں وہی پھر چند ہمدم
نگاہوں سے ہوئے پوشیدہ جس جب | انہوں نے اصطلاح کی گفتگو تب
مگر تمنے نہ مانی ایک بھی بات | نہیں اچھی نہیں اچھی یہ گھات
کہا میں نے کہ ہاں مجبور ہوں میں | نہ مانے جی تو صاحب کیا کروں میں
کرو عذر خطا بہتر یہی ہے | یہاں کا قاعدہ اکثر یہی ہے
یہ سمجھا کر وہ حور پاکدامن | مرے ہمراہ آئی تا بمسکن
ہوئے سامان عیش افزائی رغبت | سمجھ کر یار سے بڑھا کی رغبت
اسی صورت سے وہ بھی مبتلا آئی | بہت تا نصف شب راحت اٹھائی
کھلی جب نیند آنکھہ اوسکی کیا بار | تو بولی جان من تازہ لا کوئی یار
تبسم سے یوں کہا آفت جاں نے | نگہ پھر رو رو خاطر کو پریشان

لگے سب کام راحت زائد از زور | ذرا سویا تو پھر جاگا بدستور
وہ بولی لطف الفاظ و معانی | بیاں ہے یوں قلندر کی زبانی
کہ آج اوس سمت پہلے پہر شبگیر | جہاں کچھہ بلند سے طبع گیر
اٹھا یہ سو چکر تھا گرم رفتار | کہ زنجیروں میں تھے اک قوم گنہگار
تقاطر ریز ابر چشم گلگون | ہر اک آنسو بشکل قطرۂ خون
کسی کے پاؤں میں زنجیر آہن | کسی کے اشک تر قربان دامن
کسی پر پاسبان کے قہر پیہم | کوئی مشکل مزاج بار بر ہم
کہاں سے تھے ہو آئے ہو کہاں سے | کہ ہر رو رو فزا ہو گی یہانسے
بنولا کوئی کچھہ دشمن سے خبر آہ | اشارے سے کہا ہے خوف ہمراہ
سنایا دست بستہ اصطلاح پیر | کہاں سے آئے ہیں یہ چند مضطر
کہ انکا جرم کیا ہے کیا خطا ہے | یہی انکی سزا دینے کی جا ہے
نہ تک یہ وہ آپنے ہوش میں آئے | خبردار اب نہ ایسے جوش میں آ
کہ کیا کیا کچھہ نہیں آیا عمل میں | مرے پاسے بہت دست بغل میں
مقابل آئین اور کچھہ نہ ہوگا | نہ وہ مجرم نہ وہ سامان دیکھا
کہ کیوں جی تمکو سمجھایا یہاں تک | کہ منصہ میں تھک گئی اپنی یہاں تک
کہا اکثر نہ گھر سے باہر آؤ | خطا ایسا نہو کوئی اٹھاؤ
یہ سنکر پھر پڑی اک حو چیالاک | کہا مجھسے نہوا تمنے بھی بیباک
کہ جو آیا کہا اوسنے بتکرار | کہ بے شک ہر طرح میں ہوں خطاوار
پھری دن بھر جو بھر خاطر میں آیا | کہ اس عرصے میں شب نے منھہ دکھایا
بھرے ساغر مے گلگوں سے دو چار | پلائے اور کہا قربان دلدار
پھر اسکے بعد سوئے اک پہر ہم | ہجوم شوق میں جاناں سے باہم
بسے و ساغر رہیں تا صبح جاری | ہوئی از حد جو وہ محظوظ خاطر
فقط دس دن میں اس سامان کے باقی | نیا ہی ہوگا پھر تو دور ساقی

کہاں ہم اور کہاں تم اور یہ سامان
انہیں باتوں میں تھا رخصت آیا
دعا کرتا کہ پھر بھی ہو ملاقات
گئی یہ کہکے گھر اپنے وہ دلدار
سپیدی شمع کی شعلوں میں آئی
کیا لطف فلک نے شب کو تاراج
دکھایا صبح نے حسن حسین کو
نہ بہلی خاطر بیتاب ساقی
کہ جسکا ذکر باقی ہے زبان پر
رہے پیش نظر دیدار عالم
کہ چلیے سو رہا تو پھر آرام
سناؤں آج پھر عرض قلندر
ہوا اک پیسواں دن پھر جو ہمکا
ارادہ یہ کہ چلیے پھر کسی جا
بڑھا میں اک طرف کو سخت مضطر
نہ پوچھا تھا کچھ ایسا دور گھر
مگر لب پر فغاں آنکھیں گہر ریز
سمجھے اس رنج سے کیا دل اسطرح
وہ بہاگی اور بہی اک آفتی تیز
تمام اعضا میں لغزش تھی جو میں خشک
کیا دیکھتا تھا مڑ اور سے نظر کو
وہی شہر اپنا اور گھر اپنا دکھایا
تصور یہ طلسم اور تھے یہ جا

مصیبت ہو گئی پیوست گریبان
اور اسی مضطر بحال خویش پایا
میسر آئے پھر اسطرح کی رات
رہا میں مضطرب بیتاب ناچار
نظر میں ہو گئی شکل جدائی
ستے پھر طبع کو تکلیف بیداد

غنیمت ہے یہ فرصت چند دم کی
کہا جاتے ہیں تو خالق کو سونپا
کہ ہم تم ایک جا ہوں پھر آرام
یہاں تک جب سخن آیا زبان پر
پریشاں دل ہوئے یاران محفل
ہوئے سلطان سے رخصت بزم آرا

رات ۹۷

پلا جام سے نایاب ساقی
توجہ یوں ہے عرض داستان پر
ہوا اس طرح جب محظوظ و خرم
بڑھا گھر کی طرف شاد و بکام
تھا نہی جاور کہا وہ مرد مضطر
وہی نقشا جا پھر رنج و غم کا
مگر کچھ خوف بھی اس گفتگو کا
گھر ریزی پہ جو شوخ دیدۂ تر
کہ گزری اک حسین سیری نظر سے
زبان سے کچھ سخن میں شکوہ آمیز
مگر دل کو کسی سے سلسلہ ہے
مجھے گھورا بچشم خشم آمیز
قریب اسکے جاکے دیکھا اک چمن خشک
کہیں جاتا تھا دل از خود دور گھر کو
وہی ساماں ہی منزل ہی جا
ستھیں معلوم ہوا کہ میں پھر کیا

طبیعت آرزو مند سخن ہے
کہ پھر وہ شاہ بعد صبح کوشش
قفر سوئے فلک کی شام آئی
جب آیا سو رہا جاگا تو کیا ہو
زباں سے یوں سخن پیرا ہے شاہ
طبیعت رنج تنہائی سے برہم
غرض دل نے کہا جو کچھ مرے جی
پریشاں صورت گیسوئے جاناں
کہ زیر نخل بیٹھی ہے وہ خوشرو
قریب اسکے میں آیا اور پوچھا
یہ سنتے ہی اٹھی اور سنی کچھ
ڈرا میں اور بیٹھا او سجانے کیا
وہیں اک حوض اور فوارہ پایا
گیا میں پاس اسکے اور جہاں میں
عزیز و اقربا احباب موجود
اسی فوارہ و حوض و چمن تھا

کہاں بخت میسر ہو گی ایسی
مگر ایجاں رکھنا دھیان میرا
رہے شرمندہ فلک بخت ناکام
تو اوس شب کا ہوا کچھ حال ابتر
اٹھا تا جا رہا مہمان محفل
کہا انہ نے خالق کے حوالے
کیا تا بندہ رخسار زمین کو
اوسی قصے کی شایان انجمن ہے
ہوا رونق فزائے سیر گلشن
طبیعت میں ہوس اسطرح آئی
کہا بانو سے میں قربان لالا
کہ جب گھر کو گئی وہ غیرت ماہ
تردد سے نہیں فرصت کسی دم
کہاں تک یاں کف افسوس ملیے
مصیبت کے ستم دست گریباں
چھپائے ہیں رخ شفاف گیسو
کہ اے رشک پری کچھ حال کہیے
نظر آیا اسے جسدم مرا رو
چھپا اک سمت کو شکل گنہگار
کسی نے خوب دل کو کو بنایا
ہوا ثابت کہ آ پہنچا وطن میں
کیا میں نے ادائے شکر معبود
ابھی یہ ہو گیا اک شہر میرا

کہاں ہیں اور کہاں گھر سے چلو
سنا ہے کہ پھر ویاں کے پہلو

یہ دل میں سوچ کر میں باہر آیا
قدم اپنا نہایت جلد اٹھایا

ارادہ یہ تھا کہ اپنے گھر آؤں
کہیں دم لوں ذرا آرام پاؤں

کہ اٹھی اک طرف سے ایک بجلی
اوسے دیکھا تو رنگت میری بدلی

گھری وہ ہر طرف سے جھک کے یکبار
قدم اٹھتا ہوا اوس وقت دشوار

پکارا میں کہ اے خالق مدد کر
کرم کا وقت ہے اس وقت مجھ پر

کہ اتنے میں کسی نے یوں صدا دی
غرض کیا اب جو کچھ حالت ہوئی تھی

یہ سنکر میں نے منہ پھیرا جو یکبار
تو دیکھا میں برابر پھر وہ دلدار

وہی ہیں خشم زادوں کے اشارے
کہ بولی ایک وہ نہیں کہ پیارے

نہیں تم باز آتے سیر سے آہ
ادھر آؤ ہمارے ساتھ للہ

یہ کہکر پہلیں مجکو وہ باہم
مگر یہ بھی نہیں کچھ پر لحظہ پھر ہم

کبھی سوے فلک گاہے زمیں پر
برابر ہو گئیں تھیں سب برابر

نہایت دیر میں گئی وہاں سے
ہوئی نزدیک پھر اپنے مکان سے

وہاں ٹھہریں سب اور یوں سنایا
کہ یہ اب گھر تمہارا پاس آیا

خدا حافظ بس اب جاؤ مکان کو
کرو آباد اپنے آستاں کو

نگہباں کہ باقی ہیں کئی روز
پھر اسکے بعد ہو گے راحت اندوز

یہ کہکر وہ گئیں گھر اپنے یکبار
رہی باقی فقط پھر ایک دلدار

وہ لے آئی مجھے پھر اپنے ہمراہ
مکان پر پیر با صد عزت و جاہ

سحر شب سے ہوا دور ماہتاب
مہیا سب رہا عشرت کے اسباب

بسر کی نصف شب تک یوں ہی اوقات
جب آدھی سے زیادہ آگئی رات

تو بولی وہ پری سن او پیارے
گلے سے جلد مل جاؤ ہمارے

سحر تک لطف بیخوابی اٹھایا
پھر اسکے بعد رنج ہجر پایا

اٹھی وہ نازنین با چشم پرآب
ادھر میں جاگ کر با قلب بیتاب

سر اوس کو تر کرتا تھا ہر دم
فراق یار کا پیش نظر غم

نگاہ یاس سے تکتا تھا ہر بار
اور وہ پھر وہ نالہ بر لب مثل بیمار

کبھی حسرت سے آہیں بھر کے کہنا
مری جان سمجھے تم غافل نہ رہنا

اگر کچھ بھی محبت ہو تو جانی
تحمل کرنا خیال اے مہربانی

سمجھا کوئی شیدا تھا ہمارا
رہا تھا ایک شب اوسکا اظہارا

سنا ہے کہ کریں اکدم یاد
کہ تا اوسکا دل ناشاد شاد ہو

یہ باتیں کہہ کے رو دی اور گئی گھر
رہا میں صورت سیماب مضطر

زبان پر آئی جب بانو کی یہ بات
تو اوس محفل سے پوشیدہ ہوئی رات

ہوا انجام دونوں کا برابر
یہاں بانو ہوئی جیسے ان قلندر

ہے افسردہ دل اس اہل محفل
اٹھے ہر چند سب لیکن بمشکل

زبان پہ لفظ رخصت لا کے روئی
وفور اشک سے رخسار دھوئی

رات ۹۸

بڑھا ساقی اٹھا کر جام خالی
ملی یاروں کو چہرے سے بحالی

پلا ساقی شراب آتشین رنگ
کہ بدلیں خاطر بیتاب کے ڈھنگ

سر مینا جھکا پھر سوے ساغر
کہ داماں تمنا کچھ تو ہو تر

دہان غم کو کچھ کر جائے جام
کہ رہتے ہو مزاج شوق ناکام

امیدیں دل کی پیدا کریں آج
ارادے آرزو کو نذر دیں آج

ہوا سے شوق جھونکے دے برابر
رہے باقی نہ تکلیف مقدر

شکست کاست کا زمانہ بھول جائیں
مرادیں لطف آسائش اٹھائیں

زبان مصروف ہو عرض سخن میں
مضامین شوق بن جائیں دہن میں

بیان سے جھلکیں الفاظ و معانی
دکھائے لطف اپنا یوں کہانی

کہ ہنگام سحر شاہ فلک جاہ
جسے کہتا تھا عالم غیرت ماہ

خدا نے حسن وہ ایسا دیا تھا
کہ ہر خیل حسیں اوس پر فدا تھا

جبین و عارض روشن جہان تاب
منگایا اسپ خوش رفتار اپنا
غرض جون تون وہ سارا دن گذارا
قدم فرسا ہوا کچھ پھر آرام
رخ بانو کو دیکھا خوش ہوا دل
قریب نصف شب سویا آرام
پکارے حاضرین محفل شاہ
یہہ سنتے ہی اٹھا شاہ فلک جاہ
وہ یون عرض سخن کا جیسے ہے
فروغ مہر چمکا بام و در پر
کہا یارب تجھے پر کہتا ہون پھر سا
کہتا تجھ خلاصی اس بلا سے حاصل
بڑھا جاتا تہا پھر وہ یہہ عالم
کہا خالق نے کیہ دلشاد تمکو
کہا سب حال جو گذرا تہا تجہہ
نگہبان تو زمان راحت ہے
مگر اس قید سے رخصت لے گی
ہوا رخصت یہہ کہکر مرد کامل
تو مین درویش کے باتون کا غم کیا
یہہ سمجہا کر حبیبین وہ مہر خسار
نہایت لطف سے وہ پیش آیا
بڑی آرام مین آخر ہوئی رات

قدم سے تا بہ سر تصویر نایاب
ہوا اسباب اطراف مصفا
رہا شیدائے عالم کا نظارا
نظر آنے لگی کیفیت شام
توجہ کی بسوے عیش منزل
شریک ہیکو بانوے گلفام
کہا اے سلطان عالی جاہ للہ
کہا بانوے جاگا و عزت پناہ
لذائذ بخش لطف مدعا ہے
ہوے قصر و مکان ہر سو منور
بتا دے کہ ہر طرح سے کام میرا
رہے باقی نہ کوئی امر مشکل
کہ ناگہ ایک مرد بس بکرم
خدا کے خانہ آباد تم کو
کہا درویش نے اسد اکبر
کہی دن اور یہہ رنج و تعب ہے
اذیت اور ہی تقدیر ہی گی
کہ اس عرصے مین پہرہ چند قاتل
ابہی سے فکر سامان الم کیا
رہے باقی وہی پہر ایک لمحہ
طبیعت سوے الفت کہنچ لائی
مزا دیتی تھی اوس ظالم کی ہر بات

اٹھا بستر سے سوے قصر آیا
کبہی گلشن کی خاطر نے ہوس کی
کہ اس عرصے مین سلطان کو آ کے
مزاج شاہ مین پیدا ہوا شوق
طعام آب سے فرصت جو پائی
غرض جب رات نے دامن سمیٹا
دم بیداری حضرت اب آیا
بیان کر اب نیا حال قلندر
کہ جب تقیسوان دن پیش آیا
فراغت مین نے کی ذکر خدا سے
بجز تیرے نہین ہر کہتا وسیلا
یہی کہتا ہون گھر سے باہر آیا
سو مشرق سے پہر سمت آیا
کہو کس سمت سے تشریف لائے
یہہ ابذائین اٹھا کر یان تک آئے
پہر اسکے بعد ہوگا رنج اک دو
یہہ سنکر مین ہوا بیتاب مضطر
مقابل پہر آئین اور کہا یون
جو ہوگا دیکھ لینا خوش کہو دل
تشفی کا سخن لائی زبان پر
ہوا پہر بادہ گلگون کا اک دو
کہا مین نے جب اپنا حال سارا

جہان کو خرم و دلشاد پایا
کبہی شہر و رعایا کی خبر لی
ضیا سے جسکے ہی شان کو کب
لے آئی سوے خانہ کثرت ذوق
طبیعت جانب آسائش آئی
ہر اک بیدار جا بستر پہ لیٹا
کہ شب نے طول دامن کو کہٹایا
وہ بولی اے خدیو دادگستر
سحر نے نور کا نقشا جمایا
لیا یون کام لفظ التجا سے
بتا میرے لیے کچھ تو ہی حیلا
قدم اپنا پھر اک جا اٹھایا
سے تسلیم سر مین نے جہکایا
مرے دنیا کے کیا کیا کچھ اٹہائے
مرے کیا زندگی کے خاک اٹہائے
فلک کا ایکسوت پر نہین دور
کہا درویش نے حکم مقدر
کہو جی سن کے کامل نے فسون
خدا کرتا ہے آسان امر مشکل
وہان سے مجھکو لے آئی مکان
کہون کیا جو ہوا دہشت سے
تو اوس نے یون کیا

کہ سنتہ تون سچ کچھ بھی غضب ہے
ہوا ثابت بڑا تو بے ادب ہے

کو اوسکے ساتھہ جاتا تھا یگانہ
جو تجکو آفرین کہتا زمانہ

کہ وہ رخصت ہو گئی گھبرا کے یکبار
رہا حیران مین مثل گنہگار

ابھی مین سن چکی ہون حال تیرا
بھلا ملتا ہے جی کب تجھسے میرا

ہوا اب پھر طرف سے تو سحر ہے
عبث پھر تو مطلب بیخبر ہے

سفیدی سے عیان وہی سحر ہے
جھلک اب کم ہے شعلون کی شرر ہے

پھر اس نے داغ غم تیرا اٹھایا
مگر مجھکو نہ اتنا رحم آیا

انہین باتون مین آخر ہو گئی شب
کہ تونے پایا مین کچھہ غرض مطلب

نہایت سنتین کین کچھہ بہانا
کہا ہنس کر عبث ہے یہہ بہانا

یہان تک قصہ بانو نے کہا تھا
کہ پھر اختر ہوا سامان شب کا

نظر اٹھی جو بانو کی فلک پر
تو دیکھا چھپ گئے اختر برابر

ہوئی یہہ نیکی خاموش خاتون
نہ آیا پھر نظر وان ایک مضمون

نہ ساقی تھا نہ مینا تھا نہ تھا جام
زبان پر تھا فقط اللہ کا نام

رات ۹۹

وہ دے ساقی جو ہو ہستی فراموش
مرے دے رفتہ رفتہ نیست ہر ہوش

صفا مین قصہ آغاز پائین
بیان پر سطح الفاظ آئین

رعیت کو خوش و آباد پایا
مزاج شاہ مین یہہ قصد آیا

پنگا کر جلد اسپ تیز و چالاک
ہوا سیاح لطف دامن خاک

بہت کچھہ دیدہ حق بین سے گذرا
تماشے سے نہ تھی خالی کوئی جا

زمین پر سبزہ نوخیز کا فرش
زمرد گون بسطرا جا بجا فرش

کہین گلہائے خودرو رنگ رنگ
کہین کچھہ اوپہی صورت تھی سنگ

زمین سے سائے کی پردہ پوشی
مٹی مہر فلک کی گرم جوشی

چمکنے تھی شمع کے شعلون سے ہر سو
ملا محفل مین ہر پہلو سے پہلو

کہا بانو سے کیا ہے حال محفل
وہ بولی کثرت سامان حاصل

غرض کچھہ دیر سے شاہ و بانو
کہ رفتہ رفتہ مدلا شب نے زانو

رہی شب کم بیان ہوا کہانی
سنین پھر کچھہ قلندر کی زبانی

کہ جب تینتیسون دن مین نے دیکھا
تو سب روزون سے افزون تھا تماشا

زیادہ کوس سب طے ہو گئی تو
نظر آیا مجھے لبریز اک چاہ

اوسی مین سے اچھلتے تھی برابر
پریشان ہو کے گرتے تھے زمین پر

گذرتا تھا جو اسپر کچھہ زمانا
تو یون تا گوش آتا تھا فسانا

اونہین پھر ہوشیون مین گفتگو ہو
زبان سے وقف فیض آرزو ہو

کہ سلطان صبح کو نکلا جو گھر سے
ہوا آگاہ حال خیر و شر سے

کہ جیسے سیر کو تا دن گذر جائے
شعاع مہر کوٹھون سے اتر جائے

کہین دم بھر کہین ساعت سے افزون
وہ ٹھہرا جا بجا مشتاق مضمون

نہال سبز مرغان نوا سنج
بہار چشمہ لبریز بے رنج

لگا ہونے مین طراوت جس سے آئے
دل بیتاب کیفیت اٹھائے

انہین سیرون مین آخر ہو گیا روز
بڑھا مغرب کو مہر عالم افروز

ہوئی آغاز کو تکلیف انجام
قدمبوسی کو آئے گیسوی شام

بڑھا سلطان برائے مدعا ناز
ہوا ارونق فزائے قصر شاہان

کہا بہتر چلو سوئین لب بام
کہ آب و خور سے فرصت ہے دل آرام

یکایک شاہ عالی جاہ جاگا
کہا بانو سے اٹھہ او ماہ سیما

وہ بولی آج سے تینتیسوان روز
بیان کرتا ہے یون وہ ہجر اندوز

کہا خاطر نے چلیے باہر آیا
قدم پھر ایک جانب کو اٹھایا

نظر آیا قریب اوسکے نیا ڈھنگ
کہ کچھہ الماس گوہر لعل خوش رنگ

وہین ہوتے تھے غائب پھر نظر سے
اٹھا لیتا تھا کوئی خاک پر سے

کر جلد آگ کر ہار اپنی و کہا
بنو سب نخل پھل اور پھول لاؤ

یہ سنتے تھی صدا گتے سے ہے شیخ
کہ ناگہ ایک باز تیز پرواز
در آیا اوسمین اور اک دیو نیک
یہ کیا کرتا ہے ہم بھی یان ہین موجود
جو چشم غیظ سے بھی انکو دیکھون
مقابل آئین اور بولین کہ اب جان
مبادا اپنے دل پر یح اٹھاؤ
یہ سنکر وہ ہنسین بولین کہ ہان جی
ٹرے ہی دیر سے آخر ایک طرار
ٹرے ہین گستاخیان ہر ہر طرح پر
کیا آخر فلک نے ہمکو بیدار
اٹھی وہ نازنین لعل ادھر آ
نہین ہم زندہ یا مرجائین غم سے
کہ دل پہلو مین ہے مشتاق پرواز
مرے ہمدم مرے پیارے مری جان
ہوئی یہ کہکے وہ ظالم روان آہ
اور اڑتے جلوہ ہاے صبح نے ہوش
خموشی چاہی عرض گفتگو نے
دعا کو میرے آ خالق آرزو نے
صدا آئی زمین سے پھر نہین ہم
یہی نکلین دہن سے لفظ باقی
کہ وقت صبح صادق شاد ہی شادان
وہ شبدیز صبا رفتار ناگاہ

عجب اک باغ ہو جاتا تھا طیار
پرون مین امسکے باہم نغمہ و ساز
بہت غوغا کے دوڑا جلد مجھپر
سر کہ ہٹ سامنے سے جلد مردود
یہی بہتر ہے اپنا راستا لون
ہمارے تم ہوے جسدن سے مہمان
جدائی کی مصیبت ہم پہ لاؤ
بجز آفت بہلتا ہے نہین جی
ہٹی ہنس ہنس کے پھر ایک یکدل لگا
کبھی چھیڑین کبھی بوسے پرار
دکھاے صبح تنہائی کے آثار
جدائی ہے گلے سے میرے مل جا
چھڑاتا ہے فلک ستیر قدم سے
لبون پر آہ حسرت آہ دمساز
چلے ہم سے لے خدا تیرا نگہبان
بیان پیدا کیا دل نے زبانہ
تڑپتے ہین بتیا بیان گہٹنے لگے ہونٹ

مین اوس جا یہ تماشا دیکھتا تھا
وہ آیا میری جانب کو بصد شور
مین سمجھا لے لیا ظالم نے مجکو
وہ سنکر خوب کانپا اور بولا
ہٹا وہ دیو یہ الفاظ کہکر
کبھی تکلیف سے فرصت نہین ہے
کہا مین نے کہ ہان نادم تو ہون مین
چلو نو دن ہین باقی اب آنا
مرے گھر پر وہ آئی شاد و خرم
رہی جب رات تھوڑی سی باہم
گلو سے سفید کھلے ضیق ہوا ہے
خدا جانے فلک کیا پیش لاے
یہ چند انفاس کی الفت بلا تھی
ہوس کہتی ہے اب جینے سے حاصل
سبے ہے یہ حسن عالمتاب وشر
کیا پیدا سخن نے جب یہ انجام
نہ وہ سامان نہ وہ یاران محفل

رات ۹۸

مرا ساقی مرا پیمانہ بھر دے
ملین لب سے برابر جام ہم ہم
خدا را پھر پلا اک جام ساقی
ہوا پھر ایک جانب کو خرامان
اٹھا ایسا کہ بولا شاہ بدالله

ہجوم آرزو سے تنگ ہے دل
جھکے مینا کی گردن خم سبو ہو
ہوس گستاخیان سیکھی وکھاے
طبیعت نے ہوس کی سوی گلگشت
ترا ہمسر نہین دو جہان مین

نہ تھا قابو مین میرے قلب میرا
زمین پر بیٹھ کر اوسنے کیا زور
مگر آئی صدا اک اور ایسی او
کہ مین قربان کیا مقدور میرا
کہ پہلو سے مرے تو حور پیکر
زیادہ کہنی کی طاقت نہین ہے
جواب اس بات کا کیا تمکو دون مین
کہان ہم تم کہان یہ لطف و پیمانہ
پیے جام سے خوشرنگ باہم
کہ شیدین سیتون کی تھین فراہم
ترشح سا ہوا ابر دعا سے
یہ صورت سامنے آئے نہ آئے
نہین طاقت مجھے ہوتا کہ کیا ہی
جو ہو داغ فراق یار بر دل
الٰہی تاکہ ہے دنیا کا گلشن
تو رخصت سب نے چاہی آہ آرام
بجز چند آہ یا کچھ حسرت دل
لے ہاتھ اپنے کیا کیا آرزو نے
الٰہی جلد ہو آسان یہ مشکل
ترقی خیز جوش آرزو ہو
زبان پر عرض مطلب یون پھر آئے
کیا سلطان نے اپنا گرم توسن
خیال خام ہے ثانی گمان مین

غرض مراح پہ پہنچا ایک جا پر
طراف باغ مین تھا صلقہ آ کر
مناسب ہے کہ دن سارا بسر ہو
کہ کچھ دور اور بڑہ کر سیر کر لو
نہایت قصر عالی صاف براق
چہپر کہٹ مین ہوا رونق فزا شاہ
تشکل و امن و لدار سمٹا
تعلق کی سوے بانو خوش ہوا دل
کہ تہی جو بات میرے دل مین پائی
کوئی دم سو نمین وہ بولی کہ بہتر
کہ شب ہے اور دو گھڑی بہی ہے باکم
وہ بولی اب قلندر صاحب ہو شور
کہ مین راہی ہوا گھر سے پہر کس سو
کہ اک غل ہے ابہی جانے نپاے
کہ دیکھا مین نے پہر وہ چند ہمراز
یہہ کہکر کچھ پڑہا کم ہو گیا شور
وہ رسیا تھے لیکر جھکو آئین
مگر بفضل خدا ہے خوش تباہ دل
یہہ کہکر وہ گئین جب وہ گئی ایک
قدم چومے ملین آنکھین بصد شوق
کہا مین نے کرونگا ورد اسکو
کہان تم اور کہان ہے نام میرا
نما نا کچھ مین لیٹا اور سن کر

کہ تہا وہ باغ منشل شوق تب تب
زمین و برگ و شاخ و نخل سب تر
قریب چرخ سے وسعت اگر ہو
حدود باغ کی کامل خبر لو
بظاہر تہا متاع عمر آفاق
کہ تا ہو دور کسل و زحمت راہ
چہپا جلد اسقدر گویا نہین تہا
وہان سے جلد آیا سوے محفل
نظر نے خوب کیفیت اٹھائی
ہوئی ہنگام سلطان سے براہ
کہا پہر شہ نے بانو سے کہ ہمدم
بیان کرتا ہے یون با کثرت جوش
کہ دیکھوں آج پہر سامان دلبر
کوئی ہے جلد اسکو کہینچ لائے
چلی آتی ہین کچھ کرتی ہوئی ناز
کہا مجھسے او نہون نے یون کہ ای ہم
پہر اسکے بعد تمہین سخت کہا ناز
کہ بہتر ہی ہوا جو کچھ ہوا حال
حقیقت یہہ ہے اور بسی مین وہ ایک تہی
پہر اسکے بعد جب آیا مجھے ہوش
کہا کیا خوب ابہی اپنی خبر لو
مگر شامت نے ہے کچھ کو گہیرا
مزے اٹھنے لگے عیش باہم سے

قریب اک چشمۂ سیراب و شیرین
خوش آیا شاہ کو گہوڑے سے اترا
یہہ کہکر زین اتارا اور بچھایا
پہر آیا یون طرف سلطان خوش دل
ہزارون طرح کے سامان آرام
کہ اس عرصے مین نور مہر روشن
بہار شام آنکہون مین پہر آئی
مہیا دیکھکر ساز طرب کو
پہر اسکے بعد بانو نے کہا یون
پہر آخر کو جگایا حاضرین نے
سنا مین نے ترے صدقے وہ کہانی
کہ جب آیا نظر جو تسلون روز
غرض اک دشت ہیبت زا مین پہنچا
مین گہبرایا کہ جاؤن اپنے گہر کو
مجھے دیکھا کہا کیون جی نمانا
چلو اس جا سے یہہ ہے یون گا کہے
کہا کدم اور اگر ہم یاں ٹہرتے
لو اب آرام سے راحت گزین ہو
جمال ایسا کہ صدقے مہر انور
تو اب یہہ مین نے جانی نام کیا ہے
یہہ گرمی کس سے سیکہی اجی واہ
وہ یہہ کہتی رہی بار گل اندام
د کبہی مشاغل کی جب کی ستی برابر

کہ جس سے روح کو ہوتی تہی تسکین
کہا دل مین نہایت خوب جا ہے
مگر پہر دل مین سلطان کے یہہ آیا
نظر آئی وہین اک اور منزل
مناسب فرش رنگین ہر در و بام
جو پہلائے ہوے تہا رایت شاہ ناز
محبت سے شہ کو سوے خانہ لائی
کہا صد آفرین ہر باادب کو
کہ اب ہے مختصر اس شب کا مضمون
کہا سلطان سے یون اک نے جس نے
کہ جس سے آئے بوے مہربانی
تمازت پر تہا مہر عالم افروز
وہان دیکھا عجب اک قہر برپا
الٰہی کسطرح پہر پاؤن گہر کو
پہنچو اسطرف کا تمنے آنا
یہان دم بہر ٹہرنے مین خطر ہے
تو زندہ تجکو ہرگز بہی نپاتے
نکالو حوصلے دل مین ہون جو جو
ہوا قربان دل اوسکے مکر پر
ہنسی بولی کہ تمکو کام کیا ہے
نئی تمنے نکالی آج تو راہ
کہ میرے دل نے چاہا اور ہی کام
کبہی دامن کو میں سے کرتی تہی تر

اسی مین یہ فتنہ زفتنہ غفلت آئی
اوڑا اسی نیند کی آنکھون سے حیائی

لپٹ کر سو رہے کچھ دیر باہم
مگر اس عہد سے ہوئی نہ شب ہی کم

اٹھی وہ حور طلعت سیر کر کے
کہا اوس سے گو کر چشم تر سے

کیا اتنی دیر کا آرام کیا تہا
فقط اک رنج دنیا نہ دیا تہا

سو حاصل ہو چکا لو حق نگہبان
دم رخصت قریب آیا ہے اے جان

جگر پر داغ فرقت لے چلے ہم
اسی کی میہمانی تہی یہہ کچھ غم

یہہ کہتی تہی کہ نور صبح چمکا
گئی وہ گہر بنا مین شعلہ غم کا

یہان تک تہی زبان پر لذت نالے
کہ اوس شب کا دگرگون ہو گیا حالے

پکارے سب کہ اب باقی نہین تاب
کہا بانو نے ہم کرتے ہین کرتب

یہہ کہتی ہی ہوئی خاموش خاتون
نظر مین پہر گیا جنت کا مضمون

اٹھے سب انجمن والے برابر
رہا افسوس تکلیف فلک پر

رات ۹۹

پلا ساقی وہ خم والی گلابی
مگر اوس جام مین ہے وہ جو آبی

مبارک ہے مصفا ہے سدا ہے
تعلق ہے اوسی کو مدعا ہے

وہی اکثر طلا ہے سیر لب ہے
نہایت لطف سے طرز ادب ہے

اوسی سے کچھ محبت ہو گئی ہے
کدورت دل سے بالکل دہو گئی ہے

تصور مین اوسی کی آرزو ہے
نظر کو انتہا کی جستجو ہے

مین صدقے اب نکر تاخیر پیالا
کہ ابتر ہے نہایت حال دل کا

اٹھا لا جلد چمکا پہر دہن مین
کہ لطف بیخودی آئے سخن مین

زبان مصروف فیض گفتگو ہو
سخن پہر آسے شرح آرزو ہو

مزا دے گوش کو لطف زبانی
بیان ہو اسطرح لفظ و معانی

کہ پہر وقت سحر سلطان ذیجاہ
ملازم چند لیکر اپنے ہمراہ

بڑہا قصر فلک منزل سے اک سو
نظر آیا اوسے تو شہر تک آہو

اٹہا یارا ہوار تیز رفتار
ارادہ تہا اگر ہو یہہ گرفتار

تو اوسکا حسن بانو کو دکہا لے
محبت اوسکے دل کی آزما لے

یہہ سوچا اور رہا گردش مین تا شب
مگر وعدہ نہ تہا اوسکا مرتب

گہرا حلقے مین لیکن حسب کر کے
نہ ہاتھ آیا کسی فرد بشر کے

ہوا نادم نہایت دلمین سلطان
کہا ناحق رہا اتنک پریشان

گیا رخ آخر اوسنے سوے خانہ
کہ رستے مین ہوا اون بہی بہانہ

قریب شام آیا گہر مین جب شاہ
کیا بانو کو حال دل سے آگاہ

وہ بولی مین فدا سے شاہ عالم
نہ دلمین لائیے اس بات کا غم

سب آہو ابہی ہوتے ہین حاضر
عبث ہے آپکے افسردہ خاطر

غرض سمجہا کے شہ کو سو گئی خاتون
کہ اس عرصے مین آیا وقت مضمون

ہوا بیدار سلطان اور یہہ بولا
کہ جاگا وہ حور طلعت ماہ سیما

وہ اٹہی اور ہوا افسانہ آغاز
کہا اوسنے کہ اب وہ مرد ممتاز

بیان کرتا ہے تہا پیشتر آن روز
کہ چمکا رستے مین مہر عالم افروز

نہ مین اوس روز نکلا گہر سے باہر
رہا پابند حکم چند دلبر

غرض نوبت بجی جب دوپہر کی
طرح مین تہا بیان قلب و جگر کی

کہا خاطر نے کب تک قید خانہ
نہین ہے ضبط کا باقی زمانہ

ارادہ تہا کہ چلیے پہر کہین سو
کہ آ پہنچین وہ معشوقان خوشخو

بڑہی پہر ایک ایا وہین سے بدستور
کہا جو کچھ کہو ہے آج منظور

کہا تمنے جوانا خوش ہوے ہم
نہین خاطر مین باقی اب کوئی غم

یہہ کہکر وہ ہوئین گہر کو روانہ
رہی باقی فقط کچھ شب شبانہ

آتاری طاق سے مین نے گلابی
ہوے لبریز جام آفتابی

پلانے لگین تون سے اوس پری کو
کیا محظوظ کچھ اپنے بہی جی کو

کہا مین نے کہ اے یار دل آرام
طبیعت لوٹتی ہے آج اک جام

وہ کیا یعنی کہ جب سے میں ہوں یہاں
نظر آتے ہیں ہر دن تازہ ساماں
مگر کھلتا نہیں اوسکا کبھی حال
یہ کیسا ہے مری جان یاں کا جنجال

سنا ہے نام اک سلطان جادو
نہیں معلوم خوش خو ہے کہ بدخو
وہ رہتا ہے کہاں کیا شغل اوسکا ہے
مہیا کون سی اوسکو نہیں شے

تمنا ہے کہ ہو اوس سے ملاقات
عجب کیا ہے غریبوں کی سنے بات
بہار بزم دیکھیں ہم بھی ہمدم
نظر میں آئے ہے وہ تو کیونکر

تپاک اتنا تو اوسکے پاس جاتے
مصیبت اپنی رو رو کر سناتے
یقیں ہے رحم کچھ آتا مقرر
عنایت لطف فرماتا وہ ہم پر

مگر یہ ہے خیال خام میرا
نہیں ممکن کہ ہو یوں لطف تیرا
جو اوسکا کچھ نشاں مجکو بتا دو
خدا جانے کہ کیا ڈر دل میں لائے

سنا جب اوس پری نے یہ اشارا
کہا ہنسکر خوشی تیری گوارا
مری جاں وہ ہے شاہ ملک جادو
کہ زوروں دیو پر رکھتا ہے قابو

مکاں اوسکا ہے یاں سے چار منزل
پہنچنا ہے وہاں تک سخت مشکل
طلسمی ہے سراسر کارخانہ
نہیں ہے ایک صورت پر زمانہ

کبھی وہ ملک بن جاتا ہے صحرا
کبھی آبادیوں سے لطف افزا
کبھی گلشن نظر آتا ہے ہر سو
کبھی کچھ اور ہی صورت کا جادو

قدم رکھتا ہے جو اوس سرزمیں تک
وہ ہو جاتا ہے میمون مور نخچیر
پھر اسکے بعد بنتا ہے وہ طائر
عجائب رنگ کچھ ہوتے ہیں ظاہر

نہیں کرتا کسی سے بھی ملاقات
ہزاروں سال تک رہتی ہے اوقات
جو جی چاہا تو اوسنے کر دیا روز
نہیں تو ظلمت شب جلوہ افروز

فقط پریوں کے رخ کی روشنی ہے
وہاں دیوار جادو کی بنی ہے
وہ اون سب سے زیادہ پر روشن
ہزاروں رنگ کے اوس میں ہیں گلشن

وہاں جا کے بشر یہ کیا ہے مقدور
تصور منزلوں اوس راہ سے دور
یہ کہکر وہ ہنسی بولی کہ کیوں جی
کہو اب تو تمہارا خوش ہوا جی

جواب اسکو رہیں بیکار کوئی دم
کہ بکتے بکتے فرصت رہ گئی کم
کہا میں نے کہ بہتر لیجے آرام
اٹھی یکبار پہلو سے وہ گلفام

نظر کی آسمان پر صبح پائی
کہا رخصت کہ ہے وقت جدائی
بھر آئے آنکھ میں میرے بھی آنسو
کہ ہوتا تھا جدا یار پریرو

کہا میں نے خدا حافظ مری جان
ہوئے مجھ پر نہایت تیر ہجران
گئی وہ اپنے گھر تنہا رہا میں
اوسی غم کا ہوا ہوں مبتلا میں

یہ بانو کہہ رہی تھی تا بدل شاد
ہر اک سامع تھا محو لطف ارشاد
کہ شب رخصت ہوئی اور صبح چمکی
نظر آنے لگی تصویر غم کی

ہوئی برہم جو تھے سامان محفل
قدم اٹھتا ہوا اور بس جا سے مشکل

رات ۱۰

ادھر آ او صراحی جام والے
ہلا شیشوں کو جھلکا جلد پیالی
دہان خم کو وا کر دل ہے مشتاق
کہ تا ہو لیں کوئی دم فکر آفاق

کہاں تک اضطراب کثرت شوق
یہی کہتی ہے اب فرمائش ذوق
کہ ساقی کی تمنا کس لیے ہے
اٹھا لو آپ کوئی ساغر مے

ہم اوسکے ناز سے گذرے غرض کیا
نہ رکھنا چاہیے ہرگز بھرا سا
مگر شرط محبت کچھ رہی ہے
کہ گو مشتاق ہی اس وقت جی ہے

مناسب ہے لحاظ اوسکا بھی ہمدم
بہت کچھ سر پہ ہیں احسان پیہم
ذرا سی دیر میں آزردہ کیوں ہو
کہو اتنا تو منہ سے ہی نہیں دو

غرض سب جا ہے یہ بیجا
کہ لا جام لبالب کوئی ایسا
کہ جسکو پی کے عرض گفتگو ہو
حضور سامعیں کچھ آبرو ہو

سخن مانند بادہ لب سے ٹپکے
نہ چھپیں شیشوں سے بھی آنکھ جھپکے
زباں پر آئے اک تازہ کہانی
کہانی لطف مضمون جوانی

سنبھل اے خامۂ وقت گفتگو ہے
پھر اسکے بعد گھر سے باہر آیا
پھر اک جا ہر طرح آبادیائی
اسی عشرت میں پوچھا سو کلدار
کہا شہ نے بیان کر حال اپنا
مگر یہہ درد میرا لادوا ہے
اب اس سے درگذر ای میر سلطان
یہہ سنکر شاہ بولا ہان بیان کر
اسی عرصے میں مہر عالم افروز
پھر اسلطان مگر افسردہ خاطر
غرض وہ وقت سارا ہنس کے سویا
اٹھو اب رات کم ہے کچھہ سناؤ
کہ جب چھتیس ٣٦ دن پیش آیا
کہ مشکل ہے رسائی اوسکے تا در
اسی تجویز میں تھا مضطرب دل
ہنسیں بولیں کہ ہمکو دی پہیلی
یہی ہے بہتر جب تک ہیں آرام
عبث خاطر میں ہے یہہ شوق مجھکو
میں ہون ممنون آسائش تمہاری
کہ می ہوا اور ہم ہوا اور ہم ہون
قریب آئی مری پھر وہ پریزاد
یہہ سنکر ہیں مسند پر بٹھایا
رنور جوش مستی میں جو آئے

تصور اسطرح اب روبرو ہے
طرف مشرق کے گھوڑیکو اٹھایا
دل سلطان میں پھر یہہ بات آئی
وہاں پایا کسیکو خاطر افگار
سنا جسطرح ہو جنجال اپنا
کہوں کیا جو کہ میرا مدعا ہے
کوئی لحظہ ہوں اس عالم میں مہمان
خدارا التماس استان کر
کہ جو تھا اس جہاں سے بہرہ اندوز
کہا جی میں ہوا مطلق نہ ظاہر
گئی دم بعد نقد ہوش کھویا
وہاں بیٹھی ہو کیا پہلو میں آ کر
تو وہ کہتا ہے خاطر نے سمجھایا
گذر ہوگا بشر کا کسطرح پر
کہا یارب کسطرح آسان ہو مشکل
مگر نا مقصد ہر گز اوسطرف کا
وگرنہ اور بھی ابتر ہی انجام
بشر پر پہنچیگا کیا بے فتنہ عقو
جدائی کب ہے ایسوں کی گوارا
ہر اک لحظہ ہر اک ساعت ہم ہوں
جو تھہارہ گئی تھی مثل آزاد
لبالب ایک جام سرخ لایا
کہیں کیا جو مرے دل نے اٹھائے

کہ ہنگام وداع شب وہ سلطان
انتظار کر کے اطراف جہان کے
کہیں ٹھہریں کہ ہوں اس کا انجام
کمال درد دل سے رو رہا تھا
وہ بولا اے خدیو داد گستر
زبان محو حیا ہے گفتگو سے
گذر جاؤنگا جب ہستی سے اپنی
وہ بولا کل سناؤنگا کہانی
ہوا اطراف مغرب کو روانہ
کہ یہہ کس وجہ سے ہے یون دل افگار
ہوا جب شنیدہ سے فارغ وہ سلطان
کہا اب کیا قلندر کا بیان ہے
کہ چلیے جانب سلطان جادو
ابھی ہے کچھہ دنوں تک صبر بہتر
کہ پھر وہ چند معشوقان باہم
خطا پاوینگے بن جاؤ طائر
تمنا ہے فضول اوسکی مری جان
کہا میں نے یہہ سمجھانا بجا ہے
تمنا ہے کہ گلے تن سے گر جان
یہہ سنکر خوش ہو میں بولیں الٰہی
گلے مل کر کہا مجھسے کہ جانی
پلایا اوس پری نے جو دل نشین
بہر راحت میں گذری شب تک

رہا مصروف وہ صبح اک آن
بلند و پست دیکھے ہر مکان کے
نظر آئے جہاں گیسوئے شام
رخ اپنا آنسوؤں سے دھو رہا تھا
ترے احسان ہیں عالم پر برابر
میں خوردہ نادم ہوں اپنی آرزو سے
مزا پاؤنگا کچھہ ہستی سے اپنی
اگر باقی رہیگی زندگانی
بڑا سامان شب کا شامیانہ
نہیں کرتا کوئی ایسا بھی لٹا
پکارا اپنی بانو کو کہ ای جان
وہ بولی اسطرح پیر دستان ہے
مگر کہتی تھی ہے ہے وہ پریرو
سمجھ لینگے دم حکم سخندر
ہو ہو میں بیٹھی نظر سے فراہم
ہوا آتے ہیں وہان کی سخت سیاہی
نہ جو امر آسانی سے شایان
تب اوس نے ہمت کیا مدعا ہے
تو اوسدم تک ہے حاصل سلیمان
کہ ہم رخصت یہہ جا کر گھر کو نکلا
سمجھیں بھی ہے امید مہربانی
کہا مجھسے کہ صاحب خانہ آباد
پھر آخر سنکے وہ بولی کہ یک یک

اب آؤ سوئیں جان کچھہ آرام
کہ آپہنچی ہے شب نزدیک انجام
غرض باہم وہ ہم سویا کیے خوب
ہوا آخر فلک کو یہہ نہ مرغوب

جگایا اوسکو وہ بولی کہ اب جان
اٹھو پیش نظر ہے اور سامان
وہ چمکی صبح رخصت ہوتی ہیں ہم
کیا اس صبح نے آرام برہم

گئی وہ گھر رہا میں منتظر حال
کمی پر آگیا پھر اوج اقبال
یہہ باتیں بر زبان لائی خجالون
ہوئی اوس رات کی صورت دگرگون

شریک بزم جو جو تھے وہاں پر
تحیر میں تھے لطف آسمان پر
کہ کس راحت میں یہہ سامان کہایا
کسی نے ایک کو یکجا نہ پایا

ہوئی سلطان سے چپ چپ بات بانو
رہا سلطان شائق سر بزانو

رات ۱۰۳

مزاج آرزو ہے تنگ ساقی
وکہا پھر خدا کچھہ رنگ ساقی
لب مینا سے ٹپکا کوئی قطرا
کہ ہو گلگون لباس جام صہبا

بہار افزا ہو رنگ ارغوانی
مزے پیدا کرے جوش جوانی
مقصص احسان میں عرض سخن کے
تصدق ہو بیان یوں انجمن کے

کہ جب آئی نظر وہ صبح دلخواہ
تو پھر پھر تماشا شاہ ذیجاہ
ہوا اسباب لطف صحن خاکی
ہوس نے اسطرح خاطر میں جا کی

کہ آج اوس دشت میں چندے پھریں ہم
کسیکا بھی نہ جس جا پر گذر ہو
غرض رہوار خوش رفتار اٹھایا
مناسب شوق کے صحرا جو پایا

رہا صرف دید سبزہ ہر سو
کہ اس عرصے میں پایا اون نے پہلو
مزاج مہر نے گرمی کہائی
ہوا سے شوق یوں گرمی پر آئی

کہ سوتا ہے کوئی ساعت اسی جا
پھر اسکے بعد دیکھیں اور رستا
نظر کی جانب اشجار یکبار
ہوئی اسطور سیر خاطر طلبگار

کہ ہیں وہ جو برابر نخل باہم
اونہیں کے سایے میں ٹھہریں گھڑی ہم
بڑھا سلطان قریب اونکے جو آیا
وہاں اک اور ہی مضمون پایا

کہ دو طائر ہیں آپس میں سخن سنج
بیان کرتے ہیں کچھہ کیفیت رنج
کہ صد افسوس دکھہ ناحق اٹھایا
اور اسپر بھی اوسے ہنستے پایا

یہہ کہکر جب دکھہ ہوتا ہے خاموش
تو وہ جو دوسرا تھا یار ہمدوش
صدا دیتا ہے کیا قسمت سے چارا
کسی ہے گفتگو کا اسمیں یارا

اٹھانا چاہیے احسان تقدیر
عبث ہے آرزوے حسن تدبیر
رہو راضی ابھی جو پیش آئے
کرو شکر اسکا جو قسمت دکھائے

ہوا حیران ولیکن شاہ سنکر
کہ طائر آنکھہ سے گذرے ہیں اکثر
مگر گویا نہیں پایا کسیکو
ذرا ٹھہرو یہیں بہلاو جی کو

وہیں سلطان نے ڈیرا اپنا جمایا
تو پھر گویا انہیں اسطرح پایا
کہ بولا ایک کیوں اب کیا کریں ہم
کہا اوس دوسرے نے ہاں کہی دم

وہیں ٹھہرو کہ شاید دل بہل جائے
زمانہ رنج و غم کا کچھہ تو ٹل جائے
یہہ کہتے ہی اڑے وہ دونو باہم
مزاج شاہ میں پیدا ہوا غم

کہ اونکا بھید مطلق کچھہ نہ پایا
یہہ کیا تقدیر نے سامان دکھایا
پھر اوس جا سے لیکن طبع برہم
نظر اٹھی تو دیکھا دن ہے کم

نہ پہنچا تھا محل تک ہو گئی شام
جب آیا گھر میں پایا لطف آرام
فراغت کی جو کچھہ منظور دل تھا
ہوئے بانو و شہ آخر کو یکجا

ہم آغوش خواب سے سوئے لب بام
ہوئی کچھہ دیر میں کچھہ تکلیف آرام
کہ جاگی دفعتاً بانو سلطان
کہا بانو سے سلطان نے ابھی بات

وہ بولی یوں سنا ہے تو لیکن
کہ تھا سنتا ہیوں میں مقرر
جو میں گھبرا کے گھر سے باہر آیا
قدم آہستہ آہستہ بڑھایا

مگر کچھہ دور جاکر پھر الٹیں
ذرا ٹھہرا گئی دم جا بجا میں
یہی ڈھونڈھتا تھا اونسے ملاقات
جو دیکھیں اپنے جی میں کہ کی گہات

نہ پوچھا تھا ابھی گھر تک کہ ناگاہ
کسی صورت تیا ہر گز نہ پایا
اتاری سر سے چادر اور بچھائی
میں لیٹا پھر راحت اوس پہ
ہوئے برگ و نہال و شاخ گویا
وہ آیا اور نہ چاہے میرے آگے
اڑا کر لیچلے مجکو وہانسے
دعا میری ہوئی مقبول اسدم
جب اوسکی طبع ہوتی ہے پریشان
لیا ہمراہ اور آئیں مکان پہ
یہ کہکر وہ ہوئیں رخصت بڑا کر
جو اس جانب قدم رنجہ کیا تھا
اٹھو لاؤ گلابی اب بھر جام
سحر تک لطف باہم خوب اٹھایا
نہ بہلا دل کسی صورت کسی دم
انہیں باتوں میں یان [illegible]

یہیں ہوا لازم تھا دیکھی نئی راہ
ہوا ناچار تب جی میں یہ آیا
ہوا ایسے میں ٹھنڈی ٹھنڈی آئی
کہ غفلت نیند کی آئی برابر
کہ ناحق میں نے ایسا وقت کھویا
نکالی منہ سے اونسے چار ناگے
کہ آیا ایک شعلہ آسمان سے
کہ ناگہ پھر وہ معشوقان ہمدم
یہاں کے دیکھنے آتا ہے سامان
کہا ہنسکر کہ اب تم کیوں ہو مضطر
رہی پیش نظر اک ماہ پیکر
نہایت قہر کا یہ سامنا تھا
ہوا تا کچھ طبیعت پائے آرام
رہا موجود جو کچھ دل میں آیا
طبیعت تھی جو بیتابی سے برہم

پھر اچانک طرف گھبر کے ہر بار
کہ ٹھہرو زیر نخل سایہ دار اب
پسینا تھا جو اعضا میں وہ سوکھا
یکایک دیکھتا کیا ہوں کہ وہ جا
یہی غل تھا کہ اک طاؤس خوش رنگ
وہ لپٹے میرے اعضا سے برابر
وہ پھیلا ہر طرف سے گھر گیا میں
ہوئیں وارد پریزاد اس سطح پر
یہ کہکر کچھ پڑھا اون سب نے باہم
تمہارا گھر ہے بیٹھو سو گئے اب جان
وہ میرے پاس آئی اور سنایا
مگر مالک کی خاطر نے بچایا
کہا میں نے کہ بہتر پھر کے ساغر
گئی گھر اپنے پھر لا کر
تو دیوانوں کی صورت تک رہا تھا

ہوا گھر کا پہنچنا سخت دشوار
بچھے جب واں لے سبز کر دو مشین
طبیعت خوش ہوئی ہوش اڑ گئے سب جا
ہوئی آئینہ سان روشن سرا گا
جسے دیکھے سے ہو عقل و خرد دنگ
پھر اسکے بعد وہ آگ ہو گئے پر
پکارا اپنے رب کو اب جلائیں
کہ ہے نادان یہ جہاں مضطر
اتر آیا میں اون جا پر اوسی دم
بغل میں اپنے لو بیٹھا زہ مہان
تمہارے جی میں یہ کیا آیا
جو ایجاب پاس وہ شعلہ آیا
پلائے اوسکو اکثر اور پکر
گھڑی کتنی ہوئی فرقت کی دشوار
نہیں معلوم وہ سدم تھا
نہ نکلی پھر لب پر آ کے بات

رات ۱۰۳

گذرگاہ جہاں ہے تنگ ساقی
امنگوں پر ہے عمر نوجوانی
فریب زاہدی سے ہو کے غافل
کرو مینخانہ میں جیسا کچھ سا ہو
سو مدت سے بجا لاتے ہیں سب کچھ
خدا کے واسطے کر عفو تقصیر
دہن میں جا سکے کا کوئی قطرا

عجب گرچہ شیشے میں باقی
پیا تھوڑی سی لیکن ارغوانی
رہی کچھ روز محو مقصد باطل
عجب کیا ہے جو حاصل مدعا ہو
تجھے ہر طرح سمجھاتے ہیں سب کچھ
کہ تھوڑی ہو چکی اسدم یہ تقدیر
وہی پھر جوش ہو خاطر میں پیدا

کہ فرصت زندگی کی چند دم ہے
قسم کھاتا ہوں دنیا و سبو کی
ثواب توبہ بھی توبہ کی ہے
سبو و جام کے جو ہوں قدم کو
مگر افسوس تجکو ہے وہی ہیان
پھر اس منہ خم کا مہر گل رنگ ساغر
زبان پہ ہو کے سخن وقف بیان ہو

اگر محروم رہ جائیں ستم ہے
کہ پاس توبہ سے بیزار جی
توقع دی ہے یوں پیر کرم نے
کرو مضبوط عہد پیشہ کم کو
پھر اک سے کہتا ہے تجانے
لا منہ سے کہ خوش ہو قلب مضطر
سر اتنا میز ہوں پھر استان ہو

کہ جب انجام شب کا منہ دکھایا
خراماں اپنے گھر سے باہر آیا
پس از گردش جو اوس صحرا میں آیا
اوسی صحرا میں سویا ایک جا پہ
ہوا صرف عبادات الٰہی
غرض جب بندگی سے سر اٹھایا
یہہ سنکر اپنے دل میں خوش ہوا شاہ
ہوا اسوار اسپ خوش عنان پہ
منگایا بولا طعام و آب لاؤ
یہہ آتا ہے کہ بانو ساتھ کہاں ہے
کہا سلطان نے کہا و ساتھ کہاں
رہی ستی رات کم سوئے برابر
کہ ہاں جی کچھ سناؤ دیر کیا ہے
وہ کہتا ہے کہ جب مہر جہانتاب
اٹھا میں اور نہایا پہنے پوشاک
یکایک آنکھ جھپکی اور غش آیا
زبان سے پڑھ رہی ہیں لفظ اکثر
کہا بہتر چلو اپنے مکان پر
کہ تھی وہ نازنین ان سب میں طاق
سخن کی گرمیوں سے جان بیتاب
تردد سے طبیعت منزلوں پر
کیا چھوٹا دیا مجکو ادا سنے
کسی کا کیوں نہ ہیں چھوٹا غرض کیا

سحر کا لطف تو آنکھوں کو بہایا
عنان شبدیز کی لے اور بڑہایا
تو اوسکا کچھ نشان تک بھی نہ پایا
کہ تا گذرے یہہ دن شب ہو برابر
وہاں کی دور ہو یارب تباہی
تو گوش شاہ میں یہہ حکم آیا
کہ نکلی مد جاکی سیری کچھ براہ
قدم رنجہ کیا اپنے مکان پہ
اٹھو صاحب نہایت جلد جاؤ
خواصیں جلد جائیں اوسکو لائیں
وہ بولی سینے دل سے حکم مانا
پڑا جب عکس مہ سلطان کے سینہ پہ
کہو اب کیا قلندر نے کہا ہے
ہوا رونق فزائے قصر سیماب
ملا عطر اور بڑہا اک سمت بیٹھا
نہیں معلوم پھر کس نے اٹھایا
وہی کرتی ہیں دم مجھ پر برابر
مرے ساتھ آئیں تینوں جھپکر
نہایت خوش سلیقہ گرم دیدار
سرور آنکھوں میں لے لوٹتی ہے آ
فدائے آروی روشن مجمع حور
میں سمجھا اوسکے طرز مدعا کے
ہنسی اور بولی آہستہ کہ اچھا

اٹھا سلطان سابق پھر بدستور
تمنا یہہ کہ چلیے پھر اوسی سو
ہوا رنجیدہ اپنے دل میں سلطان
کہ بعد از دو دو پہر پھر آئے طائر
یہہ طائر حال اپنا کچھ سنائیں
کہ کل اسوقت یہہ قصہ کہیں گے
بسر اوقات کی صحرا میں دن بھر
سو بانو نہایت شاد آیا
ہوا موجود سب کچھ ایکدم میں
یہہ سنکر آئی پیش شاہ بانو
فراغت پا کے آخر بانو و شاہ
ہوا بیدار بانو کو جگایا
وہ بولی آج تم سارے تمیلوں روز
تو میرے جی میں آیا دن رہے کم
نہایت تیز جاتا تھا برابر
کھلی جب آنکھ دیکھیں تین دلدار
جب آیا ہوش بولیں جی کیسا ہے
گئیں وہ رہ گئی پھر ایک وس جا
جبیں سے تابیا نور مجسم
زبان سے کچھ کلام شوق پیدا
کہا مجھسے کہ حاضر ہے کوئی جام
کہ اوسکو تم پیو تا قلب ہو شاد
سمجھ لیں گے غرض ان کو ہم بھی

کہ جسکا حال ہے ہر شب میں گو
جہان دیکھے تھے دو طائر وہ گھر گو
کہ صد افسوس بر آیا نہ ارمان
نگاہ شاہ نے جب پائے طائر
زبان پر داستان شوق لائیں
کہ گر آج پھر ساکت رہیں گے
چھپایا مہر نے جب روئے انور
کہا خاتون نے کیا ہے شاہ بابا
کہا شہ نے کہ طبع باکرم میں
جھکایا سر ادب سے تا بزانو
فراز بام پر وہ تو ہنسنے لگی را
زبان پر اسطرح اوسوقت آیا
نظر آیا ہے اوسکو سخت دلسوز
عجب کیا ہے جو چیز میں قید ہے ہم
کہ ٹوٹا وہ ان کو اک تارا سا مجبور
کہ میں سر پر کہڑی مثل گنہگار
کہا سینے کہ ہوں ہر طرح اچھا
نہایت خوش ہوا جی اوس سے ہمدم
سر اک انداز میں سو ناز پایم
جبیں سے شان مشتاقی ہویدا
اٹھایا سینے بولا لے دل آرام
کہا سینے کہ ہے یہہ تازہ بیداد
کہ اب باقی رہی ہے رات کم بھی

یہ باتین ہو کے لیٹے یار ہمدم
رہی مطلق نہ پروائے دو عالم
مگر آخر صبح نے چہرہ دکہایا
ادہر سے آمادہ رخصت ہوا پایا
ادہر سے بہی ہوئی کچھ اشک افشانی
ہی دو نو طرف تکلیف ہجرانی

سحر تک تھی عجب راحت فزا رات
تہی باتین تہین سب لطف کی گھات
تو ٹپکی اشک سے چشم تر سے
جدائی ہو گئی ادہر سے
یہ بانو کہہ رہی تھی جو کہتی رات
ہوا مصروف طاعت پہر خوش اوقات

رات ۱۰۵

جبین صبح چمکی آسمان سے
تامل پہر ہوا کچھ آج ساقی
کہ شیشے مین چھپایا درد باقی
کہ ترسے خاطر مشتاق برہم
مزاج بیقراری ہوئے برہم
زبان سے نیتین نکلین برابر
مگر پہر گر نہو تکلیف ساغر
نہ مطلق رحم سے دل آشنا ہو
خیال بخل وقت دعا ہو
بہلا آزردگی یہہ کس خطا پر
سبب غیرت کا کیا اس التجا پر
سنین بہتر جواب او صبر ہمت
خدا را جلد برسا ابر رحمت
کہ یارب عمر ساقی تا قیامت
سبو لبریز ہو مینا سلامت
مضامین حسن معشوقی کہانی
زبان پر اسطرح الفاظ آئے
بڑہا پہر جانب صحرائے منظور
وہی کی دو پہر گردش مستور
برائے استراحت زین بچھایا
تہکا تہا نیند کا جہونکا سا آیا
کہ اس عرصے مین دونو طار آئے
زبان پر عرض مطلب یون وہ لائے
طبیعت کیا عجب ہے کہ بہل جائے
اسی صورت سے کچھ حسرت نکل جائے
تمام اسباب دنیا تھا فراہم
بہت محفوظ رہتا تہا بہر کدم
کہا کل جاونگا کرتا ہون آگاہ
چلو تم بہی سفر کو میرے ہمراہ
یہہ کہکر لیچلا یو ہنچا مین او سجا
کہ تہا پریون کی آمد کا وہ رستا
یہہ کہتے ہی اک آندہی آئی ناگاہ
ہوا تاریک عالم چھپ گئی راہ
اڑا وہ دوسرا بہی اوسکے ہمراہ
رہے مشتاق مطلب خاطر مشتاق
فراغت پائی کل شرب جب
ہوا راجع دل اوسکا سوئے مطلب
پہر اسکے بعد سو لئے شاہ خاتون
ہوا جب تنگ شب کچھ گرگون

زبان ساکت ہوئی عرض بیان سے
نظر مین ہی تکدر سا ہویدا
ادا سے بہی ہوتا ہے پیدا
دل بیتاب ہے مصروف پرواز
کمال بیکسی پیدا کرے ناز
لب مینا دہان خم رہین بند
کئے سو سو طرح گو کوئی ترجیح
یہی ہے بات یہی ہے خوب ہے
جو دلکو تمہارے مرغوب ہے
کہ ہو زیر قدم ہر لب نثار ریز
سخن جو منہ سے نکلے عجز آمیز
کہ سر سے تا بہ پا ہمین تہائین
دعائین تا زبان اسطرح آئین
اور ہی مستی مین تکلیف سخن کو
برابر رشرب فیض دہن کو
کہ جلوہ دیکہکر حسن سخن کا
برائے دید سلطان معلے
دلا سے دن تو زیر تحمل معلوم
پریشان شوق ششدر محروم
مراقب کی طرح آنکہین موندین
رہا غفلت سے ہم صحبت ودم خیبر
کہ تو تاجر ہے مین سلطان عالم
سنا او اپنا اپنا قصہ باہم
وہ بولا باپ سوداگر تہا میرا
کیا کرتا تہا ہر جانب کا پہیرا
قضا را اکدن دلمین جو آیا
تو مجکو ساتہ اپنے بلا یا
نہ سرطبع کو ہمیشہ کاری
کرے منہ سامنے کل بہر باری
کہا تیر مدد سے نا خدا سے
جہاز اپنا بڑہا جلد الیسی جا سے
یہہ لفظ چند کہکر اڑ گیا وہ
نہین معلوم کس جانب گیا وہ
پہر اگہر کی طرف دیکہا نہ شام
ہوا داخل محل مین شاد و ناکام
لیا آغوش مین بانو کو کیا
رہا راحت و فرحت سے جلوہ گاہ
جگایا شوق سے بولا یہہ سلطان
کہ اے بانو کہو حال جہان

وہ بولی راوی سابق قلندر / بیاں کرتا ہے یوں حال مقدر
کہ جب چمکا جمال مہر مہرو / نظر آنے لگے رخسار و پہلو
اٹھا بستر سے اپنے میں پریشاں / ہوا اندوہ سے دست و گریباں
وہ انتالیسواں تھا روز فرقت / بہت تھی کاوش دل سوز فرقت
کہا دل نے کہ چل لیکن یہ سوچا / کہ ہوگا سامنا پھر اک بلا کا
خدا جانے سفر ہو یا نہیں ہو / یہی بہتر کہ جو کچھ ہو یہیں ہو
بہر صورت طبیعت کو سنبھالا / بڑی مشکل سے وہ دن میں نے ٹالا
کرن خورشید کی ہلکی ہوئی جب / بڑھی کچھ کچھ ہوائے دامن شب
وہ دونوں باہر آئیں میرے پاس / مجھے دیکھا مگر با حسرت و یاس
کہا میں نے کہ کیوں ہے آج افسوس / قریب آؤ کہ ہے شوق قدم بوس
بڑی اک ور سہی وہ بانو ثانی / دکھائے اس نے لطف نوجوانی
کبھی پہلو میں تھی گاہے ہم آغوش / نئی شوخی کی گھاتیں تھیں نئے جوش
رہی تا نصف شب گرم سخن وہ / پھر اسکے بعد کھولے اوس نے گیسو
شمیم مشک زا لپٹی ہوا سے / حذر بانکا طبیعت نے خدا سے
کہ جسکو سونگھتے ہی کھو گئے ہوش / ہوئی کیفیت ہستی فراموش
بظاہر نیند لیکن وہ غشی تھی / دعا شاید فراموشی نے کی تھی
کہ میری بھی تھی تاثیر کچھ دم / سنوں چندے خیال ہوش باہم
اسی صورت سے سوئے تا سحر خوب / کہ آنکھیں محو غفلت بر ہیں محجوب
یہ عالم تھا کہ جس دم صبح کے پر / ہوا مصروف ابدا یوں مکرر
کہ پہلو سے جگایا اوس پری کو / عطا کی بیقراری میرے جی کو
نظر پڑتی تھی جو اطراف زمیں پر / تو دیکھے جلوہ ہائے صبح محشر
بہ حجرہ اشک نے عارض کو دھویا / ٹپک کر دامن کو بھگویا
کہا اوس نے کہ کیوں روتے ہو پیارے / ابھی ہونگی ہزاروں ہی نظارے
اٹھا کر چند لطف آشنائی / جگر پر تیرے پہلے داغ جدائی
بس اب کل کا ہے دل پیچاں باقی / پھر اسکے بعد ہوگا اور ساقی
نہ ہم ہونگے نہ یہ سامان بھیجا / اٹھاؤ گے ستم گردوں کے کیا کیا
یہ فرما کر ہوئی رخصت پری رو / بیاں باقی رہا دل پر نہ قابو
یہ رمز شوق بانو کہہ چکی جب / تو دیکھا صبح ہے رخصت ہوئی شب
اٹھے ساماں ہوئی خاتون خاموش / سگئے یاران محفل خود فراموش

رات ۱۰۶

کوئی دم اور ساقی مہربانی / کہ اب باقی یہی ہے اک کہانی
ہوا چالیس شب کا خوب انجام / نیا پایا فلک نے اک لحظہ آرام
طبیعت نے جہاں تک ہے طلب کی / تری ہمت نے ہر ساغر میں بھر دی
دہن شیشوں کے منہ تک خم ہوئے / رہا لبریز ہر جام کیا کیا
نکالیں آرزوئیں سیر ہو کر / دعائیں دیں دل و جاں نے برابر
حقیقت میں تری ہمت ہے عالی / نہیں پھرتا کوئی مشتاق خالی
نوازش پر گہر ہی ہے دل میں موجود / رہے بخیر ہمیشہ فضل معبود
زباں ملتی ہے تیرے کرم کی / نہیں ہے احتیاج اس میں قسم کی
مگر با این ہمہ اک آرزو ہے / طبیعت کو اوسی کی جستجو ہے
کہ جسکے کیف سے ہوتا ہے دل شاد / رہا کرتی ہے خاطر خانہ آباد
ہوس گستاخیاں کرتی ہے ہر دم / دکھاتے ہیں ارادے جوش پیہم
سو امید عنایت میں طلب ہے / اگر ہو لطف تیرا کیا عجب ہے
مگر وہ جام جو گھر ابست ہے / ساقی اوس میں اک شیشے کی ہے
ملا منہ سے بقصد مہربانی / کہ پھر آغاز پر آئے کہانی
سخن اسطرح آتا ہے بیاں میں / فسوں کا جوش ہے اس داستاں میں
کہ جب گزری وہ شب سلطان نے پوچھا / نہیں باقی کسی جانب اندھیرا

فروغ صبح سے تارے ہوئے پنہاں
زمین پر آسمان سے نور افشاں

کہ چلیے پھر برائے دید صحرا
سنیں آج آکے طائر کہتے ہیں کیا

نظر پہنچی جو سوئے شاخ و اشجار
تو دیکھا دونو طائر ہیں نمودار

کہ جب عالم ہوا آندھی سے تاریک
کوئی شی جلد آئی سیر نزدیک

نہ آئی کچھ صدا ہرگز کسی کی
رہی جی ہی میں باقی سیر جی کی

مے گلرنگ کا اک جام بھر کر
وہ بولی مجھ سے لے پی اسکو دلبر

نظر سوئے زمین پہنچی جو تشنہ کی
تو حسن شب نے مطلب کی خبر دی

فراغت جب ہوئی سو یا لب بام
ہوا آخر کو آخر وقت آرام

وہ بولی اب وہ یوں کہتا دلسوز
کہ جب آیا نظر جا لیلیوں روز

کہ اتنے میں وہ سب معشوق ہمدم
جو مجھ سے ہو چکیں تھیں جمع محرم

نئے کپڑے پہن کے خوب بنکے
مقابل آئیں بولی ایک تنکے

وہ تم سے ہم بغل ہونے کو آئی
محبت کی کشش یاں کھینچ لائی

یہہ کہکر سب بڑھیں یکبار باہم
کیا سامان عشرت کو فراہم

نگاہیں شرم زا کچھ رنگ رونق
صحن میں پاکدامانی کی رونق

ادائیں جیسے نازک از و بینی
فقط کچھ اپنے دلمیں گفتگو میں

پس از چندے کہا اپنی زباں سے
کر آراستے فرش سارے ہی مکاں کے

سراپا لاجوردی رنگ پائیں
نئے سامان ہر صورت کے آئیں

سنا جب اپنے مالک کا اشارا
کیا ان سب نے یہہ سامان سارا

زباں سے شرح ہے ہر شی کی دشوار
خیال و عقل ہیں مجبور ناچار

جب آئی نصف شب سے کچھ زیادہ
ہر اک اسطرح بولی سر نہادہ

نشیمن وہ میں ہوا تنہا جو یکبار
تو پوچھے اوس پری کے سارے اسرار

ہمارے میہماں ہو کیا کہیں ہم
تمہاری فرقت سے پوچھیے بہت غم

ہمیشہ اسکا عالم ہے دگرگوں
نظر آتا ہے ہر دم تازہ مضموں

خیال دشت نے خاطر میں جا کی
ہوئی تجویز فکر مدعا کی

وفور شوق میں گھوڑا اٹھایا
ہوا سے بھی زیادہ تیز آیا

وہی کل والا طائر کہہ رہا ہے
کہ بعد اوس لفظ کے یہہ دعا ہے

اڑا کر لیچلی مجکو ہوا پر
پکارا بیٹے والد کو برابر

کھلی آنکھیں تو دیکھا اک گلستاں
پری پہلو میں ہر صورت کے ساماں

یہہ کہکر ہو گئے طائر روانہ
رہا پھر شاہ مشتاق فسانہ

محل میں پیش خاتون شاہ آیا
طعام عمدہ کچھ تھوڑا سا کھایا

کھلیں آنکھیں کہا بابو سے جاگو
اجی اپنے فسانے کی خبر لو

تو مجکو بھی بر ہی اک بیقراری
کیا آنکھوں نے سیل اشکباری

اور اونہیں ایک وہ ان سبکی سرور
جو باقی تھی اسی شب کی طلبگار

زہے قسمت کہ یہہ خاتون نے بجا
نہیں چشم فلک تک جس سے آگاہ

کرو سجدے کہاں یہہ ان میسر
کہ ہو شب باش معشوقوں کے منظر

وہ خاتون جسکو تھی تھیں وہ سرا
سر مسند پہ بیٹھی آتے ناچار

جبیں سے نقش عصمت آشکارا
سوئے ان کو نگاہ و لسنے نظارا

سوا افلاک حسرت سے نظارے
جہاں کی لے ثنائی پر آثار

مصفا ہو گئیں بالکل قصر یاں کے
در و دیوار سب ہر ہر مکاں کے

طعام عمدہ کی تیاریاں ہوں
دل مہماں کی دلداریاں ہوں

نہ کھائے تھے جو کھانے سب کھلائے
جہاں دیکھا نے ساماں بنائے

پھر اسکے بعد عمدہ ساز آئے
انہیں خدمتگزاروں نے بجائے

کہ رخصت ہو تو کچھ دم سو رہیں ہم
کہا مالک نے بہتر ہے کوئی دم

بیاں اوسنے کیے تھا جسکا ارماں
پھر اسکے بعد بولی اے مری جاں

مگر افسوس یہہ دنیائے فانی
نہیں شایان لطف زندگانی

محبت کیا کرے کوئی کسی سے
بھلا کب دور چل سکتا ہے جی سے

کوئی دم کے لیے کیا تو موافق / چہرہ انکا سفر رنج بدلن
یہہ کہکر خوب روئی وہ دل آرام / کہ اسکے بین ہوا اوس شب کا انجام

صدا دی طائران خوش نوا نے / لب ہر غنچہ کو کھولا صبا نے
یہہ باتین تھین لب خاموش تھے باز / کہ شب گذری گجر کی آئی آواز

ہوئی خاموش بانو مدعا سے / اٹھے مصروفانہ اپنی جا سے

رات ۱۰۰

مے گلگون پلا ساقی خدارا / کہ دل یون چاہتا ہے اب ہمارا
کہ شیشے کی ٹپک دیکھین کوئی دم / چھلک سے جام کے بہلائین جی ہم

وفور شوق مین لکھین کہانی / بیان پر آئے یون عرض زبانی
کہ سلطان پھر ہوا راہی سحر کو / لیے دیدار رخصت دی نظر کو

پس از سیر زمانہ سوئے صحرا / قدم رنجہ کیا شہ نے ادھی جا
جہان وہ طائر آکر بیٹھتے تھے / بیان کرتے تھے کچھ گذری سی باتین

تماشا دیکھتا تھا ہر طرف شاہ / کہ اس عرصے مین طائر آئے ناگاہ
ہوا وہ ایک گویا دوسرے سے / کہ سن اے مہربان الفاظ میرے

کہ ساغر عجب دیا مجھکو پری نے / تو اوس دم یہہ سمجھایا کسی نے
کہ تو واقف نہین اس ماجرا سے / نہین معلوم اب ہو سامنا کیا

لیا ساغر مگر منہ تک نہ لایا / ہنسے وہ اور مجھکو یون سنایا
کہ تیری شکل پر مفتون ہوئی ہم / مگر افسوس ہے اے قوم آدم

کہ مجھکو مہربان اپنا نہ پایا / سفر رخصت کچھ دلمین سمایا
کہان قسمت جو ہو معشوق ہمراہ / بڑا نادان ہے اے واہ اے واہ

اسی لیے جلد چل گھر سے اے جان / کہ رکھون چند دن اب تجکو مہمان
یہہ کہکر یہہ چلی پھر ساتھ اوسکے / نہایت جلد طی کی راہ اوسنے

نظر اٹھتے ہی دیکھا اک مکان خوب / در و دیوار جتنے تھے خوش اسلوب
عجب فرش نگین ہر مکان مین / کبھی ایسے نہ دیکھے تھے جہان مین

نگاہون کو ہوا اک لطف حاصل / بشکل آئینہ ہر شے مقابل
کہین الماس کے مینا و ساغر / طلسمی سیکڑون سامان برابر

کہون کیا کیا نظر سے جو گذرا / عجب اوسوقت کچھ عالم مرا تھا
کہ مثل آئینہ حیران و ششدر / طبیعت مین ہجوم شوق رہبر

بٹھایا مجھکو مسند پر پری نے / کہا بیساختہ اوسوقت جی نے
کہ لوں بوسے لب نازک کے دو چار / کہ تا محظوظ ہو کچھ خاطر یار

غرض سمجھی وہ میری آرزو کو / بھرے کچھ جام کج کرکے سبو کو
ملائے لب سے اور بولی کہ کیون جی / نہین اب بھی تمہارا چاہتا جی

پلائین اور پیئے وہ جام لبریز / ہوئین آخر نگاہین کیف آمیز
گلے مین اوس پری نے ہاتھ ڈالے / دلون نے حوصلے اپنے نکالے

رہی شب بھر ہجوم شوق کی دھوم / بڑہی ہر دم وفور ذوق کی دھوم
یہہ کہکر اوڑ گئے طائر وہان سے / رہا محروم مطلب داستان سے

پھرا سلطان مگر افسردہ خاطر / جو دلمین حسرتین تھین سب تھے ظاہر
قریب شام آیا اپنے گھر مین / مگر تکلیف بیتابی نظر مین

طعام و آب سے فرصت جو پائی / رہا مصروف راحت نیند آئی
ہوا بیدار آخر حسب معمول / کہا ہنسکر کہ اے خاتون مقبول

کہو کہتا ہے کیا مرد قلندر / وہ بولی اے شہ انصاف گستر
یہہ کہتا ہے کہ وہ چالیسوین رات / کہ جسمین ہم بغل تھی خوش اوقات

عجب آرام سے کاٹی سحر تک / کہ جنبش کر نہ سکتی تھی نظر تک
غرض کب تک کہون جنجال اپنا / بیان کیا کیا کرون مین حال اپنا

رہا تا شام اوس تلخی مین بیکل / ہمیشہ سامنے آنکھون کے گلشن
لئے سامان ہر صورت کے موجود / طبیعت خوش زبان پر شکر معبود

سنا جب ایک روز سارا باقی
تو بدلا اور ہی ساماں ساقی
کہ وہ محفل ہوئی افسوس کا گھر
جگر تکنے لگا ہے دل مشتاق مضطر

وہ کیا یعنی کہ سب وہ خوش خصال
کہ جن کا کہہ چکا ہوں پیشتر حال
گلے مل مل کے بچھڑے دونوں باہم
ہوئیں جوش محبت سے وہ بیدم

کہا سب نے کہ یہ کیا ماجرا ہے
بتاؤ ہم کو کیوں وقت بکا ہے
تو بولی ایک ان میں سے پری زاد
کہ یہ چرخ ستمگر کی ہے بیداد

جدائی ہم میں تم میں چاہتا ہے
فراق ظاہری اب مدعا ہے
خدا حافظ کہاں تم اور کہاں ہم
عوض راحت کے دلمیں ہے بہت غم

سبب اسکا نہیں ہم کیا بتائیں
مگر ہاں کچھ زباں پر ہے لائیں
وہ یہ ہی آئے اکثر آدمی زاد
رہے تا سال ہا یوں شاد و آباد

ہوئی انجام کو اور اب جدائی
نہ دی پہر شکل بہی انکی دکھائی
نہیں معلوم کیا انکا ہوا حال
کہاں ہیں کس طرف ہیں خوش اقبال

وہی ساماں ہے اس وقت موجود
کہ اب دوستی ہوتی ہیں مفقود
فراق دائمی کا وقت آیا
ضرا اتنا نہ تہا جسنے اٹھایا

کہ جنکے بدلے ہیں غم میں گرفتار
ہوئے قہر محبت کے گنہگار
ہمارے باپ ہیں سلطان اطراف
وہ ہیں چالیس شاہ صاحب اوصاف

یہ چالیس انکی ہم سب بیٹیاں ہیں
بہاری شغل دل واں بیاں ہیں
رہا کرتی ہیں اس قلعے میں تا سال
بسر ہوتا ہے جوش شوق میں حال

پہر آکے چند ساعت یاں ہے کچھ دن
پہر اپنے گہر میں ہوتے ہیں ہم شب و دن
گذر جاتے ہیں جب چالیس دن رات
تو پہر آتے ہیں بہر سیر یاں بات

سو وہ دن جب کہ اب نزدیک آیا
مریجان آج اوسنے منہ دکہایا
جدا ہوتے ہیں یہ سب سے وہ زاری
ترقی پر ہے جوش بیقراری

سپیدۂ صبح کا تہیں کرتے ہیں پنہان
مگر اک بات ہے اوسکا نہ دہیان
لب بانو پہ تہا جاری یہ مضمون
کہ اوس شب کی ہوئی صورت دگرگون

فروغ صبح کے ساماں دکہے
کواکب چند دم مہمان دیکھے
ہوئی خاموش بانو گفتگو سے
لگی حسرت ٹپکنے آرزو سے

رات ۱۰۸

اٹھا ساغر سنبل ساقی خدارا
کہ دل مشتاق یوں ہے تابہ یارا

کہ برسے می لب مینا سے ہر دم
رہیں بیہوش اپنے جوش میں ہم
چھلکتے جام کے بہکے جو دلدار
تو خاطر اسطرح ہو گرم گفتار

کہ ہنگام سحر خورشید چمکا
کہلا منہ پہر طرف ہر شبنم کا
بڑھا سلطان بہر آمد صحرا
وہی صحرا کہ جس میں مدعا تہا

پہر اکہہ دن چڑھے تک بر منظر شاہ
جب آیا دو پہر دن ہو کے آگاہ
بڑہا اوس دشت کے جانب بصد شوق
سے آیا جلد جوش کثرت ذوق

نظر کی جانب اشجار یکبار
تو دیکھا پہر وہ دونوں طائر زار
ہر اک بیٹھا ہے اپنی جا پہ
خلش ہے التماس مدعا پہ

بیاں ہوتی ہے یوں گذری کہانی
لب آغاز ہے عرض زبانی
کہ جب آرام سے وہ رات گذری
مرغوں میں ہر طرح کی بات گذری

تو ہنگام سحر وہ یار جانی
لگی کہنے ز راہ مہربانی
کہ میں ہوتی ہوں رخصت تمسے اے ہم
لے تسلیم سلطان معظم

وہ سب ہے میرا یہ جاتی ہوں ہر روز
یہ پہر پہر ستی موں الان پہر یاں اندوہ
پہر اوسکے بعد آتی ہوں یہاں میں
پہر آ سیر کرتی ہوں نہاں میں

نہ گہبرانا کچہ بہی دلمیں اے جان
کہ ہیں موجود سب صورت کے سامان
وہ دروازہ ہے باغ جان فزا کا
تماشا ہے وہاں ہر جا کا

طلسمی جانور طائر ہیں گویا
در و یاقوت سے لبریز ہے جا
شجر گل رنگ بن میں سبزۂ رنگ
نظر آتے ہیں ہر شے نئی رنگی

وہان کچھ بھلا کرنا سیر اے جان
کرتا ہو خاطر افسردہ شادان

یہہ کہکر وہ ہوئی راہی وہ گھر کو
رہین بیتیا بیان میری نظر کو

پریشان مثل گیسو ہو گیا دل
کشیدہ دم رہی ہر وقت مشکل

پڑا سو گلستان حسب تعلیم
کہ خاطر مین پیدا کثرت بیم

غرض کچھ دور بڑھ کر پھر آئین
ٹھٹکتا تھا برابر جا بجا مین

ملا یا مسند سے اور بولی کہ قربان
کہو کیسی طبیعت ہے مری جان

کہا یہہ اور بلائین لین سبی نے
سمجھایا جوش الفت سے یہہ جی نے

یہہ کہکر پھر ہوے طائر وہ راہی
رہے مصروف حسرت طبع شاہی

کہ اس عرصے مین شام آئی برابر
ہوا خورشید عالم تاب مضطر

فراز بام بانو پاس سویا
ہوئی بند آنکھہ نقد ہوش کھویا

تو جاگا شاہ اور بولا کہ اے جان
کہو اب کیا قلندر کا ہے سامان

کہ پوچھا اوس نے ہی بیٹھے ایجان
رہون کس بات کا پیارے نگہبان

میسر آگئی ہے سب ملاقات
یہی دن ہونگی پھر مولی بھی آت

سو وہ یہہ ہے یہان جتنے مکان ہین
ہمارے پاس سب کی کنجیان ہین

طعام و آب میوہ ہر طرح کے
نہین دیکھا جنہیں اب تک کسی نے

ہر اک جا سیر کرنا صبح اور شام
جہان جی چاہے سونا پھر آرام

دلونکو کھینچتا ہے حسن اوسکا
عجب انداز ہے اوسکو کہون کیا

کہا پھر اوس نے گر ایسا کروگے
تو میرے جان بڑا الزام لوگے

یہہ کہکر مجکو قسمین دین کئی بار
کہا یہہ کام تم کرنا نہ زنہار

غم فرقت سے کب ہوگا مجھے ہوش
جو مین یہہ حکم کر دونگا فراموش

کہا پھر ایک نے بہتر تو یون تہا
ندیتے کنجیان لیکن کرین کیا

کہوگے اعتبار اتنا نہ ہمارا
ہزارون کہا مین تمہین پیارا

کہا مینے سب سچ ہے بجا ہے
تمہارا حکم بہتر مدعا ہے

ابھی آئی تھین مین یہی غم نکسانا
نہ گذرے گا بہت مجکو زمانا

ہجوم غم سے چشم تر بھر آئی
رہی آرام سے نا آشنائی

طبیعت صورت دیوانہ برہم
رہے اپنے نہ قابو مین ذرا ہم

کہ ہم واقف نہین اس شہر مین سے
نہ آجاے بلا کوئی کہین سے

کہ اس عرصے مین آئی وہ دل آرام
لبالب ہاتھ مین اپنے لیے جام

یہہ کیون بیٹھے ہوئے ہین آنسو تا دامن
یہہ کیون بھیگی صف مژگان کی چلمن

کہ سینے سے لگا لو اس پری کو
یہہ صحبت کب میسر ہے کسیکو

پھر آنا چار پھر صحرا سے گھر کو
نہ بھاتی تھی کوئی صورت نظر کو

رہا زیب محل سلطان آفاق
طبیعت کو جو تھین بیزاریان شاق

غرض تھوڑی ہی جب رات باقی
قریب آیا زمان دور ساقی

وہ بولی یون بیان کرتا ہے احوال
دکھاتا ہے نئی کیفیت قال

وہ بولی کر رہے گا دہیان تمکو
ملے گا پھر بھی سامان تمکو

مگر مشکل ہے اوسکا صبر کرنا
ہوس کا ضبط ہے جی کا گذرنا

تمہین تفویض کر جاتے ہین ایجان
مہیا ہین تمہین کہانے خندان

سوا ان سبکو عمل مین اپنے لانا
جسے جی چاہے بے وسواس کہانا

مگر ہے ایک در اوسمین طلائی
نہایت اوسمین ہے لطف و صفائی

سوا اوسکے پاس تم ہرگز نہ جانا
سنا جب یہہ کہا مینے کہ مانا

اٹھاؤ گے قلق تم عمر بھر کا
نہ ہوگے حشر تک ہم تم پھر اکجا

کہا مینے یہہ کیون تاکید ایجان
نہین مجکو سمجھتی ہو تم انسان

قسم کھائی کہا تمنے بیان تک
اور اوس پر بھی ابھی خاطر مین ہے شک

کہ جیسے بدگمان ہوگے تم ایجان
رہیگی رنج سے وحشت گریبان

سو اس باعث سے ہین ناچار آرام
[illegible]

نہ لاؤنگا خلاف اسکے عمل مین
نہ دونگا ایذا تجھے رنجہ دل مین

یہہ باتیں سنکے بانو نے جو کہا　　تو عالم اور ہی تہا روی شب کا
اٹھی محفل ہوئی خاموش خاتون　　لحظہ میں پھر گئے رخصت کے مضمون

رات ۱۰۹

اٹھا ساقی لبالب جام کوئی　　کہ راحت پائی آرام کرئی
سخن کے ہو لوے خاطر میں آمن　　جوانی سنکے مرثے مضمون کہانیں
دہن تکین زبان سے لفظ شیرین　　مسالی مدعا کی یون خبر دین
کہ بعد اوس رات کے جب صبح چمکی　　بڑی ہی رغبت شہ عالی ہمم کی
کہ جیسے جانب دشت ختن　　ہر بابا اوس طرف پھر اپنا تن
قریب نصف روز آیا وہ بانو　　جہان وہ بیٹھتے تھے طائر آکر
تو بلا جب وہان تو آئے وہ دونو باہم　　تھکے تھے نخل پر لینے لگے دم
کہا اوس دوسرے نے ایک سے بان　　کہو کیا کیا ہوا بعد اوسکے سامان
وہ بولا جوش مستی جب بڑھا خوب　　تو میں لیٹا ہوا قربان محبوب
نہایت بیقراری کی ہوس نے　　وہیں مطلب برآری کی ہوس نے
غرض بعد از فراغ چند ساعت　　ہوئی گویا وہ مصروف اطاعت
کہ کیا شب بھر میں آرام ہوگا　　اسی جا شوق کا انجام ہوگا
کہا میں نے میان جی جان پیارے　　وہ بولی تیر ساقی تو ہمارے
غرض لائے مجھے پھر اوس مکان میں　　کہ جسکا حال گذرا داستان میں
اتارے طاق سے شیشے پری نے　　اجازت اسطرح دی دونون نے پی
کہ تا وقت سحر ہوشیار ہون　　زمین و چرخ سے روپوشیان ہون
پیے جب چند ساغر کے باہم　　ہوئے غفلت کے سامان فراہم
کہا اوس نے کہ آؤ سوئیں اے جان　　جب اٹھیں سے گے تو نکلیں گے ارمان
کہا میں نے کہ بہتر جو خوشی ہو　　مگر سینے میں اپنے تجکو جا دو
انہیں باتوں میں نیند آئی جو کہا　　لپٹ کر سو رہے آپس میں وہ یار
کھلے جب آنکھ میری وہ نہ تھی یار　　ہوئے پیدا دل مضطر میں سو آزار
سحر ہم سیج میں اک جوش آیا　　کہوں کیا جو قلق سینے اٹھایا
جھکو یا پیرہن کو چشم تر نے　　لگا دی آگ سی سوز جگر نے
کہ اس عرصہ میں آئی ایک آواز　　کہ کیوں غمگین ہے او سرمایہ ناز
قریب آتی ہے تیرے یار جانی　　سکے کی تھی کچھ گذری کہانی
بھرے آیا سپاہی میں ہوں موجود　　بہر صورت ہے تجپر فضل معبود
یہہ باتیں تھیں کہ آئی وہ پریزاد　　بہت مضطر نہایت طبع ناشاد
گلے مل کے روئے اور کہا یوں　　ترے صدقے سو کچھ لیں تجز دون
عجب تقدیر نے صورت دکھائی　　کہ مجکو تا کچھ بھی میں نہ آئی
بجز اسکے کہ چھوڑوں تجکو تنہا　　رہوں تا صبح اوس جا بیٹھ سا
ملے مہلت تو آؤں پھر مکان کو　　جسیں بار گرد میں تیرے ستانکو
یہہ کہکر پھر اوڑ طائر وہ یکسو　　بسوے خانہ شہ تے بھی گیا تو
نہایت جلد آیا گھر میں سلطان　　بہار شام کے دیکھے جو سامان
تو فرمایا کہ ہو طیار محفل　　ہی اکدم میں وہ جا شاہ منزل
وہی سامان جو تھے مرغوب خاطر　　ہوئے اک آن کے گھر میں حاضر
چراغ و شمع و ساقی شیشہ و جام　　حسینان پری پیکر گل اندام
غرض جب بزم نے زینت پائی　　نگاہ شہ نے کیفیت اٹھائی
کہا بانو سے لاؤ خاصہ کہانیں　　گھڑی بھر سو رہیں آرام پائیں
ہوئی ان سب سے فرصت چند فرم　　فراغت پائی کچھ اس سے ہی کم
کہ جاگا شاہ اور بانو سے بولا　　سنا تو کچھ مری جان دیر سے کیا
وہ بولی آج کہتا ہے قلندر　　کہ آخر مل سکے وہ جب پیکر
ہو میں منت کی جب طلب گا　　تو کیا اوس سے دم کہوں حال آل
کہ ہر تا اوس سے تہا سو رہے بہتر　　مگر کیا چارہ حکم مقدر

کیا رخصت انہیں آخر بصد جوش / کہیں جب وہ تو یاں باقی نہ تھا ہوش

کبھی طوفان جوش چشم تر تھا / کبھی ایذا ہوا درد جگر تھا

کبھی آنکھوں کو حیرانی یہہ کیا ہے / کبھی وحشت کہ اب جینا بلا ہے

کبھی یہہ فکر تھی کیونکر جئیں گے / کہاں تک اشک تر دامن پہ بہینگے

کبھی تھا بیابان مانند سیماب / کبھی رنج و قلق کے اور اسباب

کبھی حسرت کہ پہلو میں کسی لیں / کبھی وحشت کہ اب ملنے کسے دیں

کبھی لب پر ہجوم آہ و فریاد / کبھی نالوں کے غل سے خانہ آباد

کبھی ممنون احسان مقدر / کبھی کچھ خندہ حسرت فلک پر

کبھی رہ جا جہاں وہ سب کل انام / کیا کرتی تھیں کچھ کچھ لحظہ آرام

تصدق ہو کے بو سے اوسکے لینا / تسلی یوں دل مضطر کو دینا

یہی عالم رہا میرا کئی روز / کہ کم ہوتی نہ تھی کیفیت سوز

برابر غش پہ غش آتے تھے ہر بار / نہ ہوتا تھا کبھی دم بھر خبردار

بدلتی تھی جو کروٹ بیقراری / تو ہوتی تھی لحد کی خواستگاری

کبھی جب چار دن گذرے برابر / کہ دم بھر بھی نہ ٹھہرا قلب مضطر

تو اٹھکر اوس مکان سے باہر آیا / قدم اک سمت گھسیٹے بڑھایا

نظر آیا مجھے اک حجرۂ خوب / بہت دلکش بشکل روئے محبوب

نکالی جیب سے کنجی اوسکو کھولا / نظر سے اک نیا سامان گذرا

کہ ہے اک باغ ایسا سبز و شاداب / نہال اور رنگ گل ہیں جس میں نایاب

نہ دیکھا تھا کبھی صحن جہاں میں / بھلا کس طرح وہ آئے بیاں میں

بہت خوش رنگ پہول لاکھوں تھے ہم رنگ / نظر آئے جو کبھی دیکھنے میں تھے

وہ شاخوں سے بہم شاخیں خمیدہ / کوئی پکا ہوا پہل خود رسیدہ

بہت ایسے جنہیں میں جانتا تھا / بہت وہ جو نہیں پہچانتا تھا

کہاں تک وصف اب یاں ہیں مناسب / ہوئی وہ رات گہرا کرید وانہ

جبین صبح سے پیدا ہوا نور / پکارے وہ ہوئے چشم بد دور

ابھی ساقی پلا دے دم بھر

رات ۱۱۰

کہ ہے مشتاق ساغر قلب مضطر

طبیعت ہے مئی گلگوں کی مشتاق / تو قصہ ایک لکھنے کا ہے شائق

جسکا بنیا ہو دے جسکا ہو انجام / کہ ہو آغاز مطلب کا بہ انجام

کلام کیف زا ہو اثر ہو / جبین مدعا یوں جلوہ گر ہو

کہ پھر وقت سحر شاہ فلک جاہ / کہ جو تھا خوب وس صحرا سے آگاہ

بڑا مشتاق افسانہ وہی تھا / کراتے ہیں وہ طائر دونو خوشتر

اوسی جا وہ پہر کے بعد آئے / ہنسی بولی خوشی سے چہچہائے

غرض اک شاخ پر سے ایک بولا / منقار اسکا اسطرح کھولا

کہ یوں چہچہائے آخر اوس نے بیجا / کہ کیوں تم نے سنائی بات بیجا

کہیں ہو کے کوئی ہوگا تمہیں کام / غرض کیا جو سنوں میں اوسکا انجام

کسی کے دل پہ جا لگ میں ہیں بولو / بلا سے پھر سے ہوگا کوئی مضمون

مبارک ہو جو بھایا خوب بھایا / مرا اچھا کوئی دل میں سمایا

کسی سے مدتوں تک وہ سنی ہے / تسلی اسمدت اوسکے کی ہے

یہ بس وہ چھوڑا مجکو تنہا / ابھی اچھا کیا اس سے مجھے کیا

مبارک آپکو ہو آپکا گھر / بلا سے گو پہروں میں خوار و مضطر

مگر تم سے تعلق اب نہ ہوگا / زیادہ اور اس سے اب کہوں کیا

یہہ سنتے ہی ہوئی چشم پرآب / بہت تڑپا تجلی برق بیتاب

کہا کیا خوب میں کیا فاسخ و مفتون / جوابا اس بات کا کیونکر تمہیں دوں

کہ جی قربان آزردہ خاطر نہ ہیں تم / کہ دل کیا تم کو آتے ہیں جو غصہ

مناسب ہے کہ مر جاؤں السیدم / کہ پھر باہم ہوں تا حشر ہم تم

یہہ کہکر اک نکالا اوس نے خنجر / یقین تہا آ کے اسکو پونچاتی جگر پر

یہ سنتے ہاتھ روکا ہو کے بیتاب
کہا ہے کہ بیداری ہے یا خواب

ادہر لاؤ مجہے تو دو یہ خنجر
تو کہاؤں شوق کے مین اپنے جوہر

غضب ہے میرے آگے ہو یہ سامان
ابہی ٹہرو کہ مین ہوتا ہون قربان

نہائی میرے اشکون سے وہ دلدار
ادہر اوسنے کیا تر مجکو ہر بار

اوسے ہوش آیا بولی سن حال
کہان تجہ سے لگا اب خوش اقبال

مری ہون گو کہ پر صدقے ہون تجہ پر
تری نسبت برائی ہوگی کیونکر

خلاف شرط الفت کیون کہی بات
سفر آئین بہی ہوگی کوئی گہات

قریب آئی جو شب سلطان گہرایا
ہر اک سامان نہایت خوش بنایا

لگی کہنے کہ سو رہیے دم شاہ
کہا سلطان نے ہان مین ہون آگاہ

یہ کہکر سو رہے بانو سلطان
پکارے بزم والے تہے جو مہمان

کہا پیاری سناؤ اب قلندر
بیان کرتا ہے اپنا حال کیونکر

لب آب شیرین او نہین جاری
عجب صورت کی پیدا آبداری

مزے صانع کے تہے اون مین ہویدا
کہ یہ عالم تہا ہر پہلو سے پیدا

درختون کو انہین سے فیض حاصل
جدہر دیکہو عجب اک لطف کامل

کہین بیٹہا کہین ٹہرا کوئی دم
کہ شاید چین پاے طبع برہم

پہرا اوسنے کیا ہر جا اوسکے کو
خلش سی پہر ہوئی پیدا نظر کو

اوسی صورت سے گزری [illegible]
کہ ہر دم آہ زاری بیقراری

بڑہا مین اور اک در آگے کہولا
تو اوسکا حال مین ظاہر کرون کیا

کہان دنیا مین ایسے پہول پیدا
ہزارون رنگ ہر گل مین ہویدا

ہوا مین سبزہ و عطر آمیز آئین
دہن غنچون کے اک جوبن کی کتاز

مگر ناچار نے آسائش نہ پائی
وہی اجڑی ہوئی پہر رات آئی

انہین آہون نے آتش باریان کین
انہین نالون نے پہر کیفیتین دین

یہ کہتے کہتے بانو نے جو دیکہا
تو پایا کچہہ دگرگون حال شہ کا

مین سنتے ہوش کیون کہوتی ہو جانی
ابہی دیکہو بہار نوجوانی

مجہے دشمن تم اپنا جانتے ہو
طبیعت کو نہین پہچانتی ہو

یہ کہکر مین گلے سے اوسکے لپٹا
بہایا اشک کا آنکہون سے دریا

بہم زاری رہی تا دیر باقی
کہ اس عرصے مین بدلا دور ساقی

خدا نے حسن وہ تجکو دیا ہے
کہ میری روح ہر لحظہ فدا ہے

سوا تیرے کسے چاہون گی اے جان
گمان ایسے مرے جانب مین قربان

یہ کہتے ہی ہوئے طائر روانہ
رہا محروم مطلب پہر فسانہ

کئے سب کام کرتا تہا جو ہر روز
کہ اتنے مین وہ بانوے دل افروز

کہ اب شب کم ہے سنتے ہی کہانی
سفر چاہیے راحت رسانی

کہ آیا وقت بیداری اے شاہ
اٹہا وہ اور لیا بانو کو ہمراہ

وہ بولی کچہہ رہا ہے وہ گرفتار
کہ نہرین بہی یہین تہین [illegible]

کہ جی قربان صدقے روح بیتاب
گہر سے بہی زیادہ موج خوش آب

جدہر دیکہو جہان دیکہو وہین ہین
جہان جاو یہی سمجہو یہین ہین

خوش آیا جب مجہے سامان باغ کا
تو کچہہ لحظہ دل بیتاب ٹہرا

انہین دیدون مین آخر ہو گیا روز
اٹہا شب کو وہی درد جگر سوز

وہی سامان ہی شگفتگی مین یاد
زبان لب نے کی تکلیف فریاد

بڑی مشکل سے رو رو صبح دیکہا
کہا دل نے چلو آج اور اک جا

کہ وہ تہا اک چمن پہولون کا لبریز
بہت دلچسپ خوشبو مین [illegible]

نظر سے بہی چہپے لوٹا گیا دل
قدم اٹہتا ہوا اوسجا سے مشکل

وہان بہی جی کو بہلایا کئی دم
کہ شاید کچہہ کمی پائے مرا غم

اوسی درد جگر نے سر اٹہایا
وہی قسمت نے پہر سامان دکہایا

اوسی صورت سے پہر لوٹا کئے ہم
رہا تا صبح پہر وہی عالم

جہالت صبح کے انوار پایا
اٹہا [illegible]

سے لبریز کا دے جام ساقی
کہ ہے آغاز کا انجام باقی

زبان مصروف ہے عرض سخن مین
بیان داستان ہے انجمن مین

کہ وقت صبح سلطان کے ہم آغوش
تڑپا مشتاق سے ہے وحشت کیسار

بجی جب دوپہر طائر پھر آئے
زبان پر قصۂ باقی کو لائے

کیا اوس ایک نے آغاز اپنا
دکھایا اسطرح انداز اپنا

کہ آخر اوس پری نے ہو کے مضطر
لیے بوسے مرے لب کے برابر

گلے مین ہاتھ ڈالے اور سنایا
کہ کیون جی کچھ یقین تمکو آیا

بڑے بدظن ہو ڈر لیتے ہو جان
بچاسے اپنے گہر بھی کوئی مہمان

یہ ناحق کا غضب کیونکر ٹلیگا
جواب اسکا نہین کیا کوئی دیگا

مری تقصیر بخشو تو کہون حال
کہ مین بیمار ہین ہر گز بدافعال

بہت سی منتین کین جب برابر
تو مین ناچار بولا اوس سے ہنس کر

کہ اچھا کہیے جو کچھ جی مین آئے
تمہارا جو ہو کچھ کیفیت دکھائے

کہا مین سو رہی تہی آپکے پاس
نہ تہا خاطر مین باقی کوئی وسواس

کہ اس عرصے مین مینے خواب دیکھا
نہین آزردہ و بیتاب دیکھا

نظر آیا مجھے اک دشت ایسا
بیان اوسکا مین کرون کس بلا کا

ہزارون اوس مین ہترن غضبناک
نگاہین خشمگین اونکی وہ چالاک

برابر حملہ آور ہر طرف سے
گئے ہیبت دیکھتے ہی ہوش میرے

نہ فرصت پائی تہی اونکے غضب سے
نہ مہلت تہی ذرا اپنے سبب سے

کہ تب اونکے دیکھے چند انسان
تو تہی ظالم ستمگر دل پریشان

نکلتے تہے دہن سے اونکے شعلے
پڑی زنجیر ہاتہون مین پڑے تہے

گران اک طوق آہن ایک کے پار
ہوے مین دیکہکر کچھ جی مین بیزار

پکارا ایک یہ تمکو مبارک
کہا اوس دوسرے نے کچھ نہین شک

یہی اسکی سزا کا ہوگا انجام
بہت اسنے اٹہایا لطف آرام

غرض بہاگی مین اونکے سامنے سے
کہ پکڑا ایک نے دامن کو پہر

وہ اوٹہی مجھ سے لپٹے ہر ایک
کہ شک پیدا ہوئی خاطر مین اندک

مین چلائی گلا گہونٹا کسی نے
کہا دم چاہیے رخصت تن جی نے

کہ وہ انسان میرے پاس آئے
وہی طوق اور وہی زنجیر لائے

اوسے ڈالا گلے مین اوسکے پائین
گرے پیرون پہ اونکی التجا مین

نہ آیا رحم عرض بیکسی پر
وہی غصہ رہا سب کو برابر

اوٹہا کر اک کنوے مین مجکو پہینکا
کہون کیا وہ کنوان تہا تیرہ ایسا

کہ میری لب ہی تہا شہر تا اوس سے
اذیت محنت دشمن پائی اوس سے

اڑا طائر یہ اتنی بات کہہ کے
پہر اسلطان بہی رنج شوق سہہ کے

نظر پہنچی جو سوے مصر ابون
تڑپا یا شکل اپنے دل کے مضطر

اٹہا نیا شام کا دیکہا فلک نے
جمال انجام کا دیکہا فلک نے

نہایت جلد سوے خانہ آیا
طعام آب سے آرام پایا

ہوا خوابیدہ جاگا چند دم مین
پہر آیا یون مزاج اکرم مین

کہ بانو سے کہا جا گو مری جان
سنا وہ کل کا باقی تہا جو سامان

وہ بولی اے خدیو ملک اطراف
زمانہ ہے ترا ممنون نصاحت

اب آگے یون قلندر کا بیان ہے
زبان کیچہ حسن طول داستان ہے

کہ جب بیتا پہون مین رات گذری
تو بدتر موت سے حالت مری تہی

یکایک دی صدا مرغ سحر نے
کمی کی کثرت دود جگر نے

نظر آئی تو پائی صبح روشن
بڑا امید پہ لبسو کو تازہ گلشن

پہونچکر اور دروازہ کیا وا
وہانکا اک نیا سامان دیکہا

کہ طائر خانہ کیسے اوس مکان کی
زمان پر لطف اوٹہا تہا جان کی

ہزارون طائران نو نو سے سج
سنے اونکو تو تہے دل سے رنج

برابر نخل قدین جب قدر سے
تصنّع صندل کے آویزان شجر مین
طبیعت کو خوش آئی وسکی بہار آئی
نکل کر وہان سے دروازہ کیا بند
وہی حسرت وہی بیتابیان تہین
غرض جون تون گذاری ایسہ بہی
کہ چل کر آج پہر کہولین کوئی
نہ پایا آیا انہین جو کہ ناگاہ
کہ دروازہ جو کہولا اس مکان کا
گیا تو اوسمین پہنچین پایا
بہت کچہ چہکی تہی جال بالو
جہالی آئی ایک ساقی
طبیعت بہی جو گرمی تہی کم
تعلق عرض سطلب سے ہمکو
بڑہایا پہچا جب آئی وہ بہار
بیان کرتا ہے یون وہ دستہ سے
کہا گہبرا کے اے آنکہہ میری
اسی عالم مین خاطر تہی پریشان
اٹہی مین جا اوسکے پاس جا کر
کہ اوسکو آن یکایک ہاتہ لایا
ہوئی ہے آپ ہی صورت سے نمودار
تو قدرت آیا اودہر آپ سے پہر
ہوا کیا باعث سبب اسکا بتا کیا

نشیمن جا بجا شاخون پر اونکے
عجب نقاشیان دیوار و در مین
ارادہ تہا گذر جاے وہین رات
ہوا غمگین مزاج طبع خورسند
برابر کشمکش مین جان غمگین
کہ اتنے مین جبین صبح چمکی
عجب کیا ہے جو ہے یہ قلب مضطر
وہان دیکھے نئی صورت کی اک راہ
عجب نقشہ نظر آیا وہان کا
لگا ہونے نسبت کچہہ لطف اٹہانے
کہ یہ لارات نے پہر اپنا زانو

زمین پر سنگ مرمر فرش تا دور
مصفا باغ سارا صورت دل
مگر خاطر ہوئی کچہہ دم مین برہم
پہر آئی گردش شام جدائی
وہی پہر وقت تنہائی پہ رونا
اٹہا مین پہر اطاعت سر جہکایا
یہ ولین سو چکر نکلا مکان سے
چلا اوس سمت سے پوچہا پریشان
مصفا اک عمارت دور تک خوب
مگر پایا کہلا ہر در کو اوس جا
جبین صبح نے جلوہ دکہائے

فدا ہو دیکہنے سے طبع مسرور
بجا ہے اوسکو کہیے نور منزل
نہ قابو مین رہے اپنے ذرا ہم
لگین دینے تمنائین دہائی
وہی گہبرا کے اپنی جان کہونا
پس از فرض اسطرح خاطر مین آیا
ہوا جب دور اپنے آستان سے
نظر آیا نہایت خوب سامان
مکان اوسمین بہت سے خوش اسلوب
قدم آگاہ اک در مین جو رکہا
لگا سونے مین نئے نقشے سمانے
غنایت کر جو ہوش مین باقی

رات ۱۱۲

توقف اتنو دم پہر بہی ستم ہے
زبان کہتی ہے یون پیش کرم کہہ
نظر آیا وہی اوس دن کا سامان
کہ آخر وہ پری یہ مجہسے کہہ کے
تو دکہاتے ہین مجہکو اپنا سینہ
کہ اک میری بہن اژدہوئی پاس
کہا تشریف لائین کسطرح سے
نہ ہرگز مانتا کوئی بہانا
کہ ہے وہ قہر کی سرمایۂ ناز
ذرا دیکہون تو یہ کیسے پتہ مین ہے
نہ تہا اب تمکو تیرا حال آیا

کمال مہربانی سے اٹہا جام
کہ پہر وقت سحر شاہ فلک جاہ
کہ بالا شجر طائر ہین گویا
کہ مین اوس جا مین جس دم ہوئی مشتاق
مگر کہنکا ہوا خاطر مین پیدا
ہوا سے تخت اپنا نیچے لائی
ہنسی وہ اور کہا چل ہاتہ میرے
ابہی چل ہے سفر کہنے کچہہ کام
انہین کپڑون سے پہونچی اوسکے گہر
گئی جب مین تو سونگہا اور کہا اوہ
ہلا دی قسم این تہی تو ہم

کہ آغاز سخن کا ہے یہ ہنگام
جو راہ دشت سے تہا خوب آگاہ
زبان پر ہے سر آغاز جو تہا
رہی باقی نہ آزادی کی امید
کہ بے شک کچہہ نہ کچہہ ہوگا ہویدا
اتر کر دیکہنے کو سیر آئی
کہ اسنے کہا یون سویرے
بلا سے گو کہ ہو تکلیف آرام
نظر جب پڑی جب اوس کی ناگاہ
یہ بو آتی ہے انسان کی کہان سے
کہ عصمت ہی برابر سبکو معلوم

یہ سنکر روئی وہ گر گر قدم پر
تو بولی اسطرح وہ نیک اختر

کہ دہبا خاندان میں تو لگا ہے
بلا کوئی ہمارے سر پہ لائے

یہ کہکر مجھکو چھاتی سے لگایا
طبیعت نے جو سیر چین پایا

بھلا مجھ پر گمان بد یہ کیسا
ہوا اتنا کیا کبھی کچھ مجھسے ایسا

نہین لازم نہ تھی یہ بات کہنی
ندامت ہوگی ناحق مجھکو سہنی

قریب خانہ آتی ہی ہوئی شام
ہوا داخل محل میں با صد آرام

کہا بانو سے اٹھو تم بھی اسجا
وہ کیونکر ہے کہانی کچھ کہو ہان

قدم دروازے میں جسوقت رکہا
تو اوسمین اور بھی اک رستا تہا

کبوتر کا ہو بیضہ جسطرح پر
مدور اسطرح ہر گوہر تر

منقش دوسرا حجرہ جو پایا
تو اوسمین اسطرح کا لطف اٹھایا

[illegible] میں [illegible]
جو جو تہا تماشے اوسنے کہا

پھر اسکے بعد دیکھے اور حجرے
کہ چھت تک اشرفیون سے بھری تھی

کہین یاقوت و نیلم ہر طرح کے
کہ جسکی شرح ممکن نہ بات سے

کہ یا رب کسقدر دولت ہے ایجا
نہین حد اسکی دیکھا یہ جو کیا

پھر آخر جبکہ خورشید جہانتاب
ہوا منزل گذار ملک اسباب

سر شب سے سحر تک رنج و غم میں
لبستر کی ہر طرح لا کہون الم میں

اوسے کھولا تو دیکھا اور [illegible]
کہ جسکی شرح میں عقل حیران

کہ گو تنہا ہے حجرون کو کھولا
مگر وہ حجرہ جسمین در ہے پیدا

سنا ہے کہ آج اوسکو بھی [illegible]
اگر کچھ عقدہ بستہ ہو ٹٹولون

مگر دل نے کہا وعدہ کیا ہے
خلاف اقرار کے کرنا خطا ہے

کہین پیدا نہ کوئی بلا آئے
یہ اتنی راحت انفاس ہے جائے

یہان تک کہہ سکی جب جان بانو
ہوئی اوس رات کو تکلیف انو

اگر اے فرزند میں تجھ سے قربان
مگر ایسا نہ کرنا اے مری جان

عزیزون سے ہماری آنکھ شرمائے
فلک کچھ اور ہی سامان دکھلائے

تو لپٹی اپنی مان سے اور کہا یون
کہ امان کیا کہا تمنے یہ میں یون

سنین میری جو بہنین کیا کہین گے
ہزارون طور کے طعنے وہ دین گی

یہ کہکر اوڑ گئے طائر پھر اکبار
پھر اس جا سے سلطان کے ناچار

رہا خوابیدہ سلطان ساعت چند
پھر اسکے بعد جاگا شاد و خرسند

وہ بولی اب قلندر صاحب شنو
بیان کرتا ہے یون اس کا [illegible]

وہان پہنچا تو کوٹھا اور دیکھا
کہ یہ تہا موتیون سے سب وہ حجرا

بہت سے ڈہیر ایسے اور بہت سے
کچھ اس سے کم زیادہ بیشتے دیکھے

کہ الماس و جواہر لعل ہر جا
برابر ڈہیر میں خیرہ ہوا تہا

کہ اوسمین خشت زر کا ڈہیر پایا
بہت کچھ لطف خاطر نے اٹھایا

کہین چاندی کی انٹین اکطرف تھین
کہ اب تک آنکھ نے ویسی نہ دیکھی

غرض ہر حجرہ تہا ہر شے سے لبریز
نظر پڑتی تھی سیری حیرت انگیز

سوا اسکے عجائبات اکثر
نظر آتے رہے ہر لحظہ دن بھر

کیا در بند سینے باہر آکر
رہا راحت فروش قلب گہر پر

ہوئی جب صبح پھر اوٹھکر اوسی طور
ہوا وارد وہین اک حجرہ پہ فی الفور

غرض گذری جب انتالیس دن تک
تو خاطر میں نیا پیدا ہوا شک

کہا ہے منع اون شہزادیون نے
کہ اسکے کھولنے میں رنج ہونگے

نہ حسرت یہ رہی خاطر میں باقی
سیہ پھر کہان یہ جام و ساقی

خدا جانے ہے اسمین مصلحت کیا
کہ اون پریون نے اوس سے کہا بار

سمجھکر چاہیے یہ کام کرنا
اب ایسی فکر سے لازم ہے ڈرنا

لکھا الٹی تو سامان سحر تھا
نظر آنے لگا انکھون کو جلوا

حکایت نمبر ۱۱۲

پلا ساقی کہ کچھ تسکین ہو من سے
ترشح یون ہو تمہید سخن سے

کہ نیند از شب ہوئی تھی جس گھڑی
مخاطب ہو کے وہ سے ایک یون تھا
بھلے کو تیرے اتنا کچھ کہا ہے
یہہ کہکر پھر گلے اپنے لگایا
بہن کی تیری ہے در پیش شادی
تجھے ہر شخص مجھسے پوچھتا ہے
سو اب تم کل سے میرے پاس رہنا
یقین تھا دم نکلجائے اوسی جا
یہہ سنکر کچھ ہوا مین بھی تسلی
پھر افسردہ اوس صحرا سے گھر
بڑہا سلطان ہوا داخل محل مین
وہ بولی اب قلندر کی زبان کو
کہ کچھ یہہ کہو لو وہ حجرہ مقرر
بچھا ہر سمت فرش زعفران تھا
جب اس صورت سے ٹھہری یہی خاطر
بڑہا پایا عجب سامان سپنے
نہ پایا صاحب خانہ جو اوس جا
غرض داخل ہوا صحن مکان مین
نہایت خوش لطافت اسپ چالاک
منقش پشت پر اک زین پر زر
کہ بیٹھو پیٹھ پر اسکو اٹھا دو
کہ پوچھا وہ فلک تک جست و چالاک
گرا جسدم تو مارا اوسنے کیا

بڑہا سلطان ہو وحشت سے مین
ہوئی آخر یہی اصلاح کو
سمجھ تو کچھ مجھے ہی فائدہ ہے
محبت کا جو دل مین جوش آیا
نہ رہ اب باغ مین رہنے کے قابل
کہ اوسکو باغ مین رہتے سہی کیا ہے
خفا ہوگے تما تو نے جو کہنا
مگر ایجان آیا دہیان تیرا
کہا جی نے نہین ہے یہہ بیابان
اجازت دید کی بخشی نظر کو
رہا جو یہہ بانو کی بغل مین
ترشح زا ہے یون حال یکسر
بلا ہے جو کہلے اب مقدر
قریب غش ہوا ان حال میرا
ہوا دور نظر سے سب نظارہ
نہ دیکھی تھی کبھی یہہ شان انجم
تو خاطر کو ہوا اک رنج پیدا
رہا کچھ دیر اوس جانب نشانی
نہ پوچھے تیز یون گرا وسی اوس
فروغ مہر سے تابش مین بہتر
ذرا تقدیر کا حال آزماؤ
وہان سے رنج کیا پھر جانب خانہ
پڑا وہ آنکھ مین سیری گزر

قریب نخل پوچھا شاہ والا
سنی جب التماس ان نے میری
کہین ایسا نہو کچھ آپ سن پائے
لیے بوسے رخ و عارض کے دوچار
عزیز و اقربا آتے ہین ہر روز
یہان آئین ہین بزم طرب مین
یہہ سنتے ہی اوڑے یکبارگی ہوش
مین جب گر وہان ہے یان آئی ہون تنہا
یہہ کہکر اوڑ گئے طائر جو یکبار
اٹھین آنکھین تو دیکھی صبح تھی شام
رہے جب رات کم جاگا کہا یون
کہ آخر کونسا ہے سر جی نے
اٹھا پوچھا اوسی حجرہ کو کھولا
مگر مینے اوسی دم بند کی ناک
کہ اسمین اور اک عمدہ مکان ہے
کنول روشن و در و دیوار تابان
کہا دل نے کہ آگے اب دیکھیے
نظر آیا مجھے اک اسپ مشکی
سیہ ہونسے زیادہ حسن مین تھا
قریب اوسکے گیا باہر لایا
ہوا اسوار مارا تازیانہ
اتر کر پشت کو اپنی ہلایا
سو اک جنبش [illegible]

نظر آئے وہ طائر دونون جا
کہا مادہ ان نہین دشمن ہین ہمارے
کرو کچھ پیار اور مجھ پر اک بلا ہے
کہا قربان ان تجھ پری سوار
سنئے سامان وہ لاتے ہین ہر روز
شریک کار محفل ہو نین ہستی مین
ہوے دنیا و دین دونون فراموش
دکھائے آگے جو مجکو مقدر
رہا سلطان شائق خاطر افگار
طبیعت نے کہا ہے وقت آرام
کہ ہان بانو سنا وہ کونسا مضمون
اجازت دی یہہ خاطر کی خوشی
کہون کیا کیا نظر آیا مجھے وہان جا
کہ تا قابو مین آئین ہوش و ادراک
سفر دل لگی کا کچھ بیان ہے
مستعد فرش ہر جا گر نمایان
نہایت بیقراری تا بد سیے
کہ وہ جا اوسکی خواہش آرام کی
تھا اون حال اوسکے اور مین گیا
طبیعت نے یہی اوسدم کہا یا
نہ گذرا تھا بہت ایسا زمانہ
[illegible]
[illegible]

غش آیا کثرت درد جگر سے — ہوا پوشیدہ وہ گھوڑا نظر سے
اٹھا میں بعد چند انفاس مضطر — پھرا اوس قلعے کے ہر سمت پر

تو میں سمجھا کہ بیشک کچھ ہے جا ہے — جہاں سے ابتدا سے مدعا ہے
یہیں تک الامتقاخ نے مجھکو لا کر — یہیں سے سب بلائیں آئیں مجھ پر

اسی جا سب بلائیں مجھ پہ آئیں — ہزاروں رنج ایذائیں اٹھائیں
پھر اوسدم وہ جوان آئے مجھے یاد — کہ جو باہم تھے دس مردان آزاد

جنھوں نے مہربانی مجھ پہ کی تھی — خبر اس قلعے کی آفت سے دی تھی
غرض پہنچا میں اک بارہ دری میں — کہ شاید وہ جوان آنکھوں سے گذریں

سفر یا اونکے رہنے کی وہ جا تھی — زمین امید بخشش التجا تھی
مگر اونکو نہ پایا چند ساعت — گئی سے تھے سیر کو حسب عادت

پھر اسکے بعد آنے مجھکو دیکھا — مگر یہ بھی نہ پوچھا حال ہے کیا
کہا مجھسے مبارکباد کیا دین — یہی بہتر کہ اب تمکو دعا دین

خدا اچھا کرے انجام مطلب — اسی عالم میں ہیں محو ہم سب
جو گذری تم پر ہم پر بھی وہی ہے — مقدر نے برائی سب کی کی ہے

کہا تھا تمنے پہلے ہم سے یہ حال — کہ ایسے کچھ نظر آئینگے جنجال
کہ جنکی شرح ناممکن زبان ہے — ہویدا ہوگا سب کچھ امتحان سے

اب اسدم اسکا جانا کچھ نہیں ہے — کہ ملک عنبر کی یہ سرزمین ہے
اگر تم جانب بغداد جاؤ — عجب کیا ہے مراد اپنی جو پاؤ

انہیں باتوں میں آخر ہو گئی رات — ہوئی خاموش بانوی خوش اوقات
اٹھا سلطان سے برپا سامان محفل — گئے گھر اپنے سب یاران محفل

پلا ساقی مجھے باقی کا اک جام

رات ۱۱۴

کہ خاطر کو ہوئی تکلیف آرام

زبان مصروف آغاز سخن ہے — بیاں اسطرح مبین انجمن ہے
کہ بعد از شب ہوئی جب صبح آغاز — زبانوں نے در مطلب کیے باز

اٹھا سلطان برائے شغل خاطر — ہوئے ہمراہ تھے جو جو کہ حاضر
بڑھا کچھ دور آخر ہو کے تنہا — اوسی جانب چلا صحرا جہاں تھا

وہی اشجار جن پہ وہ دونو طائر — کیا کرتے تھے کہتے اپنا حال ظاہر
ٹھہر کر منتظر بیٹھا تھا مشتاق — نگاہیں تھیں سوا اطراف آفاق

کہ اس عرصے میں آئی وہ مینا بھی — تھکی دیدار عالم سے نظر بھی
گھڑی بھر بعد طائر دونو آئے — زبان پر اپنا افسانہ وہ لائے

وہ بولا پہلا طائر اوس سے یہی — کہا آخر کہا یوں مینا جی نے
کہ اب کوئی بہانہ کر کے چلیے — اجازت مانگ کر یاں سے نکلیے

غرض میں سست بستہ ہو کے یکبار — کہا ان کی ہوں قربان سو بار
اجازت ہو تو سوئے باغ جاؤں — مکان میں سو کے کچھ آرام پاؤں

ہوا عرصہ کہ جی گھبرا رہا ہے — غش آتا ہے نہیں معلوم کیا ہے
یہ سنتے ہی کہا اوسنے کہ اچھا — اٹھے اوس جا سے میں پھر آ ہی جاتا

جو گذری تھی وہ سب تمنے بیان کی — سنائی ہر مصیبت داستان کی
کہا میں نے کہ ہوں مہمان تمہارا — کہو گی جو وہ سب کچھ ہے گوارا

مگر درپیش ہے شادی کا سامان — رہو گے گر نہ تم واں پر یہاں
مجھے تنہائی ہوگی سہتے حاصل — نمانے گا کسی صورت مرا دل

زبان پر آئے گی فریاد ہر دم — نکل جائینگے گھبرا کر کہیں ہم
کسی دیوار سے پھوڑینگے سر کو — محبت آگ کر دیگی جگر کو

زیادہ اس میں ہوگا یہ انجام — کہ مر جائینگے ہم محروم و ناکام
کوئی تدبیر کر اسکی ہی ابھی جان — کہ تا زندہ رہے کچھ روز مہمان

کہا اوسنے کہ گھبرا اسقدر تو — کہ میں خالی نہیں کرنے کی پہلو
بچاؤں گی جہاں تک ہو سکیگا — کہوں گی عارضہ ہے مجھکو پیدا

بتا دی سیکڑوں ایسے کروں گی / مہینوں اندیا تمہارے دلکو دونگی
یہ سنکر دل محبت سے بھر آیا / طبیعت میں جو اپنے جوش پایا

تو مل مل کر گلے ہم خوب روئے / کوئی دم داغ دل اشکوں سے دھوئے
پھر اسکے بعد وہ لائی گلابی / رہا کچھ دیر دور آفتابی

لیا لب جام سے اترے گلو سے / مزے سے پیتے ہم جام آرزو سے
لگا سینے سے سینا اسکے تھا جوش / ہوئی کیفیت عالم فراموش

لیے بوسے زبان تو نے دہن کے / لیے گل دونو عارض کے چمن کے
یہ کہکر اٹھ گئے طائر پھر اک بار / رہا مشتاق سلطان وفادار

پھر اسکو اسے آخر سوے خانہ / کہیں جاتے میں شب کا شامیانہ
محل میں آکے سویا شاہ ذی جاہ / رہی شب کم تو سلطان ہوا آگاہ

جگا کر اپنی بانو سے کہا ہاں / دکھا دو جی بتا اب کوئی سامان
وہ بولی یوں ہے اے عیش قلندر / کہ آخر سب وہ مردان دلاور

ہوئی در پے مری فرقت و جدائی / نہیں ہے شک مراد اپنی جو پاؤ
کہے سے اونکے میں نکلا [illegible] / ہوئیں نازل بلائیں آسمان سے

نہایت گرد سفروں سے یاں تک آیا / ابھی تک راہ مطلب کو نہ پایا
سوئی اس سرزمین پر شام مجکو / نہ تھی کچھ صورت آرام مجکو

پھر اک جانب میں پھرتا تھا پریشان / کہ شاید اب خدا کردے یہاں سے
کہ جس سے رات کٹ جائے سحر ہو / کسی پھر اور ہی جانب سفر ہو

ملے مجکو قضارا یہ قلندر / مجھے دیکھا جو ان دونوں نے مضطر
تو پوچھا کیوں ہے یہ حال پریشان / کہاں سے آئے سرگردان و بیجان

کہا میں نے کہ ڈھونڈتا ہوں / بلا سے آسمان میں مبتلا ہوں
کہا تم بھی ہمارے ساتھ آؤ / سبب اپنی مصیبت کا بتاؤ

ہوا ما جا [illegible] / ملی اس آئی گھڑی کی ہمیں راہ
سو دل لطف سے آرام پایا / نہایت حظ آسائش اٹھایا

ادا سے تشکر میں وہاں زبان سے / تمہارے لطف کا پایا کہاں سے
زبیدہ نے سنی جب یہ کہانی / تو فرمایا زراہ مہربانی

کہ جا تیری خطا بھی ہم نے بخشی / فقط دریافت کرنے سے غرض تھی
سنے جب یار قلندر سب بیان سے / بھر آیا [illegible] دل بیان ہے

کہا تینوں قلندر نے کہ بہتر / بجا لائیں گے ہم حکم مکرر
مگر باقی ہے دل میں اک تمنا / اجازت ہو تو ٹھہریں کچھ ہم [illegible]

یہ تینوں شخص باقی کا سنیں حال / بیان کرتے ہیں یہ کیا اپنا احوال
زبیدہ نے کہا اونسے کہ اچھا / کہ جو تم پوچھو [illegible]

کہا اون تینوں باقی نے کہ صاحب / بیان ہم کر چکے جو تھا مناسب
کہ ہم تینوں ہیں بازرگان موصل / بہت ہمراہ ہے سامان اکمل

نہ سمجھے نئی چیزیں ہیں ہمراہ / یقین ہے اک شے قابل شاہ
سنا بغداد کا تھا نام ہم نے / یہاں آکر لیا آرام ہم نے

فروکش ہیں سرا میں دستور کو / یہاں ہے اک ہمارا دوست جو
ہماری دوستی عورت کی تلی تھی [illegible] / [illegible] عیش کا سامان تھا

قضارا کوتوال شہر آیا / بہت ہنگامہ محفل میں جو پایا
تو اوسنے چند انسان [illegible] / کئے محبوس زندان میں [illegible]

ہوئی محفل ستم سے اوسکی برہم / یہ حالت تھی کہیں تم کو خبر ہم
وہانسے بھاگ کر یہاں تک آئے / تمہارے لطف سے آرام پائے

یہ کہتے کہتے شب نے رنگ بدلا / ادھر بانو نے اپنا ڈھنگ بدلا
پھری خاموش ہو [illegible] / نظر آیا پریشانی کا عالم

رات ١٨٥

کہاں ہے بیدار ساقی ہاں پلا دے / شراب [illegible] جام کی جنت ہی لا دے

مئی گلگون کے پیمانہ کا ہو دور
پھر آئے تازبان عرض سخن پر
وہین پوچھا جہان آتے تھے طائر
کہ جب سے سنا حال اسی کو
عوض راحت کے ہوگا رنج حاصل
بسر کی سارے دن جون تون تکلف
رہی جب رات تھوڑی سی نہ نیند آئی
کہ وہ چھوٹی بہن اوسکی پھر آئی
پریشان ہوکے در آئی مکان میں
نہ بولی کچھ انگوٹھی ہاتھ سے لی
نہین تیری بہن اسکی سزا وار
مین اوسکو پاکدامن جانتی ہون
مگر منظور دل اوسکے نہ پایا
بھلا اس سے یہ بہتان غضب ہے
کہ اوسکو بھی کوئی تکلیف پہونچے
کہا ہان چلو تمکو دکھاؤن
نظر آئے ابھی یہ دونو ہمخواب
غرض مین اور پری جاگی جو یکبار
ہوا اک نخل کے نیچے مین پنہان
قریب شام اپنے گھر مین آیا
یہ سمجھکر شاہ نے آرام پایا
پھر کہتے ہین یہ ماجرا سلطان
بیان کرتا ہے مطلب اسطرح سے

کہ پھر خاطر کو ہے منظور کچھ اور
بیان ہوا اسطرح اس انجمن مین
کہانی پھر زبان لاتے تھے طائر
تو گھبرا کر ہوا ثابت یہی کو
غضب لائیگا جوش قصد باطل
ہوئی جب رات سویا مین بحسرت
بہم آنکھون مین جب غفلت سمائی
ہوا سے تخت اپنا نیچے لائی
رہی جو یان ہر اک گنج نہان مین
پھر اوسکو جا کے پالکو اپنے دی تھی
وہ ہے بچپن سے بھولی اور وفادار
اوسی کی پارسائی مانتی ہون
ہنسی مین بھی وسے اک غیظ آیا
مگر کہنے کا تیرے کچھ سبب ہے
یہ سارے مکر ہین بے شک اوسی کے
جو گذرا ہے نظر سے پیش لاؤن
لگی سر پیٹنے تھی سکہ بیتاب
تو پالین پر نظر آئی وہ خونخوار
پریشان دل اسیر مرگ مین جان
وہی عالم وہی سامان پایا
جو تھا منظور دل بے لطف اوٹھایا
کہی جب آنکھ پھر پایا ابھی یان
کہ جب سب دشمن چلی قصہ پر اب

وہی قصہ جو باقی رہگیا ہے
کہ جب سلطان سحر کو گھر سے نکلا
کیا آغاز اوسی طائر نے پھر یون
کہ یہ اچھا نہین آغاز انجام
طبیعت نے سوچا یا حال انجام
پری بھی سوئی سیر سے تھک ہار
ہوا بیدار مطلب بخت ناکام
پکارا چپکے چپکے اوس ہی کو
غرض بالائے بام آئی جو ناگاہ
کہا یہ ماجرا آنکھون سے گذرا
اوسے مردون سے ہے نفرت مری جان
بہت رکھتی ہے ارمان شادی کے
کسی نے گر کیا ایما شادی
یہی سمجھی وس سے ایذا پائی تو
سنا ماں نے عجب اوسنے لیکہ
منگا کر تخت امی مادر پری کی
پکاری کیا یہ قسمت نے دکھایا
پری لپٹی گلے سے اپنی ماں کے
یہ کہکر اوڑ گئے طائر بصد جوش
کہ بزم آراستہ پاتو ہو مشتاق
ہوئی فرصت طعام آئے جب سے
کہو ہاتو قلت رکا کچھ جواب
زبیدہ نے کہا سب گھر کو جاؤ

وہی مطلب جو پر ہم مدعا ہے
بہت مشتاق سیر دشت جو تھا
کہ آگے اسطرح پڑھ یہ مضمون
یقینی اب بدل جائیگا آرام
ہوا ماند بخت خویش ناکام
کہ کیون ہے اسقدر مضطر پریشان
نئے آغاز نے پایا یہ انجام
نتیجا ہا قسمت بد نے خبر ہو
تو دیکھا تجکو اوسکو سوتے ہمراہ
کہا اوس نے نے طوفان اور بلا
بھلا کب ہے وہ ان باتون کی شایان
بہت باتین عزیز خویش لائے
تو پایا اوسکو گریان جاہی شادی
سمجھایا ہے یہ تیری آرزو ہے
کہا دل مین سب اپنے جھوٹھ جانا
ہوا کی طرح جلد اوسجا پہنچی
غضب ہے رنج کیا پیش آیا
مین بھاگا اوسطرف جس جانب تھے
پھرا اوس جا شاہ صاحب بہوش
زبان پر بار ہے اشتیاق
مہیا صورتین راحت کی نہین جب
وہ بولی اب وہ مرد صاحب اقبال
خطا بخشی مرادین اپنے پائین

ہوئے رخصت وہان سے گنہگار
کہ کل تینون قلندر ہوئین حاضر
یہ سنکر وہ ہمین لا یا مکان مین
وزیر با خرد آیا بدر بار
کیا پہر شہ نے ایا ہان ملاؤ
کہا اون عورتون سے آؤ ہمراہ
غرض ہمراہ لیکر اونکو آیا
پس پردہ بٹھا سمت طلا کا
کہا سلطان نے تینون سے بیون
سو وہ مین امر تہا میرے دستور
مگر پہر کر نہ اسکے ولیکن ڈرتا
اگر گستاخیان تمسے ہوئین بہی
انہین کیون مار کر چہاتی لگایا
مفصل حال اسکا سب بتاؤ
کہ کل کی شب ہوا مجکو یہ معلوم
اب اسدم راز دل کہنا پڑا ہے
کبہی کہتی تہی کیونکر اب نباہ ہو
سبب سلطان اگر ہو ولین رحم
مگر یہہ ہے خیال خام میرا
کہان تک صبر لاتے آخر کہین
الہی کر عنایت بیکسون پہ
جو تینون تہے ہمراہ پوچہا اون سے کیون آئی
خدا کے فضل سے تم سب ہو دانا

زبیدہ نے کیا در شب یکبار
نکرنا کچہہ کسی کی اسمین خاطر
کٹی شب انتظار اسمین آئی ہین
ہوئے حاضر اسیر و خویش سرکار
کہا تہا جنکو جلد اب اونکو لاؤ
کہ شائق ہے تمہاری خاطر شاہ
حضور شاہ سب نے سر جہکایا
کہ یہہ مجرم نہ خاطی نہ گرفتار
کہ کل کی شب بہت سامان دیکہے
نظر آئے عجائب ہانکے دستور
نظر میری عنایت پر کرنا
شکایت اب نہین ہے دلمین اونکی
پہر اوسکے بعد اونپر رحم آیا
جو گذرا ہو زبان پر جلد لاؤ
کہ یہہ سنتے ہے سنو کچہہ دلمین معلوم
وہ کہا یا کیا مگر تقدیر نے وائے
نہین معلوم کیا پیش نظر ہو
نہ پہر اپنا نہ گہر ہو کا نہ پہر ہم
نہوگا بہتر اب انجام میرا
جواب شاہ کب تک ہم نہ دینگے
الہی کر علاج قلب مضطر
تمہارا اسکہری کہنا ہے کیا جی
بہت اکہون نے گذرا ہے زمانا

خلیفہ اپنے گہر جس وقت آیا
وہ جتنی عورتین اوس جا تہین مستور
سحر کے وقت جا کا شاہ بغداد
کہا ہر ایک نے مجلس بدستور
یہہ سنتے ہی بڑہا دستور آنا
زبیدہ نے کہا تقصیر کیا ہے
پس از تسلیم پوچہا حکم شاہی
رہین مہمان گہری دو ہی بیٹہکر
تمہارے گہر مین تہے مہمان کل ہم
تحیر اوسمین ہے خاطر کو حاصل
وہ جو گذرا سو گذرا پاک کیا ہے
مگر ہمکو سناؤ حال اپنا
یہہ سنا ایک کا داغون سے کالا
زبیدہ نے سنا ارشاد سلطان
ادا حق خدمت جیسا نہ تہا
یہہ ولین سو جگر فرسودہ تہی وہ
خدا جانے فلک کیا رنگ لائے
کوئی تدبیر ایسی ہاتہہ آتی
مقدر پر سر پٹکا سو آہ
الہی تہی وہ صورت دکہاوے
کہان سلطان کہان ہم وائے قسمت
کہین یہہ راز ہا اخفا کرین ہم
بلند و پست دنیا خوب دیکہے

وزیر نیک اختر کو سنایا
انہین بہی لاؤ اب میرے دستور
کیا اون عورتون کو اور نہین یاد
رہے الطاف فرما شاہ دستور
کیا جس جا پہ دیکہا تہا سکا تا
کہا دستور نے کچہہ مدعا ہے
کہ ہے دربار مین انکو تباہی
ہوئین استادہ پیش شاہ آکر
قلندر اور سودا گروہ باہم
سمجہنا ہر طریقے کا ہے مشکل
ہمارا اور ہی کچہہ مدعا ہے
کہ اون کتیون کا ہے وہ ماجرا کیا
ہوا کس سبب سے یہہ جبر کیا
ہوئی ولین بہت اسپہ پشیمان
یہہ کیا شے کیا مجہے ہوا کیا
ملیہا ہر زندہ لیکن مردہ تہی وہ
زمانا کون سا سامان دکہاوے
کہ خاطر شاہ کی تسکین پاتی
نہ نکلی کی رہائی کی کوئی راہ
کر تسکین دلی یہہ مدعا دے
ملے آئی کونسی جا ہاے قسمت
کہین وہ سب جو ہو تجویز باہم
ہر شے سامان خوش صورت دکہے

ہوئے ہیں امتحان دور سفر سے
وہ طوطی جو جنس سے عالی اپنی جا ہے

نہ پوچھے راز مخفی کے اشارے
جواب اسکا تو دو خاموش کیوں ہے

نہیں یہہ زخم ہے شایان مرہم
بیان کر جسطرح خاطر میں آئے

رات ۱۱۶

کہ غرض مدعا کا ہے ہنگام
کہ بعد از شب سحر کو شاہ والا

سو صحرا ہوا چلنے کو طیار
اٹھائی باگ گھوڑی کی سوی دشت

کہ جس جا لطف اٹھتا تھا نظر کو
بیان کرتے تھے طائر حال اپنا

زبان پر پھر وہی قصہ لائے
کہا یوں ایک نے آغاز مطلب

نظر سے اوسکے پنہاں ہو سکا تھا
تو دیکھا بیٹے بازو نے پری کے

نظر پھرنے میں دیکھا تو نہ تھی وہ
بہت اوسکے پڑا کر جیسے مضطر

نہ جنبش دست و پا میں پائی تھا کہ
بشکل مردہ تھے اعضا بدن کے

پڑی مجھ پر قیامت کی تباہی
اڑا یہہ سنکے طائر اپنی جا سے

پھر اک سامان شغل حسب پایا
ہوا خوابیدہ جاگا اور کہا ہائے

کہ جب دن عمر رو تین ہوکے حیران
زبیدہ سے کہا کہہ راز سارا

کہ مجھ میں اسقدر قدرت نہیں ہے
کہ حکم شاہ سے میں منہہ کو پھیرون

سے انداز کا حاصل ہے جنجال
یہہ دو نو عورتیں بہنیں ہیں میری

یہہ مثل جسم و جان رہتے ہیں باہم
محبت مجکو اپنے انکو مجھ سے

امینہ اور صافی انکا ہے نام
زبیدہ نام میرا ہے شہنشاہ

پدر کے مرنے سے باہم کے پر ہم
ہوئیں جو بات کہ سب سمن پر

گئیں ماں باپ اپنے ہوکے یکجا
رہیں ہم تینوں بہنیں اپنی بات

رات ۱۱۵

کہ تا حاصل ہو وہ بھی لطف باقی
تمنا ہے جھلک ساغر کی دیکھیں

سبو ڈہلکیں پھر پیالے برابر
لبا لب جام سے ہو پھر ہر ہر

ہزاروں جنگ سے گذریں ہیں بیطرح
ہوا اظہار کی وہ جیسے ہمارے
وہ بولیں اوسے رشتہ کیا کہیں ہم
اسی تکرار میں آخر ہوئی بات
پلا ساقی مے احمر کا اک جام
سنگا کر رہا ہوا تیز رفتار
غرض پہنچا اوسی جا دو پہر کو
یہہ ٹہرا تھا کہ وہ طائر بھی آئے
کہ جب تھالی میں پوشیدہ ہوا شاہ
لیا ہمراہ واسنے لے اڑی وہ
ہوا میں قید اوس تھالے میں یکبار
ہوئے پھر بعد اسکے وہ بپا ابھی
پھر اسلطان محل میں اپنے آیا
وہ بولی اب وہ یہہ کہتا ہے سلطان
تو وہ ناچار ہوکر منہہ سے بولی
سنو سلطان عالی سن لے احوال
جدا ہوتی نہیں مجسے کوئی دم
انہیں کے ذات سے ہے سب کا انجام
کہ بہنیں پانچ ہیں آپسمیں سب ہم
وہ دو سوتیلی بہنیں ہیں کے حصا
میاں تک کہہ کے بانو الم سارا
سے وہ شب کی خوابش سے ساقی
جھکے مینا کی گردن سوی ساغر

وہ حیلہ ہو کہ سلطان آپ سمجھائے
خدا کیو اسطے تم منہہ تو کہو لو
کہ تا راحت مزاج شاہ پائے
ہوئی خاموش بانو کٹ گئی رات
اٹھا دیکھا جو آنکھوں نے اجالا
ہوئی اطراف کی بھی جا بجا گشت
کہا کرتے تھے کچھ سب حال اپنا
کہ اسطرح سے ہے یہہ راز مطلب
کہیں کچھ اوس سے باتیں آشتی کی
گئی وہم میرے جانب جلد اڑکر
تصور سے فراق جسم و تن کے
نہ نکلا مدعا کچھ مدعا سے
سنا بانو وہ پھر آغاز بیان
بلا سے جو ہو ہمکو ہے گوارا
مناسب ہے جواب اسکا کوئی دن
اوسی گھر میں بسر ہوتی ہے انکی
وہ سب سامان کہ جو موجود ہے ان
اب آگے اور کچھ کرتی ہوں آگاہ
ہوا پھر ایک کا حصہ برابر
بسر کرنے لگے لے رنج و ملال
ہوئی جب صبح کا دیکھا نشانہ
ہوئی یوں ختم متصل لیں
غرض ہوں کیف کے طرز سخن میں

زبان سے نہ نکلے مرحبے مین | تماشا ہو عیان ہر اک شی مین
ہجوم شوق مین لب وا اگر ہو | وہی ہستی کا مطلب بشیر ہو

ہر اک ایسا ہو بیہوشی کا مضمون | اشارے کیف سے ہی ہوان فرمون
نشان نطق کبھی گفتگو ہو | بیان اسطرح لطف آرزو ہو

کہ پہر وقت سحر سلطان اوسی طور | لگا کرنے بیان وحشت اک دور
قریب آیا جو سامان وہ پہر کا | وہ طائر آئے پہر لوین ایکیلا

کہ یہہ حالت رہی میری کئی روز | کہ ہر ہر استخوان مین تہا الم کا سوز
برنگ شعلہ تن جلتا تہا سارا | نہال برگ کرتے تہے نظارا

نہ تہا انسان جو کوئی پوچہتا حال | مقتل مین یا اوسی جادو کا جنجال
ٹپکتے تہے مرے آنکہون سے آنسو | مگر ملتی نہ تہی انسان کی بو

زبان پر تہا یہی ہر دم کہ یا رب | رہو نگا کب تلک اسمین مین معذب
امید مخلصی ہے دل سے مسدود | کرم کر مجہپر اے میرے معبود

کوئی صورت تو ایسی بہی دکہا دے | کہ بوے مخلصی کچہہ مدعا دے
کبھی رنج پری کا دہیان آتا | تو مثل زلف لاکہون پیچ کہاتا

کبھی دل صورت سیماب بیتاب | کبھی شکوون سے حاصل لطف گرداب
کبھی اک بیخودی یاد پری مین | کبھی مر جانے سے آتا تہا جی مین

کبھی یہہ فکر تہی گذرے گی کیونکر | کبھی اظہار احسان سقر در
کبھی رونا کہ کیا اوسکا ہوا حال | خدا جانے طرح کیسا ہے بیحال

جواب تک کچہہ خبر میری نہین لے | یقین ہان رہی حالت ہے اوسکی
وگرنہ صبر کب تہا اوسکو اتنا | کہ وہ تو دن نہ دیکہے چال میرا

کس آفت مین پہنسے یارب کہان ہے | مجہے اتنی نہین تاب و توان ہے
کہ ڈہونڈون یا کسی جانب کو جاؤن | خبر اوس آفت عالم کی پاؤن

اسی تکرار مین جب کٹ گیا روز | وہی پیدا ہوئی پہر کثرت سوز
ہر اک سو شمع تہا میرے بدن پر | رہین بیتیا بیان شب بہر برابر

قریب صبح کچہہ کچہہ نیند آئی | تو اوس غفلت مین تاثیر اپنی پائی
کہ دیکہی خواب مین شکل اوس پری کی | بیان کرتی ہے رہ یون اپنے جی کی

کہ پیارے مین نہین ہون تجہسے غافل | مگر کیا کیجیے ہے سخت مشکل
مصیبت کی مری سن کہانی | کہ کیا کیا کی فلک نے مہربانی

ذرا طائر بیان کر کے یہہ احوال | پہر اشتیاق سلطان خوش تہا بال
قدم رنجہ کیا اسنے محل مین | لیا خاتون خانہ کو بغل مین

وفور شوق سے سو یا اوسی جا | رہی شب کم تو اوٹہ کر شاہ جاگا
کہا بانو سے اب آگے ہے کیونکر | سنا مقصد ہی پہر اے سیمبر

وہ بولی اب یہہ یون ہے گویا | کہ اے سلطان سن اب قصہ میرا
کہ کچہہ دن بعد میری ماں ناگاہ | قضا کی اس جہان سے آہ صد آہ

فراغت جب ہوئی زر و الم سے | تو بہنون نے کہا اسطرح ہم سے
کہ مال اوری سے ہوئے جدا | سنا مین نے کہا بہتر ہے اچہا

ہوئی ارث مال کی قسمت برابر | لیے اسپین اون دونون نے شوہر
رہی بغداد مین تنہا مین اکیلا | کیا سوداگری کا سا طریقا

بڑی ہمشیرہ شوہر نے یکبار | سب اپنا مال بیچا تہا جو ناچار
گیا پہر سو افریقہ وہاں سے | رہا افسردہ تکلیف جہان سے

ہوا مفلس تو پہلی اپنی چہوٹی | محبت دوستی سب لے کے روٹھی
بہن میری ہوئی خاطر پریشان | کیا اس سمت کے آنے کا سامان

غرض گہبرا کے میرے پاس آئی | عجب صورت عجائب شکل پائی
گلے مل مل کے روئی مجہسے پہر | کہا آئی ہون مین مجبور ناچار

بہن کچہہ رحم کر حالت پہ میری | کہ خالق نے کیا محتاج تیری
یہہ سنکر مین نے خاطر کی شب و روز | رہی گہر میرے وہ شمع شب افروز

بجالائی میں خدمت ہر طرح پر
دیا اوسکو بہت سا سیم اور زر

مگر اتنا کچھ ایسا اوسکو جانا
کہ وہ منجھلی بہن بہی آئی اس جا

جو پوچھا حال اوسنے یہ سنایا
کہ شوہر کا مزاج آوارہ پایا

جہان تک مال پایا سب لٹایا
نہ تہوڑا سا بہی میرے ہاتھ آیا

خدا کے فضل سے زندہ ہی ہین
تمہارے دید کی مشتاق تہی مین

زیادہ حد سے اوسکی خاطرین کین
کئی سو نقد اشرفیان اوسے دین

رہین ہم تینون بہنین ایک گہر مین
ہوئی قوت دل و نور نظر مین

نہ تہی کچھ فکر جز آرام ہمکو
تردد سے نہ تہا کچھ کام ہمکو

ہوئی جس وقت وہ خرسند و شادان
بجالائی میں شکر لطف یزدان

وہی اوسکا بہی تہا حال ابتر
اوسی کی طرح سرگردان و مضطر

یہان آئی طلاق اوسنے دیا ہے
غنیمت ہے بڑا احسان کیا ہے

خیال آیا بہن کے پاس چلیے
سواری ہو تو یونہی نکلیے

جب اپنی کہہ چکی ساری کہانی
بہت کی مینے اوسپر مہربانی

نئے سامان اوسنے سب بنائے
ہزارون طور کے آرام پائے

سحر سے شام تک ہنستے تہے باہم
جہان کے عیش و سامان تہے فراہم

اسی صورت سے گذرے جب کئی سال
طبیعت نے دکہایا اور ہی حال

ہوئی خاموش اتنا کہہ کے خاتون
کہ تہا حسن سحر کا پیش مضمون

رات ۱۱۸

اٹھا ساقی وہی جام لبالب
کہ پہر آیا دم آغاز مطلب

کہ بعد از صبح پوچھا بنت شہ نے
لگا اون طائرون کی دیکہنے راہ

کہ آخر کیوں وہی غفلت میں ناگاہ
کہا جسے پری سے نے کہینچی آہ

کہا کچھ صاف کیونکر حال گذرا
یہہ انسان کون تہا تہا ماجرا کیا

نہ کچھ امان خدا را شکل میری
کہ وہ بہا اڑ گیا حسرت میں تیری

کہ جو میری طرح ہو بدافعال
نہ سمجھے نیک و بد اپنا کوئی حال

کبھی شاید کسیکا دل دکھایا
جو اوس نے بد میں یہہ انجام پایا

الٰہی کیوں نہ مجکو موت آئی
کہ نیکی کے عوض پائے برائی

سو جیسا کچھ کیا تہا لطف اٹھایا
لکہا تقدیر کا اب پیش آیا

چھپا سکتی نہیں میں یہ اسرار
کہ تدبیر کشف دل کہتا ہے میرا

مروت جیسے ہوتا ہے کسی دم
تو کھل جاتا ہے اوسپر حال عالم

نہیں طاقت جو اون رمز سے نکلو
وہی ہوگا جو کچھ تقدیر میں ہو

کہا سن بیٹی تہا انسان خوشرو
اتر ہی جاتی تہی میں ناگاہ کو

یہی جانا کہ اسکو سے ازین ہم
لے آئی باغ میں اپنے اوسیدم

نہیں ہے ضبط کا باقی زمانا
زبان پر ہے وہی اگلا فسانا

ہوئی جب وہ پری رو فسون سے
وہی جہگڑے وہی قصے سنائے

کہ مجکو لے اوڑی جب میری یاور
اتارا آسمان سے گہر میں لاکر

قدم پر گور کے ست کی برابر
کہا کر قتل مجکو میری مادر

لگایا داغ بیٹے خاندان میں
نہیں کوئی اب ایسی اس جہان میں

خدا جانے بلا کیا مجہپر آئی
جو قسمت نے یہہ بدنامی دکہائی

اثر بخشا کسی کی بد دعا نے
جو یہہ نقشا کیا میرے خدا نے

مگر قسمت میں تہا بدنام ہونا
یہی منظور تہا انجام ہونا

یہہ کہکر روئی میں پہر کی زبان بند
کہا مادر نے اے میرے فرزند

فقیرون کی جو اوسنے خدمتین کین
دعائین سب طرح کی ہین اوسے دین

یقینی عذر جسدم وہ کریگا
بڑا صدمہ تجہے ایجان دیگا

مگر کہہ مجسے اپنا حال سارا
کہ یہہ بدنامیان کیون کر گوارا

نظر مجکو جو یہہ آیا تو بہایا
طبیعت سے نہ دم بہر چین پایا

نہ تہا اوس مرد سے آگاہ کوئی
نہ نکلی ضبط کی بہی راہ کوئی

ہوئی خود رفتہ اپنے شوق میں جب / رہی بیہوش اپنے ذوق میں جب
کہا دل نے کہ اب آئی کہوں حال / کہ تا میرے چھپا تھا ابھی بدفال

مگر بولی حیا سے بے حیائی / نہیں بہتر عیب و ذنب کی صفائی
بہت چاہا نہ کچھہ آیا زبان پر / غضب تھا شاعر نامہربان پر

اوسے طائر سناکر اسقدر حال / پھر اجمعہ سلطان خوش اقبال
نہایت جلد سوئے خانہ پہنچا / کہ حبیب کر سوز فرش ماتم ہی بچھا

گہر میں تھا فروغ شمع ہر سو / اسیر خواب میں تھی چشم و پہلو
بلایا بیبی بانو کو کہ آ تو / طعام و آب جو حاضر ہو لاؤ

فراغت پاکے سویا شاہ کچھہ دم / اٹھا از خود رہی شب جب گھڑی کم
کہا بانو سے ہاں بولی کہ اے شاہ / زبیدہ اسطرح کرتا ہے آگاہ

کہ وہ دو چھین اک دن نہ ہوئے / کہ تم سے سیکڑوں ہی ایسی ہوئیں
مگر جی چاہتا ہے یوں ہمارا / کہ ہو اک تازہ شوہر کا نظارا

بسر اوقات چندے یوں ہی جاہے / پھر اسکے بعد دیکھیں پیش کیا آئے
کہا سنکے کہ کیا دھیان آیا / ابھی آتا پڑا صدمہ اٹھایا

کہ جس سے ہوش اب تک ہے پریشان / سراسر ہے ہوا کلفت جانان
حذر اس قصد بیجا سے ہے بہتر / سفر میں وہ نجات اسکی کہو کر

اگر تقدیر میں ہوتا کچھہ آرام / تو کیوں پھر میں تمام حالت میں ناکام
نہیں انسان اب دنیا میں پیدا / کہ جس سے شکل راحت ہو ہویدا

کچھہ میں خود کام اسکی دوستی کیا / کرو توبہ کہا تو کچھہ میرا
سفر پھر خطا پاؤ گی دیکھو / مناسب ہے نہ اسکا نام ہی لو

خدا نے تمکو کہانے کو دیا ہے / بہت سا کچھہ لٹانے کو دیا ہے
ہراک صورت کا ہے آرام حاصل / کسی شی کی نہیں اب کچھہ مشکل

نکرنا عافیت کو اپنی برباد / غضب ہے قہر ہے فریاد فریاد
سنے جب یہ کلام پند آمیز / ہوا شوق طبیعت اور بھی تیز

کہا بہتر جو کشتی ہو کریں گے / ابھی اب یہ بلا سر پر نہ لیں گے
غرض پھر بعد چندے سینے سوچا / کہ دیکھیں اب نیا کوئی تماشا

بہت اسباب لیکر ساتھ اپنے چلے / جب آئے سیر کو جانب سے چلے
سنے ملک و دریا دیکھیں / بیابان و جبل کی بھی خبر لیں

کیا جلد اک جہاز تازہ طیار / ہراک تحفہ ہراک شی واسبہ کی
روانہ جانب دریا ہوئی میں / سفر کب ہے انہیں منزلوں کی

نظر آیا بس اک شہر خوش اسلوب / طبیعت کو ہوئی وضع اسکی مرغوب
کہا ٹھہرے یہاں تا اسی جا / کرنا دیکھیں یہاں کا کچھہ تماشا

موافق حکم کے آغاز پایا / جہاز اوس شہر کے نزدیک آیا
میں اترتی اور ہی کچھہ دیر پہنچی / نظر آئی عجب صورت وہاں کی

کہ اک در ہے عظیم الشان ایسا / نہیں دیکھا کبھی آنکھوں سے ویسا
بہت سے پاسبان ہیں ان اطراف / سراسر صورت لفظ مقدر

ہراک کی شکل خوف انگیز و بہیم / جھکائی سینے گردن بہر تسلیم
تبائی اونہیں قدرت گفتگو کی / اگر دیکھنے نپائی آرزو کی

انہیں باتوں میں شب کا بیت لا

رات ۱۱۹

ہوئی خاتون بھی چپ بیٹھ تھا

پلاوہ جسکی ساقی آرزو ہے / کہ وقت التماس گفتگو ہے
سخن کچھہ گدگداتا ہے زبان کو / بیان کرتا ہوں لیکن داستان کو

کہ پھر سلطان شہر آئے سے معلوم / بڑھا پونہچا قریب جا معلوم
چھپایا زین بیٹھا چند ساعت / ہوا سو خدا سے وقت طاعت

کہ اوس سے میں طائر آئے باہم / وہ بولا ایک ونہین ہے کہ اب ہم
بیان کرتے میں ہی اپنی کہانی / سنو بھائی زراہ مہربانی

پہچی کہتی ہے اتنی میری در
قضارا شب کو وہ آئے گھر مین
یہہ کہتے کہتے گھبرائی طبیعت
عزیز و اقربا خویش و برادر
مراقب ہو کے بولے اے شیخ
فلانی سمت بالاے زمین ہے
وہان نا اس کے مین غفلت سے جو جاگا
نظر کی ایک صاحب نے جو مجھ پر
کہا تو کون ہے بولا مین انسان
کہا اتنا نہین تو کیون پڑا ہے
بیان کر حال جو کچھ ہو سبھی تم
بسر کرتا ہون اپنی یاد حق مین
مطیع حکم ہے یہہ شہر سیرا
کہا بہتر اب اوسکی ہوگی تدبیر
محل مین آ کے سو یا بیش یا کم
وہ بولی اب وہ یون کہتی ہے اے شاہ
مکان بھی سب مین تہے خوش سلیقے
وہان سے پہر بہی مین سو بار اک
پہر اسکے بعد پایا مینے میدان
طلائی سر سے پا تک ہر طرف ہے
مگر انسان سے خالی جو پایا
وہان سے تیری واقف سرا مین
وہ تہا جو تہا گران سنگ سے بہتر

کہا مجھے کہ جب پہ اوس جگہ پر
کہا کچھ درد اوٹھتا ہے جگر مین
نہ راحت پر ذرا آئی طبیعت
سر شب تک سب آئے تھے برابر
کہ مین تمکو بتاؤن حال کیونکر
کہو جاے کوئی دیکھے وہین ہے
اوسی عالم مین دیکھا اور نقشا
کہا کیا حال ہے اے مرد مضطر
کہا آئے کہان کیونکر یہ آسان
مرض کیسا ہے جسمین مبتلا ہے
کہ بر لائین تمنا تیری سب ہم
کسی کو دیکھتا ہون گر تعلق مین
سمجھ لیگا مطلب خوب تیرا
مگر انسان ہے محکوم تقدیر
ہوئی جب رات تو تکلیف نا لو
کہ پایا ان کی گئی دیکھا تو اوہ
مناسب لیسے ہر خاطر کو مرغوب
گلی کوچون کو دیکھا خوب کیا
بڑہی دیکھا تو اک پہاٹک بہی دالان
نظر کی تاب کیا جو اسکو دیکھے
ہوئی حیرت تعجب مجھکو آیا
گئی جیسے نئی اک عمدہ جا ان
ہر اک در زینہ مین تھے سامان برابر

وہ تہا اک حجرۂ تاریک تنہا
نہین معلوم کیا اسکا سبب ہے
مرض افزون لگا ہونے ہر اک دم
اوسی مین مرشد والد بھی آئے
کوئی مظلوم مصروف دعا ہے
اوسے لاؤ کہلاؤ تھوڑا کہانا
کہ سر پر چند مشکار پون پہنچے
کہا مینے کئی دن کا ہون پیاسا
کہا مینے کہ آیا بہولکر راہ
کہا مینے کہ ہے نام اوسکا کیا
نہ گھبرا مین ہون درویش خدا دوست
روا کرتا ہون اوسکی حاجت دل
بیان کی مینے اونسے سب کہانی
اوٹہے طائر جب اتنا کہہ چکے وہ
اٹہایا نوسے بولا اے میری جان
وہ وہین تہے کے جتنے پہ سامان تہے
ہر اک جا سیر کی دیکھا تماشا
فقط سنگ کا ہر شے مین پایا
عظیم الشان ذرہ سقدر تہا
بڑا تہا ریشمی کا اوسمین پردا
بڑہی آگے تو دیکھا اک مکان
پہر اسکے بعد دیکھا اک مکان اور
مین سمجھی صاحب خانہ کی جا ہے

پہرا بہی آ نہین سکتی تہی اوس جا
ابہی اچہا تہا مین لیکن عجب ہے
خبر سنکر ہوئی ہم قوم باہم
قدم آنکہون سے اون سب نے لگائے
سفر کچھ ستم اوس پر ہوا ہے
کہ تا پھر شتا ہو یہہ جو بہانا
ہوے حاضر اوسی جا ہے ہیچے
طلا کہانا نہین اب تک کچھ اولا
نہ تہا اس ہمت سے ہرگز مین آگاہ
وہ بولی مجکو اس سے مدعا کیا
بہت اس شہر مین ہین تہہ انشاد دوست
وہ گر آسان ہو یا ہو مشکل
سنا بولی نہ راہ مہربانی
پہرا سلطان یہہ سارا سنکے حیران
کہو اب کیا زبیدہ کا ہے سامان
زبانین بات کے قابل کہان ہین
ظہور قدرت حق جلوہ گر تہا
کہلا یہہ سب ہے پتہر کا بنایا
نہین ہوگا زمانے مین اب ایسا
بہت اچہا بہت بہتر وہ سارا
وہان کے بہی نظر آئے سبہی طرح
کیا اوسکی بہی نہایت خوب تہی دور
یقینی اوسکی بہی یہہ جا ہے ملک سرا ہے

غلامان حبش بھی وہ دیکھے کہ تھا
بڑی ہی جب اور تہوڑی وہ مضطر
کہ آنکھوں کو مزا اسنا ہے ہر بار
ہر یکے تھے جواہر سب کہ ایسے
مصفا فرش عمدہ ہر مکان میں
نگہ شیشوں میں بھی تھیں وشن کر کے جا
پھر آ گئے اور کچھ سامان پائے
کسی تدبیر سے دریافت ہوتا
یہ باتیں تھیں کہ سب سے پوچھ دیکھا
انہا ساقی وہی جسکی ہوس ہے
زبان پر کیفیت مطلب ہے سر او
ہوا رونق فزا سے لشکر شب
کہا شہ نے ٹھہر ساکت ہو لو وہ
کہ آ کے دو نو طا ر ایک ہو لا
کوئی تدبیر ہیں کرا ہوں اسکی
یہ لکھکر کچھ بلایا مجکو یاتی
ہوا اپنی العوز درد اوسکا بھی اچھا
وہاں سے شاہ جی رخصت ہوئی جب
کہا دو اسکو یہ ہے مرد ممتاز
کہ مجھے صاحب خانہ نے پوچھا
تو دو اسکو اجازت اسطرح کر
گر ہے قابل رحم اسکا احوال
لہذا کچھ خبرگیری کو اسکے

کہ حاضر اپنے بھی جا بجا بر
تو ملکہ نے دیکھی تاج بر سر
نگاہیں کستی ہیں قربان دلدار
بتاؤں کیا کہ تھے وہ کیسے کیسے
میسر جو نہوں اب اس جہان میں
تو سیری فکر میں یہ بیان آیا
کہ وہ تجویز میں ہر گز نہ آئے
کہ یہ آغاز اور انجام ہے کیا

کہ تہرے کے اونکے جسم اعضا
اوسی صورت سے وہ بھی سنگ کی تھی
جواہر گوہر یاقوت و الماس
چمک سے اونکے تھا ایک شراب
بیان کیا حال ہو ہر شی کا انداز
کہ کوئی زندہ بھی ہاں مقرر
مگر خاطر میں ہر لحظہ خلش تھی
غرض پھرتے ہی پھرتے ہو گئی شام

رات ۱۴۰

کہ اب دلیل نہیں ہیں جس ہے
خبر آغاز کی یوں مدعا ہے
ہوا سے بھی زیادہ تہا جو تیز
اوسی جا صورت بت ہو گیا وہ
کہ جب یہ راز اپنا میں نے کہولا
کہ ساری حاجتیں بر آئیں تیری
کھلے اعضا ہوئی پھر زندگانی
کہا درویش نے مجھے سے پھر آ
پئے تسلیم آ کے حاضر یں سب
نہو تم اس سے واقف اسمیں ہے راز
بیان کر اور جو مقصد ہو تیرا
کہ یہ حقیقت سے ہی بیتاب و مضطر
مناسب ہے کہ پایا جو فال
مقرر ہو تو خاطر خوش ہو میری

پلا گلرنگ جس سے رنگ ہو اور
کہ ہنگام سحر سلطان بیدار
لباس کا ہم میں اوسی صحرا میں آیا
اتر کر شاہ زیر نخل بیٹھا
تو اون درویش نے مجھے کہا یوں
مگر با خبر کر اس میں کئی راہ
کھلایا مجکو کہانا خاطرین کیں
مرے گھر چل یہاں کر رات دن آ
برے اندر لائے مال و اسباب
دیا وہ اور اوس سے بھی زیادہ
یہ سنکر شاہ صاحب سے یوں بولا
ابھی وقت خلوت ہو رہا ہے
تو مستقر طبیعت یوں ہوا ہے
یہ سنتے ہی وہ بولا صاحب جاہ

ہوئی حیران کہ یہ سامان ہے
عجب کیفیت اوسکے رنگ کی ہے
بہت سے تھے بہت رکھے ہوئے بار
نظر کو خیرگی حاصل تھی ہر آن
مگر تہا قدرت خالق کا دربار
جو روشن کر گیا شمعیں سر راہ
کہ تہہر کس لیے ہر شے یہاں کی
طبیعت نے کہا ہے وقت آرام
ہوئی چپ دیکھ کر بانو وہ جلوہ
نظر آئیں نظر کو اور ہی طور
جو تہا مشتاق راہ دشت پر خار
یہاں سلطان نے تہا بستر جمایا
گھڑی کے بعد پھر مضمون یہ تھا
کہ مجکو ہو چکا ثابت یہ مضمون
جو نکلے تیرے مطلب کی کوئی راہ
دعائیں میں نے دل سے خوب اوسکو دیں
رہے باقی نہ تا خاطر میں سوال
ہر اک شئی ہر طرح کی خوب پایا
ادا شکر میں تہا سر نہادہ
اگر توفیق کچھ تمکو خدا دے
نہیں ہے چنداں یہ تمکو گوارا
کہ تعلیم اسکو کرو بھی بجا ہے
بتاؤ ارشاد [illegible] آگاہ

سجا لاؤنگا جب کچہہ سنا ہے
مرا نقصان اس سے یا مین کیا ہے

کہا داروغہ سے کاغذ منگاؤ
قلم بہی دستخط کرنے کو لاؤ

ہوا حاضر لکہا خوشخط یہہ ویسے
کہ حسب الحکم مرشد یون ہے بہتر

کہ دو سو اشرفی لیجیے بہر راہ
ہمارے بخشی و نوکر ہون آگاہ

اڑے طائر وہان سے یہہ سنا کر
کہا آیا شاہ پہر مشتاق منظر

فراغت پاکے اپنی حاجتون سے
گیا آغوش مین بانو کو اوسے

ہوا خوابیدہ پہر جاگا تو بولا
کہو حال زبیدہ اب ہوا کیا

وہ بولی وسکو اوسجا جب ہوئی شام
زبیدہ کہتی ہے مین پہر آرام

وہین اک فرش ہمد پر ہی سو
کہا دل نے جو ہونا ہو سو ہو

مگر مجکو نہ آئے نیند دم بہر
کہ تہی جو پاسے تکلیف بقدر

کٹی جب رات آدہی سے زیادہ
پڑی تہی رنج سے مین بہر نہادہ

سنی قرآن پڑہنے کی سی آواز
کہا دل نے مگر ہے یہہ کوئی راز

چلا و دیکہو کہان سے ہے یہہ الحان
کہ سنکر جسکو شادان ہین دل و جان

بڑہی سطح کر مکانون کو جو پہنچی
تو اک مسجد نئی اوس راہ مین تہی

وہین اک مرد خوش رو نیک کردار
کرے نسک تہا بڑا امتیاز شعار

تلاوت مین تہا قرآن کے وہ مصروف
طبیعت لفظ و معنی سے تہی مالوف

ہوئی مین دیکہکر اوسکو یہہ حیران
کہ اتنون مین بچا کیونکر یہہ انسان

نہ کیون پتہر ہوا اسکا سبب کیا
نہین کہتا مجہے کچہہ بہید اسکا

فراغت اوسے جب قرآن سے پائی
تو میری سمت آنکہہ اپنی اٹہائی

کہا آتی ہو کس جا کیا غرض کیا
سنا جب یہہ سنا و حال اپنا

یہہ سارا شہر مغضوب خدا ہے
ہر اک مقہور و معتوب خدا ہے

گذر انسان کا نا ممکن بہر طور
مین سے آئی ذہن مین کرتا ہون غور

کہ تم کسطرح ایسی جا مین آئین
عجب ہے کس لیے تشریف لائین

اگر کہیے تو کچہہ مین بہی کہونگا
جواب اس حال کا اپنے بہی دونگا

کہ پتہر کا یہہ کیون ہر جا ہے سامان
ہر اک بت بن گیا ہے خوش بہی حیران

کہا سنئے کہ بہتر ہے سنے حال
تہا یا جسطرح گذرا تہا جنجال

سنا بولا از راہ مہربانی
کہ ہے اسطرح بندے کی کہانی

کہ میرا باپ تہا اس جا کا سلطان
دیا تہا ہر طرح کا حق نے سامان

وہ تہا آتش پرست اور قوم و سکہی
ہمیشہ معتقد شیطان کی تہی

کوئی تہا نارین یون کا آذر
اوسی کی کرتے تہے پوجا ہمیشہ بار

نہ واقف تہے خدا کا نام کسکا
نہ تہا خالق کا ہے کام کسکا

شیاطین کی عبادت مین تہے مصروف
ہمیشہ شرک سے رہتے تہے مالوف

قضا را مین ہوا اس گہر مین پیدا
کیا دایہ کو میری مجہہ پہ شیدا

خدا کو بسکہ تہا منظور اک کام
تو اوس دایہ نے سوچا یون یہ انجام

کہ میری طرح یہہ بہی ہو مسلمان
رہے اسکی زبان پر ورد قرآن

وہ تہی خود حافظہ مجکو پڑہایا
پہر اسکے بعد خاطر مین جو آیا

کیے اسلام کے احکام تعلیم
ہوا ہر امر مجکو دست تسلیم

یہہ بانو نے سنا پہلو کو پہیرا
کہ گذری شب نظر آیا سویرا

رات ۱۲۱

جسکا ساقی کہ جسکی آرزو ہے
وہی شیشا جو مانند سبو ہے

لیا لب بہر کے اک ساغر عطا کر
کہ آئے قصہ باقی زبان پر

دہن ممنون احسان سخن ہو
بیان حال پیش انجمن ہو

کہ پہر سلطان وہی صحرا مین پہنچا
جہان طائر کہا کرتے تہے قصا

مخاطب ایک ہوتا دوسرے سے
کہ یون صدمے اوٹہائے دل نے پہر سے

غرض جب دوپہر کا وقت آیا
پہر آئے دونو طائر اور سنایا

اک کاغذ دستخط ہو کر دیا ہاتہ
لیا داروغہ نے اسنے مجہے ساتہ

کہا یا چہرہ ادب سے کہا یون
وہ مطلب یہی کہ جسکی آرزو ہے
یہہ فرما کر کہا چل ساتھ میرے
مکان تہا سو ست خورشید روشن
زبان پر سبکے الا اللہ کا شور
قدم پر شاہ صاحب کے رکہا سر
نہین ہے اعتبار چند انفاس
تو بوسے بہی سیے پہر اک نفس سے
یہہ سنتے ہی اڑے طایر پہر اکبار
نگذرا تہا بہت ایسا زمانا
طبیعت نے کہا سیری یہی اوسدم
قدم پر پہر گرا مین او رکہا یون
سنا اوسنے ہنس کے فرمایا کہ نادان
قریب شام بانو پاس آیا
کہو باقی کہانی بولی اے شاہ
کہ وہ ایسہ مر گئی بعد اک برس کے
کہ خالق ایک ہے ہشیار ہو جاو
خدا ہے ایک بندے اوسکے ہین سب
کے دیتی ہین نہ مانی قوم غافل
وگرنہ پہر بہت ہوگے پشیمان
رہے بیہودہ باتین سب یون کے منکر
نہ فرصت پائی وہم لینے کی ہم نے
کہ رات تک زندہ و ہشیار ہین لوگ

کہ تم نوکر ہوے اب کیون ہو مجروح
نہین شایان لفظ گفتگو ہے
کہ تا ہنجا ہین سارے کام تیرے
قریب اوسکے نہایت خوب گلشن
کوئی کم نطق کوئی صاحب زور
کہا پہر ایک نے خوش رہ برادر
سنا سب نے کہ کچھ تو شر ہے یا ہم
سے رو کر گلے سے اکثرون کے
گئے اپنے ٹہکانون پرہ شمار
کہ روشن ہوگیا پہر آشیانا
کہ بیشک ہے یہہ درویش مکرم
کہ بیٹے جو کہا حضرت نے مضمون
نہین اوسوقت مین تجہکو ہم آن
ہوئی مسرور خاطر لطف اوٹہایا
زبیدہ اسطرح کرتی ہے آگاہ
رہے افعال دین حق پہ مبہم
زبان پر لفظ کفر اور شرک مست
سوا اوسکے پرستش کوئی ہے اک
عذاب آئیگا تمپر سخت مشکل
خبر کر دے برادکہو گے سامان
انہین افعال سے تہے زبان لوگ
سنے دیوانہ درا شجار بیتہر
کسی صورت نہین ناچار ہون مین

کیا سبنے سلام اونکو پہر اکبار
خدا اچہا ہے تو پہر آئیگا اک روز
ہوا ہمراہ پوچھا اک مکان مین
عجائب رنگ کے طایر تو آئین
قدم درویش نے رکہا جو گہر مین
نہ رہنا ذکر سے غافل کسیدم
یہہ کہکر ہاتہہ سب پر اپنا پہیرا
پہر اسکے بعد فرمایا کہ جاو
ہوئے مصروف ہو یاد خدا مین
خدا کا نور پہر جا بجا ہے چمکا
نہایت صاحب طاقت ہے یہہ مرد
وہ وقت یاد حق کر یاد آسکے
اڑے طایر یہی کہہ کر سبکے یکبار
رہی شب کم تو پہر [illegible]
کہ پہر اوسنے کہا یون حال اپنا
کئی دن بعد اک آواز آئی
پرستش کب شیاطین کی ہے اچہی
خطا ہے ایسے [illegible] اور
سفر پہر کر کے [illegible] بلا ہے
صدا یہہ تین سال آئی برابر
پہر آخر قہر حق اسپر جو آیا
مگر ہیبت تہا مین دم جو [illegible]
ہلاک ہوئی نازل [illegible]

کہا درویش نے اب کیون ہو مضطر
نہین ہے تہا کسی کا عمر بہر سوز
کہ اسدم تک نہین دیکہا جہان کو
کہ جنکو دیکھہ کر جاتا رہے رنج
جسکے طایر پے تسلیم درمین
کہ اکدن یہہ جہان ہے تیاری ہم
محبت نے زیادہ اور گہیرا
کرو ذکر خدا ہمکو سناو
صدا دیتی تہے جوش التجا مین
کہون کیا جو کہ عالم اسکہی تہا
عجب کیا ہے شفا پائے مرا درد
تو اکدم مین مرا مطلب کہا ہے
پہر پہر اپنے گہر سلطان ناچار
اٹہا سو کر کہا خاتون سے اچہی
سنایا اسطرح جنجال اپنا
بتا پہر ادہین ایسی مہربانی
کہان اعلی سے ہو ادنی برابر
محبت کفر کی دل سے مٹاو
مناسب ہے کہ ڈرو اپنے خدا سے
نما نا ایک نے بہی اسکو سنکر
تو ساری قوم کو پہنچا بلا
قریب وا سطے تہا نقل زوال
رہا مین فضل سے خالق کے بستر

ہوا ثابت ... ماشیر اسلام
کہ اوس غار کا دیکھا یہ انجام

کہاں تک شکر حق مجھ سے ادا ہو
زبان سے کیا ثنا ہے کر رہا ہو

اور اوس سے بنا یہ مجہ پر احسان
کہ بھیجا تجکو میرے پاس سبحان

بہت مدت میں شکل انسان کی دیکھی
مجھے امید قسمت سے یہ کب تھی

خوشا تقدیر ہو تم بھی مسلمان
کہاں بخت ایسے یہ خالق کا احسان

بس اب بیٹھو از راہ مہربانی
کٹی راحت سے کچھ دم زندگانی

سنی جب مینے یہ باتیں دل آویز
ہوئی محظوظ طبع وحشت انگیز

کہا مینے بجا قول آپکا ہے
سراسر راست سارا ماجرا ہے

خدا نے آپکی طاعت جو دیکھی
تو یوں خاطر میں ڈالی بات میری

کہ از خود آپکے کی تم سے ملاقات
کٹا دن بھی اب آئی اسقدر رات

یقین ہے اب طبیعت کچھ بہل جائے
کوئی دم رنج تنہائی کا ٹل جائے

اگر ہے میرے دل میں یہ تمنا
کہ جب اسنے نظر [illegible] سحر کا

تو میرے ساتھ ہوں جلد اب [illegible]
جہاز اب پاس ہے یہ کیا ہی دشوار

کہا یہ اور ہوئی خاموش بانو
کہ تھا جلوہ سحر کا زیر زانو

رات ۱۲۳

پلا ساقی وہ مے جسکا ہے شہرا
سنا لا ہے جہاں سے کیف جسکا

تعلق اوس سے لازم ہے سخن کو
کہ تا حاصل ہو لذت انجمن کو

مذاق گفتگو دے لطف کامل
فسانہ ہو بیان کرنے کے قابل

کہ جب شاہ علی سیر [illegible]
چلا مشتاق سوے دشت [illegible]

گیا پونہچا اوسی جا پے معین
اتر کر از فراز پشت توسن

سنا اظہار مطلب طائروں کا
کہ وہ ایک ایک سے یوں کہہ رہا تھا

کہ جب دو بین نے مجھ سے کہا ہاں
نہیں اوس وقت یاد قول انسان

تو مین سنکر ہوا خاطر میں محزون
کہ سر آئیگا کیونکر دلکا مضمون

یہ خطرہ میرا سچا یا اونہوں نے
طبیعت میں جو تھا جانا انہوں نے

کہا مجھسے نہ گھبرا ہوگی تدبیر
وہ معشوقہ ملے گی بے تاخیر

غرض تا سال خدمت میں یا بہن
مطیع حکم و ہر ارشاد تہا مین

ہوئی تقریب شادی ایک دن ان
یہاں رہنے کا نہ تھا جبان کے سامان

گئے جب شاہ صاحب مین تہا بہی ساتھ
لیے تھے ہاتھ میں اپنے مرا ہاتھ

وہ بیٹھے بزم میں مجکو بٹھایا
نہایت اوج عزت مینے پایا

رہی شب سے سحر تک بزم شادی
حسینوں نے مجھے پہچان [illegible] دی

پھر آخر جب ہوئی برخاست محفل
تو اوس دم شاہ صاحب صاحب دل

یہاں تک قول طائر سنکر [illegible]
کیا رخ سوے قصر خویش مضطر

گھر آیا چند دم سویا بآرام
جب آئی شب وقت جشن انجام

جگا یا اپنی بانو کو کہا ہاں
کرو الفاظ و مضمون [illegible]

وہ بولی اب رسیدہ گشتہ ہے ہے
کہ مینے یوں کہا یہ بیتاب سکے

اگر منظور ہو چلنا تو چلیے
توقف کیوں ہے اس جا سے نکلیے

کہا اوس نے کہ بہتر ہے مرا بھی ساتھ
سلے آئی [illegible] کے اوسکے ہاتھ میں ہاتھ

جہاز اچھا جو پایا خوش ہوا دل
کئی دن میں وہ پہونچا قریب ساحل

بہت اسباب نکلا اور نیا
اوسی عالم میں سب ساتھ [illegible]

زر و گوہر ہزاروں لعل خوشرنگ
کہ تھے بے مثل جسکی تول [illegible]

برابر ٹھیرے تھے ہر ہر طرف [illegible]
ہیں اور بہنیں مری [illegible] ایک صف [illegible]

سبھوں کے درمیاں جہان خوشبو
کہ جسکا ہر اشارہ [illegible] دل جو

خدا مین اور میری جان اوسپر
تصدق جن و ہر انسان [illegible]

اگر تھیں دو نو بہنیں وہ جو ہمراہ
ہوئیں [illegible] خوش [illegible] آگاہ

تو خاطر مین حسد نے گھر کیا [illegible]
کہے وہ دیدار [illegible] مرغوب

طبیعت میری گھٹکی لین آیا
کہ بیشک انکی خاطر کو بہایا

کہ اسسے تجھے ایسی برائی
پلا ہمکو سے خوشرنگ پانی
کہ جب سلطان نے روی صبح دیکھا
گذر کر دو پہر وہ دونون آئے
ہوئی رخصت سحر کو اوس مکان سے
پہر سے تعویذ جا صاحب مکان کا
لیا تعویذ آیا پیش داور
بجا لایا مین دل سے رسم حسانت
بہت آرام سے گذری وہ سب رات
اڑا طائر ہوا پورا مطلب
وہ بولی اے جہاندار زمانہ
مین اک شب سو رہی تہی خوب غافل
پہر اسکے بعد شہزادے کو دیکھا
قضا کے ہاتھ سے پائی رہائی
پہر اوس جا سے طرف خشکی کی آئی
موافق بہوک کے ہر شئی کو کہایا
گئی بیٹہ وان پیا اوسکے سے پانی
کہ اس عرصے مین اک اتفاق پڑا
ہوئی خاموش بانو شہنشاہ
پلا ساقی وہ گوری صاف خوشرنگ
زبان خضر اظہار سخن ہو
منگا یا اسپ پہر سیر صحرا
جب آئی وہ پہر دونو آئے

جو از خود یہ پکارا ٹھین دہائی | یہ برلب تہا کہ نور صبح چمکا

رات ۱۲۳

بڑا مشتاق مطلب کے سوا | پوچھکر دشت مین بیٹھا اوسی جا
ترا بان پر پہر وہی افسانہ لائے | کہا اوس ایک نے اس طرح حال
چلا ہمراہ مین بھی اونکی ان سے | ہوئی جب راہ آدھی طے تو پہر کر
نہ لانا ولیکن اپنے کچھ بھی سوا | کھڑا رہنا جو پوچھا اوس سے کہنا
مجھے دیکھا کہا اسطرح ہنس کر | وہ جا دی آپکے رہنے کو رہے
ہوا اپنے مکان مین جا کے مہمان | گئی جب نصف شب کھانی کو آیا
او رسب حاضرین کرتے رہے بات | سحر کے وقت اوٹھا مین بصد حسرت
پہر اسلطان بھی سو گیا نہ پہر آ | رہی جب رات کم بانو سے بولا
بیان کرتی ہے یون طرز شب | کہ آخر تہا وہی جو مینے سوچا
جہان کی فکر سے بے فکر تہا لیکن | سمندر مین سبھے بہوونے ڈالا
کسی جانب کو پہینکا بہو نا چار | وہ ڈوبا کرتے ہی ہرگز نہ نکلا
سحر تک کی برابر جبہہ سائی | کیے سجدے ہزارون ہی خدا کو
دو بارہ بہت اپنی بنیہ پائی | نظر آئے وہان میوون کے اشجار
طبیعت نے ذرا آرام پایا | نظر آیا قریب اک چشمہ خوب
ہوئی حاصل بہار زندگانی | طبیعت کو ہوئی راحت جو اوس جا
بڑا از حد قوی تن سخت خونخوار | بیان انجام مطلب تہا کہ صبح آئی

رات ۱۲۴

کہ پہر خاطر کا بدلے اور گیا رنگ | سر نیا جیکا منہہ کہول خم کے
بیان افسانہ بیش انجمن ہو | کہ پہر وقت سحر شاہ زمانہ
نہ گذرا تہا بہت عرصہ کہ پوچھا | اوسی دشت معین مین جہان وہ
زبان پہ یون بیان حال لائے | اسی صورت سے گذرے ان کے دن

ہوئی خاموش بانو دن جو دیکھا
کہ عرصہ گفتگو پہر یون ہوا تہی
کہ تہا مسکن جا نشیمن طائرون کا
کہ آخر شاہ صاحب نیک اقبال
کہا مجھسے کہ سن اے مرد مضطر
نہ پوچھے وہ اگر خاموش رہنا
سوا اسکے جو ہو منظور کہیے
نہ تہا دنیا مین جو جو کچہ وہ پایا
پہر پہر دن تجربہ پائی فراغت
کہو جی اب تبدیلی کہا کیا
دیا بہتون نے میرے مجھکو غم ہو کا
قضا را اوس بلا کو حق نے ٹالا
مین اچہلی قعر دریا سے وہی جا
کہ پایا زندگی کے مدعا کو
جسے دیکہا وہ تہا سرسبز و بیاباں
نہایت آب شیرین لکو مرغوب
تو خاطر مین ارادہ خواب کا تہا
جوہی پیدا ہوئی دن کی علامات
گئے گہر اپنے سب یاران ہمراہ
کہ تہا سا خواہش مین لفظ غم کے
قدم فرسا ہوا بیرون خانہ
بیان کرتے تہے طائر صورت معشوق
کہ اک دن ناگہان اک فرد بیچا

مکان پر میرے آیا اور پوچھا
یہین کا حکم تھا اب تک بسر کیا
یہہ صاحب خانہ اک رکتا ہے خبر
کہ شادی ہو سکی اسکے ساتھہ کردو
تمہارے پاس بھیجا ہے مجھے آپ
یہان از روئے دیانت ٹھہرائین کوئی تو
ہر اک دل پر ہین احسان تمنا
غریب انکے نوا محتاج و مسکین
بجا لاتا ہون لیکن حکم والا
کہ اس ہفتے مین ہوگا عقد تیرا
خواصین حور پیکر ساتھہ آئین
ہزارون سے زیادہ تھا انگھر کہا
روانہ ہوگئے طائر یہہ کہیکر
کئی ساعت وہ سوچا ہو کے بیدار
کہ وہ اپنی گریزان مضطرب تھا
کیا اوسنے طواف جسم میرا
سزا اپسنے نپایا جب کسی جا
ہوا وہ اوس سے زخمی اور جان دی
سہی اس نا جد کسی مین بہی حیران
اسی تجویز مین خاطر ہوئی سست
کسی جب اگمہ عورت ایک دیکھی
وڑ ہی مین اور پوچھا کون ہے تو
بھی کو تو نے دشمن سے چھڑایا

کہ ہے منظور خاطر آپکو کیا
خلاف ارشاد کے کس دم نظر کی
سمن بر با طلعت حور پیکر
فراغت ہو تو پہر مجکو خبر دو
کہ کہہ دو جا کے اوسسے حال یہہ سب
کہ ہوا اوس وزیر بزم عشرت اندوز
قدمبوس تمنا مدعا ہو
نہین کہتا کسی صورت سے تمکین
لکہا رقعہ کیا حاضر وہ پرزا
کہا مینے کہان یہہ بخت میرا
بہت کچھہ مال اور اسباب لائین
رہا ٹوپی یہہ یون ہر اک کو دیہو کا
پہر سے سلطان عالیجاہ بہی گہر
کہا بانو سے ہان آ میر بہی والد آ
وہ کہتے ہین کہ میرے پاس آیا
مین سمجہی مدعا ہے کوئی اسکا
تو رخ آخر کیا میری طرف کا
بجا اپنی اول اور رد عادی
کہ یارب کیا نظر آیا یہہ سامان
نپایا بسکہ اپنی طبع کو جسے
کہ سبزہ رنگ خوش صورت بہت ہی
ہنسی وہ اور کہا اسنے کہ خوش خوش
ہوئی پہر زندگی آرام فرمایا

کہا مینے کہ تابعدار ہون میت
یہہ سنکر وہ ہنسا بولا مبارک
سو حکم شاہ صاحب یون ہوا ہے
نہین ممکن خلاف اونکی ہو کچھہ بات
اگر منظور ہو تمکو بہی شادی
اعزا اقربا ہون جمع سارے
سنا مینے تعجب سے یہہ پوچھا
کہان مین اور کہان یہہ رسم شادی
گئے لیکر ہوا مقبول خاطر
غرض تہا روز جمعہ نیک انجام
مرصع ایک جوڑا موتیون سے
کہ یہہ دولا کہہ زر سے کم نہین ہے
ہر اک سامان کو موجود پایا
سناؤ کیا زبیدہ کا بیان ہے
وہ پہلے داہنی جانب سے پہر کر
غرض دیکھا تو اک اژدہا ہے
وہین مینے اٹھا کر ایک پتھر
یکایک کہول کر اینٹھا گیا وہ
یہہ اپنی کون تہا کون اژدہا تہا
وہان سے ہٹ کے لیٹی اور جا سے
رسن مین باندہ کر دو کالی کتیان
مین وہ ہون جسکو تونے جان بخشی
بڑا احسان کیا کیا شکر ادا ہو

زیادہ ہے زیادہ جو کہون مین
جو کہتا ہون نہ اوسمین جانیونگی
یہی ارشاد اونہون نے کیا ہے
کہ پہر ہر فرد کو ہے خوف آفات
تو لکہو رقعۂ عالی نہادی
برابر ہون حسینون کے نظارے
کہ میرے حق مین یہہ ارشاد ہے کیا
مجھے حاصل ہے کب عالی نہادی
کہا اک شخص نے یون مجکو ظاہر
کہ کپڑے آئے تا ہنگام شام
بیان ہون تا کجا سامان اوسکے
مقرر اب نہین ایسی کہین ہے
ارادہ خوب کا خاطر مین آیا
وہ بولی یون شروع داستان ہے
گیا مین کہ پہر دائین سے کر
یہہ بہا کا اوس سے وہ پیچہے پڑا ہے
بڑی طاقت سے مارا اوسکے سر پر
ہوا ثابت کبہی بس جانتا تہا
سبب کہلتا نہین اس دشمنی کا
مجھے غفلت سے آئی سو رہی ہم
لیے ہمراہ تہی دل گشتہ خندان
بظاہر مین ہی اپنی بن گئی تہی
بجا لاؤن کہو جو مدعا ہو

سیہ دو کھتیاں وہی بہنیں ہیں پری
کہ جنکی وجہ سے یہہ شکل دیکھی
اذیت آج تک ایسی اٹھائی
کہ گویا پہر حیات تازہ پائی

ڈبویا تیرا شہزادہ انہوں نے
اب انکو جو مناسب ہو سزا دے
ہیں پریوں کی ہوں شہزادی مقرر
تری احسان کا تھا اک بوجھ مجھ پر

بلاکر اور پریوں کو دیا حکم
ہر اک کے واسطے تھا جا بجا حکم
کہ لاؤ پہر سنگ کو مری پاس
کہ وہ ہے ہمسفر اپنی بی آس

انہوں نے ہر طرف ہر سمت ڈھونڈھا
انہیں پایا پری کی شکل سے آکے جا
کیا حاضر بنا میں نے کتیاں
رکھا کچھ لطف اپنے گھر میں مہماں

وہاں سے پہر یہاں لائی ہیں انکو
اذیت جو ہو خاطر میں انہیں دو
جواہر اور سب اسباب و زر
ہوا تھا جو کہ قسمت سے میسر

تمہارے گھر میں کہہ آئی ہوں لو
جو ہو منظور ابھی انکا دیو تجھو
کہا سے کہ پتہ سنکے دلبر
سوئی بغداد سے آئی اوڑا کر

یہیں تک کہہ کے بانو نے سحر کی
گئی شب پہر گئی صورت نظر کی

رات ۱۲۵

نگہبرا اسے مرے ساقی نگہبرا
کرائے کچھ اور ہی اپنا ارادا
سہٹر دم پہر ہمیں دے جام نو نور
کہ پہر بیرنگ ہیں خاطر کے کچھ نور

تمنا ہے پہینؤ کیف والی
کہ جسکی دہوم ہے سب سے نرالی
سبو خالی کریں شیشے نئی نور
ذرا محظوظ ہم رند دکچھ ہو بنو

زباں پر آئیں الفاظ و معانی
دکھائیں ہیں ہم سخن کی نوجوانی
کہ سلطان صبح کہپر دشت پونہچا
ہوا راحت گزیں جمشید و سیما

یہاں آتی ستے طائر دہیر کو
کہانی سنکے شہ پہرا تھا گھر کو
غرض پونہچی جب اونکا وقت آیا
اوسی ہفتے کا یوں ساماں دکھایا

ہوا گویا وہ پہلا انسطح پر
کہ کپڑے سینے ملنے کے بہنکر
جہکا تسلیم کو محفل میں ہر سو
پکارا ایک وہیں سے خدا جو

کہ ای صاحب مبارک جاہ و اقبال
تدارک کے ہمیشہ ایک حال
محبت تا قیامت لطف فرمائے
مرادیں دلکی خالق جلد بر لائے

رہا جو اگلے میں سات دن تک
پہر آیا بعد ازاں وہ روز بیتک
کہ جسمیں عقد کی ہوتی ہی صورت
لگا کرتے ہیں گہر گہر انکی وقت مسرت

بچا رہیں ساعتیں خوش ہو کی مقبول
ہوئی ہر وارث خانہ کو مقبول
ملازماں کہ ہو شادی کا ساماں
سکھے رستے پر آ بیٹی الماس

رئیس و یاران سرافراز
عزیز و خویش و اہل شہر ممتاز
سب آئے ہر طرف سے بسعد اپنی
بڑے ساماں سے بیچ تیجی اونکے

کہ اپنے گہر سے صاحب خانہ بجبر
براے رسم استقبال تا در
بہت شاداں و پونہچا تہا برابر
جہکاتا تہا سر اپنا ہر قدم پر

بٹھاتا تھا سر مسند با عزاز
زباں تھا کیا مجکو سرافراز
اسی صورت میں آ رہی تا گئی
جمی محفل ہوئی خوش ترتیب سب کی

سرود و ساز نے دی اپنی آواز
بر آ رقص لیتے ہر صاحب ناز
صدا گہونگرو کی پونہچی آسمان تک
ندا ہیں آئی تحسین کیں تو تان

کیا بہوکو ہر سرود لے خالی
بندہی کچھ اور مضمون خیالی
مزاج آہ نے شوقی دکھائی
ہوئی فریاد ہر جانب سے بالی

ہجوم عام اپنا رنگ لایا
کسی کو اس نے تھا جو میں پایا
کمال شوق میں آکسی بہرائے
ہر اک نے ہاتھ میں ماس کر تھا

کسی نے تحت ول ان بہر کر
کیے قربان رقص پہر من بر
کسی نے گریہ اشک سلسل
کلے مد نشہ ہر سبو

کسی نے [illegible] جیا
رہا صاحب پہر کا دہو کا نا آیا
کسی نے کچھ کہا ہوں گی سا آیا
[illegible] گیا آیا

ہوئے راہی وہاں کے بہ تکرار — ادہر وہی شاہ کے توسن نے آرام
پہر آکر اپنے سلطان دل پریشان — محل میں آکے بانو سے کہا ہان

سے آؤ کچھ جو ہو موجود کھانا — کہ کہا میں جلد سننا ہے فسانا
فراغت پاکے سویا شاہ کچھ دم — کہ اتنے میں ہوئی خاطر جو برہم

چکھایا اپنے خاتوں کو بصد شوق — کہا پیاری سی کہو افسانہ ذوق
وہ بولی اے مہر ملک شہنشاہ — زبیدہ اس طرح کرتی ہے آگاہ

کہ سب اسباب سینے کو میں لایا — ہوئی راضی طبیعت میں بہر آیا
کہ اتنی زندگی اب یاں بسر ہو — نہ ہرگز اور رجاب کو سفر ہو

ہوئی جب رات اور سدم نے ستایا — کہ تجکو اوس نے ہی نے یوں سنایا
کہ وہ حاکم کہ قابو میں ہے جسکے — بفضل ایزدی دریا میں جیتے

اور اونکا اضطراب دمنش موج — اور اونکا ہر طرح پر پستی و اوج
یہہ فرماتا ہے کہ دنیا برابر — سزا انکی یہہ ہے ہے کی سفر

کہ سو سو تازیانے نہ ہر شب — پڑین تا اور جتنی خلق ہے سب
وہ پہچانے یہہ ہین کوئی گنہگار — کہ جو ہر رات انپر پڑتی ہے مار

سو ہیں اسکے موافق جو سزا ہے — بجا لاتی ہوں کیا میری خطا ہے
پہر اسکے بعد جو شخص آن ای شاہ — ہیں آنسو لہو جیتی ہوں انکی با آہ

بہت افسوس کرتی ہوں میں اسکا — کہ یہہ آخر ہوا اس مدعا کا
مگر تجکو سنیں اس درجہ یارا — کہ بدلوں انکی قسمت کا ستارا

سنا جب شہ نے یہہ عجیب جہت — کہا ہے یہہ کہانی حیرت آمیز
پکارے سب کہ ای شاہ خوش اقبال — سنیں اب تک کسی کانوں نے یہہ بات

حقیقت میں یہ تھی یہہ کہانی — کرے سلطان اب انپر مہربانی
کہا شہ نے امینہ کا ہے کیا حال — زبیدہ بولی ای شاہ خوش اقبال

نہ تھا اوسکا ادب سے پوچھے سلطان — سنیں ہوں میں اب اس پیش کے نشان
یہہ کہکر وہ ہوئی خاموش یکبار — کہا شہ نے امینہ سے کہ دلدار

بیان کر راز مخفی تو بہی اپنا — کہ ان داغوں کا سینے پر سبب کیا
مقرر راز ہوگا اس میں کوئی — نیا انداز ہوگا اس میں کوئی

زباں پر لا جو گذرا ہو ہر ہیجان — سنا ہے تجکو کہ تھا کس طرح سامان
کہ جسنے رنگ اپنا یوں دکھایا — دیا دل اسکو جسکا دکھ اٹھایا

بتا تو یہہ سزا ہے کس خطا کی — اذیت ہے یہہ کس آشنا کی
مجھے حیرت ہے تجسے رنج کیا تھا — جوان پیر حسینوں سے مدعا تھا

گوارا کی یہہ کیوں تکلیف تجبیر — نہ سمجھا تھا تجھے شاہ سمن بر
کوئی ہوتا ہے معشوقوں سے کم ہم — بیان کرتا سنیں یہہ قصہ ہی ہم

دم رخصت ہے لب کہول اے یگانہ — کہ ہو پہر دل ترا ممنون احسانہ
کہاں تک شوق اظہار سخن کا — فسانہ ناز گوش انجمن کا

سی گہتی ستی بانو جو کہتی رات — ہوا وقت سحر جاتی رہی گھات

رات ۱۲۶

قسم ہے تجکو اے ساقی سبو کی — قسم ہے تجکو پہر اوس گفتگو کی
کہ جسکا ذکر اکثر ہو چکا ہے — طبیعت خوب مطلب آشنا ہے

کوئی پیالا پلا اک ساغر تیز — کہ ہو جاے وہن پہر مدعا ریز
زبان احسان لے رمز سخن کے — ذرا محظوظ ہوں اہل انجمن کے

بیان میں آئیں کچھ راز نہفتہ — کھلے مطلب کی پہر یوں چشم خفتہ
کہ جب گذری وہ شب مانند خواب — سحر سے کی نگاہوں نے ملاقات

اٹھا سلطان سابق پہر سحر ہو — ہوا یوں خاطر والا کو منظور
کہ پہر اوس دشت کو اس گھر سے چلیے — کہا دل نے کہ بہتر اب سنبھلیے

منگایا جلد اسپ تیز رفتار — ہوا پہر تماشا گرم بازار
نہ گذرا تھا بہت ایسا زمانا — کہ دیکھا طائروں کا آشیانا

اوسی سحر ایمن بہلانے لگا دل / طبیعت شوق مین مطلب کے سائل
کہ آئی دو پہر اور طاہر آئے / رہے باہم یون زبان لطف پہ آئے

کہ سن بہائی وہ باقی کہانا / کہا اوس ایک نے ہان جی سنانا
ہوا گویا وہ پہلا اسطرح پر / کہ تا وقت سحر یون ہی برابر

رہا سامان رقص ناز نفیان / ہوے مصروف خاطر سارے مہمان
کہ ناگہ نور خورشید جہان تاب / پہر آنکھون مین سمایا کثرت خواب

فروغ شمع نے رخصت طلب کی / مزاجون کو ہوئی ہمت ادب کی
جو تہے بیباک وہ شرمائے باہم / جہکین آنکھین ہوئین گستاخیان کم

ہوا اہل آتے ہین ملا و قاضی / ہٹا ساقی ہوا آزردہ ہر جی
سبو شیشے گلابی جام و ساغر / اٹھے پہلوے محفل سے برابر

اوسی ہر دل شائق یہ چاہے / لب مشتاق پر آئی وہ ہائی
نظر پڑی ہوئی آواز محزون / پریشانی پر آیا لطف مضمون

ہوے خاموش سارے اہل محفل / بڑہی پیشوائی صاحب دل
بڑہے اور قاضی و مفتی کو لائے / ہوا اک شور تو بہلے جی آئے

رکیلون نے کہا جو کچھہ سنا تہا / زبان پر آگیا جو مدعا تہا
اجازت عقد کی قاضی نے پائی / زبان سے لفظ نے کی آشنائی

پس از حمد خدا نعت پیمبر / پڑہے قاضی نے لفظ عقد خوشتر
صدا شور مبارکباد سنادی / تسلی خاطر برباد نے دی

کہا دل نے کہ لو مطلب بر آیا / ارادے نے مزا اپنا دکہایا
تبسم زا ہوے پہلے خاموش / طبیعت مین محبت کا بڑہا جوش

تصور نے کیے سجدے خدا کے / کہ جلوے آج دیکہے مدعا کے
خوشی سے اسقدر بالیدہ تن تہا / کہ مین گویا بہار انجمن تہا

یہہ کہکر اوٹھ گئے طاہر پہر اک سو / پہر اوس دشت سے سلطان خوش خو
گہر آکر اپنی بانو کو بلایا / لگایا کہانا باہم ملکے کہایا

پہر اسکے بعد چندے سوکے جاگا / کہا بانو سے ہان جی دیر کیا
سناؤ مجکو افسانے کا آغاز / ذرا دیکہین امینہ کا بہی انداز

وہ بولی اے خدیو عدل گستر / امینہ کا بیان ہے یون مقرر
کہ جب مجہسے کہی وہ سرگذشت ہیہات / کہ ہان کہہ تو ہی اپنا حال اوقات

تو بیٹے اسطرح کہولا زبان کو / کیا آغاز طول داستان کو
کہ شاہا سیر ہی ہان گہر مجکو لائی / ہوئی ہمشیرہ کے گہر سے جدائی

پس از چندے مری ٹہرائی شادی / ہوے سامان گہر پہر کو خوشی تہی
مناسب دیکہکر روز مبارک / کیا ان سے میرا عقد مبارک

گئی دولہے کے گہر راحت اوٹہائی / زیادہ وہم سے دولت ہی پائی
برس کے بعد شوہر نے قضا کی / نظر مین پہر گئی قدرت خدا کی

کہ اب سہنا پڑا مجکو رنڈاپا / دکہایا خوبی تقدیر نے کیا
غرض جون تون بسر کی اپنی اوقات / گذرتی تہی پریشانی مین دن رات

مگر دولت بہت سی ہاتہہ آئی / طبیعت نے بہی راحت اوٹہائی
بنائی مینے عمدہ اوسمین پوشاک / انہین پہنا تو تہی طبع غمناک

سنے جوڑے بدلتی تہی ہر اک روز / بنی رہتی تہی مہر عالم افروز
قضارا ایکدن بیٹہی تہی گہر مین / جہان کی دید تہی مد نظر مین

کہ اک لونڈی نے آکر عرض یون کی / کسی بڑھیا نے مجکو یون خبر دی
کہ مین ہون آرزو مند ملاقات / مری جانب سے کہدے جاکے یہہ بات

اجازت ہو تو مین بہی گہر مین آؤن / تمنا مین جو بات ہو اپنے سناؤن
سنا مینے کہا اوس سے کہ بہتر / وہ آئی گہر مین لیکن مضطر

بظاہر سن زیادہ ساٹھ سے تہا / ہی لی تسلیم کو بولی کہ بیٹا
تمہارا نام سنکر آئی ہون مین / یقینی کچھہ غرض ہی لائی ہون مین

کہا سنکے یہ بولی کہ قربان
ہے اوسکی کتخدائی آج کی رات
کہ جس سے کچھ کہون رحم اوسکو آئے
جب آئین تلی پیان ولہ کی گھر
اگر کچھ مہربانی آپ فرمائین
نہین باتون مین رخصت ہو گئی رات
پلا ساقی مری خاطر سے دم بہر
ملا منہہ سے کہ سکے کچھ زبان سے
معین تت پر وہ طایر آئے
ہوئین باہم وہ سب جو تہین سیانی
وہ کیا لینے کہ لعبا رسم باہم
ہوا آزار کیا اسد تجہ ہو گھبرائے
جلاؤ مشعلین کچھ نظر آئے
پہر ہر یک رہا عالم بکیف ہو
اٹھے بیہوش ان بزم سیارے
کہا دیکھو مکانون کو برابر
خبر کی صاحب خانہ کو یکبار
غش آیا باپ کو مان نے جو دیکھا
یہ دیکھا حال جب دم حیرت افزا
ہوا غل ہر طرف گم ہے دولہن کا
اٹھے پانی منگایا کچھ فقط کو
کہا اب صاحب خانہ کو لاؤ
ہوئے خاموش طائر کیا کیہ بات

تمنا ہے کہ ہو کچھ بدل جہا نہ
نہین کوئی جو اوس سے وہ کرے بات
مری خاطر اذیت کچھ اٹھائے
تو غل ہوگا اودہر سے اور اودہر سے
اور اس سمن بکین کے گھر تشریف لائے

وہ کیا لینے کہ اک رہتی ہون چہر
مین تنہا یا وہی لڑکی ہے گھر پر
سے جیسے گھر مین ہر یک حال دم بہر
مین تنہا کیا کرون گی اسکا غم ہے
تو میری آبرو ہو بات رہ جائے

رات ۱۲۷

کہ گھبرائی طبیعت دل ہی مضطر
ترشح اس طرح ہو داستان سے
وہی قصہ زبان پر اپنے لائے
طبیعت تہی بہت محظوظ و مسرور
دولہن بیٹھی ہوئی تہی شاد و خرم
کہ رشتہ بانہ کے گیسوئے دلبر
تسلی خاطر مضطر ذرا پائے
اوٹھا گھبرا کے یہ آخر بمجبور
ہوئے حیرت سے باہم کچھ اشارے
سنو گھبرا کے یون آئے سے پائے
وہ بولا ہاں اسے فرزند غمخوار
گریبان پھاڑ کر پہنچی وہ صحرا
کہون کیا ایک سکتا سا مجھے تہا
زبانون پر یہی تہا وہ آئی آئے
ہوئے مصروف طاعت جستجو کو
کہو جا کر کہ صاحب ہم تک آؤ
پہرا سلطان یہی کہتا ہو گئی آت

ہوس سے پہر یہی جو کچھ کہا تہا
کہ پہر سلطان وسی سحر این پہونچا
کہ جب دم عقد نے انجام پایا
نہ تہا دولہن کسی صورت کا کھٹکا
کہ اٹھا ایک بر بستر ہ ایسا
پکارا سب نے گھبرا کر یہ کیا ہے
نہ تہا باقی کسی مین اسقدر ہوش
جلایا شمع کو محفل مین یکبار
کوئی بولا دولہن ہا ہے کہان ہے
غرض جتنے مکان تہے سب کو ڈہونڈا
یہ کہکر وہ گرا روئے زمین پر
عزیزوں نے لی چادر پر خاک
کنیزین رو کے چلاتی تہین باہم
سنا جب شاہ صاحب نے یہ حال
مراتب ہو کے ولیکن چند ساعت
یکہ ابر ود جانب ماجرا ہے
گہر آیا اپنے سب کر چکا کام

بہت خوش تر وہ پری پیکر سمن بر
نہین تا کوئی ایسا نظر مین
کہ راحت پائے میرا قلب مضطر
بڑی حیرت نہایت ہی الم ہے
صدا آتی ہے زمانا رنگ کیا لائے
ہوئی خاموش یا نو ہی بس اوقات
نہو گر یار خاطر جام بہر لا
جہان تہا ذکر مسکن طائر دل کا
دل بیتاب نے آرام پایا
کہ قسمت نے دیا اک اور جھٹکا
جو آنکھوں نے کبھی دیکھا نہین تہا
کوئی بولا ارے بہا گو بلا ہے
کہ وہ سنتا کسی کی خود فراموش
ہوئے روشن مکان صحن دولہا
پکارا کوئی آنکھوں سے نہان ہے
کسی جا پر پتا ہرگز نہین تہا
ہوا شادی کی جا سامان محشر
جو حاضر تہے ہوئے بیتاب و غمناک
کہ شکستا تہا وہ سامان فراہم
کہا طرفہ نظر آتا ہے یہ حال
بلا مین قید یا بند اطاعت
دولہن قید بلا مین مبتلا ہے
غرض سمجھا کہ تہا وہ وقت آرام

برہی تو تڑپی سی شب ہو گئی پار
امینہ اب یہ کہتی ہے کہ ناچار
کہا اوٹھ گئی وقت شام سے لینے
نہ اسدم کیجیے گا مجھسے انکار
نہائی جلد پہنی عمدہ پوشاک
کنیزوں نے کہا قربان جسم
نگاہ کر آئینہ میں جو دیکھا
کہ یارب تونے کیا مورت بنائی
اسی عالم میں تھی جو کم ہوا روز
وہ عالم آج تو ہے چشم بد دور
کہا میں نے کہ بہتر اب نہ گھبرا
مجھے لیکر چلی گھر میں لے آئی
کنول اور فرش عمدہ جا بجا تھا
بچھی تھی مسند پر زر لیس اک سو
جو گھر سے آئینہ میں دل کی ارجا
یہ کہکر وہ ہوئی آنکھوں سے پنہاں
انہیں باتوں میں شب نے منہ چھپایا
اٹھا ساقی ملا منہ سے وہی جام
بھلا دیکھیں تو اوسکے بھی اثر کو
اوسی عالم میں ہوا آغاز مطلب
گیا اور منتظر بیٹھا اوسی جا
کہ سن بھائی ہوا آگے یہ احوال
گیا ہے اکیو مرشد سے اب یاد

کہا بانو نے ہاں اے میری للہ
کیا مجھ بہیا کے گھر جینے کا اقرار
بہت ایذا بڑی تکلیف دیجے
کیا ہے آپنے اسوقت اقرار
جو اسپر بیش قیمت ہے وہ اک
عجب نام خدا عالم ہے اسدم
تو بہتر ماہ سے چہرا مرا تھا
کہ دنیا میں کہیں ایسی بنائی
گیا گھر اپنے مہر عالم افروز
نہ دیکھا مہر میں بھی اسقدر نور
میں چلتے ہوں ٹھہر جا کچھ یہ چھوڑ
وہاں پہنچی تو صورت اور پائی
نہ دیکھا تھا نظر نے اب تک ایسا
ہزاروں تحفے دیتے تھے خوشبو
وہ دیکھیں آپکے پیہر کا جلوا
رہی ہیں چند ساعت زیبا لالن

سنا وفا نہ باقی کا احوال
وہ خوش ہوکر گئی لینے بلا تیز
مگر از راہ لطف و مہربانی
گئی شہبیا یہ لیکے اپنے گھر کو
کیے آراستہ موقع سے ہر جا
ذرا آئینہ لیکر دیکھیے رنگ
ہوئی میں آپ اوس عالم پہ شیدا
لیے آپ اپنے بوسے جوش میں آ
قریب شام پھر وہ زال آئی
میں صدقے کیا خدائی ساری قربان
بہت سی لونڈیاں اور زرنگی ہمراہ
کہ تھا اک قصر شاہانہ میں سامان
ہر اک صورت کے ساز عمدہ موجود
مجھے لائی کہا مسند پہ بیٹھو
کہ ایسے حسن ہی میں اس جہان میں
نہ گذرا تھا بہت عرصہ کہ آئی

رات ۱۲۸

کہ جسکا کیفیت والا ستہ ہیں تمام
کہ کیا لطف دیتا ہے نظر کو
بیان ہوا اسطرح پر راز مطلب
جہاں تھا مسکن اون خطاروں کا
کہ یہ بھیجا بلا اک مرد خوش اقبال
عجب کیا ہو کسی صورت سے مدا ہو

بڑی مدت سے اوسکی آرزو ہے
مرے خاطر کو کیا کیا بخشتا ہے
یہ لیکر چلا پھر وہ شاہ ذیجاہ
ہوئی جب صبح پھر دونوں آئے
اٹھایا خاک سے ہاتک کو کیا بار
سنا جب مژدہ اوسکو ہنسی آیا

وہ بولی اے خدیو مسند اقبال
بہت سے دن مجھے دیتے ہیں تمیز
سنا ہے جیسا لوگوں کی زبانی
کہا میں نے جو کرنا ہو ابھی ہو
کہوں میں کیا کہ تھی وہ وقت میں کیا
نہ گذرا ہوگا آنکھوں سے وہی رنگ
طبیعت میں رہا اک جوش پیدا
ہوئی شرمندہ آخر ہوش میں آ
کہا قربان میں سبحان ربانی
بس اب چلیے کہ آیا وقت احسان
ہوئی ساتھ اوسکے آخر زال آگاہ
نہایت خوب جیسا چاہیے یاں
نہ تھی حاجت کوئی جز فضل معبود
ذرا ان عورتوں کو بھی خبر ہو
نہیں ہیں جو زمین و آسمان میں
کہا کیا آبرو ہے میں نے پائی
دم برخاست اوس محفل کا آیا
زیادہ سب سے مجکو جستجو ہے
پسین سے اوسکے بھین کیا میرا
کہ جو تھا دشت سے رستوں آگاہ
وہی قصہ زبان پر اپنے لائے
کہا چلیے کہ ہیں حضرت بلاتے
سواری کا جو تھا گھوڑا منگایا

بدل کر کپڑے پوچھا اور کہا حال
سنا جب شاہ صاحب نے یہ جنجال
کہا یہ ان کشف سے ثابت ہوا ہے
کہ وہ محبوس چاہ صد بلا ہے

قریب کوہ قاف اک چاہ تاریک
زیادہ مو سے جسکی راہ باریک
وہ اس میں بند ہے اور بار پیچاں
کبھی سوتی ہے ہیں دست و گریباں

تجھے فرزند کیا پیارا ہے اوسکو
نہیں دم لینے کا یارا ہے اوسکو
خبر لو جلد مر جائے گی ورنہ
یہ نو غفلت گذر جائے گی ورنہ

کہا پھر صاحب خانہ نے اے شاہ
نہیں اس ماجرے سے مطلق آگاہ
کہ وہ کس کے عمل میں مبتلا ہے
کوئی سلطان ہاں ہے یا پری ہے

کوئی دستور بھی ہے وانکا آخر
کوئی ہے یا نہیں اوس چہ کا ماہر
کوئی بستی بھی ہوگی وان بھی بستی
کسیکو ہوگی اوس میں شب پرستی

اور اسکو قید کرنے کا سبب کیا
نشان قہر کیا وجہ غضب کیا
مراقب آپ ہوں پھر اور دم بھر
مفصل دیکھیے ہے حال کیونکر

کہ پھر اوس میں کریں تدبیر کچھ ہم
اعانت آپکی بھی ہوئی باہم
کہا درویش نے بہتر کرو صبر
تمہارے کہنے سے اٹھتا نہیں جبر

اب آئیگا ہمارا وقت طاعات
زیادہ نصف سے گذرے گی جب رات
تو غور اوس حال میں ہوگی مقرر
نہونا چاہیے اسدرجہ مضطر

کہا یہ اور اجازت دی کہ جاؤ
بلائیں جب کہ ہم اوسوقت آؤ
کہا بہتر ہوا رخصت مکان سے
گھر آیا صاحب خانہ وہاں سے

رہا خاموش لیکن سخت مضطر
نہ تھا آرام اوسکو آہ دم بھر
زبان پر نالہ دل میں بیقراری
بشکل ابر جوش اشکباری

کہا طائر نے طاہر سے یہ سب حال
اڑا اکبار وا کرکے پر و بال
پھر اسلطان بھی گھر میں آیا
موافق طلب کے سامان پایا

فراغت پائی کھانے سے تا سو
اٹھا کچھ دیر میں بولا کہ یا تو
کہو باقی فسانہ تا گئے رات
وہ بولی ہنس کے اے شاہ خوش اوقات

یہ کہتی ہے اپنے پھر وہ ثریا
کہ جسکا حال ثابت کچھ نہیں تھا
لگی کہنے کہ اے والی میں قربان
یہ کچھ کہتی ہے مکان اور وہیں الان

قدم رنجہ کریں آپ وہیں دم بھر
بڑا احسان ہوگا یہ بھی مجھ پر
کہا میں نے کہ بہتر لیچلی وہ
کہ سرراہ تھی آگاہ تھی وہ

بہت جلد اک دروازے پہ پہنچی
کھڑی ہوکر وہاں دستک جو دی تھی
کھلا دروازہ دیکھا اک مکان ہے
بلا ہر ہم فراز آسمان ہے

لکھی دروازے پر تھی اک عبارت
نہیں معلوم کیا ہے وہ اشارت
عبارت یہ تھے الفاظ پیدا
یہ گھر ہے عیش و آرام خوشی کا

گئی اندر تو اک دالان پایا
نہیں ثابت وہ کسنے تھا بنایا
نہ دیکھی تھی عمارت عمدہ ایسی
بتا سکتی نہیں میں وہ کیا تھی

صفائی سے پھسلتی تھیں نگاہیں
نہ حاصل تھیں تصور کو بھی راہیں
نہایت فرش عمدہ جا بجا پر
تحیر عقل کو حاصل سراسر

شکیلہ اک زن یہ صورت حور
سر مسند پہ بیٹھی تھی بہت دور
مجھے دیکھا اٹھی تعظیم کو وہ
جھکی نزدیک سے تسلیم کو وہ

بڑھی کچھ دور استقبال کرکے
لے آئی اور کہا یوں مجھ سے ڈرکے
نہایت ہم پہ کی بندہ نوازی
ہوئی منظور شاید چارہ سازی

یہاں سامان شادی ہے فراہم
ہوئے ممنون احسان آپکے ہم
نہایت خلق سے مجکو بٹھایا
کہ تمثیل آپکو کس طرح پایا

تجمل ماہ و هفتہ ہے جبین سے
بھلا نسبت کسی کو تھی حسین سے
خدا نے اپنی قدرت کو دکھایا
نہیں معلوم کیا خاطر میں آیا

جو ایسا حسن بے تمثال بخشا
اور اوس پر اسقدر اقبال بخشا
کہ جو دیکھے سو ہے تا عمر قربان
ہوں میں مصروف راحت پھر کیا جان

اسی صورت سے کی مجھ سے جو باتیں
کہ سمجھی ہیں سخن سازی کی گھاتیں

ہوئی محظوظ گردن کو جھکایا
وہ سمجھی سحر کا کام اپنا کر آیا

کہا آہستہ اک مطلب ہے دشوار
مرا اک بھائی ہے مشتاق دیدار

بڑی مدت سے صاحب کا سنا نام
ہوا ہے جب سے ابتدا اس کا انجام

نہیں آرام دل حاصل کسی دم
تمہاری زلف کی صورت ہے برہم

وہ کہتا ہے کہ شکل حسن جو سار
دل اس کا آتش الفت سے ہے زار

نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ ہے خواب
وہ بیتابی کہ شرمندہ ہے سیماب

تمنا ہے کہ ہو اک دم قدم بوس
نہ ہو گر خاطر والا کو افسوس

اسی مطلب پہ شب بھر تک ہے بدلا

ہوا برہم وہ سب سامان یکجا

رات ۱۲۹

پلا ساقی مے دوشیزہ ہمکو
کہ تا ہو بر ہمی سوز الم کو

جھکے مینا صراحی پھر صدا دے
مزے کچھ اور عرض مدعا دے

سبو ہوں جیسے سایا لا کے ساغر
کف ہر رند میں ہو پیاسا ساغر

ملے لب سے گھونٹ آہ میں گائے
بیان ہو یوں زبان آرزو سے

کہ آخر ہو کے شب جب صبح چمکی
تو سلطان کو وہی پھر یاد سوجھی

کہ چلیے دشت کو اور حال سنیے
وہی باقی ہے جو جنجال سنیے

غرض لشکر اوسی صحرا میں آیا
سر آغاز وہ افسانہ پایا

کہ طائر کہہ رہا تھا اس طرح یہ
کہ صاحب خانہ تھا اس کا مضطر

تو سر اپنا پٹکتا تھا وہ ہر بار
کہ جیسے نزع کی حالت میں بیمار

یہی کہتا تھا ہے ہے کیا ہوا حال
کمی پر آ گیا کیوں اوج اقبال

مرے نور نظر کو لے گیا کون
یہ داغ تازہ مجھکو دے گیا کون

پری ہے جن ہے انسان ہے بلا ہے
نہیں ثابت مجھے ہوتا وہ کیا ہے

خطا کیا تھی مرے فرزند کی ہائے
جو ہر کہا قید میں ہے اوسکو لائے

کبھی تقدیر سے کہتا کہ اے بخت
مصیبت اس طرح دیتے نہ تھے سخت

تحمل مجھ سے کیونکر ہو سکے گا
یقین ہے دم نکل جائے گا میرا

مگر افسوس سنئے دیدار فرزند
میں جاؤنگا جہان سے نا رضامند

اسی صورت سے کاٹی رات ساری
زمان صبح کی قسمت نے یاری

کہ آ پہنچا وہی مرد خوش اطوار
کہ جو آیا تھا پہلے روز اک بار

بلا کر ساتھ اپنے لے گیا تھا
جہان اون شاہ جی کا بستر تھا

کہا چلیے نہایت جلد ہمراہ
بہت عرصہ ہوئے کیجے راہ

اٹھا پھر صاحب خانہ اوسی دم
یہیں کر کے پوچھا شاد و خرم

جھکا تسلیم کو رو کر ادب سے
کہا بیتاب ہوں حضرت میں شب سے

نہیں معلوم کیا میرا ہوا حال
نہ آئی موت ہوتا فارغ البال

کہا درویش نے کر یاد حق کو
نہیں معلوم اک ساعت میں کیا ہو

ترے کہنے سے بابا بیٹے کی خو
ہوا ثابت مجھے اس طرح نے الغرض

کہ سلطان جنہ کا ہے بیٹا
وہ تھا اک عمر سے شیدا اسی کا

نہ تھا آرام اوسکو اسکی بے یاد
بسر کرتا تھا روز و شب فریاد

جہان یہ تھی سمتی بیٹھا تھا اوس جا
کہا کرتا تھا حال اپنا سراپا

نہو تی تھی توجہ اسکو اوس پر
سدا رہتا تھا یہ بیتاب و مضطر

بہت کچھ منتیں کرتا تھا ہر روز
کہ میں ہوں آتش الفت سے پر سوز

خدا را مہربانی کی نظر کر
اذیت دوں گا ورنہ تجھکو مر کر

نہ سنتی تھی یہ کچھ اوس کی کہانی
نہ رکھتی تھی خیال مہربانی

بس اتنا کہہ کے طائر پھر سدہارے
کیے سلطان نے حسرت سے نعرے

گھر آیا مضطرب تا رات کٹ جائے
جمال صبح کا جلوا نظر آئے

کہا بانو سے کہانا لاؤ کہا لیں
کہ تا ہو کے زر افشیدہ و تن آتش

غرض کچھ کہا کے سو یا جلد جاگا
کہا بانو سے لو پھر ہوا کیا

وہ بولی اب یہ کیسی ہے امینہ
کہ جب اس طور پر پایا ہے سینہ

سمجھ اقرار اب چارا نہیں ہے
کہوں انکار کیا یارا نہیں ہے

رہی خاموش میں شرما کے کچھ دم
کہا ناچار یوں اوس سے کہ ہمدم

خلاف خاندان ہے یہ ایسی طرز
مجھے آتی نہیں الفت کی [illegible]

یہ سنکر وہ ہنسی بولی کہ بہنا
اچھوتا ہیں نہیں اتنا بھی اچھا

نظر اوسکی تو پایا مہر تابان
محبت نے کہا ہر طرح قربان

نظر ملتی ہی ولیکن ہو گئی جا
کہوں کیا اور ہی عالم تھا میرا

خدا کیونکر نہو ایسے یہ عالم
کہ قابو میں نہیں اپنے رہے ہم

میں اک مدت سے تھا مشتاق [illegible]
کیا تھا شوق نے از خود فراموش

نہ طاقت تھی کروں آرام دم بھر
نہ مہلت تھی کہ ٹھہرے قلب مضطر

ہجوم اشک سے [illegible]
تمہاری یاد کا تھا میں گنہگار

کوئی تدبیر وصلت کیسے کرتا
سمجھتا تھا کہ بیجا حق ہے مرنا

نہ تھی امید وہ بیدردی و دشمن
مقدر تھا کہ وہ ہیں پاکدامن

خیال آتے تھے کیا کیا رنج و آزار
امید زندگی تھی سخت دشوار

یہ کیا تقدیر نے سامان دکھایا
توقع کب یہ تھی جو پیش آیا

کہا اس بی بی نے کی میری مدارات
اٹھایا میں نے بھی حظ ملاقات

کہے گی اپنے جی میں یہ خوش اوقات
کہ تو اسنے نہ مانی میری کوئی بات

خوشی جو آپکی میں اوس میں راضی
بلا سے گو نہیں یہ چاہتا جی

نہیں واقف میں عشق رشک کیا ہے
کوئی آفت ہے یا کوئی بلا ہے

یہ کہکر اوس نے دی دستک کی آواز
نکل آیا بس اک سرمایۂ ناز

جبین کے عکس سے دامن اک نور
کہا آہستہ سے چشم بد دور

تحیر تھا یہ انسان ہے کہ خورشید
نہو خاطر میں کیونکر مشکل امید

محبت سے قریب آکر وہ بیٹھا
کہا مجھسے خدا [illegible]

سنا تھا نام جب سے میں فدا تھا
پریشان حال و مضطر ہو رہا تھا

بڑی بیتابیاں تھیں مجھکو حاصل
گذرتا تھا ہر اک لحظہ بمشکل

نہ تھا ایسا کوئی مونس ہمارا
جسے آرام دل ہوتا گوارا

خلش پر بخت تھا ہر شام تا روز
گذرتا تھا ہر اک لحظہ بصد سوز

تمنا کسطرح مجھسے بیان ہوگی
جو مشکل ہے وہ کیا آسان ہوگی

سوا اسکے ہے مجھے حیرت یہ حاصل
کہ میں اور التفات ماہ کامل

مبارکباد اپنے دل کو دون میں
یہ احسان آپ اپنے سر لیوین

اسی کا تھا یہ پایا نے انجام
ہوئی جب صبح سوئے سب آرام

رات ۱۳۰

نیا سودا ہمیں ساقی ہوا ہے
کہ سر ہے منصہ میں اور پھر ایک جا ہے

صراحی میں نہیں اک بوند باقی
مگر بھرتا نہیں جی آج ساقی

کہاں تک بس نہیں کرنی کہیں سے
کہ بھر جاتا ہے جی افراط سے بھی

بیان تک سے کہ [illegible]
برابر کیف اسکے ہر سخن سے

نہ اتنی بھی طاقت سنکے بولوں
اشارون سے گرہ مطلب کی کھولوں

تمنا نے وہ تو پھر ناچار آکر
زبان پر آئے یوں عرض کرکر

یہ جو سمجھکر یوں سنا اوسنے فسانہ
کہ طائر بولا اب کم ہے زمانہ

سبو خالی ہوئے اتنے پئے جام
نہیں جوش ہوس کو لیکن آرام

نیا شیشہ بنا خم اور بھر لا
ارادہ دیکھ پھر سیری ہوئی کا

لبالب کر جہان تک ہے میں [illegible]
پلا بھر جام پر جام مکرر

زبان کو مثل بلبل [illegible] ہر دم
نظر آئے فراموشی کا عالم

تمنا سے کہوں تو کہہ فسانا
کہ ہے آرام کا اپنے زمانا

کہ آخر صبح کو راہی ہوا بادشاہ
اوسی صحرا کو تھا جس سے وہ آگاہ

مرے بھائی یہاں کر سنیہ باتیں
کہ زال دہر کی عمدہ ہیں گھاتیں

وہ بولا شاہ صاحب کھول کر لب
کہا اور سے اپنی جب کے یہ حال
کہا وہ کیا ہے تو اوسکو بیان کر
کسی کی لائین لڑکی جبر سے ہم
رہا خاموش جیسے لکڑ زمین تھا
پشیمان ہو گیا اوسکو ہوا پر
کئی جن ان کے انھی سے لیے تن سے
کئی من کی ہے پاؤں میں جو زنجیر
کھویا باپ نے اوسکے یہ سب حال
یہ کچھ طائر نے کی تحریر اوسکے پر انشا
انہا سلطان کیا آگو ارشاد
کہ جسکا شغل تھا عالم میں کیا
سنی سب اوسکی نغز داستانیں
اجازت ہو تو ہم پھر سو ہوں میں
خوشی میں اوس میں جو مرضی تمہاری
کہا آہستہ لوسے ہے میں پیدا
یہ جو ہیں گے لحاظ عاشقی کو
نہ کم ہوگی کسی دم کثرت شوق
نہوگا تند خوئی سے سروکار
عزیز و اقربا گر کچھ کہیں گے
بہت سے ہیں فواحش میں بیجا
سکھاتے ہیں کہ تمکو کیا ہوا ہے
ابھی دیکھو بہار نوجوانی

جو تھے عقدہ کشائے رمز مطلب
کہ گذرے ہیں مجھے مشغول کئی سال
شہر قسمت کا اپنے امتحان کر
کریں اوس خاندان کی صفت برہم
کرنا کہ سنکے وہ شادی کا مژدہ
اتار الکنوسے میں جلد جا کر
نکلتے شعلے ہیں اوسکے دہن سے
گلو میں طوق آہن ہے گلو گیر
سنیں وہ بھی کہ ہے یہ کیا اقبال
پھر آیا شاہ بھی سنکر یہ سب راز
کہ ہاں جی اب سناؤ قصہ یاد
ہوئی موجود بیتابی کے اسباب
کیا اوسوقت اوسنے یوں بہانہ
کوئی دم میں کیا احسان ایں
عیاں ہے ہر طرح قسمت کی یاری
مگر اتنا کرو تم ہم سے اقرار
نہ سمجھائینگے کچھ اور اپنے جی کو
رہی گے ہر نفس افزایش شوق
رہینگے ہم خدا سے قیامت یار
تو ہم اونکو جواب صاف دینگے
کہ وہ کرتے ہیں مشکل کار آسان
جہاں میں حسن بہتر جا بجا ہے
جہاں میں چند دن ہے زندگانی

لگے کہنے کہ وہ فرزند جنکا
نہیں اک مدعا میرا بر آتا
سنایا جس طرح تھا حال سارا
کلام دلشکن یاور سے سنکر
بہم کر چند میں آیا غضبناک
وہ تھا تاریک مثل بخت دشمن
جلاتے ہیں سر و تن اوس پری کا
نہیں ہے یہ خبر اوسکے پدر کو
سزا دیں اوسکو خفت میں پری کو
کئی جب نصف شب ہو یا پارا
وہ بولی یوں امید کا ہے ٹھکانا
مگر یہ دکھ کا نباہت آپ ہی کو
کہ مجھکو درد سر سا ہے کچھ آغاز
یہ سنکر آنکھ میں بھر آئے آنسو
نگاہ نا امیدانہ سے دیکھا
کہ جب تک ہے لب یوں ہی گئے
نہ دیکھیں گے کسی کا رحم یا ان
وفا کی عہد میں ثابت رہینگی
بجا لائینگے جو ارشاد ہوگا
نہیں سنتے ہے ہرگز مگر کی بات
شتر بے حال ہے کر کچھ غرض وقت
چلو تمکو تماشے ہم دکھائیں
نہ ہر گز چاہیے پابند رہنا

پھرا ایوں جب مقصد نہ کھیلا
غضب ہے شوق سلطان جب یہ لایا
کہا اوسنے نہیں ہمکو گوارا
ہوا وہ اور بھی بیتاب و مضطر
بشکل جوش خاطر بیت لالک
یہ آتش میں جیسے سنا ہوگا
قریب مرگ ہے حال اوسکی جی کا
مناسب ہے کہ جاؤ اوسکے گھر کو
کہ ہو راحت تمہاری کچھ تو جی کو
کہا یہ بات نے آخر یا انجام
کہ جب آیا نظر مجکو وہ دلدار
کہ تا ثابت نہو الفت کسی کو
سنو ان کی حقیقت اب یکایک
کہا بہتر ہے میں کیا ہے چارہ
میں سمجھی خوب ال آیا ہی کا
ہمیشہ حال اپنا کہیں
نہ کہیں گے کسی کا دل اپنا
جو دل میں آئیگا سب کہیں گے
تمناؤں کا گھر آباد ہوگا
محبت میں گذر جائیں گے دن رات
جدا کرتے ہیں اکثر گوشت کو پوست
بغل میں ماہ کامل اور لالیں
کرو کچھ [illegible] دن کیسا

پر آخر تھا کہ انسان ہے فراموش
فراغت جو ملنے کی تنگ آئے
سخن میں کیسے کیسے کئے انداز
یہ بانو کہہ رہی تھی جو سپیدی آ
سنبل ساقی کہ بکر تن آن عجز
ابھی سی طبیعت سو کے ساغر
ارادہ جوش پر مین اکوئی جام
کہ جب آغاز صبح ہونے پایا
کہا اوس ایک نے یون حال سا
کہ دم بھر بھی کرون مین گر آرام
حیث سلطان قتل اوسکو کریگا
کریگا اوسکا گہر تاراج سارا
مین کم اوس سے نہین ہنگ جب ..
رہین آپ اس گھری گہری تیز
خدا ناموس پر آپنے ہو امین
مستور ہو گی اوس مین لڑائی
برا لشکر بہت رکھتا ہے سلطان
مگر اک اسم حق کرتا ہون تعلیم
پھر اوسکے بعد ایسا قصد کرنا
ظفر ہو گی جب ہر ہونیکو کے اسکو
فراغت پاکے ہو اسپہ صد سا
پکارا شاہ سے بانو کو کیا
کہان کہا تو سننے مین ..

عجب کیا عہد ہو جائے فراموش
تماشے رمز ہائے ان کے دکھائے
نظر خیرہ ہو جائے جیسا کہ ... باز

ارادہ کیا اور جا بجا ... تمہار
کہے جی ہیچ تو ہے چلئے ...
تو پھر مجھ سے زیادہ پیارا ہوگا

رات ۱۳۱

ہوئین کچھ اور پیدا آستین
ہوس پھر بڑھ ہو نہیں ہے تو ساغر
کہ ہو آغاز مطلب کا پھر انجام
سوئے صحرا سابق شاہ آیا
کہ تہا مطلب جو قسمت سے موافق
برا ہو یا بھلا ہو اسکا انجام
نہین تہر خدا سے بھی ڈریگا
ہوگی مخلصی ہرگز گوارا
یہی حسن لیجیے گا آج کل میت
اگر جیتا رہے گا یہ گنہگار
زیادہ اس سے کرتا اور کیا مین
خدا ہی ہے جو ہو حاصل صفائی
نہین اب تک ہوا اک دم پریشان
کہ اوس مین کاٹ رہی اوس نسیم
نہ خاطر مین کسی صورت سے ڈرنا
پڑے جو جلد اب کردی مین جو کچھ ہو
کر اس مین سب سا مین پابند اطاعت
ہوا ارشاد جو پھر کل کا اظہار
نہین مرغوب باتین پتھر کی آمیز

ہوائین ٹھنڈی ٹھنڈی آنے لگی پھر
دہن نا ہے قطرہ گلگون کا مستانہ
زبان سے قصہ باقی ادا ہو
لگا مین پھر طرف نہین گرم دیدار
کہا اوس صاحب خانہ نے سنکر
مین اب جاتا ہون لشکر ساتھ لیکر
وہ سمجھا کیا ہے اپنے جی مین
جہان تک قوم ہو گی وسکی
مگر آتا ہون حضرت سے ملنے کا
تو پھر پاپوس کو آئی گا اس جا
سنا وزیر نے جب یہ ارادہ
کسی صورت وہ کم تم سے نہیں ہے
کہان ممکن کہ کر لو ملک پامال
سوا لاکھ اسکو ٹڈی لو ایک شب مین
خدا آسان کریگا کار مشکل
یہ کہکر طائرون نے اپنی لی راہ
اٹھے اور جلد سلطان کو جگایا
وہ بولی اب سنا یون باقی کہانی
دگر اسکا نوشتہ تم جیسے ہو

صر ... پھر پانو کے ... انداز
کرتا دیکھین زمانے کے ...
قبول تکلف ہو پھر کار ... کا
کہ آپ اہل عقل حیث پیدا
عشق کی دلیلان کچھ جیا ..
بس اب تاخیر اک دم کی ...
پھر اس صورت سے عرض مدعا
کہ آئے دو تو طائر پھر اظہار
کہا حضرت گران ہے اب یہ
نظر آجائے گا گرد ستمگر
نہین دیکھی مصیبت کی بہی آت
پہنچو ڈریگا لغیر از قتل پٹ
کہ ہین ہم ون خندہ بیہوش و ہشیار
جو موت آئی تو بہتر اور اچھا
تو فرمایا کہ بہتر خوب اچھا
کہ وہ بھی ایک سلطان تیز ہے
خدا جانے دکھائے بخت کیا حال
نہ فرق آئے کسی صورت سے ..
وہ کیا ہو گا بہلا تم سے مقابل
سر شب تہا پھر آیا اپنے گہر شاہ
کہا شب کم ہے کل کا وقت آیا
کہا جب ہم الفیہ نے زبانی
تو ہان پھر عقدہ میرا اب ہو

سنا جب تو بولا عاشق زار — کہ میری جان و دل قربان [illegible]
کہاں قسمت جو ایسی قابل ہیں ہم — جو پوچھو تم کوئی ہمسال ہیں ہم

میں صدقے گیا کیا احسان ہے یہ — مجھے ایسا سمجھنا کیا سبب ہے
کہیں عاشق بھی ہوتی ہیں [illegible] — پھر کیا سمجھا ہے او سر [illegible] ناز

سوا اپنا ناز کے کیا مطلب تمہارے — یہ کہنا [illegible]
مرا دل بھی [illegible] جان قربان [illegible] — [illegible] بات [illegible]

پھر کسنے انکو ایسا سکھایا — نہیں ہے آپ سے جو ہو آیا
مصاحب کوئی ہوگی سزاوار — کیا ہوگا کسی قصے کا اظہار

سو وہ سنکر طبیعت میں بھر آیا — محبت کرنے والوں کو ڈرایا
ابھی بھیجو جو کہیے گا کرونگا — مگر بوسہ لب گلگوں کا لونگا

[illegible] دل بیتاب کے [illegible] — میں کچھ دن [illegible]
تمہیں ایمان یقین ہرگز نہوگا — بیان فرمائیے گا اور جھگڑا

پھر اوسکا ہوگا کیونکر مجھے [illegible] — جدائی ہوگی خدمت سے گوارا
پھر سنتے ہی ہوئی برہم [illegible] — کہا کیا خوب ابھی ایسی تکرار

ہٹو تم کون ہو کیوں تو ہے — ابھی گذرے میں [illegible] کے کرم
پھر کہا تین پھر ارشاد اچھی — پھر کہیں [illegible] اللہ اللہ

بڑے ہشیار ہو [illegible] میں جام — پھر کیا [illegible] سے کہا کچھ بھی [illegible]
مجھے دیتے ہو دھوکا آفرین ہے — تمہارا اس طرح ہمکو یقین ہے

بس اب آگے نہ کہیے [illegible] — رہو خاموش کچھ خاطر ہے برہم
پھر کھکر اٹھی گیسو کو کھولا — یہاں [illegible]

کہا دل نے کہ مر جاؤ تو بہتر — زمانے سے گذر جاؤ تو بہتر
بلاؤں سے ہر اک دم سامنا ہے — مزاج محبت پھر ہے پھر آنا

دل نالاں سے کھینچی آہ اک سرد — ہوا خوف صنم سے رنگ رخ زرد
نہ ٹھہرا ہی تو پاؤں پر گرا — کہا [illegible]

غرض حسب خدا [illegible] کیے کام — ہوا آغاز مطلب کا پھر انجام
نوشتہ [illegible] حصہ اپنا پڑھا پایا — موافق شوق کے قسمت [illegible] پایا

مبارکباد کی ہر سو [illegible] — ہوئے محظوظ سب [illegible]
زبان پر تھا [illegible] — چھپی عالم سے [illegible]

پلا ساقی وہی پھر احمری رنگ — کہ [illegible]

رات ۱۳۲

تمنا پھر ہوئی جام و سبو کی — ترقی ہے برابر آرزو کی
ہوس ہے پھر کہیں باقی کہانی — سنا میں اسطرح لفظ و معانی

کہ وقت صبح اٹھکر شاہ [illegible] — وہی صحرا کہ جسکی یاد تھی راہ
پڑا اور چند ساعت میں [illegible] — سنایوں قصہ پھر [illegible]

کہ وہ اک [illegible] — کہ آخر کو وہ درویش خوش اوقات
سنا کر یہ ال صاحب خانہ کو سب — بتا کر شیریں الفاظ مطلب

ہوا خلوت گزین [illegible] — رہا مصروف ترکیب نہان [illegible]
کہ مطلب صاحب خانہ کا [illegible] — پڑھوں ایسا وہ [illegible]

یہاں وہ صاحب خانہ [illegible] — کیا درد آہ کا ہر دم برابر
سوالا [illegible] — ہوئی وقت [illegible]

بلایا [illegible] اپنا — کیا ہر ایک سے اظہار اپنا
کہ تم اک عمر سے ہو [illegible] — [illegible]

رہے باقی اگر تم [illegible] — نہ لاسے اپنے [illegible]
وہیں مر جایا [illegible] — [illegible]

وہ بولی دیکھیے گا [illegible] — بشرط فضل حق [illegible] زندگانی
سنا جب [illegible] — کہا [illegible] آفرین [illegible]

ہوئے حاضر سلام جنگ ساز
وسے بعد از ان خلعت و سیم
ہوا اسباق سے اوسکی ملک لا
مگر گریان خباب حق مین بیمار
نظر اک جن مجھے اوس جا آیا
کہا سینے کہ مین تہا اک بشر پہر لن
مری تقدیر سے رنج اوسکو بھیجا
کہا سینے کہ بہتر جو ہو مرضی
ہوا خوا امید ہ آخر بعد آرام
کہ آخر کو ہوا عقد آمینہ
امینہ کہتی ہے مین بہی فدا تہی
ہر اک دم دیکھتی تہی سوئی شوہر
تو ہر دم جان و دل ہین پیہر قربان
کہا ڈر کر خفا ہو گی تم ایجان
کہا سینے کہ کیسے کر کہا ہے
اجی دیکھو مری ضد جانتے ہو
وہ بوسے دیکھکر آزردہ مجھکو
محبت نے سمجھایا ہے اشارا
سو یون منظور دل میری ہوئی آت
مگر ہان اور حیات کا نظارا
نہین ہونے کا مطلق صبر ہرگز
کہ ایسی نیک بختین اب کہان ہین
سنا ہے اسطرح اور جانتا ہون

ہے سبکو ہوئے پہر یون اشارے
تہکا ہر فرد پہر رسم تسلیم
پہر پہر مین نظر آیا اجالا
کہ اے مالک مرے تو ہو مددگار
اشارے سے تری اوسنے بلایا
پریشان بخت مون تعشہ جگر ہون
بہلا مین حال ورانیا کہون کیا
تمنا دیر سے میری یہی تہی
پکارا اے مری بانوئے گلفام
محبت کا بڑہا باہم قضیہ
تصدق اپنے شوہر پر سدا تہی
نظر رہتی تہی پیہم سوے شوہر
بہت مدت یہی اک کہتا ہون ہان ہان
خدا ہی جانے کیا ہو پیش سامان
تمہارا کچھ مقرر مدعا ہے
طبیعت کو نہین پہچانتے ہو
کہ بہتر ہے نے کہتا ہون جو کچھ ہو
اگر تمنے تو کیا سب کچھ گوارا
کرو تم عہد مجھسے آج کی رات
نہو گا میری خاطر کو گوارا
طبیعت یہ نہ لے گی جبر ہرگز
پہر کب بتا یان طرز امتحان ہین
تمہاری پارسائی جانتا ہون

کہ ہے اب امتحان یار خبردار
پہرا سکے بعد آرکے وہ سب ہوا پر
رہا تہا مین حیران او سکا نہین
نہ ٹہرا جی تو اک جانب چلا مین
کہا تو کیون ہاتہنا مدد کسو
کہان طاقت جو اوسکی ساتہ رہتا
وہ بولا تو چلے گا پیچلون مین
اڑا طائر یہان تک کیکے آغاز
بیان کر قصہ باقی کا آغاز
نہ تہا شوہر کو سنے زوجہ کے آرام
نہ رکہتی تہی کسی سے کام ہرگز
کسی دن بیٹہے بیٹہے یون سنایا
کہا سینے وہ کیسے جلد کیا ہے
کہان طاقت کہ لاؤن مین زبان پر
نمانون گی کہو صاحب خدارا
کہ اک لحظہ مین آفت ہو گی برپا
مجھے اک آرزو ہے اسطرح پر
مناسب ہے جو تم بہی لو اقرار
خلاف حکم میرے کچھ نکرنا
مقرر اوسمین ہو گا رنج بسیار
مگر تم صاحب عصمت ہو شوہر
نہ آزین پڑہے ہے دامن پہ ہا دھبا لگے
مگر جوش محبت سے ہون مجبور

لگی ہونے بنائے آج زنہار
نظر آتی نہین کچھ چلین ہاہر
کہ تہا نا چار طرز امتحان مین
بامید نشان مدعا مین
تجھے لازم تہا ہونا جاکے پا بوس
جو مین جاتا تو سب دیکھ سکتا
ترا بوجہ اپنے ان شانون پہ لوزن
گہر آیا اپنے شاہ واقف راز
وہ بولی یون سنا ہے مینے سراز
اوسی کی دید مین کرتا سحر شام
نہ تہا حاصل مجھے آرام ہرگز
کہ سنتی وجہ کو سینے جو پایا
سنون کیا شوق ہے کہیا بتا دے
سمجھتا ہون کہ بجا ہے گی جان
وگرنہ کیون کیا تمنے اشارا
نہ کیسے گا بہلا دیکہین تو اچہا
کہ میرا جان و دل ہے لمستاہر
کہ اپنے وقت پر کام ہے اہار
نہین کہتا ہون میں یہ ڈرنا
مجھے زیست اپنی ہو جائیگی دشوار
یہی شفر مستا ہے افراد ورو
بجا ہے اونکے خاطر کہینا کو
بہت دیکھین ٹلے پہر ہین ہمیشہ کیسو

بیان کیا کیا کرون دیکہا ہے کیا کیا
یہہ کہتا تہا پہر اب خوش خفا یا
وہ ہی ہے آرزو جسکی ہے ساقی
زبان ہوتی ہے جس سے گفتگو کی
طبیعت میں یہا ہا کرتے ہیں جوشیں
دلان میں رہتی ہیں افسوس ارمان
خدا را جلد لا تا کچھہ بیان ہو
کہ بعد از صبح پوچھا دشت میں شاہ
تو اوسنے مجکو اک چڑیا بنایا
کھلی جب آنکھہ دیکھی صورت قاف
کہا اوسنے کہ ار جا دیکھہ ہر سو
کہ اوسکے دم سے بہتر ہو ہیں آب
یقین ہے ہون میں سب سے شناسا
نظر آیا مجھے ہر ایک درویش
کہ آخر مجکو کیا ہوتا ہے ارشاد
یہہ کہکر کچھہ پڑہا اور سے بچونکا
کرین جو کام ہو اعلی کہ ادنے
سو اوسکو تم نہایت جلد لاؤ
ہٹائین آپ لشکر جلد اپنا
یہہ کہکر طائرون نے راہ پہر لی
اوسی معمول پر جا کا جو سلطان
کہ جسنے اپنے شوہر سے سنا جب
سند لکھہ دی ہوا محفوظ سالگ

حسینوں کا پہر رہا اک عمر شیدا
میں حاضر ابھی ہون آج سے دو

شنا پایا آج تک ایسا کسی کو
اشارے سے یہہ بانو کے کہا گو

رات ۱۳۳

سنا میں ہو گئے ہیں کچھہ لذت انگیز
بدلتی ہی فراست ور ہی ہوش
مزے سو طرح کی رہتے ہیں پنہان
بہت عرصہ ہوا پہر امتحان ہو
ہوا اسطرح پہر قصہ سے آگاہ
قفس پہر اک نہایت جلد لایا
کہ وہ تہا ایک کوہ عمدہ و صاف
نظر آئیگا تجکو ملک جادو
قضائے قوم جن کا ہی وہ اسباب
کہ وہ مانع ہے مل سکتی نہیں راہ
سنا غل ہے بلا سخت و شدید
کہا ٹھہرو میں ہون محتاج امداد
ہوئے دو شخص پیدا جلد او جا
سنا مالک نے فرمایا کہ اس جا
توقف باعث رنجش ہے جاؤ
نہیں دیکھا زمین کا پاک تنہا
ہوئی مایوس مطلب طبع شہ کی
پکارا اپنی بانو کو کہا ہان
کہ ہے اقرار نامہ اسکا مطلب
کیا آسان ہر اوسکا کار مشکل

ذہن ہوتی ہین پیمانے سخن کے
بیان ہوتے ہین شایان گہر ریز کے
لبوں کو جنبشیں ہوتی ہین پیہم
جدا مضمون سے ہون لفظ و معانی
کہ طائر نے کہی طائر سے یہہ بات
مجھے پہر ڈال کر اوسمین اڑا وہ
اوسی پر اوسنے پنجرے سے نکالا
وہین ہے مقصد کی شکایت بیشتر
گزران اوس سے ہین جن جسقدر ہین
یہہ سنکر مین اڑ آیا جب اوس جا
نہایت منتشر مالک کو پایا
کوئی دم مین خدا کرتا ہے آسان
کہا رشاد جو کچھہ ہو بجا لائین
کوئی جن صورت عفریت کچھہ دور
وہ بولے وہ موکل ہم زبردست
کوئی دم مین یہہ جا دیکھی گی ہم سو
پہرا اور گہر مین آیا پہر آرام
وہ بولی اسی مری شاہ زمانہ
کہا بہتر کہا مانا تمہارا
ہوا وہ یون خوشی ہم سا کہ یکبار

کہ راحت چند دن ہی ہوتی ہے جو
ہوئی رخصت وہ شب طلوع ہوئی راہ
ہمیشہ جستجو جسکی ہے ساقی
بہتے ہین سدا دل انجمن کے
بتے کھلتے ہین سب چرخ و زمین کے
مشمس کا زن مین آتے ہین ہر اک دم
سنا مین اسطرح پر یہہ کہانی
کہ اوس جن کو نہ سوجھی جسکی ہو کوئی تدبیر
ہوا ثابت معلق رہتا وہ
نظر آیا مجھے اوس جا اوجالا
وہین ہے ایک عفریت ستمگر
خطرناک اوس سے سارا نگر ہے
کہ جیسی جا تہا وہ مالک جلوہ آرا
کسی نے جا کے اوسکو یون سنایا
نہین ہم ایسی مشکل سے ہراسان
جدہر سے کہو اجازت ہو وہین جائین
نہین ہے قتل اوسکا در منظور
نہین ممکن جو اوسکو سکین چپ
نہ دم لینے کا پہر یارا ئی ہو
ہوا خوابیدہ جب کر چکا کام
امید کہتی ہے یون اپنا نام
حقیقت ہو منظور سب کچھہ ہے گوارا
پکارا تہا کہ مین قربان لاؤ

بسر ہونی لگی پہر تو بہ آرام ۔ گذرنی رہتون مین تہی اوس شام
اسی حالت مین جی پی سے جایا ۔ کہ نون یہ شاکی کو کچھہ [illegible]

کہا شوہر سے اپنے ذکر آ جا ۔ کہ ان شیا کی خاطر طلبگار
کہا اوسنے بہت اچہا منگاؤ ۔ اجازت لو کرون کو دو دکر [illegible]

سنا صاحب مین نے شوہر سے کہا تو ۔ کہ منظور نظر ہے اور معمول
وہ یہہ ہے آپ جاؤ تہی باز ۔ خریدون وہ کہ نکلے جس سے [illegible]

کہا شوہر نے بہتر آپ جاؤ ۔ قفس لا مجہ کہا اون کو بلاؤ
وہ بڑہیا لائی تہی جو مجہکو گہر سے ۔ بلایا اوسکو ایسا نظر سے

کہا ہمراہ جاؤ ہان خبردار ۔ مگر نا کچھ خلاف حکم زنہار
جو فرمائین بجا لانا ہی کام ۔ مین خوش ہونگا تہین بہی دونگا انعام

سنا بڑہیا نے شوہر کا خطاب شاد ۔ کہا سے بندہ پرور خانہ آباد
مری بہی آرزو ایسی ہی تہی ۔ مین تابعدار ہون [illegible]

خلاف حکم کیونکر مجہسے ہوگا ۔ کہ مدت سے عقیدہ ہے یہہ میرا
تصدق جان کرون حکمت جدید [illegible] ۔ مجہکو از مصیبت دوست ہون مین

یہہ کہکر وہ ہوئی قربان کئی بار ۔ کہا واری یہی سب کچھ ہے مطیع
قفس مین بیٹہہ کر لی جوک کی راہ ۔ کنیزین بہی گئی [illegible]

نہ گذرا تہا بہت ایسا زمانہ ۔ کہ بڑہیا نے سنایا یون فسانہ
کہ جو کہ آیا وہ کامین دلہن سر جا ۔ جو کچھہ منظور ہو لاؤن مین [illegible]

کہا مینے کہ بہتر لاؤ وہ تہان ۔ کہ عمدہ ہو جہان سے جتنا سامان
بہت پر زر تکلف زار سر سر ۔ لنکل قب شاعر سیر جوہر

نہ مثل اوسکا ہو وضع وطرح مین یان ۔ بہر صورت وہ ہون شاہ ہوا کے شایان
کہا اوسنے بہت اچہا بہت خوب ۔ مین لاتی ہون اگر جو کچھ [illegible]

گئی وہ مینے بہی غرفے سے جہانکا ۔ کہ دیکہون ڈہنگ سے کیسا ہیا نکا
قضارا ایک تاجر کی پڑی آنکھ ۔ مرے زرتار [illegible] اوسکی آرمی آنکھہ

نہین معلوم کیا خاطر مین آیا ۔ کہ اوس بڑہیا کو اوسنے یون سنایا
کہ سب سے پاس تہان عمدہ ہین آئے ۔ ہونگے ایک بہی پاس ویسے

کہا اوسنے کہ لا لایا وہ کچھہ تہان ۔ نہ جسکا کم ہو ساری عمر ارمان
یہان تک بس چکا تہا سنا ۔ کیا اوس شب نے رخصت کا بہانہ

کہا بانو نے بس سلطان نہیں ہی ۔ سنا حکم کا لوگون مین کہو لا
کہ اب کل پہر رہا انجام باقی ۔ رہی زندہ تو ہوگا دور ساقی

رات ۱۳۷

تہا کیسا مزاج ہے بہی ساقی ۔ جو ہمت ہو تو دے وہ جام باقی

کہ آنکہین کیف مستی سی ہین لبریز ۔ زبان ہو جانب مطلب گہر ریز
سخن انند سے ٹپکے دہن سے ۔ سنین تحسین یہ بانو انجمن سے

دکہائے چہرہ آغاز فسانہ ۔ کہلے اسطرح پہر راز فسانہ
کہ ہنگام سحر شاہ خوش اوٹہا تہا ۔ کہ جبکہ کٹ گئی اس لطف سے رات

اشارا اور پہر کیا آخر اوسی جا ۔ نشیمن تہا جہان اون طائرونکا
طرب انگیز دیکہا روی اطراف ۔ ہوئے مین مائل نکاہین سوی اطراف

جمال سبزہ سے قدرت تہی ہویدا ۔ مزا تہا حسن باطن کا ہویدا
نہال باثمر سر سبز مین سے ۔ نئے طائر کہین راحت گزین تہے

ہوا ای سرد آتی تہی جو ہر دم ۔ تو در لگا تہا عجب وسوت عالم
کہ جیسے ہو کنول کا پہول خندان ۔ یہہ کچھہ اوس سے زیادہ شاد آئین

مزاج شاہ مین فرحت الہی کی ۔ اٹہائے ہاتہہ مہ اپنے اور دعا کی
کہ یارب یہہ زمین آباد رکہنا ۔ یہان جو آئے اوسکو شاد رکہنا

نہو تکلیف خیرات کسی کو ۔ سنو افسردگی یان ایک جی کو
یہہ کہتا تہا کہ دیکہا وہ [illegible] ۔ خیال آیا کہ وہ طائر کدہر ہے

اٹھا گھبرا کے آنکھ جو وہیں شاہ — جہاں تھے طائران قصہ آگاہ
بیان کر کیا ہوا انجام مطلب — ہوئی کس طرح پھر وہ شام مطلب
سنا مالک نے جب عہد قول انکا — تو پوچھا اون سے یہہ تاجر کیا
زبردستوں پہ غالب ہو جلال — جنون کو کرتے ہوا اک دم میں پامال
اگر ہوں لاکھ وہیں ایسے کم — یہہ عذر بے سبب کہتی ہیں ہم
وہ سب اس امر کی ہوگا مددگار — نہ ڈرنا تم کسی کے خوف و کد سے
بجا لاوینگی ہر فرمان تمہارا — وہی ہوگا جو کچھہ ہوگا اشارا
وہ کہتے تھے چاہیں گے کچھہ دم جدائی — نہیں کرنے کے ہرگز آشنائی
مگر یاں حجت مشکل یاد کرنا — تو جب مدعا آزاد کرتا
پھر اشاہ سلیمان جاہ گھر کو — اجازت دیکی بخششی نظر کو
کہ دم بھر سوتیے پھر جاگتا ہے — کہا بانو سے لاؤ ساغر مے
اٹھا بانو سے فرمایا اجی ہاں — کہا اوسنے امینہ صاحب شان
کہا منے کہ قیمت اسکی کیا ہے — کہا تاجر نے وہ اک مدعا ہے
وہ اوس تاجر سے بولی پاس آ کر — جو منظور طبیعت ہو بتاؤ
بغیر اسکے نہ دوں گا تمہاں کوئی — نہیں مقبول دل سامان کوئی
انہیں وہ اس سے پوچھا پنہاں — ہوئی اس فکر میں خاطر پریشان
مجھے تاجر نے یہہ کیا جی میں سمجھا — خدا ہی جانتا ہے حال اُنکا
ہوئی خاموش عجب گفتگو میں — رہی شرمندہ اپنی آرزو میں
کسیکا دل دکھانا بھی برا ہے — نہیں معلوم سبب اسمیں کیا ہے
سنا ہے کہ تم اقبال کرو — نہیں ممکن کسیکو یہہ خبر ہو
ابھی اک بوسہ دو اور تمہاں سے — نہیں ممکن کہ اسمیں فرق کچھ ہو
خدا شاہد ہے دیکھو جو کہتی ہو — کہا تو تم اسکا اسمیں کچھ ہو
کہ اچھا کیسے بڑھیا کا کہنا — بلا سے گو کہ ہے تکلیف سہنا

سنا اک تک سے یوں کچھ رہا ہے — کہ چپ رہنا تو ہے ہمائی بلا ہے
کہا بوسے موکل ہو کے بیکل — کہ ہوتی ہے بیان کچھہ ہم سے مشکل
کہ جو لب اوسکو کر سکتے نہیں ہو — سنا تھا تم کبھی تھکتے نہیں ہو
زمین سے عرش تک جاتی ہو تم تم — رسا ایسے ہو رکھتے ہو لوح و قلم میں
جناب شاہ صاحب نے کہا تھا — کہ جو کچھہ مدعا ہوگا تمہارا
موکل سب کے فرمان میں رہیں گے — جواب امر مشکل کو دیں گے
رہینگی ساتھ ہر رنج و بلا میں — مگر البتہ امر نا سزا میں
مگر نا لائق جاؤ نگر کبھی یاد — کہ وہ ہیں امر لائق سے آزاد
یہہ اتنا سن چکا تھا شہ کہ طائر — ہوئے پوشیدہ شکل فکر شاعر
پھر اک سامان صبا اوسنے پایا — پھر آخر کو خیال شہ میں آیا
فراغت پا کے کچھہ راحت طلب کی — کمی پر آئی آخر عرش کی
بیان کرتی ہے جب وہ تہاں آئے — لگا ہونے نہایت لطف تھا ئے
یہہ سنکر آخر اوس نے سبا سے پوچھا — کہ قیمت کی عوض ہے آرزو کیا
کہا اوسنے کہ اک بوسہ ہے منظور — میں اپنی طبع سے شیدا ہوں مجبور
یہہ سنکر میں ہوئی دل میں کبیدہ — گرے آنکھوں سے اک آنسو چکیدہ
کہ یہہ تاجر کے نکلا کیا زبان سے — نہیں کہتا کوئی ایسا زبان سے
نہیں کانون نے اب تک یہہ سنی ہے — مقرر اسمیں ہے تاجر کی کچھ نیت
کہا بڑھیا سے ہاں لیجل سواری — وہ بولی عرض اک کرتی ہوں باری
اگر اس نے کہی ہے تھے یہہ بات — ابھی وہ آن ہے نہیں گذری کوئی رات
میں حاضر ہوں جو کچھ تم ہاں [illegible] — پھر اب کسر باقی کا لکر ڈر
چلو پھر اپنے گھر مجبور شاہ دل — عبث دل میں جو ابھی یاں ہے مہمان
مجھے بڑھیا نے عجب ایسا گھبرایا — تو میری بھی طبیعت میں نہ آیا
کہا بڑھیا سے یہ وہ طلب [illegible] — کہو تاجر سے [illegible]

کیا طوطیسا کی ضد نے مجکو مجبور | دکہایا عارض تابان کو اپنے
ہوئی اوسوقت مجکو بیست شغور | یقین تہا جان نکلیگی بدن سے
ہوئی خاموش رخصت لو اوٹہاکر | ہوئی شب آخر اس طرح بیان آہ

رات ۱۳۵

اجازت دیتی ہے کیفیت ذوق | کہ لالے سے لالہ گلگون کوئی جام
کہ جس سے ہو طبیعت آرزومند | زبان پر آئین اوصاف سخن کے
مزاج اپنا ہوا مین اسطرح آیا | کہ پہر چلیے اوسی جا معین
نظر آیا تہا اک چشمۂ آب | نہایت خوشگوار و خوب شیرین
ہوا ممنون لطف زندگانی | کیا شکر خدا بولا عجب ہے
یہہ حیرت کثرت مشکل ہے مجکو | اسی تجویز مین بیٹہا تہا سلطان
یہہ دنیا ہے سدا سے گرم بازار | نہ اسپر چاہیے کرنا بہروسا
کہ پہر اک دم مین رخصت ہے مقابل | کہا اوس کہنے والی نے کہ بہائی
کریوں درویش کا ہے سنا حال | تو وہ بولی کہ ہان سچ ہی کہا ہے
کئی صورت سہی یان مجبور ہین ہم | کہ اس جا ایک ہے مرد خدا دوست
ہر اک دم راضی حکم خدا ہے | خدا کو بہی ہے خاطر اوسکی منظور
کہ تا ہو اسکو لطف زندگانی | وہ ہوتا ہے جو کہتا ہے زبان سے
سدا خدمت مین حاضر انکی ہر بار | بہت برسون قدم چومی ہی اب
غلام بیدرم دل سے ہوا ہون | تمنا ہے عنایت کچھ مجھے ہو
بپاس حکم حضرت تا بہ محشر | ارادہ جو کرون ہو جائے حاصل
رہون مختار امر بیش و کم مین | ہوئی غائب سنا کر حال طائر
ذرا دیکہین رخ بانوی جہانہ | غرض سلطان بہی اپنے گہر آیا
قضارا تہی جو پابند اطاعت | لگے گانے پری بیدار ہی شاہ

غزل

غرض جب ہو چکا یہ ذکر پیہو
عوض پیسے کے کانٹا اوسکو سہنا
مگر وعدہ نہ تہا کچھ دن بہلا ہو
مرے ساقی پہر ایک ساغر
تمنا ہین کہ دو خوش ہین شوق
مگر وہ پری دو حالی کسے مین تیز
کہ جب انجام شب پے منتظر کہا
غرض لو پہنچا بجوش قلب تہا
بیا اک جرعہ اوس مین بیجو پانی
مگر خوابیدگی حاصل ہے مجکو
کہا اوس اک نے ای بیری غمخوار
سنا کچہ حال تا بہلے ذرا دل
سو کل سے کہا مالک نے جب حال
مگر کچہ اسمین کم مقدور ہین ہم
عبادت سو برس سے کر رہا ہے
فرشتے کر رہے ہین پاسبانی
یہہ عقرب ایک جن سے ہے جو بخوار
کہ مین پاس پرستان کا جیہہ سا ہوں
نہ ہو غلبہ مرے دشمن کو مجپر
ہر اک مشکل ہوا آسان یکدم مین
کہا جی مین کہ چلیے سوی خانہ
کیے سب کام سو یا چین سے عشق
نہین تب ہا ای دل تو بچہڑا ہے

بلایا تاجر یجان کو اپنے
کرے پرواز مرغ روح تن سے
کہا بانو نے کل سنیگا ای شاہ
کہ کچھ بگڑا ہوا ہے قلب مضطر
کہ بخشے جوش ہمت مجکو انعام
کہیں اسطور بہ عقدہ دہن کے
ہوئی تہی کل صدا ہا بہی پرواز
کہ جو بخشے مزاج و دل کو تسکین
بیان جسکا نہ تہا کچھ کیا سبب ہے
کہ آئی دو دو طوطا کہا ای ماہ
کہ وہ قصہ زلیست کا کس جا سے آیا
سخن کو یون ہے لب آشنائی
بجا لاتی جو جو کچھ کہا ہے
نہین تن مین بجز کچھ استخوان پوست
تو اوسکے واسطے کچھ منزل دور
ٹپکتا ہے زمین و آسمان سے
کہا اک روز اپنا حال مضطر
کہ تا راحت سے کاٹون زندگی کو
جدہر جاؤن نہ ہو کوئی مقابل
رہا سلطان یہ سارا قصہ ظاہر
وہی محفل وہی سیابان پایا
یہہ الفاظ غزل تا دل ہوا گاہ
سحر سے دیکھ کچھ دم مین سحر ہے

کہنا ان تک یہ احتمو ن میں [illegible]
بھروسا کیا جو دم آئی آئی
صدا شہ کی جو کانون میں پہنچائی
بیان کرتی ہے یہ اب وہ [illegible]
ملے وہ تہان بھی ہرگز نہ مجکو
ہوئی آدم کے سی ایسی بھی بات
ہوئی تکلیف کیسی ای حاصل
الٰہی موت دے مجکو تو بہتر
مین لونڈی ہون خدا بخشے تقصیر
کہ اس آغاز کا ہوگا یہ انجام
گھبراتی تھی یہی مرضی خدا کی
لگاتی ہے شفا ہوگی [illegible]
تشفی دیکے لائی وہ مکان پر
خطا کیا کی تیری جو یہ سزا دی
ابھی ناگفتہ تھی باقی کہانی
ادہر بھی اب تو ساقی مہربانی
نگاہیں دیکھتی ہین [illegible] ساغر
غنیمت ہے دم مستی جو آئے
کہ جسدم زلف شب الٹی سحر نے
ہوا رونق فزا یہ زین پر زر
مگر آخر کو وہ چمن جو تھا ستمگار
دیا بھینے نہ اسمین فرق ہوگا
کہ ہرگز اوسطرف کوئی نہ جائے

ذرا کھول کچھ یان حال گرے
اجل کی کب کسی سے در گذر ہے
اٹھا وہ نیند سے وحشت جو پائی
کہ دل ہوتا ہے شق مثل آبگینہ
کہا تقدیر نے اپنی خبر لو
کبھی بڑھیا نے مضطر ہو یہ بات
کہ اب اٹھنا قدم کا بھی ہے مشکل
کہ یون اس رنج سے بیتاب مضطر
کرو جسطرح چاہو پا بزنجیر
ہوئی مین مفت میں افسوس بدنام
خطا تو نے نہین اسمین ذرا کی
ذرا چلیے یہان آپ گھر پہ
غش آتے تھے ہر اک لحظہ اوسے
یہ کیون پیر جسمون کو ولیں جاوے
کہ اوس شب نے دکھائی شکل آرائی

ر دار دو یہ مین چند انفاس باقی
نسیم اسد رجہ خاطر جو پائے
کہا یا نوسے ہان جی کون ہے تو
سو وہ اس صدمہ بیجا سے لوٹا
کہ اب کچھ اور ہی آتا ہے پیش
کہ یہ تھا جو یہ ارادہ ذات نکلا
مین کیا مالک کو منہ اپنا دکھاؤن
یہ کہکر خوب رونی اور سنایا
نہین کچھ عذر مین قربان تمہارے
گری پاؤن پہ سر اپنے اٹھایا
کہا اوسنے دوا ہے مجکو سلام
نہ ہوگا تین دن میں یہ نشان بھی
نہ تھی اتنی بھی طاقت جو کرو بات
خدا سمجھے برا ہو حال تیرا
ہوئی رخصت بمشکل ہوش کھویا

رات ۱۳۶

چمکتی ہے تو جب سوی ساغر
کہ بیتابی ذرا جو بن دکھائے
مزا پیدا کیا دور نظر نے
بڑا باہر سوی صحرا سنبل منظر
تماشا کر چکا جب دل کی ملا
مگر اک جھیل سائی اب تو ان جا
وہ عقرب ہے بلا کوئی نہ جائے

طبیعت [illegible] کیف بعید
سرور افزا مزاج گفتگو ہو
اٹھا سلطان عالیجاہ خوشدل
نظر آتی تھی [illegible]
تو اوس مرد خدا دانی کہا [illegible]
سو اس صورت سے [illegible]
نہین دنیا مین اب [illegible]

سنبھل کچھ دم میں جو یہ حقیقت
[illegible]
وہ یہ بولی کہ سلطان [illegible]
ذرا تھا جسنے اپنا خوب لوٹا
ابھی سے اسقدر [illegible]
نہ سمجھی تھی یہ اسکا [illegible]
[illegible] کہ بر کس سمت جاؤن
کہ [illegible] باعث رنج پایا
نہ تھے سلام قسمت کے اشارے
کہا تقدیر مین جو تھا سو پایا
سنو آپ اپنے دل میں کچھ نہ سمجھو غم
یقین ہے مجکو حیرت آپ ہوگی
یہی کہتا تھا دل او مرد بدذات
کہ اس نوبت کو پہنچا رنج میرا
ہوئے جب سحر کے یہ لوگ آکر
کہ ہے ابتدا ہوا جوش جوانی
ہوس کسی ہے کیا کیا [illegible]
بیان یون [illegible]
کہا شبدیز کو لاؤ مقابل
کہ وہ اک گیا [illegible]
کہ جا جو کچھ ہے [illegible]
یہی مشہور ہے [illegible]
[illegible]

وہ جس دم چھوڑتے تھا اپنے الفاظ
سو ہم مجبور ہیں اس میں سراسر
وہ بولے جا سے درویش کے پاس
بنگاہ رحم حضرت آپ درکار
بغیر اسکے نہ حل ہو گی یہ مشکل
جہاں جانے سے ہوتا ہے جگر آب
کہا مالک نے لیجیے ہمیں واں
ہوا ہمراہ مالک اوسکی بیتاب
نظر اک غار آیا خوف انگیز
نہایت جلد آیا سوے خانہ
رہی شب کم ہوا امید اسلطان
وہ کہتی ہے کہ تھی میں اسکے بیتاب
مجھے بی بی جب بڑھیا نے جو دیکھا
ذرا اٹھو دوا میری لگاؤ
مگر اس زخم کو کیونکر چھپاؤں
نہیں آتی تھی کوئی مجھکو تدبیر
کہا بڑھیا نے بی بی لو وہ آئے
وہ سوچو وقت پرسش کیا کہو گے
بڑی تجھسے ہوئی ہے آج تقصیر
کہا کیسی طبیعت ہے تمہاری
کہا لونڈی سے لا اک شمع روشن
نصیب دشمنان یہہ آج کیا ہے
تباہ و ملبد وحشت ہو رہی ہے

نہیں طاقت جو دے کوئی بہی آرام
بجا لائیں تمہارا حکم کیونکر
ٹھہرے چند ساعت چند الفاظ
کیے تاریخ خاطر ہو سکبار
نہیں محروم پھرتا وان سے سائل
دلاور سیکڑوں ہیں چشم پرآب
وہ بولے کیجیے لشکر پریشان
دل افسردہ پریشان چشم پر آب
نہایت پرخطر اور ہیبت آمیز
بلا گردان ہوئی بانو کے خانہ
کہا پھر اپنی بانو سے کہ اے جان
وفور درد سے آرام نایاب
وہ آئی اور پوچھا حال میرا
کہ تا وحشت نہ ہو آرام پاؤں
جو شوہر پوچھے تو کیا لب پہ لاؤں
یہی کہتے تھی آخر وائے تقدیر
نہیں معلوم کیا قسمت کی کمائی
کہاں ممکن کہ پھر وہ چپ رہے گی
مقرر رنج دیگی مجھکو تقدیر
نہیں آئیں جو پھر غمگساری
کہ کمہلا اوس گوشن تھی تازہ گلشن
یہہ کیا زخم عارض پر ہوا ہے
جفا کس شخص نے ایجاد کی ہے

زمین ہوتی ہی مثل شعلہ روشن
سنا مالک نے جب یہہ حال سارا
وہ جس دم آنکھ اٹھائیں کہی جب حال
جو فرمائیں وہی ہوگا او سیدہم
کہا مالک نے ہیں درویش کس جا
وہاں اک غار ہے کوسوں سے دوری
اکیلے ہو کے چلیے ساتھ اوس جا
نگذرا تھا بہت عرصہ کہ یکبار
اڑا طائر سنا کریوں کہانی
غذا سے جب ہوئی فرصت تو سویا
کہو کیا کہتی ہے حال اپنا
ٹپکتا تھا جو ہر دم زخم رخسار
کہ اب کیسی طبیعت ہی تمہاری
لگائی جب دوا اوٹھا او دل
اسے تجویز میں تھا دل پریشان
کہ اس عرصے میں دن تھا ہو گئی شام
سنبھالو ہوش گھبراؤ نہ اتنا
کہا بیٹی کہ جو مرضی خدا کی
یہہ کہتے تھی کہ شوہر نے بلایا
سبب کیا جو اندھیرے میں بیٹھی ہو
نظر آیا مرا مجروح رخسار
طبیعت کو نہیں آرام حاصل
رہی پہلے تو میں خاموش کچھ دم

در و دیوار بن جاتے ہیں گلخن
کہا پھر کیا کریں ہم اسکا چارا
کہا ہیں درویش مجکو ایسے جنجال
نکلنا چاہیے اوس پر کا غم
موکل نے بتایا ایک صحرا
وہ اوسمیں بیٹھے ہیں [illegible]
عجب کیا حوصلہ بڑے اوس دل کا
وہ جا پوچھا انہیں کل تو گنہ کا
پھر اوس شہ کے پاس قصہ خرابی
کہ اس عرصے میں شبنم چھڑکیا
وہ بولی اچھا اچھا ہے قرینہ
زبان پر آہ آجاتی تھی بار بار
میں صدقے اسقدر کیوں تمکو بیتابی
میں سمجھی کو ہوئی آسان یہ مشکل
بشکل آئینہ تھی سخت حیران
گھر آیا میرا شوہر پھر آرام
کہ اب بہتر نہیں انجام اسکا
کروں تدبیر کیا میں اس بلا کی
نہ بولی میں تو وہ خود پاس آیا
خفا کیوں ہو کسی سے کیا اٹھی ہو
ہوا حیران کہا آئی میرے دلدار
یہہ کیا آفت ہوئی مجھے مقابل
پھر آخر کو ہوا شوہر جو برہم

تو ناچاری سی لب کہولی یہ ناچار
زبان سی یون کہا گیلر کی قرار

مین غرفی سے نظر کرتی تہی ہر بار
کہ دیکھون آدمی کرتے ہین کیا کار

کہ تہا ہیرم فردوس اک درمنہاج
لیے جاتا تہا ہیرم سر پہ جو تاج

قریب آیا ولیکن بیخبر تہا
قلق دنیا نہین مد نظر تہا

سیمین پر شب کے دیکھی شکل انجام
ہوئی خاموش سلطان کی دلارام

رات ۱۳۷

اٹھا ساقی گلابی لا کوئی جام
کہ آغاز سخن کا ہے یہ ہنگام

زبان سے سامعین کے واہ نکلے
دل مشتاق سی اک آہ نکلے

کہ وہ سلطان جو تہا افسانہ مشتاق
سدا کرتا تہا دید سخن آفاق

شگاکر اسپ خوش رفتار اپنا
کیا خاطر سے یون اظہار اپنا

غرض یہہ کہکے پوچھا سوئی صحرا
رہا نظارگی رو سے صحرا

نظر مشتاق تہین کب آئین ظاہر
کہ جو حال گذشتہ اور ظاہر

کہ جب مالک نے دیکہی رہ غبار
ہوا اوسپر جو پیدا خوف بسیار

وہ بولی اب یہی ہے وہ اسلم اپنا
کہ جسکو شاہ و صاحب نے کہا تہا

قدم رکہا بڑہا بیتاب و شیدہ
نظر آیا بہت دور اسکو اک گہ

زبان ساکت ہے لب محو خموشی
خدا کی یاد مین ہے گرم جوشی

غریبون کو کرم کی آرزو ہے
بہت مدت سی مجکو جستجو ہے

بنولا مرد کامل گو سنا ہے
رہا سائل کا دل محروم مطلب

گئے وہ یہہ رہا حاضر کئی روز
ملا نی فرصت عرض جگر سوز

جب آیا روز جمعہ وہ پہر کو
وہ بولا اسقدر رکہہ دل جو ہو

نہ کہانا تہا نہ پیتا تہا فقیر
یہی کہتا تہا ہر دم اک کبیر

یکایک واں ہوا اک شخص پیدا
پکارا اوسنے سائل کو دلگیر

انہیں الفاظ پر کہولے موتی آب
اڑے طائر پہر اس شاہ خوش اقبال

وہ بولی سننے یون اظہار مطلب
امید کہتے ہے اسطرح پہر آب

وہ آئی سوئی عارض اور پیدا تہم
ہوا کہینچے سے اوسکے صاف تجسم

سنا جب سیر شتو نے بہید قصہ
کہا کل قتل مین اسکو کرونگا

چلا ایسے کہ رہ رشک ہو سخن کی
طبیعت خوش ہو سارے انجمن کی

دکہاؤن طرز نو فیض سخن سے
ترشح یون ہو ابر دہن سے

زبان صبح اٹہکر بعد امداد
کہ ایسا جس سے ہی اسکے یاد

کہ دیکہین کب وہ اف سے معراج
کیا کرتے ہین طائر جسکو ظاہر

اتر کر زین پوش اپنا بچہایا
بلندی سے فراز خاک آیا

قریب آیا جو وقت خاطر تنگ
تو آئی وہ ہوئی اسطرح گویا

موکل سے کہا لرزہ ہی تن پہ
بڑہی یون خار اہمیت مین کیونکر

غرض وہ اسم جب آیا عمل مین
تو کچہہ ٹہہرا دل مضطر تپش مین

وہان دیکہا کہ ہے اک خوشنما دل
کہ جس سے بات ہی کرنی ہے مشکل

جہکا تسلیم کو وہ دست بستہ
کہا کے وار دی وہ لہا سی خستہ

کہ جو مون آستان کا مین تمہارا
یہاں عمر رفتہ اپنی لوٹ کر

موکل بولے تو حاضر ہین سب ہم
رہو تم بیش و در بیش کرم

نہ فکر سر اٹہاتا تہا وہ کامل
نہ شب کو ہوتی تہی امید حاصل

یہ آئی گوش تک سائل کے آواز
ہوا خاموش پہر وہ ریش جانباز

امید زندگی ہے مجکو سے دو
ہوا اسپر سہارا کیا ہے جو ہو

گیا جب یہہ تو کہانا کچہہ کہلایا
پیا پانی مزا جینے کا پایا

گہر آیا جب ہوا وہ صبح بیدار
کہا خاتون سے ہان آ پیارے دلدار

جو نکلا پاس سے سر پہ لیے بار
کوئی لکڑی سی اوسمین سخت خار

غش آیا درد کی شدت سے بیتاب
ہوا مردود زنا حق کو گنہگار

جہان تک لکڑی الولئیگا تو
یہان کیا ملک کو سون سے نسبت

بلا کر حکم مرگ اوسکو میں دونگا   عوض اس زخم کا اسطرح لونگا
نہیں سننے کا میں ہرگز کسی کی   کرونگا کل مقرر اپنے جی کی

سنے بیٹے جو یہہ تجویز شوہر   ہوئی مانع کہا صدقے میں تجہپر
خطا تمہو ہی غضب ایسا عجب ہے   بھلا وہ قتل کے شایان کب ہے

نہیں شایستہ یہہ وسوسے ہو کام   کہ جسکا تمنے سوچا ہے یہہ انجام
خدا کا خوف بہی لازم ہے انجان   غضب ایسا نہیں کرتے مسلمان

کہ ناحق لیں کسی کی جان شیرین   کریں بیکس کی خون سے ہاتھ رنگین
کیا گر ایک نے سب کے خطا کیا   تعجب ہے کہ اس سی مدعا کیا

موافق جرم کے بدلا ہے لازم   نہو اس فکر بیہودہ کا عازم
جو عادل ہین نہیں ہوتے جفا کار   کہ نا قصد ان باتونکا زنہار

ڈرو اپنے خدا سے مہربان ہے   خجالت ہو گی حکام زمان سے
یہہ انصاف نا جہان میں ہو گا مشہور   سنیں گے سب کہان تک ہے یہ دستور

کہ اک ظالم ہوا دنیا میں پیدا   کیا ہے جسنے سب کا قتل بیجا
کہے گی سب رعیت ہو کی بیزار   خدا غارت کرے یہہ ہے ستمگار

نہو تا اسکا بہی دنیا میں بہتر   کہ ہے اک خلق اسکے ڈر سی مضطر
وہ کوسینگے بلا آئی گی بیشک   نہیں پوچہا مجہے صدمہ ابہی تک

مگر اس بد دعا کا رنج ہو گا   نہیں معلوم پہر ہو سامنا کیا
سہاگن ہون مجہے ہی خوف ہے یار   نکرنا قہر ایسا کوئی زنہار

کہ اوس بد پیش میں ہین مبتلا ہوں   زمانے کی برائی بی سبب لوں
سنا جب یہہ ہوا آزردہ شوہر   کہا یہہ سچ کہو ہے راز کیونکر

یہہ بیمار اسکی افزا نہیں ہے   تمہارا قول یہہ اصلا نہیں ہے
نمانونگا کوئی سچ ہے اور ہی بات   نظر آتی ہے اسمیں کچھہ نکچھہ گہات

کہو وہ جو حقیقت میں ہوا ہے   سوا اسکے اور کوئی مدعا ہے
ہنسے میں اور سنایا اسطرح ہے   کہ مجکو ہو یقین ایجان کیونکر

کہونگی جو کہوگے تم نہیں سچ   علاج اس بات کا آخر کہیں ہے
جو کہتے ہوں ابھی مانو تو بہتر   مصر ہوتے ہو کیوں اے میرے دلبر

سے یہہ الفاظ تے لب پر زبان کے   کہ بدلا رنگ شب نے ہو گی مضطر
کہا بانو نے بس اٹھا شہنشاہ   ہوا برخاست سب سامان ہمراہ

رات ۱۳۸

رہے دیرینہ دنیا اسکے ساتھے   کہ تا رخصت طلب ہو ہوش ہائے

لب ہر جام چھلکے کیوں نہ تا حشر   کہ راضی آج کل ہے ہمسے تقدیر
جھکے جاتے ہیں شیشے بہر تسلیم   مزاج شوق کرتا ہے تعلیم

کہ عرض گفتگو بہر ہو زبان ہے   ہویدا یوں ہو طرز داستان ہے
کہ جب شاہ علی جانب دشت   زبان سچ تو پوچھا ای گشت

برابر کر رہا تھا دید اطراف   طبیعت میں بہرا تھا جوش الطاف
نگاہیں قدرت حق دیکھتی تہیں   کہ کیا کیا دی ہے ہر شے کو تمیز

اسی عرصے میں آئی وہ بہی   طبیعت نے توجہ کی ادہر بہی
جہان آتے تھے طائر صاحب دل   بیان کرتے تھے کچھ کچھ گذرا احوال

بچھا کر زین پوش اسپ سلطان   زمین پر جلوہ آرا تہا بصد شان
تمنا تھے کہ جلد آئیں وہ طائر   جو پہر قصہ دیرینہ ظاہر

سنے ہیں کہ رہی جو کہ بہلی [illegible]   اکیلے بیٹھا تہا خاموش مشکل
نظر کو دور تہا بالا اشجار   کہ تا آئے نظر طائر کا دیدار

بہت ایسا نہ گذرا تہا زمانہ   کہ طائر آئے کہنے کو فسانہ
وہ بولا اسطرح جو بولتا تہا   کہ سن بہائی ابہی آگے اور تہا

ہوئی آب و تاب [illegible] سکو چہپا کر   تو آئے ہوش ٹھہر لطف دل
کہا کہ عرض اک کرتا ہوں [illegible]   کہ میں ہوں [illegible] صاحب [illegible]

کہا جسنے دیا تہا اوسکو کہانا
بتایا اسنے جو جو اوسنے پوچہا
کہ حاضر رہو پیش مرد کامل
قریب ہونکے پو تجکو بات کرنا
یہہ سمجہا گر ہوا غائب وہ اوس جا
نظر کی شاہ صاحب نے جو اوسکا
سنا اسنے ہوا قربان پیر روشن
کہ دختر تیری محبوس بلا ہے
اجازت دے مجہے لشکر کو لیجا
پہر اسلطان محل مین آکے اسکو بلا
وہ بولی ای پدر سلطان والا
یہی کہتا تہا سچ ہر گز نہین بات
تمہاری ضد سی اب مجہو ہوا کر
لدا تہا باسنون سے وہ یہان تک
گرا اٹہتا تہا وہ پہر ہر قدم پر
قفس کے پہیرے وہ آیا ادہر
تو دیکہا پانو آتی ہے زمین پر
در آیا اوا ہنسے رخسار مین وہ
غش آیا گر پڑی لی ہوش ہو کر
تکرتے درد کی کثرت سی نا جا
بنا مہلت بات کوئی نا ہلجا سی
سنا جب یہہ تو پہر بولا وہ جلاد
جوانون کو تو کہینچیکا سر اوس

بیان کر سکے تو اپنا ٹہکانا
سنا آغاز سے جب قصہ اوسکا
سمجہہ کر تجکو اپنے جی مین سائل
نہ مطلق خوف کرنا ولین ڈرنا
یہہ بیٹہا منتظر وان ہو دعا کا
تو پایا اسکو مضطر اور دل اوسکا
کہا اے مہربان صاحب بشیر
وہ زندہ ہے ابہی فضل خدا سے
وہ جن جو صورت عقرب ہے اوسکی جا
رخ گل شب کو جب شبنم نی ہو با
اسینہ آتے یون کہتی ہی قصا
ستمگر نے تم کرتے ہو کچہہ کہا بات
یہی بہتر کہ اب سچ سچ کہون مین
کہ اوسکی شرح ہو مجہسے کہان تک
مری دل کی طرح تہا سخت مضطر
گرے یکبار سارے ظرف و خنجر
گرے مین صدمہ کی پونہچا جبین تک
وہ ستی تیزی نہو تلوار مین وہ
یہہ ٹہیا دیکہکر بیتاب و مضطر
نکلتے تہے زبان سے آہ ہر بار
مرے جانے کے اندیشہ نکل جاتی
یہہ اوس سے بہی زیادہ تہی ابجاد
جو طفل و پیر مین وہ ہوا گرفتا

پہر اوسکے بعد شرح آزر کر
کہا جب آٹہوین دن وہ پہر مہ
وہ بولین گے گذارش کچہہ حال
عجب کیا ہے جو رحم افزا ہو شاہا
غرض آیا وہ دن پوچہا یہہ مضطر
کہا آہستہ کہہ کیا آرزو ہے
یہہ میرا حال ہے سب کچہہ سنایا
تمہیں اوقت پر مین کار سپردہ
نہ مانع ہوگا تجہے کچہہ بغیر
اٹہا بانو سے بولا شاہ زیبا
کہ مین ہر چند سمجہاتی تہی ہربار
ہوئی ناچار جب مین تو کہا یون
حقیقت تازہ تر گذری ہے مجہپر
نہین دیکہا اسی اک بار ہیا
نہ بن آئی سہی کچہہ تدبیر اسکو
مین گہبرا کر قفس سے باہر آئی
پڑا تہا خاک پر شیشے کا ٹکڑا
نکالا جب ہوا خون اوس سے جاری
اٹہا لائی قفس مین مجکو ڈالا
اوسی دم سے ہوا یہہ خوف پیدا
سو جو سوچا تہا پیشے پیش آیا
ابہی بہتر کرو کچہہ کل یہہ تدبیر
نہ جہونٹہین تو ان سب تک گہر جانگی

وہ کیا مطلب ہے جسمین تو ہی مضطر
تو اتنا چاہیے اسوقت تجکو
بہت آہستہ ہو کی سوزش قال
کہ سب کچہہ اوسیکے ہے دنیا کا احوال
قریب اوسکے بجوش دیدہ تر
زبان پر لا اوسی جو جو سچ ہے
سنا درویش نے لب پر یہہ آیا
خدا تجکو کرے گا جلد خرسند
اٹہے اتنا سنا کر دو نو لاچار
کہ بانو راز پنہان سے کر آگاہ
مگر شوہر نہین سنتا تہا زنہار
کرا چہا اور سینے راست مسموز
کہا کہ آتا تہا اک اپنا لہی
نہ خرد دیکہا کوئی ناچار پایا
کہیسے جاتی تہی تقدیر اسکو
طبیعت نے جو گہبراہٹ اٹہائی
نکیلا آتدار رسیکہ وہ تہا
کیا عارض نے پیدا زخم کاری
بہت کچہہ سینے اپنا دل سنبہالا
اگر بو سے مرا شوہر کہون کیا
غضب تقدیر نے آخر کیا یا
کہ مین جیتی کہا اب طفل و زر
غرض جتنے ہین دنیا سے گذر جائین

یہی ہے اس عطائے بد کی تقدیر
نہیں دشمن میں لیکن اونکی تقصیر

نہ سمجھا وہ کہ یہ ہے ناموس میرا
مقرر تھا اوسی ساعت لے گیا

جب اوسکی تو تم پہر کے جاگے جہان
تو دل ٹھنڈا مرا کچھ ہو سکا ہان

یہ سنکر اور بھی کانپا مرا دل
ہوئی بیتاب مثل مرغ بسمل

کہ ناحق خون پہ شوہر ہے طیار
حقیقت مین تو ہون مین ہی گنہگار

نہین انجام شب کی سختی گھبرایا
فروغ صبح کا پھر خیمہ آیا

رات ۱۳۹

نئی ہے آج تو کچھ شان ساقی
مین اس انداز کے قربان ساقی

سنے خم ہین نئے شیشے نئے جام
کدہر کا عزم ہے او صبا تمام

ارادہ کیا ہے کسکی آرزو ہے
جو لبریز ہے گلگون سبو ہے

ہمین ہے ایسی بہر دے کوئی جام
کہ دن کم ہے قریب آیا ہے شام

مزاج کیف مین مستی نہین ہے
بہار افزا رخ ہستی نہین ہے

نہین ہین شوخیان طرز سخن مین
نہین ہین تیزیان لفظ و سخن مین

نہین مضمون مین وہ بیتابی شوق
کہ ہو قربان حسن پر کثرت ذوق

نہین وہ جوش جسکی شور شین تہین
نہین وہ ہوش جسسے غور بین تہین

نہین وہ ولولے جنکا کہ غل تہا
نہین وہ حوصلے جن سے کہ پہرا

ہوا تہا جابجا اطراف مین نام
نہ تہا جز خود فراموشی مجھے کام

سوا اب ان سب سے تنہائی ہوئی ہے
فقط انسب سے یکجائی ہوئی ہے

مگر تا حشر ناچیز سبو جام
کہ اظہار سخن کا ہے یہ ہنگام

سناؤن پھر وہ افسانہ زبان سے
کہ یون انعام مین جان قدر دانے

دکھاؤن جلوہ آغاز ایسے
نہ دیکھے ہون کبھی انداز ایسے

ٹھہرا ہے خامہ لکھ کیفیت حال
دکھا پھر اسطرح یہ صورت فال

کہ جب گذری وہ شب اور صبح آئے
عبادت سے فراغت شہ نے پائی

فسانا سننے پوچھا سوی صحرا
ہوا مشتاق حسن روی صحرا

فراز نخل پر دیکھا تو طائر
زبان سے قصہ یون کرتا ہے ظاہر

کہ جب پائی اجازت شاہ جی سے
کہا مالک نے گھبرا کر یہ جی سے

کہ وہ رستا مجھے کسطرح دیگا
کوئی رقعہ نہ جب تک مجھ سے لیگا

مگر طاقت نہ تہی جو عرض کرتا
وہ اپنے دل مین تہا ہر وقت ڈرتا

چلا واںسے قریب لشکر آیا
ہر اک سامان تو موجود پایا

کہا ہان کوچ ہو آگے ٹہرینگے
زمین اب اور جانب جا کے لینگے

یہ سنتے ہی بجا نقارہ یکبار
ہوی سردار لشکر جلد تیار

صدا دی کوس شاہانہ نے ہر سو
بشکل موج بدلا سب نے پہلو

زمین کچھ چند فرسنگ طی ہوئی تہی
کہ برسی آک بدلی شکل سب کی

جو چیلین تہین ہوئین ہم شکل انسان
نظر آنے لگا سب ساز و سامان

یہ صورت دیکھکر گہبرایا مالک
قریب اک نخل تر کی آیا مالک

کہا اوس نخل سے کر مجھکو آگاہ
مین اتنا پوچھتا ہون تجھسے للہ

ہوا بطلان سحر اس جا سبب کیا
وہ بولا نخل اے ناداں عجب کیا

یہ صحرا ہے قبول مرد و درویش
کسیکا کچھ یہان چلتا نہین پیش

نہ گھبرا جا کہ تو نے حکم پایا
یقینے مدعا تیرا بر آیا

یہ کہکر اوڑ گئے پھر دونو طائر
پھر آگے کچھ نشہ افسردہ خاطر

محل مین آ کے سویا چند ساعت
رہے شب کم تو پابند اطاعت

لگے ایسین کرنے تیز گفتار
ہوا شورش سے اونکی شاہ بیدار

کہا مانوس نے ہات بولی او اے شاہ
امینہ کہتی ہے افسوس صد آہ

زمیرے شوہر نے ضد کی آخر اسپر
کہ قتل انکو کرونگا مین مقرر

ہوئی ناچار یہ کہنے لگی زبان کو
کہ دیتی یہ کہنا تہا امتحان کو

کہ دیکھون کتنا کرتے ہو مجھے پیار
بہت کہتے تھے مین قربان ہو لدا

غلط تھا سب وہ اظہار محبت
نہین سنتے تم کبھی بار محبت

لگا ہے دل کسی سے اب تمہارا
ہوا اس طور سے جب سے کنارا

اسی سے حجتین کرتے ہو ہر بار
جو مین کہتی ہون تم کرتے ہو انکار

بھلا وہ قول تو اپنا کرو یاد
کہ کیا کیا کچھ کیا تھا تمنے ارشاد

یہی سیکھے ہوئی ہین شرطین کی تھی
اسی پر وہ قسم کیون تمنے کی تھی

نہین ہان تو یہ سارا مدعا تھا
اجی کیون کیا کہا تھا کیا کہا تھا

بھلا اسکو سمجھیے اپنا دلدار
وہ ہے شایان ظلم و رنج و آزار

جو کہتے ہون نہین وہ مانتے ہو
سمجھ جھوٹا سراسر جانتے ہو

کہو اسکا کرون کیا اب مین چارا
غلط ہے یہ بھی کیا میرا اشارا

کہون کچھ اور یہ جانوگے اوسکو
مری سر کی قسم مانوگی اوسکو

سنا جب یہ تو بولا اسکا شوہر
کہ ہان ایجاب امر راست بہتر

خدا سے ڈر کے کہہ گذرا ہو احوال
نہین اب تک تو اچھی صورت حال

جو سچ ہوگا وہ ہوجائیگا روشن
مین تمکو جانتا ہون پاکدامن

شکایت یہ جو کی تمنے بجا ہے
مگر کچھ اسمین میرا مدعا ہے

تمہاری گفتگو کو دیکھتا ہون
کہ بدلا ہے کبھی صورت یہ مضمون

اور اسپر بھی نہین ثابت مری جان
نہ کچھ پاس خدا نہ خوف ایمان

اگر ایسے ہین سچ مجھسے کہوگی
عوض آرام کے تکلیف ہوگی

محبت رنج دیگی تمکو جانی
غضب لائیگا یہ حسن جوانی

نہین عارض پہ تیرے زخم پیدا
یہ میرے دل کا ہے داغ ہویدا

بہت سے خاطر مضطر مین ہین شک
نہین آئے تھے جو جی مین ابتک

مگر مین کہہ نہین سکتا زبان سے
نظر آجائیگا سب امتحان سے

جو سچ ہوگا نمایان ہووے کیونکر
عبث اس بات مین ہوتے ہو مضطر

قسم کھاتا ہون مین جانان کے سر کی
اور اوسکے بعد اس زخم جگر کی

جو ہے مانند گل ہر وقت خندان
صدا دیتا ہے ہر لحظہ کہ احسان

کہو شاید یقین آجاوے تمکو
خدا سچا کرے قول و قسم کو

سنے شوہر کے منہ سے جبکہ یہ بات
تو کوئی بھی نہ بن آئی کچھ بھی بات

کہا دل سے کہ پھر کچھ سوچ مضمون
کہ اون بیچارون کا شاید بچے خون

یہ خاتون کہہ رہی تھی جو حکایات
اٹھا محفل سے سلطان خجستہ اوقات

رات ۱۴۰

کہان ہے آج ساقی بادۂ ناب
کہ آنکھون مین نہین ہے کیف کا خواب

مکدر ہے طبیعت دل نہین صاف
پلا پھر وہ اچھوتی خوب شفاف

کہ کوئی لحظہ راحت مین بسر ہو
خیال این و آن سے درگذر ہو

مزاج آرزو ہے کب سے ہرسو
پرے اٹھین رہے خاطر بجا ہو

دہن سے ریزش فیض سخن ہو
اثر بخش مزاج انجمن ہو

وفا ہے ذوق مین اوقات گذرے
بہ جوش شوق مین ہر رات گذرے

بہ غور جوش مین لکھین کہانی
کہین سامع نرا وہ قدردانی

جواہر مین جسے الفاظ مضامین
فدا ہے فکر و طبع بحر تمکین

فسانہ گفتگو سے ہو ہم آغوش
معانی سے ہون پیدا اصطلاح خوش

کہ جب آغاز شب آیا بہ انجام
چھپا آنکھون سے حسن گل اندام

رہا کچھ دور پھر سیر سلطان
ہوئی قربان عز و شوکت شان

طبیعت تھی جو شستان فسانہ
ہوا تھا چند ساعت طی زمانہ

کہ پھر پہنچا اوسی صحرا مین بیتاب
جہان تھی وہ بہار سبزہ و آب

نگاہین دیکھتی تھین شان معبود
خیالات و تعلق سب تھے مفقود

صدا سے طائران نغمہ آہنگ
سناتی تھی کہ او بیمار و دلتنگ

اجل سے سر ہم فرصت کوئی دم
غنیمت ہین یہ چند انفاس ہمدم

اسی عالم مین دو نو طائر آئے
شجر پر بیٹھ کر لب پر یہ لائے

کہ اے ہم درد کچھ اکہلو کیا
کہ اسنے بھی مجھے مژدہ سنایا
کہ منصہ میں سبکے زمرہ چلا رہا ہے
بجا لاؤن جو ہو ارشاد والا
سو کیا طاقت جو بیجا و ہیان لاؤن
کہ وہ یہہ چاہے جن رستے ہین جنھین
مقرر جنگ ہوگی انسے ہین جا
کرایی جائے جسنت ہی کو تہمین
گہر آیا اپنے سو آیا بعد ارام
وہ بولی یون کہ بہنہ کسی ہے ہارا
قسم سے لو اجی جسکی ہو منظور
ہوئی خاموش مین آخر وہ بولا
کہا جو کچھ یہہ باطل تھا گریان
کہو صاحب تامل سے غرض کیا
سو بہتر جو کہو مالک ہو ایجان
ارادہ یون ہوا باہر سے نکلے
کہا یہی کہ کچھ حاجت ہے درپیش
کہ آیا مجھکو حکم سا اوس جا
گری اوسپر جیسا ایک پارہ وسکا
اٹھایا لونڈیون نے مجھکو آن سے
بھلا اسمین خطا کیا ہی کسی کی
سنا شوہر نے جب یہہ سر ہلایا
کہا تھا پہلے کیا اور پھر کہا کیا

وہ بولا اسطرح پر یہ اب ہے قصا
مدد بخت سے پیر نشاید آیا
بظاہر کوئی اندیا یار ہا ہے
کہ مجھکو کل ہے یہہ حکم پہنچا
ابھی تعریف جسم کو مین جاؤن
ہزارون طور کی ہین اسمین تشہیر
کہ بے اسکے نہین بنتی ہے کار ستا
خلاف حکم سے نہ شک ہے بہتر
ہوا بیدار بولا شاہ ذی نام
ہوئی شوہر سے جب یہہ رن سے سادہ
اگر یون ہی نہ مانو تو ہون بیچ
کہ کیون چپ ہو کہو بھی حال اپنا
زبان راستی آیا اب ایمان
کہا سب نے توقف ہے بس اتنا
اجی تم جانو مین ہون دل پشیمان
چھپا کر جسم کو پیرون ہے سیلے
کرو اسمین نہ تم ہر گز کم و بیش
سنبھالا کو بہت پر دل نہ سنبھلا
ہوا مجروح یہہ رخسارہ میرا
نہ نکلی بات تک میری مانت
مفصل بات کہدی اپنے جی کی
کہا مجھکو یقین ہر گز نہ آیا
سنایا بعد اوسکے اب یہہ جھگڑا

سنا مالک نے قول نخل جسم
غرض آگے بڑہا سردار لشکر
قریب اوسکے گیا کی اوسنے تسلیم
کہ اک خدمتگذار آتا ہی ہشیار
یہہ کہکر پہلا مالک کو ہمراہ
یہان آتے نہین ہین ڈر ہے میرے
مین چلتا ساتھ حضرت سے مقرر
نقد یہہ کہکے لی راہ اسنے ہمراہ
کہ اے بانو اٹھو قصہ سناؤ
کہ لو اب راست سارا کہی حال
یہہ سن شوہر نے فرمایا کہ ہان جی
ہوئی مین ہو اکہبار سب ہم
سوا اوسکے مجھکو خاموشی ہوئی ہے
کہ تم سن کر کہو سکے جھوٹ ہے سچ ہے
مین بیٹھی تھی قفس مین تنگ خاطر
کہا رن نے کہا ٹھہرو رہی جا
وہ ٹھہری مین اترکر باہر آئی
پڑے تھے خاک پر شیشے کے ٹکڑے
بہت سا خون بہا پیر ہوا درد
بڑی مشکل سے گہر تک مین آئی
اجی مانو نہ تم ہو مختار
خلاف عہد اپنی تم سنتے کی بات
بھلا کیونکر یقین اسکے کوئی بات

ہوا محفوظ خاطر سے گیا غم
نظر آیا وہ عقرب بخت منتظر
کہا مین ہون اسیر رسم تعظیم
نہ غافل ہو خدمت سے خبردار
کیا کچھ دور جا کر اوسنے آگاہ
مگر غل کرتے ہین شام اور سویرے
نہین لیکن یہہ مجھکو حکم داور
پہرا اوس جا ہے سلطان جہانگاہ
زبان پر مطلب باقی کو لاؤ
خلاف اسمین نہین ہرگز کوئی قال
کہو جو کچھ یہہ سکہا ہے اسکا جی
کہا سنتی نہین کیا کہتے ہین ہم
نصیحت کچھ فراموشی ہوئی ہے
نہین شایان رسم اعتبار اب
ہوئی گرمی سی اسکے دل مین ظاہر
وہ بولی آپکا ہے کیا ارادا
مصیبت اوسہی انتقدیر لائی
نہایت آب دار اور تیز تھے
تن اعضا تن سے ہو گئے زرد
یہہ ادبار بخت کی روت پائی
نہیں اس بات مین کوئی گنہگار
چھپانے کے لیے کرتی ہو یہہ گھات
غضب تم نے کیا ہیہات ہیہات

نہ آیا آہ کچھ بھی پاس پیارا
پڑا آنکھوں میں ہستی کا اندھیرا
وفور شوق سے بیتاب ہاں کنیز
ہجوم ذوق دل نے رہنے دی نیند
مرے جوش تمنا نے دکھائے
ارادے اور ہی خاطر میں آئے
یہی باتیں تھیں کہ رو ہی صبح دیکھا
رہا باقی اثر تک بھی نہ شب کا

رات ۱۴۱

چھلکتا سا اٹھا لا جلد ساقی
کہ رخصت ہو محافظ ہوش باقی
دم بے کیف ہے خاطر سے بیزار
کہاں تک بزدلی میں ہمکنار
طبیعت آرزو مند سخن ہے
قفس مشتاق گوش انجمن ہے
ارادے چاہتے ہیں عرض مطلب
تمنا کے اشارے ہیں کہ یہ سب
جھکا وہ جھکانے سکتا نہیں نام
کہ ڈوبے سر سے پا تک قائم جام
دہن لبریز ہو سر سبز مضامین
حدیث شوق پھیریوں پائے تزئین
کہ جب وہ شب تشکل جلوہ یار
نظر آگر چھپی پردے میں اک بار
مزاج صبح بیتابی کی پر آیا
رخ خورشید سے پردہ اٹھایا
فلک کا سینہ تاروں سے ہوا صاف
بڑھا صحرا کو سلطان پر الطاف
ہوئے طائر سبھی دونو ہم پرواز
رہے اصلاح باہم گرم اظہار
کہ وہ جن جو بنا تھا شکل عقرب
بیاں سب کر چکا آغاز مطلب
تو مالک نے کہا سنکر کہ بہتر
ہمیں کافی ہے ہر دم فضل داور
سمجھ لیں گے جو کچھ آئیگا در پیش
خدا حافظ نکرنا تم کم و بیش
رہو تم یاں ہمیں جاتے ہیں میداں
کہ مطلق جی نہیں پیر اسپ
کیا رخصت یہ کہکر اور بڑھا شاہ
چلا لشکر بھی پیچھے پیچھے ہمراہ
صدا دی طبل جنگی نے یہ کہ
کہ ہوں مردان شیر افگن ابھی آگاہ
قریب آتا ہے وقت جانفروشی
دکھاؤ اپنی اپنی گرم جوشی
اجل کچھ دم میں ہوگی گرم بازار
مقام آبرو ہے ہاں خبردار
جدا ہو جائینگی سر و تن بدن سے
تنوں کو نہ ملیں گی کفن سے
نہ پہچانے گا بیٹا باپ کو ہاں
رہے گا دل ہی میں سب دل کا ارمان
نہ دیگی مہلت اتنی برق شمشیر
کہ دم لینے کی بھی حاصل ہو تدبیر
فرشتے کشمکش میں ہونگے جان کے
زمیں بے شک یہی ہے امتحان کی
قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹ جائے
کہیں ایسا نہ ہو توقیر گھٹ جائے
پیا ہے جس نے جس شیر مادر
وہ عزت پائیگا مر کر مقرر
کنیز کی زادہ منہ پھیریگا ہر بار
بہت تڑپیگا مثل نبض بیمار
مگر فرصت کہاں نام اجل سے
زمیں میں آئیگا بام اجل سے
جو ہیں ماں باپ کے فرزند اصلی
شرافت پیشہ و دلبند اصلی
وہ نام اپنا کرینگے سر کٹا کر
نہیں پھیرینگے منہ میدان سے جا کر
صف دشمن میں جا ٹوٹینگی جس دم
تہ و بالا کرینگے ایک عالم
یہ سن سنکر شجاعان دلاور
گرجتے تھے بشکل رعد مضطر
کبھی کر گیت گاتے تھے یہ کڑکا
کہ منہ کی کھائی گر دل کچھ بھی دھڑکا
یہ میدان گھر ہے جانبازوں کا گو
یہاں کم نسل ہے بھاگے تو بھاگے
یہاں تک کہہ کے طائر ہو گئے بند
پھرا سوئے محل سلطان خرسند
رہی جب بات کم سو کر وہ جاگا
کہا ماں نے کہیے جلد قصا
وہ بولی عرض کرتی ہے اسمینہ
کہ اوس کا نظر آیا قرینہ
میں سمجھی کہ ہے یہ پیر شوہر
مگر اسدم سے ہے بے آرام و مضطر
غضب سے آپ کے قابو میں نہیں ہے
سفر اس سے کسی پہلو نہیں ہے
غرض ہو کر خفا اوس نے پکارا
ہوئے حاضر حبشی اوس کے ابھی آ
وہ زنگی تین تھے اون سے کہا یہ
کہ ہے منظور اسکی پرورش خوب
سولی پہ دو کرو قتل اک دم میں
مگر نافرق ہرگز بیش و کم میں
نہ سنتا اسکی کچھ فریاد و زاری
نہ لانا ولیں پاس اشکباری

ہو ذلت جان سے کیونکر اسی دم
ولیکن خوف جان سے تھک سہتا تھا
کبھی آرام سے چپنا ذکر لی
کہ ہے مشکل بہون کی دیکھی
سو قسمت نے دکھائی کج ادائی
ہوئی ایسی فلک کی مہربانی
نہ اتنی بھی ملی مہلت لمحہ شوم
نہ گھبرا اے دل مضطر گھبرا
زمین و آسمان دشمن گریان
کہان فرصت جو نازشوق اٹھاتی
سنا جب نگیون نے حال بیتاب
لحاظ جان نہین جان من کو
یہ کیسے ہین محبت کرنے والے
اٹھا سلطان سحر نے سنہ کہایا
نہ تنہا چھوڑ کر جا ہمکو ساقی
حجاب جسم ہٹا خاطر سے بیتاب
کہ آغاز سحر جب شہ نے کہایا
قریب شست پہنچا تھا کہ یکا
کہ سن کے ہم نفس آخر ہو شکر
گر کہے اوسکی جان آئی لبون تک
پکارے سب کہ ہان ہان خنجر
زبان تیرون کی آئین تیز ہو کر
لیا ہر توپ نے لقمہ دہن مین

بجا لاؤ ابھی کہتے ہین جو ہم
عجب عالم تھا کچھ اوس وقت میرا
تماشائی زریلب فریاد کرتی
جدائی ہو گئی اون سب سے کیسی
بدن سے روح کو ہوگی جدائی

یہ حسرت کہ لیجیے زندگی ہان ہے
کہ جنبش ہو نہ سکتی تھی زبان کو
کبھی تقدیر کے احسان نہ بیان
نہ سمجھی تھی فلک کا دور پیا
یہ کہکر جوش غم نے جوستایا

غزل

سنا لیتی انہین اپنی کہانی
کوئی دم اور ہے تکلیف جانی
اجل سے بھی امید مہربانی
نصیب دشمنان لطف جوانی
ہوئی ہیں اب وہ بھی چشم پر آب
نہین باقی زبان مطلق دہن کو
کہ معشوقون کو ڈالا غم کے پالے

دکھایا لطف کا وحشت بدلے
نہ سمجھی تھی کہ اتنا آئیگا جلد
نہ چونکا اے دل مضطر نہ چونکا
لیکن آخر کہان تک ہر زہ گوئی
لگے کہنے کہ یہہ دنیا ہے فانی
ہوا ہے بے بسی کا اسقدر شور
اسی آغاز مین آخر ہوئی شب

رات ۱۴۲

کہ آخر ہے بہار عمر باقی
بلا بھی کوئی گلگون جرعہ آب
ہوا قصد مصمم سوے صحرا
نظر آئے وہ طائر دو نو ہمراہ
بڑھا آتا تھا بلبل شوق مضطر
ہوا سردار لشکر سخت مضطر
سنبھل جاؤ ابھی ہے وقت پیکار
جھکے سر مرحبی خالق ہین بیکس
چھپین گھبرا کے کچھ وہین تب

صدائے قلقل مینا سنا پھر
کہ جیسے کیف سے بیہوشیان مین
کہ پھر چلکر سینے طائر کا آغاز
کہ آئے اور فراز شاخ شاداب
یکایک اک طرف سے برق چمکی
ہوئے گر کر وہ پوشیدہ مین پل
کسے تیرے پڑے شمشیر مین ہاتھ
ہوئی گزر رن کچھ حاصل بلندی
تھکے رفتار سے پا ایک جا پر

ارادہ تھا کہ کچھ پیسے کہانی
بحسرت دیکھتی تھی ہر مکان کو
کبھی خاطر مین آتا تھا یہہ ارمان
کہ ہوگا حال دل بیطور پیدا
تو آغاز غزل یون لب پہ آیا
کہ آخر ہے بہار نوجوانی
بڑی مدت مین اب کی قدر دانی
زمانے سے زبان خائف ہے نی
کہ ہے خواب اجل سے سرگرانی
کہتا وہ عرض مطلب کی کہانی
عجب پر درد کہتی ہے کہانی
کہ جوش عشق کا بھی نہین غور
نہ پوچھا گوش تک انجام مطلب
گئے گھر حکم رخصت نے پایا
لب مشتاق تک آکر جام لاہی
زبان پیدا کرے آغاز پھر یون
کہ دنیا کسطرح ہے اب وہ آرزو
وہ بیٹھے کہنے باقی حال بیتاب
سیارک ماہ دوی خواب عدم کی
پڑا اہل نوجوانون کی جبین مین
کہین تیغین تند ہر غول کا تھا
ستی مغرور دل کی خود پسندی
نظر پڑنے لگی فضل خدا پر

جو تھے افزایش جرأت بیان کے
نگاہیں پھر گئیں سینے ابھار کے
دلوں نے دی صداے قہرآلود
تڑپا سردار لشکر او سعادت کی
عقب میں اوسکے اک جن ستمگار
شادین ام تو کیا نشان تک
زمان ضب سر بہ ہر جبل ہو
ارشے طائر یہ ایسا کہ کے باہم
کہ کھانا کہاں تھکے سوتے میں اب ہم
غرض بستر پہ پوچھا شاہ ذیجاہ
کہو کچھ جس سے دل بہلے ہمارا
تمنا دین جو کچھ ہو بجا لا
جو کہتا ہو وہ کہا ہے جلد بانی
مگر اوس نے نہ کہا اور سنایا
نانون کا تری او مد سرانجام
مرے پہلو میں سوکن آئے اتنی قدر
کیا جوش ہوس نے تجکو بیہوش
یہ کہہ کر آنکھوں میں بھر لایا آنسو
وہ آخر لائے پھر قتل اوس جا
بلایا دو وہ بیٹے تجکو جانی
نپوچھا مجھسے اسکا کچھ بھی قصا
سنو گذری جو ہوئی ٹھنڈ کر رہی
یہ کیا سوچا میں صدقے جاؤں ...

ہوئے رخسار اوسکے آتشین تاب
سرون سے خود یہ لشکر اتارے
ہوئے نوے کر ہر ہے فصل ہو
پکارے واقفان جنگ مشہور
کہیں ہاتھون میں تیغیں پھر پکار
نہ سکتے پاے لفظ لا انک
سر زمین روح یا بوس اجل ہو
بڑھا گھر کی طرف سلطان خرم
تو تھک نیند میں ہوگا کوئی دم
رہی خاتون ام مطلب سے آگاہ
وہ بولی ہے آئینہ کا اشارا
کہ وہ قصہ زندگی کا اب ہے تھوڑا
نہ دی گی تجکو مہلت زندگانی
بہت کچھ لطف دنیا تو نے پایا
لحد میں کیجیو اب جا کے آرام
ہوئی تو غیرت سے جا کر ...
ہوے احسان بجد سب فراموش
پھر اک منہ بدل کر رہے پہلو
جہان مقتل غریبون کا تھا
سو اوسکی خوب ہی کی قدر دانی
میں بیداری آج تجکو ہو گیا کیا
بھلا سوچو تو طاقت تھی کسی کی
ہو نہ کیون خون ناحق میں گرفتار

لبون پر آئے کن ضعیف اجل کے
کہ اے خالق زمان آبرو ہے
کہ اتنے میں نظر آنے لگی گرد
انہیں ہاتھون میں دیکھا اک سپیدہ
زبان پر چند الفاظ نا خیز
پڑے جسپر یہ تیغ برق آہنگ
کوئی ہے ہان مقابل آمی یہ کہین
محل میں آکے بانو کو بلایا
تو جلدی سے جگانا مجکو ایجان
جگایا وقت پر بولا وہ سلطان
کہ آخر کو ہوئے زنگی جو با جا
اگر کہتا ہے کچھ کہہ کسی سے
یہ سنکر بیٹے دیکھا سو شوہر
پھر اب کیون ہوتی ہے مرنے سے غفلت
بشکل شعلہ دل وحشی ہے میرا
نہ آیا دھیان کیا وعدہ کیا تھا
سنا تھا تیری عصمت کا جو شہرہ
اجازت دی کہ قتل اسکو کر جلد
بڑھی نی وہ جو تیغیں ہر طرح کا
کیا تھا تمنے مجکو اسکے ہمراہ
خطا اسکی ذرا سی بھی نہیں ہے
جو تم سے صاحب دوران کا ناموس
نہ بخشون گی تمنکین میں دو دانیا

اور آگے بڑھ گئے دست و بغل
نہیں سر پا ادا کرنے کو ہے
پسینون کو ہوا کرنے لگی سرد
کہ آیو تجا نہایت پاس جاہر
کہ ہم ہین ہدمی کے آبرو ریز
لباس روح بھی ہو گو بدن تنگ
گرہ میں اوسکے کیا ہے لا دکھیں
کہا خاطر میں ہے اصلاح آیا
کہ دیکھیں کیا ہے انسانی کا سامان
کریں قربان حسن و جان
تو بولے مجھے وہ ہے نوکر تنا
کہ رخصت جسم کو ہونا ہی ابھی ہے
کہ شاید اب بھی آسانی تم مجھے
عبث گرتی ہے ہر لحظہ قدم پر
خدا کا لاکھ شکر جلد تیرا
خطا ہے اس ارادہ میں تو بطلا
غلط تھا سب غلط تھا سب غلط تھا
یہ مژدہ زنگیوں ان تجکو دو جلد
قریب آکر کہا شوہر سے اوس
نہیں مجھسے زیادہ کوئی آگاہ
بلا جلد دیکھو وہ یہیں ہے
وہ آیا بی جو تو فارغ افسوس
غضب تمنے کیا ہی ہے یہ کیا

نہ آیا خوف حق خاطر میں کبھی بھی
کرو توبہ تری تقصیر سے کے
ہوئی خاموش یا نو کہہ کے یہ راز
سنیں گے جبکہ یہ سارا فسانہ
کہ اوس شب کی وہ کہانیا اور انداز
کہیں گے کیا تمہیں شاہزادانہ

رات ۱۴۳

پلا وہ بھی وہ کیسی مے ہی ساقی
کہ اک جرعہ میں کرتی ہی بیہوش
زبان مشتاق افسانہ ہوئی ہے
کہ جب رحلت ہوئی اوس کو کمال
بڑھا پھر سو دشت سلطان تکبر
کہ وہ کہتا ہے سن اے دوست میرے
نکلا اک شخص یون کہا پکارا
اٹھائے وار مردان جہان کے
برابر آکے بولا او اجل ورت
اگر حسرت کوئی ہو دل میں تیرے
اگر باقی رہی گی جان تن میں
برابر آکے اک گرز گران سنگ
غش آیا تھا کہ سنبھلا وہ دلاور
نہ سنبھلا تھا کہ اوسکا بھائی آیا
ادھر سے ایک مرد جور پیکر
سنین کچھ جانتا تو جنگ کے ڈھنگ
نگہبان موت تیری سر پر آئی
اسی پر قول عطار نے کیا بند
اگر جی چاہے افسانہ سناؤ
کہ آخر وہ بڑھی کی ڈیڑھ پیسا
جب آئی میں تو فرمایا یہ سب سے

غم کو نہیں ہوتے ہیں فراموش
طبیعت محو بیانہ ہوئی ہے
اٹھا وقت سحر سلطان عادل
کیا رہوار سرعت دست کو تیز
تصدق جاؤن سو سو بار تیرے
کہ بیہودہ نہیں کہنا گوارا
نظر آجائیں عقدے امتحان کے
مگر مشتاق مدفن ہیں تن پہ ترے
تو آیا بس ہو خنجر سے میرے
نہ ہوگا لطف کچھ اس انجمن میں
کہ جسکے دیکھنے سے عقل ہو دنگ
کمر سے اپنی لی تیغ دو پیکر
نہایت جلد اک تیغا لگایا
بڑھا مانند شیر حملہ آور
بدلتا ہے فلک کچھ اور ہی رنگ
کہا یہ اور تیغ اوس پر لگائی
پھر اسلطان نہایت شاد و خرسند
زبان میرا اپنے ایجان کچھ لاؤ
کہ گھبرایا وہ اور بولا کہ اچھا
کہ میں گذرا اب اس تمہر غضب سے

تصدق جاؤن ابکو وہی دے
نکرتا خیر آیا وقت آغاز
فراغت پا کے احکام خدا سے
ہوئے تھے دو پھر جو شاہ پونچا
سنا جب لشکر مالک نے یہ جوش
جو تم میں مرد ہو آئے مقابل
یہ سنکر اونمیں سے اک مرد خونخوار
سنبھل ہشیار لار کہتا ہی گیا وار
نہیں ہم کرتے اپنا وار پہلے
یہ سنتے ہی ہوا ظالم غضبناک
لگایا سر پہ مرد نوجوان کے
بشکل برق تڑپا اور گیا اوس
گرا فرش زمین پر ہو کی مقتول
نظر کی طرح پونچا جلد اوس جا
لگا شمشیر پھر دیکھ اوس سیہ مست
ہوا دو ٹکڑے آپا اور اوسکا گھوڑا
پھر آیا سو رہا جاگا بدستور
وہ بولی کرتی ہے اسطرح خطا
تمہارے کہنے سے بخشی گئی جان
مگر دو ٹکڑا نہ کوئی مقرر

کہیں گے کیا تمہیں شاہزادانہ
سنا ہے عجائب شے ہے ساقی
جو ہوش نیم رفتہ کی خبر لے
دکھاتا ہوں سخن کا چہرۂ راز
ہوا بیہوش اپنے مدعا سے
سنا افسانہ یون اون طائرون کا
ہوا عشے سے سب عالم فراموش
کھلے کیفیت مقتول و قاتل
نہایت سخت دل مشتاق پیکار
کہا اسنے کہ او بیہودہ گفتار
لگا تو ہم پہ اک تلوار پہلے
کیا گھوڑے کو اپنے جو جالاک
ہوئے ٹکڑے ہزاروں استخوان کے
ہوا دو ایک سے مرد ستمگار
کیا خاک کہ سنے جلد مقتول
کہا باش او ستمگار معطل
کہ کیونکر تجکو کرتے ہیں ابھی پست
اور اوسپر گرز سے بھی سر کو توڑا
کہا بانو سے اپنے کیا ہے منظور
اسینہ جور صورت نیک کردار
کہا لاؤ کہاں ہے وہ پشیمان
کہ وہ باقی رہے تا روز محشر

بڑی بی نے پہر اسمین گفتگو کی
شفاعت کے لیے جب آرزو کی

تو بولا جو کہا تمنے وہ مانا
مگر افسوس تمنے یہہ نہ جانا

کہ میرے حکم کا پہرنا غضب ہے
سنے گا جو کہے گا وہ عجب ہے

سوا تیرے واسطے سے مجکو منظور
کہ کچھ باقی رہے ذلت کا دستور

کہا ہان لاؤ جلد اک تازیانہ
کرو اعضائے تن اسکے نشانہ

پڑی جب وہ اذیت سخت تر کا
عجب نقشہ ہوا اس نازبدن کا

کہ غیر از استخوان باقی نہ کچھ تہا
برابر غش پہ غش ہر لحظہ آتا

کہا پہر اک غلام اپنے سے اکبار
کہ لیجاؤ اسے یان سے بخوار

وہ گہر جو ہے نہایت تنگ و تاریک
وہان چھوڑو اسی جا او نزدیک

بجا لائے غلام اوسکے وہ ارشاد
ہوا میرے قدم سے گہر وہ آباد

بڑی بی پہر سے پاس آتی تہیں ہر روز
مین کہتی تہی سب اوسے صورت سوز

رکہاتی تہین وہ اون زخمون پہ مرہم
رہا جب تک اسی صورت کا عالم

نہ کہانا تہا نہ پینا تہا گر ہان
غذائے خون دل کا تہا کچھ سامان

نہ راحت دن کو حاصل تہی نہ شب کو
اٹہاتی تہی ہر اک رنج و تعب کو

تعجب تہا کہ یہہ کیا پیش آیا
مجھے تقدیر نے کیا کیا دکہایا

وہ ساعد تہے جو شکل نور روشن
ہوئے مجروح و شکل سینہ تن

وہ پا جنکو حنا کا رنگ تہا بار
ہوے اسطرح کانٹون سے سب افگار

غضب ہے ہائے یہہ کیسا غضب ہے
عجب اے فلک تجھسے عجب ہے

ہوئی تہی ایسی کیا تقصیر مجھسے
جو برہم ہو گئی تقدیر مجھسے

بسر کرتی تہی روز و شب بروز
زبان پر تہی ہمیشہ لذت سوز

بڑی بی آکے کرتی تہی تشفی
ہر اک ساعت ہر اک لحظہ بجوئی

مہینے جب گئے دو چار اسپر
ہوئے تب زخم مرہم سے بہتر

نہالی مخمل تو شک بعد یکسال
ہوا اوس جور سے میرا یہی حال

کہ داغ سینہ و تن مین نمودار
نظر آتے ہین سبکو وقت دیدار

وہان سے آئی پہر مین اپنے گہر مین
بسر کرتی تہی جن دیوار و در مین

وہ میرے شوہر اول کا گہر تہا
ہمیشہ مجکو مقبول نظر تہا

ہوا انجام شب اس گفتگو پر
رہا سلطان قصص کی آرزو پر

رات ۱۴۴

نہین جی مانتا ساقی کوئی جام
کہ آیا ایسی مضمون کا ہنگام

لب مینا کو تر کر دل ہے مشتاق
نظر آجاوے تا پہر سیر آفاق

کہان تک اجتناب عرض مطلب
دہن ہے لفظ و معنی سے لبالب

مگر بے کیف کہہ سکتے نہین ہم
سدا خاموش رہ سکتے نہین ہم

اجازت چاہتی ہے خواہش دل
کہ ہو تحریر کوئی رمز مشکل

جسے سنکر سنائین سامعین آہ
سکھے ہر نو اسیر شوق رہ

مجھے وہ یہہ کلام حسرت افزا
کہ راحت پائے جسکے قلب شیدا

سنو اوسکا اسطرح حسن بیان ہے
ترقی دوست شرح داستان ہے

کہ جب نقل مکان کی شب نے حاصل
ہوا صحن زمین خورشید منزل

کواکب نے فلک پر منہ چھپایا
جمال صبح نے اک نور پایا

اٹہا سلطان کہ بہلائے ذرا دل
نظر پہنچی سو دامان ساحل

نظر آئی وہان کچھ چند اشجار
ہویدا قدرت صانع جن سے اظہار

گئے ہم وان سے نزدیک جا ٹہرا
کہ اوتنے مین ہوا آیا یا صحرا

ہوا زینت فزائے پشت شبدیز
کہا ہان وہ دربا مشکل سہا تیز

میری کہ عمر مین ہوا جار دو چار
ٹہکانا تہا جہان اون طائر دنکا

یہہ پوچھا تہا کہ وہ بہی دلنوازے
زبان پر اسطرح افسانہ لائے

کہ سن بہائی مرے پہر وہ جو بڑہ
برس انیس کا سن پرستشگاں
یہیں آ پوچہا ہو یوں شہزہ گفتنا
تہ اور جو اتری تیغ ہر بار
کیا تفویض شاہ کے ہمنا شن کو
اجل نے آ کے کی مشکلکشائی
سحر پہ جنگ کا ساماں ٹہرا
کہ اک اک کی لڑائی عرض کیا
خدا دے گے فتح جسکو وہ ہو خوشتر
پہر اوس دن سے گہر آیا پہر آرام
کیا ارشاد یوں احمد سو بادشاہ
کہ دیکہی صورت بر ہم مقرر
کہا اوسنے کہے اب فسانا
کہ جب گہر اپنے آئی تو وہ کہا
وہ بولے شوہر ثانی تمہارا
قلق از حد ہوا لیکن نہ تہی چارہ
کوئی تکلیف سمجہے اور جی میں
پہر آیا دہیان میں جلد شمشیر
شریک حال ہو گی بیکسی میں
ہوئی مخطوط لینے آئی مجکو
جدا سکے گی اب تکو ہم سے
یہہ مطلب دوست میرا کیونکہ پایا
سکے دن رات رہنے اوسکی گہر میں

جو تہا بلی شکل فیل ہمتا جہان گرد
نہایت تیز ہمت برق کردار
اٹہا مردون کی ضرب تیغ خونخوار
غش آیا اسکو کانپا کچہہ تن زار
سم رہوار نے روندا بدن کو
ہوئی جان کو بلاؤن سے رہائی
ہوے مردان لشکر خلوت آرا
کہے کا دہ تون کا اس نے عجہا
نبہ کے مدعا سے شوق کامل
کہا بہوت سے اے دلدار گلفام
رہی شب کم تو وہ بانوے آگاہ
ہوسیا پاسے خم مینا و ساغر
کہ فرصت کا بہت کم ہے زمانا
رہا مطلق نشان تک بہی نہ اسکا
برابر کر گیا ہر قصر سارا
نہ کنے پائی منہ سے کچہہ بہی زنہار
بری ہو جاے ناحق کو سہیلی
سنے گی گر وہ میرا رنج تقدیر
محبت کچہہ تو ہو گی اوسکے جی میں
سکے میرے ہی گہر لائی مجکو
نشان تک بہی نہ دیگی اس قدم سے
کوئی اسمین بہی شاید مدعا ہے
رہا اک لطف ہر قسمن نظر میں

پکارا اوسنے جو تہا جسکو ارادہ
تصور کی طرح آیا مقابل
سنا کر یہہ وہ برسا ہر طرف سے
کمر مین سر کے ٹکڑے اوسنے ہاتہ ڈالا
مگر یہہ بہی گرا بیہوش ہو کر
سرا سر غصے مین عالم افروز
مشیر چند حاکم پاس آئے
یہہ جہگڑا جلد فیصل ہو تو بہتر
انہین الفاظ پر طاری ہوئی راہ
جگانا بعد چند سے جلد ہمکو
جگانے آئی شاہ بیخبر کو
ہر اک جانب فروغ شمع روشن
کہا اوسنے وہ یوں کہتی ہے حالا
جو پوچہا رستے دار اون ہاتک کے
بتا تک بہی نہ رکہی تہ لیکے نام
خیال آیا بسا دا پہر خبر ہو
غضب سے اوسکے ڈرتا تہا تمامی
یقینی رحم مجپر کچہہ کرے گی
غرض یہہ سوچکر مین پاس آئی
شکایت کی کہ ہے یہہ میری تقدیر
کہ صد شکر خالق تمکو پایا
سنا الفاظ ایسی ہی بہت سے
ہوئی مصروف آرام مدارات

یکایک جلد اک عشرت زادہ
کہا سب یار ہان اے مرد کامل
پڑے تہے زخم مگر سر پر ایسے
اکہڑا زین سے دیگر سر بالا
کہ کاری زخم تہے بازو و سر پر
ہوا مضروب مین جا کر راحت اندوز
پس از تسلیم لب پر وہ یہہ لائے
بنا سے کہ آہ ہے سب یہہ لشکر
کیا سلطان نے اٹہکر شکر اللہ
نہ ہو ایسا کہ غفلت مین سحر ہو
اٹہا سلطان اجازت دی نظر کو
دل و جان شاد لیکن جسم خونریز
وکہایا بخت نے اک اور جنجال
ہوے کیا ستم جو سیاں ہان یہاں کے
دکہایا قہر کا اپنے یہہ انجام
وہ دشمن ہے مصیبت پر زن لاچار
کہ وہ سنتا نہ تہا ہر گز کسی کی
مری تکلیف اپنے دل پہ لے گی
زبیدہ نے خبر میری جو پائی
نہ سمجہی تہی کہ دیکہی رنج و تکبیر
عجب ہے تا کیوں فلک کو رحم آیا
کہ جنین وہ فرقت کے اثر تہے
محبت سے ادا کرتی رہی بات

سر شب وقت آسائش جب آیا
بہن سے جب شب خلوت میسر ہو پایا
ہوئی میں چشم تر سوزش سے ہر دم
گھرا یا غم زبان سے کبھی ہوش نہ
طبیعت تھی قلق سے اسکے بیتاب
بر سستی تھی برابر چشم پر آب

رات ۱۴۵

پلا ساقی نرالی آسمان رنگ
نظر دوڑی سبو کو تک رہی ہے
طبیعت اسطرح پر بک رہی ہے
مگر ساقی کے دل میں بخل آیا
جو حسن بادہ شیشون نے چھپایا
یہ بد نامی نہیں اچھی کہان تک
مناسب ہے کہ جی آئی ان تک
یہہ بیتابی کے جھگڑے کچھ نہ کم
توجہ تشنہ ہو شوق پر ہم
بیان ہو قصہ باقی زبان سے
کھلے یون پردہ در داستان سے
کہ شاہ دوست مطلب جلد گھر سے
برآمد ہو کے بولا ہر نفر سے
قریب شام میں آ کو نکالا اس جا
ذرا دیکھوں تو تم کرتے ہو کیا
قریب دشت اپنے لشکر کو لایا
وہ اترا اور ذرا آرام پایا
نظر اپنی تو دیکھا دو نو طائر
اوسی تحمل سعید پر بیٹھا ہے
کہ وہ تجویز اوس ناگہ کھے بہائی
اجازت سارے لشکر نے بھی پائی
نہ فرق اس حکم میں آئی کسی کو
رہو ہشیار سب کہہ کے یہہ ہم
تو صبح میں جب مرغ چہکے
نسیم عطر زا سے دشت مہکے
بشکل برق چمکی گرز و شمشیر
کوئی بولا کہان اب وقت تاخیر
کسی نے کچھ دعا مانگی خدا سے
کسی نے یون کہا سلطان التجا ہے
کسی نے عرض کی اے میر اللہ
ترے آگے ہیں یکسان عاجز و شاہ
نہ پایا پیچھے ہٹے بڑھ کر سہارا
بلا سے جان جاتی ہے گوارا
پھر آگھر آ کے سویا میش بانو
جب آئی زینت شب کی ترازو
زبیدہ نے امینہ کو جو دیکھا
کہ اختر ہے ہر اک دم حال اسکا
لگے اپنے لگا یا کی تسلی
کہ میں سمجھی کہ یا حالت تیری

تو جبر پاس آئی اور کہا یون
نہ کی بات چھپا کر سیر سے
یہہ کہکر چپ ہوئی با تو رہنے سے جان
کہ یہہ مینا بھی خم بیکار کیون ہے
چھلکتے کیون نہیں جام لبالب
ذرا سے پکھین خوشی پر ہے خاطر
تردد جاہے پھر کہین کہانی
کہ جب شب نے کج انجام دیکھا
کہ جو جس کام پر ہے وہ رہے تیر
کیا شہ نے یہہ کہکر بہتر رہو اس
کہ اس عرصے میں آئی وہ پری
بیان کرتے ہیں جو آثار طلب
سحر کے وقت جب ان لوگ اپنے
سبھی مردان جنگ آور نہ بیٹھے
موذن بول اٹھا اللہ اکبر
کفن پہنو کہ ہنگام اجل ہے
کہ اے خالق مدد تیری ہی درکار
زمان آبرو ہے تیغ و تیا
یہہ باتیں ابھی تو جسم ہار یہ
اٹھا سلطان کہا ہان دیر کیا ہے
ہجوم گریہ سے تھی سخت بیتاب
تو کہا ہے امینہ بعد یکیا ہے

کہ جو گذرا ہوا سب با مضمون
کہ اس ملا کچھ ہو اس دم زبستہ
کہ دیکھا سچ کا حاضر ہیں یہہ
کہ خاطر بیٹھے بیٹھے ہو گئی تنگ
ہوا خواہوں کے جی بہر کے دیکھیں
اوروں کی بہ مزاج خم کو مطلب
تشفی کوئی لحظہ لے خاطر
دکھانے جوش مطلب نو جوانی
ہوا وقت سحر کچھ اور لیکہا
شغوائی لحظہ خاطر فرحت انگیز
اٹھا اکبار سب برق کردار
ہوئی داں آمد طائروں کا
کہ ہے اسطور بیابان اسطلب
گرین سلطہ برابر سے کیا
تڑپتی تشکل ہین کاٹی و شقہ
لگے کرنے لگا ہر خنجر آور
ہوس اب گو سپت و دست العلی
اجل کا ہو سب جسم گرم بازار
نہ ساحل نہ کہین آرام لینا
اٹھے طائر ہاشہ دلیون شاد
کہا خاتون نے وہ یون مدد
سنی وہ تھی سنی قصہ تمام
ہوئی کچھ بات کرنے کی

بیان کرنے لگی گذرا ہو حال / کہ اس نوبت کو پہنچا میرا اقبال
مجھے تقدیر نے یہہ کچھ دکھایا / کسیکو یہہ ستم کچھ بھی نہ آیا

مرے شوہر کی وہ دیوانی / کہ جسکو جانتی ہے سب خدائی
مرا وہ حال ظالم نے بنایا / کہ اب تک دل نہین قابو مین آیا

اگر مین بچ گئی اسکو ستمگار / نہ کہتی ایک لحظہ بھی بشر کا
خدا ناترس ایذا آشنا تھا / غضب تھا قہر تھا آفت بلا تھا

خدا اسکے ستم جو جو کیے ہین / ہین لیے قلق اوسنے دیے ہین
کہ محشر مین بھی پاوینگے تجھکو / وہان بھی جس مین لائینگے تجھکو

سنا جسدم یہ بہن نے حال میرا / کہا حافظ رہے اللہ تیرا
نہ گھبرائے بہن تو خوش دل / خدا راحت کریگا تجھکو حاصل

یہی تقدیر سے چارا نہین ہے / بدل دین یہہ ہمین یارا نہین ہے
گذرتا ہے زمانا ایک ڈھب / دکھلاتے ہین نئے انداز لیلیہ

سو اسکا غم مگر زندہ تو آئی / خدا پھر دیگا جو دولت گنوائی
یہہ گھر لے اور لے دولت بھی ساری / ترے صدقے مگر اب اشکباری

وہ کیا ہے جو نہین اس گھر مین موجود / برابر ہر طرح ہے فضل معبود
جہان مین جسقدر تحفے ہین یکجان / وہ سب موجود ہین تجھپر سے قربان

طبیعت مین ہو جو ارمان نکالو / بری تقدیر کے دن یون ہی ٹالو
طعام عمدہ کھاؤ پہنو پوشاک / پڑے ظالم کے مال و نام پر خاک

بھلا کب تک جیے گا وہ ستمگر / ہے کا اوسکو بدلا کچھ مقرر
نہ جائیگی تری فریاد بیکار / اوسے بھی زیست ہو جائیگی دشوار

مین صدقے تو طبیعت اپنی بہلا / توقف کر نہین معلوم ہو کیا
غرض شب بھر بہن کی مدارات / کہی میری تسلی کی ہر اک بات

سحر کو میری بدلی عمدہ پوشاک / لگایا عطر کلفت ہو گئی پاک
طعام عمدہ پکوائی کھلائے / مزے بھولے تھے جو پھر یاد آئے

نظر مین پھر گئے سامان سابق / وہی پیدا ہوئے ارمان سابق
وہی راتین وہی دن پیش آئے / وہی سب حوصلے خاطر مین آئے

اوسی پہلی طرح شادان ہوئے ہم / وہی ایما وہی رفتن تپین باہم
پھر آخر رات کا یہہ لفظ سنکر / ہوئی خاموش بانوئے شاہ مسطر

رات ۱۴۶

ہو ہی وے جس سے دل ٹھنڈا کچھ ہم / بلا سے گو ہو ساقی جام سے کم

صراحی گر نہین شیشا تو خم کر / بہت عرصہ ہوا کچھ تو کرم کر
نہین ہلتی زبان پاس ادب سے / سبھو کو تک رہے ہین کچھ کب سے

تری ہمت تو کم دیکھی نہین ہے / تامل کس لیے سب کچھ نہین ہے
اشارے مین ترے مطلب ہے اپنا / ارادہ دو ذرا پیدا ہے اپنا

کہین ایسا نہو جس سے خفا ہو / عجب کیا جوش خواہش مین خطا ہو
رہے باقی نہ پاس ننگ ہمکو / اٹھا لین آپ ہی ہر بیش و کم کو

یہی بہتر کہ تو بھی کچھ چھٹا کر / ملا منہ سے کوئی ساغر اٹھا کر
سرور افزا ہو کیفیت دل / دکھاؤن صورت مضمون مشکل

زبان پر لاؤن الفاظ معانی / کہون اسطرح پھر باقی کہانی
کہ جب رخصت ہوئی شب پھیر کر / سحر چمکی جمال منتشر ہو کر

مزاج شاہ مین شوخی صبا کی / عنان لی اپنے اسپ بادپا کی
خلش شکوہ کرنے کی مگر وہ رہا / پھرا صحن زمین پر مثل پرکاہ

بشکل نقطہ شہر و دشت مین جا / وہین مسکن جہان تھا طائرونکا
زوال شمس نے جب منہ دکھایا / زیادہ دو پہر سے کچھ دن آیا

ہوئے موجود دو نو طائر تیز / رہے اس شکل پر جو بد نمانے
کہ آخر مہر نے چاہی بلندی / ہوئی حاصل فلک کو خود پسندی

بجا دو نو طرف سے طبل جنگی
جدا ہونے لگے [illegible]
سو کئی سو برابر بیق شمشیر
رہا یہ معرکہ تا شام [illegible]
پھرے گھر کو بہادر اپنی صف سے
پھرا مالک بھی اپنی جا کو ناچار
مشیروں سے کہا اب کیجیے کیا
ہوئے وہ بھی بہت حیران و [illegible]
پھر اس سلطان عالیجاہ پھر گھر
کہو کیا ہے اسکی کہانی
سر شب وقت خلوت پاس آئی
نشانہ تیغ ابرو کا ہے بسمل
سوا تیرے ہی کسکا قتل جان [illegible]
کہیں ایسا نہو دل پھر اک جا
کہا میں نے بہن سنتے کہا کیا
کہ یہ ناحق سہنا ہے بلا [illegible]
بتا میں تیرے صدقے میری ہمشیر
نظر سے کیف مستی ہے ہویدا
نگاہیں شرم سے کرتی نگیں چار
وہی برہم مزاجی بے سبب ہے
[illegible] ہے اوج مطلب [illegible]
وہی پھر لغزش پا بے سبب ہے
[illegible]

ہوئی پھر جان کو تاب بین تنگ
کوئی خستہ کہیں [illegible]
اجل تک تنگ گئی ایسی چلی [illegible]
ہوا گھبرا کے آخر پھر سپہ [illegible]
بہیں [illegible] ہوئی دو طرف سے
جبین فرسا ہے تا دیر سردار
یہ لشکر ایک لقمہ ہے اجل کا
کہا کیا بات کیجیے حکم مصدر
محل میں اپنے سویا آکے دم بھر
وہ بولی یوں کہ اے [illegible]
ہنسی اور یوں زبان پر اپنے لائی
[illegible] یہ حسن کا ل
تنا جز تیر سے کسکی ہے بیان [illegible]
گئی گذری بلا آفت کوئی لائے
تصور بھی نہیں مجھکو کسیکا
غضب لاتا ہے عرض مدعا [illegible]
مگر یہ اک رسم [illegible] ناخیر
[illegible] سے ہیں [illegible]
انہیں اٹھکھیلیوں سے ہے [illegible]
وہی آئینہ پھر [illegible] طلب ہے
مزے پنہاں ہیں [illegible]
وہی مستانہ رفتار [illegible]
[illegible]

اٹھی باہم برابر گرد لشکر
کہیں سیلاب خون [illegible]
گری گردان [illegible] میں [illegible]
صدا رخصت کی نقاروں سے آئی
نہالے نخل کم قامت زمین سے
لگا تو نصف لشکر سے بھی تھا کم
نہ تم اس دشت میں ہوگئے کل ہم
کہا آگے نہ طائر نے زباں سے
اٹھا وقت سحر پر بستر
کہ جب [illegible] زبیدہ نے مرا رنگ
کہا اے [illegible] تو ہے شوخ و طرار
کسے حاصل ہے یہ [illegible]
سوا اے میری [illegible]
وہی پیش ہے جو کچھ ہو چکی ہے
حذر کرتی ہوں نام و [illegible]
بھلا [illegible] بہن کس طرح [illegible]
سنی [illegible] اور کہا [illegible]
[illegible]
رہی بیتاب [illegible] آرزو کی
وہی رسم وفا سے دل ہے بیزار
وہی [illegible]
[illegible]
[illegible]

گھٹے [illegible] کے مردان [illegible]
کہیں زخمی تنوں کی [illegible]
کہیں تن سر کہیں [illegible]
بس اب کل یہ ندا [illegible]
ہوا [illegible] دل [illegible]
کہا حاکم نے دیکھیں کیا [illegible]
نظر آتیگا یاں کچھ اور عالم
اٹھے گھبرا کے وہ دونوں [illegible]
کہا [illegible]
کہ پھر خاطر کے [illegible]
ہزاروں دل [illegible]
[illegible] دلربائی
مگر اب کسی [illegible]
ابھی تقدیر [illegible]
بہت [illegible]
کیا [illegible]
ذرا خاطر کے [illegible]
[illegible]
وہی [illegible]
وہی بات [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کہ سنا یہہ چال شوہر آیا
وفور جوش نے پہر کچھ بچایا
خبردار اب نکرنا کام ایسا
کہو نا سفت مین آرام ایسا

بڑی مشکل سے یہہ راحت پائی
جواب کچھ کہہ ہنسی شوہن [illegible] آئی
انہین یا تو نہین بہت ہو گئی شب
کہا خاتون نے اب کل عرض مطلب

سنبل ساقی کہ وقت اب آیا

رات ۱۴۷

انہین بتیا ہون کا دور آیا

پہر اداوں بدرا لا کوئی جام
کہ تا غفلت رہے یا ہوش تا شام
ملین ہم کہ گلے بیہوشیون مین
رہین برسون انہین سرشوریدہ [illegible]

زبان پر آئے عرض کثرت شوق
ندے مہلت کسی دم بہت ذوق
ذہن پیمانہ بن جائے سخن کا
جوان ہو حوصلہ عمر کہن کا

ارادے بے سبب ہو جائین بیباک
نہ ٹھہرے ایک جا پر طبع چالاک
کبہی مصروف دیدار چمن ہو
کبہی گویا حضور انجمن ہو

کہ جب [illegible] پیش ہوکر
گئی آغوش سے عالم کے مضطر
جمال صبح نے کیفیتین دین
نگاہون نے نئی شکلین بدل لین

بیٹہا سلطان ہے بیدار دنیا
کہ تا آئے نظر ہر کار دنیا
تماشا دیکہکر چند اسی طور
کیا آخر اوسی صحرا کا اک دور

یہان افسانہ سنتا تہا کوئی دم
وہ طائر آکے ہوتے تہے فراہم
کہانی ایک سے تہا ایک کہتا
نہ نخل آسکے سایہ بہی بیٹہہ رہتا

سناتے تہے وہ طائر تازہ افسانہ
اوسی جا شاہ بہی رہتا تہا آکر
غرض بیٹہا ہوا تہا شاہ وہان جا
کہ دیکہا چہرہ دونوں طائرون کا

سنا یون کہہ رہا ہے اک کہانی
کہ صدا [illegible] بہرہ دنیا کی فانی
نہین اک شکل پر رہتی کسی حال
نظر آتا ہے ہر دن تازہ جنجال

سن اے بہائی زمانے صبح [illegible]
ہوا طیار پہر جنگ ہمسر
صدائے طبل جنگی کا ہوا شور
بڑہے دونوں طرف سے صاحب زور

جہنک شمشیر کی پہونچی فلک تک
لبوں پر آ گئے دلہائے مضطر
صدائے گرز سے پانی ہوئے دل
ہوئے فرش زمین شیران کامل

زمین کانپی [illegible] قلب سے تاب
کہ رنگ آ گیا خون مثل گرداب
ہزارون سر گرے روئے زمین پر
اجل تنگ تنگ گئی کثرت سے آکر

جب آئی دوپہر اک شور پایا
کہ جا کر ملک دشمن کا اب آیا
گرا اک تیر مثل برق جلتا
بہا یا خون بشکل چشمۂ آب

ہوئی کل قتل یاران و برادر
نہ بچے کچھہ جہندہ مردان دلاور
شکست فاش پائی سب نے یکبار
کیا دشمن نے ملک کو گرفتار

ارادہ تہا کہ سر تن سے اوتارے
مگر یون دل سے سمجہایا [illegible]
کہ گہر [illegible] کو سمجہیے بیان سے
وہان سمجہین گے [illegible] امتحان سے

اسی عرصے مین ملکہ نے یہہ دیکہا
کہ آتے شاہ صاحب مرد دانا
کہا نادان ہوا لا اسم اعظم
ہوا تو آپ نازل کیا کرین ہم

مصیبت تو نے اپنے ہاتھ سے لی
خطا اسمین نہین ہر گز کسی کی
یہہ کہکر پہر ہوا خاموش طائر
ہوا آگے نہ کچھ سلطان پہ ظاہر

پہر اگہر لیے سلطان بآرام
کہا خاتون سے اے میری گل اندام
سنا اب قصہ باقی ہے کیونکر
وہ بولی وہ امینہ کا پیکر

بیان کرتے ہے جب پیری پری نے
کہین مجہسے یہہ باتین چند ہنس کے
ہوئی تر مسند دین وسوقت کیا کیا
مگر خبر صبر کچھ پایا نہ جا [illegible]

کہا ہے سچ اپنا یہ ارشاد
یہہ اپنا مین کہون گی عمر بہر یاد
خلاف اسکے نہ آ بیگا عمل مین
بدلجائے گی صورت آج کل مین

سن یہ سنکر ہوئی لیلی بہت شاد
دعا دی اور سپے مجکو خدا آباد
پہر اسکی کچھ کے ہم پاس بیٹھے
کہی ساری حقیقت اوسکی دلکی

کہ جیسا آغاز میں میرا حال
دکھاے بخت بد نے خوب جنجال
ہوں میں پھر وہ نوہ اس طرح کتیان
کیا درپیش قسمت نے بیابان
پھر اوس دن سے ابھی تک ہوں میں پاس
نہیں خاطر کو حاصل کوئی بھی یاس
نہیں ہے فکر دنیا کوئی اصلا
یہ میرا حال ہے اے شاہ والا
مبارک ہو تجھے دل شاد رہنا
جہان کی فکر سے آزاد رہنا
مگر اس وقت ہے اک ذکر حاصل
کہ آخر وہ پری ہے جسکا کامل
وہ کیونکر ہو تمہارے پاس حاضر
ہوا ثابت پری ہے سخت ساحر
کہا سلطان سے کیوں تجھکو بلایا
ہوا ارشاد یوں خاطر میں آیا
پھر اوسکے بعد ہے اک کام اور
سنا سب ذکر اوس میں سب کچھ غور
اسے اچھا کرو تا شاد ہو دل
ستانے کو ہو ہر فن میں کامل
بہت اچھا ہے دل کا شاد کرنا
کسیکو رنج سے آزاد کرنا
کبھی تکلیف دیکر کچھ کہیں گے
کوئی احسان ہم بھی اسپر لگینگے
نہایت شاد ہے اس وقت خاطر
جو کچھ فرمایئے سب کچھ ہو حاضر
مزاج شوق حسرت زا ہے ساقی
قلق ہے کہ نہیں پیر کے آگے

وہ شہزادہ بھی یوں ہی باپ کے پاس
انھیں وہ بہنوں کی شدت سے
سنا جب بیٹے سارا حال اوسکا
ہوئی پھر تو طبیعت حیرت افزا
بہت آرام سے کٹتی ہے اوقات
بسر ہوتے ہیں راحت سے ملک کے
ہنسا ہارون رشید شاہ بغداد
کہا سچ سچ کہی سب کو روداد
کہا پھر یوں زبیدہ سے کہ ایجان
نظر آیا جو کچھ گذرا تھا سامان
بتایا جسنے دو بہنوں کو کتیان
کہاں ہے وہ نشان کیا ہے پریجان
سنا اوسنے نکالا حیلہ اک ما
جلایا تھا کہ آئی وہ خوش اقبال
کہ وہ کتیاں نہیں ہیں شکل انسان
زمانہ دیکھکر ہو جاے حیران
وہ جنی کی کہ جسکے تن میں ہے داغ
کھلا ہے ظلم ظالم سے نیا باغ
خدا نے دی ہے طاقت ہر طرح پر
کہیں کیونکر شادی ہوں بھائی
نہ تھی ہر چند اوسسے کچھ ملاقات
مگر جب دلہن آیا اکثر اوقات
سو احسان خدا سے آج دیکھا
وہ سامان جسکی تھی دلہن تمنا
یہاں تک کہہ چکی جب قصہ گو تو
جبینی شب ہو گئی کچھ اوسکے بعد

رات ۱۴۸

یہی ہے وقت بخشش کچھ تو پیے
زمانہ صبح پھر سلطان باہوش
جسے بھا ... کا اوس شے کے
کہ وہ کہتا ہے آخر جیسا حال
سنا درویش کا مالک نے جب قال
غرض درویش نے کچھ کہہ کے بولا
ہوئے دو شخص اوس صحرا میں پیدا
کرے جو فوج مخالف پر وہ یکبار
کشیدہ دم ہوئی ہر تن میں دہشت
عدو تھا مضطرب بھاگا وہ بالکل
رہا مالک ہوا قید گران سے
کو چلیں گے ہم آدھی جا
جہان ہے قید تیری ماہ سیما
یہ کہکر شب وہیں صحرا میں کاٹی
سحر کو چھوڑ کر سیر اوس زمین کی
بجا لکے ... سینہ اوسکا اٹھا
پیا درویش نے ساغر اجل کا

ہجوم جوش ہے پھر پیالہ ہے ساقی
زمان عرض مطلب ہے کرم کر
کہ تا یوں ہو دعا آئے زبان پر
گیا پھر سوے صحرا الغرض کیا
سنا افسانہ یوں اوس طائر رو کا
ہوا شرمندہ بولا ہاں خدا کی
اسی صورت یہ مرشی تھی خدا کی
علم تھی ہاتھ میں دونوں کے شمشیر
لگی دم بھر بھی اون دونوں کی شمشیر
ہوا وہ دشت لاشوں سے جو لبریز
زمین تھی ہر طرف صحن کی بلا خیز
ہوئی جب شام وہ پھر جوش اوتا
لگے کہنے کہ اب تو لگی رات
چھڑا لا میں سگے اوسکو اکدم میں
بہت خالق نے طاقت دی بہم
بڑھا آگے وہاں سے ...
برابر اوسکے مالک ...
نہ مہلت بات کرنے کی بھی پائی
کہ جان قالب سے اوسکی باہر آئی

نظر سے جبکہ مالک کے یہہ گذرا
خبر یہہ مدعی کو جلد ہو بھی
نظر آئے اوسے جب شخص یکبار
کہا تا کہ جلد وہی شخص سو مرد
اوسے سکتا ہوا افسوس سے یہہ
نہیں اوسکا زمانے میں مقابل
کوئی احسان کرتا یا وہ کہیں
گھر آیا کی فراغت سب طرح کی
بہت سو میں سنا و اب نہ
کہ جب وہ سن چکی ارشاد والا
بنا دیتی ہوں اونکی شکل اصلی
نہیں سب کہا نظر آیا یہہ کیا کیا
سنیں سبی اس شاکی میں تو اقبال
یہہ کہا یہ کام اگر ہوا اس شی کا
کرونگی نام بھی اوسکا میں اجالا
کہ لائے آب تازہ کوئی جا کر
کہ تا اوسپر میں دم الفاظ مطلب
سنا سلطان نے فرمایا کہ ہان جاو
گیا او نہیں سے جلد اک ماہ تمثال
پڑھے الفاظ آہستہ مکرر
پھر اوسکے بعد وہ پانی اٹھا کر
وہی [illegible] رستہ [illegible]
بشکل آئینہ روشن ہوئی وہ

تو اوس دم میں کسو نے کیا خیال اونکا
نہایت اپنی محفل میں خوشی کی
کیا ایک ایک کو باہم گرفتار
کہ جو تھے صاحب باطن جہان گرد
وہ بھاگے گا کوئی ان میں سویرے
زبان کو ہوگی جنبش بھی نہ کل
تمہارے اونکو بھی یہہ شاد کہیں
پھر اسکے بعد سو یا شاد ہم بہ
نہ مانگا کوئی ہر گز بہانہ
ہوا راضی نہایت جی پری کا
نظر آجائے تا قدرت خدا کی
مقرر سحر ان سب پر ہوا تھا
جو حضرت نے سنائی ارتہ دل
تو بے تاخیر ساعت ہو وہ حاصل
کہ تا ہر شخص ہو اوس سے خبردار
نہا کر بیٹھے ہو خود ہر طرح ایک
بحال آئیں سراسر امر مشکل
کنوئی سے جلد آب صاف بھر لاؤ
لے آیا آب یہہ مرد خوش اقبال
ہلے کچھ چپکے چپکے لب برابر
کیا قربان سر اسپے مکرر
تہ ہی [illegible] وہی [illegible] بہہ گیا
بکہ جسطرح سے گا سے نہ ہیتے وہ

کہ وہ بھی کر گیا اورین جا یہہ [illegible]
لیا ہمراہ اوسنے اور لشکر
لے آیا اپنے گھر مرد [illegible]
پکارے ای سبار کہاں تو سلطان
قریب آتا ہے اوسکا رشد باکر
مناسب ہے انہیں رستے ہو آزاد
ارے طائر سنا کر یہہ کہانی
اٹھا جب وقت بیداری کا آیا
تو وہ بولی یوں وہ کسی ہی کہانی
کہا یہہ بجا لاتی ہوں ارشاد
سنا دون داغ انکے تن سے سارے
کہا یہہ اور کہا اے شاہ والا
اب اس احسان کا بدلا کیا کروں
یہہ نبی ای داغ میں جنگی بدن [illegible]
غرض سب کچھ چکی جب وہ پریزاد
کنوئے سے کھینچے اوسکے لئے پانی
وہ کہا ہی نام حق تاثیر اپنی
کھڑے تھے کچھہ غلامان پریزاد
رکہا پیش پری اوسنے اٹھایا
بہت عرصہ نہیں ہاں جب یہہ تھا کم
کہا لیتو کو لاؤ اونپہ چھڑکا
ہر ایک کو بھی کچھہ پانی پلایا
بہ قہر کے مثل سارا جسم چمکا

ہوئی دنیا و دین دونو فراموش
ہر اوارہ [illegible] اوسی صحرا میں آکر
ارادہ تھا کہ کھینچے جسم سے پوست
نہیں مردہ ہی وہ درویش ذیشان
اڑا دیکھا وہ ان اطراف کی خاک
چھڑایا تو قید سے تا ہوں شاد یہہ
پھر اسلطان بصد جوش جوانی
کہا باتو سے کیوں آرام پایا
یہہ میں الفاظ اسنہ کی زبانی
انہیں اس قید سے کرتی ہوں آزاد
کہ تا ہوں معتقد حضرت ہمارے
رہے اقبال سلطان کا دو بالا
دم طاعت ہر اک کے تھے [illegible]
یہہ تھیں اک شخص کی معشوق دلبر
کہا شہ نے کہ اب جلد ارشاد
لے آئے یاں [illegible] جہانی
مناسب ہوا گر تقدیر اپنی
ہمیشہ سے وہ تھے مشغول ارشاد
قریب لب راہ [illegible] اوسکو لایا
رہے ہے سر [illegible] مطلب [illegible]
ہوا انسان کا سا [illegible] چہرہ
نشان داغوں کا پھر تن پر نہ پایا
ہوا دل خوش شہ عالی ہمم کا

کہا ممدوح نے محفل کی حسب تمہاری — مرا سے مدعا ہے دل ہمارا
ہوئی غصہ تمہارے عرض سعی میں — اٹھی جنبش زبان نے پھر ...

جو کہا ساقی فرشتہ کی گردن

رات ۱۴۹

بیٹھا اک تخت جس ہم پاک ہن

ترقی پر ہے پھر افزائش شوق — بھرا ہے ہجوم کثرت ذوق
وہ زر آرزو سے دل بھرا ہے — پڑا غم سے کوئی جانے آب

کہ پھر پھر مطلب سے ہیں ہم — صلابت بخش گوش انجمن ہو
ز ملک مقرون ہوا ملتا نجی ہے — ہوا بس کی لوں آ گئی جھن

کہ وقت صبح شاہ داد گستر — جہان سے کر چکا جب کام کیسر
تبہا پھر جانب دشت خطرناک — طبیعت کنگشت سے دہری کی پاک

بنایت جلد پہنچا اور دیکھا — کہ افسانی کا ہے آغاز پیدا
بیان کرتا ہے یون طائر ہے طائر — ہوا جب قوم دشمن پر چڑھا

کہ وہ درویش زندہ بھی وہی جا — بلا سے سحر سے جو اوسکو سکتا
خبر سن شاد کر اوسکے ہوئی جبہ — قوا کدم میں کر نکالا ملک ہم

قضا لا کہون کی آ جانکی ... — غنیمت جانیے ہے خیر جب تک
قلادہ دے پہنچا ہوں سے پوچھا — کنارہ تو نہ ہر ایکے واسطے کیا

کیا سب نے انہیں کہو گرفتار — طعام و آب دو دن میں کبھی بار
کہ نا خوشدل رہیں سب لوگ ہم — تمہیں ... کر ہوں سب ہم

اگر آئیں بھی اس جانب تو رقیش — بنائیں انکو مضطر اور پریش
غرض اس طور جب تجویز ٹھہری — اسیری میں ... خاطر ...

طعام و آب تجھے نادر خوب — کہ جو ہوتے تھے ابلیس ... کے
وہ سب اوساط سے ... — بہت تھیں ... احسان ...

نگہبان پوچھتے تھے کیا ادکو — جو کچھ فرمائیے سب کچھ ہے ...
مگر مالک کے ... — سے آرام اگر ... ہاں سکتے

تو وہ کہتا کہ ... محد میں — نہیں خوش ہم تمہاری ...
عجز اسکے جو دشمن قتل کرتا — تو اس آرام سے بہتر ہی تھا

یہی صورت سی گذرے روز و ... — کبھی شکل سحر دیکھے کبھی رات
پڑا ... اب اوسکو ... — تو مالک ... انصاف ...

مجھے اک خواب خوش آیا نظر آج — وہ کل ہوگا ہمیں حاصل اگر آج
کہا سنئے وہ کیا ہو کچھ ارشاد — کہا کرتا نہیں ... یاد

طلوع اوسکا یقین ہے ہوئے ... — نہیں اس بات میں شک مجکو اصلا
یہہ کہتا تھا کہ یا ... پروانہ — اتر کر اوسنے دی ... آہ

کہ جیسے ہو سہار کیا دکی ہوم — یہ سنکر اوسنے کہا معلوم
ٹھہر کر اوسنے اک نامہ کہا یا — اتار دہ اور ... مالک آیا

دیا خلعت خود ہوا مصروف ... — سفر اوس میں تھا تحریر کچھ ...
سنا کر ... ارشاد ... — ... اپنی شاہ ...

کہا یا نوسی ہاں قصہ کو سنجھے — وہ بولی اب میں یون ہی کہتی
کہ جب راضی ہوا سلطان بغداد — کیا اوسنے ... پھر ارشاد

کہ اب ہم نام بھی اوسکا بتاؤ — وہ ہے کون اوسکو اس محفل میں لاؤ
یہ رسم ظلم سے کیوں اوسکو ... — ہمارا ملک میں ... بغیر ...

... اوسکو مطلق ... — کہ معشوق ... کرتے ہیں ہم کیا
ہمارا خوف بھی دل سے بھلایا — ... کچھ اپنے ... آیا

بظاہر وہ نہیں مرد خرد مند — نہ حاصل کیا کسی سے صحبت ...
سنے ہیں جب سے ... — کہ ... نہایت ... ارشاد

ارادہ ہے کہ ... ہم — مثال عید ہوا ... محرم
رہے ... غم ... — بدلیا ... وہ ... کی

پری بولی کہ اے شاہ زمانہ
عجب انداز کا ہے یہ فسانہ

نہ ہوں آزردہ حضرت آپ ہرگز
نہیں ہے اسقدر طاقت کسی میں

کہ حضرت کا نہ کچھ ہو خوف حاصل
کہاں ہے لائیگا ایسے جگر دل

خطا انسان کی البتہ عجب ہے
تعدی دیدہ و دانستہ کب ہے

وہ خود ہے شاہزادہ صاحب داد
کمال و فن میں اک عالم ہے استاد

قمر پیکر فلک رتبہ ہے بیشک
کوئی ہمسر نہیں دنیا میں اب تک

ظفر ہمراہ اقتدا رستے ہی رزم
نہیں ہے فضل ہی سے کچھ اوسے عزم

طبیعت محو الفت ہے شب و روز
خلش کرتی ہے دل میں محبت سوز

تپش عشق سے حاصل ہے دن رات
نہیں ہے لطف کہتا وہ کوئی بات

ادائے حسن کے رہتے ہیں مشتاق
سحر سے شام تک ہے دور آفاق

جسے دیکھا کہ ہے یکتائے عالم
ہوئی خاطر شکیب نظارہ برہم

ہجوم شوق نے بیتابیاں کیں
تمنا نے بلائیں آکے لی ہیں

لب خاموش پر آئیں کچھ آہیں
غضب لائیں وہ دزدیدہ نگاہیں

پے تدبیر دوڑے فہم کامل
کہ تا آسان کسی صورت ہو مشکل

غرض امداد اقبال و دعا سے
ہوا ہمرزم اپنے دلربا سے

ہمیشہ سے یہی عادت ہے اوسکی
کسی سے انکی شہرت بھی سنی تھی

اوسی دن سے اوسے تھا ذوق دیدار
کہوں کیا کسقدر تھا شوق دیدار

نہ نکلی جب کوئی صورت تو ناچار
کہا اس پیرزن سے یوں کئی بار

کہ ہوں میں شوق سے از خود فراموش
نہیں گھٹتے کسی دم کثرت جوش

خدارا جلد کچھ تدبیر کرلو
کہ ہو وہ ماہ کامل زیب پہلو

یہ سنکر وہ لے آئی انکو ہمراہ
ہوا جسوقت وہ شہزادہ آگاہ

کہ یہ دولت ہوئی مجھکو میسر
رہا ممنون احسان اسقدر

اٹھی یا تو یہ لفظ چند کہکر
کہ آغاز سحر بھی تھا برابر

رات ۱۵۰

ز کیسہ ابھی پری کی قید باقی
ملا صفحہ سے جو کچھ ہو غم میں باقی

ستاتا ہے مزاج آرزومند
وفائے وعدہ کی امید تا چند

خلش جاتی نہیں تنہائیوں کی
مگر تاثیر یا خوش ہو دوا کی

ارادے پھر ہوں قربان مضامین
لب سامع سے نکلے شور تحسین

زبان پرسش پہ ہے آہستہ صورت ابر
ہجوم شوق سے بیزار ہوئی صبر

تمنائے بلائیں گفتگو کی
جہاں میں ہو ہجوم عرض گو کی

ہوس پھر جو صلہ اپنا دکھائے
لحاظ مدعا خاطر سے جائے

لب خاموش ہوں جنبش سے ناآور
سخن کا یوں مطلب ہو یا اور

کہ جب سلطان نے سنہ دیکھا سحر کا
ہوا اسطور پر دل کا ارادا

کہ جیسے وحشت نو سینہ فرسا
بہت دن آگیا کم ہے زمانا

ہوئی جب دوپہر پوچھا وہ سلطان
نظر آیا وہی پہلا سا سامان

کہ اس طائر سے گویا دوسری سے
پڑے ہے مالک نے جب لفاظ جنکے

تو دیکھیں یہ کہا تھا آمر سجاں
سنوں تا یتے دیکھیں کچھ پریشاں

حرے مرشد نے مجکو آچکا یا
جو مطلب جواز وہ تھا آیا

رہا باقی نہ اب افسون دشمن
خدا کے نور کا پھیلا ہے دامن

نہیں تھی موت سکتا ہو گیا تھا
سکوت مدعا کا مدعا تھا

سو اب بھی نہیں منہ سے کہی زور
وہی ہمت وہی طاقت ہی منصور

بیان ہے سنا تو ہاں ہم چلیں گے
بہت سی فوج سے باہم چلیں گے

عدو سے آکے ہوتے ہیں مقابل
اگر اللہ کا ہے فضل کامل

مگر اوس اسم کا تم دور کرنا
نہ جان اپنا کبھی مجبور کرنا

بہت تکلیف کا ہے کم زمانا
رہے گا یہ بھی دنیا میں فسانا

کہ اک ایسی لڑائی بیچ لی تھی
ہے باقی نہ جسمیں قوم جن کی

شب چھ کو آپو پچھین گے وسجا
سبب تاخیر کا کوئی نہین اور
سوا اسکے جناب مرشد پاک
اجازت پاؤن تو مین مانپ پڑانا نو
سوا اسکے تم بسر کرلو ز مانا
اٹھا طاہر یہہ کہکر گھر بیرا شاد
کہو کچھ جس سے جی بہلے ہمارا
رہا انکا مطیع حکم ہر دم
بہت دن بعد وسنے بھی لیا تو ل
غرض ابعد اسکے یہہ ساماں نکیا
نہ کہتین گر خلاف اک قول کے تو ل
امین ہے نام اوس والا گہر کا
زیادہ اس سے جو ہوا ور ارشاد
بجا کیا لائین شکر مہربانی
کہ مہر و ماہ شرمائین فلک پر
جبین سلطان کے جلوہ گری سے
جہان برہم کرے یہہ چشم فتانہ
خدا بچیرے سے جان زار آفاق
بہم ہون آنکھ جا سامان نحوا
تری دین حسرتین قلب وجگر مین
فقط شام سے تا رخصت شب
سحر کے بعد ہون رخصت کے سامان
یہہ کہتے کہتے نور صبح چمکا

جہان سے بے نیز یون لشکر عدوکا
فقط بدلا ہوا ہے طبع کا طور
کہ جسکا فیض پا بلن پایا فلک
قدمبوس عدو کو پائے جا تو
خدا کوئی کریگا بیڑ ٹھکانا
ہوئی دلشاد بانوی ہوا خواہ
وہ بولی یون تب قصے کا اشارا
بشکل جسم و جان وقت باہم
کہ ہو وے گیا اگر کچھ ڈول بیڈول
کہ جسکا حسن لیا حضرت نے ہتھا
تو کیون ہوتا یہہ حال حسن ول
وہ ہے آرام جان اس سارے گہر کا
کرون وہ عرض ورنہ ہون اب آزاد
خدا رکھے سلامت نوجوانی
ہنوز تو نور کف پاسے بھی ہمسر
وہین سوکھین نگاہون کی تر بھی
نہ ٹھہرے اکدم بھی پاس اپنے
لستی کچنبش ہر بیتاب و شتاب
بشکل برق سے چمکے ہر طرف آہ
گھر آئین حسن کے جلوے نظر مین
سہے ہر ہر تمنا گرم مطلب
جو یہہ بانو تو یہہ احسان اپنا

کسی صورت ہمین غفلت نہین ہے
حرارت دل کی ہرگز کم نہین ہے
یہہ فرماتے ہین کچھ دن صبر
کہا ہے ہم رہین گے سات دن تک
نہ سے اسے خاص مطلب کو بہت طول
رہی کچھ سوکے جا گا جلد سلطان
پری کہتی ہے سلطان سے نہ بہت
دیا اقرار نامہ حسب دستور
تو مین بھی تم سمی ہیش تو نکالی
سزا دی انکو شہزادی نے نا چار
خطا شہزادہ والا کی کیا ہے
وہ ہے فرزند خسرو شاہ جہجاہ
سنا سلطان نے فرمایا کہ جسمان
عروج حسن کی ہو مین بلندی
دساری ہے یہہ لب شیر
دلون مین آرزو کی رہے دھوم
سوا سراپا حسن جوانی
تمنا اور بھی ہے ایک اپنا
ملین لب سے برابر یا غرض
نگاہ وہ ملے اوس کو سون
ادسی محفل مین تم بھی پہنچیانا
زیادہ اور کیا تعظیم تمام

رات ۱۵

خیال دو دل اگر کیا بیان
جو فرحت تھی وہ اب عالم نہین ہے
کرتا حال ہو مجکو حکم داور
بڑھین گے آٹھوین تاریخ بیشک
ہوا انجام مطلب حسب معمول
کہا بانو سے خاطر ہے پریشان
کہ وہ شہزادہ جسنے اپنی گی
وہ سب باتین کہ جو بیتین انکو
نہین کرنیکا مطلق حال
ہوئین اپنے کیے میں خود گرفتار
ہوا جو کچھ یہہ سبب انکو سزا ہے
کیا سینے بخوبی حال آگاہ
ہمارے جان و دل سب تم پہ قربان
رہے جنسار روشن کا بھی طور
کہ جسکی یاد سے عشاق ہین تنگ
مزا دیں سب طرح
عروج نوبہار زندگانی
کہ ہوا اس شب کو دو جوابہ سانی
ابل آئے مزاج آرزومند
ہنوز
زبان
کہاں

کلی جھجکنے شہ ساقی
کہا تم کہیں ہو جائے بورا
... آرزو راحت طلب ہے
شہا میں حرم کیست کے ہوش
جسے ساغ کہیں شہر بیان ہے
سو ہے آغاز اسکا اسطرح ہے
اٹھا تخت سے میں بر وہ بیٹھے
سنا شہ نے کہ یون کہتا ہے
کیا شکر خدا کے چند سجدے
ہوا زیر لیش ... صاحب جاہ
ارادہ اسطرف کا ہے جو کال
مخالف پہ پڑی ہیبت جو ناکام
ہوئے حاضر شیران ... فرشتہ
سنا میں نے اسکے سے سوت جنگ
کہا شہ نے جو انکو لگ وہ دینے گے
لگے سب دیکھنے اقبال کا حال
وہ ملک زادہ کے ہمراہ پہنچا ...
ملا ... آپ سے فارغ ہو جب
غرض ما تو نے حسب حکم سلطان
سنا وہ قصہ باقی ہے کیونکر
تو اس شب ہوا سن سا جلوہ آرا
عنایت سے بستر آرام پا کے
ہوئی رخصت ...

ملا ہے تجکو سے وہ شہ باقی
نہین بہتر ہے مطلب اوہ ہورا
نہین کچھ بیان تجکو کیا غصت
غم کو نہین ہو دلسے فراموش
ملا آتا ہے کانون کو زبان سے
کہ جب رو کے سحر پایا سرور
جہان آر گئے تے قصہ کہہ کے
کہ جب مطلب ہوا اسکا ظاہر
نمازون مین جھکے سب سجدے
بہت ہے لشکر جرار ہمراہ
بڑہا آتا ہے وہ منزل بمنزل
تو کھینچی اسنے دل سے وشنی اک آہ
جہان تک سبھو انکو بھی ممتاز
کہ لائیگی لڑائی ایکے کیا رنگ
وہ بولے ملک فتح انعام لینگے
نظر آیا نہین بطور جنجال
پہلا اپنے محل کو شاہ فی الفور
کہا ارشاد یا تو سے ابھی آ
جھکا یا اور کہا اے شاہ ذیشان
وہ بولی ... آسمان بقدر
کہ تا اچھی طرح کرلین نظارا
ہزارون جلوے سب لطف بہاتے
سب یا سلطان ...

تمامی سیر آئی ہے کہانی
سحر شاہی کا لبریز ہو جام
پھر کہون تا ضرب بسم اللہ کر جلد
وہ نزد شوق مین گلی کوئی بات
سیہ وہ الفاظ ہین جس ...
سو سحر ابٹھا شاہ قصس ...
دم آغاز تہا حسن بیان کا
سنا مالک کہا الحمد للہ
کہ اس عرصے مین دشمن نے شاہ ...
اثر باقی نہین سحر بلا کا
تو قصہ جابجا ہوتا ہے ہر روز
کہا تجویز والون سے کہ آؤ
سنا جب حال گھبرا سب لگا
وہ بولے کل کرینگے عرض انجام
ادا جب عہد پوچھی شاہ و خرم
کہا سب نے کہ ہم سب کی ...
ہوا رونق فزا شہ سوئے خانہ
گھڑی دو تین جب جبلین جھکانا
زمانہ کم ہے حضرت ہو گئین سیدا
کہ جب شہ نے کہا مین اور سنی
وہ بولی سن کے مین قربان سلطان
نہین فرصت سمجھا ایکدم کی
کشتی ون مین گنتا وہ ...

کری دم امد نذل مہربانی
ملاسہ سے کہ دین ہیر تجکو انعام
کہ پیدا ہو طبیعت مین اثر جلد
میسر آئے پہلے سے وہی گات
تیات یک ...
کہا گھبرا اسرات گرم گفتار
کہ پوچھا جلد سلطان ابھی سحا
یقین ہے اب تکلف سے کوئی ماہ
کہ پھر آیا کہی سپہ اوج اقبال
وہ ہے ممنون احسان خدا کا
زیارت سے ہی عالم بہرہ اندوز
کوئی تدبیر اب اسکی بتاؤ
کہا قصہ سنا سون سے خبر دار
مگر اس شرط سے پائین جو انعام
ہوئے ... سب تجکو اکرام
نہین ...
قدم لینے بڑہی با تو خانہ
کہ آج انجام پایگا فسانہ
اٹھا شہ اور کہا اے میری دلدار
کہ پاؤ گر اجازت ...
ہوے ہین ہر طرح ممنون احسان
قسم کہاتی ہون ... قدم کی
تو فرمایا کہ وہ فرزند میرا

امین تھا زادہ جو اسجا ہے مشہور
ابھی حاضر ہو گو رہتا ہے کچھ دور
یہہ سنکر پہنچے کچھ دربان درگاہ
لے آئے صلد اوسکو اپنے ہمراہ

کہی سلطان نے کیفیت وہ ساری
کہا قسمت نے پہری تیری باری
کہ ہے منظور دل عقد امینہ
محبت چاہتی ہے یہہ قرینہ

کہ اب ہرگز نہو تکلیف اوسکو
جو کہتے ہیں اوسے تم یاد رکھو
لے آئے لوگ قاضی کو کہیں سے
ہوا عقد امینہ پہر امین سے

دکہایا چرخ نے پہر اور سامان
زبیدہ بہی ہوئی خاتون سلطان
رہیں وہ تینوں بہنیں اور باقی
کہا شہ نے کہ لاؤ جام ساقی

مہیا ہو گئی سامان طرب خیز
ہی محفل سراسر راحت انگیز
قلندر آئین تینوں سکے باہم
کہ ان تینوں سے عقد اونکا کریں ہم

غرض سب آئی سب حکم سلطان
ہوا شادی کا ہر صورت سے سامان
ہوا عقد اونکا تینوں سے برابر
دیا شہ نے ہر اک کو سیم و گوہر

قلندر لے گئے اون بیبیوں کو
رہا محفوظ دل میں شاہ خوش خو
زبیدہ سے ہوا سلطان ہم آغوش
محبت کے بڑہے ہر دم نئے جوش

امین لے کر امینہ کو گیا گھر
ہوے خوش برسوں کے دلہای مضطر
مبارکباد دی ہر سو صدا دی
سبھوں نے شاہ کو اپنے دعا دی

کہ یارب تا کہ دنیا و جہان ہے
بلندی پر یہہ کاخ آسمان ہے
الہی تا کہ ہیں آثار ہستی
الہی تا کہ ہے یہہ اوج و پستی

رہے افزون صدا اقبال سلطان
بڑہے ہر روز عمر و مال سلطان
رہے دشمن صدا پامال [illegible]
میسر ہو ہمیشہ جاہ افزون

یہہ ما نو کہہ رہی تھی حال ناگاہ
چلی اوس شب اپنی اور ہی راہ
سحر چمکی ہوا قصے کا انجام
اٹھا پہر عبادت شاہ گلفام

نیا قصہ ہوا آغاز ساقی
پلا تو بہی مے ممتاز ساقی

رات ۱۵۲

بدل ہم لائی سنتے ہی جام
کہ ہیں مضمون نو زیب لب کام
سناتی اسطرح ہیں افسانہ راز
کرو ہاں تو بے سلطان صاحب ناز

کہانی کر چکے جب شہ سے ملکہ
تو سلطان نے یہہ فرمایا یہ کر کے
کوئی قصہ نہیں ہے اور بہی یاد
وہ بولی ہاں اگر ہو حکم ارشاد

تو اسنے وقت پہر کچھ کہوں گی
بھلا محفل میں کیوں کر چپ ہوں گی
سنا شہ نے کہا بہتر بیان کر
ابھی دیکھیں کہانی کیا ہو بیان کر

یہہ فرما کر کہا رہوار لاؤ
طلوع صبح ہے ہاں جلد جاؤ
ہوا حاضر جب اسپ تیز رفتار
چڑہا سلطان اسپر ہو کے یکبار

وہ ہے جب روبرو آئی تو پوچھا
سنا افسانہ دو نو طائرون کا
کہ وہ کہتا ہے وہ قصہ سنا اب
ہوئی خاطر پریشان جتنی تہی سب

کہا تدبیر اسکی کیجیے کیا
یہان سے بہاگ جیے اور ہی جا
کوئی بولا کہ سن ہے پیر مرد اور
زیادہ تھے خود حاکم بہی مضطر

نمک کہاتے ہو اک مدت سے اوسکا
مصیبت میں نکہیں و ساتھ چہلا
اوسیکے ساتھ مرجانا ہی بہتر
نہ ہیبت طاعت حاکم سے بہ سب

سنا او جو نظر آیا لتہین حال
کہ ہے اسطور پر قسمت کا جنجال
کہا بہتر گئے سب پیش سردار
جو دیکھا تھا کیا اک اک نے اظہار

سنا حاکم نے اونکے ہوئی مضطر
کہا ہے صلح بہتر اے برادر
بلا کر اون سیرون کو سنایا
کہ ہمکو رحم دل سے تیرا آیا

رہا کرتے ہیں لیکن اسطرح پر
جو مانع ہو کہ یاں سے ہے اپنے لشکر
نہیں منظور لاکہوں کا بہی خون
زمین دشت کا ہو رنگ گلگون

بجا لائیں جو مطلب ہو تمہارا
اگر ہے کرو کچھ بہی اشارا
شتابی خلعت زر و زیور منگا کر
کہا مالک ہے پہر کیوں ہو مضطر

وہ قیدی بھی تمہارے سنگ دین گے
تو پھر کچھ صورت کا وحشت نہین ہے
نہ گذری تھی گھڑی بھر جو وہ آئے
کہا فرزند کیا حالت ہے تیرے
نہین طاقت جو مین اٹھکر گھڑی بھر
رہے جب رات کم شہ ہوگئی بیدار
وہ بولی اے خدیو صاحب داد
بسر ہوتی تھی مزدوری سے اوقات
تپش سی مہر کے اسقدر تھا گرم
کہین جاتا تھا حیران و پریشان
طبیعت نے کہا ٹھہر کوئی دم
نظر آیا وہ کوچہ سب معطر
کہ چھڑکا ہی کسے نے اسکے ہر سو
گر سنبھلا ذرا اٹھ ہی جو جاگا
اٹھا دیکھا کہ آگے اک مکان ہے
غرض جا کر یہ پوچھا کیسی جا ہے
طعام عمدہ ہین شاید کہ طیار
کہ چند اشخاص عالی فہم دیکھا
نہین کہتا کسے سے کوئی کچھ بات
یہ بولا کونسا ہے صاحب نام
سنا جب یہ کلام مرد مزدور
کہ تو اس شہر مین رہتا ہی ہے
ہے گلرنگ کا اک جام ساقی

یہ بدنامی نہ اب ہم سر پر لین گے
مبارک ہو تمہارے جو زمین ہے
قریب مرگ حالت اوسکی پائے
وہ بولی ہے کہانی طول سے یہ
جواب ارشاد کا اب وہ تیغ کیا دن
پکارا آمرے بانوے دلدار
بیان کرتے ہون اور اک قصہ یاد
اسی بغداد مین رہتا تھا ذرات
فزون صائم سے تشنہ لب زحم
زبان پر آسمان کا شکر احسان
کہ آتا ہے نظر سایہ بہت کم
زمین سے لطف خوشبو تھا راک
سبھی آتے ہے ہر جانب سی خوشبو
ایہوا ز ساعت ہوا اوسپر یہ ظاہر
منور صورت حسن تبان ہے
یہان ہے کون مرد صاحب اقبال
جو خوشبوؤن سی عطر آگین ہے بازار
نہایت باکمال و رتبہ آگاہ
شمار اوسکا یہی یا پانچ یا سات
کہ جسکا یہ مکان ہے اور یہ بام
ہنسے اسپین اور بولی کہ مجبور
نہین آگاہ کسکا ہے یہ گھر

رات ۱۵۳

کہا مالک نے بہتر ہے یہ ارشاد
سنا یہ اور کہا دیو زن سے جاؤ
نظر آئی پدر کو جب وہ دختر
گذارش کر نہین سکتی ہون اسدم
اڑا طائر یہ اتنا حال کہکے
بیان کر کوئی قصہ تا کٹے رات
کہ یان تھا ہندام اک مرد کا نام
قضارا ایکدن وہ بار بر سر
پسینے سے بدن غرق عرق تھا
زیادہ دوپہر سے جب دن آیا
کسے کوچے مین پایا عکس دیوار
مقرر آب پاشی کی تھی اوس جا
رہا محظوظ مزدور جفاکش
کہ آواز خوش آتی ہے کہین دور
دہن سے ہے صدائے رقص پیدا
کہ جسکا یہ محل اس شان کا ہے
بڑھا یہ سوچکر نزدیک پوچھا
بشکل پاسبان حاضر تھے در پر
کہا اسنے کہ ہون اک عرض کہتا
وہ سلطان ہے کہ ہے دستور عالی
سخن سازی کا تجھے وقت آیا
یہان تک کہہ کے بولی ماہ زیبا

وہ قیدی ہوا گر زندان سے آزاد
وہ محبوس بلا جو ہی سے آوے
تو لیتا جوشش الفت سی مضطر
کہ ہے دلبر نہایت کثرت غم
پھر اسلطان بھی کچھ دیر سوکے
مگر ہو خوب عمدہ رمز مامات
فلک کے لطف سے رہتا تھا ناکام
فلک کی کاوشون سی سخت مضطر
کلیجا تیغ ناداری سی شق تھا
تو اک جا پر قدم اوسنے جمایا
وہان دم لینے ٹھہرا تھا جو جا کر
گلاب نو کشیدہ کا گمان تھا
یقین تھا کثرت خوشبو سی ہو غش
رہا حیران مگر دل خوب مسرور
اوسی آواز کی ہے روح شیدا
ہر اک ممتاز در پر جیسے سایہ
نظر آیا وہان کچھ اور لیکھا
ہر اک کے بر مین عمدہ خلعت زر
وہ بولی ہان بیان کر مدعا کیا
اوسے سنکر سلکے پاکی تماشے
سمجھے ہمنے بہت عاقل پایا
نہین اب شب کرو گی کل تو اک کام
کہ رہ جائے جہان مین نام باقی

کہان ہم اور کہان سیر بیابان
کہ تا آغاز مطلب کا بیان ہو
کہ جب شب نے وہ اپنا رنگ بدلا
جواب نا تواب اپنا جو پایا
فراز پشت پر گھوڑی کی بٹھایا
کہ طائر کدھر ہا ہے حال باقی
نہین طاقت کھڑے ہونیکی حاصل
نگہبان سبھی سیر ہونگے آرام
بحالے مین بٹھایا اوس ہی کو
بخوبی تمکو لیجائینگے گہر تک
کہ ناگہہ گرد اٹھے جلد اک طرف سے
صدا اللہ اکبر کے جو پائے
برابر مرشد حضرت مین کسو
کہا فرزند کہہ کیا حال گذرا
کہ چھوٹے آج اس قرار پر ہم
کہا جو جو کیا ہر عہد سے
کہا نابود سے اے سیر آرام
یہہ فرما کر با خوابیدہ سلطان
بس اب سنیے فسانہ رات کم ہے
وہ بولی اسطرح اپنے نشان سے
نہین آگاہ اب تک اس مکان سے
اسی سے پوچھتا ہون تھا ہوا ارشاد
کہ سند باد ہے اک مرد کا نام

کسے دن ہوئیگی ہر شب فسانہ
پس بلیغ محفل داستان ہو
نظر آنے لگا جلوہ سحر کا
پے تسلیم رخصت سر جھکایا
کہا شبدیز سے ہان ای سبک پا
کہ سنیے اور اب فعال باقی
زبان کو منہ مین ہی جنبش ہی مشکل
نہین درگاہ حق مین کوئی ناکام
کہا اب دیکھہ دنیا آپ ہی کر
نہ لاتا اپنے دلین تم ذرا شک
اٹھا ناگاہ نکلا اپنے صف سے
خوشی کی پھر گئی ہر سو دہائی
گئے درویش اونکے قریب پہلو
رہائی کا سبب سرتا قدم کیا
نہ اب جنگ کا سامان باہم
نہ مہلت ہی خیال ملتی ہو کم سے
کمی پر آئے شب کا جبکہ ہنگام
جب آیا وقت بیدار تو وہ بہانے
مرا ہی وقت فرصت چند دم سے
اوسی ہمدم کا آگے یون بیانے
تبا اپنا پتا آیا کہان سے
کہ ہے کسکا مکان جنت آباد
وہ ہے اطراف کا تاجر خوش انجام

نہ توانائی نہ ہم باقی مرے جان
زبان حاصل کرکے تجھی مین اظہار
پے تسلیم شہ حاضر ہوئی سب
منگایا شہ نے اسپ گرم رفتار
یہہ سنتے ہی ہوا گھوڑا روانہ
سنا جب باپ نے بیٹی سی احوال
کہا اے نور دیدہ راحت جان
سنا جب حاکم دشمن نے یہہ حال
بہت سی پاسبان کرتا ہون ہمراہ
کیا ایسا ہے اوسنے جو کہا تہا
جو دیکہا لشکر حضرت نظر آیا
ہوا ثابت جناب شاہ صاحب
جھکا تسلیم کو سردار درہم
جو دیکہا تہا وہ سب قصہ مکر
نہ آسکے پاس لشکر ہرگز اسکا
یہہ کہکر قصہ طائر نے لٹھایا
تو ہکو خواب غفلت سے جگانا
پکارے ائی مہر پاک سر شاہ
اٹھا سلطان عالیجاہ بولا
کہ وہ دربان ہوئے جب گرم گفتار
وہ بولا گو مرا مسکن ہے اس جا
بعبد تکرار آخر یون سنایا
زمانے مین ہر اک جا کو پھرا تھا

اگر کچھ ہو سکے بان نیل جان
زبانی سے ہون سامع زن خوش آواز
بیان کرنے لگا ہر شخص مطلب
برائے سیر صحرا ہوکے طیار
یہہ سنکر شہ نے پایا یون فسانہ
مجھے ہے ضعف دل سے کثرت درد
خدا بہتر کرے یہہ مشکل آسان
کہا جا اپنے گہر مرد خوش اقبال
کہ وہ ہین راہ سب طور آگاہ
رہا ہو کے چلے بیٹھے تھی کہ جا
ہر اک نے دور سے نعرہ سنا
چلے آتے ہین باشان منا
قدم چومے بیک لحظہ بیکدم
سنایا اور کہا ہے اسطرح سے
کہ باعث ہو ہمارے بھی کا
ہوا شہ جبہ سے محفل آیا
کہ تا آگے سنین ہم ہم فسانا
سے ہے تجھ پر ہمیشہ فضل اللہ
کہ ہان جا فرصت اب ہے نا
کہ تو اس شہر مین ہے محض بیگانہ
یہہ کا شانہ مگر اب تک نہین تھا
کلام لطف خود ارباب آیا
ہزارون طرح کے عقدے مشکل ہین

کروڑون طور کے تحفے ہین پہنچے
نہایت ہے سخی اور رحم لائے
کروڑون سے بہت ہے اوسکو مقدور
تو بولا دے کے ای خالق ہمارے
مگر مین بوجھ سے ہر وقت [illegible]
مکان ایسے کہ جنکی ضو ہے ہر سو
جو میرا کاتب بخت زبون تھا
خدایا بندہ تیرا مین نہین ہون
غنیمت ہے اگر یون ہی گذر جائے
سو اسکے واسطے حسرت ہے بیکار
بس اب کل کچھ گذارش کرونگا

ہر اک لحظہ ہے اوسپر فضل معبود
عطا کرتا ہے جو مانگو کوئی شئے
جو کہیے سو کہ رب تو ہے نہین [illegible]
یہ کیا مین تیرے قدرت کے اشارے
نہین ہوتی مصیبت کچھ کم و بیش
فلک سے اوج مین پہلو بہ پہلو
وہ شاید وقت بخشش سرنگون تھا
جہان ہوتا ہے وہ مین بھی گیا تھا
نہین معلوم سر پر کیا بلا آئے
سواے خاطر مضطر طلبگار

جہان مین جسقدر ہین شاہ ذیجاہ
وہ گو قیمت مین ہین لاکھون اور [illegible]
سنا مزدور نے جب حال اوسکا
کہ سند باد ہے گر نام اوسکا
اور اوسکو اسقدر ثروت جہانگیر
مگر ہے کاتب تقدیر دان اور
جو حصے مین مرے یہ بوجھ آتا
یہ کہکر خوب وہ یا مرد مزدور
کوئی دم ہے زبانی کی کہانی
سنا کر قصہ یا تو یہان تک

وہ اوسکے نام و بخشش سے آگاہ
مگر کرتا نہین وہ دلکو محزون
کہ ہے چمکا ہوا اقبال اوسکا
تو سندباد یان ہے نام میرا
جو ہے اوسکے نہین وہ ہم گمان ہے
کہ لکھے لقدر قسمت اوسکی [illegible]
ہے کرتا نہین کوئی گوارا
کہا بعد اوسکے بہتر جو ہو منظور
[illegible] پر ہے امید فردا کا
کہا سند نے سحر ہے [illegible]
ارادہ کیا انعام یون گے

رات ۱۵۴

پھر اے ساقی ارادا پھر ہوا ہے
سبو کی نصف ہی صافی کو جدا کر
رخ آغاز سے پردہ اٹھاؤن
کہا لاؤ مرا رہوار چالاک
کہان وہ اوسی جانب کے آیا
عمارت سے تہ اشجار ٹھہرا
کہا اے بھائی کہا مالک نے جب حال
سفر قتل اونکو مین کرونگا
کہ بد عہدی کسی سے کب ہی بہتر
ذرا مرشد سے اپنی کسی [illegible] حال
سنا جب شاہ صاحب نے کہا خوش
کہ ہم اس عہد پر ٹھہرے ہوئے ہین ان سے

جھکا عینا کہ بدلین طبع کے طور
وہ ساغر پھر ذرا تہ کو ہلا کر
زبان پر اسطرح افسانہ لاؤن
نہ جسکو چھو سکے اندیشہ پاک
جہان ہر روز خضر خاطر نے پایا
بظاہر منتظر تھا طائرون کا
کہ یون پائی رہائی ای خوش اقبال
عوض اونکی کسی کا اون سے لونگا
جو باندھا ہے کمر خضر نے [illegible]
کہ وہ ہین اس جہان مین [illegible]
مجھے ہے دل سے کچھ امر مرغوب
کہ اب مطلب نہین ہرگز یہان سے

غرض سب کے [illegible] پھر [illegible] حال
طلب سے کہ [illegible] لفظ مطلب
کہ بعد از شب طلوع صبح سی شاہ
نظر پھرتے ہے پایا اپنا [illegible]
نظر اٹھی تو دیکھا وہ پھر ہے
اسی عرصے مین آئے وہ بھی یکبار
یہ سنکر شاہ صاحب نے جب فسانہ
کہا مالک نے فرمانا بجا ہے
بھلا ہوتا نہین ایسین کسی طور
اگر وہ بھی اجازت دین تو چلیے
گئے نزدیک مرشد پھر اٹھا کر
مبارک [illegible] سجادہ قبلہ

کہ آیا زینش خاطر کا ہنگام
بیان مین آئے کیفیت شب
ہوا اسوقت خاطر خواہ آگاہ
فراز زین پہ آیا شاہ زیبا
مزاج مہر کچھ نوع دگر ہے
ہوے اسطرح باہم گرم گفتار
کہا مین کچھ نہ یون گا بہانہ
مگر کچھ اور سیر اید عا ہے
مناسب ہے کہ دیکھین [illegible]
کہ افسوس اب مجھے [illegible]
کہا یون کہتے ہین وہ نوکر تمہارا
خدا رکھے یہ دولت سالہا سال

ہمین قیدی سے لینی مدعا تہا
اسی پر جنگ کا بہی حوصلہ تہا

اب اسمین آپ کی تجویز کیا ہی
مری نزدیک بہی جانا برا ہی

مصیبت اسقدر جہیلی ہی ہمنے
تلاش کی ہی ہزار رنج و غم سے

سنا مرشد نی فرمایا کہ ای دوست
وہی ظاہر ہوی باطن میں ہی بات

اری حالات فسانہ کہہ کے یکبار
پہر اسکی محل سلطان نے بلایا

ہوا بیدار سلطان زمانہ
کہا بانو سے کہیے اب فسانہ

کہی مرد و نے جب شکوہ چند
نصیب بد سے ہو کر نارضامند

کہا ہمین کہ ہی کوئی دل افگار
بلانا چاہیے اسکو بدربار

بلایا ایک خدمتگار چالاک
کہا لا یک ہا ہی وہ جو بیباک

وہ پہونچا اور کہا ای مرد ہشیار
مرا مالک تمہارا ہی طلبگار

عجب کیا کچھ تسلی پائی خاطر
کہو کچھ تم اور ہم سے کچھ ہو ظاہر

سنا اس صاحب جانے نے شاید
مقرر دل مین کچھ پیدا ہوئی ضد

کہا تم کون ہو مجکو غرض کیا
بہلا کسواسطی مین جاؤن اوسجا

سنا جب تو خدمتگار بولا
تعجب ہی ہوا ارشاد کیسا

تردد کس لیے بہر ملاقات
یہی انسان کا ہی کام [illegible]

نکلتا ایک سے ہی ایک کا کام
کوئی دیتا ہی لیتا ہے کوئی دام

توقف سے غرض کیا مدعا کیا
ابھی اوٹھیے کہ ہی تاخیر بیجا

بڑا پہونچا در دولتخانہ یکبار
پریشان جسطرح کوئی گنہگار

غلام خوبصورت خیل کی خیل
کہ جنکو دیکھکر ہو طبع کو میل

مصاحب سیکڑون [illegible]
ہر ایک نیچی طرح بصاحب جمال

[illegible]
رکہی تہی جابجا اپنی ٹہکانی

یہ بانو کہہ رہی تھی حال اپنا

رات ۱۵۵

وہی بیٹھین نظر سامان ہی سا[illegible]
ہمین پھر غیبت احسان ہی تھی

سو وہ پایا نہین اب کچھ فکر کار
رہو آباد و خوش با خویش [illegible]

قدم بڑھ کہ اٹھی یہ کب ہی زیبا
مگر جو آپ فرمائین تو اچھا

گئین جا مین ہین کن کن [illegible]
کہ جن سے آرزو ہر طور پہ تھی

وہی کہتا ہی جو ولان لیچلا تہا
لڑائی سے تمہین اب [illegible] گیا

گہر آیا سو رہا کچھ لحظہ کچھ دم
رہی جس وقت گہڑیان گھٹنے تب کم

وہ بولی صورت آغاز یون ہے
سخن کو مدعا پر ناز یون ہے

سنا اوس سند باد باستانی
اثر ہمت کا بخشا [illegible]

ستم سے آسمان پر جفا کی
گلی کرتا ہی کیون نے اب خدا کے

کہ تا پوچھین ہم اوس سے صورت حال
سبب کیا جو ہوا مردود ادبار

قدم رنجہ کرو وان چند افکار
اگر جی چاہے بیٹھو کوئی دم پاس

یہ سن کر دل مین وہ مرد و سوچا
کہا ہی جی نے سے اپنی کیا کیا

بلاتا ہی سزا دینی کو یہانسے
سنی ہین لفظ بد اوسنی زبان سے

کوئی مطلب کہو اوسکو سنون [illegible]
نہین کیون جواب سکا [illegible]

نہین کوئی بلاتا کیا کسی کو
ذرا سمجھا تہین حضرت تیرے جی کو

کہ ملتی ہین اگر ہو کوئی مشتاق
ہمیشہ سے یہی ہی رسم آفاق

مناسب ہی یہی ای بندہ پیر
کہ دم بھر کی لیے چلیے یہان سے

کلام لطف نامرد و سن کر
ہوا راضی مگر حیران و ششدر

نظر آیا اوسی اک مرد ذیجاہ
بڑا سامان دولت اوسکی ہمراہ

صفین باندھی ہوئے حاضر برابر
کلاہ با جواہر سبکی سر پر

بڑا سا ایک دسترخوان تہا صاف
کہ تہا جیسے گمان عارض صاف

نئی صورت نئی خوشبو نئی رنگ
وہ کہانی دیکھکر ہوا دمی دنگ

کہ دشمن [illegible]

پلا جام لبالب کوئی تجھکو
کہ جوش [illegible]

نکل کر سبھوں کی سو ہیں ہم | کوئی لحظہ کوئی ساعت کوئی دم
کہ تسکین پائی قلب بہجت بنیاد | ذرا رک جائے جوش چشم پر آب

زبان پہ پھر یہ بے لطف آتا ہے | کہانی یوں مزے اپنے دکھاتے
کہ جب سلطان طرف صحرا کو پہنچا | ہوا ہمدم عروس بدنما کا

کہ طائر کہہ رہا ہے یوں کہانی | سنا جب دم یہ مرشد کی زبانی
کہ اب کیا جنگ سے تمکو سروکار | سنو دشمن سے ہرگز گرم پیکار

پھر اسکو وہاں سے سوئے خانہ | نظر آنے لگا جب روئے خانہ
عزیز و اقربا خویش و برادر | نہایت خوش ہے بیتاب و مضطر

قریب آئے گلے مل مل کے روئے | وفور اشک سے رخسار دھوئے
مبارکباد نے اک شور اٹھایا | زمانہ پھر سے استقبال آیا

گھر آئے چند دم میں خرم و شاد | ہوا وہ خانۂ ویران پھر آباد
کیا روز مبارک جشن جمنے | دکھائیں نازنین ابر کرم نے

کھلے توڑوں کے منھ لٹنے لگا مال | پھر آیا اوج پر سامان اقبال
پدر نے اپنے بیٹی کو بلایا | محبت کا جو باکو جوش آیا

تو دولی اسقدر عیش و عشرت آئی | فلک نے پھر سے نقشے جمائے
رہا ہنگامہ نو دن تک برابر | ہر اک ممنون احسان مقدر

غرض بعد اسکے گذرے جب کئی دن | تو وہ درویش عالی فہم و دلسوز
بلا کر یوں خسر سے سیر کی بات | کہ ہم ہوتے ہیں رخصت آج کی رات

دولہن دولہا مبارک تمکو ہمدم | سدا رکھتا نہیں اک جا یہ عالم
نہ غافل ہو دشمن سے سنبھالا | رہو گے خوش اگر مانو گے کہنا

کہا میرے خسر نے چند دن اور | یہیں تشریف رکھیے کیسی جلدی
کہ کیا رنگ لاتا ہے زمانہ | نہ لائے بخت پھر کوئی بہانہ

نہ مانا اور میری رخصت کو روکا | رہے ہم رنج سے فرقت کے دل ریش
گئے دن بعد صاحب خانہ بولا | زبان سے راز پوشیدہ یہ کھولا

کہ پھر سامان شادی کے ہوئے ہیں | جو سب ہیں جھکیں ہیں قربان دولت
سنے سب سے ملو اونکا ہو پیدا | کہ تھا اس شخص دیکھے منھ خوشی کا

وہ سب چلیں وہ ہے جو چیزیں تھیں باہم | زمانے کی یہیں چیزیں فراہم
یہ سنکر حکم ہر سو پڑ گئی دھوم | نہ تھا جسکو ہوا اونکو بھی معلوم

کہ پھر سے رسم شادی رسم مکان میں | نیا سامان ہے سارے جہان میں
رہا چالیس دن ہنگامہ ہر سو | ادا رسمیں ہوئیں پہلو بہ پہلو

اڑا طائر دکھا کر سب یہ سامان | ہوا مسرور اپنے دل میں سلطان
پھر اگھر اپنے سویا پیش خاتون | کہ اس کی ہیں جدا لاش نے مضمون

پکاریں حاضر ہیں وقت یکبار | جگا دو شاہ کو تا ہو خبردار
اٹھی بانو جگایا شاہ کو بھی | حقیقت میں جو دیکھا رات تم نے

ہوئی اسطرح بانو گرم گفتار | کہ یوں کہتا ہے مزدور تمکو کا
کہ دستر خوان پر اک مرد خوشرو | نہایت پاک صورت اور نکوخو

برابر سبکے بیٹھا تھا باعزاز | مگر سارے امیروں میں وہ ممتاز
شکل بوڑھے تھے ریش مبارک | فروغ مہ کا ہوتا تھا جنہیں تک

مجھے دیکھا تو فرمایا کہ آؤ | یہاں تشریف اپنے جلد لاؤ
نہایت دیر سے مشتاق تھے ہم | ہمارے پاس بیٹھو آ کے اکدم

جھکا تسلیم کو میں اونکی یکبار | دعا دے اور کیا اسطرح اظہار
کہ خالق نے بنایا تمکو خوش حال | دیا اعزاز و حرمت جاہ اقبال

تمہیں کر مہربان ہو بیکسوں پر | کہ ہو مشہور عالم تم دلاور
جہان میں نام ہے ہر سو تمہارا | کرم آمیز ہے ہر اک اشارا

غرض سنکر ہوا دل میں وہ مسرور | بہت کیں خاطریں گو تھا میں مغموم
بٹھایا پاس اپنے اور سنایا | کہ ہم نے تمکو نیک افعال پایا

غرض یہ پر لطف سی کہانی کہاے
کہ اس عالم مین ہے کیا آپکا نام
غریبون کا ٹھکانا بستر خاک
کہا بے شک ہو تم بہائی ہمارے
نہ اسپر چاہیے افسوس کرنا
جو اوسدم آپ کہنے تھے بتانے
کہ نکلے منہہ سے وہ الفاظ سہکائے
نہ دو کیون مجھے اوسکا نہیں بیانے
کرتا وجہ سے ہو وہ اظہار
پلا ایسی کہ ساتے جی ہو سرشار
اوسی صحبت سی ہو غرض شام
ترشح تہون الفاظ و معانے
مشکا کر اسپ کو راکب ہوا شاہ
کہ اس عرصی مین آئے وہ پہری
کہ بعد از رسم شادی حسب تنخواہ
پہر پہر دن چہڑائے لٹیا پہی کہ آیا
فراز بام سے آیا مکان تنہ
پہر آخر کو ہنسا جسطرح انسان
بدل کر اوسنے کروٹ منہہ جو دیکھا
اٹھا مین اور آوسی وآن ہٹایا
نہ تہا وہ لین کہ ہو تدبیر اب کیا
بلایا تو وہ کنیزین نہین جو ہمراہ
غرض تہ وہ سر پر بیٹھے زمین پر

شراب عمدہ کی ساغر پلائے
کہان ہے کسطرف ہے جائے آرام
ہمیشہ مبتلائے فیض افلاک
فقط ہین یہہ تو قدرت کے اشارے
مناسب ہے سدا خالق سے ڈرنا
لگے تہے کچھہ صدائے مہربانے
یقینی عافیت اب ہو گی دشوار
مگر منظور ہے کچھہ دیسا مان
نہ جانو تم کہ ہون میں جو زرزار

فراغت جب ہوئے آب غذا سے
کہا سنئے کہ ہے شہد یاد ہون تیز
نہایت ہے جو خاطر رحم آمیز
کہ کوئی اہل زر ہے کوئی محتاج
مگر اک آرزو باقی ہے مجھکو
سنا جب سنے دلہن ایسی کہا
تامل جب ہوا بولا وہ بیچارہ
کہ مین بہی حال دل اپنا سنا لون
یہین پر ختم کی خاتون نے یہہ بات

رات ۱۵۶

نظر آتے وہے پہلا زمانہ
ہزار آغاز کا وسے یون کہانی
نہ تہا جز شوق کوئی دستگیر
ہوئے صحرا مین آمد طائرون کے
کیا سے نے پہی کو میرے ہمراہ
نہ تہا دلین کسی صورت کا وسواس
کہا آہستہ کچہہ اپنے زبان میں
کہا سنئے پری سے ہو حیران
تو کانپنے اوسکے سارے بدن اور بال
پہر پہر عشق کی کیفیت مین پایا
نہ بیٹھا چاہیے خاموش اصلا
کیا اون سے کہدا اس مطلب کا
رخ اپنا آنسوؤن سے دہو رہی تہی

وہ ہے حسن سخن کا نور سینکے
کہ جب حسن سحر سلطان نے دیکہا
بڑہا سعد سے زمین مشت منظور
فراز نخل پہ بیٹھے وہ طائر
بہت سا کچہہ دیا اسباب اور زر
کہ نا گہہ ایک باز تیز پرواز
نہ سمجھا اوسکے مین الفاظ مطلب
کہ دیکہو تو یہہ باز تیز پرواز
وہ بل کرو بان ہے بہاگی مضطرب
اوسے دیکہا جو اس حالت مین آشفتہ
مناسب ہے خبر کرنا مدر کو
کہا تم ان سب سنا خبر آکے
مین گہبرا کر بیرون خانہ آیا

تو کہو لا عقدہ نفط بر جا ہے
زیادہ اور اب ہے کیا کہون تیز
سنا جب یہہ تو ہین آنکہین گہر ریز
کسیکو بستر خاکی کسیکو راج
تمنا ہے کہ پہر ارشاد وہ ہو
کہ دینگے کچھہ سند ہے مجھکو بلا
طبیعت سے کہین تم ہیر آگاہ
جو گذری ہے زبان پر یہ کو لاون
نظر اٹھی تو دیکھا اب نہین آپ
بیان مین آئین لفظ حال منظور
وہے رہتے ہون پہر کرم کے
ہوا منظور دل بہلا سا لگیا
طبیعت دیر سے بستری کی مشر
کیا پہر ایک نے اسطرح تنہا
جب آیا مین مکان مین تہی تنہا
کہ تہا وہ ظاہر کچہہ واقف راز
گہڑی پہر وہ وہان بیٹہا سنو جو
بیان کرتا ہے کچہہ کیفیت راز
یہہ ہیبت تھی کہ گہڑی آخر مین پہ
ہو سے دنیا و دین و نور فرمو
کہ وہ لیجا سے اس بخت جگر کو
مین جاتا ہون خبر کرنے کہ لیجائے
قدم مسرال کے جانب اٹھایا

کہ دیکہا مینی پہر وہ باز خونخوار / اڑا اور سر پہ آیا میری یکبار
جھپٹ کر میری رانو مین در آیا / زمین سی اپنی بازو پر اٹھایا
بہت چاہا کہ سنبھلون پر نہ سنبھلا / یکایک رخ کیا اوسنی فلک کا
قضارا اک عقاب سخت چالاک / ستمگاری مین نی آپ تیز و بیباک
وہ لیکا اور لیا پنجی مین یکبار / پکارا شاہ جی کو مین نی ناچار
اور اڑا تا یہان تک کہ کی آغاز / پہر اگہر کو وہ شاہ واقف راز
وہانسی جلد سوی محفل آیا / طبیعت نی ذرا آرام پایا +
غذا و آب سی فرصت جو پائی / جہکین پلکین لطافت نیند آئی
بوقت خود ہوا آخر کو بیدار / کہا خاتون خانہ سی کہ دلدار
کہو افسانہ باقی ہے کیونکر / وہ بولی یون ہے اظہار کر کر
کہ آخر کو وہ تاجر صاحب مال / کہ جو تہا اس زمانی مین خوش اقبال
رہا عرصہ دور سی پرسان حالات / بیان جب کر چکا وہ اپنی آفات
تو بعد اوسکی کہا ای صاحب جاہ / رہی خالق کا تیری فضل ہمراہ
نہ پوچہہ اوسکو کہ نکلا کیا زبان سی / خدا جانی مین آیا تہا کہانسی
تمازت سی طبیعت تہی جو برہم / تو اوسدم اور ہی میرا تہا عالم
نہ خاطر پر مجہی تہا کچہ بہی قابو / بدلتی تہی ارادے اور پہلو
شکایت زا زبانسی نکلی مضمون / کہ جیسی ہون کلام مرد مجنون
بیان سی اوسکی شرم آتی ہی مجکو / وہ صورت اب نہین نے بہاتی مجکو
یقینی آپ نی اوسکو سنا خوب / پہر اب کسواسطی ہی لکہو مرغوب
خطا مجہسی ہوئی تہی اب ہون معترف اسکا / بجز عذر اب جواب صاف کیا دون
تمنا ہی کہ بخشو میری تقصیر / کہ ہون لاریب مین شایان تعذیر
تمہاری ذات سی ہے سبکو آرام / کیا ہی تمکو حق نی صاحب نام
وہ ہمت دی کہ جو مشہور ہی دور / دل و جان ہین ہزارون کو سرور
مجہی بہی بندہ عاجز سمجھکر / نکرنا چاہیے مغضوب و ابتر
سنا تاجر نی جب قول ہیرا / کہا مجہسے گمان بیجا ہی تیرا
نہین ہین تجہسی آزردہ میری جان / تجہی گہر مین کیا ہی نے ابہ مہمان
تری بیتا بیان ہو پنچین جو تا گوش / ہوا ہین رحم کی کثرت سی بیہوش
پہر آئے چشم تر مین شک بیتاب / ہوا دامن ہرا پیمانۂ آب
بلایا تا سناؤن حال اپنا / گذشتہ کچہ کہون جنجال اپنا
کہ یہ حسرت طبیعت سی ہی سر کی جاے / گلا افلاس کا تا لب پہر آئے
نہین یکسان ہمیشہ حال دنیا / سدا گہٹ بڑہ ہے مین اقبال دنیا
کہان وہ بادشاہان سرفراز / جنہین تہا اپنی دولت پر سدا ناز
کہان ہین وہ حسینان جمع ارسال / کہ جنکو تہا غرور حسن اقبال
کہان ہین اب وہ قطر آسمان شان / کہ جنکو دیکہہ سکتا تہا نہ انسان
بجز چند استخوان وہ بہی تہ خاک / نہ وہ دانش نہ وہ ہمت نہ ادراک
پہر اسکی واسطی افسوس کیا ہے / اجل معروف رسم مدعا ہے
اگر مجہسا تجہی امداد کرتا / یقینی پہر خدا سی تو نہ ڈرتا
وہ باتین بد عمل تجہسی جو آئین / کہ ہر وحشین جسم مین تہا تکلیف پائین
نہین نسیان کی اپنی آگاہ / کسیکو دیکہہ کی کرتا ہی کیونکر آہ
ہوئی خاموش لیکن وہ کہہ کی باتین / کہ وقت صبح تہا باقی نہ تہی رات

رات ۱۵۷

خوشا قسمت جو ہو مسرور ساقی / پلا دی ایک جام درد باقی
طبیعت آرزو مند سخن ہے / قصص مشتاق ساری انجمن ہے
کہان تک ضبط اظہار زبان کا / اٹہا اسی شوق یون وہ بیان کا
کہ جب آخر ہوئی وصل و طلب کی رات / اٹہا محفل سی سلطان عشرت اوقات
ہوا مصروف طاعات الٰہی / اتارا سر سی بار تاج شاہی

یہ بیٹہ سر دعا مانگی خدا سے / کہ یارب خوش مجھی کر دعا سے
تمنا تین جو دلمین ہین عطا کر / نہ رکہہ بہر ہوس دنیا مین مضطر

یہ کہکر اک نیا رہوار چالاک / منگایا اور بیٹہا اوسپہ بیباک
بڑہا پہونچا قریب نخل صحرا / کہ جسپر تہا نشیمن طائرونکا

نظر اوٹہی تو پایا ایک طائر / نہ پایا دوسرا اوسجا پہ ظاہر
تعجب سی یہ ہر سو دیکہتا تہا / کہ وہ طائر بہی اس عرصے مین پہونچا

بیان کرنی لگا آغاز اسطور / کہ ای اس چرخ کا ہر دم نیا دور
وہ کیا یعنی کہ بعد از استکبار / ہوتی حاصل جو مجکو پہر آرے

اوسی دم غش ہوا بیہوش کیا / اوسی غفلت مین دیکہا اپنی پیا
کہ مجہی شاہ صاحب بہر مطلب / یہ فرماتی ہین پڑہ اوس اسم کو اب

ہوا تہا جو تجہی قبل اسکی تعلیم / سری یہ عین ہی انجام مین سیم
سنا ارشاد حضرت خوش ہوئی دل / مگر اب ہوش آنا سخت مشکل

اوسی حالتمین وہ دونو ستمگار / مجہی لائی میان دشت خار
وہ صحرا جسمین دیووں کا مکان تہا / ہجوم اکثر بلاؤن کا وہان تہا

غرض بعد اک پہر کی ہوش آیا / پڑہا وہ اسم دلمین جوش آیا
ہوا پہلو سی پیدا اک پریرو / نہایت نیک طینت اور خوشخو

کہا مجسی کہو کیا مدعا ہے / غرض سیر طلب سے تمکو کیا ہے
کہا مینی یہ منسا ہون سن بلا ہین / کہ جنبش تک نہین ہے دست و پا ہین

یہ آتی ہو کہ اپنی گہر کو جاؤن / عوض اس رنج کی راحت اوٹہاؤن
ہنسا وہ ہر دو اور بولا کہ اچہا / تماشا دیکہہ تو فضل خدا کا

یہ کہکر دو اوٹہاتی اوسنی پتہر / ہوتی وہ پایز خود دلمین مضطر
پکاری الامان بہاگو یہان سے / یہ لشکر بہیر آتا ہی کہان سے

یہ کیسی لوگ ہین جلاد خونخوار / نہ انسی لڑ سکیگا کوئی زنہار
یہی تہی گفتگو باہم کہ ناگاہ / پکارا ایک دشمن سی کہ صد آہ

مری دلبر کسی نے تیر مارا / نہین اب زندگی اپنی گوارا
کوئی بولا کہ مین بہاگون کدہر کو / صدا دی دوسرے نی اپنی گہر کو

چلی وہ سب پریشان حال ان بتاب / رہا باقی نہ صحرا مین کچہہ اسباب
یہان تک جب ہوئی افسانہ ظاہر / نظر آئی نہ پہر سلطان کو ناچار

گہر آیا اپنی خاقان زمانہ / ہوا راحت گزین صحن خانہ
جب آیا وقت بیداری تو جاگا / کہا خاتون سی اوٹہہ او ماہ سیما

سنا آغاز باقی کا ہمین حال / کہ آخر کو کہٹا کیونکر وہ جنجال
وہ بولی بعد تعلیم اور کچہہ بند / ہوا گویا وہ سند باد خرسند

کہ سن آغاز اب میری سفر کا / کہ گذرا ایک جان زار پر کیا
یہان پہلی مصیبت کا ہی حال / کہ تہا مین ایک گہر مین خوش اقبال

ملا حصہ بہت مال پدر سے / رہا ممتاز عالم سیم و زر سی
ہزاروں طور کی تحفے مہیا / بہت اشیای نادر گہر مین یکجا

یہان فضل خدا سی کثرت مال / کہ دس لاکہہ تو مین بہی گہٹتا نہ اقبال
جواہر کی بہا اسدرجہ حاصل / کہ جسکی دید سے ہو خوش عقل

طبیعت جانب آرام آتی / سحر سی شام تک راحت اوٹہاتی
احباء دوست جمعیت کے موجود / خیال رنج و غم سے بی مسند

تصور یہ کہ اب کس شے کی پروا / دیا اللہ نی سامان دنیا
مقابل میری کم ہونگی جہانمین / مگر نہ آج تک آئی بیان مین

یہ دلمین سوچکر بہولا خوشی سی / کہا پہر رفتہ رفتہ اپنی جی سے
کہ چندی صرف عیش اوٹہی ہوا دن / بسر ہون آج بطرز جہان ہی

زبانی ہین چتنی ناہ پیسہ / رہین پہلو بہ پہلو سب برابر
گذارو ہر گہڑی عیش و طرب مین / کہ جو دیکہی ہی حیران عجب مین

جو سوچا تھا عمل مین اوسکو لایا | ارادی سی زیادہ لطف پایا
ہمیشہ ماہرویان سیمبر پر | نہ رکہتی تہین جو اس دنیا مین ہمسر

مری زیر بغل سوتی تہین ہر رات | کہون کیا جسطرح کٹتی تہی وہ رات
مکان عمدہ فرش خوب شفاف | زیادہ چہرۂ معشوق سی صاف

بچہی ہر سمت اپنی اپنی جا پر | عجب اک نور اوس دلکشا پر
رفیق و آشنا ہر وقت باہم | کسی صورت نہین خاطر کو کچہ غم

غرض اس عیش سے جب سال ہا سال | گزار اپنی ہر دم خرچ کر مال
تو وہ سرمایۂ دولت جو تہا پاس | گہٹا پیدا ہوا خاطر کو وسواس

کر اب کم کہ گنتی کے ہین عمر کی روز | کہین ایسا نہو تقدیر دی سوز
کمی کی خرچ مین تا دن گذر جائین | مصیبت کی نہ گہڑیان سامنے آئین

رہا باقی نہ مال نقد گہر مین | تو بہولی پہر تو سرسون آئے نظر مین
لگی بکنی جو کچہ عمدہ تہی اشیا | رہا کچہ روز خرچ اسطرح سے برپا

پہر آخر ہو چکا وہ بہی جب اسباب | تو دل میرا ہوا اوسوقت بیتاب
مکان جیسے تہی جلد اونکو بیچا | کہا اک دوست سے یہ حال گذرا

وہ تہا تاجر جہاندیدہ مرا یار | سنا اوسنی کہا او خاطر افگار
مین جو تجہسی کہون وسے عمل کر | نہو اسقدر جو اب بیتاب و مضطر

یہ بانو کہہ رہی تہی شاہ سی بات | کہ طائر بولی آخر ہو گئی رات

رات ۱۵۸

نہ جا ساقی مری پہلو سی ہمدم | کہ پہر مشتاق مے ہی طبع مضطر
ارادہ ہی کوئی منہ سی ملی جام | وہی بیہوشیان ہون وقت آرام

سبو کی زیر سایہ سو رہین ہم | نئی مستی کی نیندین ہون فراہم
طبیعت ہو کی پہر سوئی فسانہ | میسر آئی پہلا سا زمانہ

کہ احباب و عزیز و آشنا سب | رہین ہر وقت محو عرض مطلب
زبان رغبت کری تشریح سخن کی | مرادین آئین شوق انجمن کی

کرین اسطرح آغاز قصہ باہم | کہ جب شب کی اٹہی گیسو برہم
بڑا سلطان اوسی صحرا کو مشتاق | جہان کی تہی جدائی طبع کو شاق

جب آئی دو پہر وہ دونو طائر | لگی کرنی وہ سے افسانہ ظاہر
کہا ای بہائی ہوا وہ دشت جب پار | تو ٹہری ہم کچہ بیہوش و ازار

بڑہا گہر کی طرف اوس دشت سے شادان | تہکا آخر برابر گشت سے مین
نہ تحمل کی دم لینی کو ٹہرا | ہوا ٹہنڈی چلی نیند آئی وہ جا

وہین پر سو رہا مین ساعت چند | کہ بعد اٹہنی کی دل میرا ہوا خرسند
کہلی جب آنکہہ قالب در پایا | گئی شکل بشر یہ طور پایا

بنی اوس وقت سے طائر کی مورت | ہوتی ہی سطرح طائر کی صورت
سوا ای بہائی یہ تہا افسانہ میرا | تمنا ہی سنون کچہ حال تیرا

وہ طائر کر چکا اظہار جسدم | تو بولا دوسرا کہتی ہین باہم
کہ میرا باپ تہا سلطان قنطور | زمین تہی زیر حکم اوسکی بہت دور

زیادہ ساٹہ سے عمر پدر تہی | پہ اوسکو حسرت نور نظر تہی
نجومی اور پنڈت تہی جو نوکر | تو فرماتا تہا اونسی اسطرح پر

کہ دیکہو تو مری قسمت کا تم حال | ہوئی آخر برابر سالہا سال
نہ اب تک صورت فرزند دیکہی | نہین خاطر کبہی خرسند دیکہی

مری گہر مین بہی کوئی پسر ہوگا | عقیل و صاحب دستور ہوگا
وہ بولی تمہین کچ چالیس دن تک | تو اطمینان ہو فکر سے بے شک

جواب اب ہو اوسکا بیان ہو | ہماری قول کا پہر امتحان ہو
کہ آیا سچ کہا یا جہوٹہ تہا حال | پہر اوسدم جو کہین ہمکو ملی مال

کہا میری پدر نی اوس سی بہتر | دئی خلعت او تمہین خوشتن ہو کر
جواہر کی بہی دو خاتم عطا کین | جو دو ممتاز تہی او نمین فیروزہ

جنکی تسلیم رخصت کو برابر
چلی دربار سی اٹھ کے گھر

جب آیا بعد مدت روز اقرار
ہوئی حاضر وہ سب آکر دربار

کہا سلطان نے کیون کیا تمنی دیکہا
وہ بولی ای خدیو جسم و جان

خدا دی تا قیامت عمر و اقبال
نظر آیا عجیب انداز کا حال

سنا کر اسقدر لفظ و معانے
اڑی طائر ہوئی ٹہنڈی کہانی

گہر آیا شاہ سویا بعد آرام
ہوا بیدار جب آیا وہ ہنگام

کہا تو نے بر زبان لاتی فسانہ
بدل سنتا اوسی شاہ زمانہ

غرض بولا پہر اپنی دلربا سی
کہ ہان جی کچھ کہو اوس جا سے

جسی باقی رکہا تہا آجکی شب
اب آگی اوسکی ہی کسطرح مطلب

وہ بولی یون سنا ہے بعد ازان حال
کہ آخر کو وہ مرد نیک فعال

جو سائل سی یہ کہتا تہا نہ گہبرا
بتا دے کیا ہے تو دل سی بجالا

وہ کیا یعنی تجارت کر بیجان
یقین ہے مشکلین ہون تیری آسان

یہ سنکر جسقدر اشیا تہے موجود
مکان و قصر اور اسباب فرود

انہین بیچا کیا سب زر فراہم
تجارت کو چلے ہمراہ باہم

جہازون پر ہوئی جسدم روانہ
چہٹی ہم سی عزیز و یار و خانہ

سفر دریا کا قسمت نے دکہایا
سنا ہی جو نہ تہا وہ پیش آیا

ہوئی امراض پیدا تن مین ہر روز
طبیعت کو رہا آٹہون پہر سوز

طبیب اوسجا نہ ممکن تہی دوا تہی
نہ حاصل واسطی راحت کے جا تہی

پریشانی عجب ہی بیقراری
دل افگاری اذیت اشکباری

اسی صورت گذرتی تہی سحر و شام
نہ کچھ آغاز ثابت تہا نہ انجام

دعا ہر لحظہ خالق سی یہی تہی
کہ یارب دور کر تکلیف میری

نہین طاقت کہ دست و پا ہلاؤن
خداوندا کہان گہبرا کی جاؤن

پس از مدت اثر بخشا دعا نے
دیا آرام کچھ لحظہ خدا نے

طبیعت کو ہوئی تسکین حاصل
گہٹا ضعف بدن ٹہرا دل

بدن مین آئی طاقت رنگ بدلا
اٹہا بستر سی بدلی اور اک جا

کئی دنمین ہوا حاصل بہر قابل
نظر آنی لگا کوسون سے ساحل

گناہون سی جزائر چند گذرے
کری خشک لطف سی خالی تہے

وہان ٹہرا جہاز اسباب بیچا
ہوا حاصل بہت سامان و جا

جہاز آخر بڑہا وانسی کہین اور
دکہائی بخت نے کچھ اور ہی طور

اک دیکہا وسط دریا مین جزیرا
بہت آباد روئے آب پر تہا

نہایت خوبصورت وہ زمین تہے
زمانی مین کہین ایسے نہین تہے

شجر سرسبز شاخین ثمر و گل
ثمر خوشرنگ ہر برگ نمو گل

نظر کیا ان کے ہوسے بچے جو اوسپر
غلامونسی کیا ارشاد ہنسکر

کہ بالون کو نہایت جلد اتارو
کوئی دم ٹہیرکر اس جا گذارو

کہا پہر یون کہ جسکی جی مین آئے
برای سیر جاتی اور آتے

یہ سنکر تین کئی اور چند آدمی اور
چلی سوی جزیرہ وانی بفور

لیا بعضون نی کہانا اپنی ہمراہ
بڑہی کہتی ہوئی سب واہ جی واہ

زمرد رنگ ہی کیا سبزۂ نرم
جسی دیکہی ہی خاطر ہوئی گرم

یہین بانو ہوئی خاموش یکبار

رات ۱۵۹

کہ تہا حسن سحر ہر سو پدیدار

ملاحت لعل و ساقی جسکا ہی شور
کہ تا پیدا کری خاطر مری زور

ٹپک جاتین زبان سی لفظ باہم
مزا دین تازہ مضمون فراہم

ادا اسکو ہو تکلیف سخن کی
بڑہی پہلی طرح لذت کے سمر

سناؤن قصہ سر و دستانمبر
جلا دون سطر کی حسن سا نمبر

کہ جب انجام شب سلطان نی دیکہا
منگا گہوڑا سوار اپنی وہیں چلا

جہان خاطر کو ہوتا تہا کچھ آرام
زمین تہی سبزہ زار و بہشت تمام

نہ ہر نخل پہلا تا رہا دل | کہ اتنی مین ہوی طائر مقابل
شجر پر جب وہ بیٹھی ایک بولا | کہ ہان بہای کہو اگی ہوا کیا

کہا اوسنی عجوبی بولی سب یون | عجب صورت کا دیکھا ہمنی مضمون
کہ سلطان جامی پہر سیر اک روز | وہان ہو دلمین پیدا عشق کا سوز

نظر آئی کوئی معشوق طناز | سراپا نور از حد مجمع ناز
شہ اوسکی چشم فتان کا ہو بسمل | کشید انفاس کی پہرا ہمی مشکل

گئی دن تک نہ آب و خور کا ہوش | رہی کیفیت عالم فراموش
پہر اسکی بعد وہ سامان پیش آئی | مقدر او رہی کچہ لطف فرمائی

مصیبت پر مصیبت ہو میسر | نہ فرصت دی جفای چرخ دم بہر
کسی صورت سی عرض غم خوش ہو | مدد سی اوسکی ہو مطلب جو جو ہو

ملی پہر قالب طائر کئی سال | دکہائی آسمان کچہ اور جنجال
پہر اسکی بعد راحت ہو میسر | رہی چندی وہ کیفیت برابر

بڑی مشکل سی آخر رفتہ رفتہ | دل امیدوار و جان تفتہ
بہار وصل دیکھی ایک پری کی | پہر آئی ہر تمنا اپنی جی کی

اوسی شب بار روز ہو وہ گل اندام | ملی ہر طرح کا ناعمر آرام
پس از نہ ماہ فرزند خوش اقبال | زمین پر آئی ہو خرم زر و مال

سن اوسکا جبکہ ہو بارہ برس کا | تو وہ شیدا و عاشق ہو پری کا
ہزارون طور کی ایذا اٹہائی | غضب یہہ چرخ نا ہنجار لائی

پہر آگئی کہ نہین سکتے جو ہو حال | مگر زندہ رہی پہر خوش اقبال
مرادین دلکی مشکل سی بر آئین | بہلی باتین بر انجام پائین

برس کی بعد حاصل ہو کچہ آرام | نہ گذری دیر تا یہہ بخت ناکام
بدل دی اور صورت آرزو کے | نئی ہو شکل پیدا گفتگو کی

بسر ہو مدتون تک اوسہی اوقات | گذر جائین برابر یون ہی دن رات
یہہ آغاز اور یہہ انجام دیکھا | مقدر کا پہر اتنا کام دیکھا

سنا سلطان نے جب یہہ قول باہم | کہا تدبیر اسکی کیا کرین ہم
وہ بولی فکر سے حاصل نہ ہوگا | قلق اسکا نہین سلطان کچہ زیبا

اڑا یہہ طائر ثانی سنا کے | نہ آیا پہر مزا باتون مین جاکے
گہر آکر سو رہا شہ پیش بانو | غرض جس وقت بدلا شب نی زانو

ہوا امیدوار شاہ مہر تمثال | کہا خاتون سے کہی آج کا حال
وہ بولی یون بیان مینی سنا ہے | حقیقت مین نہین سمجہا بجا ہے

کہ سب تاجر جزیری مین پہنچکر | بچہا کر فرش آبیٹہے برابر
کہ دیکہین یان کی کیفیت کو ہی دم | نظر آجائی جو کچہ ہو فراہم

پس از چندی ملا از خود جزیرا | جہازون پر جو تہی احباب یکجا
پکاری جلد سب ہم پاس آؤ | قدم یارو نہایت جلد اوٹہاؤ

ہوا ثابت نہین ہی یہہ جزیرا | دم ماہی ہی یان ٹہرو نہ اصلا
یہہ سنتی ہی ہوی مضطر سب احباب | ہر اک اپنی طرح پر سخت بیتاب

گئی ہم مین سے تہی جو سب چالاک | وہ پہونچی زور قون پر چڑہ کی بیباک
فقط مین رہ گیا ماہی کی دم پہر | نہایت بیقرار و سخت مضطر

ارادہ تہا کہ مین بہی جلد پہونچون | ملون یارون سے کہاتا اونسے پہلون
کہ اوس مچہلی نی مارا ایک غوطا | وہ لکڑی جسپہ مین بیٹہا تہا ہون جا

نہ وہ جنبش دریا سے یکسو | رہا مجکو کسی صورت نہ قابو
جہاز آخر ہوا اونسے روانہ | رہا مین تختہ حیرت کا نشانہ

نہ طاقت اونکو جو لیجائین مجکو | کہان قسمت کہ اب پہر پائین مجکو
مین اوتنی وقت سے تا صبح دیگر | رہا باقی یہہ ہر لحظہ برابر

غرض جب دوسرا دن مینی دیکہا | تو ایک موج نی اونسی مجکو پہینکا
لب ساحل پہ پہونچا سخت بیتاب | کمر تک مینی پایا اوس جگہہ آب

جڑیں کچھ کچھ زمرد کی تھیں موجود
سوا اسکی ہر اک ساماں مسدود

بشکل مردہ تھا قالب کا عالم
فراموشی کی کیفیت تھی ہر دم

وہ شب گذری تو ہی پھر صبح موجود
امید ... قالب کو مسدود

وہاں کیا تھا بجز کچھ پیڑ کیا خاک
نصیبہ گھڑی جیسے غضبناک

جو پانی ہی تو وہ بھی تلخ اور شور
مقدر سے کسیکا بھی نہیں زور

بس از دیدہ ہوا دل اور مضطر
کہ غش آنی سے لگے مجکو برابر

نہایت دور پایا چشمہ خوب
جو ہر خاطر کو ہو ہر طرح مرغوب

پکڑ کر اون جڑونکو میں جھولا
ساحل پہ کشتی مشکل سی لی جا

نظافت سے نہانی ہوش اور
نظر کی سامنی اک تختہ خاک

طلوع مہر نے جب منہ دکھایا
تو بہو کا آنکو اوسوقت پایا

کہا دل نی یہاں سے اٹھ کہ جاوہ
نہ کچھ پاؤں کی پھر قوت اصلا

ہوئی جب پیاس پھر تو خوب رویا
لب رخسار کو اشکون نے دہویا

چلا میں گھٹنیوں ناچار اک سو
کہ ناممکن تہا ہر اعضا پہ قابو

ہوئی چپ کہکہ بانو جو سب کو
رہی فسرد کی شوق طلب کو

دم الطاف ہی لا جام ساقی
کہ پھر مستی کا ہی ہنگام ساقی

۱۶۰ رات

طبیعت محو ہی لطف سخن ور
شہ والا ہوا راہی بستر

جب آئی دوپہر بولا وہ طائر
کئی دن تک تہا افسردہ خاطر

یہ کیا جانیں اشتری خود ...
پھر اسکے بعد بانو نکا یقین کیا

خدا سے چاہی شہ کو پھر وسا
میں کچھ اون سے کہون وہ ...

وہ زیرک بانوی شاہ زمانہ
نہایت خوش سے بولی وہ دو چار

ہنسی وہ نازنین ... اگر
لیا شہ نی دکھایا اور کہا وہ

وہ بولی پیر ... سلطان ...
تو اوس دم ہم ... سمجھ

یہ کہکر اوٹھ گئی خاتون چالاک

بیاں ہی سطرح پر انجمن میں
اوسی صحرا کو تہا جو وہ منظور

کہ پھر اوس از کو کرتا ہوں ظاہر
ہوا یہ حال جب بانو پہ ظاہر

اگر ... جو طور کا ہوش
نہیں ہو ... نہیں ہی ...

کہ کوئی اگر اوس سے غرض کیا
کہاں اپنا مری آ تو لا تین

کوئی شی ہاتھ میں لیکر بہانہ
کہ ہوتی ہاتھ میں کہتی ہی لدا

کہا ای شاہ دیکھو انکا جوہر
اسی ... ہو ہم سب آگاہ

ہمارا اور ... نہیں مدعا سے
اوسی ... دیکھیں سمجھا

پھر آئی بعد کچھ دم کی طلب ...

کہ جب وہ شب چھپی محفل سے گلبار
تمنا یہ کہ سنیے آج پھر حال

سن آئے بھائی کہا سلطان نے یار
بلا کر گھر میں سمجھایا کہ ای شاہ

تو اپنی موت کو یہاں لیتی
عبث خاطر کو برہم کر رہین ...

بہلا اک عرض میں کرتیوں ...
کہا سلطان نے بہتر اونکو بلوا

کہا بولو یہ کیا ہی پاس میری
سنا سلطان نے بانو کو سنایا

وہ تہا اک دانہ بلور شفاف
کہا ان موتی کہاں بلور ... کیا

... ساتی ... تین ...
سنا خاتون نی بولی تو ...

... نکالی اک ...

کہ پھر ہستی کا ہی ہنگام ساقی
ہوا احسن سحر پر سو ہو دا

کہی کسطور ... کا اب فال
سنبھلنا کا ... قسمت کے ...

خدا ہی غیب کے باتوں سے آگاہ
گھڑی ساعت وہ سمجھ جان لیتے

کلام ... کیوں در رہین ...
لی آتین کل نجومی اپ ہمراہ

ہوئی حاضر کہا ارشاد فرماؤ
نجومی جب ... سنا ...

کہتی ہیں کہ بانو نے ...
گھڑی ہی یاد ... روشن صاف

مقرر ہوا کیا کچھ تمکو دیو کا
... میں ... نہیں

ذرا ... ہوں پھرا
اوٹھا ... اک نجومی ...

کہا شہ سے کہ ساعت تمامی ہے آئی
یہ کہکر پہر ہوا طائر زبان بند
نہ گذرا تہا بہت ایسا زمانہ
کہ اوس خشیی پہ تہی اشجار اکثر
جہان تک بہت کہ تہی خوب اونکو کہایا
گئی طاقت مرے اعضا مین آئے
نظر آیا وہان اک سبزہ خوش رنگ
نہایت خوبصورت اور چالاک
غرض دیکہا جمال اک آدمی کا
جو گذری تہی کہی وس سے تہا ہجر
جہان بہلی دل بیتاب میرا
نہ گذرا تہا بہت عرصہ کہ پہونچا
فلک کی گردشون سے حال اپنا
وہ سب مجہسے بہت تحسین آئے
کہا ہم ہین مہاراجہ کی نوکر
کہا نہی کہ ہون وس سے ہی آگاہ
تو اوس مین ہمکو نہی ہے نہ عذر اصلا ہو
سو ہم کچہ گہوریان لائین ہین سجا
نہ تہی پوری ہوئی باتون کی یہ بات
نہین سنا ابہی تک آرزو ہم
توقف کیون ہے مرا آغاز آیا
کہ وقت صبح سلطان کہر سی نکلا
ہوتی جب وہ پہر آیا وہی جا

نہ جنبش پہر کسی صورت ہین پاتی
پہر اپنے شاہ کہر کو شاد و خرسند
کہ جاگا آپ سے شاہ یگانہ
ہر اک مین بار تہی اپنی مزی پر
طبیعت نے ذرا آرام پایا
دل بیتاب نے تسکین پائے
مین وسکو دیکہکر جیسے ہوا دنگ
بشکل مکر شاعر شوخ و بیباک
کہ وہ نزدیک آیا اور پوچہا
سنا اوسنی ہوا اک سمت راہی
غلط ہرگز نہین یہ قول میرا
وہ نہ خانہ جہان تہے لوگ یکجا
مقرر کچہ تو تیرا مدعا ہے
طعام و آب کی تفتیش جماتی
وہ ہی اک کام جسمین ہین مقرر
وہ کیا خدمت ہے کچہ فرماو للہ
نہ ہرگز دخل ہین کچہ بیش و کم کو
کہیون چالاک یکی و نکی بیہا

۱۶۱ ارات

وہی ہین جو صلی دلمین فراہم
مضامین نے نیا سامان کہایا
کہا حاضر کرو اسپ سبک پا
جہان تہا اتفاق دل نظارہ نکا

ہم اپنا قرعہ اسد ہم پہنکتی ہین
کہا بانو ہی کو سونپے ہین ایجان
کہا بانو سی ہان جی پہر ہوا کیا
بہت افتادہ بالا زمین تہی
پیا تہوڑا سا اوس خشیی سی پانی
بڑہا کچہ دور اوس میدان مین ہر سو
کہ یہ گہوڑا ہی کس عالی ہمم کا
اسی حیرت مین آئی ایک آواز
کہ تو ہی کون اور آیا کہان سے
وہان سے پہر وہ آیا اور کہا آ
ہوا ہمراہ اوس ہادی کی ناچار
اونہون نے دیکہکر پوچہا سب احوال
سنایا اونکو پہر افسانہ اپنا
فراغت پائی جب اونسے تو پوچہا
بس از یکسال ہم آئے ہین سجا
وہ لیکے ہم ہین سب تیس اور دو سست
یہان ہوتے ہین پیدا اسپ بحر کے
مہاراجہ کو وہ ہین بسی پیارے
امیدین ہین ہین سیر دل کرم کے
زبان پر لاون ہین عرض سخن کو
وہ پہونچا اور بڑہا سلطان سوی دشت
وہ تہا اک نخل سر سبز اور شاداب

کہ ہر ملکی باہم پہنکتے ہین
ہماری وقت کے رہنا نگہبان
وہ بولی یون ہے اب باقی کا قصا
حلاوت خیز مثل انگبین تہی
ہوئی پہر کچہ امید زندگانے
کہ دیکہون کسقدر ہی مجہکو قابو
نہین دیکہا نظیر اسکا کسی جا
طبیعت نے کہا یارب ہی کیا راز
نشان دی ہی اپنی اقلیم و مکان سے
مین لیچلتا ہون تجہکو وہی جا
مدد تقدیر سے اپنی طلبگار
کہ تو آیا کدہر سے او بکم اقبال
بتایا ہی وہان کا نشانہ اپنا
کہ اس صحرا مین ہنی کا سبب کیا
بجا لاتی ہین ارشاد معلے
اگر کام آتین راجہ کی رکہا دو تو سست
نظر آتی ہین یکجا اسپ بحر کے
یہی ہر سال مطلب ہین ہمارے
کہ جسکی صبح آخر ہو گئی رات
تمنا تین وہی ہین بیشتر کم کی
فسانہ یون سناون آج تجہکو
گئی اوٹہی برابر جا بجا گشت
تہی گل سب طرح کی اوسمین نایاب

وہین کہتی تہی وہ طاق فسانہ
ہوئی گویا نجومی شہ سے ای شاہ
کہا اچھا لیں از تاخیر ساعات
بشکل لعل ہے شیک لال ہی وہ
اونہی مین یک تہا پہر سال
بزور علم کچھ ہوتا ہی معلوم
سوا اسکی غلط ہی جو کہے اور
کیا رخصت کہا گہر جاؤ ہم شب
ہوا مصروف کاروبار سے شاہ
برای سیر اک جانب کو پہنچا
تپش سی دہوپ کے تہا جو برہم
لگایا غوطہ شاہ باکرم نے
محل مین آ کی سویا بعد آرام
وہ بولی یون ہی اب اظہار کرو
انہین کے واسطے ٹہرین اسجا
کہ جب وہ پائی گہوڑی تین باہر
وہ سنکر غل مچا اہا کہ جاتیر
تو پاتین خلعت پرند ہاتے
جو مطلب تہا ہوا فضل خدا سے
ہوا جفت ایک پا سے وہ اوسی جا
یہ عالم دیکہکر سمجہا مراد دل
کہا بیٹی کہ مجکو لیچلو ساتہ
ہوا جب سامنا راجہ سے انکا و

غرض جب نطق کا آیا زمانہ
پہر اب حضرت کو ہم کرتی ہین آگاہ
وہ سوچی اور کہی سلطان یہ بات
مگر کم قیمت و کم مال ہی وہ
بہت کچھ دیکہی سن دنیا کے جنجال
سو یہ ثابت نہین ہے سنگ یا کم
مقرر وہ نہین ہے ست آنیکی طور
تمہارا کہل گیا سب مطلب یہ
کہ ثابت ہو ہی کسکو تہا بتانے
نظر آیا عجب سا مال وس جا
تو پہر غسل ٹہراوان کئی دم
چہوڑا نہ کو سلطان نے قدم
اوٹہا اور اپنی بانو کا لیا نام
کہ سایسون نے جب اسکو خبر کی
زیادہ اور اس سے ہم کہین کیا
پہر ان گہوڑون کو [illegible]
مراد [illegible] دیکہی ساری [illegible]
سنین [illegible] ایک [illegible] جواب
غرض کہتی نہین اب ماعا سی
پہر اوسکے بعد گہوڑون پر وہ جہیٹا
کہ ہی ہر طرح انسان کو مشکل
کہا بہتر لیا اک ہاتہ مین ہاتہ
کیا اظہار کچہ حال میرا

تو اوس طاہر نی دی اس طرح واں
ہنسی مٹہی خاتون کی یہان سے
کہ سہ پہر خاتون کی مٹہی ہنسی اور
کہا سلطان نے کیا ہی وہ کا نام
وہ بولا نام لین کس طرح اسکا
بیٹی اوسکی آگ ہوتی ہین وہ جا
سنا سلطان نے فرمایا یہی است
وہ رخصت ہو کے اپنی گہر کو آئے
کتنی سال اسی پہ گذرے کئی روز
کہ تہی اک چشمہ شیرین اب
نہانی کی لیی پانی مین اترو
سنا کر طاہر ثانی نی یہ حال
کہا ان آؤ ہمین قصہ سناؤ
کہ وہ دریا کی گہوڑی جو ہین مشہور
بہت گہوڑے ہی ہین ہمراہ تہے
[illegible]
کتنی دن گہوڑونکو گہر کی آئی
سو کل لا رہین رخصت کا ہوگا
انہین پا تو ہمین دیکہا مینی کیا
اونہون نے غل کیا دو دو بہت
غرض جب سارا دن پیش آیا
کتنی دن بعد سے شہر آئی
ستارا نے پوچہا کو آت ہو تم

سن اے دہیانی میری کیفیت راز
کہ ہو کچہ لطف حاصل اسمان سے
بہت خوشرنگ تہی وہ اور یگانہ
اگر وہ راست ہووین ہمکو انعام
نہین ہم غیب کی بات کو تسی آگاہ
وہ کہتی ہین نہین بالکل خبر دار
کہا پی شبہ تو نی یہ کہو کا
یہان شہ نے فلق دیکہی بہلانے
جو بعد اوسکی وہ سلطان ہی آگاہ
پیا پانی تو پایا اسکو نایاب
ہوا منظور دیکہون لطف سبکا
لیا بیٹا پر شاہ کو [illegible] اقبال
جو گذری ہو زبان پر تم اوداد
ہم اونکا تخم لیکر جائین کی تم
فقط اسکی ہم اونکا [illegible]
[illegible]
مہاراجہ ہون [illegible] اگاہ
نہین ٹہرین گے اک لحظہ اسجا
کہ دریا مین نکلا سب ملیا
اوسی دریا مین کو دا [illegible]
تو رخصت انہین [illegible]
مرکی [illegible]
کہا بیٹی کہ میری عقل [illegible]

مصاحب نہیں ہیچ تر ہر جا / مفصل حال اپنا میں کہوں گیا
فلک کی مہربانی سے ہوں مضطر / ستم کش ہوں میں مہینوں سے ابتر

کسی صورت میں راحت نہیں ہے / کوئی سامان دنیا کا نہیں ہے
اگر دو دن کو پاتا ہوں کچھ آرام / پریشانی کا ہے آغاز انجام

مقدر تا در دولت ہے لایا / پی تسلیم میں نے سر جھکایا
یقین ہی اب نصیبا پھر لیجائے / کوئی حسرت طبیعت سے نکل جائے

کیا ہے تجھ سے لوگوں نے اشارا / کہ یوں جی چاہتا ہے اب ہمارا
کہ یہ ایذا کشی جو فلک نے / گرفتار مصیبت آج تک ہے

اسے ایجاد راحت دو شب و روز / کہ خاطر سے کم ہو کثرت سوز
نہوا ایذا کسی صورت کی سکو / مہیا ہو وہی مانگے یہ جو جو

دل و جان اپنے سکے کچھ آرام پائیں / تمنا میں طبیعت کی بر آئیں
ہوئی خاموش پھر پاکے گلفام / کہ دیکھا تو نہیں تہا رات کا نام

جو کچھ موجود ہی لا جلد ساقی / کہ راحت میں بسر ہو وقت باقی

۶۲ رات

لب مینا اگر تر ہوں تو بہتر / ذرا چھلکیں پر اب جام و ساغر
کہاں تک یار رسائی جی سے ہٹنا / ملا ہے منہ سے لگ جام مے ناب

کہ پیمانہ کیفیت دکھائے / شب اب مدعا آغاز پائے
زبان پر لطف کے مضمون دلخواہ / سنیں ہم سامع مشتاق سے واہ

کہیں اس طرح پھر باقی کہانی / کہ جب آخر ہوئی شب کی جوانی
تو وہ سلطان کہ جسکا کہہ چکی حال / نہایت نیک طینت نیک اعمال

سو صحرا ہو اگھوڑی پر آئے / پہنچ کر با شکوہ و شان شاہی
نظر افگن ہا بالای اشجار / بشوق طائران گرم گفتار

کہ اس صحرا میں اودھر سے / ہوئی آمد و نہیں طائر و
صدا پرواز کی پہونچی جو تا گوش / ہوا محظوظ سلطان قبا پوش

وہ آئی اور زبان پر لائی / کہ سامان سحر کی شب سے پائی
سنے ایسی آتی پھر خبر کو وہ سلطان / ہوا اوس قعر دریا میں لپنہان

کہ اک بات مشکل ہو جو اس سے تو ان / مگر مشکل سہی بہتر کہ جان دون
زبانسی کی دعا ای میرا اللہ / دکہا تو فضل سے اپنے کوئی راہ

جو پہونچوں پار پھر اس سے خاتم / تری نزدیک ہی یہ اک بہانہ
زبان پر تھے یہ الفاظ تمنا / کہ ناگہ شق ہوا اوس کا بر دا

کسی نے شاہ کو لیکر با عزت / کہا گھبرانا اتنا صاحب حشمت
کھلی جب آنکھ شہ نے باغ پایا / ہوا حیران یوں خاطر میں آیا

کہ میں پایا میں تھا یہ باغ کیسا / مگر عالم ہی یہ کچھ خواب کا سا
نظر آیا تو دیکھا ایک انسان / کہ وہ کہتا ہی کیوں اتنا ہے حیران

دعا مانگی خلاصی پائی تو نے / دکھایا یا اس طرح منہ آرزو نے
کہا سلطان نے فرمانا بجا ہی / مگر مجکو کچھ اسدم خوش نما ہے

کہ میں کون اور ہی یہ باغ کسکا / بتا مالک کا اسکے ہی بھلا کیا
وہ بولا باغ ہی اوس پریکا / کہ جسکی حسن کا ملکوں ہی شہرا

وہ ہی شاہ سلیمان جن کی دختر / نہیں عالم میں اسکا کوئی ہمسر
سلیمانی قصر زرین پایکے کچھ دور / نہیں، دیکھی کا جسکے تقدر

بنا ہی صورت مہر جہانتاب / زیادہ تر گہر سی ہی وہ خوشتر آب
اونہیں ہیں شہ کی وہ صورت جان / ہزاروں دیو ہیں او نگہبان

بہت پریاں مصاحب ہیں ہمراہ / اونہیں میں سے کوئی نکلی جو اس راہ
سنو اوسنے تجکو دیکھا او کہا یون / کہ ملنے کی بنیاد دیکھا ہی مضمون

اگر شاہ ہوا اسکو سنا تو / اجازت پاؤں تو میں پیلا تو
اور ڈر او وہ طاقت ثانی یہ کہکر / کہ اک لطہ نکل ہوگا برادر

پھر اوس دشت سے سلطان تقدیر ۔ لے آیا یوں ہی خاطر کو منظور
غرض کچھ دیر میں وہ بعد آرام ۔ اوٹھا بولا کہ ای محبوب گلفام
کہ جب راجہ نے فرمایا کہ اسکو ۔ جہاں تک ہو سکی تم آج دینا دو
وہ کہتا ہی کہ لائی اک مکان میں ۔ کہ دلپسند نظر آیا جہان میں
کہا مجھسی کہ لو یہ ہی آرام ۔ بجا لائیں جو کچھ ارشاد ہو کام
طعام عمدہ تر ہوتی تھی طیار ۔ وہ سب پیش نظر رہتی تھی ہر بار
تو وہ راجہ سے کہتی تھی ہر دم ۔ وہ جو جا تا تھا بی فرمائش تم
کئی دن بعد خاطر نی سمجھایا ۔ کہ اس گھر میں بہت آرام پایا
یہ دلمیں ٹھان کر اوٹھا مکان سے ۔ ٹہرایا بندر کی جانب یہاں سے
تجارت پیشہ ہی تھی وہاں سب جا ۔ جو ہو دکان تھی سب کچھ مہیا
گیا میں پاس اونکی کی ملاقات ۔ ملی مجھسی کہی پوچھی ہر اک بات
یہی میرا رہا معمول ہر روز ۔ کہ ہم صحبت سے ہوتا بہرہ اندوز
تو اوسکی دیکھنی کو جاتیں دل افروز ۔ بلا سے اسمیں کچھ حاصل نہیں وہ
رئیس و فی کرم انسان واں کے ۔ مہیا ہر طرح سامان جہان کے
وہانکی لوگ حاضر ہوتے ہر روز ۔ کی تسلیم تا ہوں بہرہ اندوز
تو تہی اونسی کی پیدا ملاقات ۔ اونہوں نے مجھسے نہایت کے مدارات
کہ سو فرسنگ اک آتی ہی آونٹ ۔ سنا ہی مینگ اوسکا طرفہ انداز

کہ جنکی سیو سے پھر جاگنا ہی ۔ تامل میں نہیں معلوم کیا ہی
سنا اوسکا طرح یہی انجفی ۔ وہ بولی سطرح صورت ہے اوسکی
تو وہ جو لیگئی تھی اپنی ہمراہ ۔ ہوئی گویا کہ حال وحشتنا جا
ہر اک جانب نہایت فرش معقول ۔ سوا اوسکی تہی سب سامان مقبول
سحر سے شام تک خدمتمیں رہتے ۔ وہی کرتی تھی جو ہم منہ سے کہتے
سوا اوسکی جو منہ سے کچھ نکلتا ۔ اگر اوسمیں اونکا زور چلتا
گذرتی تہی گھڑی راحت سے دن رات ۔ بسر ہوتے تھی بے تکلیف اوقات
چلو اب سیر کرتی کو دو ۔ نظر آجاتیں تا اسجا کی دستور
نظر آیا جزیرا خوب آباد ۔ گیا جسسمت کو خاطر ہوتی شاد
فروکش آدمی ہر ہر طرف کے ۔ بہم بیٹھی سب اپنی صف کے
قریب شام اپنی گھر کو آیا ۔ سحر کو پھر وہیں بستر جمایا
مگر تھا دلمیں اپنا شوق پیدا ۔ کہ تازہ کوئی شئی کر لو ہویدا
جزیرا اک سنا اوسکا کسنام ۔ نہایت عمدہ اوسجا در و بام
مہاراجہ کے زیر حکم وہ جا ۔ خزانی میں خراج آتا تھا اوسکا
مہاراجہ انہیں کرتی سرافراز ۔ کہلاتی تھی جب اسطور کا راز
ہر اک جا کا جو اونسی حال پوچھا ۔ تو وہ کہتی تعجب ہی یاں کا
انہیں لفظوں تو صبح چمکا ۔ ہوا ... و بستان کا جا

۱۶۳ رات

بدل کر مہربانی سے ساقی ۔ کہ تا کچھ لطف دیتی عمر باقی
پھکا مینا لبالب کوئی جام ۔ کہ یہی جوش نشستی کا ہنگام
ملا منہ سے کسی خم کو اوٹھا کر ۔ کوئی دم بیٹھ پھر بیہوش ہوکر
پھر اوسکی بعد فسانہ کہوں میں ۔ جواب انجمن اسطرح دوں میں
کہ دیکھا شور روی سحر کو ۔ طبیعت میں کہا چھوڑو ہی گھر کو
سنا یوں کہ ہی میں چال اطلاع ۔ ہوا اوس خست جسپر ...

نظر سے سوسخ کر رہی ہے ۔ زبان فراموشی یہی ہی
ذرا سن التماس حال میرا ۔ کہ گذرا اشتیاق ... کیا
کہ جب اوس داستانی بلا ناگ ۔ سنو خاطر کا ...
چلو فسانہ سننی ... ۔ ...
کہ اونکی کوئی دیکھا ہی سنا جا ۔ ...

سنایا اودسنی سب افسانہ سیرا
کہا سب راست ہے یہ قول میرا

لی اسن باغ مین وسکو مکان دی
رہی جسمین جا مین وسکا نشان دی

جو شہزادی کو تجھپر رحم آیا
کمال شوق سی اسکو بلایا

یہ کہکر وہ گیا مرد خوش اطوار
لی یا ساتھ اپنی خوان طیار

وہ کہی سیر ہی گی وسنی لاکر
کہا اک نازنین نی مسکرا کر

دیلائی ہاتھ پہر کہانا کہلایا
گیا ڈر دلسی سیر ہوش آیا

لیی تہی ہاتھ مین کاغذ کا تختا
مجھی دیکھا کہا پیاری دسہرا

کہا اوس نہی معشوقہ نی یہ حال
عجائب حسن کا ہے تو انسان

طبیعت ہے سیر ہی کہیں بیتاب
نظر آتی ہین کسنا کی اسباب

وہ بولی حال سیر ابہی تہا
مگر مجبور ہی ہیہا کرون کیا

کہا مینی خدا حافظ تمہارا
نہین کچہ اور کرسکتا اشنا آ

کہ آ پہونچا مرا شاہ زمانہ
بڑہی لیکن کو تا آغاز خانہ

کہلاتی کچہ غذا اسوقت شہنشاہ
پس از چندی ہوا ابدار وآگاہ

وہ بولی اب یہ راوی کا بیان ہے
حقیقت مین عجائب داستان ہے

کہ وہ فرہاد کسکی ہی خدا یا
پتا اب تک نہین جسکا کہ پایا

مگر یہ پہر جو لون کو نسی جا
کہ ہی وہ شور نقارے کا کیسا

کہ وان وہ جال بیتا ہی مقرر
وہی یہ شور کرتا ہے برابر

سفر مین تہا کہ دیکہین مچہلیان چند
ہوئی حیران نہایت طبع خرسند

اونہی مین ایک ماہی جیسی انگو
نظر آئی مجہی بیتاب سہلو

اسی عالم مین آیا اک جہاز او
ہوا لنگر وہین وسکا ہی نفوذ

وہانسی شہر کی جانب کو آئی
سب اسباب بیچنی اسباب لائی

کہ اوس میر ایکجانب کو مقام
گلگشتا آغاز ہی تا بہ انجام

ہوا گویا کہ صد قسب یہ اسباب
بہشتا کہ تہی ازحد خوب ایاب

تجھی غرق بلا دختر نی سنکر
کہا مجھسی کہ جا او مر پیسکر

سوا جاتا ہون کہنی مین تیرا حال
مقرر کچہ نہ کچہ ہی خوش اقبال

یہ وہ جا ہی گذر تک جسمین مشکل
نہ تہی ہرگز کسی انسان کی قابل

نہایت عمدہ کہانی سبطرح کی
بلور مین بلا سنون سنین بہری تہی

کہ اسکو کہاتی ہین آپ مہمان
کہا مینی خوشا الطاف و احسان

پہر اوسکی بعد آئی اک پری رو
نہایت چست آیا اوسکی طور

نکالا اسو قلم تصویر کہینچی
سر اپا شکل کا تصویر کہینچی

مقرر شاہزادہ ہی خود شناہ
کسی صورت نہین تشکیک اسمین واللہ

نہ چل جلد یہان ہنگ ہی اور
طبیعت کی سیری ہو نی لگی طور

کہا مجسی کہ لو جاتی ہین صاحب
یقین ہی پہر آتی ہین صاحب

یہ کہکر جب ہوئی وہ طائر پہر اشتاہ
ہوئی بانو ہی خانہ جسکی آگاہ

تصدق ہو کی بولی خوش شتاحال
کہ آیا کہر مین سلطان خوش اقبال

کہا بانو سی کہ پیارے کچہ چال
کہ کل باقی رہا تہا جسکا جنجال

سنا تا ہی وہ سندباد اسطور
کہ جب کی بینی وسی وار ہی غور

کہا دل نی کہ چلنا چاہیے وان
مقرر کچہ نظر آئیگا سامان

تو وہ بولی ہلو دریافت ہمکو
نہین کچہ لیتی اسمین بیتی و کم کو

چلا مین وسطرف تا حال دیکہون
ذرا پوچہون کہان کی کچہ خبر لون

کہ دو سو ہاتہ کا تہا طول دیکہا
کسیکا دور اس سی بہی سوا تہا

تڑپتی تہی تہ دریا سی پہر باہر
کہ جیسی کوئی صید نو گرفتار

اوتارین گٹہریان سوداگرون نی
لیا آرام کچہ اون تاجرون نی

نظر میری جو اک گٹہری پہ بہی تہی
تو دیکہی کچہ عجب کیفیت اوسکی

گیا مین اور وہ نہین پہچان کر
بلفظ نیک و با طرز خوش اسلوب

گذران گٹہرئون پر کسکا ہی نام
وہ تاجر کسطرف کرتا ہی رام

وہ بولی تاجر بغداد تھا وہ
فلانی ملک سے بھی چھیٹا وہ
گئی تھی اور بھی احباب ہمراہ
وہ ست کشتی سے اوتری جگہ ناگاہ
نہ مہلت پائی جو ہم تک وہ آتا
بہت چاہا مگر کیونکر وہ پاتا
بسند یا تھا مشہور وہ مرد
چھپا ہے جب سے پیدا دلمیں تیرے
پکایا اوسنے جب کھانا تو ٹرپے
ہوئی تھی سرگذشت اسطرح اوسکے

جزیرہ اک نظر آیا تھا اوس جا
وہ اوسکی سیر کرنے کو گیا تھا
تو اک جنبش ہوئی دریا کو پیدا
وہ سب بہا گئے رہا وہ ایک تنہا
جہاز تیز چل نکلا وہاں سے
بجز حسرت نہ نکلا کچھ زبان سے
ہوا دو ہو کا جزیرہ وہ نہیں تھا
فقط وہ دور تہا مچھلی کی دم کا
کہانی کہہ رہی تھی بانو شاہ
کہ الی وہ سیاحت ذی کرامت

سحر چمکی اوٹھا محفل سے سلطان
ہوا کچھ اور بھی موجود سامان

رات ۶۴

بجام بادہ گلرنگ ساقی
نہیں اکہو نہیں مطلق کیف باقی
کرتا پاکیزہ ہو کرمی سے بہکے
اوٹھی ترنگ گلگوں تیغ سی بہکے
سخن آغاز کا سامان کہانی
فسانہ اسطرح تاگوش آتی
وہ پہر پہونچا اوسی صحرا میں شتاب
کہ دیکھوں کیا ہیں اقدرت کی آیات
کہ بہائی جب وہ دونو جو سکے
ہوئیں اوس شاہ سے رخصت بہ آداب
عجب کیا ہے جو دیکھیں آدمی سکو
نصیب دشمنان مشکل ور ہی ہو
عارض مہرو مہ میں جلنے کی ہی نور
یہ بنیں جس میں شان جلوہ طور
مہرک ہوا پنی جا پہ بیکار
بدل ڈالی رنگ رو الفت کا آزار
سنا شب نے جب کہ یہ حال
کہا چل دور ایسا وہ کیا حال
یہ کیا بکتی ہو میں سمجھی اشارا
ارادہ اور کچھ ہے تمہارا
ابھی کیوں سمجھی ہے یہ شوخیاں خوب
مگر قسمت کو بھی کچھ اور مرغوب
وہ بہنی تھی نہایت شوخ و طرار
کہا قربان وار میں تو سو بار
غرور حسن مہمان کو ہی دم
زیادہ اور منہ سے کیا کہیں ہم
نظر لجائی تو پہر حال کہلجاتی
قسم کھاتی ہوں دلکو چین آجائے
یہ کہکر وہ ہٹی آئی وہ چالاک
کہ کہینچی جسنی تھی تصویر بیباک
کہ کوئی کارشائستہ دکھاؤں
عوض میں اوسکے انعام پاؤں
اوڑھی پہر جو نوٹا کہکی یہ بات
پہر اسلطان سے کہہ نزدیک آئی رات

طبیعت کچھ مکدر ہو رہی ہے
ہو سن وامان مطلب ہو رہی ہے
خدارا لا کوئی جام لبالب
کہ بنگی مہربان سے کیف مطلب
کہ بعد انجام شب سلطان ذیشان
جو تھا ہے صبح کو سیاح آفاق
جب آئے دو پہر طاہر جو آئی
زبان پر آئی فسانہ وہ لائے
پہونچکر اپنی ملک سے کہا حال
کہ مہمان بیچا ہی مہر تمثال
یہ آنکھیں جو کہ ہیں غمزہ یہ عالم
یہ ابرو جو ہیں دو شمشیر باہم
یہ لب جنبش ہی جنکی مرگ عالم
قیامت کا بہی ہو سامان بہم
کہیں ہم حال اوسکا کہاں تک
بڑی مشکل سے آئی ہیں یہاں تک
جو سنیکو میسر ہے ہو حاصل
جہاں میں کوئی ہے اسکا مقابل
پہر اچھا دیر کیوں کرتی ہو چاؤ
وہیں ٹہرے جہاں آرام پاؤ
کہو تو اوس شنازی کی سنا دوں
جو سمجھی ہو آنکھوں تو بتا دوں
گوارا ہے ہمیں جو کچھ سزا ہو
مگر مالک کا میں مدعا ہو
نہو تکلیف اگر حاصل تو چلیے
پہر کٹ سنی رہا باہر نکلیے
زبانسے بی ناتامل آہ نکلے
جو ہو سن کے تو منہ سے واہ نکلے
جہکی تسلیم کو او عرض ان کے
کہ سیون تمنا تہیں یہ جہے
سو فضل حق سے ہو وہ تاج پایا
نصیبا سے مدد اوا پایا
محل میں چند دم آرام پایا
ہوا پیدا بانو کو بلایا

کہا ایجان سنئے پھر وہ فسانہ
وہ بولی ای میری شاہ زمانہ

گیا نزدیک کپتان اور کہا حال
کہ سنڈباد مین ہون صاحب مال

نہ گھبراؤ خوشی کے منہ سے باتین
نہیں مکاریون کی خوب یہ تدبیر

کہ وہ سنتی ہین کپتان ہی اتنا
بظاہر تو نہیں ہی مرد ممتاز

یہ مال اوسکا جب جائیگی بغداد
کہ ہنگی وارثون کو اوسکی امداد

دھر آغاز سے سارا فسانہ
سنایا تا سمجھے وہ بہانہ

کہا دیکھو انہیں پہچان تو خوب
کلام اسکا نہیں خاطر کو مرغوب

وہ آئی اور گلی مل مل کے رو دی
وفور اشک سی رخسار دہوئے

جو آنکی گھر ان بیت انہین وہ
کہ اطمینان خاطر ہر طرح ہو

مبارکباد دینے آئی احباب
ہوا مخطوط میرا قلب بیتاب

تعجب تھا سنا جس جس نے یہ حال
کہا مجھسی تو ہی صاحب اقبال

وہ اتنا سب مال اسکا ہی
تلف کرنا حق اوسکا نا روا ہی

کیا میں اور سنایا اوسنے سب
کہ ای چارہ گر دلہای خستہ

وہ راحت دی کہ اوسکا شکر کیا ہو
نہیں ممکن جو یہ احسان ادا ہو

جو مشکل سامنے آئی وہ حل ہو
ہوس مطلب سی سب دل ہو

میں کہہ سکتا نہیں باہر سے
کہ ہو برہم تجھے نہ عرض طلب

بیان کرتا ہی تاجر اسطرح پر
کہ ساری سرگزشت اوسکی سربسر

یہ میری گٹھریان ہین اور اسباب
ہنسا کپتان ہو لاکیون ہی بد خواب

بھلا تو کون اور کیا ہی ترا نام
کہین سے پی کی آیا ہی کوئی جام

وہ بولا فقر دریا مین و سیم
بہت سے شاہد اسیر کہتی ہین ہم

کہا پھر بھی سنئے حال میرا
کہ گذری سانحے ہین مجھپہ کیا کیا

بیتی پائی جو اوسنے استسارے
کبھی ہمراہیون سے کچھ اشارے

کہتی تاجر جو مجکو جانتی تھی
مری ہمراہ تھی پہچانتے تھے

کہا کپتان سے سنڈباد ہین یہ
فریب و جعل سے آزاد ہین یہ

غرض جو حال تھا ملیرہ پایا
زبان پر شکر حق اوسوقت آیا

کہی ہر ایک سی اپنی کہانی
کہ یون ہی فضل سے ہے تا بزندگانی

ملا جب مال سب میں اسپر جا
کہ کچھ کپتان کا حق چاہیے تھا

کوئی اسمین سے حصہ دوا تھی
رہی مخطوط تا خاطر کچھ اوسکے

خدا رکھی سلامت تا قیامت
نصیب دشمنان ہو داملامت

غریبون پہ جو بندہ نوازی
خدا فرمائی ہر دم چارہ سازی

طبیعت کرہی ہی کچہ اشارا
بشرطی ہو جو صاحب کو گوارا

ہنسا کپتان اور بولا کہ بھی
خدا کیواسطی ہان پھر نہ رہی

۱۶۵ ارات

انہیں لفظون سے تھے یہ باتو کہ ناگاہ
کہ پھر کچھ اور خاطر کا ہو دھڑنگ

قسم اوس کی سنا جو ہے خوشبو نکہت
ملا منہ سے کہ لب مین عار

خدا ایک سا غم خوب لبریز
نظر جب شب کو آئی صبح مطلب

وہ کیا یعنی کہ بعد از رخصت
نظر اوٹھی ہوا تشہ پیٹھا

وہین یا جہان سے آتی تھی
وہاں کیا تجھ پہ گذری بیچ

کہ پوچھا اوس سے ہم پیکر
دکھاؤن گر کہی کا تین نقد

وہ بولی [illegible]

چھپی وہ شب گئے کیفیت ما
ہوئین کیفیت اگر طبع غمناک

نہیں قابو ہین ہوش و عقل و ادراک
زبان ہر سا مضمون مصفا

کہ جس پہ بیٹھی ہون دل سے شیدا
اوٹھا اور عازم صحرا ہوا جلد

اوڑا مثل صبا وہ بادپا جلد
کہی آغاز پیرا زفسانہ

زبان کرتی ہی ان لفظون مین تہ بانہ
نظر آیا تجھی کیا حال اوسکا

بیان کر حسن با اقبال اوسکا
مگر دل تھام لیں بیتاب ذرا آب

سمجھین تا کہین مرے خطا آب

شنیہ فرماسے تجکو ہوا کیا
جناب عشق کی چہلین ہین ہیشہ بد
ہنسی وہ دلربا بولی کہ ای واہ
مصاحب کیا بنایا قہر ایا
ہین سمجہی نہ تیرے دلا ہی مجہی شوق
سو مین نے اسکی بہی دن گن تجہی لا
نظر پڑتی ہی بہتوںنی ہی چہپانی
سو نگہاتی نکلی کچہہ بیہوش آیا
تو آتی اک جماعی کیف اوترا
عشق آتا ہی اسی جو دیکہتا ہے
سنا کر اوڑ گئی طائر یہ ایما
وہ بولی تاجر اوسی ہی کہتا
کہ یہ مال تجارت ہی جو میرا
نہین احسان فراموشی مرا کام
نہین بیٹہے میلا پہر نہ کہنا
خدا کی فضل سی سب کچہہ ہی موجود
رکہین وہ گہڑیان حجرے کی اندر
بہت تحفے نہایت عمدہ اسباب
کیا راجہ نی مالامال مجکو
ہوا پہر عزم رخصت وانسی اوسی
بہت کچہہ دیکی فرمایا کہ جاؤ
ہوا اسوار لیکر مال ہمراہ
پڑا مین اوسطرف پائی خبر یہ

غضب لائی تہی یہی لیکیسا
ہزاروں رنگ کے ہین اوسکے مطلب
نہین کیا تو مری غصی سی آگاہ
تجہی گستاخ ہنسی ہی بنایا
کہ تا ہو رفتہ رفتہ کثرت ذوق
کہ تا آسودہ ہو سب تیرا حال
فراموشی قدم لینی کو آئے
اوٹہی گہبرا کی پہر اک جوش آیا
کہا پہلی مصاحب سی وہ آ کر
نہین معلوم یہ کیسی بلا ہی
پہر اگہر کو وہ شاہ مہر سیما
کہ وہ کپتان جب مجہسی لولا
کچہہ اسمین نہیں تمہین وہ نذر سمجہا
تمنا ہی کہ ہو اسطرح انجام
بس اس مطلب مین اب خاموش بیٹہنا
فدائی لطف بی پایان معبود
کہا پہر بیٹہی اوس راجہ کی جا کر
جو تہی ہر طرح اس عالم نایاب
ہوا وہ باعث اقبال مجکو
کرون تا اور جانب جا کی پہیرا
نکرنا دیر جلد اس سمت آؤ
کیا اسطور پہر خاطر کی آگاہ
زیادہ سر سی بیٹہی تہی آئی خبر یہ

پہر اوسدم جز ندامت کیا حاصل
ابہی کچہہ اور ہو جاتے تو کیا تہا
مقرر تیری ہی شامت تہی کچہہ آئی
بس اب لا سانہی کہیون وہ کیا ہے
تو پہر کچہہ مال و زر لیکر دکہاؤن
ہنسی وہ اور نکالی وہ نئی تصویر
اوڑا چہرے سی اوسکی طائر رنگ
وہی غفلت سہتی تا شام چہائی
اسی اچہی طرح پاس آئی کہ تو
اگر ہین جانتی اسکی اثر کو
محلین چند دم سو یا وہ سلطان
کہ کہی جو طبیعت مین مضمون
تو راضی ہو دل مشتاق اسدم
سنا اوسنی کہا ہرگز نہوگا
مبارک تجکو یہ اوسکا نفع لیسا
غرض تہا جب اوسنی تمانا
کہ بیٹہی اسطرح مال تہا پایا
بطرز پیش کش وہ سب کہانی
تمنا ہین جو دلمین تہین ہزار
کہا راجہ سے بیٹہی حال خاطر
وہی میرا جہاز اول آیا
کہ سو ہی شرق جا نبی اسطرف سے
مین آ تیرا الماس بیچا نفع پایا

یقین کب تہی کہ قابو مین ہی مجہے دل
مری سر پر ہجوم صد بلا ہی
نہین تنے ابہی اچہی آشنائی
چہپائی کیون ہی کچہہ تو مدعا ہے
فراغت پا کی اپنی گہر کو جاؤن
مقرر تہا خلش پر کار تقدیر
جو جا تہے وہان سب ہو گئے تنگ
سر شب کی نصیبی تہی جو یار
کہ اس تصویر مین سے طرز جادو
کہ مرتی اشنا اسنے نظر کو
پہر اوسکے بعد بانو سی کہا ہان
کہا بیٹہی پہر اوس کپتان سی تو
نہین اسکا رہیگا مدتون غم
جو لون کچہہ نا حق مال تیرا
خدا شاہد نہین ہین کچہہ طلبگار
تو آیا تہا جہان میرا ٹہکانا
سو کچہہ اوسمین سے حد متمول لایا
بڑی قیمت بہت تہا وہ تمام
مرا اون مین سب طرح کی تہی باتین
سنا بولا وہ بیٹہی ہر طرح حاضر
وہانسی جلد سب اسباب لایا
نظر آئین کچہہ تحفی وہان کے
نہایت ہر طرح کا لطف اوٹہایا

زیادہ لاکھہ سی تہی جمع جار ... بہت محظوظ تہا ہر دم مراد
حویلی اور مکان عمدہ بناتی ... رہا اونہین ٹہری آرام پائے

سفر کی سختیان ہولین سراسر ... ابراحت مین کرتا تہا بسر
یہان تک کہکی سندباد و سب حال ... ہوا خاموش دینک فعال

گہر تک پہر بعد اوسی کی آلا ... کہ لادو سطربون کو جلد باساز
سنا خدمتگزارون نے جب ارشاد ... گئی وہ اور کہا اونسے کہ ہی یاد

چلا جہاز و سامان جلد ہمراہ ... مبادا ہو مکدر طبع آگاہ
کہی لگ یہ تاخیر کیون کے ... مگر کچہ نوکرون کی ہی خطا تہے

اسی صورت سے لب تہی کہانی ... کہ رخصت ہوگئی شب کی جوانی
ہوئی خاموش با نوشاہ بہم ... اوٹہا پہر جا سی سامان فراہم

۱۶۶ رات

خدا حافظ نگہہ اللہ ساقی ... ٹہر دم بہر ابہی ہی ہوش باقی

نصیب دشمنان ہی کیا سخن ہی ... تری ہونے سی ہی انجمن ہی
پلا اللہ بہر کر پہر کوئی جام ... کہ ہی غارت مطلب کا ہنگام

زبان پر میرے ہی راز فسانہ ... صدا دیتا ہے یون ساز فسانہ
کہ جب شب نے جہان سی منہ چہپایا ... مزاج شاہ مین دہیان آیا

کہ ہی وقت سحر چلی سوی دشت ... سیاہ ماہ ہون کچہ اور بہی گشت
جہان کے دید ہو تا وقت معلوم ... ذرا آرام پاتی جان مغموم

غرض لیسا ہی وہ لایا عمل مین ... جو سوچا تہا وہی آیا عمل مین
صدا آئی کے سنکر شاہ والا ... تہ محل مین جا کی بٹہہا

بیان کرنی لگا طائر وہ احوال ... کہ آخر کو پری با حسن اقبال
چلی اپنی محل سی سیر کرنی ... کشش کے کچہ جو الفت کی اثر نے

وہین آئے جہان بیٹہا تہا مہمان ... پکاری قسمت مشتاق احسان
نظر کی ہر طرف کے گرد شین کین ... بہت کچہ جستجوئین مان کی تہین

نہ بہلا جی بہر کچہ اور بہی وہ ... طبیعت کو جو تہا اک امر منظور
تو وان سے پہر کی سو باغ آئے ... مصیبت کے لیے تقدیر لائے

ہوا غل آمد آمد کا جو ہر سو ... تو اوس مہمان نے بدلا وہ پہلو
اوٹہا گہبرا کی استقبال کو وہ ... نسمجہا خوبی اعمال کو وہ

ٹہلا آہستہ آہستہ وہان سے ... الہی خیر ہو کہتا زبان سے
یکایک سامنی آیا پری کی ... ارادی تکہتا تہا اپنی جی کے

نظر جسدم پڑے مہمان پر لوگ ... انگوٹہی بہت ڈہیلی ہی جو لے
وہ بولا خوف ہی بیگانگی ہی ... نہین ہیبت نکالتی میری جی سے

خدا جانی ہو گیا سامان تدبیر ... کہ دلبر پی ہی مرخ چشم کہ تیر
پری نی سنکے فرمایا کہ آؤ ... نہ ٹہرو وان یہان تشریف لاؤ

شہ خورشید وہ پہونچا جو نزدیک ... محبت نے کیا عالم کو تاریک
غش آیا جوش الفت سے پری کو ... نسنبہلے کو سنبہالا اپنی جی کو

برابر تہین وہ دونون محرم راز ... کہ جنکا ہو چکا ہی پہلی آغاز
وہ لپٹین اور کہا صنا یہ کیا ہے ... طبیعت مین جرات کچہ سوا ہے

گلاب و قند کا شربت پلایا ... مگر آرام خاطر نے نہ پایا
کہا مہمان سے جا بیٹہو ابہی جا ... کہ یان جی کا ہوا ہی اونقشا

پہر اس پر وہ اوگہر کی پہونچے ... خواہشین آپ باقی اور جو تہین
رہین مصروف خدمت با شتاب ... پہر آخر وہ انسی لگی مین لباس

پہر مشتاق بادہ جب شتاب آئے ... تو کچہ کچہ بہر کی جی لگی پا
تہین کہکی لی لاسیر راہ ... پہر استادہ سلطان آگاہ

تحمل تہا آخر ابہو وہ ... کہ اس دل اوہی [illegible] تہا و
[illegible] شب کی سپید ... کیا ارشاد با او سی کہ [illegible]

بیان کر رہی باقی کہانی
اجازت پاتی تا گانین بتوسو
صدا [illegible] سنکے ہر جانب سے آنے
کہ یارب تا ابد ہی عمر و اقبال
پر آخر کو ہوئی برخاست محفل
ریال اک سو ہین سیر پاس آئے
لیے مزدوری کہا سنتے آیا
دیتی ہین ریال وسنی کہ لیجا
کہا ہاں ہر بلا سے مجھے کل
ہوتی جب شام بدلی عمدہ پوشاک
زبان پر مسدم شکر الٰہی
نہین تہی تا ہی جو وہم و گمان
کہان فاقی کہان [illegible]
عجب ہے بخت سے یہ دم غنیمت
اسی صورت ہے کہ تا دل ہی پاتا
سنا اوسنی کہا تشریف لائے
بہلا ہو مجکو ساقی پہر کوئی جام
لبالب بہر کے دی تا دل بہر جائے

وہ بولی کیوں نہ [illegible]
وہ چیزین جو کہ ہین خاطر کو مطلوب
رہین خانہ سے دولت جو پائے
رہی یکسان عروج حسن اعمال
کہا تاجر نی ہند باد کامل
اگر توفیق کچہ تجکو خدا دی
عیال اطفال کو یہ سنایا
بیان ہے خلق و ہمت او سکے کیا
مقرر جاؤ تا شام اول
لشکر آ رہی خواتین بیبیان
کبہی یہ دل [illegible] تہا تباہی
وہ آتا ہی برابر امتحان ہین
ہوئی کیا وہ فلک کی کج [illegible]
مقرر کچہ نہ کچہ اسمین سبب ہے
ہزارون سوچتا جاتا تہا تا گہ
خوشا قسمت جو خادم [illegible]

کہ تہے مطلب ہوا [illegible]
غزل [illegible] خیال [illegible]
تو آغاز دعا لائی وہ لب پر
یہی صورت ہے اک یاس [illegible]
ادہر آتو یہی مزدور جفاکش
تو حرف خانہ کرنند و بکر
کہ قسمت سے ہوئی امداد حاصل
کہا باقی یہی سب ہوا حال
سحر کو او سنی کچہ [illegible]
چلا گہر سے نہایت خرم و شاد
کہا صورت وہ [illegible] شکل یہ ہے
مجہی ہی سو نیہ دولت عجب ہے
رہا بار گران کل تک تو سر پر
کہین [illegible]
قریب شام پہونچا [illegible]
لب [illegible] اسطور قال

لی آئی لو کرتا جدید [illegible]
نہایت ہی مرحاطرنی پانی
وہی گایا کبہی ملکہ [illegible]
کہ الفاظ آتی تہی لب تک
نہ ہو دنیا کی آسائش [illegible]
[illegible] بہی [illegible]
ملا تہا کل مجہی اک مرد کامل
وہ [illegible] اقبال
غذا کی ہی مرحاطر [illegible]
طبیعت فکرت دنیا سے آزاد
نہین معلوم ہے تقدیر کیا تہی
یہ احسان آپ کی طالب ہی
قدم [illegible]
[illegible] زیر پیشانی [illegible]
کہا [illegible]
کہ [illegible]
کہ [illegible]

۱۶۷ رات

الٰہی [illegible] صبح آرا
کہ اتنی دیر [illegible] وہ دونون
بیان کر کیا ہوا بعد اوسکی نقشا
کہ بولی [illegible] پاس
بیٹہتی [illegible]

رہی تہوڑی سی جو وہ گذر جائے
قدم شہزادی سر صبح اٹہایا
کہ جنکی حال ہی تم [illegible]
وہ بولا تہا عجب سامان و سجا
[illegible] سمجہی کل انعام آخر
وہ لاتین گا [illegible]

وہی افسانہ پہر آ زبان پر
منگا کر اسپ بیٹہا اور [illegible]
فراز نخل [illegible]
کہ جب کچہ [illegible]
وہ گانین کچہ [illegible]
کہا انسی غزل گا [illegible]

وہی قصہ بیان ہوون [illegible]
کہی نظارہ اطراف اکثر
کہا اوس [illegible]
[illegible]
[illegible]

اونھون نے وہ سنائے شعر پر سوز
محبت مین گذر جاتی ہے جی سی
خفا کیون مجھسے الفت سے نہ ہو
غریبون پر بھی کیون مہربانی

سنی جب یہ غزل اس نے تو سودائے
مین صدقے کیا دیا ہی حق نے جو ہنر
خدا محفوظ ہی رکھی تو بہتر
بشرطی مورد شکوہ نہ ہون ہم
کہان یہ بخشش جو سمجھون کو بانٹی
اوڑھی طاہر کہان کی کہکشی
گہر آیا شاہ بعد از دیر سویا
کہ مین قربان شاہ با کرم کے
ہوا امید از سلطان سنکی آواز
وہ بولی اب یہی ان اظہار راز
کہ شب کیونکر گذری روز مین
عطا مین ہے تمھاری کچھ نگایا
کہ جو جاتم آفرین ہی تم ہین
سفر کی سختیان کچھ بیان نہین
جب آیا ختم پر آغاز اوسکا
فراغت اوس سے بھی جستجو تا
کیا ارشاد کل پھر آئیگا
خدا اوسکو زیادہ اور بھی دے

غزل

نہ کہتا ہی دل تعلق کسی سی
برا ہا محبت کی ہنسی سے
ہم تو جیتے ہین اپنی بیکسی سے
نہ آئی وہ تو پھر تو کیا کریگا
لب دامن نے بار اشک اوٹھائے
کہ ہر قلب مین کرتا ہے ترازو
نہین جھسے یہ تکلیف مقدر
کہ یہی جی آپکا اسوقت پر ہم
نظر آتا ہی آپ کا بھی سا بات
کہا جی نے یہ سلطان مان سے
ہجوم خواب سی جب ہوش کھویا
تصدق خسرو عالی ہمم کی
کہا بانو سی اے محبوب طناز
کہ دیکھی شکل جب تاب جبری او
کہو کیفیت اپنی رات بہر کی
ہر اک رکارشی کثرت سی لایا
نہین کثرت جو دو آرم
جو گذرین تہین یک سفر و استانہ
کہلا ہر طرح سی سب راز اسکا
توجہ پھر جانب جو آئے
نہین تشریف شکوہ لائیگا
جو تمسی بیکسو ہے وہ خبر لے

کہان خاک او رکہان کہ شعلہ یار
نہ لطف اوسمین نہ ہی کوئی مدارات
سنا ہی مرگ عاشق سے وہ خوش ہین
نسیم اتنا تو پوچھو اپنی جی
ڈیلی رخسار جمپکا حسن کا نور
نظر آتی جو بھی کیون نہ جاتی
مگر اک عرض ہی گر حکم پائین
کہا اجڑا ہوا جی کیا بسےگا
مبارک عین تمہین جیلین بیجان
کہ اب جلیں یہان سے پلنگ
تو اپنی وقت پر خاتون طناز
بہت کم اب یہی بات باقی
کہو افسانہ تا یہ شب گذر جائے
بہت خاطر منت سی بلایا
وہ بولا مین فدا لطف و احسان
جو پوچھا صنم خانہ نے یہ حال
وہ مجھپر مہربان تہا آج کی رات
او نہین سنتا تہا مین باگوش انصاف
تو وہ خاموش ہو کر صاحب جاہ
بلایا اور دیا یہ مال اسباب
سنا روجہ نے میری سر بسر حال
پہر اوسکی بعد ہم سو گئے آرام

کہ جو عاشق کو تہی تیر جگر دوز
بہلا انسان کو کیا نسبت ہے پری سے
پہنسا ہے جی تو کیسی دمی سی
خفا ہو با پڑا اب زندگی سی

بیکار مین ہم نفس آئے چشم در دور
یقینی قید ہستی سی گذر جائی
تو کچھ الفاظ اوسمین سے سنا دین
نہ کچھ اچھا نہ کچھ بیجا سنےگا
مجھے خاموش ہی نی دو تو احسان
ذرا دیکھین نہ کی تازہ مضمون
ہوئی اسطور سرگرم صدا آواز
غنیمت ہی یہ بزم جام و ساقی
ذرا تسکین ہو مزاج مضطرب کی
بٹھایا پاس ولیکن یہ لایا
نہ تہا گھر مین کسی صورت کا سامان
کہا مینی کہ اک مرد خوش اقبال
بیان کرتا تہا اپنا حال و قال
وہ فرماتا تہا احسان و الطاف
رہا محو غنا با شوق دلخواہ
نہین فن کچھ کیا تہا جو انکہو سی نہار
کہا کیتا ہی ان وہ نیک افعال
ہوا اسطور پر آغاز و انجام

کہتا جو نئی اب سنی نیا حال
نہیں دنیا میں فانی جای آرام
فراغت کر لو کچھ آب و غذا سی
ہوا ارشاد سب سی آؤ کہاؤ
نہیں تو نہیں آ خبر ہو گئی شب
مبارک باد مطلب کی قسم سے
کہ وہ مینا جو ہی عرصی لب بند
صدائی نوش ہو خرم ہی
دہن برسائی الفاظ و معانی
اوٹھا سلطان کہ ہنگام سحر تھا
سوار اوس پر ہوا و جلد پہونچا
کہ جب ہم صحبتوں سی وہ پیرزن
نہیں معلوم تمکو حال میرا
کوئی دم ضبط سی ہی تنہا
کہاں خوف رسوائی دہر
ابھی جاؤ کہاں تم اور کہاں ہم
کھلی گا راز دل میرا کہاں
سنا ہم صحبتوں نی جب ارشاد
وہ کسکی واسطی یہ بیقراری
ابھی حاضر ہو وہ قسمت کا مارا
مناسب ہے کہ جاتی اب وہ چالاک
یہ کہکر پھر اوٹھی جا تار و شاہ
اوٹھی اور بہر استقبال آئے

کبھی ادبار ہی ہمراہ اقبال
برا آغاز اسکا بد ہی انجام
تو ہو آغاز طرز مدعا سے
جو کچھ درکار ہو وہ اور لاؤ

۱۴۸ رات

نہیں ساقی ابھی تک شوق کم ہے
ملی ساغر سے تا خاطر ہو خرسند
الجھاتی مزاج قلب شیدا
زبان سی سطرح نکلی لہا
ارادہ اور ہی پیش نظر تھا
اوسی صحرا میں جو مطلوب تھا
جو عقل و ہوش سی خاطر آزاد
کوئی کرتا ہی دل میں آہ
یقین ہی سینہ سے نکلی گی دل
نہیں بنتی تسکی ہی بگڑکے
یہ صحبت کوئی دن کوئی دم
زمانہ کی طعنی مجکو دیگا
پکاریں گل فلک و فریاد
ابھی کیوں اشتیاق آہ و زاری
کہ جسکی واسطی ہی یہ اشتیاق
رہین بجا ہوا ہوش اور
ہوا اسوار بستہ دی نی راہ
زبان پر سطرح یکبہ لائی

نہیں ہے ایک صورت بیزبانہ
فلک کی کاوشین حد میں زیادہ
یہ کہکر جلد جا خاصہ دان منگایا
فراغت پا کی فرمایا زبانی
ترقی پیری جوش جی پر ہے
چھلک پیالی کی آنکھوں میں ترشی
ہوس ہو سو ہے ختم کر لی سبو کو
کہ جب تکلیف پیر شب پر آئے
منگایا اسپ خوش رفتار اپنا
نظر آئی فراز نخل طائر
ہوئی گویا کہ سن خود فراموش
توقف صبر کو حاصل نہیں ہے
یہ سنبھالا گو مزاج بیقرار
فلک کی کاوشیں کرتے ہیں احسان
مبارکباد جو دیتی ہی آواز
یہ بیتابی نہیں جانی کی جائے
لگیں کہنی کہ اوس پر تیار
سبب کوئی ہی یا آپ ہی آپ
وہ بندہ ہی تمہارے اک دلکا
وہ اوسکا حال پہلے دیکھتے
طرف گھر کی پھر سلطان مشتاق
کہ آج اتنی ہوئے کیوں اشتیاق

ہمیشہ ہی بنا اسکا فسانہ
ملی رہتی ہیں باہم نوش و نیشتر
کوئی ممتاز نوکر سے بلایا
کہا بعد اوس سفر یوں کہانی
رہا پھر مختصر وہ طول مطلب
اشارہ کر رہا ہی ہوش ...
جمال ... لطف ...
ٹپک مے کی جھلکا آرزو کو
سفیدی تھی لف تارکی کی جا
سمجھکر شوق دلکو یار اپنا
ہوا یوں گوش وہ حال ظاہر
پہنچ کر مجکو تم سب صاحب ...
مرضی تو نہیں یاد نہیں ...
اوٹھا دنگی لحاظ اشتیاق
بہت کچھ ہیں میری مجکو ...
مزاج ضبط ہی ...
ستانی گی طبیعت کی ...
عجب سبب کا سنایا مجکو ...
سنبھالا تو نہیں ابھی ...
کہیں ہیں منہ سی ...
ستانی کس ... ہیں مبتلا ہی
وہ بانو جو کہتی یکتا ...
کہا سنتی نہیں تم ...

مین ویدل اطراف کی کرتا ہون گشت
غرض کہتا تہی صحبت پاکی ہو
وہ مجکو یون کہا جا پہر چال
سفر کا نام ہی لاون نہ تب تک
مگر دل بعد مدت کچہ ہوا تنگ
یہان بیٹہا وہان بیٹہا گئی روز
کہین چلتی پہرتی ٹوٹے قلب بیتاب
غرض سو چکر اسباب بسیار
نہایت معتبر انسان ہمراہ
جہاز تیر پر بیٹہی ہم یار
جزیری جا بجا پائی بہت خوب
اوتر کر مال بیچا زر ملا خوب
نہایت خوب سب اطراف آباد
مجہی حیرت یہ تہی کیا ماجرا ہی
وہان کچہ دور دیکہا چشمہ آب
لب بانو پہنچی یہ نقطہ نگین
تو کل پہر التماس حال ہوگا
تری قربان سا پہر ہی دی
کہ جب شکل سحر سلطان کی دیکہی
یہ دلہین تہا تک پہونچا قصہ جو سن
کہ جب چند سحر از ان لسون
ذرا معلوم تو ہو حال خاطر
خبر اوسکی نہایت جلد لائی

نہین تہا ملس سی کی نکا برابر
فلک جسوقت اشک چشم تر دیا
کہ جب مجکو نظر آیا کم اقبال
جیون اس عالم فانی مین جب تک
دکہایا بخت بد نی اور ہی رنگ
ہوا حاصل دل مشتاق کو سوز
نظر آئین نئی اشیا و اسباب
کہ جو دیکہی وہ ہو دل سے خریدار
ہمیشہ ستی وہ میری محرم راز
وہ سب جب تہا وفاخوش صنع تجار
ہوا خاطر کو سب کی وان مزہ خوب
زیادہ اوس سے تہا جتنا کہ مطلوب
ہوئی سبکی طبیعت دیکہکر شاد
مگر اس جا کوئی دور بلا ہی
طبیعت پیاس سے تہی تشنہ بیتاب
کہ وہ شب جس سے تہی محفل کو تزئین

نہ باتو نہین مجہی بہلاو صاحب
او ٹہا سلطان کہا خاتون سی جانباز
تو اپنی دلہین مینی یہ پر ٹہانی
بہت اس عہد پر اوقات گذری
کہ پہر وحشت نے میری جی کو گہیرا
پہر آخر قصد خاطر کی کہا یون
وہی اہرین لب دریا کہ کہین
لیا او چند یاران موافق کیس
ہوا ہمراہ او نکی شوق دل سے
بڑہی مثل ہوس کس سمت کو ہم
کہ بیچا چاہیی اسباب سجا
وہا نسلی ور جانب پہر بڑہی ہم
وہان پہنچی تو انسا کچہ نہ پایا
جو انسان سنے ہین اطراف خانی
پیا او سکمین سے مینی خوب پانی
ہوئی رخصت او تہی سامان موجود

جو کچہ موجود ہو وہ لاو صاحب
سنا تو کیا ہوا وان اور سامان
کہ اب تا انتہائی زندگانی
تمنا کوئی بہی لین نہین تہے
لگا ہونی ہر اک جانب کو پہیرا
کہ دیکہا چاہیی کچہ او مضمون
نہین ہم صحبتو مین جا کی لائق
نہ تہا خاطر مین اشکال کچہ کم و بیش
رہا پہر ربط حاصل آب و گل سی
نہ تہا حاصل طبیعت کو کوئی غم
کہا مینی یہی ون سب سے کہا جہا
جزیرہ اور اک دیکہا اوسی دم
درختون سے ہر اک نی میوہ کہایا
ٹہرا مین جانب حد شمالی
ہوئی حاصل بہار زندگانی
کہا خاتون نی گر ہی فضل معبود
فسانہ صاحب اقبال ہوگا

۱۶۹ ارات

جو میری عشق باقی کی خبر لے
ہوس راغب ہتو اسطرح کرے
ہوا اسطرح اوسکی وارد گوش
لگین کہنی کہ ای شمع شب افروز
یقین ہی وہ بہی پامال خاطر
بلا دو میری آنا کو وہ جانی

دم مستی ہو پہر افسانہ آغاز
کہ چلتی سننی افسانہ سود نشست
کہ طاقت کہنا ہی وہ کہانی
کسکو بہیجا لازم ہی وہ سچا
سنا اوسنی کہا بہتر یہ بات
غرض سنکر یہ ارشاد پریزاد

زبان پر آئی یون کیفیت راز
بلا سی سمین گو حاصل ہی گشت
جو کل چہوڑی تہی اپنی ہی زبانی
جہان سے وہ مصیبت کش جبر سا
کوئی جاتی وہان ڈہونڈی ری رات
چلی سوی گلستان وہ دل آباد

پہنچکر دیکھتی کیا ہی تماشا
کہ اک کونی مین ہی فتادہ لاشہ

فرش حسن سے ہی باغ روشن
زمین ہی سرخ ہر طرف کہ برق خرمن

کہ جلد اس باغ سی باہر نکلیے
نہ ٹہرا جائیگا اک لحظہ چلیے

کہ صاحب یک ملاشہ وان پڑا ہے
نہیں معلوم کیسا سانحا ہے

ہنسیں سانہ والے سنکے یہ راز
کہا گذرا جگر سی ناوک ناز

نہ نوبت آئی کچہ عرض سخن کے
کہ الفت روح نی چہوڑے بدن کے

کہیں ایسا نہو وہ خود بہی مرجائے
سنی افسانہ اور جی سی گذر جائے

اگر یہ جائیں اوسکو یہ سن آئے
عجب کیا ہی جو دلمین جوش آئے

کہو جو جو سنا ہے جلکی فی الفور
کہیں ایسا نہ سمجہیں وہ کچہ اور

ذرا منہ ہاتہ دہو مسند پہ بیٹہو
تسلی دو کوئی لحظہ تو جی کو

اوٹہی پہر دونوں طاقت اوس سخن سے
چہپی یکبارگی شہ کی نظر سے

بڑہی تا صحن خانہ شہ کو لائی
حقیقت تہی جو دن کے پہر سنائی

کہو افسانہ اب شب گئی ہے کم
وہ بولے لفظ دو معنی یون ہی باہم

پیا جب مینی اوس چشمے سی پانی
تو آیا جوش پر خواب جوانی

بچہا کر ایک چادر اوس پہ لیٹا
خبر مجکو رہی اپنی نہ اصلا

کہ دیکہوں وہ جہاز اکس طرف ہے
اوسی مین مال یا اتم تلف ہے

کہ تنہا پہر کیا تقدیر نے آہ
نہ ٹہری دست نی اپنی لی راہ

بہت رویا مگر بیفائدہ تہا
کسی نی بہی نہ پوچہا حال میرا

بہت سوچا بن آئی کچہ نہ تدبیر
رہا منت کش الطاف تقدیر

کہ اکثر جانور آتی ہین اس جا
یقینی وہ کہ نکلیگی نجہہ سہلا

نہایت فکر سی ان جمین آیا
کہ اک نخل بلند اوس جا یہ پایا

تو اوسدم چاہیے پہر صبر کرنا
نہیں انسان کو لازم ہی ڈرنا

مگر جز ضبط کچہ چارہ نہ پایا
دعا کو مینی ہاتہ اپنا اوٹہایا

نہیں جنبش کسی عضو بدن کو
اگرچہ ہی تو کچہ لب کو دہن کو

قریب آئی تو مردہ اوسکو پایا
ڈری تنہائی سی دلمین سمایا

بڑہی مثل ہوا گہر آئی مضطر
بیان کرنی لگی پہر اسطرح

مگر جنبش سی پایے کچہ دہن مین
وگرنہ جان نہیں سارے بدن مین

نہ فرصت دی نگاہ قہر آنے
کسیکے جان لی تیغ ادا نے

قضای عشق لائی تہی وہانتک
مناسب ہے پری کہنی نہانتک

کہا اوس دوسرے نے یہ نہیں خوب
غشی ہی اوسکو پہر دید مطلوب

نہیں سے مرد میں عشاق وفادار
یہ کیف شوق مین تہے سر بسر شار

بہم ہو کر گئیں وہ شوخ و چالاک
کہا کسواسطے ہین آپ غمناک

سنو حال مصیبت خیز مشتاق
کہ اوسکو زندگی نے ہو نہ تریاق

محل کو رخ کیا سلطان نے ناچار
ہوئی بانو جو آمد سی خبردار

پس از چندی ہوئی خوابیدہ سلطان
جگایا شوق نے بولا جی ہان

وہ تاجر اسطرح کہتا ہے اب حال
کہ تہی وہ پیر حسن جمال

غذا ہمراہ تہی کچہ مینی کہائی
ہوا ٹہنڈا جو پانی پیا آئی

رہا دن کم تو گہبرا کر اوٹہا مین
پہر آ جو پائی اک سو جا نجات ہین

بہت ڈہونڈہے نشان کچہ بہی نہ پایا
سمجہ مین آگئی سگہڑی سے آیا

وہی پہلی مصیبت پیش آئی
فلک نے پہر بہی نوبت دکہائی

خیال آیا کہ شب گذرے گی کیونکر
یہ جنگل اور تو تنہا و مضطر

انہیں بیٹہا ہیون مین ن سوا کم
طبیعت کو بٹہا پہر اور بہی غم

مناسب ہے کوئی سوجہے ٹہکانا
کہ کٹ جائی یہ ٹہوڑا سا زمانہ

چڑہا اوس پر کہ حفظ جان ہو حاصل
پہر اسکی بعد اک پیش آئی مشکل

نظر اوٹہی تو پایا ہر طرف آب
ہوا دل اور بہی گہبرا کی بیتاب

کہ یا رب مجہ کو آسان ہو یہ مشکل
نہیں چارا دعا بن اب کچہ اے دل

سوا تیری نہین کوئی مددگار | ہین مجھ میں موت سے ہون عجز کا مار | وکہائی کر نہ کاوش میری تقدیر | بگڑ جاتی نہ یون بن بن کے تدبیر

مگر مجبور ہون آ میری سو لا | کہون کس سے ہی سودا یہ جھگڑا | مدد کر اے مری خالق مدد کر | کہ راحت آشنا ہو قلب مضطر

یہ کہہ کر اسقدر رویا کہ صحرا | وہ فوگر یہ یہ ہم سے ڈوبا | اثر پیدا کیا آخر دعا نے | دکہایا روی مطلب لکہا نے

وہ کیا یعنی نظر پہونچی جہان تک | تو پائی اک زمین خشک کہان تک | سفید اک شی وسی مین ملی دیکھ | کہ ثابت کچہ نہین وہ چیز لیکن

اب انجام آتی ہی کہانی

بے ارات

کہ صرف صبح کی شب نے جوانی

پڑا دیو کا دیا تہا ہمکو ساقی | بچا کر لی چلا دو جام باقی | یہان پوری نہین ہی جیت خاطر | ہوا تو بدل ہی مین ہی قاصر

ملا منہ ہی یہ دو کیا تین چار روز | کہ ہی خاطر موزون کا یہ طور | وہی عادت پہر نکلی زبان سے | فرزی سطرح سہ سہین دل ستارہ سے

کہ جب نو سحر چمکا تو سلطان | او ٹہا اوس بزم سے فرخ نہان | پڑا دشت مین کچھ وہان سے | ہوا محفوظ دل مدیر جہان سے

نہایت جلد آیا پہر وہی جا | جہان فسانہ سنتا تہا نکا تو | نہ نخل کی بیٹہا تہا کہ یکبار | پہر اٹہا ان تیز گفتار

بیان کرنی لگی آغاز مطلب | کہ سینی حال اپنی کیا ہوا اب | سنا جب وہ ہی سی پری اونچا | تو دولین جو تس ہو اور سن کے جہا

کہ ہان جی کچھ کہو کیا مدعا ہے | وہ بولی حال اوسکا برا ہے | بیان کرتی ہی یون جسنی کہ دیکہا | کہ پایا اپنی اک فتادہ لاشا

نہ تہی عضا مین جنبش جز یہ سر | ارادہ تہی مگر عرض سخن کے | نہایت ہی تک حاضر ہی وان | مگر پاتی نہ تہی مین صورت جان

ڈرا جی جلد سو خانہ آئی | یہان آ ہی مین لیکن پائے | یہ پہونچا حال وس محو الم کا | کہ اک پتلا سا ہی ندوہ غم کا

عجب کیا آپ گر تشریف لیجائے | تو شاید زندہ اوسکو کوئی پائے | شمیم زلف سی جانین کچہ ہو | طبیعت سے ہوا کم کیفیت جوش

کہا کیا خوب مین جاؤن یہان کیون | غرض کہتے نہین بیٹہی کہ ہان کیون | یہ نخری اور ہی کو جا سناؤ | او ٹہو تم مری پہلو سی جاؤ

مجہی کیا اوسکا شدید آجا ہو | جہ خوش کیا خوب تم بیجا ہو | سعاد اللہ مین ایسے نہین ہون | کہ اپنی جسم کی غیر کو دون

وہ مرتا ہی تو مر جانے بلا سے | دعا مانگی کوئی اپنی خدا سے | مرض انسان کو ہوتی ہین اکثر | حرارت سی بدل جاتی ہین تیور

غشی ہوتی ہی رو دسی سیدا | تو کیا اوس شخص کو ہتی ہین شیدا | سنا جب تو بولیں سب بجا ہی | یقینی اوسکو ایسا ہی ہوا ہے

نہین اس سے کی غرض تجھی | کہ یار اوسکو تکلیف قدم دی | کہیں تہین آپ اس سے عشق ہوگا | علیل و ناتوان پہلی سی تہا وہ

مگر اک قاعدہ اکثر سنا ہی | اطبا بہی کہتے ہین بجا ہی | کہ انسان یہ کہتا ہی جب کہ | تو حیرت ہی سر سون جی کو

نہین سو سمجھ اپنی وہ آتا | اوسی دیوانہ ہی عالم بتاتا | سدا صحرا مین ہیتا [illegible] | نہین جا طرسی گہٹتی کثرت سوز

ہوئی یہ کہکی طائر گرم پرواز | پہر آ گہر اپنی شتاہ واقف راز | حضور بانو خانہ وہ آیا | مہیا عیش کا سامان پایا

پس رخصت کیا اوٹہا سو کر جو سلطان | دیا خاتون کو اپنی حکم ایجان | بیان کر قصہ باقی وہ بولے | کہ جو تقدیر کی ہونی تہی ہو لے

کلام تاجر او ہی اسطور
مری ہمراہ تہا باقی کا کہانا
قریب آیا تو اک گنبد سا پایا
کئی سو گز سی فزوں دیر
نہ مطلق کچہ سمجہہ مین میری آیا
ڈرا مین اور کہا یارب بچانا
سناتی تہی ہین ملکون کی تاجر
مقرر یہ وہی ہے کچہ نہین شک
جو سوچا تہا وہی آخر کو پایا
بہت سے کار جیسی بیچ اشجار
گرہ دی دوسرے ناخن مین جا کر
تو پہچانی مجہی پہلی بس بلا ہی
درختوں پر سیمرغ طائر تو اوج
نہین جانی کی میری اب کہ جائی
قریب آسمان پہونچی ہی یکدم
انہین پایا تو گہین رہی ات سنانی
ہزار افسوس ہی مجہی نہ سنائی

کہ اپنی دلین مین کی بہت غور
لیا وہ اور ہوا اونسی روانا
ہوا حیران یہ کسنے بنایا
عجب انداز کا تہا طور ہر سو
کہ اس عرصے مین ان نے منہ چھپایا
بلا کچہ اور عاجز پر نہ لانا
کہ اک چڑیا بنی ہوتی ہی ظاہر
بسیرے کے لیئی آتی ہی یہان تک
موافق فہم کی سب پیش آیا
جہان جیسے ہوجاتی وہان غار
کسا دو نو سرون کو سیر کر کر
کوئی احسان مجہ فکر مند عاجز
کہا میں نی دلسی چند دم تک
یقینی ہو نگی حاصل بجا لے
مجہی ہیبت سی اپنی جان کا غم
فلک نی کی سحر کی خواستگاری

کہ چیز سفید اور گول کیا ہے
بڑا اوس سمت کو جس جا وہ شی تہی
کسی جا در نہ اسمین راستا ہے
غرض مین کہتا تہا غور سے خوب
قریب شام تہا جو ایک طائر
صدا دی اور جب اپنی تو سمجہا
اوسی رخ کہتی ہین لسان دانا
اب سمجہی یہ جو گنبد ہی دری
پہر اوسکی دیکہی مینی ناخن تیز
اتاری مینی پکر کی جلد سر سی
کہ تا جنبش نہو ہنگام پرواز
اسی تجویز مین وہ شب بسر کی
کہ آب یا دم پرواز اسکا
اوڑی خر وہ چڑیا اپنی جا سی
نہایت دیر مین اوسنی وہ آنچا
ہوئی خاموش یا نوائی تقدیر

مقرر کچہ بنا ہی ماجرا سے
کہ تا تا بہت ہو گیا ہی مشکل او
برابر گول پہلو مین یہ کیا ہے
کہ تا نکلی کوئی شکل خوش اسلوب
ہوا شکل جبل دسمایہ ظاہر
کہ یہ طائر ہی اور یہ اسکا انڈا
یہی وہ حرف ہین اون کی زبان کے
عجب کیا ہی اگر بیٹہی یہ شب
زیادہ تیغ و خنجر سی بھی خونریز
لپٹیا اک سر اپنی کمر سے
اوڑی جس وقت چڑیا کے اوپر
بجی تبی جہین نوبت سحر
نظر آئی کچہ اندر اسکا
زمین تہرا گئی اوسکی صدا سے
کہ وہ دشت مصیبت آشنا تہا
رہا مشتاق سلطان جہان گیر
کٹی کی کسطرح یہ عمر باقی

اے ارات

طبیعت آرزومند عطا ہی
تکدر دور کر راضی ہو پیارے
لب پیمانہ مجہکو منہ کہول خم سے
ذرا اللہ کر انصاف جیمن
یہ رسم فیض کے شایان نہین ہے
کوئی قطرہ کہ ترا لب اور دہن مین

تجہی تخل کرم سی استطاعت
ذرا دیکہہ آج خاطر کی اشارت
کہ ہر مشتاق تجکو یون ہی عادی
اگر تو برہم ہوا تا حق مین
اگر تک کوئی ہی احسان سہی
ہجوم کیف ہی سخن مدون

بہلا کب مین شتاب مطلب
کہ کس حسرت سی یہ سبو
الہٰی ابد میخانہ آباد
خطا کوئی نہ تہی جز عذر تقصیر
معاف اسمہربان گزرا سو گذرا
زبان پر ہی آئی افسانہ بدستور

نظر آتی ہین ان صورت نشست
تصدق کر رہی ہی زر کو
صراحی شیشہ و پیمانہ آباد
سو اتنی بات پہ اس در پہ تہا خم
اوٹہا عو توقف کرنہ بیجا
سناتی اسطرح پر یہ ہے مستور

کہ جب شب کا اوٹھا لشکر چھپانے
سنا او سنی کہ یون چلا تیری گو
پہونچی شیش او سکی ہمراز اطمینان
تو بیہ باغ آتی اور کہا جا
بشکل برق گذری کی طرف سے
اجل نی کر لیا کام اپنا پورا
جو تہمین راز وہ بولین کہ قربان
بلا سی گو نہین شایان یہ انداز
تمہارا ہی کو کام اوس سی گا ہو
یہ کچھ مشکل نہین ہر ہنر کا کام
بہت منظور سلطان گہر گیا
وہ سویا او بچا کا چند دم تیز
وہ بولی ہان سنا ہے اسطرح
جزیرہ ایک دیکہا سبز و آباد
کف دست ایک میدان خطر ناک
نظر تک کر سکی جو سو خاک اوتی
بڑی ٹکری کہ جنمین عقل حیران
کئی ٹکری اوٹہا او رہا اور باندہی
بڑی مشکل سی بچکر اوٹہی اوٹہا گا
مین او خوف سی آنکہو [illegible]
تو یون ہا او جانب کے وہ اوتنے
گہڑی کی بعد پہر اک چیز آتے
نظر جب شفتی آتی تو دیکہا

سحر نی منہ کہا یا آسمان سی
کہ یہ سنکر پری نی منہ کو دہو یا
اور اونکی رمیان وہ باتیہ ناز
وہ کس حال مین ہین کچھ خبر لاو
نکلکر داہنی والون کی صف سی
نہ کہا کوتی بہی مطلب ادا ہو
ذرا چلینی یہی وقت احسان
مگر ہی وقت حمام و صاحب ناز
جہان جا ہیگا وہ نام اوس سی ہوگا
مناسب ہی کہ دو مہمان کو انعام
یہان ہی سب سامان پایا
کہا پہر یون خیال بہتر و کم تیز
کہ وہ تاجر جو تہا بیتاب و مضطر
کوئی حیوان وان انسان آزاد
کسی جا نخل کچھ باہم کہین پاک
عجب کیفیت او سجا سی پائے
بہر صورت اٹہا لینی کی شایان
لیی ہمراہ یہ تحفی وہان کی
کہ ہر یک اوسمین سنگ اٹہا تا
چہپا اور ہمہ کہی رخ جیب تہیر
سفر ہو جلد تر حاصل یہان سی
مین سمجہا کچھ بلا اللہ سی لاتی
کہ دشتی ایک [illegible] گوشہ

وہی سلطان جو تہا مشتاق صحرا
ملا عطر اور کیا زلفون مین شانہ
تشمیم زلف سی ہر جا ختن تہے
وہی طرار جو تہی وس سی آگاہ
گئی آئی بشکل ہوش عشاق
سنا جب اوس نی پری او گئی [illegible]
لب معجز نما سی تم تو کہتی
کسی مین آن جاتی تو تہتر
کہ اک انسان کو تجہتی جان پر کہی
زبان طرار نی کر لی بند اسیر
کہا بانو سی کہانا لاو لاتی
اہی بانو خدا را جلد آو
بیان کر تا ہی کی بیٹی گرہ وا
نہایت وحشت افزا سارا تہا
بہر جاتا تہا مین مضطر کسی سو
کہ کو سون بارہ الماس کا فرش
ہوس ہولی کہ کچھ اس مین سی لو
بڑہا آگی تو لاکہون سانپ پایا
بہم لپٹی ہوتی بعضی تہی اژدہا
کہ تا وہ اژدہی آتین ادہا
غرض اوس غار مین [illegible]
وہ پتہر جو کہتی اوس غار [illegible]
بڑا السد [illegible]

وہین گہوڑی پہ چڑہ کر جلد آئی
ہوتی اوس باغ کی جانب روانہ
زمین نگہت سی رشک صد چمن تہی
بخوبی جانتی تہی جا بجا راہ
خبر دی وہ گیا دنیا سی مشتاق
ہوتی دونو جہان اوسکو فراموش
دم تکلیف ہی سب جیب تر ہی
کہ وہ قربان ہیگا زندگی پر
صدا کی بعد مر جانی کی جی کی
کہلا آگی نہ کچھ حال مقدر
فراغت جب ہوئی تو نیند اوسکو آئی
وہی افسانہ باقی سنا و
جدا اپنی سی ہو اوسکی بہا گا
نہ در پہر نشان کوئی نہ دیوار
مگر تہا شرق کی جانب غار وہ
جہان پہونچا ہی مجکو بلا فرش
بلا سی گو مصیبت کوئی ہو
وہ لیکی اور میر جانب آئی
مکدر دیکہکر ہو خاطر شاد
بسر ہو جاتی شب [illegible]
فدا کی الطف بخت [illegible]
[illegible]
[illegible]

پھر اوسکی بعد تکری اور آئے | اوسی صورت کے وہ بھی بازئیے
عجب حاصل ہوا کیا ماجرا ہے | نہایت قہر افزا عقب جا ہے

بلائین کچھ نہین تھے ہین موجود | امید زندگی انسان کو مسدود
کہا گھبر کی پھر بیٹی خدا ہے | کہا یہ مخلصی کی بس بلا ہے

یکایک دل جو گھبرا تو ہیبان آیا | کہ اکثر دوستون نے یون سنایا
کہ اک دیکھا جزیرہ ہم نے نایاب | عجب صورت پہ پائے وانکی اسباب

ہزارون اژدہے تھے بیا خونخوار | جہان دیکھو وہین تھا سر نمودار
یہ کہکر پھر ہوئی خاموش خاتون | کہ تھا نو سحر کا پیش مضمون

اوٹھا مینا کہ ساقی ہو گئی پھر رات

۲۷ رات

سحر ہی منہ سی نکلی اب تی با

زمانہ آگیا عرض سخن کا | مگر پھیکا مزا ہے کچھ دہن کا
زبان سوکھی ہوئی تھی نہیں لب | مضامین تھی وہین تکلیف مطلب

وفور شوق کہتا ہی کہ لا جام | مزاج ذوق ہی عرشی ہے ناکام
ہوس مشتاق ہی آواز خم کی | نہین کھلتی حقیقت لازم ہے

اُبلتی ہین ہزا سر جوش پر جوش | نہ کر پیاری ہی پیمانہ خاموش
چھلک کی آہین کا نو نہین امیدین | کرتا تسکین ذرا وہ ہوش پاتین

لحاظ گفتگو اوٹھ جای لب سے | لکھون سطح افسانہ ادب سے
کہ دیکھا شہ نے جب نو سحر کو | تسلے تا کہ ہو جان جگر کو

اوسی صحرا مین آیا جسمین ہی رو | سنا کرتا تھا کچھ کیفیت سو
ابھی ٹھہرا نہ تھا جو طائر آئے | وہی فسانہ با لب وہ لائے

کہ آخر وہ پری کہنی سی سب کے | اوٹھا کر پردہ شرم ہی سب کے
در دون باغ آئی شیخ وہی باب | لبی ہمراہ ہمرازان چالاک

قریب نخل گل ٹھہری وہ دلارا | کہا جا کو تی تم ہین سی حیا
کہان ہے لاشہ ہمان وہ لائے | نہ ہو مطلق توقف جلد آئے

یہ سنکر بیگم پہونچی اک وفادار | لی آئی لاشہ مشتاق دیدار
پھری جب اونکی اس کی سمت آنکھ | ہوا دامان پیمانہ آب

بڑی بین آہ ہین کیا کہیں صورت لب | حیا بولی کہ بہتر ہی بہ مطلب
ہجوم نالہ کو روکا دہن نے | نہ خصت پائی تکلیف سخن نے

امید چھپ گئی تھی شرما کی پھیر | کہلین کچھ تمنا ہین ہنستی
کہا دی جان کیونکر آرزوئین | ہوا گم کسکی شوق جستجو یہ

ارادہ کیا تھا اور کیا پیش آیا | مقدر نے اجل کا منہ دکھایا
توقع کچھ نہ کچھ ہوگی جو دی جان | نہ مانون گی ابھی باقی ہی ارمان

خوشی کیا جو ہمین نہ دکرین ہم | بلا پیچھی لگا تین اپنی ہر دم
سہاتی عزیز و اقربا کی | رہین مشغوف اب لحظہ جدا کی

یہ سنکر ایک تھی ہمراز وفادار | لگی کہنی کہ ہین ہان سوبار
ابھی جان بخش کو تکلیف تم ہو | کیا تا وا ہم اجل چھوڑے اب سکو

ہنسی سنکر کہا خاطر تمہاری | وگرنہ یہ نہین عادت ہماری
اوٹھائی ہاتہ اور حق سی دعا کی | کہ مجکو ہی قسم اپنی حیا کی

نہیں تا ابھی ہنستے تم کچھ ہنستی | مگر اس وقت اک خوشی اتش بجھی
کہ میری اب ہین تو تاثیر قدرتی | جو آئی روح قالب مین

تری حسرت سے حاصل آبرو ہے | سرفراز عنایت آرزو ہے
ہوا لب طائر سخن پہ | شہ عالی ہمم والنسی پھر

محبت ہی کچھ ہم سو یا وہ | رہی جبت کم باقی اوٹھا وہ
کہا خاتون یون بیدار ہو کر | سنا و داستان تازہ دم پھر

وہ بولو وہ گرفتار مصیبت | فلک سی دیدہ بیمار مصیبت
بیان کرتا ہی سیر پا نشین | کہ جنگل وہ سی تھی دل کو تسکین

یہ کہتی تھی کہ گر یہی ہیں ادا
وہ ٹکڑی گوشت کے لاتی ہیں صدہا
کھلاتی اپنے بچوں کو ہیں ذرات
مگر اک وہ بھی کرتی ہیں وہ کہات

کہ وقت شب وہ ٹکڑی گوشت کے
زمین پر پھینکتی ہیں پھر مطلب
وہ مطلب ہے کہ جان ہے فرش الماس
جب آتی ہے پا رہا گوشت اوس پاس

چپک جاتے ہیں پھر اون میں صدہا
وہیں نور افگنی آشیان کا
اوٹھا کر کھتی ہیں گھونسلوں پر
کہ تا شب ہے برابر روشنی دین

جو تاجر ہیں زمانے کی وہ جا کر
گردون کو اون رخشون سے اوڑا کر
لی آتی ہیں وہ الماس ضیا بار
یہی ہر سال ہوتا ہے انہیں کا

پھر اوسکو بیچتے ہیں بیس سلطان
انہیں ملتا ہے اک گنج فراوان
سو شاید یہ وہ جا ہی مقرر
گدوں نے پھینکے ہیں ٹکڑے ہی اکثر

کہ یہ الماس سے گھر ہوئی ور
ضیائی و درخشی نشست کا دمن
حقیقت میں جو سوچا تھا وہ
گیا اسطور سے کچھ خوف دل کا

ہوا جب دن تو ان گھونسلوں سے نکلا
تیا یا یعنی لشکر اژدہوں کا
بڑھا کچھ دور دیکھی پھرہ چڑیا
کہ جسکا نام رخ یعنی لیا تھا

وہ بیٹھی ہو بلند ہی سے تھے سانپ بہر سو
او نہیں کی تکتے تھے جابجا لو
وہ او خوف سے پر زمین تھے سکے
نظر جس سمت جاتی تھی وہیں تھے

غرض یعنی یہ سوچے لیکن پھر
کہاں بہتر نہیں اک لحظہ تاخیر
مناسب ہے کہ لون اک پارہ گوشت
کرون آ وس سے پھر پیدا چارہ

بہت ڈھونڈھا تو ٹکڑا ایک پایا
کہ اوس نے بدن پر شب میں چھپایا
کہ جسکے یاد ہ مجھ سے وہ تھا
بشکل فیل عرض و طول و وسعت

میں لیٹا اور باندھے او سپہ دستار
کسا ایسا کہ ہو جنبش نہ زنہار
اونہیں ٹکڑوں میں ملکر چھپا ہیں
خدا سے کر رہا تھا التجائیں

کہ اپنے فضل سے تو بھیج کد کو
جو اس آفت سے مجکو خلاصی ہو
بہت عرصے کے بعد آخر وہ آئے
سب ہوئے جو بہت ٹکڑا اوٹھاتے

اوڑی لیکر پہاڑوں پر ایکبار
نظر پھیری تب آشیانے
زنے جب گوہ سے اوڑی گیا عل
اوڑی ہی گھبر آ گئے سر رہ تھا عل

وہ ٹکڑی لیگئی گی سب آ
مقفل جو کہ تھی کہولی ور تھے
وہ جس ٹکڑے میں تھا اوسکو لیگیا
ہوئی حیرت ڈرے پوچھا کہ کیا

کہا یعنی کہ میں بھی ہوں اک انسان
برای چند دم اس جا پہ مہمان
نگھبر و سنو کچھ حال میرا
مصیبت خیز جنجال میرا

یہی پایا تھا توں کی زبان پر
کہ جسکا آسماں سے مہر انور

۳۴ رات

دم احسان ہے ساقی کوئی ساغر
کہ راحت آشنا ہو روح مضطر
یہی وقت کرم ہے کر نہ تاخیر
کہ ہو ہم کو کوئی لحظہ نہ تقدیر

تقاطر ریز ابر داستان ہے
اوسی مطلب میں گویا پھر بار
کہ جب وقت نہائی شب کا آیا
طلوع مہر کا سامان پایا

اوٹھا سلطان عالیجاہ یکبار
کہاں جان و لا و جابد سوار
وہ آیا شاہ سوداگری سے پہنچا
زمانہ دو پہر کا ڈہل چکا تھا

بیان کرتی تھی طاہر پری حال
کہ باقی جسکا تھا کچھ و جنجال
دم آغاز تھا اسطرح اوسکا
کہ وہ ایک ایک سے یوں کہہ رہا تھا

کہ جب سن لیا باقی وہ دعا کے
کچھ آئی جو تمہیں رحمت خدا کے
کسی نے دی صدا ہاں کہنے تاخیر
بادل کے حق تیری شکل تقدیر

جو مانگا تھا دیا رکہہ لکھ کو پیو
توقف کیوں ہے بسم اللہ کرو تو
سنا جب یہ ہوئے ہونشاش خاطر
کہا ہم صحبتوں سے اپنی ظاہر

کہ مجکو حکم ہے کر زندہ اوسکو
اودھر آؤ تماشا تم بھی دیکھو
یہ کہکر آئی نزد یار مردہ
ہوئی منت کش دلدار مردہ

لب جان بخش پر نقطہ قم آیا
تن مردہ نے لطف کا روح پایا

اوٹھا صدقے ہوا اپنے صنم کے
جھکا کر سر لیے بوسے قدم کے

عجب تمکو یہاں کس نے بلایا
کہ ایسا گنج بے رنج دل نے پایا

مری تم کیوں جاں دشمن نہیں ہے
یہ گلشن خانہ دشمن نہیں ہے

مین گنہ سے اس عنایت سے اے ماہ
کدہر ہی کسطرف ہی گہر کی راہ

وہ بولا مین فدا آیاد جانان
بیان ہوں کسطرح صاحب انکے احسان

نہین ہوں بندہ احسان فراموش
محبت کا ہی لمیں سدم جوش

ستم دیدہ ہی دل وہ پری کا
یہی ہی مختصر سا حال جی کا

رہائی پائی تہی قید بلا سے
تمنا تہی یہی تہی خدا سے

سو یہ تقدیر نے سر پہ بچایا
ارادہ نے نہ قول اپنا نبہایا

پہر اگہر کیطرف مجبور و حیران
نظر آیا وہی سرور بیابان

پکارا اپنی بانو کو کہ اے جان
کہو افسانہ شب جتنے ہیں مہمان

کہ سند باد سے کال سے کے تمام
بتایا ہر طرح آغاز و انجام

اونہوں نے جب سے پایا تو جہان
کہ تو ہی کون ہے یہ ماجرا کیا

بہت ہے پارہ الماس نایاب
کہ جنکی دید سے ہو روح بیتاب

پسند آئی جسے نہین سے لی
نہین جاہتا قیمت مجہی وہ

وہ بولی ہم نہین محتاج الماس
زیادہ اس سے یان کتنے ہین خود پاس

کوئی تو انمین سے کہین آب بسد
کہ بر آئی مری امید دلخواہ

لیا وہ اور کچہ چہوٹے بہی نگری
کہ اپنی شکل میں نے مثل وہ

پہر اوسکی بعد لائے اپنی گہر پہ
بڑی تعظیم کی سب نے برابر

کہی بہتی کہانی پہر بصد شوق
کہ جو دیکہا تہا اپنی انکو تہا ذوق

جو باقی ان بلاؤن سے رہائی
رہی تہی ابہی تک جو رلائی

کہا سوداگرون یا نسے چلیے
لیے پہری جو ہر نیستی سے نکلیے

ہوئی عضا کو جنبش کہ گل سے لگی
بہت شوخی نہین جاں طرز کو منظور

پہری بولی کہ بس ہستی سے دور
وہین پہر وہ تم آیو جہان سے

لیس اب تشریف لیجاویہاں سے
تو بندہ ہی سے ہرگز تم نہ ڈرتی

لب جان بخش اگر زندہ نکرتی
سناو کچہ ہمین آغاز و انجام

کہا نستی تی ہوری کہتی ہو نام
مناسب ہے غلامی میں جو تم

زیادہ اس سے کیا جان بخش ہو تم
غرض کہتا نہین سرتاب ہے

کہان جاؤن بہلا اس آستانے سے
ہوا واقف نہ آغاز سفر

بیک نظارہ جان نکلے بدن سے
جو دیکہوں سیر تیرا کی عقب

کرتا محتشم ہوں ملے ارات ہین
نظارتہی نہ وہ اونکی تہیں

نظر سوی سحر اوٹہی جو چشمہ کی
ہوا جب وقت بیدار سے آگاہ

غذا کہائی کوئی وم سو رہے شاہ
کہ اپنی وہ جہان ہو مرد فطرت

وہ حاضر ہوون کلا زبان پہ
جو پہر لینی کو آئی کسی

وہ کہتا ہی کہ وہ سوداگر جیسی
کہ اس اثنا مین گذرا یوں بہی سال

بیان اسنے کیا جسطرح تہا حال
کہا اون نے کہ تم سب کرم

نکالی یاس سے اپنی او سیدہم
نہین ظاہر ہستی دلمین صلا

لطور نذر ہوں سب نذر کرتا
نہین اونہین کچہ بہی انمین ہی آب

کہا انہی سجا یہ ہین نایاب
کہ جو اون مین عمدہ ہر طرح تہا

بڑی مشکل سے اک ہیرا پڑا تہا
ہوا احسان تمہارا ایک کامل

یہم سب کو لیے بس آپ دو ایل
پہر صورت بیان اپنا دیا

نہایت لطف سے کہانا کہلایا
وہ سب کہتے تہی ... اور

عجب قصہ تہا سننی سے احوال
نظر پہنچی جو کردون تن سحر

غرض وہ شب تو افسانہ تہا مین بسر
پہاڑ اون مین نظر آئی تہا

بڑہی اک سمت اکیلے ...

نہایت وہ پایا پہر خبر ہرا — کہ اوسمین تر رہی تہی نام وجا

کہ تر شاخون سی زخم کار تیز — بہاتا ہی عرق کافور آمیز

نہایت مرتفع اوسمین سہر سو — صبا لیجاتی کو سون اوسکی خوشبو

وہ گنبد سے بڑے سینگ جنکی تہنی تہی — توجہ جسطرف ہوا اونکو دم بہر

بہت خوش سن ہوا تہا شاہ یہ حال — کہ چمکی صبح کہلکر شب آئی تو حال

نظر آیا وہان اک نخل کافور — سنا اسطور سے یہ اوسکا تو شور

وہی ہی اصل کافور مصفا — سنا کیا بلکہ خود انکہون سی دیکہا

درندی سیکڑون شیرون کی سکر — ہزارون فیل گنبد جنکی در سر

تو اطراف جہان کی دین وہ ویران — رہی تا کہیں انسان نہ حیوان

ہوا انکو حاصل ضبط مطلب — بکارنی ہم والی تو نہیں شب

۴۷ آرات

نہیں چہپا یہ تیرا ڈہنگ ساتی — بلا کچہہ تو مجہی خوشرنگ ساتی

گمان تو یہ کیون ہے کہ چلی ہم — بہت عرصہ ہوا گذرا وہ عالم

رہی تسبیح صد دانہ میں مشغول — بڑہا اوراد کا سہرات معمول

گلون کی عکس سی گلگون ہوئی خاک — مزاج اپنا پایا تشنج و چالاک

لعاب رز وہ ٹپکا دہن سی — ملاسنہ جا کی نسرین وسمن سی

امید خود فراموشی کی گہیرا — لگا ہونی ہر اک جانب کا پہیرا

بجہی سودائی الفت سے کیا کام — نکل کر بہلو واعظ مین آرام

ملی ہم صحبتوں میں بعد یکسال — کیا درگاہ حق مین عذر اعمال

وہم آغاز ہی سن کو کچہہ دم — وہی قصہ بیان کرتی ہین پہر ہم

جہان تک تر سناتی تہی کچہہ آغاز — نشہ فیجاہ ہوتا واقف راز

کہ سنکر اوسکی یہ عرض مشتاق — کہا رہنا تمہارا ہمکو ہی شاق

غریب و عاجز و ناچار ہون میں — بلائی عشق کا بیمار ہون میں

ہنسے سنکر یہ بولی تو کہ اچہی — نہایت گرم ہوا ابدا للہ

یہ کہکر بولی اک ہمراز سی جا — نئی پوشاک عمدہ جلدیان لا

انہیں وغسل آگے سب حم سی حوب — مگر گرم ایسا جو ہو انکو مرغوب

تو چمکی صورت آئینہ اعضا — ہوا ہر سمت جلوہ مہر کا سا

صدا دی سیار ستاد نی اک سو — کہ آئینہ بجہ ہین بہلو بہ بہلو

کیا آرام فرصت پاسے سب کے — ہوا آگاہ جب انجام سب سے

لحاظ قول واعظ آگیا تہا — اسی سی کچہہ فنون ان کا سنا تہا

غرض فصل بہار جب کہ آئی — مچاتی جوش وحشت نے دہائی

ترشح نی بہگویا دامن شوق — ابل آتی طبیعت جانب ذوق

بڑہین کچہہ گہٹنین ملاقات — سناتی جہجہی بلبل نی دن رات

ملی یاران ہم صحبت جو دو چار — تو وہ بولی کہ آدمی کی گنہگار

پڑا اک تیر سا زخم جگر پر — ملایا جلد اپنی لب سی ساغر

سوا اب نفرت تکرار کو کی جام — عنایت کر کہ یہی مطلب کا ہنگام

کہ جب انجام سب سلطان نی پایا — سحر کو پہر اوسی صحرا مین آیا

غرض پہر دو پہر کو طائر آئی — فسانہ اسطرح تا لب وہ لائی

وہ بولا زندہ کرنی شخص کیا — اگر کہنا نہ تہا منظور میرا

اجازت تیغ ابرو کو ذرا دو — کہ ہون اس قید افتادہ کی دو

مری گہر مین رہبر زہنی رہو گے — عوض احسان کی کیا تکلیف دو گی

خواصین اور سے نہیں شوخ وطرار — کہا اونسی سنو تم سب خبردار

وہ دوڑین اور وہ لائین عمل ہر — صفا جب ہوئی تن دست و بغل مین

پہن کپڑی کہا تاج سر پر — مبارکباد کو آیا مقدر

یہ کہکر اوڑ گئی طائر فسانہ — پہر آگہر کسطرف شاہ زمانہ

اوٹہا اور نہیں آبانو کو جگایا — کہا پیارے ہی بہت آرام پایا

سنا تو کچھ کہ تھوڑی رہ گئی رات | وہ بولی سننی کہتی ہو جو بات
کہ آخر اوس جزیرے سے نکل کر | گئی ہم اور بھی شہروں میں اکثر
وہاں سے جب ہی بغداد آئے | وہ ہیرے قیمتی ہمراہ لائے
مبارکباد دی یاروں نے باہم | کہ پہر ہم تم ہوئی اکجا فراہم
دیا زر آج بھی جتنا دیا کل | کہا ای دوست پہر نادر اکل
کہا فرزند خوشدل نے بہت خوب | مجھے بھی جسمی ہے ہر قصہ مرغوب
اور اوسپر آپکی یہ مہربانی | کہ حاصل جس سے ہے لطف جوانی
ہوا ارشاد ورنہ میں نہ جاتا | یہ اتنی دم میں آرام پاتا
مجھے کیا عذر سے کچھ یاں ہے موجود | بفضل و التفات رب معبود
بیان کرتے ہیں کچھ اوس کی آغاز | دکھاتی ہیں نئی کیفیت راز
سلوس باعث سے رخصت ہوکر | برائی دفع غم تدبیر کی ہے
ٹہرا اوس جاسے اپنی گھر میں آیا | جو گذرا حال تھا سبکو سنایا
پہر اسکے بعد گھر میں رہا وہ | کہ قتل اوس سے رہا وہ تھا وہ
تمازت سے عرق افشاں تھے آخر | اوٹھایا سایہ راحت لیے داہن
اوتار اطاق سے شیشہ بھر جام | ہوئی می جاں بخش لب کام
برای سیر سوی باغ آیا | لب جو خسار گل کا لطف اوٹھایا
خوشا قسمت کہ ہم ہوں اور وہ ساقی

کہ جسکو گل کہا تھا پیش سلطان | وہ تاجر یوں لگا کہنے با سامان
بہت سا مال بیچا خوب کی سیر | حقیقت میں اک جا تھی نہ تھی سیر
دکھاتی دوستونکو سب کہا حال | سنایا اسطرح گذری کئی سال
بیان جب کر چکا تاجر یہ قصا | تو اوس نے ورد سے لاکر گھر جا
جو سنسے تیسری باقی کہانی | کہ وہ آخر سفر کی تھی نشانی
عجائب سے جو زر سنتا ہوں جہاں کے | مزی وہ اٹھتی ہیں آسمان کے
عزیز و اقربا ہوتی ہیں دلشاد | دعا دیتی ہیں سب خانہ آباد
کہا تاجر نے گھر ہی یہ تمہارا | رہو گھر میں تو تنہائی گوارا
مگر اہل و عیال و آشنا چند | جو تمسے ہیں تنہا ہیں و زیر خرسند
وہ مضطر ہوا تک کیوں نہ تھے | نہیں معلوم کیا صدمے اوٹھائے
سنا فرزند نے جسدم یہ ماجرا | جھکا تسلیم رخصت کو سر اوسکا
نکالا زر کیا بذل عزیزاں | ہوئی دل سیکڑوں ممنون احسان
ہنچو کا سحر پایا جو آرام | جب آیا مہر انور بر سر بام
کھلیں آنکھیں بہت سا شور آیا | طبیعت کو خیال نوش آیا
ہجوم کیف سے راضی ہوا دل | و فور ذوق میں بے خود و منزل
سنا کیہ سے ہو خاموش خاتون | کہ تھا حسن سحر کا پیش مضمون
گئی سو لطف سے عمر باقی

۷۵ رات

کہ خم ہا نہوں میں اور لب لب جام | گلی سے آ اوس سرو جسکا نام
گلی ہیں ہاتھ پیر جا ہیں سبو کی | برابر ہو دلی ہو ان رز و
سنا تیں حال با تحفہ کا پہر آغاز | اوٹھی تپ عاشق تو درد راز
اوسی حضور سے پہر شہر میں پہنچا | کہ تا قصہ سنی دل تازہ ہوگا
صراحی صد کانو میں آئے | مزی مستی کے جوش شوق اوٹھائی
کہیں بیتا بیان مطلب کے باتیں | دکھاتیں لطف افسانوں کی تیز
کہ جبدا ز صبح وہ سلطان مشہور | کہ جسکی ہو ہم نزدیک ای دو
ولی جب پہر آئی وہ باہم | زبان پر لاتی یوں حال فراہم
کہ آخر بعد کچھ دم کی وہ مہمان | ٹہرا اوس نے سی سوز نخوان

غزل

کہاں تک اشتیاق یار جانی | خدارا آفلک کچھ مہربانی
وہ سمجھی ہیں مجھے اپنی شکوہ چند | سنیں کسطرح عاشق کی ناد

ابھی ناصح توقف کر کہ بیٹا
بجا دم پھر آ پہلو سے لید

غرض آیا قریب خانہ یار
سنی جب خبر اوس نے کر یار نے
نزاکت نے کہا یہ بیقراری
ارادہ تھا کہ پھر آیا تن زار
مگر وہ کا اوسی بخت زبون نے
انہیں یا تو میں بیہوشی جہانی
لب خاموش نے جنبش سی جا ہے
اوڑی طائر جب قریب آیا مطلب
ہوا امید اردہ نو کو آواز
سحر کو سیر دید گلشن آیا
رہیں کچھ پیش یا وہ آئی جب
حضور تاجر مشتاق آیا
کتنی گذری کتنی ہیں اور باقی
کہ جب بغداد میں گذری ہی بہت سے تو
کہ سامان تجارت ہو جو طیار
جہازوں پر کیا سبکو فراہم
بہت اسباب بیچا نفع پایا
اسی صورت سے گذری ورا اوراہ
نہیں ہے لیک یکساں دور گردون
ہوا اک لحظہ میں بیچ اور سامان

امنگوں میں بھی جوش نوجوانی
کہ آخر ہو چکی اپنی کہانی
نسیم آغاز پیری میں بھی ہے

نظر ہر سمت سے مشتاق دیدار
خلش کی آرزو نے مدعا نے
اجازت ہے ہی لی تمنی ہمارے
پکاری ای امید جلوہ پایا
کیا بیہوش سعدا آتی فرزون نے
ہجوم بیخودی کی غفلت آئی
فروغ حسن پر آتا ہی
پھر اگر اپنی سلطان نہیں ہے کہ تھی شب
وہ آئی اور سنایا اس طرح راز
نہایت چین جان و دل نے پایا
تو چلتی بیٹھ تاجر پھر مطلب
زیادہ کل سے بھی لطف آج پایا
رہیگا اونکا ہر شب دو بجے
گھٹی خاطر سے کچھ فراق سوز
جہازوں پر سے کہیں دشت و کہسار
چلی بغداد سے دیار ان باہم
تماشا ہر جگہہ کا پیش آیا
کہ تھا ہر پھر قدم اقبال ہمراہ
کبھی اضی کبھی تا ہی مجروں
کہ اوٹھا شرق کی جانب سے طوفان

ٹہر بیٹھیں پھر کچھ تمنا تین جل کی
جو ہو منظور رحم آنی بنا تی
نہیں جاتا خیال نوجوانی

لبوں تک آہ کی آغاز پیدا
اوٹھی مشتاق مسند سے یکبار
اجی جیسا بھلا دیکھیں تو جاؤ
ہر اک یہ حال کہدینا کسی سے
نہیں دور فلک کو دید منظور
غش آیا ہوگئی اعضا تن سرد
خواصیں آئیں جانب سے بیتاب
فراز بام کہانا کھا کے سویا
کہ وہ مزدور جو شب بھر رہا کہ
وہاں سے پھر تیسری دن آیا گھر
کیا ایسا ہی صدقے تاجر حسب دم
بلائی ہی کہلائی خوب کہانے
سفر ہی تیسرا اوسکا کہوں حال
ہوئے تنج سفر دل سے فراموش
موافق شوق کے اسباب لایا
جزائر بیشتر گذری نظر سے
عجائب سیکڑوں دیکھے برابر
جہاں جاتے تھے لاتی زر و مال
زمانہ اگیا پھر مسکنے کا
جہازوں نے کیا چکر برابر

گھٹا طول امید زندگانی
سنو قصہ مرا اونکی زبانے

زبان سے کچھ نہفتہ راز پیدا
ہوئی رسم محبت کی گنہگار
قدم کیونکر بڑہاتی ہو کے بڑہاؤ
کہ گو قربان تھی وہ اپنی جی سے
رہیں ہم تم سے تم ہمسے رہو دور
رخ گلگون نظر آنی لگا زرد
زبان پر واقعست چشم پر آب
رخ و عارض کو جب شبنم نے دہویا
بدل ممنون احسان تھا بعد
ارادہ دل میں یون ٹہرا کہ کچھ دم
چلا گہر سے وہ ممتاز و مکرم
کہا تاجر نے اب سنیئے فسانے
دکھاؤں کہ تھی کیفیت حال
پھر آیا خاطر مشتاق میں جوش
ہر اک جا سے نیا تحفہ منگایا
فقری وہ ٹہا شام و سحر سے
نئی جنگل نئی بستی نئی گہر
سمجھتے تھے وہی ہم حسن عمار
وہی شیا ہی ہم تھی وہی جا
لبوں پر آگئے دل ہی مضطر

دعاؤں کا ہوا غل جا بجا سی | کھلا عقدہ نہ زلف مدعا سی
غرض کپتان نی بار و ربار رو | جہازوں کی کتی بدلی جو پہلو
وہ بولا وائی قسمت ایسی ہی ہم | کیا تقدیر نی سامان برہم
یہاں جتنی رہیں بن مانس کی نسل | کہ موئی سرخ ہیں جنکی بدن پر
یہیں بانو نی پہر چھوڑی کہانی

۷۶ ارات

ہوا مے جو ساقی جوش پر ہی | پریشانی مزاج ہوش پر ہے
کہاں تک انتظار جام و خم ہو | کوئی ساغر زبردستی سی لی لو
اوٹھا شیشہ جھکا بالا سر جام | کہ تسکین آشنا ہو طبع ناکام
سنا ہیں توبہ واعظ کو باتیں | میسر ہیں بتیا کی کہاتیں
کہ وہ شاہ قمر طلعت فلک جاہ | ہوا جسدم فراق شب سے آگاہ
بڑا ہوا بچا سو صحرا سی آباد | کہ ہوا افسانہ طائر سی لشاد
کہ وہ کہتا ہی جب وہ چند ہمراز | کہ پہلی ہو چکا ہی جنکا آغاز
تعجب ہیں کہ یہ کیا ماجرا ہے | حسن یا اسکو یا کوئی بلا ہے
غرض کچھ لنجلجی لا کر سنگہاسن | کتی بار اوسکی جا کر ہوش آئی
لی ہتین وہ خوابگین مکان تیز | کہ تہا ولیسا نہ اس صحن جہانگیر
دسوہیں نکلی لب گلگوں ہی شب | زبان کس نی لگی فریاد مطلب
فراق دوست کیسی ہی تجہ کو مرغوب | کہ نالان تجہ سی ہیں عشاق و محبوب
مگر ہم جگتوں نی دی یہ آواز | کہ او محو محبت صاحب ناز
اب ان بیتا ہو نی موت بہتر | ابھی اوکو وفور دیدہ تر
نہایت ہی پہر کیوں ہو گئی بیقرار | غرض رکہی گیا یہ اشکبار
نہیں آگاہ ستم القا سے | نہ سنہ کہولو در وا ہے خدا
زبان جلا تر کی پہر سجا ہوئی بند | پہر اس شاہ جہان سا اپنی خرسند
پہر اینی وقت پر جا کا کہا مان | ہیں صدقی اسی مان نوہ سجان

اجل مشتاق جان آ گئی یا | پکارا ہی پسکا [illegible]
تو پہونچی اک جزیرے میں ہاتفے | ملا نا نل ہی جسپر آستانہ [illegible]
کہا ہمنی خدا را کچھ تو فرما | کہا اسنی کہ [illegible]
زیادہ ہیں وہ لاکھوں سی بھی سجا | بہلا ہم [illegible]
کہ دیکھی [illegible]
اشارے کی رہا ہی شوق مطلب | کہ آتا ہے سحر ہو جلد کب شب
مگر ہم لسبکہ پابند ادب ہیں | عجائب کشمکش میں سب کے سب ہیں
صدا قلقل کی آئی دل لوٹی سہر جائی | فدا ہی بہ ہوئی کو نظر جائی
ہجوم کیف سی آنکہیں ہوں گلگوں | رنگیں سطرح پہر آیاں مضموں
اوٹھا سجدی کیے شکر خدا کی | ارادی دل میں لئی مدعا کی
سنی وقت حسین پر کہانی | اوسی دیرینہ طائر کی زبانی
ہوئیں حاضر قریب لک خور لشکر | ہر اک افسردہ خاطر حسب اشتر
کہ پروانہ ہو حسن ہیری کی | متاد کی [illegible] ہی
کہیں انکا ہیں کہا تجکو اوٹہاؤ | اگر ہو عطر گل یا حسن تو لاؤ
چہپر کہٹ میں لٹاکر دی اباز | جب آیا ہوش کا گل پیچ [illegible]
کہ افسوس ایسی فلک کج ادا سے | مگر ہی عیب ستم آشنا سے
یہ کہکر اشک سے لاتی بعید جو گر | یقین تہا کہ یہ ہو جیت تو
تم اپنا راز خود کرتی ہوا فشا | سنا [illegible] کیسا
تمنا جسکی تہی وہ جان قربان | اگر اک با نہ بہی [illegible]
سنا جب شہ غیرت سی ہی ڈال | کہاں ہوش [illegible]
نزاکت کی مرض سی ہیں بہ پیش از | [illegible]
ہوا خوابیدہ بعد از نزہت گاہ | یہ پہلو سی دل آرام [illegible]
بیان کر گیا ہو تاجر کا احوال | وہ بولی [illegible]

مقدر نے کیا افسردہ خاطر
وہ کہتا ہے کہ جب اون نے دیکھا
بہت کپتان نے کی اونکی تدبیر
بہم ہوکر جہاز اون سب نے کھینچا
بڑا گھر طول اوسکا اک جہان تہا
ہوا ثابت کہ انسان خوار ہین یہ
غش آیا کثرت ہیبت سے ہمکو
تو سب نے غل کیا یکبار ملکر
اک انسان تیرہ رو اوس گہر سے نکلا
بشکل چشم پیشانی پر اک داغ
بڑے ناخن کہ جیسے تیز شمشیر
غرض وہ دفعتا اس کا مکان سے
خوش آیا تھا مین وہ کپتان پرکار
حلش سے بھوک کی کہتا یا جو تصدیق
نفیر خواب سے گونجا جزیرا
ہوئی خاموش یا نوکھی یہ حال
مزاج شوق ہے ناساز ساقی
کہ جب خالی ہوا پیمانہ شب
سنا پھر شاہ نے آغاز مطلب
کہ محبوب بے پروا پری کی
نگاہ قہر سے دیکھا کتنی بار
یہاں انسان کا داخل ہے مشکل
مقرر ہو کوئی ہی وزن کال

ملا اوسکو جزیرا وہ بظاہر
کہ کچھ انسان جہازون پر ہین پہنچا
مگر کام آئی کوئی بھی نہ تدبیر
جزیرے مین کیا استادہ اوسکے جا
بلندی مین قریب آسمان تہا
ہرک کی باعث آزار ہین یہ
مگر ناچار سب بولے جو کچھ ہو
کہلا اک در دروازہ اوپر
زیادہ نخل سے قد طول مین تہا
گمان چہرہ پہ ہوتا تہا کہ ہے زاغ
زمین جیسے پہاڑون کے گلو گیر
لی یا پہنچا کوئی وہان سے
اٹھایا پیشتی پر اوسکے یکبار
ہوئی وہ نوجہان ہمکو وا سوت
ڈرے سہم دیکھکر اوسکا بترا

۷ ے ارا ست

دکہا ساغر مین کا نا ساقی
نظر سلطان کو آئی صبح مطلب
کہ وہ اسطور پر کرتا ہے ظاہر
جو اک مدت سے آئی مدد اوسکی فرقت
ہوئی پہر اسطرح وہ گرم گفتار
لی یا کسطرح تجکو تیر اول
تجہی اب مخلصی سر جا سے مشکل

کہ جسمین تھے آدمی تھی بیحد
وہ ڈوبے اور گہیر ہمکو آکر
چڑہی آخر وہ مستولون پہ یکبار
اوتارا ہمکو اور گہر مین کیا بند
وہان کچھ ہڈیان تھی ونکی پائین
ڈرا جی سخت گہبرائی طبیعت
اسی عالم مین شب نے منہ دکھایا
صدا کہلنے مین آئی اوسکے ایسی
لب بستر نے سینے کو چہپایا
وہ داغ ایسا کہ انگار اسا روشن
نظر اسطرح جب وہ دیو آیا
قریب آیا ہماری اور ٹٹولا
کہا اب ہر اک جانب سے ہوتا
پہر اسکی بعد سویا خوب شب بھر
کہ کل ہم مین ہوگا مردہ کوئی
طبیعت مائل فیض سخن ہے
کہا ر ہوا جل سوے صحرا
کہ آخر وہ پری تہی وہان سے
وہ آئے پہنچے پری تہی کہ اوسکی
کہ تو ہے کون تیرا نام کیا ہے
بتا کسنے بتائی راہ تجہکو
کسی ہمراہ تہین آئے جو یہان

طبیعت مین ہر اک کی تھی ملال
بڑی چھوٹی ہوئی بیتاب و مضطر
ٹھہرنا وان ہوا ہر جی کو دشوار
ہوئی بعد اسکی وہ خوشحال و خرسند
سحر تک رہ کی بذاتین او ٹھہاین
نہایت منتشر پائی طبیعت
اندھیرا وحشت افزا سب کہایا
کہ سمجھے ہم اجل لینے کو آئی
لب بالا فراز دوش پایا
اسی صورت سے سب کیفیت تن
تو پہر یارون کو غش مین پایا
کہ فربہ کون ہے اور کون تولا
لگایا بعد اوسکی اوسپہ چونا
کہ جیسے کو لیے ممنون مقدر
نہین ہے اسکی خاطر مین نکوئی
کہ تہا نسب کا کمی پر اوج اقبال
شرح ریزیون میر دہن ہے
دیکھایا اوسنے حسن وہی صحرا
بڑی کچھ دور تہے صحن مکان سے
نظر آیا یہ مہمان پری رو
فدائی خانہ کیون ہے کام کیا ہے
کیا کس شخص نے آگاہ تجکو
کہا اون سے توقف کس لیے ہان

رکہو قید گران مین یک جا پر
یہ کہکر وہ تو بیٹھی پاس آئی
سبب تیرے سکونت کا یہان کیا
وہ ایذا دو کہ جس سے جان نکلجاے
نئی گہری سے سدا مجکو مطلب
تجہی لطف اب اوسکا ہوگا حاصل
نظر مشتاق دید جلوہ یار
وہ پریان جو سکو لائین جو تس سے ترے
ہزاروں اژدہے عقرب کی لشکر
کہ چلنی گہر کو تا حاصل ہو آرام
کہو کچہ جس سے جی سے ہلے بیمار
وہ ظالم دیو آپہونچا مقابل
ہوا جب سیر بیماری سے سنبہالا
بڑا جب وہ تو ہمنی غل مچایا
اوسی صورت سے کہا کر سو یا وہ
بہم ملکر کہا سب نے کہ صد آہ
مگر تدبیر کوئی سوچ ایسی
کرین ہم کشتیان پہر جلد طیار
جہان چاہے خدا لیجائے یکبار
چہپا رکہا اونہین جیسے ہم وہ آیا
کیا پہر ایک جلد اوستی بریان
اور اوسکی تکمہ مین ہو جو نہر بار
وہان سے بہاگ کر ہم باہر آئے

پڑی زنجیر پاؤن مین برابر
یہان تقدیر آفت اوسے لائے
طبیعت مین ہے قصد امتحان کیا
یہ آفت زندگی کی سر سے ٹل جائے
کہین ان بنی کا آٹا اور نہین شب
کہ برسون مخلصے کے شکل مشکل
مگر تقدیر فلک سے گرم رفتار
کہ تہی وہ گرم شغل قلب مضطر
تن نازک سی آسے لٹے برابر
سنین فسانہ بانوی گلفام
وہ بولی یون ہے تاجر کا نشانا
کیا ہم نے ہان آک تاجر کو بسمل
مگر اوسکو ... پی ستہ لودہو
مگر چارہ کسی صورت نہ پایا
کہ درماندہ کسی گردش تہی تہا وہ
یہ نکلی مخلصی کی پانسی کچہ آہ
کہ صورت جس سے نکلی مخلصی کے
نہ کہنا چاہئے وسیر کوئی بات
کہ اس مغز سے وہ بہتر ہی نزار
تو بہاگی آسی و سامان اوٹھا
اوسی صورت سے کہا یا سو بادبان
تو لنگر ہلہو گیا وہ دیو بدکار
وہ چلنی کشتیان تہین اونکو لانے

نہ آپ دانہ سی آگاہ کرنا
بڑہی ہین یان کیا اوسکو گرفتار
سنا بولا نہی حسان تقدیر
نشان کہتا نہین ون زد و ظرار
ہمنسین اوردہ کہا او شتو ح ظرار
یہ کہکر لیجلین وسکو وہان سے
زبان پر شکر بخت نارسا کا
اوتار اوس کشتی مین تہا یک جوبار
سنا کر یہ نہ ٹہرا طار اوس جا
نہایت جلد آیا سوکی کچہ قوم
کہ جب وہ دوسرے دن کے شب آئے
اوسی صورت سے بہونا اور کہایا
لیا پر ایک جب اب کو وہان
زبان شام پہر آیا بدستور
سحر کو اوڑہ کے نکلا جلد والنے
مری لنی وہین مجکو بتایا
کہا یارو ذرا لاؤ لکڑیان تم
انہین ہی ٹہکر ہو رہوں روانہ
لیسن آئی مری سو دن سے یہ بات
اوسی کوفی تیہ بیٹہے سکلی باہم
اوٹہو اوہی آدمی ہم سے لیکے
کیا غل وسنی ورثہ پہر اک سو
قریب صبح بیٹہی وہ نبہ باہم

ستم ہر طرح خاطر خواہ کرنا
کہا ہمکو تبا او شو ویدار
کرو پہلی بہی تم پا بزنجیر
جہان ٹہرا او سی جا کا گنہگار
ہوئی مطلب سے تیری ہم خبردار
غضب سا ... آسمان
لبون پر باز ضبط بدعا کا
ہوتین لاکہون بلائین کی ترکیب
ہوا سلطان کا بی بہرن ادا
کہا بانو نے یہ خاطر ہی برہم
مصیبت پہ سے بی تقدیر لائے
نہ ہرگز رحم اوسکی لیکن آیا
کہا مطلق نہ کچہ اپنی زبان
لیا پہر ایک تہا جو کہ منظور
بڑی ہم بہی فی را مجکان ہے
اگر کو بخت زبون نے مرکولایا
کرو سب کو ہم جیسے ہم نہان تم
ہی ان سب کو مہلت کا زمانہ
بنا کشتیان تک جب ہوئی رات
لگا وہ ڈہونڈہنی پایا فراہم
کیا سر رخ آگ مین وسکو کر
مگر مطلق نہ پایا کچہ بہی قابو
انہین مین پاس بیٹہ الا اور چلی ہم

کتی ہم جلیس اسکی او وہ جو نخوار
کہ جسکے پیر یہان مین تہی وہ کچہ دور
خبر یہ وہ سا نظر آیا بہت دور
ہوس ہتیا بیان کی تی ہی ذکر
کہ جوش کیف سے جہکا تہا مین آنکہین
مضامین سو کرب سی ہی زر سین
اوٹہا سلطان بحق نقش گشت صحرا
جب آتی دو پہر جہکا وہ ہاتی
یہان تو حال گذرا اسطرح سی
کہ طیر سی پہنچی کو صورت یا
ہوئی ناگاہ نادر سی ملاقات
نتی تونی نکالی ہتو انداز
لہا امان یہ لیا تہی سما یا
پھر اسکر آپ پر ثابت ہو کیا
منگا آئینہ تو دیکہہ اپنی رخسار
ہوا کیا جلوہ وہ لب زیر کا
خبر کی ہوئی کر کوئی مرض تہا
بنا اک بیٹی دیکہا ہی تماشا
دلو احت خانہ مین وقت تہا و
لیا آخر اوسی تنہی کرو [illegible]
محل مین اسکی [illegible]
کہ تہی اک جبر [illegible] لہا
وہین [illegible]

لیی ہاتہون مین پہر اولتے پلیا
بچہی وہ بہت ہشتگی سب پہ مغرور
وہین جلنا ہوا خاطر کو منظور

۸ ۷ ارات

وہی پہلی پہر پا ئین آنکہین
معانی اسطرح مطلب سی بہر سین
لیس از انفاس جنبش آیا و سی جا
کیا اسطرح اپنا حال ظاہر
اب وسکا سینی فسانہ ہی کیونکہ
نظر کو تاب ہو حاصل لطف دیدار
نظر کی سامنی آ ہو گیا رات
کہلا ہی یک نت ہین تیرا از
ملا مجلو کوئی بیہودہ پایا
کہ جسکی واسطی رشتا و تہا
یہی صورت تہی اوسیہ کار
لہو کاہی سی سو کہا نب بدنکا
سمجہہ لیتی جو ہوتا حال تیرا
نگذرا تہا نظر سی یہ تو جانشا
فغان کرتا تہا اکثر جابجا وہ
بتا یہ [illegible] تہا کوئی تہا
ہوا اسیدار پوچہا منہ سی مطلب
[illegible] اہم دل پہونچا جو وسر جا
اوسی [illegible]

لگا کی کشتیون مین سنگ پیہم
رہی ہم تین انسان زندہ آدمی
اسی کی غار مین آخر ہوئی شب

وفور شوق مطلب کی خبر دی
کہ جب تکلیف رخصت شب نی پائی
جہان ہر روز سنتا تہا فسانہ
کہ مہان کی کنوان جسوقت جہانکا
پری نی جب افاقہ عشق سی پایا
یہ دلمین سوچ جلد ہونچی تہی کچہ دور
ملکہ نی اسکی پوچہا تانی یکبار
یہ سنتی ہی ہوئی تب غضبناک
مین کیا جان تو یہ عیاری ہی کیا ہے
لیتسکل شعلہ پہر کی وسکی در
یہ زردی عشق کی آتی لہا تسی
غرض ہی کوئی یا سو ئی تجکو
بلا تیری تعجب اصین کہان ہین
کہ اک قوم تشیر سنی دہمی از دہ
امید خم تہی چہری سی پیدا
یہ کہکر پہر نہ بولا طائر اک حرف
کہا بانو نی یون کتا ہی جب
وہ دو لو میہ سنا تہی سنانہ
تبسما آئی آیا اژدہا وان

دلیودین جسقدر تہین فراہم
ملی آیا اک طرف ہمکو مقدر
ملکی بانو نی پہر تکلیف مطلب
ملا پہر منہ سی کوئی جام باقی
زبان الفاظ سی آئی غوتس پہر کی
سلام شاہ کو پہر صبح آئی
سحر شب پہر کہ ہوتا تہا روانہ
تو حال نزع پہ ہونچا اسکی وہ جاز
تو اوسکی فہم مین تعویذ آیا
وہان تہا اور کچہ قسمت کو منظور
کہ او مکار و عیار و ستمگار
کہی صدا اک کٹری در پا جا
بتا و تو ستمگار سی کیا تہی
کہا او بیچا بیتاب و مضطر
دکہاتی یہ طراری بان نسی
مقرر کچہ یکچہ یہی کیا ہی تجکو
ہین اسی او پہ پہلون جو جو بیداز
دل افسردہ زبان ہو وفراد
وفور شوق کہا تو سنی ہو پیدا
پہر کہا اپنی شاہ صحب ظرف
ہوئی جب قلب ت حق مجیہ ظاہر
ہر اک نی خوب سیہ و اکی کہانی
مقرر تہا اجل کا سب کی سامان

پیا پانی سمندر کے کنارے
اوٹھا کر ایک گھونٹ منہ سے اوتارا
چڑھی اک نخل پر قامت میں بالا
کبھی کچھ ہڈیاں منہ سے اوگل کر
دعا کرتی تھی ہر لحظہ خدا سے
غرض وقت سحر وہ سانپ کالا
ہم آتی نخل پا لاسی زمین پر
تو پھر اوس نخل پر جا بیٹھی مضطر
وہ زیر نخل بولا آ کے یکبار
یہ ہیبت تھے کہ وہ افعی خونخوار
گھسیٹا اپنی دم سے وہ نگلا
مگر باقی تھی کچھ دم زندگی کی
سحر کو پھر ہٹا وہ اپنی جا سے
الٰہی اس بلا سے مخلصی دے
لحاظ توبہ اب باقی نہیں ہے
پلا اک جام کیسی یار ساقی
کہ جب خمار شب نے رنگ بدلا
سنا افسانہ یوں کہتے ہیں طا تر
تو انتک لا لگو آن لکھو ن کہ
وہ جاتے تھے برای سیر اک دن
کہا کیا حال ہے وہ کچھ نہ بولا
کہا تجھی پھر اگر حال سارا
سو وہ پھر طلب سے تا ان آیا

وہاں سے پاس آ پہونچا بہار کے
کیا آباد دوزخ کا کلسدا
وہانسے کچھ نظر آیا اوجالا
نکلتا ہے پھر انکو مکرر
کہ یا رب مجکو فرصت دے بلا سے
لگا جب کہ پہنچے پھر سو اوجالا
خیال اژدہا سے سخت مضطر
کہ دیکھیں کیا بلا لاتی ہے صدر
بشکل بید کانیا یان تن زار
چڑھا اوس نخل کے جو سر کئی بار
کھولی وسوقت لقمہ اپنا پر کیا
اوسی کہا کر وہ اوترا پھر بانسے
دعا کی تھی پھر اپنی خدا سے
نہ جسکو خوف حاصل ہووے جی سے

درازی میں بشکل نخل خرما
رہی جب وہ تو بہاگی وانسے جا کے
تو دیکھا سانپ کو افتادہ آگے
یہی شب رہا شغل اوسکو تمام
اسی صورت سے کاٹی رات ساری
جگہ سے اپنی سرکا اور بہاگا
مصیبت میں وہ دن کاٹا اودہر جا
وہی افعی پھر آیا اور ڈھونڈھا
خیال آیا کہ بی شک موت آئے
پھر آخر جست کر اوس وقت بیکو
یقین تھا تن سے نکلے روح بیتاب
تہ نخل آ کے سو یا سیر ہو کر
کہ یا رب شب تو گذری اب سحر ہے
نہ اسکی نمازنی پایا تہا انجام

جسے بکری ہن سے ہی کہ گہر
لیا دم آ کی زیر چند شجار
بدلتا ہے برابر اپنا پہلو
نہیں ہے ہر گھڑی تہا خوف اور غم
کہ اپنی حال پر تھی اشکباری
نہیں معلوم گہر اوسکا کہاں تہا
قریب شام جب پایا اندھیرا
وہاں ہم درد سے کوئی بھی نہیں تہا
اجل سے مخلصی ہے کس نے پائے
جو میری ساتھ تہا اک عاقبت جو
شکم ہوا اژدہے کا منزل خواب
رہا تا صبح میں بیتاب و مضطر
تری امداد پر مجکو نظر ہے
کہ گذری شب تب آئی اب بام
امید آبرو باقی نہیں ہے
مری مضمون مطلب یوں کہا کے
وہیں پہونچا کہ ہم ہو کثرت سوز
نہیں باغ میں وہ صاحب ادراک
سمن اوسکو وہاں آتی ہی آ
ٹپکتی تھی برابر دیدہ تر
یہ دیوانہ ہے یا غم میں گرفتار
عجب کیا ہے طبیعت سے جو خوار
تری توحید جو ہے اور مکار

۹ رات

کہ ہو مستی سے حاصل آشنائی
نظر آنے لگا تر کا سحر کا
کہ جب او سیر ہوتی یہ بات ظاہر
ہوئی گویا کہ میں قربان دل سے
رہا حاضر سو کچھ دم راحت اندوز
طبیعت کو جو اوس سے سکے تو لا
کیا اسطرح پہ پہنچی انتشارا
جسے ہے ذرہ شب نمنے نبایا

سخن افسانہ ہے کر طالب آنتے
اوٹھا سلطان جہاں تا تہا پہر وز
کہا درنی کیا اوسکو گرفتار
یہ تہا اک مرد دیوانہ کہیں کا
نظر آیا یہ اوسکو سخت مضطر
تو سمجھی ہے مقرر اسکو آزار
کہ اوسکو یا غمیں ہے کی جا
کہا آدر اوتی نبیاک وعیار

تجھی دیو انکی سی وسکی کیا کام | بتا تو اسکا کیا سوچی تہی انجام
وہ بولی رحم کرنا کچھ برا ہے | جنون کی قوم پر ظلم روا ہے

کہ دکھہ والی پہ ہو کوئی احسان | تو ہین راضی ہوں وہ میری مہمان
فقط یہ دہیان تہا دلمین ہمارے | وگر نہ ہم ہین حاکم ہی کنارے

کہا مادر نی یہ باتین یہ گہاتین | ابہی دیکہین ہین کتنی تو نی راتین
کہان کی صحبتین ایسی وہ نہاتین | جو یہ بیٹا بیان خاطر اپنی آتین

بٹی تو رحم والی ہی بہت خو | ذرا دیکہہ اپنا احوال بد اسلوب
فلک کیا سامنی لاتا ہی تیری | بس اب چل باپ پاس اپنی سویری

وہ بولی مین تو حاضر ہوں گنہگار | اوسی ناحق کیا تمنی گرفتار
رہائی دو وہ اپنی گہر کو جاتی | بلا سی جو بلا ہو مجہپر آتی

ستم مہمان پہ کب جائز ہی نادر | غضب جو چاہو کرو میری جان پر
تم اوسکا حال سب اوسی وہان پوچھی | مجہی بعد اوسکی جو چاہو سزا دو

سنا جب وسنی یہ آغاز اوسکا | کہلا خاطر پہ اوسکی راز اوسکا
کہ ہی لاریب دختر بلا دوست | طبیعت اسکی ہی بیشک جفا دوست

یہ اوسکی مبتلائی حسن رو ہے | ہرایا مین اوسکی جستجو ہی
اوڑا اسپر طائر افسانہ بیما | ٹہہار ہوا رشتہ خالی ہوئی جا

نہایت جلد سوی خانہ آیا | فراغ خواب غفلت جبکہ پایا
کہا بانو سی ہان کیونکر ہی وہ حال | وہ بولی مرد تاجر صاحب اقبال

بیان کرتا ہی یون آغاز اپنا | سناتا اسطرح ہی راز اپنا
کہ جب وس ورنکی آئی نظر شام | پہر آنکہونکی آگی پہردہ انجام

کہ اپنی موت کی ہی آج بارے | رہو امیدوار فضل باری
نہو گی مخلصی اس اژدہی سی | مٹین گی حوصلی جو کچہ ہین جی سے

مناسب ہے کوئی تدبیر اگر ہو | تو ساری رات راحت سی بسر ہو
اسی تجویز مین تہا دل پریشان | کہ شاید غیب سے ہو کوئی سامان

یکایک دیکہی کچہ پرخار اشجار | انہین کا ٹہہوا جسوقت ابرار
گیا تا نصف نخل اک ٹہہر و اونچا | نہایت دور تک تہا پہیر انکا

ہوا اپنہان فراز نخل جاکر | کہ دیکہون کیا ہی حسان مقدر
غرض شب بیتی ہی وہ سنسان آیا | مگر رستا کہین اوسنی نہ پایا

بہت ٹہپا بہت اوچہلا کئی بار | نہ سوجہی راہ اوسکو کوئی تہ بار
رہا وہ گہات مین شب بہر اژدر | نہ آئی کام لیکن فکر اژدر

بچایا صبح تک مجکو خدا نے | اثر پیدا کیا میری دعا نے
سحر کی وقت اوٹہی وان سی سرکا | لیا گہبرا کی رستا اپنی گہر کا

مین اترا نخل سی مجبور ناچار | ارادا یون ہوا آخر کئی بار
کہ چلکر ڈوبی دریا مین اک سو | بجز اسکی نہین کچہ اور قابو

ٹہلتا ہو پہنچا سمندر پر جو ناگاہ | ہوا فضل خدا سے اوسدم آگاہ
کہ آتا ہی جہاز اس سمت کچہ دور | ہوئی طبع مکدر خوب مسرور

پکارا مینی چلایا بہت سا | سنا کپتان نی بولا یہ کیا
وہانسی چہوٹی کشتی کی روانہ | نہ گذرا تہا بہت ایسا زمانہ

کہ پہونچی لیکی مجکو پیش کپتان | مجہی دیکہا ہوئی وہ لوگ حیران
بتایا پوچہا سنا قصہ جو سارا | تو بولی ہی یہ قدرت کا اشارا

نہ ہاری ہی جسکو وہ کیونکر قضا آئے | یقینی زندگانی لطف فرمائے
پہر اوس کپتان نی کہانا کہلایا | حقیقت مین بڑا آرام پایا

نئی پوشاک بہی دی بے عطا کے | برابر شرط مہمانی ادا کی
بسر ہونی لگی میری بہت خوب | میسر ہر طرح کی چیز مرغوب

سحر سی تا بشام تک لطف ملاقات | نئی انداز کی ہر شخص سے بات
طعام عمدہ کہانا ساتہ رہنا | کسی صورت کا دکہہ ہرگز نہ سہنا

زبان سب بیان حال بر جا | سر اک کو لطف خاطر مجھی پیدا | قضارا اکدن کپتان بیچارہ | ہوا گویا کہ میں کرتا ہوں آگاہ

ہماری ساتھ تھا اک مرد تاجر | بہت اسباب لایا تھا بظاہر | انہیں یا تو نہیں شب نے [illegible] | ہوئی خاموش یا تو صبح آئی

۸۰ رات

مزاج توبہ ساقی ہمسی بگڑا | تامل کس لیے اب جام بھر لا

ملامت سے نہی جسکی ہوس ہے | تجھی ناحق خیال پیش و پس ہے | میں گذرا اجتناب بار یا سے | محبت ہی مجھی اپنی حد سے

وفور شوق میں ہیں جوش بیہم | نہیں فرصت تمنا سے کوئی دم | اجازت دی چلی بیتابی دل | کہ پی کانگ کوئی جام کامل

کہ تا عرض سخن مطلب بر آئے | مزی مضمون خاطر یوں دہ آتا ہے | کہ ہنگام سحر شاہ خوش اوقات | برای سیر اوٹھا کچھ سوچ کر بات

گیا سوی بیابان سخت بیتاب | پئی تسکین دل بیٹھا لب آب | کہ اس عرصے میں طائر آئی مضطر | فراز نخل پر بیٹھی وہ پل کر

ہوا اسطرح سے پھر ایک گویا | کہ باہم ورا وسنی جبکہ کھویا | وہ باتیں کیں کہ سارا کھل گیا راز | کہاں پائی انہیں بیشک ہی تجھی ساز

طبیعت آچکی ہوتا ہی اب کیا | مزا تو دیکھ اسکا خیر اچھا | یہ کہکر لی اڑی بیٹی کو ہمراہ | پھری کہتی چلی صد آہ صد آہ

لی آئی اور کیا قید اوسکو گھر میں | مگر آنسو لبالب چشم تر میں | کہ دیکھیں کیا دکھای شوق انجام | بلا لائی نہ کوئی بخت ناکام

بلا کر اپنی ہمرازونکو پوچھا | کہ اسکی کچھ بھی تدبیر اب کیا | وہ بولیں اوسکو سمجھائی بہت سے | کہ یہ سمجھ نہیں آغاز مطلب

اب اس سے باز آ او صاحب شوق | کہاں تک ابتدای کثرت ذوق | عجب کیا ہی جو وہ سمجھی کوئی بات | سوا اسکی نہیں ممکن کوئی گھات

کہا اچھا وہ آئیں جب کہ یاں پر | تو دیکھا ہیں قریب رخصت انفار | کوئی دم کی ہی مہمان جو [illegible] | مگر کچھ لفظ حسرت آہیں لب پر

یہ کہتی ہی کہ صد افسوس ای دل | فدای شوق ہونا کیا ہی مشکل | تجھی کیوں زندگی کی آرزو ہی | کہ قربان تمنا آبرو ہے

پھریں گھبرا کی آئیں پیش مادر | کہا تم آپ دیکھو حال جلکر | وہ دوڑی سنکی مثل عاشق زار | یہاں بیہوش تھی وہ تو گرفتار

لب بالیں یہ چلا کر پکاری | میں صدقے تیری ہی ہی میری پیاری | ہوئی تقصیر در سے [illegible] | ذرا لب کھول یا تجھ پہ ہی قربان

نہ سمجھی تھی کہ الفت کر چکی کام | نظر آئیگا ایسا مجکو انجام | سو میں نادم ہوئی پچھتا [illegible] | بس اب کر رحم میری التجا پر

بڑی بدلی الٰہی مجکو موت آئے | گذرنی ہو جو کچھ مجھپر گذر جائے | یہ کہتی کہتی آخر کو غش آیا | برا ہوا وسکی اوسکو بھی لٹایا

خواصوں نے کیا ہنگامہ برپا | ہوا کہرام سا اوس گھر میں پیدا | یہاں تک کہکی طائر یہ فسانہ | ہوا اوس نخل پر سے پھر روانہ

پھر اس سلطان بسوی خانہ آیا | ہوا داخل محل میں پیش دلدار | فراغت پاکی سو یا ساعت چند | اوٹھا کچھ دیر میں با حال خرسند

کہا بانو سے افسانہ سنا تو | کہاں بیٹھی ہو میرے پاس آ تو | وہ بولی میں نثار شاہ دیندار | سنا ہی اسطرح تاجر کا احوال

کہ وہ کہتا ہی [illegible] | کہ جسکی پاس اسکی کتنی سال | دکھایا اور کہا افسوس افسوس | ہوئی ہم عمر سی تاجر کی مایوس

یقینی مر گیا ورنہ وہ آتا | سبب اسکی نہ آنی کا بتاتا | سو اتنی گھبرا [illegible] | اوسیکا ہی جو بیٹھا ہے لب آب

وہاں سی وہ ہوا ہم سی کناری / نہ آیا پاس پہر ہرگز ہماری
اب وسکی وارثوں کا ہی یہ مال / نہیں ہو ئینگی تا وہ ہوں خوشحال
مگر اب تم رہو اسکی نگہبان / کرنا مشکل ہو یہ ہم پر یہی سامان
دلا دینگی ہم اونسی حق تمہارا / بہت اچہا ہی روزی کا سہارا
کہا مینی بہت بہتر بہت خوب / مجہی بہی ہی بدل یہ بات مرغوب
غرض آیا محرر لیکی سب مال / کہا مجہسی کہ وہ مرد خوش اقبال
اسی تو جانچ لی اور دیکہہ بہر طور / کہ ہی مدت سے اسکی واسطی ور
وہ جتنا تہا اوسی پایا بدستور / ہوا میری طبیعت کو یہ منظور
کہ اوسکی نام سی آگاہ ہوں ہم / یہ اتنا مال جسکا ہی فراہم
کہا کپتان سی ہم اوسکا آیا ہے / مفوض مال جسکا یہ ہوا ہے
وہ بولا سندباد اوسکو ہیں کہتے / سنا وارث جہاں وسکی ہیں رہتے
وہ ہی بغداد ملک شاہ عادل / زمانی میں وہ ہی مشہور باذل
وہیں کا رہنی والا تہا وہ آجاہ / ولیکن مرگیا افسوس صد آہ
مقام بالسرہ اسی ساتہ تہا وہ / ہر اک دم تہا شریک عیش عالی
سنا جب مینی اپنا نام اور حال / تو حیرت نے کیا خاطر کو پامال
خیال آیا کہ سچ کہتا ہے کپتان / ہوا تہا اوس سخن سی جی نہال
پی تفریح دل اوترا تہا جسدم / نہیں پہر ہو سکی یکجا فراہم
جہاز اوس جا سی چل نکلا جو ناگاہ / نہ سمجہو مل سکی مطلق کہیں راہ
مصیبت لبسکہ پائی جا بجا ہے / اوڑا وہ رنگ چہرہ کا برابر
نہیں بارے فی وہ شکل جو تہی / کوئی پہچانی صورت خاک ہر سی
ہوا کپتان مجہسی ناشناسا / یقین کب اوسکو آئیگا ہی تہا
کہوں کس طرح اس سے ہیں وہ ہم زر / کہ میرا رنگ وہ اب ہو گیا زرد
تن واعضا کو ہی ضعف حاصل / کہ مجہکو بات کرنی ہی ہی مشکل
مگر کچہہ فکر سی اک بات نکلی / جو مطلب کی موافق کہات نکلی
[illegible] / [illegible]
[illegible] / [illegible]
اوسی ہیر بیان سن اور [illegible] / رہین جیت لطف و ذوق باہم
اسی ابہام با تو یہ کٹی رات / او بہا [illegible]
شتاب عمر ہی ساقی خدارا / وہی دی جو ہو خاطر کو گوارا

۱۸۱ رات

اچہوتی سب سے ہیں ہستی سے نرالے / بہت اچہی ہیں یہ کیف والے
کہ جسکی یہ ہی عرض سخن سنج / ترشح آشنا ابر دہن ہو
مضامین لفظ بن جاتین بیان میں / اثر پیدا ہو شرح داستان میں
وہی پہلی کہانی تا لب آتی / ہر اوشوق یون تقسیم پاتی
کہ بعد از صبح پہر سلطان وہ جا / جہاں جاتا تہا کچہہ عرصی میں پہنچا
سنا گویا ہی طوطا اس طرح سے / کہ جب غنچے نہین ہوتی ہیں بیدار
جو تہیں خدمتگزاری میں جہین / انہوں نے سر کی روز و دا کے میں
غرض کچہہ دیر میں ہی جو سنبہلی / تو دیکہا اوسنی مادر کو غش تہی
رکہا زانو پہ سر روتی بصد سوز / چہپا تی تہی میں مہر عالم افروز
جب آیا بارش شبنم کا ہنگام / تو آئی ہوش میں لیکن وہ خود کام
سر زانو پی دختر سر کو دیکہا / گلی لپٹی کہا صدقی یہ کیا تہا
بڑہی کیوں اس سے سمجہو کچہ تو کہہ حال / کیا تہا کس کی غم نی سمجہو پامال
مہین صدقی سہر فہما لیش عدم بجان / ہوا تہا واسطی تیری یہ سامان
سونا حق تونی اتنا رنج اوٹہایا / مجہی تکلیف کہہ کیا اور پایا
نہوا آزردہ خوش کہا یہ جی [illegible] / بلا دیتی نہوں میں اوس سی [illegible]
کہ جسکی سعی کی تہی تونی للہ / نہ تہی میں وسکی ان آنکہوں کی [illegible]
سنا بیٹی نی جب قول مادر / یہوتی مخطوط بولی اس طرح
کہا مادر اوسکو تم آزاد کر دو / کسیکی طبع غمگین شاد کر دو

کہا بہتر بلایا اک پری کو — اجازت دی کہ اوس انسان کو چنگو
رہا دی کہ ہو محظوظ خرسند — کہ تہا اب سلی وس جا وہین بند

کہا تہا جس سے وہ اکدم مین آئے — نہایت جلد فرصت اسنی پائے
ہوئی جب مخلصی قید بلا سے — دعا دی شکر کی اپنی خدا سے

بڑا اوس جا سے مضطر اور بیتاب — خیال دوست مین سر چشم پر آب
نہ تہا معلوم رستا اوس طرف کا — جدہر سے ہو پہنچا وہین اک نجد دیکہا

بہت دن بعد اک صحرا مین آیا — اوسی آباد ہر صورت سی پایا
نہ تہا انسان مگر خوش رنگ اشجار — ہزارون طرح کے گل بعض بار

نئی صورت کے خوشبو مین بہت تیز — طبیعت کو پسند اور لطف آمیز
بغایت سایہ دار اور سب آب — تسلی بخش اکثر قلب مضطر

قریب اک چشمہ شیرین ہوا تر — شفا پانی ہی گر صاحب رو
خوش آیا بسکہ وہ سامان ٹہرا — کی آرام پہیلا کے ذرا پا

طبیعت نی ہو کچہ تسکین پائے — پلک جہپکی اوسی جا نیند آئے
یہ کہکر کی زبان طائر سے ہر بند — پہر اپنی محل کو شاہ خرسند

لیں رخصت ہی ہوا خوابیدہ سلطان — اوٹہا پا تو سہی بولا اپنی ایجان
سنا دو تم جو کل تہا قصہ باقی — کرنا دی لطف بزم جام ساقی

وہ بولی قول تاجر یون سنا ہے — خلاف اسمین نہین ہے جو بجا ہے
بیان کی تا ہلی وس کپتان سے پوچہا — کہ تم پہچانتی ہو کون وہ تہا

یقین ہی پہرہ اوسکا یاد ہو گا — تمام اعضا کا نقشا یاد ہو گا
بہت دن وہ رہا ہم بزم تمسے — بیان اکثر کیا ہے عزم تمسی

صدا اوسکی سخن کا ڈہنگ سارا — جو تہا صاحب کے خاطر کو گوارا
وہ کیونکر ہو گیا ہو گا فراموش — مقرر کچہ تو ہو گا داخل ہوش

سو تجکو دیکہتی اب غور سے خوب — ہوا ہون تجبت بدسی کی بد آ
مگر غالب ہی پہچان او احوال — نظر آتی مناسب ہے سنا اعمال

تغیر رنگ کا حاصل ہی [illegible] — ہوئی ہین [illegible] و اوس صحرا مین دو
اسی [illegible] رکہا [illegible] کیا — و [illegible] ہون [illegible]

یہ قصہ بہی مرا سب ہوا فق — نہین کچہ فرق سر مو بہی مطابق
اگر مقبول خاطر ہو تو یہ حال — لی [illegible] ہون [illegible] پامال

اسی کچہ حرف مین [illegible] ون آئے — سبب سباب [illegible] یاد ون آئے
سنا کپتان نی بولا کہ ای دوست — تجہی [illegible] دوست

تری چہرے کا نقشا ہو بہو ہے — نہ کہہ سکتا تہا مین بات تو سے
بی شک خوب پہچانا اب [illegible] — نہین ہے اسمین مطلق [illegible]

وہی ہی تو وہی تو وہی ہی — مبارک ہو تجہی تیری مراد
اسی لی اور کہا ای خرم و شاد — کیا حق نی تجہی مدت مین آباد

بجا لا شکر خالق چند انفاس — کہ یہ دولت تری آتی تری پاس
ہم اتنے دن کی تہی اسکی نگہبان — خدائی کی بڑی مشکل یہ آسان

کہ تجکو ملگیا سب مال تیرا — ہوا بہلا سا یہ خوشحال تیرا
سمجہ لی دیکہہ لی ہر چیز کو خوب — نہین اسمین کوئی کیب مقلوب

یہ کہکر اک محرر کو بلایا — نہایت جلد کاغذ لیکی آیا
دیا پہر جائزہ ایک ایک شی کا — حقیقت مین جسی کہ یاد تہا

منافع بہی جو پایا تہا دیا سب — ہوا افضل خدا اسی میرا مطلب
وہا لیکی ال لی آئی ساتہ ہم — [illegible] فراہم

گئی پانسی کئی شہرون مین پہر — نظر آتی خوش اقبالی کی سب طور
نہایت نفع پایا سب طرح — بہت دولت لی پہر پاکر

وہانسی پہر سو بغداد آئی — احبا دوست اپنی زندہ پائی
عزیز و اقربا کو دی کی حصا — دیا زر دانکی حصا جو [illegible]

بسر ہونی لگی محظوظ اوقات — بڑی آرام سی گذری لگرکرات
ادہر انجام اس قصی نی پایا — ادہر اوس نے شب نے اپنا چہرہ چھپایا

رات ۱۸۲

اوٹھی محفل ہوئے خاموش خانان تو
نظر آیا سحر کا سب کو مضمون

دلا شادی رہا ہی ہمکو ساقی — نہین کرتا عنایت جام باقی
غرض تاخیر سی کیا ہان تنا جلد — نہایت دیر گذری اتہو اجلد

ہلا شیشہ ہلا ساغر کی منہ سے — کہ رنگ احمری مینا سی ٹپکی
جمال دخت رز کا جی ہی مشتاق — فراق چند دم بہی ہمکو ہی شاق

نماین گی تماشین لب لب ہم — کہ ہی اپنا مزاج شوق برہم
تمنا خواستگار بیخودی ہے — نہین معلوم کیسا تیرا جی ہے

کہ اب تک جم سی تنا ہی برار — مگر سمجھا ہی ہمکو تو گنہ گار
ذرا ارشاد کر تقصیر کیا کی — جو یون تونی توقف کی سزا دی

دم آغاز مطلب ہی جی رکو — دکہا مدساغر کی ذرا جہوک
کہ خوش ہو چند لحظہ قلب بیتاب — تہمی افزایش ہر چشم پر آب

ہجوم مدعا تقسیم پاسے — زبان پر اسطرح افسانہ آئی
کہ سلطان لعد شب جسوقت جاگا — وہی رہوا جو مقبول دل تہا

منگایا اوٹہا جلد اوسپر — ٹہا صحرا کی جانب سخت مضطر
ڈہلی جب وہ پہر پہونچا اوجا — جہان افسانہ سنتا تہا وہ گا

سنا اسطور افسانی کا آغاز — کہ آخر دیر مین وہ مرد ممتاز
کہ جسکو نیند کی غفلت تہی آئے — اوسی صحرا مین پہونچے جہان پے

اوٹہا گہبرا کی پہونچا لب آب — تردد آشنا کچہ قلب بیتاب
تعلق بہوک کا خاطر مین پیدا — ہوئی خشکی سے مطلب ہویدا

پہر اوسوقت اک جانب وہ مضطر — کہین ٹہرا کہین لیٹا وہ دم بہر
پہر اوٹہا اور پہلون کا رفتہ — ہوئی کم کچہ نمدا کی کہ شب

غرض جب شام نی چہرہ دکہایا — وہ پہر تے پہرتی اک گوشی مین آیا
ابہرتی کی جو گردش طرف کو — تو دیکہا ایک سوا کی ذوق

بہت پاکیزہ صورت پاکدامن — خیال عشق حق مین گرم تہا
زبان مصروف اذکار الہی — ہمیشہ جان کو دیدار آسے لیے

نظر کو دید باطن سی سرو کار — تصور دونو عالم سی خبردار
وفور شوق مین کچہ ہوش — نہین باقی کچہ اپنا ہوش جیسے

غرض یہ دیکہکر پہونچا بصد جوش — ہوا غائب وہ از خود فراموش
بسر کی اسنی شب جب چمکا مہر — تو وہ درویش جو مصروف تہا

وظیفہ کر چکا پہونچا برلب آب — گر اسکی پاؤن پر مجبور دیتاب
وہ ٹہرا اور کہا مطلب بیان کر — کہا اسنی کہ ہون محتاج و مضطر

مدد کر میری ہی سلطان عالم — فدا تجہپر سی ہر دم جان عالم
کیا ہی بخت بد نی مجہکو لاچار — مری پر ہو مین کیفیت نثار

پی تسکین دل اطاعت آیا — کہ اپنا مہربان حضرت کو پایا
نہ لا پہر یہ اتنا کہہ کے طاقت — کیا ان کچہ افسانہ ظاہر

پہر اوسنی کی گذشتہ شاہ — بسر کی نصف شب یا نو کی بہرہ
پہر اسکے بعد سویا او جاگا — کہا یا نو کی آ جلد او خود آیا

سنا افسانہ جب گئی کم — بہا ہیت وہ سنتی ہین ہم
وہ بولی قصہ آخر کہہ چکی جب — دیا ہر دو کو زر او او شب

کیا بہت کہا کل پہر آنا — کہ جو تہا قصہ ہی ہمکو سنانا
لیا مردوں نے گہر کو بسر آرام — ہوا اوس رات کا آخر کو انجام

پہر اوس دن ہر عزیز وا اقربا — تب آئے شب بعد از چند انتظار
فراغت کر کی کاموں سی ٹہرا تو — پہر اوس تاجر کی خدمت مین گیا وہ

ہوا خوش دل مین سوداگر بدستور
کہا ہوتی ہی خاطر سی مسرور

بہت عزت سی پاس اپنی بٹھایا
سحر او سکی بعد یون او سنایا

کہ ہی کوئی ہمارا خاصہ لاؤ
توقف کچھ نہو یان جلد جاؤ

یہ کہتی ہی ہوا سو جو داکر ان
ہزارون طور کا تہا او سمین سامان

بلایا سبکو جو حاضر تہی او سجا
کہا مزدور سی ٹہرسی ذرا سا

شریک دوستان ہو کہا او کہانا
کہ باقی رات کا ہی کم زمانا

فراغت ہو تو افسانہ سناتین
زبان پر قصہ دیرینہ لاتین

کہا او سنی بہت بہتر بہت خوب
یہان بیٹھی ہی سی خاطر کو مرغوب

ہوئی کہانی سی فرصت چند دم مین
خیال آیا جو شب کے بیش و کم مین

تو او سنا جو قصہ یون سنایا
کہ جب تہا سفر در پیش آیا

بہت سا سب خاطر خواہ تہا پاس
گذرتی تہی بڑی راحت سے انفاس

عجائب تحفی تہی ہمراہ میرے
کہ شاق ہوا گیا [illegible]

کئی شہرون مین پہنچا ایک [illegible]
دکہایا جا بجا وہ مال نایاب

نہایت نفع دولت مین نے پایا
طبیعت نے مزا سیکچہ [illegible]

وہان سی اک جہاز [illegible]
منگایا او [illegible]

چلی دریا مین ہم چند احباب
مہیا تہینگی سب طرح اسباب

[illegible]
ہوائی او [illegible] سامان و کہایا

کہا کپتان نی یارو خبردار
چلی باد مخالف [illegible]

دعا مانگو [illegible]
کہ خالق کری تم سبکو آزاد

گرین بالین جو جلدی کشتی اوپر
ہوا پہر ایک اپنی طرف [illegible]

ہوائی تند کی جہونکو نسی کہایا
جہاز اوپر چڑہا آخر کو ناچار

بہت کپتان نی چاہا ٹہرا
پہاڑ اک بیت کا وان [illegible]

[illegible] جو پہنچا کہا کی [illegible]
او سپہ [illegible] کیا [illegible]

ہوئی غرق آدمی سب [illegible]
[illegible] کی [illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
کہ تہا وہ اک [illegible]

رات ۱۸

اسی انداز مین رخصت ہوئی شب
کہ اختر [illegible]

پلانی کی پلا اک جام ساقی
کہ گذرین لطف سی ایام باقی

امید تی ہی راضی ہو وہ دل
لی مینا و خم [illegible]

صراحی کو بلا پہر اک ساغر
کہ راحت آشنا ہو قلب مضطر

ہجوم کینہ مین لگ [illegible] نے
دکہا [illegible]

کہ جب رخصت ہوئی شب شاہ بولا
کوئی حاضر ہی لا جلد گہوڑا

ہوا سوار پہونچا جانب دشت
کئی [illegible] کا حاصل [illegible]

پہر آخر دو پہر کے بعد آیا
اوسی جا جس جگہ اول جا نکا

[illegible]
سنا کرتی [illegible]

کہ جب روشن ہی حال اسکے جہان پر
کہا اسنی کہ ای شاہ معلی

[illegible] تقدیر کی تکلیف [illegible]
نہین [illegible]

تمنا ہی کہ مجہ پر رحم فرما
کہ مہمان [illegible] کی [illegible]

سنا درویش نی [illegible]
[illegible]

الہی چند بسر کرنی اوقات
گذر جاتین جب [illegible]

[illegible] مطلب [illegible]
[illegible]

وہی معشوق [illegible] آغوش ہوگی
مصیبت [illegible]

یہ کہا [illegible]
[illegible]

دو جہتوان کی [illegible]
نہ کم ہوتی تہی لیکن کثرت [illegible]

اسی صورت سے گذرا سال [illegible]
[illegible]

کسی شب کو یہ سوتا تھا اکیلا گا
کہ ہر دم آنکھ کو تھی اشکباری
سو اتنا کر کہ شکل اپنی دکھا جا
ارادہ تھا کہ یہ بھی کچھ کہی بات
یہ کہکر اوس نے اک غوغا مچایا
بلایا اسکو اور پوچھا کہ کیا حال
یہ لی تعویذ جا اب اوس طرف کو
اسی تعویذ سے حل ہوگا کام وہ
گھر آیا اور بانو کو بلایا +
ہوا بیدار بانو سے کہا یوں
کنارے سے اک جزیرہ میں وہ آتے
بہت خوش ہوکے سوداگر تھی دوڑی
لگی تھی اک مکان میں رکھا قیمہ
جو سوتا تھی تھی اوس نے خوب کہا
پھر اوسکی بعد اون لوگوں نے آکر
تو کھاتی پیٹ سے بھی کچھ زیادہ
مگر رہتا میری دل میں خوف اونکا
اسی صورت سے گذرا جب اک ہفتہ
پکڑ کر بھون ڈالا تاجروں کو
غنیمت میں نے اپنا فاقہ سمجھا
مگر تھی فکر میری دل میں ہر دم
قضا را ایک دن وہ سارے بدذات
نہیں بھاگا کی دل عجب سی یکبار

نظر آتی اسی وہ غیرت ماہ
طبیعت کو یہی جوش بیقراری
کبھی تو خواب ہی میں پھر آجا
کہ آنکھیں کھل گئیں جاتی رہی گھات
سنا درویش نے کچھ رحم آیا
نظر آیا تجھے کیا شب کو جنجال
جدھر سے ہی پھیروہ دلدار خوش خو
میسر آئیگا ہر طرح آرام
لیے بوسے مزا خاطر نے پایا
کہو اجی آن بن گیا وہ مضمون
وہاں کی آدمی جنتی سے پاتے
ہمارا گرد آکر سب نے گھیرا
بہت خوش تھے کہ پائی اسقدر صید
پھر اسپیٹ اور خوب آرام پایا
پکائی چاولوں عمدہ خوب جسے
رہی جنتی وہ باہم ایستادہ
بہت چاہا کہ کھایا تھے نہ صلا
ہوئی اک سمت وہ جنتی ارانہ
بہم کھاتی رہی مل کے خوش خو
کہ تھا باعث وہ میری جان بچنے کا
کہ فرصت پا کے نکلیں گر تو یکدم
کہیں پہنچیں پڑی صرف اوقات
بہت ڈھونڈا پکارا ان خبر آ

سنا کہتی ہی اوس نے تاج بحر
لبوں پر آہ کا ہی ہر گھڑی ناز
مگر تقدیر سے امید کب ہی
پکارا اوٹھا کہ ہی ہی میرے دلدار
فراغت پائی جب جبل سے خوب
جو دیکھا تھا بتایا اوس نے سنکر
غرض جو بیتیں تھے آنکھوں اسی پل
اوڑا طائر یہ مضمون کہکے کیا با
غذا کی بعد سو یا شاہ منتاق
وہ بولی بیان ہی اس طرح جیر
اوٹھی نے انکی جانب جب نظر کی
وہاں سے ہمکو یا نکال اسطرح یہ
بہت ترکاریاں ہم پاس رکھکر
مگر میں نے زاد سیر ہاتھ ڈالا +
سحر کو تاجروں کو سب کھلاتے
قریب شام اپنی گھر گئے سب
ہوئی کچھ دن میں فربہ سارے تاجر
وہاں سے لاتی پھر سامان اپنا
مجھی پایا نہایت زار و لاغر
جزیرے میں پھرا کرتا تھا ہر سو
تو وہاں سے اور جانب ہون اللہ
جزیرہ ہو گیا خالی سراسر
نہ کی ہی توجہ مطلق اوس پہ

ہوئی تھی مجھ پہ بڑی احسان تجھ
نہیں ہے ضعف سے تاب کی مجھ نہ آواز
یہ اتنی بات بھی تجھ سے عجب ہے
کچھ میری سنی افسوس کی بات
ہوئی خاطر کچھ اس جانب کو اب غور
کہا گھبرا نہ او بیتاب و مضطر
تو گھبرا نہ دل میں اپنی زنہار
پھر اسلطان وہاں سے جانا یا یہ
رہی شب کم تو وہ سلطان آفاق
کہ وہ تاجر جو تھی بیتاب و مضطر
تو سمجھی اپنی دولت عمر بھر کے
کہ جیسی بھیڑیاں جائیں گے بر بر
کیا ایما کہ ہم کھائیں برابر
کہ تھا وہ اور ہی کچھ راگ مالا
مرغن اور مزے کی لیس کہ پاتے
نہ سمجھے تاجر اونکا کا مطلب
لگی خوش رہنی ہر ساعت بظاہر
نکالا ہر طرح ارمان اپنا
رکھا باقی کہ تا ہوں کتنا بہتر
میسر تھی نہ تھی پھولوں کے خوشبو
کہ تا مہلت دی تکلیف زمانہ
نہ تھا کوئی بجز اک پیر رہبر
اوڑا مثل ہوا بیتاب و مضطر

نہایت دور آ پہونچا تو ٹہہرا | کہ طاقت ہو گئی تھی سلب یکسر | ہوئی جب شب شب آ بالا کے آ پنہچا | کہ تہا اوس دشت مین جان گرفتار

سحر کو چل دیا پہر مین وہان سے | کہ تھی بارش غضب کے آسمان سے | یہ بانو کو یہ ہی تھی حال تا حیر | کہ شب چپ چپ ہوتی بہر ظالم

ترقی پر ہی اپنا ذوق ساقی | غزری کی چاہتا ہی شوق ساقی

رات ۱۸۴

سر مینا کو خم کر بھر کوئی جام | کہ مستی مین کٹین آغاز و انجام | لحاظ آبرو رخصت کرین ہم | رہین پابند فدائی جوش ہیں ہم

ہجوم آرزو کی ولولی ہون | پہاڑ اور دشت پر روکتی ہی ہون | کف پا مین چبہی ہر نشتر خار | فدا ہو روح جب کھٹکی ہر خار

لہو نسی کف مین جوش جنون کے | فسانی ہون رقم حال زبون کے | مزاج بیخودی بگڑی سر آکر | نہ تین اپنی قابو مین کہی ہم

گلی ململ کی روتی مین بہر سبو سے | ملین آنکھوں کو شیشوں کے گلو سی | زبان کیف ہو افسانہ تحریر | سناتین سطرح آغاز قصہ

کہ جب آغاز شب نی پایا انجام | اوٹھا بستر سے سلطان گل اندام | کہا بانو سے تو جا مین پیارے | قدم دیکھین کہ یہ شب کے ہمارے

یہ فرما کر ہوا گھوڑی پہ سوار | بسوی دشت پہونچا چست و طرار | سنا کہتی ہین طائر اسطرح کا | کہ وہ رخصت ہوا تو وہ نہ کیا

کہا نزدیک ہی ہوا ارشاد | کہا درویش نی اتنا ہی یاد | کہا حاجت اپنی اس سے حاجت کہنا | نہو مشکل اگر خاموش رہنا

مشکل سامنی ہین گی تیری | ہر اک تھی وہ برو آئین گی تیری | جو ہو منظور تجہکو اوسکو لینا | اجازت فعل ہر کی کچہ نہ دینا

سنا اور یہ ٹہرا وہ نسی بہت شاد | بنائی شکل اپنی مثل آزاد | سو دولت سرای بار پایا | کبھی بادشاہ کر بستر پایا

کہا تعویذ سی کچہ قصد خاطر | ہوئی دان وہ مکان کی خاطر | کہا اوس نسی مین تجہ سمانذر | سنا ہے کوئی لشکر ہو طیار

اڑونگا پی تا ہال سن مین یہ | کرونگا بند و بست ملک و کشور | نہ رادونگا جو حاکم ہی یہاں کا | دکھا دونگا مزا جنس زمان کا

یہ سنتی ہی چپ آخر وہ دو پانے | لیس لرجینیی ہوا لشکر نمودار | ہوا محظوظ شاہ آرزو مند | بلا کر ایک کو اسطرح کی پند

کہا یہ نامہ لیکر پیش سلطان | جواب سکا نہایت جلد لا یان | وہ پہونچا ایکدم مین نامہ لیکر | حضور بادشاہ صاحب فر

وہ تہا رونق فزای تخت شاہی | نظر آیا اوسی اک مرد راہی | جو صاحب تھے اونہون نے کی تکرار | کہ بس گئے اٹھ بیٹھا ان خبردار

یہیں ٹھہرو کہو کیا مدعا ہی | کوئی مطلب ہی کچہ التجا ہی | یہ سنتی ہی ہوا یہ ہم وہ ذی شاد | کہا لائق ہین ہم اک شاد

تمہاری شاہ کو جو دیا ہی | جواب سکا اسی دم اوس نے کہنے | اوٹھا [illegible] | [illegible]

یہ آیا قصر شاہی مین بدستور | کئی وہ کام تھی جو دل کا منظور | یہ [illegible] سو کی [illegible] شاہ دہیا | کیا اسطرح تو دل نے نگاہ

کہ شب کو ہی سحر نزدیک آئے | مناسب ہی کہ ہو بزم آشنائی | پکارا اپنی بانو کو ادا جان | یہان آتو دکہاؤ نونی سامان

کہو کیا ہوا تاجر کا آغاز | وہ بولی سطرح مینی سنا راز | وہ کہتا ہی کہ شاہ دوا اٹھ رو | کہ [illegible] سن [illegible]

ٹہرا مین وہ نسی اور پہونچا بہت دور | مصیبت نے کیا تہا اسکو مجبور | یہان ٹہرا ہی بادشاہ [illegible] | یہی عالم ہے [illegible] تنہا

کئی دن مین سمندر کے کنارے
گذر پایا ہوئی حاصل سہارے

نظر آئی کچہ اپنی شکل کی لوک
مین سمجہا جہین کچہ بہی ہو [illegible]

بہت جلد ان قریب انکی جو آیا
تو اونکو آدمی ہمرنگ پایا

درختون سی ثمر چن چن توڑتے تہی
نئی سامان تہی ہمراہ اونکی

مجہی دیکہا بلایا اور پوچہا
ہوئی ہم کسطرفسی رونق افزا

عرب کی تہی زبان اونکی باہم
وہی لہجہ وہی باتین ہر اک دم

ہوا محظوظ مین اونسے کہا حال
سنایا مجہہ جو گذرا تہا جنجال

وہ بولی وہ ہین جنکی آدمی خوار
وہان ہی آدمی کی زیست دشوار

خدا کا فضل تہا جو تونے پایا
یہان کا راستا کسطرح پایا

غرض فارغ ہوئی جب جنکی مین
ارادہ تہا کہ گہر کا راستا لین

کہا مجہسی کیا ہی قصد کیسی
اگرچہ چاہی گہر چلکی ہی ہی

ہوا ہمراہ اونکی مین بصد شوق
بڑہا خاطر کو اونکی لطف سی ذوق

مکان پر لاکے آسائش بہت دی
ہر اک شئی سی بخوبی سب خبر لی

جو کچہ مرغوب سمجہا وہ منگایا
زیادہ بلکہ خواہش سی ہی پایا

نئی پوشاک بخشی ہر طرح کی
بڑی مد نظر خاطر مری تہی

جزیرا اور وہ جا تہی سب آباد
جسی دیکہا جہان محظوظ و دلشاد

زمین سرسبز جسپر ہین عمدہ پیدا
بہت اقسام کی تحفی ہویدا

جسی در کار جو ہو سب مہیا
قرنفل ادرک چینی خوب پیدا

یہ سامان دیکہکر راضی ہوا دل
مین سمجہا سہل ہیگا کار مشکل

کہ اب ان تاجرونکے ساتہ ہوکر
عجب کیا ہی جو پہونچون اپنے گہر پر

اسی میدان مین اوقات گذری
بڑی آرام سے ہر رات گذری

وہان کا تہا جو حاکم ایک سلطان
زبانی پر نہایت اوسکی احسان

انہین لوگون سی آخر جب سنا حال
بلایا اور کہا اونکی اعمال

تری قصی پہ ہمکو رحم آیا
خدا کا فضل ہی یان تجکو لایا

دیا پہر خلعت زر بہت خوب
ہوا صورت کا میری ور اسلوب

یہ باتین تہین کہ حسن صبح چمکا
ہوا رخصت طلب جو وہان تہا

ہری کی کیف والی لال خوش رنگ
پلا ساقی کہ پہر خاطر ہوئی تنگ

رات ۱۸۵

دم آغاز افسانہ جو آیا
فرح آرزو کچہ رنگ لایا

طبیعت نے نظر ڈالی سبو پر
ہوا یون اضطراب شوق ہم پر

کہ لا کوئی لبالب جام گلگون
بہی تا متصل خون دریا مضمون

بہم گستاخ ہون لفظ و معانی
بیان مین سطرح آئی کہانی

کہ بعد از صبح گہوڑا اشتہ کا آیا
موافق طبع کی اوسکو جو پایا

تو دیکہا اوسپہ پوچہا سمو دشت
رہی مد نظر اطراف کی گشت

وہانسی پہر زیر نخل ٹہرا
سنا پہر یون فسانہ طائرونکا

کہ وہ دربان سکا قول سنکر
ہوئی اپنی طرح حیران و ششدر

کہا جسمین مقرر ہے بیہوش
جو ہین دنیا و دین اسکو فراموش

نہین آئی ابہی سلطان سی کی گاہ
نہین قصہ کہ ہی کیا رتبہ شاہ

گذر جائیگا کیونکر پیش سلطان
مگر ہی ظاہرا کچہ مرد ناداں

سنی وہ اور کہا او جہل زاد
تکبر ہستی کو اپنی مفت برباد

کہان تو اور کہان شاہ زمانہ
نہ ہو پہر حماقت کا نشانہ

کوئی سردار سن لیگا جو یہ بات
تو پہر [illegible] پانی کی تری ذات

یقینی قید سی ہوگا سرافراز
نہ نکلی گی زبان لب سی آواز

یہ سنکر نا مسیر کو غیظ آیا
زمین کی پیچی اپنا ہاتہ لایا

ہوئی دیکہا جنبش [illegible]
پریشان ہو [illegible]

تکدر ہو کر دی جاتی رہی کی بنیاد
پہر اوٹہا [illegible] ہر طرف فریاد و فریاد

سنا سلطان نے یہ ہنگامہ جس دم
ہوا خاطر پریشان اور برہم

کہا کیا ماجرا ہی قاصد تیز
ہوا اسطرح سلطان سے سخن ریز

بہم کی مجہسی دربانون نی تکرار
کہا مینی نہین ہی تو مجہ خبردار

مجہی رخصت دو جاؤن شاہ کی پاس
کرونگا عرض مطلب چند انفاس

رہا قابو نہ جب خاطر پہ اے شاہ
تباہی کی سمجہائی طبع نی راہ

کہا سلطان نے نامہ کہان ہے
بتا اوس شاہ کا کس جا نشان ہے

زمین ہی کونسی فرمان مین اوسکے
پرستش کسکی ہے یہان مین اوسکے

پہر اپنی محل کو جلد سلطان
کہا خاتون سی اپنی اے مہرجان

یہ فرما کر ہوا خوابیدہ کچہ دم
کہ اس عرصے مین شب باقی رہی کم

وہ جاگا اور کہا صدقی مہرجان
سنا ہی کسطرح حال پریشان

ہوا کچہ دن مین اصنی مجہسی ایسا
کہ تہا خوشدل اون لوگون سی ویسا

بنا سامان تجمل کا بنایا
مزا خاطر نی ہر صورت سے پایا

اگر چڑہتا تہا گہوڑی پہ کسی روز
برای سیر ہوتا عالم افروز

سوار نہین ہی عریان پشت ہوتا
سبک جان تہا یہ بار اصلا نہ سہتا

مجہی حیرت ہوئی اک روز پوچہا
کہ اس بیہودگی کا ہی سبب کیا

لجام و زین کیسے کہتی ہین کیا ہے
نہین واقف جو اوس سے مدعا ہے

کہا اسطور کی ہو چیز طیار
نہ ہو گہٹ بڑہ کبہی صنعت خبردار

ہوا اسوار جس دم اوسپہ سلطان
نہایت دل مین تہا محظوظ و شادان

دیا سلطان نے خلعت اور زر و مال
بڑہایا میرا درجہ اور اقبال

بہت مدت بسر کی مینی اوقات
بصد اعزاز و صد لطف و مدارات

عنایت سی سدا دلشاد رکہتا
ہمیشہ ہر طرح پر یاد رکہتا

کہ الفت تجہسی ہی خاطر کو حاصل
تری فرقت سے صدمہ پائیگا دل

وہ کیا ہی کہ تو ہو خانہ آباد
رہی ہم بزم تجہسی کب پہ بیزاد

نکل آیا برون قصر شاہی
نظر آئی رعایا کی تباہی

کہ مینی قصہ شاہی کو گرایا
سبب یہ ہے کہ مجکو غیظ آیا

کہ اک شاہ کا ہون نامہ لایا
نہین دم بہر کہین آرام پایا

ہنسے وہ اور کہا دیوانہ ہی تو
بجا نی دیکہی اک بیگانہ ہی تو

یہ افسانہ ہی میرا اور یہ حال
رہی زندہ سدا شاہ خوش اقبال

وہ ہی کس قوم سی کیا نام اوسکا
سنا آغاز اور انجام اوسکا

یہ کہکر طائر الفاظ و معانی
اوڑا اور ایسی ہی باقی کہانی

کوئی دم سو رہین پہر جاگتا ہے
اوسی آغاز کو کا سامنا ہی

کہا خاتون نی ای شاہ زمانہ
اوٹہو ہی وقت اظہار فسانہ

وہ بولی یون ہے اوس جا جبر کا اظہار
کہ آخر کو وہ سلطان جہاندار

کیا اپنا مصاحب ہر نفس کا
بڑہا رتبہ مری شوق و ہوس کا

مگر دیکہا وہانکا اک یہ دستور
کہ وہ سلطان جو تہا عالم مین مشہور

تو وہ اسپ صبا رفتار سلطان
لجام و زین کا لیتا تہا احسان

رئیس شہر و ممتازان لشکر
اسی انداز پر سب تہی برابر

وہ بولی تہی جو کچہ ممتاز سردار
کہ ہم ایسی نہین ہرگز خبردار

غرض مینی نمونہ اک بنایا
تمہارون پاس وہ نکلی اوسیکو لایا

بنائی بعد اسکی ایک کاٹہی
کیا ٹہیک اوسکو جیسی چاہئے تہی

بہت تعریف کی ہر اک نی میری
کہا بی مثل ہی تجویز تیری

جو باقی تہی عزیز و اقربا اور
ہوئی مسلوک وہ بہی سب اسیطور

جدا مجکو نکرنا شاہ اک دم
گذرتی زندگی دن رات بی غم

مجہی تنہا مین شہ نی بلایا
نہایت لطف سے یون یہ ایما

لہذا ہم نی کی ہی ایک تدبیر
نکلنا چاہئی کچہ دن ہمین تا خیر

مہیا ہوتین شب کی سامان
نکلجانی طبیعت کا ارمان

کہا میں نے بہت اچھا بہت خوب | ابھی ہی شاہ کی تجویز مرغوب
یہ کہتی تھی وہ بانو جو گئی شب | رہا پھر کل پہ کچھ اظہار مطلب

رات ۱۸۶

پلا ساقی مجھے جام شبینہ | کہ تا ہو چند ساعت گرم سینہ
صراحی کی ٹونٹی کا جی ہی مشتاق | ہوس ہے جام کو دیکھیں تا طاق
تمنا ہے لب پیمانہ چومیں | رخ مینا کی بوسے متصل لیں
لب جام میں لگی سی ہے سبو کے | مزے صد قہقہے ہوں جوش آرزو کے
ہجوم کیف میں کھینچ لب ہلائیں | زبان پر اسطرح افسانہ لائیں
کہ آخر شاہ نے جب صبح دیکھے | طبیعت نے اجازت سیر کی دے
اوٹھا سلطان سر سیر کیا | ہوا رونق فزای پشت ہموار
گل و گلزار عالم پر نظر کی | خوش آئی صورت اوسکو شجر کے
ہوا مداح صناع ازل کا | کہ کیا جلوہ ہی ہر دشت و جبل کا
رہا تا دیر مصروف تماشا | زبان پر تھا یہی ہر دم کہ حاشا
بشر کیا دیکھ سکتا ہے یہ سامان | کہ ہر آغاز میں ہی عقل حیران
ابھی اتنے میں فرصت دوپہر کی | وہاں سے شہ کو چلنے کی خبر کے
بسوی دشت آیا سخت مضطر | سنا کہتا ہی طائر اسطرح پر
کہ قاصد نے سنا جب قصد سلطان | کہا سلطان ہے ہمارا مسلمان
پرستش ہے خدا کی اوسکو حاصل | زمین شق ہو پہ کہتا ہی منزل
پڑھا سلطان نے اوس نامہ کھلکر | لکھی تھی حمد اور نعت پیمبر
پھر اوسکی بعد تھا اسطرح تحریر | کہ اے سلطان عادل سننا تقریر
کہ میں ہوں ان بادشاہ صاحب | کروڑوں سے زیادہ ہی لشکر
کیا ہے سرکشوں کو زیر شمشیر | نہیں حاصل ہوئے کچھ اونکو تدبیر
مگر کی جبہ سائی جسنے منظور | تو البتہ رکھا اوسکو بدستور
تمہیں بھی اطلاع اسپر ہے | کہ ہمکو اپنی خالق کی قسم ہی
اگر حاضر نہ ہو گی تم ہمیں پاس | تو سمجھو زیست اپنی چند انفاس
نہ مہلت موت دم بھر تمکو دیگی | عوض ساری کیے کا خوب لیگے
زمین و ملک سب تاراج ہوگا | سیہ سامان تباہ سراج ہوگا
عزیز و اقربا و خویش و اعیان | مصیبت میں پڑینگے سب تمہارا
غرض منظور ہو جیسا تمہیں | اوسی صورت سے یاں ہی تشخیص
توقف کا نہیں یاں سے تو زنہار | نہ اوسکو جاننا کوئی فسانہ
زیادہ اب نہیں تحریر منظور | مناسب ہے کرو خاطر کو مسرور
پڑھی جب اوسنے یہ لفظ و معانی | ہوا برہم مزاج نوجوانی
عرق آیا جبین پر جسم کانپا | کہا دستور آئی جلد اس جا
ہوا حاضر تو کہا نامہ اوسکو | کہا جاؤ جواب نامہ بر دو
لکھا اوسنے جواب اسمعنی کا | لیں از آغاز حمد و نعت اسطور
یہ کہکر پھر ہوا ساکت وہ ماہر | کیا اس سے زیادہ کچھ نہ ظاہر
محلمیں پہنچا شاہ ذیجاہ | کہا بانو سے آ او غیرت ماہ
کہاں ہی خادمہ لا کچھ کہا کی سنوں | چھپے کچھ صاف کرنا چاہتے ہیں سنو
ہوئی حاضر سب اشتیاق سلطان | فراغت کی کہا بانو سے یہ جان
بس اسی سی تو ہیں تا کہاں | کہ تا کچھ دم سنیں یہ وہ فسانہ
یہ کہکر نیند سے غافل ہوا شاہ | کیا پھر وقت پر بانو نے آگاہ
کہ اوٹھی جلد اے سلطان عالم | زیادہ اب نہیں رہ گئی ہے ہم
سنا شہ نے تھا قربان ہی جان | کہو کسطرح ہی تاجر کا سامان
وہ بولی جب کیا تاجر نے منظور | کہ ہو سامان شادی سب بدستور
تو اوس سلطان نے اک عورت جمیلہ | جو اپنی خاندان میں تھی شکیلہ
بلا کر عقد میں سے سپاہ کے | نظر میں پھر گئی قدرت خدا کے

ہوا عاشق جمال اوسکا جو دیکھا
بجز دیدار جانان کچہ نہ تہا کام
مری بی بی سی وربی بی سی اوسکے
قضارا وہ ہوئی بیمار اک دن
گیا مین پینس شوہر اوسکی یکبار
درازی عمر کی دی تا قیامت
گہڑی بہر کا ہون مہمان اب جہان مین
کہ جبسی ہی اجل کی خود طلبگار
اگر بی بی مری تو اوسکا شوہر
خلاف رسم ہو یہ امر دشوار
یہ سنکر رسم میری اوگئی ہوش
نہین اس رسم کا انجام اچہا
کٹی شب غل ہوا سمت پیدا
زبان لطف ہی ساقی کرم کر
خدارا بہر کی لا جام لبالب
کہ جب آخر ہوئی وہ ظلمت شب
سنایون کہ ہی ہی حال باقی
کہا اوسکی نے ای امیر بہائی
کہ ای سلطان تمہارا نامہ آیا
خیال خام کو دلمین نہ جا دو
مگر اوسوقت جب کوئی ستائی
نہ سمجھی ہی نہیں ہی دوستانہ
سلام انجام …

نہ تہا کچہ جو جنت کو بہی ربتا
یہی تہا ہر گہڑی آغاز و انجام
حقیقت مین نہایت دوستی تہی
بڑا بی بی کو میری دم بدم سوز
کہی الفاظ ہر سی کی کچہ اظہار
رکہی خالق سدا تمکو سلامت
کہان ممکن گذر بہر اس مکان مین
خدارا ہیچ کہو یہ کیا ہی اظہار
لحد مین ساتہ دی ہر دم برابر
امیر و شاہ ہین اسمین جاہ
ہوئی دونو جہان مجکو فراموش
نبرا ہی ہر طرح یہ کام اچہا

ہر اکدم وہ رہا کرتی مری پاس
برابر مہر گہر کی اوگیا تہا
کبہی وان کبہی وہ یان سی طور
غرض دو چار دن مین گئی وہ
کہ جا ہی صبر ای دوست میری
سنا اوسنی کہا یہ کیا وعا ہی
کہا ہی یہ کیا تمنی سنایا
وہ بولا ہی اس جا کا مضمون
اگر شوہر مری پہلی تو بی بی
مفر ہرگز نہین حاصل کسی کو
کہا جی مین خدایا سی مفر دی
فسانا اسطرح کہتی تہی خاتون

بسر ہوتی عجب ہی انتظار
وہ تہا مسکن … کی آشنا کا
رہا کرتا تہا بعد از دیر اک دن
سفر دنیا ہی دون ہی کر گئی وہ
خدا بہتر کری انجام تیری
مرا وقت اجل پاس آچکا ہی
مگر کوئی قلق ایسا ہی پایا
کہ زندہ ساتہ ہو مرد کی مدفون
رہی زیر لحد ہمراہ اوسکی
یہی دربیش ہی اک جی کو
نہایت جلد تکلیف سفر دی
کہ پیش آ ساتہ کا یہ مضمون
کہلین آئینہ مین رخ خورشید کیہا
توقف جوش مین کرم نہین ہی
مضامین یون معانی بہ نہان ہین
نظر آتی وہ طائر دو تو اک ہی
ہمیشہ ہی نئی حد … رنگ خیال
کہا دوستونی یا حسن …
شکست … فتح کا خالق ہی …
غرض کہتا نہین … ہی والد
رہو جہان کو … کوئی …
نہ … کو … کرتا
گئی دن مین …

رات ١٨٧

کوئی احسان ہو فرید …
کہ ہی پہر آرزوی عرض مطلب
بڑا سلطان کی دلمین اس مطلب
کہا حق ہی ہوای جام و ساقی
نئی صورت فلک نی یہ دکہائی
طبیعت نی بہت سا لطف اوٹہایا
سنا ہی کہ اپنی کچہ خبر لو
تو ہان بنی کبہی کا لطف پائی
کیا دستور کو اپنی روانہ
زیادہ اب نہین منظور تقریر

ابہی شوق طلب کچہ کم نہین ہی
کہانی کی مری بہت بات ہین
اوٹہا گہوڑی پہ سوار … پہونچا
زبانی مین نہین سیان کو چال
کہ بعد از حمد و نعت احمد پاک
زیادہ لشکر و دولت ہی ہی جہان
نہین کشکش … ہو … پہونچا
سنا ہی کہ تمہی ملاقات
جو مطلب ہی اوسی اظہار کرنا
بڑا دستور لیکر نامہ شاہ

تو دیکھا لشکر بیحد ار بیحد
غرض پہونچا حضور شاہ جیسدم
دیا نامہ کہا پوچھا جو کچھ حال
کہا کل صبح کو بڑہ جای لشکر
خبر دستور نی کی اپنی شہ سے
گئی دن جشن کے بیدار ہی ہو کر
وہ طاہر اڑ گئی پہر کہیں اتنا
کہا یا نو بہی کہنہ چال تاجر
کہ جب مجکو ہوا یہ حال ثابت
گیا مین پیش سلطان اور کہا حال
ہنسا سلطان کہا ای مرد بیجاہ
غریب و افسردہ و ممتاز و سلطان
سنا جب یہ ہوا خاموش ناچار
گئی دن بیچ رحلت کے جہان سے
غرض جب صبر جب چارہ نہ پایا
گیا مین پہر حضور شاہ جمجاہ
کہ مین بہی ساتہ او کی دفن ہونگا
سنا سلطان نے جب یہ قول میرا
خود آیا اور بعد دفن اوسکے
سہری پہر غار کی سنگ رکہکر
اوٹہی جب نکہ نہ دیکہی وزن چند
غرض کچہ اضطراب دل ہوا کم
کہا کت خانہ ہی ظلمت سے مسمو

کہا دستور نی بیکار ہی کد
پی تسلیم سر اپنا کیا خم
ہنسا دلمین بہت شاہ خوش اقبال
نہ ٹہری ایکدم پہونچی برابر
وہ آیا چند تحفی ساتہ سے لیکے
ہوا دلشاد ہر محتاج و مغموم
ہوا دولت سرا کو قصد شہ کا
کہیں ایسا نہو ہووے آخر
کہ جیتی جی ہے سبکو فراغت
کہ قربان خدا ہو صاحب اقبال
نہ تہا اس بات سی تو پہلے آگاہ
اسی تین پر چلتی ہین سب یاں
رہا اوس شہر مین شل کنہگار
غضب اک مجہپر آیا آسمان سے
تو نالہ پی تا لب پیرا آیا
گیا اسطرح پر پہر اوسکو آگاہ
یہ احسان جیتے جی کسطرح لونگا
کہا کہنا نہین منظور تیرا
اوتاری جسم سے میری کپڑے
پہری سب سے گہر اپنی مضطر
کہ ہین وہ سنگ مین جو سنہ پہ بند
مین سمجہا اب جسے کی یاں نہ دم
اسی مین مرد رہتی ہیں بد دستور

نہ انسی فتح ہو گی ہمکو حاصل
بلایا شاہ نی کی مہربانی نے
کہا بہتر چلین گی ہم خود آو بیجا
ہوا ایسا ہی جیسا حکم پایا
ہوئی دو شاہ مین باہم ملاقات
محبت شاہ مہمان نے بہت کے
جب آیا گہر مین پایا پیش خاتون
وہ بولی یہ تاجر کا بیان ہے
یہاں کے زندہ مردوں سے ہم ہین
یہ رسم تازہ دیکہی ہینی اسجا
سن اسکے رسم ہے ملت سی رہین
یہاں کچہ فکر کرنا محض بی سود
پس از چندی ہوئے بیمار بی بی
کچہ اوسکا غم کچہ اپنی موت کا ڈر
کیا ساماں دفن وسکا اوسی دم
کہ ای سلطان ہین یہ کی خنجر
مسافر ہون اگر ہو مہربانی
خلاف رسم ہونا سخت مشکل
دیا غسل اور اوتارا در تہ غار
قضا را عکس خورشید جہان تاب
نہین باہم لب غار اور وہ پتہر
او نہین انوار مین دیکہا جو سو
ہوا اسی بو بد آتی ہی ہر دم

سپاہ شاہ لائی تاب مشکل
ہوا ممنون لطف قدردانی
کہا دستور نی ہی قصد کا
قریب اوس شہر کے جب شاہ آیا
رہی دونو طرف رسم مدارات
بر آئی ہر تمنا دلمین جو تہے
اوٹہا جسدم ہوئی خاطر دگرگون
عجائب لطف افزا داستان ہے
نئی صورت کے یہ قہر و ستم ہین
کہ ہی ہمراہ مردہ دفن زندا
نہین ہیچ تا کبہی ہین کم و بیش
نہ ہوگی رسم دیرینہ یہ مسدود
بڑہی شدت سے اکدم اوسکو تپ کے
زیادہ برق سی یہ تہا قلب مضطر
مگر اپنی اجل سی طبع برہم
مرا اس خوف سی ہے رنگ زرد
تو چندی اور بہی ہو زندگانی
تجہی بہی جی ہی رہنا ہیں منزل
ہوا اوس تس سے ہی وتس ناچار
نظر آیا ہوا دل سخت بیتاب
نشگافون سی ہی پیدا انوار اکثر
تو یوں مجبر ہوئی تجویز دل جو
کہوں کیا کسطرح خاطر تہی برہم

ہوئی خاموش یا تو پھر اسی جا
وہ کیسی ہی کہ جسکا غل ہی ساتہی
لبالب ہی کی لا لب تک ہمارے
وہ کہا یعنی کہ جسدم صبح چمکی
پڑا جاتی معین کو وہ گہری
قریب شب ہوا خلوت کا آغاز
پہر کی بعد کی وہ بزم برخاست
بلایا شاہ نی دستور اپنا
یہ سنتی ہی ہوا اسباب موجود
غرض تا نصف شب روشن تہی بزم
مبارکباد کا ہر سمت تہا شور
پری نی بہی کہی سب نے اپنی
فراغت جب ہوئی تو رنج و الم سے
کہ بہاتی ایک ہی میر جہاز
وہ مرتا ہے بہت مدت سی مجبور
نگہبان کو ہوا میری نہ منظور
کہ فرصت پا کی آفت کوئی لاتے
ہوا الغرض طائر کہہ کی یہ بات
پہر اپنی وقت پر جاگا شہنشاہ
بیان کرتا ہی آخر بعد اک ماہ
گئی جب پہر کے اپنی گہر کو انسان
جہت سے رونیان تہین ساتہ اوسکے
گئی جب زندگی چند ہی وہ اسطور

رات ۱۸۸

عنایت کر یہ بہی کہ یہ باقی
جو سمجہا تہین تجہی لب کی اشارے
حقیقت کہل گئی ہر بیش و کم کے
چہپایا تو ی خانہ کی نظر سی
بہم بیٹہی دو شاہ صاحب راز
جو کہنا تہا کہا سب نے کم و کاست
کہا سامان شادی ہو مہیا
تردد کی گئی درست سب مسند
زیادہ روز سی تابندہ تہی بزم
یہی تہا ہر طرف اور جا بجا شور
کہ میری زندگی اسطور پر تہے
تسلی پا کی دل نی بیش و کم سے
رواں کہتا ہی وہ عالم پہ بیداد
گئی بار آ چکا ہی گہر کی اندر
کہا ایسا نہیں گہر مین دستور
غضب بیا زمانی کو جتاتی
پہر اک گہر کی طرف شاہ خوش اوقات
کہا بانو سی ہاں وغیرت ماہ
پہر آیا ایک مردہ زندہ ہمراہ
نبیل وش ندہ یہ جا پہونچا اوسی آن
جو اسپر ہی لگاتا ہاتہ اوسکی
گئی دن بعد پہر دیکہا تو وہی عیب

نہ کر اک مثل ساغر ہین بہانہ
سناتی ہین اک نیا مضمون دلسوز
اوٹہا سلطان شتاق پہر بہ تشویش
سنا اسطرح پہر جا کر فسانہ
کنایت زاہد ہو تین آپسمین باتین
کیا ہر ایک نی واں شب تو آرام
مین دختر دونگا شاہ یمن کو
بیان ہین آ نہین سکتی جو تہی دہوم
پہر اسکی بعد آیا شاہ مہمان
دولہن کو اپنی دولہا گہر مین لایا
بہم بلبل کی پہر وہ دو لوگ تہے
پہر یہ بولی کہ سن اے شاہ ذیجاہ
نہایت تند خو ظالم ستمگار
چچا تہی باپ سی سیکے کہا تہا
سو وہ جب سے مخالف ہی ہمارا
تہم رہنا ذرا اوس سے خبردار
جب آیا قصر سلطانی مین سلطان
سنا وہ قصہ باقی مرجان
اوسی فن مین وہ نکولا کی ڈالا
وہ عورت تہے اوسی مینی جو ڈالا
وہ سب مینے لیا تا گذری وقت
اوسی صحبت سی تہین

کہ حسن صبح تو بیش لطف تہا
کہ ہی آغاز مضمون فسانہ
حلاوت بخش خاطر راحت اندوز
ہوا دیدار طائر دلکو منظور
کہ جب وہ ان ہو گیا وانسی واں
سمجہاتہین سنجتے کچہ اور کہا تیز
نظر آیا سحر کا جب کہ ہنگام
کرو روشن یہاں کی ہر مکان کو
کہ عاجز شرح مین ہے فکر معلوم
ہوا عقد پری پیکر اوسی آن
گذشتہ حال جو کچہ تہا سنایا
غزہ کی سلک مین تہی موتی پروتی
نئی قصہ سی ہین گنتی ہون آگاہ
مفر اوسی ہر اک جان کو ہی دشوار
کہ اسکی ساتہ کر دو عقد اسکا
ہر اک دم چاہتا ہی یہ ولی شاہا
سنا ہی مینی وہ آئیگا اکبار
ہوا آرام سی دست و گریبان
وہ بولی تاجر قسمت پریشان
اوٹہا تہا پہر نظر آیا او جالا
اجل کی دشمنی کی صحبت گو آ
بسر ہونی لگی راحت سی اوقات

ویا آخر ٹپہی اوس جا یہ ناگاہ
بہت سی مرد و زن آئی تھی ہمراہ
غرض اک سال یہی صورت سے گذرا
کہ لاشین سیکڑون مین مرد تنہا
بڑا کچھ اوس طرف تاریک تھی راہ
ہوا اوس بہید سے مطلق نہ آگاہ
وہ آگی اوسکی پیچھی مین روان تھا
مگر میری نظر سی وہ نہان تہا
نظر آتی ہین مارے انسی دو چار
ہوئی غائب وہ تب تو سوچا یکبار
اسی وزن سے اسنی راہ لی تھی
مصیبت سے بچا جان پر آئی تھی
اوسی وزن سی سر باہر نکالا
نظر آنی لگا ہر سو اجالا
سمندر کا کنارا تہا جو اوس جا
بڑہا کر مین قدم خوش ہو کے نکلا
جب آئے ہوش اوسکی تب یہ سوچا
کہ مینی حرص دنیا سی کیا کیا
ندامت سے سوا کیا مینے پایا
عبث یہ رنج بیجا کیون اوٹھایا
پکارا خوب چلایا بہت سا
کسیتے دور سے مجکو جو دیکھا
یہ یا تو کہہ رہی تھی حال شہ سے
کہ بدلی رنگ ظلمت نے شب کے

ہر اک کو جانسی مارا وٹیاں لین
ہمیشہ منی تدبیرین یہی کین
کسی نے شب کو سنی دہب دہب کے آواز
کہا مینی الہی کیا ہی یہ راز
مگر سمجھا کوئی جاتا ہی اک سو
کیا مینی بہی اپنا اوسطرف رو
نہایت دور جب پہنچا تو دیکھا
کہ ہی وزن سا اک پہلو مین پیدا
مین سمجھا یہ مقرر جانور تہا
کہ مردی کہانیکو آتا تھا اس جا
ہوا جی خوش کہ رستا ہاتہ آیا
بڑی عرصی مین یہ سوراخ پایا
ہوا تن کو لگی ٹہنڈا ہوا دل
خدا کی جلد کی آسان مشکل
ذرا بیٹہا کیا آرام دم بہر
کہ مدت مین ملا لطف مقدر
صعوبت بستیر کی یاد تہی سب
پہر اوس پر کی عبث تکلیف مطلب
اسی اندوہ مین بیٹہا تہا ناچار
کہ پایا اک جہاز اوس جا نمودار
لی آیا جلد اپنسو تی میری پاس
غنیمت مینی سمجہی اپنے انفاس
ہوئی خاموش جا تون گل اندام
اوٹہی محفل کیا سلطان نے آرام

رات ۱۸۹

نہ کہہ ساقی می گلگون نظر بند
ہلا خم کو کہ تا خاطر ہو خرسند

پلا لبریز پیمانہ بڑا سا
کہ مینے ان دو سے پہر آج پیاسا
کہان ہی کس طرف ہی اور کدہر وہ
میسر مجھکو آجاتے اگر وہ
وفور جوش مین مضمون قلم ہو
فسانہ اسطرح زیب قلم ہو
اوٹھا اور روشنی کی لی راہ اوسنے
دکھاتی ہمت دلخواہ اوسنے
ہوا یون یک بیک اک گو یا
کہ آخر عیش بخت بد نے کہویا
مگر یہ شاہ مہمان کچھ نہ سمجہا
خیال آیا کہ دشمن کون میرا
غرض یہ سوچکر اک جام اوٹھایا
لب دلدار کی نزدیک لایا
پیا کہنی سی اوسکی پینی جو جام
پہر اسکی جدبو وہ دل آرام
کہا تشنہ [illegible]
ہوا آفت [illegible] انسان
[illegible]
[illegible]

اوٹھا لا جلد گاڑہی کیف والے
بہت پاکیزہ دنیا سی نرالے
زبان و لب بہگو لین چند دم کو
دعائین دین تیرے ابر کرم کو
کہ وقت صبح پہر وہ داد گستر
کہ جو تہا بادشاہ ملک کشور
پہنچکر وہ نہ انجام ٹہرا
سنا افسانہ پہر اوس طائرون کا
پری تی کو گیا اوسکو خبردار
کہ دشمن آ نہیگا لاریب اکبار
مجھی تعویذ بس ہے پہر آفات
برابر حفظ مین تھی رین کی دن رات
کہانی اسکو وقت آرزو ہے
وفور شوق کو کچھ جستجو ہی
کہ دیکہو جی نکردی تجکو غافل
کہ لاتی قسمت بد کو یہ مشکل
جلا وطن [illegible] دنیا کی [illegible]
دکہاتا ہون [illegible] عاقبت [illegible]
[illegible] آرام [illegible]
مصیبت [illegible] کی نیک انجام [illegible]

ہوئی اسطرح پر جب جا کے [illegible]
اوٹہایا ہاتہ مین اک جام لبریز

لیا آغوش مین شہ نے پری کو
اجازت اور ہی اپنی جی کو

کہ آ پہونچا وہ جلاد ستمگار
نہایت تیز جیسی کوئی تلوار

پری کو گود مین اپنی اوٹہایا
وفور شوق مستی پر جو لایا

مگر وہ دلربا بگڑی بصد جوش
کہا اوسنے یہ احسان فراموش

وگرنہ اک قیامت مین کٹے دن
عوض اسکا اسیدم تجہسی لن گے

پہر اسلطان قریب خانہ آیا
دہی ہر روز کا سامان پایا

بیچارے شاہ جا کو تنگ ہی رات
اگرچہ چاہی سنلو اک ہی بات

یہ کہتا ہے مین غیسوتی پہ بیٹہا
جہاز نو جہان تہہ ہوا تہا

مگر مین لیسکہ اونسی اجنبی تہا
مخوف تہا کہ کیا ہو حال میرا

سناؤ کون ہو تم حال کیا ہے
کہان تہی ہو یہ کیا ماجرا ہے

جہاز اک تہا کہ مین بیٹہا تہا اوسپر
ہوا وہ غرق دریا یان پہونچکر

نہ پائی راہ جاتا کسطرف کو
رہا تقدیر پر شاکر کہ جو ہو

پہر اوس کپتان نے خاطر بہت کی
توقع اسقدر مجہکو نہین تہی

ہوئی تنہائی وقت شب جو حاصل
تو یون کہنی لگا مجہسی مرا دل

غرض تہی پکارا اور کہا حال
کہ اس تکلیف مین گذری کئی سال

تعجب سا ہوا یہ حال سنکر
کہا سب نے خوشا تیرا مقدر

وہانسی پہر بڑہا ہمراہ اونکی
جزیری چند جو متصل تہی

پہر اوس جا سی جزیرہ اور پایا
مقدر اوس مین پر جبکہ لایا

وہان جو کر لیی کچہ وہانکی اشیا
کبی باہم ہوا اک ڈیر اونکا

بہت دن مین نظر بغداد آیا
خدا کا شکر اپنی لب پہ لایا

سحر کو دوستون سے کی ملاقات
بہم ہونے لگے لطف و مدارات

یہ کہکر پہر کہا فردا وہ سی جا
سناؤنگا تجہی کل اب قصا

پلایا شہ کو جو تہی آرزو سی
اشارا ہی کیا گو کچہ گفتگو سی

فلک کو رشک عیش عشرت آیا
اوسی دم اک نیا سامان کہتا

پڑہی منتر کیی کچہ لفظ ظاہر
ہوا انسان سی سلطان شکل طائر

ارادہ تہا کہ بوسہ یون دہن سی
غرض بلبل کو حاصل ہو چمن سی

یہ کیا کرتا ہی اپنی ہوش مین آ
اسی مین خیر ہی جلد اپنی گہر جا

کہا طائر نی یان تک یہ فسانہ
ہوا ابعد اسکی اوس جا سی روانہ

غذا کہائی پیا پانی رہا سو
رہی شب کم تو وہ بانوی خوشخو

اوٹہا سلطان کہا فرماتی ہین بان
وہ بولی تاجر بیتاب و حیران

پہونچکر سب سی کی اپنی ملاقات
ہوئی کچہ کچہ وہان سی مدارات

کئی اشخاص و کپتان فی بجا
مری پاس آئی اور بولی کہ بعد

کہا مینی کہ دم لیکر کہونگا
بتاتی ہی ہر طرح پر حال میرا

رہا مین زندہ اور یہ گہریان چند
سو ہون ور روتی اس شب بہند

یہ تہوڑا سا کہا مینی ابہی حال
سناؤنگا زیادہ او بہحال

کہلایا کہانا اور پانی پلایا
بہر صورت بڑا آرام پایا

کہ اب افسانہ کپتان کو سناؤ
مصیبت کی کہانی لیتی لاؤ

بلائین اسقدر مینی اوٹہائین
ہر اک دم آفتین پی قید آئین

کہ آیا تو سلامت آج ہم پاس
مگر باقی تہی عمر چند انفاس

وہان پہونچا بہت سامان بیجا
ہوا حاصل نہایت نفع بیجا

وہانکی آدمی تہی آدمی خوار
درندون کی طرح سب اونکی اطوار

رکہا آخر جہاز اپنی پہ سب کو
چلی انسی کہا جی مین کہ کچہ ہو

قریب شام پہونچا جبکہ گہر مین
ہوئی تسکین سی کچہ سوز جگر مین

غریبون کو لٹایا سیم و زر سب
بنائین مسجدین جا بجا اکثر

دیا وہ جسقدر دیتا تہا پر فر
کرتا ہو آج بہی کچہ بہرہ اندر

کہانی کہتی تہی ہنس ہنس کے جادو | کہ شب کے ہو گئی صورت دگرگون
اوٹھا سلطان کہ ہنگام سحر تہا | فلک کو اور کچھ مد نظر تہا

رات ۱۹۰

خدا کا پہر دم احسان ہی ساقی | وہی خواہش ہی زبان سے ساقی
لبالب ہی کی دی اک ساغر مل | کہ خندان ہو طبیعت صورت گل
مزاج شوق تسکین آشنا ہو | لحاظ توبہ خاطر سے جدا ہو
ترشح پر ہی ابر فکر عالے | نہایت جلد چہلکا جام خالے
اوٹھا لا وہ سبو جو بہی ہی وہ | دکھا ندل کرم کا اپنی دستور
چہکا تا سر سے پاتک ڈوب جائین | تری تعریف ہمت لب پہ لائین
زبان پر سالی الفاظ و معانے | خبر دی اسطرح پہر وہ کہانے
کہ جب نوا خورشید جہان تاب | ہوئی بدل کنار ملک سناب
شہ عالی گہر مشتاق ہو کر | پڑا پہر دشت کو بیتاب و مضطر
سنا اون طائرون سے یہ فسانہ | کہ صد افسوس حال زمانہ
نمانی اوس ستمگر نے کوئی بات | پری نے روبرو دی منہ پر لات
غش آیا ناگہان وشن بچپا کو | نہ پہونچا اپنی جوش مدعا کو
یہ سنبہلی اور بہاگی سوی خانہ | ہوئی مادر کی گہر وانسے روانہ
نہایت مضطر و بیتاب آئے | خبر جسوقت مادر نے یہ پائی
بہت روتی گلی اپنی لگا کر | کہا قربان کیون تیسے آہی مضطر
پری نے سب کہا گذرا ہوا حال | سنا جب اوسکی مادر نے یہ جنجال
ہوئی مانند شعلہ سر تا سر تیز | رہی آنکھوں سے دامن پر گہر ریز
کہا سو پہر اپنی جا کی یہ چال | کہ بیٹی اسطرح آیا حسن اعمال
سنا اوسنی بلایا لشکر اپنا | پڑا اک سمت کو چہوڑا گہر اپنا
اودہر اسنی خاقہ غش سی پایا | کئی ساعت مین آخر ہوش مین آیا
نیا پایا اوسنی کو زیب آغوش | ہوا افسوس سے عالم فراموش
پکڑ طائر کو وانسے گہر کو بہاگا | میان راہ واقع تہا جو صحرا
وہان ٹہرا کے دم لی اون کو بی دم | مگر دلکو نہایت رنج اور غم
کہ صد حسرت پری کو کہو کے پایا | مقدر نے یہین محرم لایا
اسی اندوہ مین گذری کچھ اوقات | کہ وہ دن چہپ گیا ظاہر ہوئی رات
یہ اوٹھکر پہر ہوا گہر کو روانہ | قریب صبح پہونچا تا بہ خانہ
منگایا اک قفس طائر کیا بند | ہوئی خاطر نہایت شاد و خرسند
کہ دشمن پر ہے اقبال پہر طور | بلا دینگا ہی گا اسپر اک دور
نہی ایذا مین دینگی ہم تب و روز | کہ تا بڑھتی ہی کیفیت سوز
یہ اس تجویز مین تہا شاد و مسرور | کہ اک مخبر نظر آیا بہت دور
نہایت منتشر بیتاب و مضطر | جبین سے تا قدم زخمے برابر
قریب آکر کہا وہ لشکر آیا | کہ جسنی حال میرا یہ بنایا
ہوا رو پوش طائر کہکی یہ بات | کہ دن گذرا قریب آ گئی رات
وہانسے اپنی گہر سلطان ہی آیا | مہیا عیش کا سامان پایا
فراغت پا کی کا ہو لسنی وہ سیوا | رخ شب جبکہ گہڑی سے شبنم ڈہلو
اوٹہا بانو سے بولا ہان بہی جان | سنا کہتا ہی کیا تاجر اب سے آن
وہ بولی پانچوان ہے اوسکا آغاز | بیان کرتا ہی یون کیفیت راز
کہ جب دن تیسرے راحت سے آئے | طبیعت مین سفر کے پہر سمائے
کہ اب اس شہر سی باہر نکلیے | کہیں مال تجارت لیکی چلیے
سو اسکی سیر سے ہو گی | ملین گی نیشتر درویش سے جو
کہ دینگی لطف صحبت انکا حاصل | وہ کام آئیگا اکثر وقت مشکل
یہ لیکن جگہ اپنی کتنی بار | کیا اپنی جہاز تازہ تیار
وہ بہت اسباب تحفے اپنی ٹہوا | فراہم کر کی لی اک سمت کی راہ

سمندر مین جہاز ایسا روان تہا
کہ اوس پر تیر یہہ ہر لحظہ گمان تہا
کہ لاکہون کوس اک ساعت مین پہنچے
مگر غافل سر انجام سی تہی

یکایک سمت سی مغرب آئی یکبار
وہان پیدا جزیرا تہا نمودار
کئی تاجر جو تہی مدت سی ہمراہ
کیا سب نی بہی اس طرح آگاہ

کہ چلیی دیکہیی یہان کا تماشا
نظر آتا ہی کیسا حال اس جا
غرض وہ تری چاپ سب باہم
تا ال بد سی غافل و بی غم

نظر آیا ہمین اک بیضہ ایسا
کہ اوسکا دور کو سو سی فزون تہا
وہ رخ چڑیا کا تہا بیضہ مقرر
کہ جسکا حال لکہا ہمنی اکثر

اوسی تہا اوسکی بچی نی جو ٹہنکا
تو اک جانب سی وہ ٹوٹا ہوا تہا
مری ساتہی جو تہی ناگاہ اوسپہ
لگی کہنی کہ یہ کیا ہی اچہی واہ

کلہاڑا ایک نی اوسپر جو مارا
سراسر پہلوی بیضہ اتارا
ہوا اوس مین سی وہ بچا نمودار
رہی آپس مین ہم سب کی تکرار

کہ اسکو بہون کر کہا لیجیی یان
کہ تا رہ جائی خاطر مین ارمان
بہت مانع ہوا مین پر نہ مانا
ہوا منظور اوسکا سب کو کہانا

اتارا پیٹ مین ان سب نی اوسکو
پکاری کہا کی کہایا اتبو جو ہو
نہ گذرا تہا بہت عرصہ کہ یکبار
ہوئی وا ابر ٹکڑی نمودار

پکارا دور سی کپتان کہ آؤ
نہایت جلدیان تشریف لاؤ
وہ چڑیا جسکی بچی کو ہی کہایا
یقین ہی اوسکا جوڑا اوہر آیا

وہی ہین ابر کی صورت کہ آئے
نہین معلوم کیا آفت ہین لائے
سنا ہمنی چلی گہبرا کے تا جا
جہاز استادہ تہا جا بیٹہی یکبار

سنا غل مادہ و نر کا برابر
کہ تہی وہ درد سی بچی کی مضطر
نظر آئی نہ کچہہ دم بہر نظر کو
نہیں ثابت ہوتی راہی کدہر کو

کئی ساعت مین آ وہ پلٹ کے
لیی پنجون مین اپنی چند پتہر
یہان تک کہہ چکی تہی قصہ جا لوزن
کہ پایا عارض شب کو دگرگون

ہین ہی بخل کی قربان سائی
نہ تہی ہمسی کبہی پہچان سائی

رات ۱۹۱

یہ ایسی بی رخی کس نی سکہائی
عجب ہی کیسی خاطر مین سمائی
ذرا انصاف کر کوئی خطا ہے
رکی رہنی سی کیا خرسند تا ہے

غلط ہی یہ کہ مین تا تب ہوا تہا
عدو کا قول بیجا مانا کیا
نظر کر میری دامن کو کہ تر ہے
می گلرنگ کی بو سر بسر ہے

لبون کو دیکہہ کہلجاتی گلی حال
دہن سو نکہہ پہ پوشیدہ ہے کب حال
پہر اسپر یہ گمان افسوس افسوس
غضب ہے بر زبان افسوس افسوس

خدارا لا کوئی گلرنگ سا جام
کہ آیا عرض بیتابی کا ہنگام
زبان پر ناز کرتی ہین مضامین
سخن اس طرح پر پاتی نہین

کہ وہ سلطان جو تہا صحرا کا مشتاق
اٹہا وقت سحر پہر سوی آفاق
جہان کے سیر کی پہونچا پہر وہ جا
جہان افسانہ سنتا تہا وہ اوسکا

ہوا یون گوش دل اوس شاہ کو حال
کہ وہ مخبر جو تہا قسمت سی پامال
دکہا کر شکل اپنی خون سے آلود
امید زندگی کی و سنی مسدود

اجل کا جام پی غفلت مین آیا
فراغوش مدفن کا اوٹہایا
ہنوز اس نجح نی فرصت نہ دی تہی
کوئی تدبیر آسایش کی تہی

کہ آیا لشکر دشمن بہت پاس
ہوئی مشکل کشید چند انفاس
صدا آئی قتل نی ہر سو کیا شور
دکہایا موت نی ہر فرد کو زور

جو حاکم تہا وہان کا وہ بقصد حضور
مقابل آ کی لی شمشیر دو دست
گرا مانند باز تیز پرواز
ہوا اک جنگ کا برپا وہ سلم آغاز

بہم چلنی لگی شمشیر خونریز
رہی شام کیفیت بہت تیز
جب آئی شب جہت ٹہری وہ لشکر
رہی وہ جنگ آپسمین برابر

مگر جبی ہوا حاکم یہان کا ۔ ارادہ گھٹ گیا ہر امتحان کا
خطا ہوتی نہین ہے کوئی ثابت ۔ یہ ہی کسوا سطی سم مکافات
وہ آیا اور سنایا حال سارا ۔ کیا حاکم نی یان کے یون اشارا
اگر دی واوسی ہم گہر کو جانا ۔ کدورت درمیان کی تم نہ لانا
سنا جب حال یہ حاکم خود آیا ۔ کہا ایما تمہارا سے ہے پایا
جو گذری تہی کہی ساری کہانی ۔ کہ ہی یون تلخ عیش زندگانی
نہایت جلد پیش پا تو آیا ۔ وہی سامان ہر روزہ جو پایا
رہی شب کم تو جاگا شاہ مشتاق ۔ کہا پا تو سلی ہی یکتائی فاق
وہ کہتا ہی کہ یا دہ اور وہ ۔ آگ تی اپنی بچون مین جو تہی
جو تہا اسباب اور جتنی تہی انسان ۔ تہ دریا مین سب پہنچا وسی آن
پکڑ کر اوسکو مین وہراو نے ۔ ہوا ممنون لطف آسمان سے
پکارا اپنی خالق کو بصد جوش ۔ کہ تہی بنیاد دین وسدم فراموش
مین وسیر بیٹہہ کر سوچا بیابان ۔ کیا فضل خدا نے تجہہ پہ احسان
غرض از خود بہا وہ اک طرف کو ۔ کہا مینی خدا سے اس نے رو رو
نگذرا تہا بہت اسکو زمانہ ۔ کہ پہونچا تیر مطلب پر نشانہ
مین تیرا اور خشکی مین جو آیا ۔ تو ٹہرا چند دم آرام پایا
نہایت اشتہا تہی ونکو کہتا ۔ پیا پانی وہین چشمہ جو پایا
پہر آخر نیند آئی سو رہا مین ۔ کہ رستہ راہ ہی زناندہ تہا مین
اوٹہا لیتا نہ اشجار جا کر ۔ نہ آئی بیکسی سی نیند شب بہر
ہوس نے پہر وہی صورت دکہائی ۔ اجل جانا لینے کو اسجا پہ لائی
نظر اوٹہی تو روی صبح دیکہا ۔ ادا مینی کیا سجدہ خدا کا
تجسس مین ہمایہ بہر دوان تہا ۔ کبہی ان تہا کبہی بہرہ کر وہان تہا
کبہی روتا تہا اپنی حال بد پر ۔ کبہی ہنستا تہا بدہ

سحر کو ایک قاصد اپنا بہیجا ۔ کہا بہاتی سی کہنا قصد کیا ہی
سبب ہمکو بتاؤ تا ہون آگاہ ۔ عداوت کسطرح یہ کیون ہے
کہ وہ بیٹا تمہارا سخت بد ہی ۔ نہایت ہمکو اوس ظلم سی کد ہے
وگرنہ فتح اب جسکو خدا دے ۔ وہ دونو ملک کو قبضی مین لاوے
خطا کیا اوسکی کچہ ہمسی تو کہیے ۔ اشارا کیجی بس چپ نہ رہیے
سنا طائر اڑا اک سمت مضطر ۔ پہرا گہر اپنی شاہ صاحب فر
ہوا خوش اور کہانا کہا کی سوتا ۔ غرض چندے مین نقد ہوش کہو یا
سنا تاجر بیان کرتا ہی اک بیہ ۔ وہ بولی ای مری شاہ معلے
تو بہیکا تا ہے اک سنگ گرانبار ۔ جہاز اوس سے ہوا ٹکڑے کئی بار
مگر مجہہ مین تہی باقی چند انفاس ۔ قضا را کہا اس سے تیر کئی پار
نظر اوٹہی تو کچہ اوسجا نہ پایا ۔ فلک نے اور ہی سامان کہایا
یکایک بہتی بہتی ایک تختا ۔ مری نزدیک تہا آکی اوس جا
یہ پہونچا تیگا منزل پر یہاں سے ۔ مفر پایا تیگا ظلم آسمان سے
کہ ای مالک مدد کر اسگہڑی تو ۔ کہ حاصل ہو مجہی خاطر یہ قابو
نظر آیا جزیری کا کنارا ۔ ہوا پہر زندگی کا کچہ سہارا
بہت سے باغ دیکہے صاحب بار ۔ مری کی کہل بہار از فرسب اشجار
بہت شیرین نہایت سرفرتا ۔ دل مضطر کو تہا راحت فزا وہ
کہلی جب آنکہ میری تن پایا ۔ اندہیرا سامنی شب کا سمایا
ہر اک دم سوچتا تہا حال اپنا ۔ کہ یہ کیا ہو گیا تہا پیش کیا
اسی اندوہ مین رخصت ہوئی شب ۔ نہ آتی ہاتہ کوئی شکل مطلب
وہاں سی وہ ٹہکے اک جانب گیا او ۔ کہ شاید راہ کا نکلی کوئی طور
تہو تا تہا گر ستی سے آگاہ ۔ بجز قسمت نہ تہا کوئی بہی ہمراہ
نہ یہ کہلکہ تہی بیٹہو خاموش خانون تو ۔ وہی آیا سحر کا بیشتر مضمون

پلا اکی بدنیا اور ساقے
کہ اپنا طور ہے بے طور ساقی

رات ۱۹۲

عجب صورت ہے خاطر کی ہر اکدم
مین کہہ سکتا نہیں جو کچھ عالم

کوئی ساغر لبالب سا اوٹھاو
ذرا سر کو قریب خم تو جاو

ارادے دلکے ہین دل ہی مین جو جو
فقط ہے انتظار فضل معبود

ابھی بھر بھر کی پیمانی ہمین دے
نہ گھر تک رات بھر جا ہمین دے

کہ جب آخر ہوا شب کا فسانہ
قریب آیا سحر کا پہر زمانہ

تو یاد آیا وہی اپنا ٹھکانا
جہان طائر کا سنتا تھا فسانا

سنا طائر سے گویا اسطرح پر
کہ قصہ دوسرے سلطان نے سن کر

بلایا اور کہا کہ جب سے ساقی
تری تقدیر نے کی ہے رسائی

ذرا سن غور سے ارشاد انکا
کہ از بس قلب سے ناشاد تھا

کہا مجکو نہ رحم آئیگا اسپر
اگر دی دو سے لیجاؤن مین گھر

اسی لو ساتھ جو چاہو سزا دو
جہان منظور خاطر ہو وہ جاو

پھر اسکی بعد رخصت کی بہ طور
تحائف آتی ہر جانب ہی دو

پہر الشکر لیسوی خانہ شہ کا
سنا دستور نے جب یہ قصا

کہا دشمن کو ہم لاتی ہین ہمراہ
مناسب ہے کہ ہو ہر شخص آگاہ

بلایا اپنی بیٹی کو کہا حال
وہ لیکے مین فدائی بخت و اقبال

ہوا پھر حکم جشن خسروانہ
لکھا پھر فکر شاعر نے فسانہ

محل مین بیٹھ بانو سو رہا و
کہ کس سے اہ سی بتیاب تھا وہ

کہو کوئی فسانہ ای مری جان
کہ پھر ہون ایکے ممنون احسان

کہ آخر حال بہ پیرکی فسوس
ہوا پھر فکر مطلب سے مین پاس

جو پھر مدعا ہوتا مددگار
میسر آئی انسانون کی دید

کہ دیکھا ایک مرد سے بیمار
مرض مین تھا وہ جسکی لیے گرفتا

نہ لولادہ نہ نی سماحب سلامت
بپا کی اوسنی طرفہ اک قیامت

اشارے کر رہے ہے کثرت شوق
کہاں تک یون ہو گی قید ذوق

مگر رسم ادب سے ہون جو آگاہ
تو گستاخی کی مین چلنا نہیں راہ

جو وہ چاہی تو دل بھر جاتی ہمرا
اسی دم مدعا بر آسکے تیرا

یہین سوتین ہجوم کیف مین خواب
سناتین اک نیا قصہ خوش اسلوب

اوٹھا سلطان بدرا سے سیر ہو
مزاج شوق نے بدلا جو پہلو

پھر ارخ جانب صحرا شتاب
نہایت جلد آیا سخت بیتاب

کہا بیٹیا مرا ایسا نہین ہے
گمان بد تمہین زیبا نہیں ہے

کہ آتی ہین چچا اس گھر مین مہمان
کیی تقدیر نے ہمپر یہ احسان

نظر آتی جو صورت اوسکی یکبار
ہوا سلطان دل سخت بیزار

پدر بولا کہ بہتر خوف کیا ہے
موافق میرے دل کی مدعا کے

یہ کہکر دی دیا بیٹا چچا کو
کہا بیٹی سے جا سونپا خدا کو

فراغت جبکہ سب ہو چکی یا نے
ہوئی بھائی کو بھائی سے جو ملنے

باستقبال آیا پیش سلطان
ہوا محظوظ شاہ صاحب ارمان

غرض کچھ دیر مین گھر شاہ آیا
نہایت خوب سامان بنایا

مدد سے شہ کے سب آئین کی کام
درستی پا تین کی آغاز و انجام

اڑا طائر بیان جب چکا حال
بڑھا گھر کی طرف شاہ خوش اقبال

پھر کی بعد جاگا شاہ باہوش
کہا بانو سے اب مشتاق ہیں گوش

وہ بولی تاجر افسردہ خاطر
فسانہ اپنا یون کرتا ہے ظاہر

گذشتہ گذری جمال مہر دیکھا
مگر پایا کوئی دستانہ ایسا

یہ سوچا اور اک جانب بڑھا مین
پی تفریح دل مشتاق تھا مین

پہونچا پاس وسکی ہنسی پوچھا
ہوا ہی آپ کو یہ عارضہ کیا

اشارے سے کہا کا ندہی لیے لو
کہ مجکو کوئی دم راحت نہ ہو

خدا کا خوف میری لین آیا
فرازدوش اپنی اوسکو لایا
بظاہر تہا ضعیف و زار وہ پیر
ہوا لیکن مری گردن کی زنجیر

لپٹی اوسنی اپنی پانو جسدم
تو پایا حال خاطر مینی برہم
گہٹا میرا گلا دم لب پر آیا
طبیعت نے بڑا صدمہ اوٹہایا

غش آیا گر پڑا گہبرا کی ناچار
ہوئی اک سانس لینی سخت دشوار
جب اوس بڈہی نی دیکہا حال آخر
کیا پیرون کو ڈہیلا پا کی مضطر

تب وسدم آمد و شد کی نفس نے
فراغت پائی قالب کی قفس نے
اوٹہا مین پہر اوسکی گردن لیکر
درختون مین پہرا دن بہر برابر

بہت سے کہائی میوے جا بجا کے
مٹایا جو صلون کو اشتہا کی
کٹا دن اسطرح آئی نظر رات
وہی پہر پائے صدمی مینی ہیہات

کہ پہر لحظہ فلک مجہ پر غضب تہا
بیان کیا ہو جو کچہ حال عجب تہا
سحر کو اوٹہکی پہر اک سمت آیا
لکہا تقدیر کا ویسا ہی پایا

بہت گہبرا کی آخر کو دعا کی
اعانت کی طلب اپنی خدا کی
یکایک پہرتی پہرتی دور پہونچا
نظر آئی کدو افتادہ یکجا

طبیعت نے سنبہالے تار و تدبیر
کہا مینی کہ دیکہو اب تو تقدیر
یہ سوچا اور کدو و انسی وہان لے
بہت پرکار اور پاکیزہ پائے

انہین خالی کیا اندر سے بالکل
بہری انگور کی خوشی پی مل
پڑی جب ہو اپن سب برابر
ہوئی خوشتر شراب خوب و بہتر

پیا وسمین سے مینے جام و جا
رہا دن بہر اوسکی نشی مین سرشار
نظر اوس پیر بالا کو جو آیا
کہ اسنی آج بجید لطف اوٹہا

کیا ایجا کہ دی مجکو بہی ساغر
مین سمجہا اور کہا جیمین کہ بہتر
وہ بانو کہہ رہی تہی یہ فسانہ
کہ دم بہر مین سحر ہو وہ نشست روانہ

اوٹہی محفل ہا مشتاق سلطان

رات ۱۹۳

کہا بانو نے اب کل شاہ ذیشان

نظر آیا نیا یہ ڈہنگ ساقی
کہ تو ہی پی بنی ہے تنگ ساقی
اگر اک جام بھی مانگا تو مانگا
خطا یہ کونسی تقصیر ہی کیا

سخی تجکو سنا کرتی تہی اکثر
کہ بندل بھی ہی ہر ساعت برابر
اسی سی ہمنی بہی تحریک لب کی
نہ سمجہی تہی کہ ہی صدور غضب کی

خفا ہوگا سوال آرزو ہی
برا ہی گا طرز گفتگو ہی
سو آخر تا کجا یہ بحث بیجا
کوئی ساغر لبالب سا اوٹہا لا

کہ پیچی منہ مین آب زندگانی
زبان سی اسطرح نکلی کہانی
کہ پہر سلطان وقت صبح خندان
کیا مثل سفر سوئی بیابان

وہی صحرا کہ جسمین وہ نو طائر
فسانہ اپنا کچہ کرتی تہی ظاہر
یہ جا بیٹہا کہ پہر کل کا سنی حال
قریب جب اس آئی شور تس قال

کہ بعد انکے پا سبہم طائر آئے
زبان پر عرض مطلب لیکن لائے
کہ جسدم جشن سلطان کی ہوئی دہوم
تو اوسدم وہ اسیر نیہ مغموم

پکارا پاسبانون کو بصد شور
کہ مین سلطان کا بیٹا ہون نہین چور
مجہی اس قید سے مہلت دو دم بہر
ملون تا جپہ حشر کی قدم پر

کوئی تحسین سے جاتی او کہی حال
کہ یون ہی عرض کرتا وہ بدحال
اگر پاؤ اجازت لیجیو وان
جو نکلی میرے دل کا کوئی ارمان

گیا اک پاسبان عرض شاہ
وہ قیدی تازہ جو آیا ہی ہمراہ
یہ کہتا ہی کہ مجکو دو رہائی
کہ مین بہی دیکہون جشن پادشاہی

براہی التماس حال بہتر
مجہی بہیجا ہی پیش شاہ داور
سنا سلطان نے بعد از فکر بسیار
کہا اوس سے کہو وہ ہی گنہگار

اٹہائی لی سزا ممکن نہو گی
اجازت اسمین پانچ کی نہ ہیر
گیا وہ او سنا پادشہ کا ارشاد
وہ بولا مین مصیبت سے ہون ناشاد

یہ عرضی میری لیجا او دکھاؤ
جواب اسکا نہایت جلد لاؤ

عرضی

شہ عادل خدیو دادگستر
پئی پابوس شاہی دل ہی مضطر

نہیں کچھ چیند ہیں بخشش کو قابل
مگر ہیں آپکی الطاف کامل

رحیم و دادگر سب جانتی ہیں
بدل احکام شاہی مانتی ہیں

زمانی میں ہی ہر سو نام مشہور
کہ سلطان کو ہی کتنا بس مجبور

رعایا کی کیسی ہی خطا ہو
اگرچہ جرم حد سے بھی سوا ہو

سو میں تو ہوں برادر زادہ شاہ
کہ وہ ہر طرف کی سب ہیں آگاہ

عقوبت مجھپہ کیوں تمنے روا ہی
اگر جان لینی میری مدعا ہے

تو بسم اللہ میں حاضر ہوں اشاہ
توقف سے کبھی ہرگز نہ لند

اوٹھا طائر یہ کہکر اوس شجر سے
چھپا یکبار سلطان کی نظر سے

پہر اسوی محل شاہ خوش اطوار آ
کہا بانو نسی آ محبوب دلدار

ہوئی حاضر بہو تیں نازخاتون
نظر آئی لگی عرضی کے مضمون

فراغت پاکی سو یا جلد سلطان
ہوا آراستہ محفل کا سامان

اوٹھا کچھ دیر میں وہ یوں پکارا
کہ اہی تو کرو دل خوش ہمارا

کہو انجام افسانہ ہی کیونکر
وہ بولی تاجر بیتاب مضطر

یہ کہتا ہی کہ آخر ساغر حیف
کہ بیٹھی تھی جنکی طبع خرسند

پلاتی تھی مئی مرد پیر کو خوب
اوسی پایا زیادہ اور مرغوب

کدو سارا اوٹھا کر پاس لایا
ہوس کی جوش نے وہ سب پلایا

بہجوم کیف سی بیہوش ہو کر
جھکائی اوسنی گردن کے شجر

ہوئی ڈہیلی برابر بستہ پا
گرا بیٹی کند ہی سی اوسجا

سر دشمن کو کچلا سنگ سے خوب
رہا جبتک کہ سر جی کو مرغوب

سو آخر اوسی عالم میں دہیر
پڑا ہیں واسطے کے ہم بہ تاخیر

کنارے ایک دریا کے جو آیا
وہاں ہیں نظر کچھ اور پایا

کہ چند انسان برآب شیریں
چلی آتی ہیں باصد عجز و تمکین

جہاز اونکی الٹ پہا ہیں استاد
بظاہر فکر دنیا سی ہیں آزاد

مجھی دیکھا تو پوچھا حال کیسا
غرض ہے کوئی یا کچھ مدعا ہے

کہی وس ساپہر بیٹھے کہانی
وہ بولی وائے تیری ہی جوانی

غنیمت ہے بچا زندہ یہاں تو
ملا تقدیر سے ظالم پہ قابو

بہت سا کام اوسنے کر ڈالی
پڑی جو جو کہ اوس دشمن کی گردہ

یہ کہکر مجکو اپنے ساتھ لائے
نئی نقشی جہاز ونکی دکھائے

بنایا ایک جہاز خوشنما پہ
اوٹھایا دفعتا اوسجا سی لنگر

روانی پر جہاز آباد ہاں سے
سبا رکبا دنکلی ہر زبان سے

کئی دن بعد وہ کپتان سالار
ہوا مانوس اور بولا کہ او یار

تری الفت نے خاطر میں جگہ کی
طبیعت ہے بہت محظوظ میری

بجا لایا میں اوسکا شکر احسان
لگا رہنی خوش و خرسند ہر آن

وہیں تھے اور بھی سوداگر چند
بظاہر سب بہت آباد خرسند

اونہیں میں ایک تہا مرد وفادار
محبت بیشتر کرتا تھا اظہار

وہ مجکو اک جزیرے میں لی آیا
بہت آرام میں نے اوس سے پایا

دیا اک ٹوکرا مجکو منگا کر
کہا اے مہرباں ہو نہ مضطر

یہ ہیں جن اور انسان سب برابر
کبھی انسے الگ ہونا نہ لند

کریں جو کام یہ تو بھی وہ کرنا
نہ خاطر میں کسی صورت سے ڈرنا

جدا ہوگا تو پہر مشکل پڑی گی
مصیبت اور کچھ تکلیف دیگی

غرض وہ ٹوکری سب لیکے انسان
چلی ہمراہ میرے بہر سامان

یہ باتیں تہیں کہ سب نے کچھ پایا انجام
نہ پہونچا مطلب پایا تو با تمام

زمانا ابتو آیا اور ساقے / خدارا پھر ہو کوئی دور ساقی
مزاج گفتگو بارش پہ آئے / مری بیتابی مستی دکھائی
کہ جب شب نے سحر کا منہ دکھایا / مزاج شاہ پھر گردش پر آیا
گھڑی بھر بعد دونو طائر آئے / فسانہ نازبان سطرح لائے
کر اوہ بانو پر بولا کہ ای شاہ / مری تقصیر اب ہو عفو لللہ
کہاں اوسکو وہ قیدی کہاں ہے / بہت دن ہو چکے کس جا نہاں ہے
دیا اک جن کو اور اوسکو بلایا / قفس میں بند طائر سا وہ آیا
نہایت خوبصورت ہو گیا وہ / زیادہ اوس سے تھا جیسا کہ تھا وہ
نظر اوسپر جو شہزادی کی پہونچی / کہا صد شکر پھر خوش ہو کے سچے
نظر ملتی ہی شکلت پھر آئے / مری تکلیف کے سب یاد آئے
تری تقدیر سے جیتا میں آیا / دوبارہ زندگی کا لطف پایا
یہ کہکر پھر ہوئے دونو ہم آغوش / گئی رنج گذشتہ سب فراموش
مبارکباد کی آتیں صدائیں / مرادیں لگیں لب پر دعائیں
کہا شہ نے کہ اوس قیدی کو لاؤ / کہاں ہے سامنے میری بلاؤ
مگر عفو خطا کی تیری بہنے / کیا آزاد تجکو رنج و غم سے
دیا خلعت کیا اسباب ہمراہ / نہایت جلد اوسے گھر کی لی راہ
زبانسے کہکی یہ الفاظ مطلب / اڑا طائر پھر اس سلطان ہو کر شب
نظر آیا جو شہ راضی ہوا دل / پکاری ای مرے سلطان عادل
غرض بعد از طعام و آب سلطان / ہوا ہم بستر بانوی فیشان
سنا اوس قصہ باقی کا انجام / کہ تا حاصل ہو خاطر کو کچھ آرام
کہ میں درچند وہ انسان باہوش / کہ جنکی دیں تھے سب طور کی جوش
نہال نار جیل اوس میں تھے سنو / مگر چرچہ بہنی کا تھا اوسپر نہ قابو
تردد تھا کہ بندر آتے دو چار / ڈری ہم اور بہاگی وانسے یکبار

شراب لاجوردی بھر کی دی جام / کہ ہو آغاز پھر آغاز و انجام
زبان و لب گذرگاہ سخن ہوں / مضامین یوں نئے زیب انجمن ہوں
ٹہہا صحرا کو پہونچا خرم و شاد / خیال اپنے وطن سے خاطر آزاد
کہ عرضی ٹہرہ کی نشہ کو رحم آیا / قریب اپنے بھتیجے کو بلایا
بجا لاؤں جو ہو ارشاد سلطان / کہ میں ہوں خرم سے سرگریبان
یہ سنتی ہی لکھا اک اوسنی نامہ / تمامی پر جب آیا کار خامہ
ٹہہی اوسپر کچھ الفاظ و معانی / نظر آنی لگا حسن جوانی
اوٹہا سلطان گلی اپنی لگایا / وہانسی جلد اپنی گھر میں لایا
بلایا اپنی بیٹی کو بصد شوق / جب آئی وہ اسیر کثرت ذوق
دہم خلوت کہا گذرا ہوا حال / سنا شوہر نے بولا او خوش اقبال
نہ تھی امید طائر سے ہوں انسان / خوشا قسمت ہے خالق کا احسان
اوسی شب میں ہا حمل و تر خو / اوٹھی تب سحر دونو وہ خوش خو
ہوا پھر از سر نو جشن شاہی / گئی محزون و مفلس کی تباہی
ہوا حاضر گلے اپنے لگایا / کہا ہر چند صدمہ تجھسے پایا
لیں اب گھر جا یہ لی کچھ تحفہ چند / کہ تا ماں باپ کی خاطر ہو خرسند
ملا ماں باپ سے سب کچھ کہا حال / لٹایا پھر انہوں نے بہی بہت مال
وہانسی جلد آیا پیش بانو / وہ بیٹھی فکر میں تھی سر بزانو
کہاں تھی دیر سے آئے کیوں لگائی / پہر پہر سے زیادہ رات آئی
جب آیا وقت بیدار تو جاگا / کہا خاتون نے ای ماہ سیما
وہ لیے ای شہنشاہ زمانہ / بیان کرتا ہی تاجر یوں فسانہ
نہایت جلد اک صحرا میں آئے / نشان ان کچھ جزیرہ کی سی پائے
کہا سب نے کہ تو رستن ایکو کہو / کہ وہ تجویز سب ملکر برابر
مگر دراتنا بہت عرصہ کہ دیکھا / وہ صحرا ہو گیا گھر بندروں کا

زیادہ تھی ہزارون سے وہ پہلو
ٹھری کا نظر آیا نہ پہلو
وہان سے ناریل چند توڑے
ہماری سر پہ لاکر سب نے چھوڑے
کرنی محنت مراد اپنی بر آتے
تماشا عجب صورت دکھاتے
بہت تحسین کے اونسے ورسنایا
بڑی دولت کا حصہ تم نے پایا
بہت سے جمع کر اون کو جو بیچا
تو اک دولت کا پایا سب نے حصا
کہ جلد انکو بھی بیچوں اور چلوں گھر
کہ صاحب خانہ ہوگی سخت مضطر
اسی تجویز مین کٹتی تھی اوقات
بسر ہوتی نہ تھی راحت سے دن رات
چلی وہ اور اوٹھا لنگر وہان سے
چلی وس سمت آتی تھی جہان سے
کئی دن بعد آیا اک جہاز اور
قریب شب ہوا لنگر کا جب طور
کہا سب حال پہلا اونسے سارا
کیا پیدا محبت کا سہارا

لیے ہاتھون مین پتھر پھینکایا
درختون پر چڑھی کچھ ڈر جو آیا
بچی ہم ہوگیا اک ڈھیر او سجا
کیا سجدہ ادا شکر خدا کا
پھر اون لوگون کو سب نے دیا بار
آئی تی پیشتر تا جبرئیل کی سبت
غرض وہ چار دن یونہی ہا دور
کہ لاتی ناریل وانسے وہی طور
رہی تنہا رہی ہوئے یہ مجھ پاس
طبیعت مین گھبراتا تھا یہ وسواس
بہت عرصہ ہوا اب تک نہ آئے
نہین معلوم کیا صدمے اوٹھائے
کہ ناگہ وہ جہاز تازہ طیار
نہایت مال کا تھا جس پہ انبار
جدائی ہوگئی یارون سے حاصل
بسر کی زندگی لیکن بہ مشکل
تو اوس پر تھی جو چند اشخاص بیگاہ
بہر صورت ہر اک جانب سے آگاہ
اجازت پائی ہمراہی کے جسدم
ہوئی محفوظ میری طبع ہر دم

کہا یا تو نے بس کم ہی سی شاہ
کروگی کل یہ اس قصے سے آگاہ

رات ۱۹۵

دل اٹھا بلا سوے ساقی بہارا
اٹھا شیشہ کوئی ساغر خدا را
پیو اک جام تا ہو لود و عالم
مزے دے کیف بیہوشی کو دم دم
ازل اتین مضامین لیسے دیکھا
فلک تک جا تشور حسن ظاہر
کہ جب گیسوی شب باندھی تھی
کہا سلطان یون قصہ سفر ہے
یہ سنتی ہی بڑا شاہ جہاندار
ہوا خورشید جسدم گرم بازار
بہم بولا یک سی ہی یک گو یا
کہ قسمت نے نیا تخم بویا
زیادہ مہر سے روشن جبین تھا
فزون ترمان سے بھی اپنی حسین تھا
ہر اک محتاج نے آنکھوں سے لیے
فراغت عمر بھر کو خوب ارے
رہین ہر طور کی دہو مین شب روز
ہوئی خلقت خدا کے ابر اندوز
ہوا پڑھ لکھ کی کامل شاہزادہ
دیا حق نے کچھ اس پہ بھی زیادہ
خبر جب یہ ہوئی سلطان کو حاصل
کہ شہزادہ ہوا ہر فن مین کامل
اجازت دی کہ وقت شام ہر دم
برآمد گھر سے ہو پورے خوش اختر

اشارے کر رہا ہے جوش مستی
کہ تا کی یہ خیال قید ہستی
سو اوس خم کو جھکا جسکا ہو منہ بند
لبالب کی دیتا جی ہو خرسند
فسانہ ہو بیان عرض سخن مین
قرار دی مدعا یوان انجمن مین
کہ چلیے سوئے دشت سبزہ آباد
کہ طائر کرتی ہونگی انکو یاد
یہ پہونچا اور دیکھا دو پہر سے
وہی طائر وہی شاخ شجر ہے
کہ گذرے نو مہینے جب برابر
دیا حق نے اوسے فرزند خوشتر
کھلی در ہا دولت بہر تقسیم
ہوا انبار بلکون مین زر و سیم
برای پرورش نوکر ہوئے لوگ
ملازم اور بھی اکثر ہوئے تو
اسی راحت مین بارہ سال گذرے
برابر خوب با اقبال گذرے
وہ کیا یعنی کہ سیکھے حرب کے ڈھنگ
کہ بھاگی جس سے دشمن وقت جنگ
خوشی کی اور لٹایا بہر زر و مال
کیا دشنا سے استادوں کو خوشحال
ملازم سب طرح کی ساتھ جا کر
[illegible] تین سیر و شکار [illegible] تین

سی صورت سے گذری کچھ اوقات
فلک نے اور ہی سوچی تھی گھات
کہ شہزادہ ہوا ناگاہ برہم
کہا ان سے نہین فارغ ہوئی ہم

طبیعت مین ہی پھر سیر جائین
کوئی تحفہ بنا ہمراہ لائین
وہ بولی میری جان یہ دھیان کیا ہے
اگر سیر زمانہ مدعا ہے

تو سب کچھ ہی یہان موجود سارے
نظر آتی ہین قدرت کے اشارے
یہین دیکھو پھرو پھر ہر مکانمین
یہ تحفی کب میسر ہین جہانمین

مگر آگی نہین ہی قصد بہتر
خدا جانی دکھاتی کیا مقدر
ابہی کم سن ہو چندے صبر کر لو
مین ڈرتی ہون نہ سلطان کو خبر ہو

اڑا طائر یہ ایسا کر کی وا اسنے
کہا یون دل نی شاہ نوجوان نے
کہ چلیی آپ بہی اب بیٹھین نا نو
کہین بیٹھی نہ وہ وہ سبزہ نو

سینتی ہی نہایت جلد آیا
خوش و خرم دل خاتون کو پایا
منگا کر کچھ غذا وہ کہا کی سویا
کنار دلربا مین جا کی سویا

زوال شب کا جب ہنگام آیا
تو سلطان نے یہ بانو کو سنایا
کہ ہم جاگی اٹھو تم بہی مری جان
سناؤ قصہ باقی کا سامان

وہ بولی سطرح اوسکا آغاز
نہایت غور سی سنیی گا یہ راز
بیان کرتا ہی تب جب بصد شوق
کہ آخر مین بجوش کثرت ذوق

سلام تاجر پیشین کو پہونچا
کہا جو جو کہ دلمین مدعا تہا
وہ بولا سنکی جا سونپا خدا کو
مگر کچھ یاد رکھنا آشنا کو

جہان بیٹھو ہمارا دہیان کرنا
محبت کی نہ بہولوگے گذرنا
ہوا رخصت جہاز نو پہ آیا
نئی سوداگرون مین جا کی بیٹھا

بہت دن بعد پایا اک جزیرا
کہ صندل آبنوس و سمین بہت تہا
قرنفل مرچ جتنے ہین تہی موجود
بہر صورت سراسر فضل معبود

نہایت تہے انسان وہانکی
نصیب جنکو کار آسمان کے
سراپا محو یاد حکم معبود
یہی جو کچھ تہی اوسکو مردود

نہ تہا انکو کا وان دخل باقی
نہ دیکھی ہمنی اوسجا جام و ساقی
عبادت مین بسر کرتی تہی اوقات
یہی تہا شغل ان لوگون کو دن رات

غرض ٹہرے اوسی جا دوست کچھ روز
ہوئی اک طرح پر بہرہ اندوز
نکلتی تہی وہان دریا سی گوہر
رہی مصروف اوسمین سب برابر

بہت سی گوہر نایاب پائی
ہوئی محظوظ اپنی گہر کو لائی
چلی شادان و فرحان ہم یہان سے
فراغت پا کی پہر امتحان سے

گہر آئی دوستون سے کی ملاقات
سنایا اسطرح کاٹی ہین دن رات
کہا ملکر عزیز و اقربا نے
دکھایا پہر تمہین ہمکو خدا نے

مبارکبادی دینی ہین سب آئین
دعائین ہر طرح کی لب پہ آئین
عجب آئے ادہر سے خیر سے سب
حقیقت مین بڑی راحت کی تہی شب

زمان صبح جب پہونچا جہانتاب
ہوا رونق فزای ملک اسباب
اوٹہا جلد اور غریبون کو بلایا
بڑا انبوہ پہر ہر جا پہ پایا

کیا وا اپنی دروازہ کرم کا
نہ آیا دہیان پہر بخشش و کم کا
دیا اتنا کہ دامن ہو گئی سیر
رہی بخشش اسی صورت بڑی دیر

وہ سندباد جب کہہ چکا حال
کہا فردوسی و مرد خوشحال
پہر لی معمول بنا جلد گہر جا
پہر آنا کل کہون گا اور قصا

وہ زر لیکر ہوا رخصت وہان سے
کہی الفاظ شکر اوسنی زبان سے
اٹہی محفل چلی گہر اپنی سب یار
سر بستر گیا تاجر بہی ناچار

ہجوم خواب سے غفلت جو آئی
تو بیہوشی نی کیفیت دکہائی
کہانی کی ہوئی جب بات آخر
کہا بانو نے ہی اب رات آخر

اگر فرصت ملی گی آسمان سے

رات ۱۹۶

تو کل پہر کچھ کہین گی ہم یہان سے

مین صدقی آج تو ساون ہے سامنے — مے گلگون پر اک جوبن ہے سامنے
کہا اللہ ری ہو گیے ہی آسمان پر — سیاہی چھٹکی بکھرا جہان پر

گرج بادل کی بجلی کی چمک ہے — دلون مین آرزوون کی لپک ہے
اٹھا شیشہ جھکا ساغر کے لب پر — ذرا چہپاکا کی لامنے کے برابر

کہ جوش کیف مین ہین سب مضامین — کہانی اسطرح سے پاتی ہے تزئین
کہ جب خالی ہوا پیمانہ شب — چہپا آنکھون سی نور چشم کوکب

نظر آنی لگی عارض زمین کے — اٹھی پردہ جمال ہر حسین کے
ٹہرا پہر دشت کو شاہ جہاندار — ہوا جب دوپہر کا گرم بازار

وہ طائر آئی اوڑ بیٹھی شجر پر — کھلی باہم سخن سنجی کی وسعت
کہا اوس ایک نی دیا پیغام — زنانی کا نہین ہی ایک عالم

اب آگی سن اوسی قصی کا آغاز — بیان کرتا ہون تجہسی پہر ہمراز
کہ جب بانکی سنی بیٹی نی تقریر — ہوا اندوہ سے ہمشکل تصویر

کہا ای ان مقرر جاؤنگا مین — نہین مانونگا اب تیرا کہا مین
اجازت دی اگر مجکو تو بہتر — وگرنہ یہ مرا سر اور یہ شمشیر

نہین بہاتی مجھی یہ قید بیجا — بشر ہو ان بیٹھنا مشکل ہی بیجا
کہا یہ اور کر دی دامن مین آنسو — رہا باقی طبیعت نہ قابو

نظر آیا جو ان کو ہیچ کا حال — کہا بیٹی سے ای پدر جوان سال
نہ ہٹ کر پوچھ ادن سیر بیٹی — کہ جاتا ہی وہ نور چشم گہر سی

جو ہوا ارشاد سلطان وہ بجالا — مین خود کیونکر کہون تج بات ہے کیا
غرض پہونچی وہ اور بولی کہ ای شاہ — ترا فرزند طاعت فلک جاہ

بڑا ای سیر رخصت کا ہی خواہان — بجا لاتی جو کچھ ہو حکم سلطان
وہ بولا ساتھ جا لی ورنکی لشکر — رہی دستور بہی ہر دم لبم

قریب شہر مین جو باغ اشجار — وہان تک جا ہی سمین ہونکار
کہا بہتر گئی اور یون سنایا — کہ بیٹی اسطرح ہی حکم پایا

ہوا محظوظ فرزند خوش اطوار — لیا ہمراہ اسنے خیل جرار
ٹہرا دستور انا چند فرسنگ — کہ دیکھی سبزہ و اطراف گلرنگ

کئی دم بعد آیا دست بستہ — کہا ای مہربان حال خستہ
مبارک ہو چلین اب سیر کو آپ — کہ دون موجود ہین ہمراہ جو آپ

کہا سامان تماشا سب ہے ہمراہ — ادہی دم وہ ہوا حاضر تو بولی
فراز اسپ شہزادہ جو آیا — تی تسلیم سب نی سر جہکایا

سلامی کی لیی توپین بہی ہین سب — بجا نقارہ رخصت برابر
ٹہرا شہزادہ ذی جاہ کے سو — اوسی جانب کیا پہر خیل نی

یہ اتنا کہہ کے پہر ٹہرا نہ طاہر — ہوا آگی نہ کچھ سلطان سے ظاہر
وہانسی قصر سلطانی مین آیا — غذا کہاتی ذرا آرام پایا

ہوا خوابیدہ لی با تو کو ہمراہ — گھٹی جب شب تو وہ خاتون آگاہ
پکارہی جا کہی ای شاہ والا — کہ کم ہی رات چھوڑا ہمدمنی ہالا

اٹھا سلطان کہا یہان کے ادارا کم — سنا قصہ نکر اب اور کچھ کام
وہ بولی مرد تاجر یون ہے کہتا — نہین اک شکل یا انسان بستا

چہٹا قصہ سن کے آخر دو ہمدم — کہ جیندی خوش ہی تعد اوین ہم
ہوا جب سال دم کا کچھ آغاز — طبیعت نی دکہایا اور انداز

ارادہ دلمین آیا اونسی چلیی — بہت آرام پایا اب نکلیے
طرف خشکی کی لی چلیی کچھ اسباب — کہ تا آتین نظر ہر تازہ اسباب

نیا سامان دیکھین اس جہان کا — طریقہ امتحان ہو آسمان کا
یہ سوچا اور ٹہا با نغ ہو تیار — کہا بیٹی خدا بس ہی مددگار

وہانسی مین غرض پلٹ رس مین آیا — بہت اچہا وہ شہر ملک پایا
گئی شہر تین دیکھی بہت دور — وہانکی لوگ صانع نیک مشہور

جو تھا اسباب بیچا اوسکو جا کر
کہیں اقدمہ دل ہی اسطر چہر
یکایک وہ جہاز تازہ طیار
پکار او روسب نے خدا کو
نہ گذرا تھا ابھی کچھ بھی زمانا
کہ نزدیک تھا وانسی کنارا
وہ اک صحرا تھا اوسمین تھا پڑا کوہ
کہا کپتان نے کیا سوچتے ہو
حقیقت میں جو آنکھ اپنی اٹھائے
کہا اسپر کہ یہ سب گئے مر لوگ
انہیں لفظوں پہ شب نے ختم کی
نگاہ لطف سی ترسانہ سانے
زبان کو لذت می کی ہے ہین
کہ جب وہ شب ہوئی صبح تابناک
جب اپنے آطار اپنی آشیان پہ
کہ شہزادہ نہ پہونچا تھا بہت دور
نظر آگر نظر سے گم ہوا وہ
طبیعت ہٹ پڑا آئی اور کہا آہ
غرض گہوڑیکو کہبرا کر اٹھایا
نہ آہو کو کرون جب تک گرفتار
طبیعت نے کہا دم لو تو بہتر
نہ اترا تھا ابھی صحن چمن پہ
لٹ دب یا پہر لی وسکو لی پا

نظر سی اک جہاز اوسوقت گذرا
وہ بولا آپ ہی بہت سے بہتر
بہادریا مین پہونچا جای دشوار
کرو اظہار دل کی مدعا کو
کہ مرنی کا نظر آیا ٹھکانا
کیا خاطر نے اوسدم یون اشارا
نہ دیکھا تھا کبھی ایسا نیا کوہ
نہوگی زندگی ممکن کسی کو
تو ہیبتناک صورت وہ آنکی پائے
نہ تا مرگ جانین گر گئی لوگ
نہ لی پائو نے مہلت اکیدم کے

طبیعت نے کہا ہوا سپر اسوار
مین بیٹھا اور اٹھا لنگر وہان سے
ہوا کپتان مضطر اور پکارا
یہ سنتی ہی تھے سب لوگ بیتاب
اٹھا طوفان جہاز اٹھا اوسیدم
کہ لی چلنے یہان کچھ کچھ اسباب
جہاز اوسکی ہوا ٹھوکر سی ناچار
پہر وہ جا ہی جہان ہے موت دلپذیر
ہر اک سو ڈھیر دیکھا استخوان کا
اسی صورت سے مرنا ہی ہمین ہے
کہا بس اب کہین گے کل کہانی

رات ۱۹۷

گیا وہ ضبط مطلب کا زمانا
اٹھا سلطان گیا پہر جانب دشت
قریب آیا سنا قصہ سے آتما
کوئی آہو قریب سب آیا
اوٹھایا اسپ شہزادی نے اوسپر
نہیں ملتا سراغ اوسکا غضب ہے
او نہیں تیار شہزادی نے بھی کی راہ
قضارا پہرتی پہرتی دن ہا کم
یہ دلمین سوچ کر ٹھہرا اوسی جا
وہ آہو چوکڑی بہرتا چلا جلد
تو وہ آہو بشکل برق مضطر

کسی خوف و تکلیف عسر ہے
کیا جو رستہ نے صحن فلک پاک
پہر آیا ہی اوسی عالم مین مضطر
جو قسمت نے دکہایا اور دستور
چہلاوی سے زیادہ تیز تہا وہ
گیا یہ جانو کس سمت کس رہ
کہ وہ نکلا سا نشان تا دریا پایا
پہرون سو محل اپنی نہ پہار
کہ جو یان ہوگا بھی بیچی لشکر
کہ پہر گہوڑا اٹھایا اوسپہ پکر
وہان ڈھونڈی کا جب نہ پایا

کیا کپتان کو اوسنے خبردار
نہ تہا آگاہ فلک آسمان سے
کہ یارو اب نہیں کوئی سہارا
لیا ہم سب نے اپنا اپنا اسباب
کہیں اسباب تہا اور کہیں ہم
کہ گذری زندگی باحال بیتاب
اوسی دن دل کہی گونگی نشان
مگر وہ جلدی پہنچا کچھ کم و بیش
سنایا راستا پھر گذر وہان کا
زمانی سی گذرنا ہی ہمین ہے
اگر باقی ہی اپنی زندگانی
ہمارا حال دیکھ کیا ہی سنانے
سنا اک اور ہی ہمنی فسانا
رہی تا دیر کچھ اطراف کی گشت
کہلا ہی اسطرح پردہ راز
لبیان برق اوسکا حال پایا
نہ پایا تہا وہ آہو سخت مضطر
یہمین تہا کیا ہوا کیسا عجب ہے
قسم کہاتا چلا واللہ واللہ
ہوا کچھ بہوک سی شہزادہ برہم
وہی آہو وہان پہر اودیکہا
اڑا یہ اسپ سے مثل ہوا جلد
اوسی دریا مین کودا اسکا اسکی

کہا گھوڑے سے شہزادی نے ایجاز ۔ دکھایا ہی فلک نے طرفہ سامان

یہ سنکر اسپ دریا مین در آیا ۔ زمین آب پہ اک غار پایا

کہا شہزادی نے گھبرا نہ اے دوست ۔ اگر باقی ہین جان و استخوان پوست

یہ کہکر اسپ سے شہزادہ کودا ۔ قضا پر اپنی ہوا آمادہ کودا

نظر آئی جو شہزادی کی یکبار ۔ تو پایا غار کو اک جای تسوار

پہر اوس جا سی نپی گہر کو سلطان ۔ کہا کہا نیکو لا بانو نے لیتیان

اٹہا کچہ دیر مین اور یون سنایا ۔ کہ خاتون رات کو کم ہمنی پایا

وہ بولی عرض کرتی ہون کہانے ۔ مفصل یون ہے راوی کی زبانے

ہوا ثابت کہ دریا مین لگی ور ۔ ہم اون سبکا ملکر ایک ہی طور

غرض ہم زندگی سے ہوکے مایوس ۔ لگی رہنی ہم با رنج و افسوس

لیس از چندی سوا اونمین سے اک مر گیا ۔ ہوا مین دفن کرتی اوسکو طیار

اسی صورت سے سبکو موت آئی ۔ ہوئی سب دو ستون سے جب جدائی

مگر تنہا تہی میں حسرت نے گہیرا ۔ کیا اوس دشت کا ہر سمت پہیرا

طبیعت اکدن تہی سخت مضطر ۔ تردد تہا مجہے با حال ابتر

کہ یہ دریا ہے با ہم چند یہ کر ۔ کسی جانب کو جاتی ہین مقرر

نہین واقف کسی خاطر ہی یہ بات ۔ کہ یا ہی موت یا کہ زیست کی بات

خیال ایسا طبیعت مین جو آیا ۔ تو کچہ تختی جہازون کے مین لا یا

تو بیٹہا اوس پہ دریا مین ڈالا ۔ ہوا گرداب وہ کشتی کا پالا

اوسی کشتی پہ اوکو رکھ لیا تہا ۔ برای زندگی سامان کیا تہا

قریب آیا وہان دریا کا دہارا ۔ ہوا کشتی کو بہنی کا سہارا

کبہی کہیتا کبہی لیتا ذرا دم ۔ کہ تاریکی سی خاطر ہو نہ برہم

انہیں لفظون سے جس دم چلی شہزادی نے ۔ کمی کی کثرت عرض طلب نے

چلی ہم خرم و دلشاد ساقی

نہ کرنا خیر تو بھی اب یہ راہ ۔ کرے گی کچہ تجہے آفت سے آگاہ

ہرن اوسمین ہوا پنہان نظر سے ۔ گری گہوڑے کی آنسو چشم تر سے

مین اس آبجو کو کرتا ہون گرفتار ۔ مقرر اسمین ہین پوشیدہ اسرار

ہوئی روشن کنار غار تاریک ۔ کہ تہا اک آفتاب حسن نزدیک

نہ طاقت نے کہی کی کوئی بات ۔ اڑا اوس نخل سے جو تہی یک مات

فراغت پائی جب آب و غذا سے ۔ تو سویا ملکی یار با وفا سے

اگر جی چاہی افسانا ہو غارت ۔ سنین کس طرح سوداگر کی بات

وہان کچہ دور اک دریا کو پایا ۔ نظر مین جبکہ اوسکا حال آیا

البتہ ہین اونہی مین لعل و یاقوت ۔ نہین معلوم تہی کس قسم کو قوت

سب اشیا غذا تقسیم کرلین ۔ ہر اک نے پاس اپنے اپنی دہر لین

اوسی گاڑے تو پایا اوسکا حصا ۔ بسر کی زیست چندی پہر وہی جا

تو اپنی واسطی کی قبر طیار ۔ رہا امیدوار مرگ دشوار

نہ باقی راہ عیر از دامن دشت ۔ بہت دن منزلون حاصل گشت

کہ ناگہ پہری کی یون حسرت نے ۔ سمجھایا خاطر مضطر کی کد نے

اگر تو آپ کو انمین بہائی ۔ یقین ہی زندگی کی راہ پائی

بہر صورت فراغت کے ہو حاصل ۔ عجب کیا ہی کہ ہو آسان یہ مشکل

ملا کر اونکو اک ڈونگی بنائی ۔ نہایت خوب ترکیب آئی

بہت سے قیمتی لعل و گوہر ۔ بہری تہی گٹہریون مین جو بہ بر

بہروسا تہا جو خالق کی کرم پر ۔ چلی کشتی بہنور سی کچہ ادہر کر

اندھیرا غار کا پیش نظر تہا ۔ میں اب حال سی جو بیخبر تہا

اسی صورت بہت گذرا زمانا ۔ نہین کہہ سکتا اوسکا قصہ افسانا

کہا بانو نے لیس اب کہہ چکی ہم ۔ جو زندہ ہین تو کل پہر سنا جا

خدا رکھی تجہی آباد ساقی

کہ تکلیف بیجا سے نہین کم ۔ مکدر ہو رہی ہے طبع برہم
اگر کچھ حکم نہین ہو لا ایک ساغر ۔ ملا پھر خدا لب سے مگر

کرونا پیکر لکھون پھر ایک تہانے ۔ دکھاؤن ہماکی یون جو آتے
کہ جب سلطان نے دیکھی صبح آغاز ۔ کہا لاؤ ہمارا اسپ ممتاز

سوار اوس پہ ہوا پہونچا سو دشت ۔ کیی طراف کی کچھ جا بجا گشت
جب آئی دیو پہر دیکھا کہ طائر ۔ ہوئی باہم فسانہ انجمل ظاہر

بیان کرنی لگی پہر اسطرح راز ۔ کہ تہا شہزادہ وہ پروردہ ناز
نشیب خار سی غش اوسکو آیا ۔ زمین پر بیخودی نے لا سلایا

اسی عالم مین جب گذرا پہر بہر ۔ تو ہوش آیا مگر با حال مضطر
کھلی آنکھین تو دیکھا غم مین ہون ۔ ہوا تقدیر کا اوسوقت ممنون

اٹھا گھبرا کی سوچا خواب دیکھا ۔ کہ راحت کا سا کچھ اسباب دیکھا
اسی تجویز مین بیٹھا تہا ششدر ۔ کہ آتی سامنی اک خوش پیکر

کہا تم کون ہو یان کیونکر آئے ۔ ارادہ کیا ہی جو تشریف لائے
خدارا کچھ تو فرماؤ زبان سے ۔ کہ ہون آگاہ ہم طرز بیان سے

وہ بولا بندہ ناچیز ہون مین ۔ نشان اسکی سوا کیا اور دون مین
نہین معلوم مجکو کون لایا ۔ مگر از خود نہین اس جا مین آیا

ہنسی وہ اور کہا اوہو وہان سے ۔ بتاؤ نگی تم آئی ہو جہان سے
پڑا ہوگی ڈرو جیمین نہ ایسا ۔ کہو یہ باغ دیکھا تمنے کیسا

یہ کہکر ساتہ لا سے لے اوٹھایا ۔ نہایت چین شہزادے نی پایا
تھکا تہا آگئی غفلت جو یکبار ۔ تو سویا چند ساعت وہ دل افگار

کہ آنی مین چھپا مہر جہانتاب ۔ نظر آنی لگی ظلمت کے اسباب
خواصون نے کیا پھر قصر روشن ۔ ہوا صحن مین پر نور دامن

کنول جہاڑ اپنی موقع پر لگائے ۔ فروغ شمع سی پروانی آئی
کہا شہزادے سی چلیے لب بام ۔ کوئی دم کیجیے کوٹھی پر آرام

وہ بولا کسطرف اوسکا ہی زینا ۔ وہان چڑھنی کا ہی کیونکر قرینا
خواص گئے اٹھو اور لائے ہمراہ ۔ کیا رستی سی شہزادی کو آگاہ

وہ جب پہنچا فراز بام روشن ۔ اٹھائی شوق سے جو اپنی گردن
تو دیکھا ایک خورشید جہانتاب ۔ کہ جسکی دیکھنی سی جی ہو بیتاب

سر مسند پہ بیٹھی ہی پر ارمان ۔ کسیکا شوق ہی خاطر مین پنہان
نظر کی چوٹ پڑتی ہی جگر پر ۔ سراسر ہر مژہ ہے نوک نشتر

پکارا شاہزادہ وای تقدیر ۔ نہین ہی جان بر کی کوئی تدبیر
لیا طائر نے رستہ یہ سناکر ۔ پہر اپنی محل کو شاہ مضطر

طعام و آب سے فرصت جو پائے ۔ چھپر کہٹ مین گیا کچھ نیند آئے
رہی شب کم تو جاگا شاہزادہ ۔ کہا خاتون سی مین بان ہی آ

سنا اب حال تاجر کا فسانہ ۔ کہ ہی کسطور پر اوسکا زمانہ
وہ یون گویا ہوئی سنئیے ہون آشنا ۔ کہ مسند باد مرد صاحب جاہ

بیان کرتا ہی بعد از قصہ چندے ۔ ہوئی خاطر مر کچھ کچھ خرسند
طبیعت کو غذا کا دھیان آیا ۔ وہی کہانا جو تہا کشتی پہ پایا

اوسی کہایا تو نیند آنکھون مین آئے ۔ ہجوم خواب نی صورت دکہائے
ہوا غافل نہ باقی کچھ رہا ہوش ۔ کئی غفلت نی سب جھگڑے فراموش

نہین اندازہ اوسکا جب مجھے یاد ۔ کہ سویا کسقدر مین خاطر آزاد
کھلی جب آنکھ تب دیکھا یہ عالم ۔ کنارے سی ہر کشتی ہے باہم

بہت جسنی مقابل ہین گہٹ پہین پہر ۔ نہین چٹتی لب کشتی اڑی ہین
کہا کچھ اوسسے اور کچھ میں نی پوچھا ۔ جواب اوسکا ملا لیکن کہون کیا

نہ سمجھا مدعا تھی وہ زبان اور ۔ نہایت فکر سی کیتا رہا غور
مگر تقدیر کی خوبی سی ہر بار ۔ مین کہتا تہا کہ ہون غافل کہ بیدار

یہ شاید خواب ہی جو دیکھتا ہون
یہی کہتا تہا اپنی جی مین ہر دم
بنا دیتا ہی بندی کی خدا کام
عجب کی نہی بات تہی اوس جوان کے
یہ کہکر پہر کہا اوس صاحب حال
یکایک اوس پانی کی ہوستے تنگ
بہم جا کر جو دیکھا پاتی کنتے
تو چاہا دل نی پوچہین حال کیا ہے
سنین جب اوسکی لطف آمیز باتین
وہ لی آتی طعام عمدہ اکثر
ابہی تنہا ہی بانو کہہ چکی تہی
ابہی تک بیخبر ہی وہ اساتہ
میان سن غفلت کے صدقے قربان
خدارا اوٹھ لب ساغر کو تر کر
سخن امیدوار گفتگو ہی
کہ آخر شاہ نی گہوڑا اوٹہایا
سپہی نی اوٹھکے چہاتی سی لگایا
غرض تا چار بوس لطف و تسکین
مگر اسوقت یہ اک آرزو ہی
نثار شوق تا ہو جان بیتاب
مین سمجہی التماس مدعا کو
یہان کسطرح آیا کیا سبب تہا
ہرن کا ماجرا جسدم سنایا

کسی آفت مین کیا پہر مبتلا ہون
کہ انسان آپ لیتا ہی نیا غم
مصیبت اسکو ہو جاتی ہی آرام
حقیقت مجہسی پوچہی سر کہان کے
سناتی ہین تجہی اپنا ہی جنجال
اقارب کیک دلمین تہے ہو دنگ
کہ وہ اک غار کی منہ پر کہڑے تہی
مقرر کچہ مصیبت آشنا ہی
برای مدعا یہ آتین کہاتین
انہین کہایا بہت سا پیٹ بہر کے
کہ حکمی روشنی حسن بشر کے

غرض شکر خدا کرنی لگا مین
نہین تکیہ اسی فضل خدا پر
انہین بانو نہین تنہا مین دلسی ہم راز
کہ آیا کسطرف سی تو کہان تہا
زراعت دیکہنی آتی تہی ہم سب
کہا انہین یہ کیا ماجرا ہے
لی آتی کہینچکر باندہا اوسی پان
سو اب گاہ گر گذری ہو گئے ہے
کہا مینی غذا کچہ دو تو بولون
کہا پہر اونسی اپنا حال سارا
اوٹھی محفل منگایا شہ نی گہوڑا

بہت محظوظ اپنی دلمین تہا مین
وگرنہ ہو یہ اک لحظہ نہ مضطر
کہ آیا ایک حبشی مرد ممتاز
بنا دنیا مین کیا نام ونشان تہا
نہ تہا جناب یہی کو مطلب
روانی سی یہ پانی کیون کا ہے
نظر آیا جب اوسی قوم انسان
تردد کو اوٹھا ہی اپنی جی سی
نہایت ضعف ہے منہ خاک کہولون
کیا سنکر اونہون نی یون اشارا
ادہر خاتون نی بہی منہ بنایا
کہین کیا اور تجہسی ہاے ساتہی

رات ۱۹۹

نہ مشتاقون کی آئی اک دم یاد
کہ روز و شب کو ہو جاتا ہی اکثر
زبان مصروف عرض راز دل ہے
اوسی صحرا مین نخل آیا
فروغ حسن سی عقل و سکون آیا
ہوئی راحت فروش قلب تسکین
کہ کچہ لمحہ ہری نزدیک کو ہے
سلائی تا قیامت موت کا خواب
مگر ظاہر ہجوم التجا کو
فلک کا تجہہ کیدون اتنا غضب تہا
پری نی اک کنیزک کو بلایا

سبو لب ہی نشستے سب کے سب
پہر بہرسی زیادہ رات آئی
ذرا اچہلکا کہ چہلکی طبع مشتاق
سنا طائر بیان کرتی ہین یون راز
سنبہالا پر نہ سنبہلا قلب مضطر
جب آیا ہوش بولا ای سمن بر
اجازت دے ذرا تیغ نظر کو
پری نی ہنسکے یون لب کو کیا وا
ادہر آ بیٹھ دم بہر کہہ ذرا حال
کہی سب شاہزادی نی کہانی
کہا لا اپنی وہ [illegible]

مگر یہ دل کرم مین اسقدر ہے
نہین سوقت تک مشکل کشائی
بیان ہو اسطرح حالات آفاق
ہوا آغاز الفت کا عجب خانہ
فراموشی رہی پہر دو برابر
ہوا قربان دل سی مین تو تجہپر
کہ دو گہڑی کرے سیر جگر کو
کہ او مشتاق مطلب نہ گہبرا
کہ تو کسکا ہی فرزند خوش اقبال
کہ یون لایا ہے جو تجہے جنون
بنی تہی جسطرح [illegible]

یہ سنکر وہ ہوئی آہو سی چالاک ۔ نہایت شوخ اس بنیاد بیباک
پری بولی کہ تو حاضر ہی یہ صید ۔ نکالو جو کہ ہو خاطر مین امید

اسیکی واسطے یہ رنج اوٹھایا ۔ مبارک ہو کہو اب چین آیا
ہنسا وہ شاہزادہ اور کہا واہ ۔ بڑی ساحر ہو تم اللہ اللہ

مسافر کسطرح جان بر ہوا سے ۔ بلائین جب یہ سہین آسمان سے
یہ کہکر بولا جاؤ سے مینے دیکھا ۔ یہان قسمت کو منظور اور ہی تھا

ہٹی جب وہ کنیز شوخ و طرار ۔ لیا بوسہ پری کا اسنی یکبار
غضب مین آ گئے وہ اسنی ٹھانا ۔ کہا جانی یہ سے مینے خوب جانا

کہ مرجاؤنگا دوری مین تیری ۔ پہر اس سی کیون رہی ہے دیری
ابہی جو کچہ گذرنی ہو گذر جائی ۔ بلا جو کچہ کہ آنی ہو وہ جلد آئی

پہر اٹھا تہ نی سننا یہ کہکر ۔ ہوا ہنگام شب سلطان کو ہر
بڑہا گہر کی طرف شاہ خوش اقبال ۔ کہا بانو سی آ ای نیک فال

کہلا کہانا کہ وقت خواب آیا ۔ نہایت آج ہمنی کسل اوٹھایا
غرض پائی فراغت جب غذا سے ۔ لیٹ کر سو رہا اوس دلربا سے

اوٹھا معمول پر جب سے سلطان ۔ کہا خاتون سی فرما کچہ بیان
وہ بولی اب ہے یون تا جسکا انجام ۔ بیان کرتا ہی ہر صاحب نام

کہ اوس حبشی نی آخر یہ سنایا ۔ کہ ہمنی حال سنکر لطف پایا
مگر ہی اک ہمارا شاہ ذی نام ۔ جہان کو عدل سی وسکی ہی آرام

سخی ہی با مروت با حشم ہے ۔ اب ایسا شاہ اس عالم مین کم ہے
مسافر دوستی ہی اوسکی دل مین ۔ بہر اہی خلق بیحد آب و گل مین

اگر تم مہربانی سی چلو ساتھ ۔ نہین کچہ دور آؤ کچہ تو دو ساتھ
کہ ہم شہ کو سنائین سب آغاز ۔ کہی سر حاضر خدمت کو یہ راز

اوٹھائین حظ بیحد اس جہان کا ۔ ذرا دیکھین تو حال اس سمان کا
کہا مینی کہ بہتر ہو لیا ساتھ ۔ بہت محظوظ و خرم اوٹہا تہا

ور دولت پہ سلطان کے وہ لائے ۔ مجھی لینی کو کچہ لوگ آور آئے
باستقبال خاطر کی بٹھایا ۔ زیادہ حوصلہ سی رتبہ پایا

لیے تا خیر سلطان کو خبر کے ۔ بلانے کی اجازت شاہ نے دے
گیا مین اور کی تسلیم شہ کو ۔ کہی الفاظ یہ سلطان نے خوش ہو

تم آئی ہو کہان سی نام کیا ہے ۔ کہ پہر رہتی ہو یان سے کام کیا ہی
کہا مینی کہ ہی بغداد مسکن ۔ وہ ہی اس دہر مین ممتاز گلشن

جہان مین ہر طرف ہے نام اوسکا ۔ نہایت خوب ہی انجام اوسکا
تجارت پیشہ ہون ہر دو جہان گرد ۔ بہت سی مینی دیکھی گرم اور سرد

زمانی کی بلائین سخت اوٹھائین ۔ کبھی کچہ راستین سی ملی تہ آئین
جو گذری تہی کبھی ہر بحر سفر کے ۔ مصیبت ابتدا سی بحر و بر کے

سنا سلطان نے جب قصا ہوا شاد ۔ کیا اہل قلم کو سامنے یاد
کہا لکھو آب زر سی یہ حال ۔ رہی تا عمر دنیا سالہا سال

بجا لاتی ہوا تھا حکم جیسا ۔ کتابون مین کیا داخل یہ چرچا
پہر اسکی بعد اکثر لعل و گوہر ۔ پرا ہی نذر شاہ داد گستر

کیا جب پیشکش سلطان ذیجاہ ۔ ہوا خوش اور کی تعریف واللہ
یہ سب تمکو مبارک ہون بہر حال ۔ صلے اسکے امین دو کچہ نہین مال

یہ فرما کر و ہمت کو کہولا ۔ دیا اتنا کہ مین اوسکو کہون کیا
ہوا رخصت تو فرمایا کہ جاؤ ۔ مگر پہر روز یان تشریف لاؤ

بلایا اک امیر صاحب نام ۔ کہا لیجاؤ دو اسکو وہ آرام
کہ جیو پہر دم رہی تا زندگی یاد ۔ نہو خاطر کسی صورت سے ناشاد

رات ۱۰۵

یہ کہکر آنکھ خاتون نی اوٹھائی ۔ تو آغاز سحر تھا شب نہ پائی

کہاں کی آبرو لا جام ساقی   پلا مئے اب نہ کر کچھ کام ساقی
صراحی کی ٹپک خاموش کیوں ہے   مزاج دخت رز بے جوش کیوں ہے
بہت تاخیر بھی بہتر نہیں ہے   تجھے اللہ کا کچھ ڈر نہیں ہے
سنو یعنی جب اتنی دیر گذری   نہ تیری اس شکایت پر نظر کی
لبالب دے بھرا ایک دو چار   کہ زاہد ہمکو پھر سمجھے گنہگار
اوسی صورت سخن سنیے یہاں سے   مزا لیکے بیان داستان سے
کہ یعنی پھر وہی مہر جہانتاب   ہوا عکس افگن اطراف اسباب
گھڑی پھر بعد طاری ہی جو آئے   تو باہم یوں سخن لب پر وہ لائے
نہیں جینے کا دوری میں ٹھکانے   رہی ناحق کو کیوں امیدوارے
لیا لب بھر کی مے سے ایک ساغر   ملایا لب سے شہزادی نے ہنسکر
فلک کی کاوشوں کا ڈر لگا ہے   نہیں معلوم اک ساعت میں کیا ہے
بشکل ابر ٹپکی اشک بیتاب   ہوا اک دم میں دامن چشمۂ آب
بتا صدقے یہ کیا خاطر میں آیا   قلق کیوں طبع نازک نے اٹھایا
میں اپنا کاٹ کر سر آپ دیدوں   سزا گستاخیوں کی اپنی خود لوں
کہ لپٹی وہ پری اور ہاتھ روکا   کیا ای میری جان یہ قصد کیسا
کسے کے دل کا ہی کیا حال معلوم   خدا جانے کوئی کیوں ہی مغموم
یہ کہکر اڑ گیا طائر پھرا شاہ   نہایت جلد طی کی دشت کی راہ
ہر اک شے سے فراغت جبکہ پائے   تو سلطان کے طبیعت میں یہ آئے
غرض جب سوکے جاگا شاہ ذیشان   تو بولا اپنی خاتون سے کہ ای جان
کہ یعنی راحت اوس جا خوب اٹھائی   فزون تر شوق سے سر چشمہ پائی
ہر اک کرتا مری خاطر بہر طور   جو کچھ کہتا بجا لاتی تھی فی الفور
نہایت خوب تا وانکا سامان   طبیعت کو رہا کرتا یہ ارمان
برابر دن سے ہوتی تھی وہاں رات   اگر پوچھا تو یہ ثابت ہوئی بات

سبو بھی تو بھر ساغر نہاتے   لب مینا کی بوسی لینی چاہتے
توقف کا سبب ارشاد فرما   ذرا بھولی ہوؤں کو یاد فرما
کہ پہونچی گی فلک تک آہ مشتاق   بشکل بید کانپی گا سب آفاق
مگر تو بھی ہمیں خوش کرکو دم   کہ ہو مسرور مطلب طبع برہم
وہی بتیا بیان لب پر کرین ناز   وہی کھلنی لگیں پہلی طرح راز
کہ جب شب نے حجاب صبح اٹھایا   فلک نے شمع کو لت سے بجھایا
شہ والا گہر گھوڑے پہ آیا   اوسی صحرا کی جانب اوسکو لایا
کہ شہزادہ پری سے جب یہ بولا   کہ یعنی اپنے جی کو خوب تولا
یہ سنکر اوسنے چھاتی سے لگایا   وفور شوق بتیانے پہ آیا
کہا ای او قمر طلعت خدا را   یہ اتنا مان لے کہنا ہمارا
پری نے شرم سے نیچی نظر کی   بڑھی ہی دو بادلی کچھ چشم تر کی
قدم پر شاہزادی نے رکھا سر   کہا قربان میری جان تجھ پر
اگر میری خطا ہی باعث غم   تو ای رشک قمر ناحق ہی برہم
یہ کہکر کھینچا اوسنے خنجر تیز   ارادہ تھا کہ اپنا خود ہو خونریز
نسمجھی مدعا میرا ابھی کچھ اور   نظر آئی تمہاری تو نئے طور
ابھی سے اسقدر یہ بیقراری   بنا ہوگی مقرر ہم سے یاری
وہاں سے قصر سلطانی میں آیا   طعام و آب سب موجود پایا
کہ چندے سوتی پھر ہو کی بیدار   سنیں اوس قصہ خوانی کی گفتار
کہو کیونکر ہی تاجر کا اب اظہار   وہ بولی کہنہ ہا ہی وہ وفادار
سحر کو خدمت سلطان میں جاتا   دم پیشیں اپنے گھر کو آتا
مکان و شہر کی بھی سیر کرتا   تھی کالیوں کی بچپن سی گذرتا
کہ فرصت ہو تو پھیرے روز شہر   عجب مدت یہی پیشہ رہا جو
کہ خطہ زیر خط استوا ہی   اسی سی حال یا نکلا بر ملا

پہ دل وروزات کا ہی طوق اک سان | گمان فرق ہرگز کچہ نہین یان
قوی قامت پہاڑ اکثر تہی بیجا | کہ اونکا حال مین ظاہر کرون کیا

سمندر بہی یان ہی پاس پایا | گیا جو تین دن مین جاکی آیا
جواہر کی ہی معدن سب طرح کے | نہایت خوش ہوا مین لا پہر آکے

کہ لعل الماس و گوہر سب نکلتے | ہر اک کی قابل مطلب نکلتی
درخت میوہ دار اکثر تہی بیجا | کہ جنکی ذائقی سی لطف اٹہتا

پہر اسکی بعد دیکہا کوہ آدم | کہ جسکا حال یون سنتی رہی ہم
کہ جب آدم کو جنت سی نکالا | تو مسکن اونکا خاص اس سی بنا تہا

فراز کوہ پہ تہی وہ دن رات | اترنی کی نہ تہی تہی کوئی گہات
اسی صورت سی کاٹی مینی ایام | کرون سیر اسکی یا تنگ ہوتی شام

پہر آخر ایکدن گہبرا کے مینی | حضور شاہ مین سب جاکی مینی
کہا امید رخصت مین ہون مشتاق | ہوا ہی یان کا رہنا طبع کو شاق

کہا سلطان نی بہتر ہین جو ہین راضی | اگر یون چاہتا ہی آپکا جی
دی لعل و جواہر اور زر و سیم | جہکا مین اور کی رخصت کی تسلیم

کہا یہ سب تحفے اور یہ خط ہمارا | کہ جن سی اور ہی کچہ بہی اشارا
انہین لیجا دیا نسی اپنی ہمراہ | شہ بغداد کو کرنا ہے آگاہ

کہ یہ اوس شاہ نی بہیجا ہی تحفا | کہ جسکا حال ملک و شہر یون تہا
کہا مینی بہت بہتر بہت خوب | ہوئی یہ بات میرے دلکو مرغوب

لیا دونا بہا اور تحفی ہی اکثر | ہٹا مین خدمت سلطان سے رکر
مگر اوس ہی کو سے مینے جو دیکہا | تو وہ اک جانور کی کہال پر تہا

نظاہر رنگ اوسکا زرد پایا | لیا جب تہ مین تو سر پایا
نظر آتی جو بالو کے یہ کہکر | تو دیکہا تب نہین ہے صبح سفر

رات ۱۰۱

بہا سا آتی مبارک باد ساقی | ترا میخانہ ہی آباد ساقی

طبیعت کو وہی پہر جستجو ہی | کہلین شیشون کی منہ یہ آرزو ہے
اٹہا پیمانہ ہمت کو نہ کم کر | کرم کر وقت عشرت ہی کم کم

ہوا ہی شوق کرتی ہی اشارا | کرینی ختم یا سبو کو تی خدارا
سو تجہسی عرض مطلب کی ہی ہمیں | نظر سی جام خالی پہر رہی ہیں

جفا سی سمان غافل تہیرے ہے | نہین کچہ دور وہ دشمن بہی نیرے
خدا جانی ابہی کیا رنگ لاتے | دہن تک جام ہی آتی نہ آتی

سو لا کچہ ہی کہ جس سے جی بہل جاے | زبان سی عرض مطلب یون نکلجاے
کہ جب وہ زلف شب بہی پہر آتے | سحر نی اور ہی صورت دکہاتی

اٹہا سلطان پہر ای دیدہ عالم | وہین پہونچا جہان بیٹہا تہا کچہ دم
نظر آتی وہی پہر دو نو طاتر | سنا الیمین یون کرتی ہین ظاہر

کہ آخر شاہزادہ ہوکے برہم | لگا کہنی کہ اب کہر جاتی ہین ہم
اذیت ہمسی پہونچی تمکو بیجا | نہین بات اب رہنی کی شایان

خدارا ہمکو رخصت دو کہ جائین | کوئی دم اور جا آرام پائین
پری بولی کہ کل تم اپنی جانا | کہا جو تمنی ہمنی دل سی جانا

یہ اتنا دان یہ تیتی ہا شب گذر جاے | ذرا غصہ طبیعت سی اتر جاے
تو پہر اچہی طرح رخصت کرینگے | کہو گی تم جہان پہونچا ہی ہین

یہ کہکر پہر لیا اک جام گلرنگ | کہ پینی سی ہو جسکی اور ہی ڈہنگ
ملایا منہ سی شہزادی کی یکبار | کہا او دلبر گستاخ و طرار

قسم لی وسکی جسکو چاہتی ہو | نکرنا عذر بیجا جلد سے لو
وہ بولا واہ جی کیا خوب کیا خوب | نہو گر می کسی کی دلکو مرغوب

وہ کیونکر جبر بیجا سی پیی گا | یہی بہی گر انسی کیونکر جیی گا
مین اس شیشے سی نہین ہون ایک تک | ہٹا و جام کو بس بس

پری بولی کہ بوسہ تمکو دینگے
یہ بدنامی بہی اپنی سر پہ لینگے

ہوا راضی یہ سنکر شاہزادہ
کہا دل سی کہ اب بیٹے نہ یاد

کہا پہلی ہمین دو بوسہ اے جان
تو پہر جو کچہ کہو مانینگی ہم ہان

غرض یہ لطف زا ہو کر اشارے
کہی گہونٹ آنسوون کی پی آنا

پہر اسکی بعد شہزادی نی اک جام
پلایا اور کیا بستر پہ آرام

پری نی اپنی زانو پہ رکہا سر
ہوا ممنون قسمت قلب مضطر

یہان تو اسطرح یہ حال گذرا
سنو اب حال اون ہمراہیونکا

جو شہزادی کی ساتہ آئی تہی باہم
امیر چند و دستور معظم

پہر اک سو سب نی گہوڑونکو اٹہایا
کسی جا شاہزادی کو نہ پایا

یہ طاہر کہہ رہا تہا جو ہوئی شام
اٹہا اوس شغل سی اپنی بہر کام

پہر اشہر قصر سلطان سی نکو ناچار
کہا بانو سی اپنی او وفادار

لی آ کچہ کہا کی سو تین چند دم
کہین ایسا نہو رہ جائے سب کم

جب آیا خاصہ سو یا کہا کی سلطان
لبیں نہ تاخیر بانو سی کہا ہان

وہ بولی ای مری شاہ زمانہ
بیان کرتا ہی تاجر یون فسانہ

کہ یہ مضمون تہا اوس نامی مین تحریر
سپرد خامہ ہین الفاظ تقریر

ہمارا ہی سلام شوق تمکو
مبارکباد عمر و جاہ ہی ہو

پہر اوسکی بعد مطلب کا ہی آغاز
قلم لکہتا ہی کچہ کیفیت راز

وہ کیا یعنی کہ ہمنی تحفہ چند
تمہین بہیجی کہ تا خاطر ہو خرسند

رہو تم ہمسی راضی تمسی خوش ہم
نہ ہو دخل تکدر اب کسی دم

پڑہا نامہ کیا پسند اوسکو یکبار
لیا ساتہ اپنی تہا چلنی پہ [illegible]

وہ تحفی جو کہ تہی میری ہمراہ
سنا ہے سب کہ دن اونسی تہی گاہ

پیالہ لعل کا اک قیمتی تہا
زیادہ تہا کہ وہ بہری ہی دل کا

بہت سے موتیون کی گرد جہالر
درم سی پٹرہ کی تہا ہر اک گوہر

پہر اوسکی بعد تہی کسانپ کی کہال
کہ اوسکی فلک کا مین کیا کہون حال

ریال و نسی بہت کم عرض مین تہے
نہایت خوب و بہتر تہی وہ تہے

اثر اوسمین عجب اندازکا تہا
کہ جو اوسپر کبہی سویا کہ لیٹا

نہ پایا پہر کبہی بیمار اوسکو
نہوتی کچہ خلش زنہار اوسکو

یہ دو تحفی ہوئی تہا پتہ اور
نیا پایا اوسکا کچہ [illegible]

وہ کیا اک خشک لکڑی عود کی تہے
بیان کیا ہو سکی تعریف اوسکی

خواص اوسمین ہی تہی صد طرز
بدل خوابان جہان کی [illegible]

اسی صورت پہ جو تہا اور بہی تہا
وہ کچہ کافور کی واقی تہی یکجا

بظاہر سب وہ پیتی کی برابر
نہین فرق اکبہی تہا ایک

پہر اس جو کی بعد اک پانچوان تہے
سخن مین چاہیے اوسکا ہی کچہ ذکر

وہ کیا یعنی کنیز حور پیکر
نہ تہا دنیا مین کوئی اوسکا [illegible]

یہ لیکر ساتہ سب اپنی شاہی
ہوا بغداد کی جانب کو روانہ

با من و عافیت اپنی گہر آیا
وہ تحفی سب شاہی پہ لایا

بلایا جب خبر سلطان نی پائی
قدمبوسی کی نوبت میسر آئی

کہی اپنی کہانی شہ سی سارے
جب آئی پیش شہ کی [illegible]

کہا مینی کہ اک شاہ سرندیب
کہ ہی ہر طرح وہ ماہ سرندیب

یہ تحفی کر دیے اوسنی مری ہاتہ
یہ نامہ [illegible] ہاتہ

ہوا خوش دیکہکر سلطان بغداد
کہا ہمکو ہی اب اونکی بڑی یاد

و یا خلعت مجہی گہر کو پہر آمین
نہایت خرم و دلشاد تہا نیز

کہا تاجر نی یہ جہگڑا اچہا تہا
کہونگا ساتوان کل او یقینا

گیا زلیکی گہر اپنے وہ فرحو
اٹہی محفل ہوئی ہر شخص [illegible]

رات ۱۰۲

یہ اتنا کہہ کی بانو نی جو دیکہا
[illegible] نہ آتا ہوگا

بڑی امید ہم رکھتی تھی ساقی
کہ بیتیک یا ہین گی کچھ درد باقی
سو تو تی آج ہے رو کی سناتی
نہیں معلوم کیا خاطر میں آئی

سبب بیزاری کا ہمسی کیا ہے
رکا جی کس لیے کیا مدعا ہے
سبو کی خیر لا اتہو کو تے جام
کہ آیا مستی مطلب کا ہنگام

ابھی تا ہی سخن منہ سے اب
مزاج گفتگو ہی شوخیون پر
لبون سی ناز کرتا ہی فسانا
ٹھہر دم بھر کہ آیا وہ زمانہ

کہ سیہین مثل ابر تر مضامین
زبان سی نکلے ہر ساسخ کے تحسین
سر ہر لفظ سی ہو فیض جاری
دکہاتی مدعا یون بیقراری

کہ جب تکلیف حصب شب کی جاچکی ہے
اٹھا اوس بزم سی سامان تماشا ہے
چھپی تاری سحر کا حسن چمکا
سیاہی سے لیا رستہ عدم کا

اٹھا سلطان بشوق گرد و دشت
سو اطراف جب کچھ کر چکا گشت
اوسی صحرای مطلب زا مین آیا
فسانا طا ترون سے یون سنایا

گئی ان تک اوٹھتی ہو نڈہا ہر سو
نہ پایا مدعا بس کہ قابو
تو گریان آتی سوی قصر شاہی ہے
کہی ہر شخص نے اپنی تباہی

کہ شہزادہ ہوا گم اسطرح پر
نہ پایا کچھ پتا ڈہونڈہا برابر
کہا اوسکی پدر نے ہای بیٹا
یہ کیا میں نی سنا تو ہو گیا کیا

گریبان چاک کر پہنچا خاک
رہا باقی نہ مطلق اوسکو ادراک
غش آیا گر پڑا محزون و بیہوش
رہا دور و تک ہستی فراموش

خبر مادر نی سن سنیہ کیا چاک
کہا مین زندہ جاؤن گی تہہ خاک
لحد کہودو کفن دو مجکو لا کر
کراتا ہون اپنی مضمون سقدر

اسی صورت ہر اک نی اٹھایا
بڑا کہرام ساری گھر مین پایا
کنیزین اور خواصین با ہم تمن
زبان پر اپنی سب اسطرح لا مین

کہ ہمکو چل کی وہ صحرا دکہا
کہان ہی کسطرف ہی ساتہ آو
ہم اپنا شاہزادہ ڈہونڈہ کر کے
سفر جان دس صحرا مین دینگے

یہ کہکر سب بڑ ہین مصروف ماتم
رہا اوس گھر مین ہر سامان ہر ہم
چلی ہمراہ کچھ مردان ہشیار
لی آتی جانب صحرای پرخار

یہ نوحہ تھا زبان پر تو نکلی جاری
کہ ہی ہی بیقراری بیقراری

نوحہ

کہان ہی ہی گل سلطان کہان ہے
کہان ہی ای انیس جان کہان ہی
تجہی اب ہونڈہتی صحرا مین آئے
ہماری مالک فیستان کہان ہے

دکہایا سب ہمارا حسم الا
وہ سب کا صاحب احسان کہان ہے
زمانہ ہی نظر مین ہای تاریک
وہ رشک ماہ تابان کہان ہی

تسیم اسکی تمنا کس لیے ہی
یہ دنیا قابل ارمان کہان ہے

بیان جب کر چکا طا تر یہ سامان
ہوا سر دیدہ سلطان سے نہان
مزاج شاہ نی حسرت دکہائی
تسلی جب کسی صورت نہ پائی

گہر آکر کچھ غذا مین کہا کی تیو
قریب بار حقانی جا کی سویا
رہی شب کم تو جاگا شاہ ناگاہ
کہا اٹھہ جلد یاران آ غیرت ماہ

سنا اوس قصہ باقی کی انجام
وہ بولی مرد ناجر صاحب نام
بیان کرتا ہی افسانا نیا اور
سفر ہی ساتوان اوسکا ہی دون غور

کہ مین بیٹھا تھا اپنی گھر مین دلشاد
غم دنیا سی ہر دم خاطر آزاد
ادا کار ہی تھی ساتہ کہانا
نہایت لطف کا تھا وہ زمانا

کہ مجکو میری نوکر نی خبر دی
کہ اک سردار رخصت پا کی ہم سے
تو وہ تی آج کا ہی کہنی کو آیا
بہت جلد اپنی کیو اوسنے بلایا

اوٹھا مین اور گیا بولا کہ چلیے
تمہیں لینے مین آیا ہون سنبھلیے
یہ سنکر مین ہوا با بوس سلطان
ادا کی ہر طرح تعریف خاقان

کہا شہ نی کہ اوہر دو وفادار
نہین تجھسی زیادہ کوئی ہشیار

لکھا ہی بہیجا ہم چاہتے ہین
عزون ہو لطف باہم چاہتے ہین

یہ تحفی ہین یہ نامہ جلد لیجا
سنا پہر آکے حال آزہ و انکا

بہت صدمی اوٹھا کر آئی تک آیا
جو گذری تھی زبان پر اپنے لایا

مگر ناچار ہم کرتے ہین ارشاد
کہ اوس سلطان کو ہوگی نہ شاید یاد

سو اس صورت مین جانا چاہیے ہے
نہایت جلد آنا چاہیے ہی

جھکا تسلیم کو رخصت ہوا مین
مگر دل مین بہت افسردہ تھا مین

کہ آیا مین ہوا سے چلنے پہ طیار
لگی رونی اصالت بار بار

غرض فضل خدا شامل مری تھا
نہایت جلد مین مطلب کو پہنچا

گران قیمت طلائی کار کا فرش
کہ ایسا آنکھ نی دیکھا نہ تھا فرش

جواہر لعل و یاقوت اور گوہر
لگی تھی ہر طرف گویا کہ اختر

ابھی انجام کو پہونچی نہ تھی بات
جو بانو نی کہا رخصت ہوئی رات

تری مشتاق تھی سا بہت ہم

رات ۱۰۳

زہی قسمت قدم رکھے جو ہم نے
بڑی تکلیف دی تھی رنج و غم نے

صدا ہی قلقل مینا سنین ہم
تسلے آشنا ہو صبح برہم

ملی پیمانہ لب لب سی ہماری
ہجوم شوق کی یون ان ستارے

سو پوری کرا امید قلب مضطر
پلا دو چار اچھوتی ہمکو ساغر

نقاب مدعا مضمون اوٹھا لے
فسانہ اسطرح آغاز پائے

بڑا ہی پہر خسرو مشتاق سو دشت
کئی اطراف کے دو چار جب گشت

کہ بالائی شجر کہتی ہین اسطور
کہ ہاتی دلسی اسمین کیجیو غور

بہکتے تھین سر شوریدہ سر سو
نہ تھا دلبر کسی صورت تھی قابو

سیاہی چھا گئے صحن جہان مین
بڑا سودا مزاج آسمان مین

کہ ڈر کر وہ اسیر دام ماتم
ہوئین جا کر کسی گوشی مین باہم

جواب نامہ شاہ سراندیب
جبھی کہتا ہی تو ماہ بلند زیب

سو اس غفلت کے بھی تو ہم سزاوار
مگر ناسوچ کر تکلیف انکا

کہا مینی کہ جو ہو حکم ای شاہ
ابھی کچھ کم نہین ہے صدمہ راہ

سنا شہ نی کہا سچ ہی بجا ہے
قلق تیرا بیان سے بھی سوا ہے

تعجب ہے جواب خط نہ آیا
نہین معلوم کیا انجام پایا

دیا نامہ یہ کہکے شہ نی مجکو
منگائی چند تحفے اور کہا لو

کہ کس مشکل سی یان تک بخت لایا
فلک نی یہ وہی سامان کیا یا

جہاز تو یہ بیٹھا لیکی اسباب
طبیعت مضطرب دل سخت بیتاب

اب ون تحفوں کا لکھنا چاہیے حال
کہ ہر شئی ومین تھی اک بیمثال

عجائب نقش مینا رنگ کا کام
برابر ایک سا آغاز انجام

جبھی دیکھا وہ تھا قیمت مین یکتا
ہیئت کا حال اونکی مین کہون کیا

اب ای سلطان کہین گے گل کھلانے
اگر کی لطف حق نی مہربانی

کرم ذرا کرم فرما کو تنے دم

یقین ہی اب بہلی ماہتاب
نظر آتین ذرا راحت کی اسباب

سبو کی ریزشین یا گوش تیز
صراحی مستیان اپنی دکھاتین

کہ اوس خم کو اوٹھا ہے منہ لگاؤ
دہن تر ہوتی دو شیشہ پلاؤ

کہ جوش کیف مین کچھ گفتگو ہو
فدای عرض مطلب اپنی وہ ہو

کہ جب گھونگٹ شب نے منہ چھپایا
لب بام فلک خورشید آیا

اوسی جا ای معین پڑہ آیا
انہین جو طائرون کو اوڑتا پایا

خواصین پڑہ رہی تھین نوحہ حالے
بیان کرتی تھین آفت خیز حالے

کہ آتی ہین چہپا رو زنمنور
جہایا خاک پر آتش نی بستر

نظارہ سے ہوئین مبہوت آئینہ
بنائین تیغ سے بیہوش آنکھین

قضا را اوس کے بھی کی ایک سے ابتر
سراپا مجمع حسن شہزاد

اڑا ہی تخت جاتی تھی ہوا پر
سنی اوسنی صدائے قلب مضطر
فراخ کاک تری اور پوچھا
کہو اہی بی ہو رونا ہی یہ کیا

مصیبت کونسی تم پر پڑی ہی
مگر کوئی بڑی مشکل اڑی ہی
قریب آؤ سناؤ حال کیا ہی
مقرر کچھ تمہارا مدعا ہی

یہ سنکر وہ گریبان چاک اتنی
جو گذری تھی زبان پر سب لاتین
پری بولی کہ نہ گھبراؤ تم اتنا
شہ دیگا سو وہ کچھ روز کی جتنا

تامل چاہیے گو دل ہو بیتاب
خدا راحت کے کر دیتا ہی اسباب
ملی گا شاہزادہ تم سے بی شک
توقف چاہیے البتہ جب تک

تمہارا حال سنکر جی بہر آیا
طبیعت نی قلق اسدم اٹھایا
کرینگے ہم بھی اسکی کوئی تدبیر
مطابق ہوگئین گر فکر و تقدیر

تو یہ رنج و قلق جاتا رہیگا
نہ دل تکلیف بیتابی سہیگا
اسی جا چھوڑ کر طائر فسانہ
ہوا پھر جانب مشرق روانہ

شہ عالم ہم لیے پھر آیا
بہت آراستہ بانو کو پایا
بلایا اور ہوا قربان جان نثار
پھر اوسکی بعد خاصہ کہا کے سلطان

رہا خوابیدہ بعد از دیر جاگا
کہا یا تو سی کیون آج بی کیا
سناؤ کچھ کہ تھی دی ابہارا
وہ بولی پوچھی تاجر کا اشارا

کہ اک تحفی کا قصہ کہہ چکا ہی
بہت پھر بڑی حیرت مین تماشا
کہ کسی کا عمدہ یہ بنایا
فدا ہو جان ایسا کچھ خوش آیا

رکہا جب اوسکو دیکہا دو پہر اور
تو اوسکا ہی اک صورت پیہ تھا طور
وہ کیا یعنی قباتین تہین خوبصورت
نہایت قیمتی بہتر خوش سلوت

انہین کے ساتھ فرش قرمزی بھی
نہ جس پر کسی انسان کبھی غور
نظر پہلے وہم دیدار ہر دم
فزون تھا برق سی بجلی دو عالم

سو انکی پیالا ایک دیکہا
نہین آتا تصور مین وہ لکہا
عجب شے تھی عجب تھا ناک اسکا
ہو گا واقعی ایسا کسی جا

عقیق سرخ کا دال ایک انگشت
نہ آتی کھول کر بند ہوا اگر شست
اوسی مین ایک تھی تصویر کندہ
کہ جسکو دیکہکر پھر دل ہو بندہ

کمان و تیر اوسکی ہاتھ مین تھے
ہلالی دار اوسکے سکو رہتے
گران قیمت تھی پر اوسکے اک تخت
میسر جسکو ہو اوسکی زہی بخت

یہ تحفی اور وہ خط جسکا وہ عنوان
کہ ای سلطان عادل صاحب نشان
سلام شوق سی ہوتا ہی آغاز
زبان تا پر آتی پیدا کیفیت راز

کہ آیا خط تمہارا لطف افزا
ہوا خاطر کو باہم ربط پیدا
سنا سب حال خلق و شکوہ جاہ
مبارک تم سمجھین اللہ اللہ

وہ تحفی باعث راحت ہوے سب
قلم تو صف اوسکا [illegible]
مناسب ہے نہ ہو کم ہم باہم
یہی صورت رہی شہرت تا ہم

سمجھنا تمکو اپنا دوست ای شاہ
جو کچھ درکار ہو کرنا پہر آگاہ
لکہا جو کچھ یہ تہا آغاز نامہ
تمامی پر یہی لکھی ان راز نامہ

کہ ہان از روئے دوستی جاری رہے رو
ہمیشہ عید ہو ہر روز نوروز
یہ سب لیکر جو مین آیا سر آپہنچا
بہت آباد پھر پایا پر از [illegible]

خبر سلطان کو کی اوسنی بلایا
لیا خط اور پہر تحفہ جو پایا
بہت راضی ہوا شہر دو جہم
کہا مضمون بدل ہین شاہ کی ہم

رکہا دو چار دن مجھکو بعد شوق
پہر آخر کو بجوش کثرت ذوق
کہا دل نی کہ اب چلیی یہاں سے
نہ پہر سی پہر بلا کچھ آسمان سی

گیا ہین پہچکا پیش شہنشاہ
کہا اپنی تمنا سے جو آگاہ
ہوا ارشاد ٹھہرو رہ کی جانا
مگر عرض کی مانا نہ کہنا

ملا خلعت ہوا رخصت [illegible]
مبارک باد سبکی [illegible]
کہا یا اذنی اب باقی نہین بات
رہی سب کی چل سلطان کی بات

رات ۱۰۴

اذیت آشنا ہی قلب ساقی
یقین ہی کچھ تو شوخی میں ہو باقی

جو دل چاہی کوئی ساغر عطا کر
کہ مہر فاقہ ہی مدت سے لب پر

ازل سی ہم ہوا خواہ سبو ہیں
بہت روزوں سی [illegible] زدہ ہیں

نگاہ شوق خالی پھر رہی ہے
نہیں معلوم کیا تقصیر کی ہے

کہ شکل می نظر آتی نہیں ہے
مقام رحم ہی اللہ اللہ

اٹھا دی نیم ہی جام می ناب
گھٹین تا کچھ تو بیتابی کی اسباب

زوال رنج سابق ہو کوئی دم
تسلی پاتی کچھ دل دسی کچھ ہم

خیال نظم مضمون رنگ لاتے
رخ افسانہ یون جوبن دکھاتے

کہ جب انجام شب آیا یہ آخر
کیا قلب فلک پھر [illegible]

فروغ روز سی چمکا سر آفاق
اٹھا صحرا کی جانب شاہ مشتاق

قرار نخل پہ پایا تھے وہ طائر
کہ ایک ادھمین سی یعنی کہ تا ظاہر

کہ آزردہ خواہش بین سخت بیتاب
قریب تھیں مگر بے چشم پر آب

لگیں کہنی فلک سی ہم ہے ہم
نہیں تھا یار راحت مہرباں ہم

تمھاری لطف کی بندہ بنایا
زبان حرکت سے آرام پایا

رہو باحسن و دولت تم سلامت
اسے لیے تا قیامت تا قیامت

کوئی دم ہیں ہم اس دنیا میں مہمان
سو تیرے واسطے ناحق یہ احسان

نہ ہم ہونگی نہ شہزادہ ملیگا
فلک تمسے ہمیشہ ہی نہ بنے گا

برہنہ ہونگی لاشیں بی کفن کے
در ندی کھائینگے آخر کو تن کے

اگر باقی رہیں گی استخوان چند
تو کچھ زاغ و زغن ہی ہونگے خرسند

پھر اس صورت میں بلکل مہربانے
زیادہ سے عبث ہی قدر دانے

یہ کہکر پھر ہوئے تینوں اکٹھین بابہ
بچاریں وہ قسمت واویلا

سیہی کی یہی کیا تردامنی ہا
دکھایا اون سبھونکو شیون اپنا

کہا شہر و پیان آتین کی یہ دم
اگر تقدیر نے بخشا کچھ غم

تو شہزادی کو لاتی ہین آئے پاس
نہ لانا اپنی دلمین خوف و وسواس

ارادہ یہ ہوا لیکن اگر بخت
کوئی تدبیر سوچی اور ہی سخت

اڑا دو صورت میں حال وسکانگی
غرض غافل نہ تمسی ہم رہینگی

نہ رو تو اب جگہ تو یا ہی امید ناک
پیٹھ اوٹھ لب [illegible]

بہت نزدیک ہی قسمت ملاقات
زاسد رحیہ ہو تکلیف آفات

بس اب رخصت کہ دل اپنا ہے ہم
زیادہ تمسی حاصل ہی یہان غم

یہ دشت پر خطر ہی [illegible]
دوران سر راہی [illegible]

ہیں تک آب آن [illegible]
کہ کیا ہی [illegible]

بہت آئی خرابی یار رنج و افسوس
[illegible] کہ یہ اوس [illegible] کی یاد کر

سنو انجام مطلب [illegible]
اڑا [illegible]

وہانسی پھر سوئی خانہ آیا
غذا و آب [illegible] پایا

مسہری پر فراغت پائی [illegible]
امید [illegible]

اوٹھا جسد ہم کہا با تو [illegible]
کہ [illegible] قصہ

و بولی یوں سنا ہی [illegible]
کہ جب [illegible]

کہ رخصت تم سے باقی چلتی ہیں گھر
سفر ہی دور کا [illegible] برابر

جہاز عمدہ ڈھونڈا و منگایا
گیا اک نوکر خاص [illegible]

سوار او سپر ہوا مشتاق خانہ
مگر [illegible] تھا بہت طول زمانہ

کہ نا گہ آئی قزاقان [illegible]
بہت [illegible]

بہت سے آدمی تھی میری ہمراہ
وہ بھاگا اور لی کسمت کی راہ

مگر کچھ رہ گئے اکثر وفادار
ہوئی [illegible]

لی آئی وہ غلام اپنا بنایا
غضب [illegible]

کئی دن بعد [illegible]
[illegible]

ایا اک فی کار و بار خانہ
مگر سکتی تہی اوسدم کچہ بہانہ

رہی کچہ دن اسی عالم مین مجبور
کہ جیسی ہوتے ہین محتاج مزدور

قضارا اکدن مالک نے یہ بولا
زبان سی عقدہ سربستہ کہولا

کہ تمکو اور بہی ہی کام کچہ یاد
کہا مینی کہ ہان جو کچہ ہو ارشاد

مگر مین اہل حرفہ سی نہین ہون
شرافت زا اگر ہو کوئی مضمون

تو اوسکو مین بجا لاؤن بصد شوق
کبہی بہی بختیہ چیر دوتے ہی ذوق

کہا مالک نے سن لی عرض جو تجہ
اوٹہا لا جلد اوس تیر و کمان کو

بہلا اس فن سے اگاہی ہوتی ہے
کبہی اس طور کی کچہ مشق کی ہے

یہ عمدہ فن ہی تیر انداز ہونا
مبارک اس سی ہی بہر از ہونا

کہا مینی کہ ہان ہین اس سے آگاہ
کہ اس فن کی ہین شائق بہت شاہ

وہ بولا آؤ میری ساتہ کچہ دور
ہماری دلکو ہی اک بات منظور

لی آیا دشت پر خطر مین
کہ جسکی حد نہ آتی تہی نظر مین

کہا اک نخل پر چڑہ اور لی تیر
جو ہاتہی آئے اوسکو کر نخچیر

خبر و سیا کہ خوش ہوگا اول
بظاہر ہی یہ کام البتہ مشکل

قریب شام فیل اوسی جو آیا
تو مینی تیر مستک پر لگایا

اجل سی لیکہ تہا وہ فیل یکسر
ہوی دنیا نظر مین اوسکی یکبار

کر اجب ذکر کہا مالک سی جاکر
ہنسا بولا کہ تحسین میری دلبر

اوسی زیر زمین تو دفن کر جلد
بجا لا میری مطلب کو مگر جلد

وہ سر طرحا تو اوسکی دانت لی لی
یقین ہے کچہ تجہی راحت خدا دے

کہا مینی کہ بہتر بہتر جو آیا
تو ہاتہی اور بہی اک مینی پایا

اوسی بہی گاڑ کر وانسی پہرا مین
کہ درماندہ بہت اوسوقت تہا مین

نہ بانو نی یہ کی تہی بات آخر
کہ شب رخصت ہوی اور صبح ظاہر

رات ۱۰۵

نظر ہی کسطرف سے اے ہماری
کہ پہرتے ہو مین راحت ز انتشاری

مگر ہمسی طبیعت خوش نہین ہے
ارادہ اور سو مسند نشین ہے

مناسب ہے کہ یون ہم آگہی گاہ
تجاہل مین گٹہ جاتی گی واللہ

ہلاسی می نہ دی پروا کسی ہے
دماغ منت بیجا کسے ہی

پئین گے جای بادہ خون دل ہم
سہین گے کاوش تقدیر بر ہم

ابہی غیرت ہے باقی اسقدر یان
کہ تا الدبہ نہ لائین قصد ارمان

مبارک تجکو تیر انجل بیجا
سبہو کی منہ کو ڈہکنا حق ہی کیونہ

مقرر وہ جو تہی کل کہا تہا
شکایت ہے ارادہ آشنا تہا

اوسیکا کچہ خیال آیا ہی اسدم
کہ ندل لطف ہر ہر لحظہ ہی کم

سو بندہ اک ہواخواہ سبہ ہے
اسیر التماس آرزو ہے

نہین منظور کوئی صاحب فن
عزیزون کے سخن سی ہو مکدر

معاف ہو اب دل ذیشان یہ تقصیر
کہ ہین اک عمر سی برگشتہ تقدیر

اگر دی می زراہ مہربانی
تو پہر آغاز پر آئی کہانی

سخن پرور نہ ہو وہ دور ہین یان
کہ مین ہین مدعا اس انجمن مین

کہ جب خالی ہوی آغوش شب کے
اوٹہی صحبت وہ سر عیش طرب کے

فراز چرخ چمکا مہر روشن
زمین نی نور کا پایا جو دامن

تو ہر لحظہ اوسی پیدا ہوا ناز
ارادہ تہا کہ تا لب آئے کچہ راز

کہ اتنی مین وہ شاہ دشت پیما
نکلکر گہر سی پہر آیا اوسی جا

جہان سنتا تہا افسانی کا آغاز
بیان کرتی تہی طاہر قصہ پرداز

یہ بیٹہا تہا کہ دونو باہم آئے
کہانی اسطرح تا گوش لائے

کہ پہر از سر نئی آتی پری پاس
کہا وہ حال دیدہ سب بصد یاس

وہ سنکر خوش ہوئین اپنی پیو لے
خبر بہی ہی ہمکو اسکی ہو لے

ٹہیر موقع ابہی اسکا نہین ہے
سنین گے پہر کہ شہزادہ نہین ہے

وہ رخصت ہو کے باہر آئی ناگاہ
ہوا وہ شاہزادہ بھی جو آگاہ

تو بولا اے پری کیا شور تھا یہ
ذرا ہم بھی سنیں کیسا ہی جھگڑا

سنے سے وہ اور لگی کہنے کہ اے جان
مگر دیکھا کوئی خواب پریشان

سفر اپنی گھر سے کے یاد آئے
طبیعت نے جو بیتابی دکھائی

پھر اچھا جی نہیں لگتا تو جاؤ
گلے مل لیں ہماری پاس آؤ

سنا شہزادی نے جس دم یہ افسون
تو پھر کر آنکھ میں کچھ اشک گلگون

رکھا پاؤں پہ اپنی سر کو اوسنے
کہا اے جان میں قربان جو ہو

مجھے اب شب سے او گھر کیا کام
جہاں تم ہو وہی ہی جائے آرام

پری نے اوسکو چھاتی سے لگایا
ارادہ کثرت مستی میں لایا

لیے بوسے لب شیرین کے دو چار
ہوا آئین لذت کا گنہگار

یہ کہکر پھر زبان طائر کی بند
پھر اس سلطان بھی اپنی گھر کو خرسند

محل میں کے آ سویا چند دم شاہ
کئی ہی شب کے آخر ہوئی گاہ

اٹھا اور یوں کہا بانو سے ارشاد
کہ اے خاتون ہے یہ حسن آباد

میں صدقے پھر سنا کل کی کہانی
چھٹی جس جا سے تا جس کی زبانی

وہ بولی ہاں خداوند دادگستر
بیان کرتا ہے حال اب سطر

کہ اک دن میں غرض نخل جا کر
خیال قبل میں بیٹھا تھا دم بھر

کہ تا اک گروہ فیل بد مست
کہ جنکی قد کی آگے کوہ بھی پست

تہ نخل آ کے سب نے لگی شور
دکھایا اپنا اپنا سب نے اک زور

ارادہ تھا اکھیڑیں جڑ سے اسکو
کہ میں نے کی دعا اوس وقت در رو

نہ پہونچا تھا ابھی مطلب بانجام
کہ اک فیل کلان جھپٹا کتی گام

لپٹیا سونڈ میں وہ نخل سارا
کیا اوروں کو بھی باہم اشارا

وہ سب لپٹی ہوا جب وہ نہ باہم
نہ ٹھہرا نخل اپنی جا پہ اک دم

گرا روی زمیں پر کوہ آسا
وہ آیا فیل جو سب میں بڑا تھا

اٹھا کر مجکو قرب لب تک لایا
بہت آرام و راحت سے بٹھایا

مجھے ہیبت سے غش آیا اوسی دم
کہ خوف جان سے تھی بیتابی غم

بڑھا اک سمت کو ہاتھی ہانتے
اوسی جانب کہ آیا تھا جہاں سے

وہ باقی اور لشکر ہاتھیوں کا
رہا ہمراہ جب تک وہاں پہونچا

دہان تھا قصر عالی عمدہ و خوب
لگا ہر سب طرح بہتر خوش اسلوب

مجھے اوس فیل نے وہیں بٹھایا
طبیعت سے گیا دہشت چین آیا

گیا وہ فیل ساتھ اون ہاتھیوں کے
رہا تنہا مکان جس میں پھر کے

خیال آیا کہ چلیے دیکھیے دشت
میسر ہیں تا اطراف کے گشت

یہ سوچا اور اک جانب بڑھا دو
کہ دید سبزہ سے خاطر ہو مسرور

نظر آیا مجھے واں غار کہنہ
نہاں اوس غار میں انبار گہنہ

وہ تھی دندان فیل اونکو جو دیکھا
ہوا محظوظ دل میرا بہت سا

کہ خالق نے بڑی دولت عطا کی
نہایت مہربانی ہے خدا کے

پھر اوس جا سے میں آیا تا پاس
مجھے محظوظ و خوش دیکھا جو بیلا

کہا کچھ خبر ہی تم کس طرف تھے
پڑے ہی ہیں سو سے کس طرح جیسے

جب اوس صحرا میں جا کر نخل دیکھا
وہ اکھڑا بیچ سے اپنی پڑا تھا

کمان تیر تھی باہم زمین بوس
رہا مجکو بدرجہ رنج و افسوس

کہ شاید ہاتھیوں نے جان مارے
بتایا زیست کا کوئی سہارا

اسی مندرہ میں بیتاب تھا میں
برابر ڈھونڈتا تھا جا بجا میں

نہ ملتا تھا پتا ہرگز تمہارا
تھکا میں جہاں فی الاقت سارا

مگر میری دعا کی حق نے مقبول
کہ دیکھا آج تمکو حسب معمول

بس اب تم سرگذشت اپنی سنا دو
جو گذری ہو زبان پر جلد لا دو

اسی عرصہ میں شب نے رو بدلا
کہا بانو نے تر کا ہی عسکر کا

مجھے کیا حکم ہے بادشاہ دیجا
وہ بولا کل سنیں گے قصہ تیرا

سنی زاہی پیر امید ساقی
مزاج شوق کو تسکین نہین ہے
کہان تک پاس و اغماض دنیا
جو فرصت ہو تو اک ساغر عطا کر
ارادہ ہی سنا تین اک فسانہ
کہ جب نور سحر کی بڑہ گئی دہوم
گیا دیکہا تو ہی آغاز مطلب
پٹی سینی پہ ہاتہ اور مل گئی لب
غرض معشوق و عاشق کے ہوے کام
ہوا یاقوت جب بلور شفاف
ہو تین شرمندہ سستی خیز آنکہین
خلش کی آرزو نی جانب خواب
تو آئی اک صدا سے طبع ناشاد
یہ کہکر شاہزادی کو اٹہایا
کہ لغزش ہاتہ نی اوسکی جو پایا
نہایت جلد کہینچی تیغ خونریز
ہوا دو جسطرح دو گیسوی یار
یہ ایما کر کی طائر اڑ گیا جلد
اٹہا معمول پر ہے جو سلطان
سو وہ ہے اسطرح آشنا ہے بیچارہ
کہ سب دل سے آئی تنگ کر حال
مرا آقا ہوا محظوظ و خرسند
کہ اتنا آج بہید سنتے ہین پایا

رات ۱۰۶

ٹہری ہے بات سی ہین بن نہین ہے
اٹہو احسان ساقی کی خبر لو
تری الطاف ہین ہیت سے ہی بہر
کہ جبکا ہی ابہی باقی زمانہ
ہوئی تاریکی شب غیر معلوم
بیان کرتے ہین طائر راز مطلب
ہوس ہے تو کہ مہلت تہے دہین کب
رہی راحت فراموش دو عالم
کہلا کچہ رخنہ آئینہ صاف
جہکین اس پہ مطلب نیز آنکہین
نظر آنی لگی غفلت کے اسباب
کوئی کہتا ہی باتین دو خاطر آزار
فراز فرق جگر دی کی لایا
تو رخصت شاہزادی کو نہ آئے
بڑہا یکبار مثل صرصر تیز
در آتی خاک مین شمشیر خونخوار
وہ انسی اپنی گہر سلطان نہ جلد
کہا خاتون سے کیون خیز تابان
وہ سندباد یون کرتا ہی گاہ
نہ رہ جائے بیان سے کچہ جنجال
سے چلے ہم اور وہ دلشاد باہم
یہ سامان آج قسمت نے دکہایا

یہی کہتا ہی لا اک جام گلرنگ
سو ان محجوبہ سے آتین تری یاس
مگر وہ ہو کہ جس جی ہو قربان
رہو لبریز مطلب ہی خبردار
اٹہا سلطان اوسے دہین صبح گاہ
کہ آخر بڑہ گئی بیتابی شوق
اٹہا و شمع ساق نور افزا
دکہاتی ملازادی نی یہ جوہر
جما لطف صدف مین تنگ نیلا
پر یکا جلوہ رونق جو پایا
اوسی حالت مین سوتی دونو باہم
ابہی تو موت سے نا آشنا ہے
ارادہ تہا کہ ٹیکی بر سر تنگ
تڑپ کر دفعتاً قابو سے نکلا
سر دشمن پہ ہاتہ آ کر لگا لایا
لیا زنکلیف مطلب شاہزادہ
قریب بانو گلفام آیا +
وہ بولی قصہ تاجر سنا دون
کہ مین لطف مالک کا جو دیکہا
غرض جو جو کہ گذری تہی سنائے
جب آئی غار پہ پایا بڑا مال
غرض وہ فیل جو آیا تہا ہمراہ

کہین کیا تجہی اپنا بہید ساقی
کہ بیٹہی بیٹہی خاطر ہو گئی تنگ
نہ لانا اور اپنی دل مین سوا اس
نکلتا تہین طبیعت کے ارمان
دکہاتا ہی سخن یون حسن اظہار
فراز ہنسنے کی دشت کی راہ
نہ ٹہہری ایک لحظہ کثرت ذوق
مین حاضر ہون توقف کا سبب کیا
صدف کا خولسنی منہ ہو گیا تر
مبارکباد دینی آئی ارمان
تو تسکین کی لیے پہر تنگ آیا
رہی جب گہٹتی گہٹتی تہبت کم
ہزاران لذتون کا دیکہ کیا ہے
مگر تقدیر لائی اور ہی رنگ
بشکل برق چمکا پہر نہین تہا
اجل سے کچہ دم مہلت نہ پایا
رہا پانی پہ دی پر سہ نہادہ
بغل مین سو رہا آرام آیا
زبان پر سرگذشت اوسکی ہین لاؤن
تو خاطر مین ہوئی یہ بات پیدا
خبر اوس غار کی جسوقت پائے
کہا مالک نی اب چمکا کچہ اقبال
اوسی پر لادہ کر کی گہر پہ راہ

کہا مجھسی بہت راضی ہوئی ہم / عوض میں اسکی کیا دیں کہ اکرام
کہا میں نے کہ میں ہوں زر خریدہ / سراسر پرورش کا آرمیدہ
غلاموں پر ہے احسان تھوڑا / کہ بندی تھی محظوظ مولا
کہا تمکو کیا آزاد ہے ہم نے / یہ دولت دی تمھارے ہی قدم نے
وگرنہ سیکڑوں میری ہوا خواہ / ہمیشہ آتی اس صحرا میں ہمراہ
بہت دن تک نہ ہوں تجھ سے جدا / رہی تدبیر میری آرزو کے
پچھوڑا جان فشانی کا کوئی کام / مگر مطلب نہ پایا کچھ نہ انجام
بجز حسرت نہ نکلی ایک بھی آہ / صدا لب پر رہا افسوس اور آہ
پھر آخر جان دی مجبور ہو کر / رہا میں آج تک بیتاب و مضطر
خوشی کا لفظ پھر لب تک نہ آیا / تمھاری وجہ سے ہی چین پایا
حقیقت میں وہ احسان ہے دوست / کہ جب تک روح ہی در قالب پوست
کروں گر شکر ہر لحظہ ہے کم / کہ راحت آشنا قالب میں دم ہے
عوض اسکا میں کر سکتا نہیں ہوں / یہ دولت ہے بڑی ہی میں کہاں ہوں
مگر خدمت کرونگا جو ہو مجھ سے / جہاں تک ہو سکیگا تا بمقدور
کرونگا ذکر اہل شہر سے روز / کہ ایسا تھا مرا اک یار دلسوز
اوسی نے مجھکو یہ دولت عطا کی / سدا اوس پر رہی رحمت خدا کی
سنیگا جو بدل مشتاق ہوگا / ثنا خواں میں تو کیا آفاق ہوگا
یقیں ہے وہ ہے ہو سلوک ایسا / رہیں ہر دم ترے مشتاق دیدہ
کہا پھر میں نے یہ ارشاد کیا ہے / اسی در کا سراسر جبہ سا ہے
حقیقت اپنی میں جا لا نہیں ہوں / بجا ہے میں تو بے پروا نہیں ہوں
فقط بندہ نوازی کی ہیں باتیں / کہ تا مدفن میں بھی مجھکو ہیں یادیں
ہوا آزاد یہ دولت ہی کیا کم / جیوں گا عمر بھر [illegible]
کہا یا نوفی الحال بس ہے آشنہ نہیں رات / بشرط زیست کل سنیے گا پھر بات

رات ۱۰۷

بہت گذری ہے اب تھوڑی ہے ساقی / سو بھی قربان ہی یہ عمر باقی
نہیں دنیا میں ہم پھر جی کو آرام / شکایت سے ہی بستر کو ہی اکام
کبھی مصروف بیتابی ہی ہر دل / کبھی امید آسائش ہے مشکل
فراغت آرزو ہے کہاں ہے / نئی ارمان میں پھر پرچہ جواں ہے
اسی میں وقت رخصت جب گیا آ / تو پھر جو ڈھونڈھتی تھی کچھ نہ پایا
ہوئی ہم بزم یاران لحد دوست / کہلائی استخوان قالب پوست
رہا باقی نہ غیر از تودہ خاک / سوا اوس کے بھی ہجوم قہر افلاک
پھر اس صورت میں بھی تو وہ نہ غافل / نہیں گر می بلا جام ہلاہل
کہ یہ بیتابی اسے کم ہو / بلا سے جان سیاح عدم ہو
وگرنہ پھر کہاں تو اور کہاں ہم / زمانی کا ورق ہوتا ہی برہم
ابھی جو کچھ ہو لا نہ کھول جم کا / کوئی لبریز ہی باقی ہو ٹھنڈا
وفا ہی کیف میں لکھیں کہانی / دکھاتا ہیں لفظ زنگ عوانی
زبان مصروف آغاز سخن ہو / لذائذ سیر گوش انجمن ہو
بشکل چشم تر بہ بیں مضامین / فسانہ یوں کہا ہی حسن تزئین
کہ جب تکلیف شب جا ہی فلک نے / یقیں پیدا کیا آغاز شک نے
وہ کیا یعنی کہ چمکا صبح کا نور / اٹھا سلطان سابق پھر بدستور
منگا کر اسپ بی نشست آیا / وہی پھر وہ کرو وال بھی پایا
سنا کہتی ہیں طائر اسطرح سے / کہ جاگی خواب سے جب آدمی [illegible]
تو دیکھا یار جانی سر پہ ہے / گلی مل کر پری بولی یہ کیا ہے
کوئی ہی اور بھی اسپ [illegible] / [illegible]
یہ کہتی تھی کہ گلگوں [illegible] / اٹھی گھبرا کی دلہن خوف [illegible]
ٹہری کچھ دور دیکھا [illegible] مقتول / کہیں وہ زندگی [illegible]

فروغ شمع سی تا بت ہوا یون | کہ عمزاد بہائی کا ہوا خون
کہا تہا حسن کی وہ اسطرح بوے | کہ جو تقدیر کی ہونی تہی ہوے
کہا تہا جسطرح آیا عمل مین | لیا معشوق نی عاشق بغل مین
بڑی ہی سی شاہزادی نی یہ تو جہا | کہ حال اسکا ہوا ثابت نہ اصلا
وہ بولی تہا کہ عمزاد بہائی | مگر تقدیر نی کی نارسائی
یہ گہبرا اور گیا طائر شجر سی | چہپا سلطان عالی کی نظر سی
ادہر اسوقت مین پہر جاگتا ہی | نظا ہر رات آدہی سی سوا ہی
اٹہی پہلو سی سلطان کو جگایا | زبان پر شاہ کی اوسدم یہ آیا
کہ چندی مین ہا آقا کی ہمراہ | مگر اسطرح جیسی ہو ہوا خواہ
مہینون تک ہا مجکو یہی کام | دیا مالک کو اپنی خوب آرام
کہ لوائی ہین اطراف سی تاجر | یقینی اسطرح ہوتا ہی ظاہر
جہانسی ہم ہین ہا تہی انہین لائے | اوسکی نفع سی ہین لطف اٹہائے
انہین کی ساتہ ہو گہر کو روانہ | نہ ٹہرین گی بہت کم ہی زمانہ
کہ جسکا مژدہ صاحب نے سنایا | زبان پر لفظ راحت خیز آیا
غرض بیٹہا اک جہاز خوشنما پر | ہوا عازم کہ تا پہونچون گہر پر
وہ ہاتہی دانت جو تہا ساتہ بیچا | لیا مول اور کچہ اوسکا تحفہ
کہا ہی کا اور تحفون کا سب حال | کہا شہ نی گذرا تجکو اک سال
بجا لایا مین تسلیم شہنشاہ | جو گذری تہی میان نکتا اور راہ
کہا پہر شہ نی منشی کو بلاکر | تب آب زر لکہو بالای دفتر
کہا تاجر نی سب پیچ راہ کا حال | کہانی تہی یہ سیر اور خوش فعال
دیا عز و وقار کو زر حسب معمول | اٹہا محفل سی سندباد مقبول
ہوا انجام تاجر کی سفر کا | نکالا اور اک شاعر نی جہگڑا
اٹہی تو شہ بہی محفل سی یان

بیچاری شاہزادی کو کہ ایجاد | ادہر کچہ بنا یہ کیا ہی سامان
کنیزین تہین دفن نکالا ہی جو | کہ تا دیکھی نہ پہر دلدار خوشخو
ہوا پہر بادہ گلرنگ کا دور | وہی مستی وہی ریلی وہی طور
کہ آخر کون تہا یہ موت کا آیا | مجہی جیسی کیا ناحق گنہگار
اسی شب عدہ اسکا تہا آیا | سلائی خاک مین قسمت نکو
پہر اپنی شاہ بہی اپنی محل کو | صدا بانو کو دی ای یار خوشخو
غرض ہمخواب خاتون سی ہوا شاہ | رہی شب کم تو از خود بی خبر شاہ
کہا ہان جی اب ہی سوداگر کا حال | وہ بولی کہ یہ ہی وہ جوان اسال
ہمیشہ فیل لیجاتا یہان سی | بہت سا عاج پہر لاتا وہانسی
جہاز آنی کا موسم اسمین آیا | مری مالک نی مجکو یون سنایا
انہون نی بہی سنا ہے حال یا تکا | خصوصاً اوس کا ہی اور مکانکا
بہت سی مین جہاز اون سکی اہدہر | تمہین سوقت مین گر آگاہ ہو
کہا یہی خوشا تقدیر خوشحال | ہوئی کم مجہسی شاید نیک اعمال
پہر اوس مالک نی نصف عاج جو تہا | دیا مجکو کہا ہمراہ لیجا
جزیرہ کی راہ مین کتر جو پائی | وہانکی بہی نہایت لطف اٹہائے
اسی صورت سی آیا سوی بغداد | سنا سلطان نی جب مجکو کیا یاد
کہان تہا اتنی مدت کچہ بیان کر | اٹہائی کسطرف کی اوس جگہ
سنائی شہ کو پایا خوب انعام | ہوا آغاز مطلب کا یہ انجام
لکہ کر تاجر نی قصہ یون سنایا | برائی یاد طلب لکہنی مین آیا
جو صورت تہی کئی ساتون سفر کی | لبس لب راتم بہی نہی لکہ
گئی گہر سو رہا شب پہر آرام | کہ کوئی ہی نہ تہا باقی اوسی کام
یہ باتین تہین گو کہ تاریکی شب | ہوئی تہی سید و دشمن و مطلب
دکہایا صبح نو نی حسن نہان

فراق میں سی ساقی چشم تر ہے — کہاں ہی جام و خم شیشہ کدہر ہے
صراحی یہ بہری ہی یا کہ خالی — نکالی وضع تو نی اب نرالی

کہ تنہا جاتی ہی مشتاق کی پاس — فزون ہوا دہی تا شیخ او ریاس
اگر دیکہی تو بانگی کوئی ساغر — پہر اس سی پاک ہینا خوب [illegible]

سو یاں سمجہی تری ترکیب مطلب — بہلا ہم مانتی ہین بات یہ کب
یہاں سی جا و میخانہ و اگر پر — پلا مشتاق کو ساغر بلا کر

کہ تیرا ساجی کوئی لخطہ ہوا آباد — رہی کچہہ دن تری لطافت کی یاد
خصوصاً جسے نا بعد از تو دے — ہجوم شوق کی بیمار کو دے

کہ تیرا نام ہو دنیا میں مشہور — ٹہی شور میخانہ دیکہ دور
سر دکیف مین لکہین لکہانے — سنا میں یوں کلا الفاظ و معانی

کہ جب بیدار شب سی پہر گیا جی — نظر آئی صبح کی صحت طلعت کی
اٹہین انکہین مشتاق روی شیدا — لگی ہونی نظاری سوز خورشید

منگایا شاہ نی شب دیز چالاک — قریب تخت پہونچا سخت بیباک
وہ دو طائر کہ جو آتی تہی سیر — بیان کرتی تہی کچہ حال جگر سوز

سنا کہتی ہین آج اسطور کا حال — کہ بہائی سنکی شہزادہ خوش اقبال
ہوا شرمندہ میں یہ کیا کیا — تہی بات اسطرح کی مجکو بیجا

اسی تجویز مین تہا سخت غمگین — نہ خاطر کو تسلی تہی نہ تسکین
کہ اتنی مین پری آئی پای مضطر — کہا مین سو طرح قربان دلبر

اداسی کیوں ہے چہری پر نمایاں — بتا صدقی تری کیا ہی مری جان
وہ بولا مین تمہارا ہوں خطاوار — سزا کچہ چاہتا ہی یہ گنہگار

وہ بولی ہم ہوئے مطلب سی آگاہ — نکل آئی گی اسکی بہی کوئی راہ
عوض بہائی کا اپنی ہم سی لینگی — ستم دہر مین خاطر خواہ دینگی

یہ کہہ بوسی لیے عارض کی دو چار — کہا دیکہی سزا اپنی دلدار
نہ اب خاطر مین کچہ وسواس لانا — نہیں بہتر قلق بیجا اٹہانا

تری افسوس سی مرجاؤنگی مین — نہ پہر صورت دکہائی آؤن تجہی
ہنسا شہزادہ افسردہ خاطر — کہا معلوم ہوتا ہی [illegible]

کہ اس تقصیر کا بدلا یہی ہی — یہاں دستور انسجان کیا ہی ہے
وہ بولی ہاں ذرا نزدیک آؤ — لب گلگوں مری لب تک لگاؤ

یہ کہکر لی لیے پہر بوسہ چند — ہوئی خاطر جو شہزادی کی خرسند
تو جاتا نسی ہوا اپنی ہم آغوش — [illegible] سینہ کی پہر [illegible]

اوسی سامان سابق کی ہوئی طور — انہیں بیتا ہوں کی پہر بہی وہ دور
ہوئی بار آور اوس شب [illegible] — ہوئی فرزند کی قالب مین بنیاد

اسی جا جب ہوا طائر بیان سی — نہ نکلا پہر کچہ افسانہ زبان سی
اڑا اوس نخل سی بیتاب و مضطر — پہر آگر اپنی سلطان سی برابر

قریب یا نو دلشاد آیا — ہر اک سامان کو موجود پایا
فراغت پائی سو پادشاہ کچہ دم — جب آیا وقت جاگا شاد و خرم

کہا یا تو سی ہاں پیاری بیان کر — نئی قصہ کا ہی سامان کیونکر
وہ بولی ای شہ مقبول کردار — بدل سنئیی ذرا یہ تازہ اظہار

وہی سلطان کہ جسکا ذکر گذرا — بیان مین پیشتر بہی مشتعلہ تہا
جسی ہارون رشید انسان کہتی ہی — اوسکی زیر سایہ لوگ رہتی

نہایت عادل و جرار تہا شاہ — زمانہ خلق سی ہمت کی آگاہ
وزیر اوسکا جو آیا بہر تسلیم — تو اوسکو اسطرح کی شہ نی تعلیم

کہ مین اس رات ہر جانب پہرونگا — رعیت کی خبر ہر طرح لونگا
ذرا دیکہوں کہ ہی کسطور پر حال — کسی آفت کی حاصل ہی جنجال

مناسب ہے کہ تو ہمراہ رہنا — مری ہر حال سی آگاہ رہنا
وہ اک خواجہ سرا سے ساتہ ہوگا — نہ کہنا یہ کسی سی حال اصلا

کہا دستور نی جو حکم سلطان
بجا لاؤن گا مین سو دل سی ان
غرض جب آ گئی شب تب نکلا شہنشا
بدل پوشاک لی اک سمت آیا

نظر آیا اوسی اک شخص کچہ دور
بڑا بیکس بہت محتاج و مجبور
طرف دستور کی دیکہا وہ پہنچا
کہا اوس شخص سے رہتا ہی کس جا

کوئی ہی پیشہ ور یا صاحب نام
بتا اس شہر مین کرتا ہی کیا کام
وہ بولا مرد ماہی گیر ہون مین
اسیر پنجۂ تقدیر ہون مین

پہرا دن بہر نہ پائی کوئی مچہلی
کہ جس سی مشکل ہوتی زندگی کی
سو اس اندوہ سی ہون اب پریشان
کہ بچی میری کہائینگی مری جان

کہا لاؤ کچہ بہوکی ہین کب سے
ہمین تو اشتہا پیدا ہی اب سے
پہر اوسدم کیا کہون کیا حال ہو گا
وہ اک لقمہ بہی مجکو سال ہو گا

سنا جب شاہ نی اوسکا یہ آغاز
کہا آ اسطرف سن ہم نوا اک راز
نہو خالق سی نا امید انسان
عبث ہی اسقدر تو دل پریشان

ہماری ساتہ چل کر ڈال پہر جال
عجب کیا ہی کری یاری کچہ اقبال
تجہی ہم سو ریال اوس وقت دینگے
کہ جب یہ خدمت دشوار لینگی

وہ بولا خوب مین چلتا ہون ہمراہ
مری مشکل کشا ہین آپ اللہ
شہ و دستور ہی ساتہ اوسکی آتی
اوسی دریا پہ رغبت دیکی لاتی

نکالا جلد ماہی گیر نی جال
تہ دریا مین ڈالا اوسکو فی الحال
گہسیٹا بعد چندی جبکہ یکبار
تو اک صندوقچہ پایا گرفتار

نکالا اوسکو پیش شاہ لایا
ہوا محظوظ سلطان لطف اوٹہایا
کہا دو سو ریال اسکو اوسیدم
کہ وعدہ کر چکی ہین دیر سی ہم

دیی وہ اور لیا صندوق ہمراہ
پہرا محظوظ و شاداں اپنے گہر شاہ
یہ باتین کہہ رہی تہی شہ کی خاتون
کہ صورت ہو گئی شب کی دگرگون

نظر آنی لگا جلوہ سحر کا
کہا بانو نی لب اب کل قصا

رات ۲۰۵

اجازت دی ہمین جو یہ سناتے
کہ دل ہی شائق افسانہ سناتے
مرا مطلب کا جی مین بہر رہا ہے
زبان و لب پہ ناز مدعا ہے

سخن مشتاق گوش انجمن ہے
کہانی اسطرح زیب دہن ہے
کہ جب رخسار شب گہونگٹ مین آیا
جمال صبح نے جلوہ دکہایا

کہا سلطان نی لاؤ اسی چالاک
کہ جاتین پہر سوے دشت خطرناک
وہ آیا شاہ پہونچا حسب معمول
کہ آتی ہین وہ طائر دو نو مقبول

فراز نخل سی اسطرح بولے
کہ آخر عرصۂ نہ ماہ شہ کے
پری کی بطن سی فرزند آیا
بہت کچہ جشن مین عالم نی پایا

یہان کی ہی بیان شاہزادہ
کہ وہ تہا کیف سی کچہ سر نہادہ
کہ ناگہ پہر وہی ہمراز اول
جو عرض گفتگو سی تہی معطل

لگی کہنی پری کی پاس آکر
کہ ہونگی منتظر وہ چند مضطر
اب انکی واسطی ارشاد کیا ہے
مجہی آئی بہت عرصہ ہوا ہے

وہ بولی شاہزادی کہول احوال
اجازت جب ہی دے وہ نیک اعمال
اگر جانی پہ راضی ہو تو جائی
مگر اس شرط پر پہر جلد آئی

غرض جب شاہزادی نی سنا حال
دیا انعام مین اوسکو بہت مال
قریب اوسکی بلا آیا پریشان
وہ بولی خیر تو آئی ہی مری جان

کہا یہ مشکل ہی بولی وہ محبوب
تمہاری لکو ہو جوابات مرغوب
نہو گی مجکو کد اوسمین کسی طور
بلا سی مین نہ ہونگی چرخ کی جور

وہ بولا دو جو رخصت آٹہ دن کی
تو پوری آرزو ہو جو سبہی کی
پری بولی کہ بہتر جلد آنا
بہت ہمکو نہ اے پیاری رلانا

پہر اپنی تخت پر اوسکو بٹہایا
اٹہا وہ اور بنہایت جلد آیا
پری پہر اوس صحرا مین آئے
خوش اسعد ان نے صد اوسکی جستجو پائے

بہم سب دوڑ کر بیٹہیں اوٹہین | گرین قدمون پہ وہ لپٹ لپٹ لاتین | کہ فرما حسب وعدہ او پریرو | کدہر ہی وہ ہمارا ماہ خوشخو

وہ بولی دم ذرا لو دیکہہ لینا | نہ پاؤگے تو پہر الزام دینا | یہ سنتی ہی ہوئین ایسی وہ نشاد | کہا قربان تیری او پریزاد

پہ ہی کچہہ دم کی اوٹہی وہان سی | چلی کہتی ہوئی اپنی زبان سی | کہ آتو ہی چہپی ساتہ میری | کوئی تازہ بلا ہمکو نہ گہیری

قدم سب نی اٹہائی اونہین ہمراہ | نظر آیا فراز تخت وہ ماہ | ہوئین قربان تخت شاہزادہ | پہر اسکی بعد وہ سب نہاد

یہان تک روتین ٹوٹی وہ تخت تا دور | کہا شہزادی نی قسمت سی مجبور | کہا اون سب نی پہرن کا بحال | بہت دیا وہ فرزند جوان سال

اڑا طائر سنا کر یہ زبان سی | پہر اسلطان نہایت تیز رو نی | جب آیا قصر سلطانی مین سلطان | کوئی دم سو رہا جاگا کہاں

بیان کرنی لگی بانو فسانہ | کہ گہر آیا جو وہ شاہ یگانہ | کہا دستور سی صندوق لاؤ | اوسی کہولو جو اوس مین ہو دکہاؤ

موافق حکم کی قفل اوسکا توڑا | تو اک مقتول کا تہا اوس مین لاشا | کسی عورت کو مارا تہا کسی نی | اجازت خون کی دی تہی اوسکی جی

نظر آیا جو اوس شہ کو یہ سامان | ہوا دستور سی آزردہ سلطان | کہا کیا خوب طرفہ ماجرا ہی | ہماری گہر مین یہ آفت بپا ہی

ادہر اوس پر ہی خبر تو نہین ہم | عبث ہی زندگی افسوس صد غم | اسی دم شہر کی حکام اوٹہین | وہ قاتل کون ہی سکا بتا تین

تجہی ہی نی کیا ہی یا بکا دستور | بتا اس شہر کا حاکم کیا ہی دستور | قیامت ہین جو گزری ہوتی پیش حال | زبانین آتین کی اسطور کی قال

تو لیا دونگا جواب ظلم او ستم | کرین کی اسکی وارث جبکہ ماتم | تامل اب نکر ظالم کو لا جلد | پہر اک حاکم سی کہہ ہمکو بتا جلد

مگر سنکر نشان تو نی بنایا | اور اس جای لیے قاتل کی آیا | تو تیری اقربا چالیس گن کر | کرونگا قتل خواری سی لیکر

شفاعت کچہہ کام آتی گی تیری | نہین پہر نے کی ہرگز آہ میری | نہ مہلت دونگا اک لحظہ ہی زنہار | کیا آگاہ تجہکو جا خبردار

وزیر باخرد بولا کہ ای شاہ | ہوا ارشاد والا سی مین آگاہ | مگر کچہہ عرض رکہتا ہی گنہگار | کہا شہ نی وہ کیا ہی کر خبردار

وہ بولا کسقدر فرصت ہی مجکو | کہا ہان تین ڈہونڈ ڈہونڈ وجد ہو | پہر اسکی بعد حاضر اوسکو کرنا | نہین تو جانیو قسمت مین مرنا

جہکا تسلیم کو دستور ہشیار | گہر آیا صورت مردہ بیمار | کہا دلمین کہ یہ شہ کی غضب ہی | اوسی پاتین ہین اسکی سبب ہی

وہ اب اس شہر مین کا سکی ہوگا | عبث ہی جستجو اسکی اگرچہ | اگر ہی تو سچاتین گی کیونکر | لکہا قاتل نہین آ جبین پر

سوا اسکی ہی مہلت تین دن کی | نہ کام آتیگی یان تدبیر میری | زمانہ کم ہی قاتل غیر معلوم | رہی کیونکہ ڈہونڈنی والا محروم

اسی اندوہ سی شب وہ رویا | کوئی لحظہ بہی اس غم مین نہ سویا | پہر آخر جب سحر نی منہ دکہایا | وزیر اپنی جلو خانی مین آیا

بلایا تہی جو حکام جہان گرد | اجازت دی کہ جاتین طرف ہر فرد | نہایت جلد اوس قاتل کو لاؤ | کہ تا ہم مخلصی اس غم سی پاتین

وہ سب دوڑی پتا ہرگز نہ پایا | گئی وہ تین دن جو تہا آیا | بلایا شاہ نی دستور دانا | کہا کیون کچہہ ملا اسکا ٹہکانا

وہ بولا آج تک تہی جستجو مین | ترقی ہی برابر آرزو مین | مگر پایا نہین اوسکا پتا نیز | بڑی تکلیف مین تین پتا لاہین

یہ کہکر جب رخ شب پے نظر کی | تو صورت سامنے پائی سحر کی
ہوئی خاموش ماہ نوجہاندار | نہ آیا ختم پر آغاز گفتار

رات ۲۱۰

پلا ساقی کہ پہر جاتا ہے ہستی سے | ہمیں رغبت ترو تازہ ہے مستی سے
وہی رلی ہیں جو تسل رز و خمکے | وہی بو سی ہیں البہاری سبو کے
وہی سوکے صراحی ٹکٹکی ہے | وہی مصروف جام بادہ جی ہے
لب مینا کو تکتی ہیں نگاہیں | بہستی ہیں زبان سی ہر دم آہیں
امید شوق کو افزائشیں ہیں | درمیخانہ کی پیمائشیں ہیں
ہوس کے ولولی کہتی ہیں ہر بار | کہان باقی پیاسی ہو گنہگار
سو دی کچھ تا کہیں زبان نکلے | وگرنہ کیا عجب گر جان نکلی
ابہی اتنا ہی باقی ہوش ہے ہمکو | کہ کچھ کچھ دیکھتی ہیں پیش و کم کو
اگر ہو چند لحظہ مہربانی | تو پہر آغاز پر آئے کہانی
وہی قصہ کہ جسکی رات گذری | زبان پر اوسکی کیفیت ہم تہی
ادیسکا پہر بیان ورح سخن ہو | تسلی بخش گوش انجمن ہو
فزادین اسطرح لفظ و معانی | کہ جب رخصت ہوئی شب کے جوانی
فروغ مہر نے عالم کو گہیرا | نظر آیا نگاہون کو سویرا
اٹہا پہر شاہ ہو بیتاب از جان پاس کر | سنا یون کہہ کی ہیں جی بقصد پاس
کہ شہزادی کو دہیان آیا وطن کا | ہوا سیاہ پہر اسکے چمن کا
خواصون کو لیے ہمراہ آیا | بڑی مشکل سی اپنی گہر کو آیا
ملا ان باپ سے وہ بصد جوشتر | کہا افسوس ہیں احسن فراسوز
رہا اتنی دنون خلوت سے محروم | ہوا کچھ بہی نہ مطلق حال معلوم
کہ اپنی اقربا کا کیا ہوا حال | رہا پہر اک سی غافل ہیں ماہ و سال
بہت نادم ہوا سن ہو یہ گلگا | کہ یہ سودا بچا کیون مجہی تہا
پہر اسکی بعد جب وقت شب آیا | فلک نے مہر کی چہرہ چھپایا
طعام و آب سی فرصت جو پائے | تو کچھ گذری ہو تجہپر لب پر آئے
کبھی ہانسی کبھی اپنی کہانی | کہ یون چندی بسر کی زندگانی
میں ہر افراسی ہون یا کہ تک آیا | فرا دیدار کا سکے اوٹہایا
تو مین دن جاؤنگا مجبور جا کے | کہ تا مضطر نہو وہ روح بیمار
نہ پہونچونگا جو وعدے کی ابر | خدا ہی جانے کیا گذری گی اوپر
سنا اورنی جب یہ قصہ سارا | کیا اوسکی پدر سی یون اشارا
کہ بیٹا میہمان آیا ہے تم پاس | نہ گر دلمیں نہ لاتا اور وسواس
سنی ہی بہنی اسکی سب کہانی | یہ بہی شدید اروی یار جانے
وہ بہی اسطور پر سب کہہ سنائے | خبر جسدم پدر نے اوسکی پائے
کہا ہم بہی چلین گے اسکی ہمراہ | بلا سی جسقدر دشوار ہو راہ
کہا مانی کہ یون حکم پدر ہے | بتا فرزند کیسا لا نظر ہے
یہ سنکر شہ نی سر جسدم اوٹہایا | فرازنخل طاقتر کو نہ پایا +
پہر اکہر خسرو مشتاق و بیتاب | مگر آنکہیں سراسر تاکل خواب
تعلق سی فراغت جبکہ پائے | اجل میں دلربا کی نیند آئی
اوٹہا پہر وقت پر اچو سلطان | کہا خاتون سی یہ آن آفت جان
سنا ذکر گذشتہ وہ جو ہوا | وہ بولی شاہ نے سنہ وس سے سوا
ہوا آزردہ فرمایا کہ جاؤ | اعزا جابجا سی اسکے لاؤ
اکہٹا جسگہڑی چالیس جا | مع دستور دار القتل میں آئے
تامل ایکدم کا تم بہی نہ کرنا | کہ تی نشک واسطے انکی ہی مرنا
یہ حکم شاہ سن جلاد خونخوار | لی آیا کہینچ کر اون سبکو یکبار
قریب دار استادہ ہوئی سب | برائی مرگ آمادہ ہوئی سب
پر اغل ہر طرف دستور بیجا | کہ جسکی فیض سی تا لم ہی اگا

برای قتل آیا ہے تو دار
ہوا انبوہ خلق ایسا کہ ہر سو
قریب دار آیا اور یہ بولا
وہ مجرم مین ہون شایان سر اسکا
وہ میرے زوجہ مین قاتل ہون اوسکا
ہوا گویا کہ ای دستور سلطان
سو مجکو دار سی تو کر سبکدوش
نہین ہے زیست کی خواہش کوئی دم
ہوا حیران دستور معظم
عبث بیہودہ کیون بکتا ہی تو ہی
کہا دستور سے ای صاحب جاہ
ہوا پروانہ رخسار روشن
نہین شب صبح کا آغاز آیا

حسبی ہو دیکہنا دیکھی وہ دیدار
ہوا ہی جا نہ سکتی تا بہ پہلو
کہ ای دستور عالی کب بنی بیاہ
کہ ہو باعث ہوا اس مدعا کا
نہین شک اسمین ہے ای دستور اصلا
غلط کہتا ہی یہ مرد پریشان
کہ از خود قلب مین آ کہتے ہین جو ہوش
تمنا ہی ہین جام اجل ہم
کہا اوسنے کیون آتا ہی ترحم
اگر ہی تو اسیر پیچ تقدیر
سر قصہ ہی مین کرتا ہون آگاہ
سمجھتا تھا نہایت پاکدامن

یہ شہرت سنکے دوڑی جن نسیان
اوسی مین اک جوان شمع جلتا
کہ تو بیوجہ ہوا ایذا کش دار
مجھی لیجلیی پیش شاہ عادل
یہ وہ مرد جوان جب جیکا حال
مین اس تقصیر کا بانی ہون بیشک
بہت گذری یہ اہی جو باقی
لہذا خود کیا آگاہ کردار
یقین آتا نہین یہ تو ہو جلاد
یہ سنکر پہر وہ پہلا مرد طرار
یہ میرا خسرو وہ بیٹی تہی اسکی
یہ اتنا کہہ کی بالو پہر نہ بولے

کوئی مخطوط اور کوئی پریشان
انہین باہر طرح سردار و حشمت
رہی گردن پہ میری خنجر تاب
جو ہوا آسان اون لوگونکی مشکل
اٹھا پہلو سی اک پیر کہن سال
مری گردن پہ ہی بیباک
مناسب ہے لحد سی ہو ملاقے
نہ کچھ خالی چھپا اب جلد سر دار
عمل مین اپنی تجھسی ایسی بیداد
اٹھا بولا کہ چپ کیا ہی گفتار
ہوئی جب گفتگو ای اوس سی
کہ لوگون نی کہا یہ رات ہو لی
نہ اب تک ختم یہ پیارا ہوا

رات ۲۱۱

اندھیرا ہو گیا ساقی نظر مین
نکلتے تھی زبان سی کلمہ شوق
اداسی چھا گئی لب پر پیر
زبان سی بیخودی کے لفظ نکلین
تمنا ہی حق الفت ادا کر
معانی حسن بیتابی دکھاتین
شہ مشتاق صحرا دشت پہنچا
توقف کیجئی وان پوچھیو یون مین
پدر بولا کہ جو ہوا اونکی مرضی
فراز تخت بیٹھا اور پہونچا

خلش پیدا ہی پہر زخم جگر مین
طبیعت کو تہی حاصل کثرت ذوق
تکڑ کرہ ہی بولا قلب مضطر
مضامین و مطلب کے خبر دین
چھلکتا سا پلا اک جام بہر کر
اشارے شوق کی یون دیکھ لاتین
وہی جھگڑا اسنا اون طاق تر ونکا
تو پہر اسکا جواب صاف دو وان بین
خلاف اوسکے نہین طاقت کسیکی
وہین جس جا کہ تہی وہ راحت افزا

ہجوم کیف سی کچھ درد کم تھا
کہ اتنی مین جناب ایک آتے
کہ لا پیمانہ گلرنگ لب ریز
یہ سنکر لیسکہ تہی مجبور ناچار
سرور افزا ہوا تمہید مضمون
کہ جب پیمانہ شب بہر چکا خوب
کہ وہ کہتی ہین شہزادی کے تسکین
یہ سنکر پہر کہا ان نے بیدسے
غرض جس وقت آیا وہ نو ان روز
نظر آیا جو روی یار اوسکو

تنفی پڑھ یون سوز الم تھا
وہ صورت کیف کی پہر کچھ جدا ہے
کہ ابہری جس کی کیف مستی شہ
بجتی تکلیف دی ہی جا کر یار
زبان سی نکلی پہر یہ لفظ گلگون
دکھایا صبح نی پہر حسن فرخو
کہا ماں سی کہو کس طرح بہتر
کہ یون ایما ہوا نور نظر سی
ہوا شہزادہ رخصت گھر سی یا سو
بر انجان ہو گیا دیدار اوسکو

کہا جب تجھ سے ... اوس پری نے | کہ کیون جی دی جازت تمکو جی نے
عجب ہی کسطرح گھر مین جیتو | یہان آنی سے مطلب کیا تھا

مری غربت پہ ناحق رحم آیا | قلق کر چھوڑ جی کا کیون آٹھایا
یہ کہکر پھر ہوئی قربان جانان | پھر اتنا دیر یا حال پریشان

بھر آئی اشک گلگوں چشم تر سے | دھوئین اوٹھی محبت کے جگر سے
گری یکبار غش کہا کر زمین پر | اٹھا شہزادہ بیتاب و مضطر

رکھا زانو پہ سر رویا بصد جوش | ہوئی سامان احت سب فراموش
گلاب اور کیوڑا چھڑکا جبکہ منہ پر | تو کچھ کچھ ہوش مین آئی وہ دلبر

نظر اٹھی تو پایا اوسکو گریان | کہا دلدار سے صدقی مرے جان
مین اچھی ہوتی زاری کس لئے ہے | ہجوم بیقراری کس لئے ہی

لپٹ کر پھر بہم وہ خوب روئے | وفور اشک نے رخسار دھوئے
کہ اتنی مین خواصین چند آئین | سو گذارا اون دونون کو آکر

اڑا پھر طایر اتنا قصہ کہکر | نہ ٹھہرا ایک لحظہ بھی شجر پر
پھر اسوی محل شاہ جہاندار | کہا بانو سے ای میری دلدار

لی آ موجود ہو جو کچھ کہ کہنا | کہ بیداری کا اب کم ہی زمانہ
وہ لائی خاصہ تشتی اوسکو کہا یا | ہوا محظوظ کچھ آرام پایا

او سیدم سو رہا نزدیک خاتون | ہوئی جب بات کی صورت دگرگون
اٹھا سلطان کیا بانو نی آغاز | کہ ہی اسطور اوس قصے کا آغاز

کہ اوس مرد جوان نے جب سنا یا | کہ مینی باکدامن اوسکو پایا
فروغ حسن پر صدقے رہا مین | ہجان و دل ہوا اوس پر فدا مین

جدا اک لحظہ بھی وس سے نہو تا | فراق چند ساعت مین بھی تھا رو
غرض کاٹی اوسی صورت سے اوقات | کہ بی اوسکی نہ تہا آرام دن رات

ہوئی اک بیٹی میرے اوس سے پیارا | محبت کا رہا مین اوسکی شیدا
بدی ناگاہ قسمت نے دکھاتی | طبیعت درد پر بی بی کی آئی

وہ کیا یعنی ہوا کچھ اوسکو آزار | مصیبت مین ہے رہنے کی گرفتار
دوا تین مینی کین سر بر و شب | لیس از مدت بر آیا مدعا جب

وہ اچھی ہوگئی تو سوی حمام | لگی محجبی یہ کہنی ای دلآرام
نہا تون کی مین اس حمام مین خوب | مگر خاطر کو ہی یہ بات مرغوب

کہ ہوا اک سیب اگر مین اوسکو کہنا | پھر اوسکی بعد راحت سے نہا ون
اگر محجبی محبت ہے تو لا جلد | مر بجان جانب بازار جا جلد

بہت بیتاب ہو اوسی قصہ نکرنا | بڑی سرعت سے کوچونمین گذرنا
ٹہر ہا سنکر مین یہ اسرار بیہم | تشفی دی کہ تم ٹہرو کوئی دم

دکانین جا بجا دیکھین سب ابر | پھرا ہر سمت اون گلیونمین مضطر
نشان سیب تر مطلق نہ پایا | ہوا مجبور آخر گھر کو آیا

کہا بی بی نے کیون تجھ سیب لائے | کہ خالی ہاتھ میری پاس آئے
کہا مینی کہ ڈہونڈا آج دن بھر | پھرا ہر ہر طرف بیتاب و مضطر

کہین اوسکا پتا پایا نہ اصلا | بہت حیران ہوں آخر کرونکیا
یہ سنتی ہی ہوئی بی بی جو برہم | تو روئی خوب اسد رجہ بڑا غم

نہ بولی منہ سے کچھ محجبنی کی بات | فقط اتنا کہا ہیہات ہیہات
ہمارا دہیان تجکو کچھ نہین ہے | بجا ہی سیب سمجا کیا ہے پھر

بہانی مین سمجھتی ہون تمہارے | بخوبی جانتی ہون سب اشارے
سنی جب مینی یہ حسرت افزا تقریر | کہا لو مین چلو جو حکم تقدیر

سحر کو آتھہ کے سب باغ ڈھونڈا | کہین ہے سیب تر پیدا انہین تھا
کہا اک باغبان نے کیون ہے مضطر | یہان ہی بانسرا جا ای برادر

ملی گا باغ شاہی مین تجھکو | سنکے ملکہ جا تیو پہونچی نہ آسیب
سفر ہی دور کا ہے شیرہ جانا | لیس از مطلب ہمارا ہی س آنا

یہی آغاز تھا بانو کی لب پر
کہ وعدہ ہو گیا شب کا برابر
اٹھا او وہ بزم سے سلطان فیجا
پھر اک نے اپنی ...

رات ۲۱۲

شباب جوش ہی لا کچھ تو ساقی
اگر خالص نہیں ہی ...

ہوائی می سی خاطر ہی پریشان
خدارا کچھ تو احسان کر تو احسان
کہاں تک اضطراب شوق ہمدم
کہاں تک بیقراری کا پیام

ابھی تک عرض مطلب قفل لب ہے
ابھی تک آرزو محو ادب تھی
مگر حد سے بڑھی ہے جوش دل
کہ منہ سی بات تک نکلنی ہی مشکل

زبان سوکھے ہوتی ہی صوت گر
نظر کی سامنی ہی صوت گر
نہیں کہہ سکتی جو عالم ہی اپنا
عجائب کشمکش میں ہیں ہم اپنا

مقام رسم ہی کردستگیری
کہ جاتی چند دم غم کی اسیری
سبو کی تہ میں ہی ہو گی مقرر
ہمارا شوق دل سے ہے بیکھو ہیں

سو تو بھی ہٹ نکر پھر ایک دو جام
ملاست ہے کہ بخشتی جی کو آرام
زمین مارعا تر ہو سخن سے
صدا ہی واہ نکلے انجمن سے

زبان حسن قصص کا لطف اوٹھائے
کہانی رنگ تو اسطرح لاتی
کہ جب خسار شب جمعی سحر نے
زمین پر گردشیں کیں نظر نے

اٹھا سلطان ہوا سیاح صحرا
نظر آیا وہ جوڑا طائرون کا
سنا یوں ایک سے ایک کہتا
نہیں یکسان کسی کا حال رہتا

سن ابھی تھا وہ باقی کا فسانہ
کہ بدلی او وہی شکل زمانہ
کہ جب بیٹھا وہ شہزادہ پری ساتھ
اوسی گلشن میں یکجا تھے ملے ہاتھ

پری کی اک مصاحب پاس آئے
صراحی بادۂ گلگون کی لائے
پھر اک جام اور لے وہ بین پان
پلاؤ شاہزادے کو تم اس آن

کہ تا رنج گذشتہ جی سے کم ہو
سرور عیش افزا چند دم ہو
طبیعت جوش پہ آئی پر اپنے
وفور ذوق کیفیت دکھانے

ہنسے وہ اور کہا لی ہی مہربان
اسی پی میری خاطر سی قربان
یہ میرے ہاتھ میں اک بار سا ہے
ذرا چکھ دیکھ تو کیسا مزا ہے

پیا شہزادی نے وہ جام لبریز
پھر اک ساغر میں بھر کر بادۂ تیز
پری کی منہ سے اوسنے بھی لگایا
محبت کا جو اوسکو جوش آیا

تو ساغر پی کی لٹپی دلربا سی
ہوتی ہمدوش یار باوفا سی
وفور کیف سی ہو دونو بیہوش
رہی آپس میں سب سے فراموش

خواصیں بیٹھ گئیں جب ماکی باہم
کہ دیکھا اور ہی کچھ اونکا عالم
ہنسیں وہ چار پھر آپس میں جو تھیں پاس
لگی اونمیں سے کہنے ایک با پاس

کہا جی حیف ہے قوم پریزاد
رہی انسان کے خاطر خاطر آزاد
وہ بولی چھکوان باتوں سے کیا کام
خدا بہتر کری مالک کا انجام

وہ ابھی فہم میں ہیں کیونکر لیکے
جو ہوں مولا قدرت کے اشارے
یہ کہہ طائر اڑا اک سر تشاہ آیا
کوئی خاصہ کوئی کچھ اور لایا

غذا سی جب فراغت پا چکا شاہ
کہا خاتون سی آؤ سو تو ہمراہ
پھر اپنی وقت پر شہ ہو گی بیدار
کہا قصہ بیان کر اور وفادار

وہ بولی یوں بیان کرتا ہی ہر در
کہ دلیں وہ جو تھی کیفیت درد
گلستان دیکھے سی مالی کی ہو ہم
میں پہونچا باغ البتہ ہوا دم

ملی مشکل سی دانے کے تین
گھٹا غم کچھ ہوئے خاطر کو تسکین
پیالا کر کے پا تینوں کی بدلے
پھر ایسے جلد گھر اپنی او نہیں لے

گئی ان بعد پہونچا تا بہ خانہ
کہانی پی سی سنکر افسانہ
سنا جب اوسنی اور دہ سنائے
خوشی سے دستہ نازک میں اوٹھائے

انہیں سونگھا بہت اچھی ہوئی ال
کہا خاتون نے کہ آسان مشکل
لطف و شوق سبھی پھیر آئے
طبیعت نے مری راحت اٹھائے

ہوا رنج سفر دل سے فراموش
ٹہری الفت کے جیسے پنی جو توت

کیے دن کا زمانہ ہو چکا تھا
کہ دھیان اوسکا نہ تھا خاطر پر اصلا

تو دیکھا میں نے اک زنگی ستمگار
اسیر دام شہوت حیست طرار

میں سوچا اسنے کیونکر بات پایا
مگر یہ بانسر سے شاید آیا

بظاہر فضل تو اسکی نہیں ہے
یہ تحفہ ہی کہیں کا یا نہیں ہے

کہ اک عرصے سے دل میں جستجو ہے
ملی اک سیب کب سے آرزو ہے

تعجب ہے کہاں سے لاتی ہو تم
کسی ملک اور سے کیا آئی ہو تم

یہ تحفہ اپنے معشوقہ سے پایا
مجھے سننے سے رنج ہی یہ بات آیا

کہ بعد از دو پہر کہا تا جو کھایا
فدا لیٹا زبان رخصت آیا

جو پوچھا دلربا سے باتیں کیونکر
وہ بولی بعد مدت میرا شوہر

کہا میں نے کہ اک ان میں سے ہیں ہر بون
اجازت تو نہ دی لیکن کہا ہون

تجھے پرسش سے کیا مطلب ہے اے یار
جو دی تکلیف استفسار بیکار

پھر کی بعد میں اٹھا وہاں سے
کہ تھا دلکو تعلق اس کا ان سے

اوسے کھولا سمجھا یا قرش پھر سو
اوسی پر لیٹ کر بدلا جو پہلو

لیے ہاتھوں میں نے اک دانہ سیب
چلا آتا ہے تکلیف آسیب

بلایا میں نے اوسکو اور پوچھا
کہ تم نے سیب پایا ہے کس جا

اگر ہو اور بھی ممکن تو لاؤ
نہیں لیکن مجھکو بھی بتاؤ

مگر تقدیر سے اب تک نہ پایا
نشان تک بھی نہ اسکا ہاتہ آیا

وہ زنگی میری باتوں پر ہنسا خوب
کہا یہ سیب کیوں ان ہی تمکو مرغوب

گیا تھا اوسکی گھر بہر ملاقات
بہشت ان کی نہیں ہے آج کی بات

ہوا گر چلنے پر طیار جس دم
یہ تینوں سیب دی کہی میں نے باہم

انہیں ہی بانسرا سے مع الا یا
ابھی ہی منزل کو سے جا کی آیا

اٹھایا سیب آیا گھر کو خوشدل
وہ تھا آغاز یہ انجام کامل

یہ ہنس ہنس کے بیان کرتی تھی جاتون
کہ شب گذری ہوا عالم دگرگون

رات ۲۱۳

نظر آنے لگا کچھ اور ہی جوگ
نہ محفل تھی نہ وہ سلطان نہ وہ لوگ

پلا ساقی وہ جو کچھ ہو سو ہین
تڑپ ہی پھر مزاج آرزو مین

ترقی زا ہے کچھ احسان مے سے
فدا ہے بیخودی ہی شان مے سے

سرور بادہ سے کچھ پیدا آئے
نئی صورت ہے میں غفلت دکھائے

او نہیں لفظوں سے پیدا ہوں معانی
دکھاتی حسن مطلب نو جوانی

سنا میں جوش میں باتھا فسانے
مگر یوں لکھہ کی خامے کی زبانے

اٹھا پھر شاہ اپنے حسب دستور
ہوا دور سفر خاطر کو منظور

کہ دیکھیں آج کیا گوش آتے ہے
فلک کیسی کہانی اب سنائے

گئی اپنے ٹھکانے پہ بصد شوق
طبیعت مبتلا ہے کثرت ذوق

پکارا اک کنیز آئی کہا جا
گلابی اور ہو کوئی تو لی آ

سحر تھا تا نہ جب آنکھ میں آیا
تو شہزادہ زبان پہ اپنے لایا

امید بادہ ہی گستاخ ہم سی
نہ کہ محروم لطف عیش و کم سی

دہن لبریز ہو وہی جام لبریز
کہ نکلی بات منہ سے کیف آمیز

فسانہ بوس ہر نطق زبان ہو
اوسی آغاز باقی کا بیان ہو

سحاب شوق مثل ابر برسے
کنار مدعا پہ ہو گہر سے

کہ جب آخر ہوا وہ دستہ شب
چھپا آنکھوں سے نور حسن کوکب

اوسی صحرا میں آیا طائر ان پاس
مگر دل میں ہو پیدا چند وسواس

کہ جنکا ایک طائر اسطرح ہے
کہ اوسکا قول وہ ہے از روکر

کہ بعد از چند دم وہ دو تو بہیں سبق
ہوئی پیدا لیکن دو تن دو سبق

وہ دو دوڑے اور سنایا اسکو افسانہ
ہوئی پھر جام وہی سے محفل آیا

کہ یوں حکم پدر مجھکو ہوا تھا
مگر میں لا سکا انکو نہ اصلا

اگر اب کچھ اجازت پاؤنگا مین
تو اکدن ساتھ اونکو لاؤنگا مین
سنا جس دم یہ اوسنی یہ فسانہ
کہا ٹھہرو غنیمت ہی وہ زمانہ

کہ مین مختار اپنی فصل پر ہون
جواب اسکا تمہین کچھ دون تو کیا دون
کوئی تدبیر سوچونگی کسی دن
اگر افزون ہوئی کثرت سوز تن

یہ کہکر سو رہی پھر دونو باہم
کہ اتنی مین بہار شب ہوئی کم
نگاہون سے اٹھی مژگان کی چلمن
ہوا اونکی لگی ٹھنڈی سحر

فلک پہ خیل کوکب کو نہ پایا
مزاج صبح نوشوخی پہ آیا
صدا مرغ سحر نے دی کہ ہشیار
ہوئی تابندہ شہر و دشت و کہسار

خواصین آ گئین اپنی حسب دستور
اٹھا شہزادہ دلدار مسرور
کیا حمام بدلی عمدہ پوشاک
کدورت ہای جسمی ہو گئین پاک

ادھر شہزادہ بھی اک برق بنکر
رہا قربان حسن و شان دلبر
پری بولی اگر ہو خاصہ طیار
تو آئی جلد عرصہ اب ہی دشوار

سخن دلچسپ تھا طاقت سنا کر
اڑا پھر نخل سی بیتاب و مضطر
ادھر سلطان بھی سوئی قصر آیا
غذا کھا کر جو سویا چین پایا

اٹھا کچھ دم مین بولا اے پریزاد
کہو وہ قصہ باقی بھی ہی یاد
وہ بولی ہان وہ مرد تیز و طرار
بیان کرتا تہی اپنا حال دربار

کہ آخر سنکی مجکو غیظ آیا +
طبیعت کو جو قابو مین نہ پایا
تو بیٹھی وہ دکان کی بند ناچار
پھر اکہر کیطرف خونریز و خونخوار

مگر دلمین خیال اکثر یہ آتا
کہ دیکھین کیا بلا ہی چرخ لاتا
ہزار افسوس دنیا ہو گئی وا
مقام رنج ہی جای تماشا ہے

نہین بہتر یقین کرنا کسی پر
خصوصاً مکر زن الله اکبر
یہ اپنی خدمت و اوس پہ یہ صورت
بھلا کیا جی سی جائیگی کدورت

یہ اتنا جوش الفت اور یہ سودا
عوض مین اوسکی یہ تکلیف بیجا
الٰہی کیا ہوا اس بدگہر کو
کیا برباد ناحق اپنی گھر کو

نہ سمجھی اپنی دلمین وہ بد انجام
کہ یہ راحت بگاڑے گی مرا کام
غرض لعنت ہی اون مکار زن پر
خدایا مہر دی انکی دہن پر

یہی کہتا ہوا رکھتا تہا ہر گام
کہاں غیظ سے لغزش مین اقدام
قدم رکھتا تہا پڑتا تہا کہین پہ
ٹھہرتا تہا یہ اک لحظہ مین پہ

اسی صورت سے آیا تا بخانہ
ہوئی تیر اجل کی زن نشانہ
کھلا دروازہ پایا دل مین سوچا
کہ بیٹہا مرد زنگی وہ یہین تہا

ابھی گھر سے نکل کر وہ گیا ہی
اسی سی وا یہ دروازہ پڑا ہی
قریب آن جو آیا بیٹی پوچھا
کہو جی حال خاطر کا ہی کیسا

وہ بولی ناتوانی کچھ سوا ہے
کہون کیا صورت دل میری کیا ہے
نظر بیٹون پہ کی بیٹی جو کیا
تو دونو پائی نہ دیکہا اونہار

جو پوچھا تیرے اسباب کہاں ہے
وہ بولی مجکو اپنی فکر جان ہے
بلا جانی یہان سے ہو گیا کیا
ابھی تو دیکھتی تھی مین یہین تہا

تمہین ہے سب کی پرسش الکرم
یہان ہی زندگی کا حال برہم
یہ سنکر طیش نے تھا جو گھیرا
نظر مین چھا گیا اوسدم اندھیرا

کہا دل نے کہ کھینچو خنجر تیز
تامل کس لیے ہو جلد خونریز
غرض پھیرے چھری اوسکی گلو پر
کٹی پھر رگ گردن برابر

پھر اسکی بعد کاٹی سارے اعضا
نہ آئی اسپہ بھی غصہ کچھ اصلا
لپیٹا ایک چادر مین لیکر بند
کہ اتنی مین وہ بہلا میر فرزند

بہت بیتاب ہو کر رو رہا تہا
نہ تہا معلوم اوسکو سچ کیا تہا
غرض وہ لاش مین رہا یہ پایا
ڈبو کر اپنی گھر کی سمت آیا

تو اوسدم سے آ لگی سی کہا یون
کہ اے فرزند کیون ہے تشنہ خون
مسبب اسکی کا تیری کیا ہی بیٹا +
بتا قربان تیرے جان بابا +

مری پیاری جسدم یہ کہانی
تو شب نے نذر کی اپنی جوانی
ہوئی خاموش یا تو صبح چمکے
ملی اوس رات کو رخصت عالم کے
نظارے ہو چکی محفل کی ساقی
اٹھا جام اٹھو دی جو کچھ ہو باقی

رات ۲۱

تمنا یہ نہیں سارا سبب ہو
فقط اتنی کہ جس سے شرکلو ہو
زبان سوکھی ہوئی تالو میں آتے
لب پژمردہ گلگونی دکھاتے
لباب تازہ پیدا ہو دہن میں
تری بخشتی مری طرز سخن میں
سرور کیف سے آنکھیں ہوں گلگون
رہیں بہکی ہوئی الفاظ و مضمون
فسانہ تازگی دے داستان میں
زبان آتی پہ روتی یون بیان میں
سو سب ہو چکا خالی خم شب
سحر لی آئی اپنا جام مطلب
فلک نے پھر کیا اسکو اکہٹا
وہی صحرا وہی سلطان وہی جا
بہلا طاری نے پھر یون
خواصوں نے سنا جسدم یہ مضمون
کہ خاصی کی طلب لک نے کی ہے
صدا دو بار شہزادی نے دی ہے
اٹھا کر خوان سر پر لائیں کھانا
پری بولی ہوا اتنا زمانا
نہ کیوں آواز کی تم ساتھ میں آئیں
یہ اتنی دیر میں اب خوان لاتیں
کلام قہر افزا تھے زبان پر
بغل میں شاہزادہ تھا برابر
کہ اک ہمراز نے آکر سنایا
بہن کا ایکی ہی تخت آیا
فروکش ہیں وہ اوس جا رہ در میں
بظاہر کچھ مکدر سی ہیں جی میں
نگاہیں خشمناک اب آئی سو
یہی کہتی ہیں وہ ہر روز ہر روز
سمجھ میں کچھ نہیں آتا یہ ایما
کہ اس تکرار سے ہے مدعا کیا
پری سنکر ہوئی بیتاب و مضطر
کہا ہی شاہزادی ہی یہ بہتر
کہ تم چھپ کر رہو کچھ دیر پنہاں
نہیں معلوم کیا پیش آئی سامان
خبر مقتول کی شاید ہوئی ہے
اوسی کی جستجو باجی نے کی ہے
بلا بھیجا فلک لائی گا کوئی
نہیں آرام اب باقی گا کوئی
رہو پوشیدہ دیکھو حال جو ہو
سنو تم بھی اوسکی قال جو ہو
یہ کہکر اوسکو حجرے میں چھپایا
بشکل ماہ تاریکی میں آیا
گھٹا دم اوسکا گھبرایا بہت دل
کشیدہ دم ہوئی قالب میں مشکل
پری اٹھکر چلی لینے بہن کو
بگاڑا خوب سا لطف انجمن کو
کہ ناثابت ہو کوئی نہیں تھا
اگر دیکھی کہیں یاں کچھ نہیں تھا
جب آئی وہ قریب اپنی بہن کے
کہا کچھ لطف دیکھی اس چمن کے
وہ بولی سنکی تم دیکھو اسی خوب
کہ ہی تجھ میں سی تمکو لطف مرغوب
دکھاتی گا فلک کچھ اور تمکو
بگاڑا شوق نے بے طور تمکو
خبر ساری فرنگی ہو چکی ہے
نہیں امان تمہارے رو چکی ہے
ادھر آؤ بتاؤ قتل مقتول
پھر اسکی بعد وہ دلدار مقتول
کہ جس پر جان صاحب کے فدا ہے
پدر کا ڈر نہ کچھ خوف خدا ہے
ہوا پوشیدہ طائر کہکی یہ حال
پھر آنا چار گھر شاہ جوان سال
قریب بانو دلشاد آیا
مکان و بزم کو آباد پایا
فراغت شہہ نے کی کہانی سے جسدم
ہوا ہمپہلوی بانوی محرم
رہی شب کم تو جاگا اپنی شاہ
پکارا دل [illegible] ماہ
سنا کچھ حال افسانہ ہے [illegible]
وہ بولی وہ جوان حال ابتر
بیان کرتا ہی بیٹی سے جو تھا
کہ رہتا کس لیے مطلوب سے گیا
وہ بولا ایک حبشی سخت بد ذات
بشکل فیل اک تصویر آفات
ادھر آیا میں اس جا کھیلتا تھا
خبر مطلق نہ تھی دیگا یہ ایذا
مری ہاتھوں میں تھا اک خوشنما سنگ
وہ اوسکو دیکھکر جی میں ہوا تنگ
لگا کہنے کہانی تو نے پایا
کہاں سے مدبر بابا سے لایا
مری ماں ناتوان ہی لی وہ بیمار
اٹھانا ہی قدم بھی اوسکو دشوار

پهرای سیب دل چاهتا تها
پهر آیا گهر سنا مادر نی جب حال
گیا پهر باپ میرا انسرا کو وه
کها سب حال جو گذرا تها او پر
گیا مین اپنی مان کی پاس جس دم
اوسی اس حال مین بیٹھے جو پایا
یه سنکر سیب زنگی نی اٹهایا
نهین معلوم جبتی هو گیا کیا
سنا یون جبکه بیٹی کی زبانی
ندامت نے کیا وه حال ابتر
جهان تها سچ سی اکو نهین نہیر
اسی حالتمین مضطر او ربیتاب
لب بانو برابر تهی سخن ریز
غنیمت هی لیتنا وقت سانے
سرور انکهو مین سے آدن گذر جاے
صدا قلقل کی مینا سی سنین کان
لحاظ او سبی بیباکیان هون
صدای خنده کی قسم هے
تمنا کهه رهی نهی کچه بیان کر
او دا سی پر کهانی کا دل آیا
او سیدم شاه نی گهوڑا منگایا
سنا طاتر کا پهر آغاز اسطور
سنا کس سے تم او سکا نام تو لو

کها بابا سی اونی حال جی کا
وه بولی سچ سی وتیک عمال
کیا تو گونسی ظاهر مدعا کو
هوی مخطوط اپنی دلمین زر
تو دیکها صعب سے حالت هی هم
اٹها اک سیب وازی پر آیا
مین لیٹا اوسکی دلمین غیظ آیا
بدن مین جوٹ سے هی ورد پیدا
تو آیا دلمین قصد جانفشانی
که چارا مرگ سے پایا نه بهتر
فقط رونے سی دل هوتا نه تهایا
تر شیح زا بر اجیشم پر آب
که شب بهاگی لبسان صرصر تیز

وه اس بغداد مین پهونچا اک سوو
کهین ڈهونڈا او را اسکا نپایا
بمشکل تین سیب یه پائ
رکهی چادر پی تینون سیب لیک
لپی کروٹ پڑی پٹل بهوس
رها مصروف بار بها هیون سے
اٹها کر مجکو وهی پٹکا زمین پر
یه میرا حال گذرا هی مر باپ
بهت رویا بهت پیٹا سر آیا
خیال عصمت اوسکا اب جو آیا
یهی هر دم خیال آتا تها مجکو
گرا مین خاک پر چلا کی افسوس
نمود صبح نو کا شور پایا

رات ۲۱۵

پیالا شوق دل کا خوب جاے
ابل کر تا لب آتین لکی ارمان
یه لفظ چند بالا هی زبان هو
یه سامان چند ساعت جو ره دم ہے
سنین هم پهر طبیعت کهه جو ادا کر
سخن خاموش پایا جسکو پایا
غلام خاص هو ری پر جو لایا
که بولی وه پری یون الهی غفور
مین نے ابجان وهکی جلد بولو

نمون کے منه سی ٹپکی لال جو سر
هوس کے قهقهی هون سو زا
فدای جوش سے جان وایمان
سبو خالی کے لیے وقفه نکراب
سو یون آن خانه مطلب نهی بها
نه باتو تهی نه محفل تهی نه سلطان
سوار او سپه پوا هو پهونچا شهنشاه
که یهتان مجبر آفرین سے
مجهنی کم سمجهو ...

کهین پائی سیب کی جوسو
که دم هی شوق مین لیکر آیا
خوشی سی آج امان پاس لائے
پهر اتنی مین پهر سو تجاد کا تو
خیال دین و دنیا سب هو فراموش
یهان بیٹها هون پروا سے هو
مین تب سی رو رها هون سخت مضطر
کوئی تدبیر اسکی کیجیے اب
مگر محبوب کو اسنے نه پایا
بتاون کیا قلق کیسا اٹهایا
که اپنا سر اتارو تن سی جو هو
دعا کی هون لب تک آیا هو جلد اب
هر اک سامان محفل سی اٹها یا
بلا ایسی که گذری عمر سارے
نگاهون کے بدلے مین دهنگ
کهین پهر هم نه دیکهو ورد
بلا هی گر کهین کا فر مسلمان
که تا لب جیکا هی جوش مطلب
که جب جاتا رها شب کا سهارا
فقط تها صبح کا انکهو مین سامان
او سی جا جو کهی مرغوب دلخواه
بتاو کون میرا هم نشین هے
[illegible]

کیا کیا ہی مدد جسکو نہیں گا — مجھی ہوتی ہی تعذیر دیگا
اونھوں نے کیا کہا اوس سے ہوا آگاہ — یہ اپنی دل کی باتین اہ جی واہ
عوض کب کا مجھی سی لی رہی ہے — نصیب دشمنان کیا ہی کہو تو
یہ سنتی ہی بہن بولی کہ ہان جی — مین جھوٹی ہون کہو جو کچھ کہی جی
کہا اوسنی کہ آؤ میری ہمراہ — لی آئی قبر پر اور دلسی کی آہ
مجھی معلوم کیا یہ شب کو آئی — کہا اتنا بڑی صدمی اٹھائی
یہی ہی اول و آخر سبب و بکا — سوا اسکی اگر پوچھو کہون کیا
نہایت جلد بانو پاس سلطان — ہوا خوابیدہ لیکن دل پریشان
جگایا اپنی خاتون کو بصد شوق — کہا پیاری اٹھو ہی کثرت ذوق
کہ جب لڑکی نی غش مین مجکو پایا — تو رونا اور بھی کثرت سی آیا
خطا میری ہی کیا تقصیر ناکی — اونہین مطلق نہین سکی ہی خبر تھی
سو تم بعد اوسنی کچھ نہ کہنا — مری سر کی قسم خاموش رہنا
انہین بتیا ہیوان نے لا کے اٹھایا — سنا یہ پھر مجھی غش پھر آیا
وہ پھر آتی تو بان سے کچھ بجا ہی — وگرنہ رائگان رنج و بکا ہی
غرض مینی طبیعت کو سنبھالا — گیا خاطر سی گم وہ راگ نالا
خبر لینی کو دختر پاس آیا — مجھی غمگین و مضطر بسکہ پایا
خدا را جلد ای پیاری بیان کر — یہ آہ و نالہ کیون لب پر برابر
نہیں معلوم کیا آفت اٹھائی — غضب سی چین پہ پایا نہ پائی
بہانی کر کی اوسکو ٹالتا تھا — وہ جب کہتا تو مین کہتا کہ اچھا
نہیں قابو مین میرا دل ہی اچھا — کہا تو مین کیا ای تیر سیدا
تری تاخیر سی بیتاب ہون مین — طبیعت کو تسلی خاک دون مین
یہ لفظ اوس پیر نے جسدم سنا ہا — تو پھر فرط قلق سی کی غش آیا
وہ ڈھارین مار کر رویا پھر — پھر آخر پھر وہانسی سخت مضطر

مری مادر کے ہین جاسوس ہر سو — ابھی دو سہی کچھ انیا نا قابو
بہن تمکو نہ ایسا جانتی تھی — ہمیشہ سی بدل مین مانتی تھی
کوئی خواب پریشان آج دیکھا — کہ جسکا کم نہیں ہے جوش سودا
بتاؤ بھائی کا مدفن کہان ہے — گڑا کس جا ہی وہ گلشن کہان ہے
بہن بولی کہو کیونکر قضا کے — کہا اوسنی کہ مرضی تھی خدا کے
پھر اسکے بعد لیٹی چند ساعت — ہوئی اس لیٹنے سے حاصل فراغت
اڑا طائر سنا کر اتنی باتین — ملین گھر آ کی سلطان کو گھاتین
اوسی معمول پر پھر کھل گئی آنکھ — کہ محو دید سوئی بزم تھی آنکھ
سنا تو پھر ہوا کیا حال وسکا — وہ بولی اب وہ ہی سطرح کہتا
لگا کہنی کہ ابا میری امان — نہیں ہرگز خفا ہونگی نشایان
کہ بیٹیا لیکیا ہی سبب یا تسی — خدا جانی کہین وہ کیا ز با تسی
کہا جسدم کہ اوس فرزندنی تون — تو پھر اوسدم ہوا عالم دگرگون
مگر دل نی کہا یہ غم ہی بیکار — کہان تک اس مصیبت سے سروکار
نہیں ٹلتی کبھی تقدیر کی بات — بشر سوچا کرے گو اک نئی گھات
ذرا منہ دیکھے بیٹیا تھا نہیں پر — کہ اس صحرا مین وہ تھی جسکی دختر
کہا کیا حال ہے ای میری دلدار — مناسب ہے کہ ہون مین خبردار
مین سوچا تھا نی جی مین کیا کہو حال — سنی گا جبکہ یہ پیر کہن سال
اسی تجویز مین خاموش تھا مین — نہ کر سکتا تھا عرض مدعا مین
ذرا ٹھہر مجھی آنی تو دو ہوش — ابھی ہین عقل کی یہ تین فراموش
وہ بولا ای مری فرزند صد آہ — خدا کی واسطی کر مجکو آگاہ
ذرا کہہ تیری بی بی کا ہی کیا حال — وہ ہی کس شکل و ہیئت جوان سال
وہ اٹھکر جلد وانسے گھر مین آیا — تو دختر کا پتا مطلق نہ پایا
مری ہمدم نکل آیا اور پوچھا — کہ ای فرزند کہہ بیٹی ہوئی کیا

مین صدقی کیون چھپاتا ہے بیان کر
جو پوچھا شہ نی بولی شب نہین ہے
وہ دی ساقی کہ خاطر کو خوش آئے
گذر کر احتیاط آبرو سے
لعاب آرزو نکلی دہن سی
اٹھا جب سامنی سی پردہ شب
طلوع مہر پہ پہونچین نگاہین
گلی تقدیر بد کی تالب آتی
کہان ہی وہ بہار اسپ چالاک
نہایت جلد آکے صحرا مین پہونچا
قریب آکر جو شہ نی اوسمین کی غور
پری بولی نہین ہے واہ ری عقل
وہ مہلت ملی اونکو اجل سی
بہن جب سن چکی بولی کہ بہتر
کہ آخر ای سبب کیون ہو رہے آئے
یہ کہکر کچھ کنیزون کو بلایا
یہ سنتی ہی پری بولی خبردار
یہ سنکر وہ پری کی خاص ہمنشین
پہر اوس طائر نی یہ الفاظ کہکر
تہکا تہا سو رہا نوکی ہمراہ
سنین افسانہ شب باقی رہی کم
بہت سوئے تمہین بہی جگایا
بیان کرتا ہی یون وہ جوان سال

نہین ہو جو تو مسند رحمہ مضطر
دل شہ مژدہ شادابی دکہاتی
ملین لب پہر لب جام سبو سے
شباب بیخودی آمد سخن سے
ہٹا صحن فلک سے خیل کوکب
پہرین مایوس عشاقون کی آہین
گہر اشکون کی پہر دامن نے پائے
نہ جسکو جیو سکی تکلیف ادراک
کہ جسکا دیر سے مشتاق دل تہا
تو اوس شہید کی سمجہا وہ یہ طور
نہین شاید خدا نے تمکو دی عقل
جو اپنا حال مطلب سمجہتے
لحد کہو دو نکالو لاش اسکی
نہ بولا اپنی مہلت ہی نہ پائے
زبان پر اوسکے پہر اسطرح آیا
بجا لانا تم یہ حکم زنہار
لگی کہنی کہ بیجا سب ہی تدبیر
نہ آگی کچھ سنایا حال اسنے
جب آیا کچھ کمی پر جلوہ ماہ
یہ صورت ہی کوئی لحظہ کو تو دم
کہان تہا چاند اب دیکہو ذرا ماہ
عجب سیر کا دیکہا اپنی حال یہ

رات ۲۱۶

سنین پہر چپ ہوئی یا دطرار
الہی وفور مستی شوق
لب مینا کو پہر سمجہین لب یار
مزاج جوش بیتابی دکہائے
نمود صبح اٹہر آئی سمان سے
ہوئی امیدوار شام پہر دل
غرض سلطان کی ہے اوٹہا نہ بیدار
یہ سنتی ہی ہوا حاضر جو سید تیر
سنا کرتا ہی کچھ آغاز طائر
کہ وہ کہتا ہی پہر اوسے یہ پوچھا
مین کہتی ہون تم سے سن لو کچھ اور
برا صدمہ اٹہایا کہکی دی جان
مین دیکہونگی مرض اوسکو کیا تہا
مجہی حکم یہ ہی لاش لاؤ
کہ ہان کہو دو نہایت جلد اسکو
کہدی لاش بعد از دفن کہیو
چہپاتی سی نہین چہپتی کا کام
وہان سی شاہ نی گہوڑا اٹہایا
پکاری حاضرین بزم یکبار
غرض گہبرا کی جاگا شاہ دیکہا
ابھی کچھ تو کہو گہبرا گیا دل
کہی اسکی کہانی جو کہ گذری

بہت جاہا کہ کچھ اور گفتار
کوئی دم مین اذان ہوئیگی پہر ہے
ترقی آشنا ہو کثرت ذوق
نہ دی فرصت کبہی بوسون کی کم
مزے دن پر یون بیان مطلب آئے
صدا آکے آہ کی نکلی زبان سے
بڑہی بیتابیون کی جوش کا ال
کہا یہ صبح ہے یا جلوہ یار
اٹہایا شہ نے مثل مرغ تصویر
بیان کرتا ہی کوئی راز طائر
وہ صدمہ کیا ہوا آخر کہ کیا تہا
نئی یہ فسنگ سیکہی تمنے ملو [illegible]
نہ پایا ظاہرا کچھ اور سامان
نہین آتا سمجہ مین میرے جہگڑا
نہ ٹہرو جتنی ساعت جلد آؤ
توقف ایک لحظہ بہی نہین ہے
انہین سودا ہوا یا تمہین پہر [illegible]
بہن دیکہو نہین بہتر یہ انجام
نہایت جلد اپنی گہر کو آیا
کہ سلطان سی کہو نیون جلد بیدار
کہا خاتون نے یہ اچہی واہ
وہ بولی سینی ای سلطان عادل
محبت اسکی اوسکو ہی تہی [illegible]

کہ اغش کہا کی پہر جو ہوش آیا تو پاس اپنی مجہی اوسنے بلایا
شریک غم ہوا میر الصبا جوش رہا اسوقت تک بستی فراموش

کہ اپنی مین سنا آج اک نیا شو دکہایا اور ہی اس چرخ نی دو
وہ کہا ہین آپ ہی منصوب سلطان اجل ہی شاق دست گریبان

اسی اندوہ مین مین یانتک آیا لحاظ مدعا اپنا اٹہایا
جو گذری تہی کہی وہ آپسی صاف فقط اتنی لیی تا ہو کچہ انصاف

مناسب ہے کہ تشکل دار دیکہون کہ اپنی زیست سے بیزار مین ہون
سنی دستور نی جب سب کہانی تو بولا وای تیری نوجوانی

پہر اوسکو جلد لایا شاہ کے پاس کہا موجود ہی ہمدم بصد یاس
سنا افسانہ سلطان نے مکرر کہا جا فکر اوس حبشی کی اب کر

نہایت جلد لاکر نا نہ تاخیر وگرنہ پہر رہیگا پا بہ زنجیر
یہی تکلیف پہر تقدیر دی گی نہ مہلت ایکدم زنجیر دی گی

پہر اوستو افسردہ وہ انسی کہا مین ڈہونڈ لاونگا کہانسی
کہان حبشی کہان مین یہ سوا نہین قابو ہوا اسجلنے کا ہلا

خدا جانی کہان ہی وہ گنہگار ستم اس شاہ کو مد نظر ہے
کہ مجکو حکم دیتا ہی خبردار اوسی لا ورنہ تو ہوگا گنہگار

اسی اندوہ مین دل جو بہر آیا تو رویا اسقدر دریا بہایا
مگر ناچار حکم سلطان رہا دو روز تک سو پریشان

کوئی کوچہ نہ چہوڑا جستجو سی خبر پہر اک کو بخشی گفتگو سے
عزیز و اقربا ہی ڈہونڈہی ہر سو مگر پایا کسی نے بہی نہ قابو

ہوا جب تیسرے دن کا کچہ آغاز تو اوس دستور نی ظاہر کیا راز
کہ آج انجام پہر ہوگا لب دار نہین سنتی کسی کا کچہ بہی شاہ زنہار

سو یہ تہہری کہ سب رخصت کو آئین عزیز و اقربا تشریف لائین
احبا ہی ہون سارے جمع یکجا کہ پہر کل ہم کہان اور یہ پہر جہگڑا

یہ باتین کر رہی تہی ہمدم شاہ کہ آنکہہ آنکہی تو پہر شب تہی تنہا
فروغ مہر کا جلوہ تہا ہر سو آٹہی بس کہکی اوس مشکل نہانو

اٹہا منہ سی حجاب شیشہ ساقی

رات ۲۱۷

کہ حکم آفتاب شیشہ ساقی

ہوای شوق جہو کی سی ہی ہے ہوس انگڑائیان سی لی رہی ہے
لحاظ آرزو پہر ہی سے کہیے برستی ہین مزے مطلب کے جی پی

تڑپتی ہی جو برق بیقراری امنڈ آتا ہی ابر اشکباری
لب ساغر کی بوسون کے ہوس ہے نہ خوف حق نہ پروای عسس ہے

اسید جام مین خاطر ہی بیتاب تمنا چاہتی ہی کیف کا خواب
مزاج بادہ اچہا ہو تو پہرا کہ آئی جوشش طبع معلے

زبان مصروف عرض داستان ہی اوسی قصی کا آگی یون بیان ہے
کہ جب شب نی حجاب بینا اٹہا فروغ صبح بیتابی پہ آیا

نظر کی گردشین کہتی سے سودا چمک دینی لگا ہر عارض یار
اٹہا سلطان طرف صحرا کے آیا پہر اوس طائر کو گویا اوسنی پایا

کہ وہ اسطور کہتا ہی فسانہ نمانا اوسنی جب کوئی بہانا
بہن بولی پری سی فکر کہود نمانون کی نمانون کی جو کچہ ہو

پری بولی کہ یہ ہرگز نہوگا نہین سن سے کی یہ کہنا مین تیرا
بڑہی جب بہان سے خوب تکرار ہوئی اوسکی بہین مجبور ناچار

سنگا کر تخت اپنا جلد اڑی وہ کہ لیکر غضب جا طرین تہی وہ
گئی مان پاس گذرا اسنے سنایا اوسی رنج و غضب کا جوش آیا

کہا لاؤ ہمارا تخت اسدم ذرا دیکہین تو چلیکر وہ انکا عالم
ہوتی پراہی وہ لی بیٹی کو ہمراہ زبان پہ نفس تہی نا او آہ

یہان آئی پری شہزادے کی پاس
اگر جیتی رہی صحبت دکھانا
یہ کہکر اک پری کے اوسکی ہمراہ
اگر آئی یہان سے اونکی در
وہ آئی کی نہین ہرگز یہی سمجا
کہ کہد وا کر نکالی لاش اوسکی
پہر اوسکو دی کفن گاڑا کہین اور
کہ سنتا پہر اشاخ شجر سے
تو پایا نو ساتہ دم پہر سور پاشا
غرض جاگا پکارا ای مریجان
کہ مل لو آج کل رخصت ہی ہمسے
بدر دو سنج ساری رات گذری
باسید اجسبل اٹہیا لب بام
اٹہا دستور اترا بام پر سے
کوئی دایہ لیی اک طفل دستور
وہ لڑکا دوڑ کر لپٹا پدر سی
ٹہر سکتا نہین جانا ہی بیشک
خدا کو سونپتا ہون تجکو فرزند
نظر آئی اٹہا لا اوسے چہپا
یہ سنتی ہی ہنسا دستور فی الفور
وہ پہر بولا کہ امانی دیا ہے
کہو یہ بیٹا پایا کسطرح پر
بلایا پہر استفسار جسدم

کہا بیجان جان لانا نہ دو ماہ
نہین تو فاتحہ پڑہنے کو آنا
وہ اوسکو لی چلی اونسی ہی راہ
چہپاؤ گی مجہی تم کسطرح پر
ذرا دیکہو خدا کرتا ہی اب کیا
اوسی صورت سی خون آلودہ تہے
کہ اس عرصے مین آئی آمان بہی افسوس
چہپا سلطان شاہ کی نظر سی
کیا دل نی اوسی آخر کو آگاہ
کہو اب کیا ہی اوس قصے کا سامان
قضا دیگی ہمیں آغوش عدم سے
اسی اندیشے مین ساری رات گذری
کہ دیکہین بخت کیا کرتا ہی انجام
مگر بہتی تہی آنسو چشم تر سے
کہ تہی دید پدر لڑکی کو منظور
کہا بابا بچاؤ اپنے گہر سے
مصیبت اک نئی پانا ہی بیشک
رکہی خالق ہمیشہ شاد و خرسند
کہ ای فرزند اس کرنی مین کیا ہی
کہا دولہین نظر آیا نیا طور
مجہی ثابت نہین کس سے لیا یہ
وہ بولی وہ غلام شوخ و ابتر
وہ جب آیا کہا سن ای نکوکام

برای چندے وہ نہ جا یہان سی
مگر چند تو یہان سے نکل جا
اتارا قصر عالی مین جو آیا
وہ بولی دخل ونکا یان نہین ہے
ادہر اسکو کیا رخصت یہ کہکے
منگا کر آگ پہونکی ساری اعضا
یہ کہتی کہتی کچہ سنتے مین آیا
یہ اپنی قصر مین پہونچا شتابی
کہ شب اب کم رہی بیدار ہو تم
وہ بولی وہ وزیر نیک کردار
یہ سنتی ہی ہوا گہرا کے بیتاب
سحر کو اٹہہ کی دستور معظم
کہ اتنی مین عصا بردار آیا
بڑا ہمراہ اوسکی سخت مضطر
لی آئی سامنی دستور بولا
یہ سن دستور رو یا اور بہی خوب
نہین ممکن کرو می تقدیر اب ام
یہ کہکر ہاتہ پہیرا اوسکی تن پر
وہ بولا سبب اماں سی پایا
کہا فرزند سچ کہہ حال اسکا
گیا وہ سیب پکڑ مین نشو و نما
لی آیا ہی کہین سی اوسکو بیچا
پہر اوسکو کچہ جدا لایا نہین یان

کہ آفت آئی کی اب سمان سی
مری ماں آتی ہوگی جلد نکل جا
تو بولا شاہزادہ ای فاطمہ
یہ باہر اونکی حد سی سفر مین ہے
پہر اسکی بعد سمجہایا یہ جی میں
کہ تا کوئی نہ پہچانے یہ کیا ہے
تو وہ طاتر وہی پہونک لایا
ہوئی پہر امر سے جب کا سمایہ
جو کچہ کہنا ہو بانو سی کہو تم
عزیزون کو بلا کر کی یہ گفتار
عجب ماتم رہا اوس گہر مین پیدا
عزیز و اقربا سی ملکے باہم
کہا جلدی کہ ہی شہ نی بلایا
کہ اتنی مین ہوا راضی مقدر
کہ او فرزند مین قربان و سہرا
کہا فرزند ہون سلطان کا مصحوب
کوئی دم میں بہی کیا ہو انجام
تو زیر پیرہن اک شی مدد
نہین معلوم کچہ لگتا ہے آیا
کہان تہا کس نے بخشا کون تہا
کہا لی آیا کہین سی مجہ کو
ادہر تہی جو پہنی پیراہن ایک
جو سفینہ دیسا خوشنما انگشتری تہا

کیا ہی ایکو خالق نی دستور
یہی الفاظ تہی بانو کی لب پر
ہجوم شوق ہی تر سانہ سانے
ٹہر دم بہر تہین کی اور اک جام
ہٹا صافی سبو کی منہ کو پہر کہولا
سبو مین گر نہو شیشہ اٹہا جلد
یہان ہے نشہ کہہ سکتے تہین بات
ملال سی کہ عرض اسنا
کہ جب وے دست جہان تہے جہان نہین
تو بد صبح نی شادان کیے دل
نہایت جلد پہر گشت آیا
نہایت غیظ سی اوسکو بلایا
وہ بولی یہ لحد ہی وسکی تیار
وہ بولی لاش کو کہودو نہ ہادر
نظر آیا جلایا سب تن اوسکا
کہ تحقیقات اسکی ہو عجب ہے
غرض ہان ورنی بیٹی کو کیا قید
بلائین خواصین تہین جو بہرہ
وہ سب سکین بلکہ شوخ و طرار
پہر اصحر اسی سلطان نے اک گہر کو
بہم بیٹہی کہا ان لاؤ کہانا
اٹہا از خود وہ سلطان جہاندار
وہ اب دستور سے کہتا ہی سطور

سو آپ انصاف سے بدشن دستور
کہ وہ شب جب گئے آنکھو نگہت کس

رات ۲۱۸

کہ خاطر کو ہوتی تکلیف آرام
بتاتی ہمکو دیگا یا نہین بول
بہت عرصہ ہوا جو کچہ ہوا جلد
بلا سی دن گذر جاوی کہ ہو رات
تو شیخ ریز اظہار بیان ہو
فرو کش تہی اک قصر و سکا نہین
مسافر کو ہوئی تکلیف منزل
کشش چند دم مین نشست پایا
ہوتی حاضر نہ دلمین خوف آیا
مگر ثابت نہین تہا کیا وہ ہمایا
نہین یہ بات بعد از مرگ بہتر
کہا اونی مین سمجہی یہ جہگڑا
یہ بدنامی حقیقت مین ہے جنون
کہا اسنے کہ نکلی کوئی امید
کہا اوسی کرو اب ہمکو آگاہ
ہوئی آمادہ تقریر و گفتار
یہ سنتی ہی خبر بانوی خوشخو
گہڑی بہر سی نہ تہا افزون زمانا
کہا ان سے یہان آؤ وفادار
سنین آپ اسکو اور کہین عنین ہو

یہ ہیلہ پال تہا بیجا تو بیچ
نہ وہ محفل نہ وہ محفل کی اسباب
سرور کیف سے ہی آنکہہ خالی
فراز آرزو راحت طلب ہے
تردد سا ہی سارے انجمن مین
سو اتہنا وہ مہربان حاجت واکر
لب آغاز کہولی فکر مضمون
کمی سی عمر کی اٹہنے نہ دو دم
وہی سلطان و ال نشست پایا
سنا کہتا ہی طاہر اسطرح پہ
کہا تیرا برادر وہ جہاں زاد
کہا کہو دو اسکو مین کہو گیا ہے
نہانا اوسنی جب کہودی گئی لاش
لی آتی لاش گہر سبکو دکہاتی
اعزا جب سنین گے حال سارا
بری حالت سے وہ محبوس تہے غم
کہ آغاز اسکا کیا انجام کیا ہی
زبان سی کہی طاہر یہ فسانہ
باستقبال دوڑی اور لائے
کہ خاصہ کہا کی سوی بانو و شاہ
بیان کرکس طرح ہی وہ تہانے
کہین جاتا تہا اک بستی ناگاہ

خطا کیا اسمین کی تقصیر تہی کیا
ہوئی خاموش خاتون شتابان
طبیعت جوش پر ہی جان ستانی
نہین باقی وہ جیری کی بجائے
توقف اسقدر کیون کیا سبب ہے
کہ غفلت کیون ہے اظہار سخن مین
پیالہ بہر بڑا سا خم جہکا کر
خبر افسانہ باقی کی یون دن
اڑی مانند گرد باد صرصر
کہ جو سنتا تہا قصہ طائر وہ نکا
کہ جب آئے پری کی پاس ہا در
ہوا کس وجہ سی غمگین ناشاد
پہر ان کے سبب کیونکر ہوا ہے
تو وہ راز نہان سنئے ہوا فاش
قرار انجام کو یہ بات پائی
تو کیا کیا کچہ کرینگی وہ اشتیار
نہین تکلیف اک لحظہ ہی کم تہے
بڑا ہی یہ غضب پہر ہوا ہے
ہوا اوس نخل بالا سے اتہا
دل سلطان نے نہی راحت اٹہائی
کیا شک کی کمی نی احمد آگاہ
وہ بولی یون ہے زنگی کی زبانی
نہین معلوم تہی کس سخت کے

وہان دو تین لڑکی مینی دیکھی — کہ وہ اوس جا پہ باہم کھیلتی تھی
کہ یہ ہی فصل سیب آیا کہا تھی — کہا دل نی کہ یہی یہ یاس نے
وہ بولی میر یہان ہی لیسکہ بیمار — نہین ہی اوسکو مطلق تاب رفتار
بہت جی چاہتا ہی روز سو بار — کہ کہاون سیب لکہون پہ تکرار
تو پہونچا باغبانون پاس ہر جا — وہ بولی سیب ان وزون نہ ہوگا
وہ بولی زندگی ہی سیب ستوار — جہانسی ہوسکی لاکر نہ تکرار
سنایا حال مادر اوسکو سارا — کیا اوسنی غبانی یون اشارا
زبانی کی سب شیداوان موجود — ہمیشہ سی ہی اوسپر فصل موجود
عجب کیا تو ہی وانسی شاد آئے — یقینی باغ سی اک سیب پائے
انہین حسم آگیا حال بدیچہ — دی یہ تین سیب وسنے لیا
کہا حال حبیب کان سے میرے — کہ تھی اچھی مگر تھی پہ تیری
لیلی وسنی بہت محظوظ ہوکر — رکہی لبستر پہ عارض کی برابر
مین پہونچا پھر تی یہ تحبکہ بار دیا — تو دیکھی وسیہ کچہ کیفیت یاب
یہ سیب اونہین سی میر ہاتہ آیا — اوسی مادر کی لبستر سی اٹہایا
اوسنی ہی لات مینی سیب چہینا — یہی خاطر کو خوش آیا قرینا
حضور خاص تے مجہے لیا مول — اوسیدم مجکو اوسکا سیب دیا لو
ہوتی خاموش خاتون فادر

اونہین مین سیب دیکھا ایک کو آ — ہوا او سوقت مسرور [illegible] آ
ہین وس لڑکی کی پاس آخر کو آیا — نہایت لطف سے پوچھا یہ کیا
هرنی پاسی وسنی یون کہا تھا — کہ لا تو سیب تم ڈہونڈو کسی جا
سو میری باپ نے ڈہونڈا ایک سو — کسی صورت نہ پایا جبکہ قابو
ہوا ناچار پہر آیا وہانسے — کہا حال وس علیل نا توان نے
غرض پہونچا پدر پیر ایک باہر — کہی وس پیر کی کیفیت آ [illegible]
کہ یانسی بانسرا کا توسفر کر — وہان اک باغ شاہی ہی ابر
وہان جاتا ہی جاتا ہی سا جمشید ہم — مقرر کچہ نہ کچہ ہوتا ہے خرم
یہ سنتی ہی پدر پہونچا اوسجا — کہا کچہ مالیون سی حال اپنا
کئی ہفتی رہا پیچ سست بیٹہا — پہر آخر کو جب آیا [illegible]
کہ اس مشکل سی جا تا آتی ہین یہ — [illegible]
پدر کچہ [illegible] اسیر ہوا — [illegible]
کہ انکہین یا [illegible] کچہ پہر کہ نہین ہو — [illegible]
سنی جسدم کہ اوس کی تھی [illegible] — [illegible]
وہانسی آ کی اسکو جلد بیچا — کہ اوسکی کہنی مین [illegible]
وہ بانو کہہ رہی تھی یون فسانہ — کہ آیا قصہ شب تا [illegible]
اٹھا سلطان اوس [illegible]

راست ۲۱۹

دکہا ساقی جمال آفتاب نے — کہ خاطر چاہتی ہی پی حجاب نے
گلوی خم کی آواز مین ہنسا جلد — کوئی ابر پیر سا اک جام لاجلد
کہ جب خسار شب نے رنگ بدلا — نظر آنی لگا چہرہ سحر کا
ٹہر باد شست معین کو وہ سلطان — سنا طائر بنا کہتا ہی سامان
کہا ان سے پیری کی آتی آپ — اوبہر تشریف اپنی لاتی آپ
غرض ان کو سپکی لنگتی ساتہ — کہا اک شرط ہی تہا موہرا ہاتہ

لب مینا سی ٹپکا ارغوانی — جو حاصل ہو بہار زندگانی
کہ آغاز سخن کا ہے زمانہ — زبان پہ اسطرح ہی پہر فسانہ
مزاج مہر مین گرمی سی آئے — فراغت شاہ نی کا موت سے [illegible]
کہ جب چپ ہو چکی تین ایک خدا — ہوتی اوس زن کی کہنی طیار
مین تنہا تہی مین حال [illegible] — جو گذری ہی تہ اوس سے [illegible]
جو میری ہمسری کا ربی ہمیا — تو [illegible] کہا وان بہ وہ سامان

وہ بولی ہی مجھی منظور یہ بات
سنا ماں نے ہوئی غمگین بہو زار
تو بیٹی کو بلا کر کے یہ تکرار
وہ بولی مین نہین ہون مطلق آگاہ
جھکی گردن گری ماں کی قدم پر
بنا پاؤ سے گگری ہر بعد مجھکو
کہا ہی بیٹی نہ کہہ اب سا غلط ہے
اڑا طائر یہ کہتے کہتی ناگاہ
فراغت پائی سو یا شاہ عالی
وہ بولی کہہ چکا جب حال نکلے
کہ جیسے تیری جان بخشی لکھا ہے
یہ کچھ فرمائی شہزادہ سکا سچا
دلاور میں کسی سے بغض و حسد ہے
اودھر اوس طفل نادان کی سنا ہے
اذیت اس عجب سے پائی
اسی مانند میں دستور مضطر
کہ مجھ ہم بیٹی پایا سبھی سے حال
ڈرانے لگے مگر چارہ نہ پایا
بڑی حیرت ہوئے جس تہی سنا
خطا کس سے ہوا کوئی گرفتار
کہ لیجا اس غلام بد گہر کو
سنا دستور نے جب حکم السیا
نہایت حیرت افزا ہی کہانی

کہ کہنا کسطرح سارا یہ جنجال
رہی وہ نوجوان دل سی فراموش
کہ بھیجا کسطرف کو توقی وہ یا
نہ لوا ان پہ طوفان مجھ پہ لید
زیادہ برق سے تھا قلب مضطر
نہایت جلد دیکھیں گے عدم کو
ڈرانی کو اشارا یہ فقط ہے
محل سکی خسرو مشتاق فی الحال
کہا ز شب ہوتی جسوقت جاتے ہے
کہ یہ ترکیب میری سطرح تھے
خدا ہی جانے کیا تقدیر پائی
تری تقصیر ہی میری خطا کیا
[illegible]
خدا کا ڈر نہ مطلق جی میں آیا
کہ اسدم تک ہی خیرات اٹھاتے
بلا اوس مرد زنگی کو یہ [illegible]
[illegible]
جو گذرا تھا زبان پر آ گیا
کہا ناحق ہوا دستور پامال
نہین ہی جا آسائش نہ یہ نہاں
سزا دی دل سی ناخلق خونخوار
اٹھا وا واقعی تہا یون ہی پیا
سنا یہ شخص ہا صادق کے زبانی

بڑی مشکل سی اوسنی قول الکل
پس از لحظہ کچھ وہ سکا اگے بات لا
کہ جسنی بی سب سکا کیا خون
جب اوسنی ماں مخبر کو بلایا
کہا مادر سی رخصت ہوتے ہیں ہم
یہ سنکر اشک مادر کی بھر آئے
بلا جانی تری یہ بات کیا ہی
نہایت جلد بانو پاس آیا
اٹھا سلطان کہا بانو تلی بیجان
سنا دستور نے بولا کہ صد آہ
مین لیجاتا ہون تجکو پیش سلطان
مگر دل مین بہت ناراض دستور
اسی کو سی یہ جو گذر رہا ہی
اودھر اک خون بیگم کا کیا طور
بس اب دیکھیں کہانی اور کنیا
پکڑ کر ہاتھ لایا پیش سلطان
یہ کہہ زنگی سی بولا ہاں بیان کر
نہی سارے جہان سے جیت و قلندر
اودھر سلطان بھی تھا خاطر پریشان
غرض دستور دانا کو بلایا
نہین ہے رحم کی شایان کمبخت
مگر ای شہ سمجھی کی نقل ہی یہ
مناسب ہے کہ پہلی وہ سنین عوض

کہا وہ حال جو کچہ تہا سراسر
طبیعت کا جو غمگین تھی ہنک بدلا
کہا مجھ پر بخوبی سب یہ مضمون
تب اک لڑکی سامنے تن مین آیا
اب سن دنیا مین ہین کچہ لحظہ کچھ دم
سخن تسکین خاطر کی سناتے
یقینی لغو سارا مدعا ہے
سب اسباب طرب موجود پایا
کہو ہی کسطرح قصی کی سامان
تری تقصیر کی کوئی نہین راہ
سنا پہر اوسکو جتنا ہی بیان
کہ دیکھا کچھ عجب دنیا کا دستور
نہ رحم انکو کسی صورت ذرا ہی
کہ جسکا سارے عالم مین ہوا شور
بظاہر یہ مصیبت ہے بہت سخت
کہا شہ نے یہی قسمت کے احسان
وہ قصہ سیب کا ہی کسطرح پر
ہوا سلطان بھی قصی سی خبردار
کہ اس دنیا کا ہی کیسا ظرف سامان
زبان شاہ پر اسطرح آیا
عقوبت چاہیے اسکی بہت سخت
یقین ہے گر سنیں آپ اسکو ہو شاد
دکھاتی ہین فلک کے اور ہی رنگ

اگر شایان آمرزش ہو وہ حال / تو اوس دم یہ غلام نو بنا فعال
سزا ہی دار سی پائی رہا تے / کری تا عمر دل کی جیب سلتے

ابھی باقی تھی کچھ بانو کی تقریر / مٹی جو دو سحر کی وشب کی تصویر
بجا ہر سو نوید صبح کا کوس / ہوئی خاموش خاتون شاہ داور

رات ۲۲

زمرد گون پلا اک جام ساقی / کرین ہم آج جان نثار ساقی

سرور بادہ سی خوش کر دل / تو پھر آسان ہی ہر کار مشکل
ہجوم شوق نی تکلیف دی ہے / یہ استدعا نہیں ہو جیب کی ہے

لحاظ آبرو رخصت طلب ہے / تمنا بر ہمی ہر دل سبب ہی
صراحی کی صدا کا جی ہے مشتاق / نظر کو ضعف ہی ہی و ہی مشتاق

کہان ہی قلقل مینا سنا جلد / مین صدقے جاکی مہمانی سی لا جلد
وہیں سی ایک نغمہ ہے خوب لبریز / کہ جسمین ہو شراب روح آمیز

لبی ہمراہ آتا وین دعا ہم / کرین شرط صحبت کچھ ادا ہم
جہکاتین بار احسان سے سر اپنا / لٹا دین نام ہی پر سب گہر اپنا

پئین گے وہ تمہین احسنت خیر اک جام / لکھین آغاز مطلب پہر بآرام
زبان پر آتین لفظ طرب خیز / سناتین یون کہانی حسرت انگیز

کہ جب سے پیاس سے پھر چکا دل / ہوئی خورشید کو تکلیف نازل
نظر آتی لگا نو جہان تاب / تعلق نی دکہاتی اپنی اسباب

تھا یہ دشت پیا دشت آیا / بہت مشتاق پھر گشت آیا
پہر اک چیدیر سر جانب شہنشاہ / پہر آخر لی وہان او سطرف راہ

جہان طاقت نہ باقی تھی فسانہ / طبیعت ہوتی حیرت کا نشانہ
سنا کرتا ہی وہ طاہر یہ آغاز / کہ بیٹی کو کیا [illegible]

کہا مطلق نہ کچھ جسمین ہو بیجان / نکلجاتین گی سب خاطر کی ارمان
غرض ٹھنڈا ہوا اوسکا کلیجا / مگر سوچی کہ دیتی ہی یہ سو کہا

مقرر دی گئی یہ تکلیف بیحد / کر ذلین تو گنتی ہی اسکی اک حد
تامل سی کہا رو کر کہ مادر / مرا وعدہ ہی اب آیا برابر

مین کیا صورت نے کہا دونگی کسیکو / سنبہالونگی بہلا کسطرح جی کو
جب آئیگا مجھی سیات کا دہیان / کہا دو پہی ظاہر اپنا ایمان

خلاف خاندان لانے عمل مین / سنا ہی سی کہ جہان و اج کل مین
تو اوس دم صبر ہو نا مجھسی معلوم / یقینی دیکہنا مجکو ہی معلوم

سنی بیٹی سی مادر نی جو یہ بات / تو بولی وہم زرا لی ہی یہ بات
سحر کو آپ کرونگی اسکی تدبیر / اگرچہ ہم نہ تکنگے تیری تقدیر

تو کوئی شکل اسکی تہ لگی بنتی / کہ پہر جاتینگی جس سے غلب کے ہوش
بہر صورت تسلی دی یہ کہکے / کہا رخصت نہ ہو جی اسکی جیکو

یہ کہتی تھی کہ شوہر اوسکا آیا / پدر نی اپنی بیٹی کو بلایا
گئی تسلیم کو پہر با دو صد حال / کہا اوسنی پہ سلی ہی خفقان و ابال

مرض تہا بہائی کو اوس سی سو وہ / نظاہر تو نہ کچھ افسردہ تھی وہ
مگر اتنا نہیں معلوم کیا تہا / جو بولی پا بہن کہا صدمہ ہوا تہا

یہین طاہر نی پہر روکا زبان کو / کہا آگی نہ لفظ داستان کو
پہر اوٹھ آگی سو یا قریب بانو / کہ اس عرضی ہین لانے نپی آنسو

اٹھا سلطان جگایا دلربا کو / کہا ظاہر کرو اوس ماجرا کو
کہ جسکا کل رہا باقی اشارا / نہین تنہی کہا وہ حال سارا

وہ بولی ایک شاہ با وفا تہا / جہانمین نام اوسکا پارسا تہا
نہایت نیک بخت و نیک خلق تہا / حسیم و با مروت عدل گستر

رعیت کو وہ رکھتا تہا بآرام / زمین مصر کا تہا شاہ ذی نام
نہایت قدر دان اہل سخن تہا / طبیعت مین غرض یکسر کا فن تہا

وزیر اوسکو دیا تھا حق نی ایسا ۔ کہ اوسکا نو کر سیو انسان سی کیا
ہزاروں طور کی لطف و مدارات ۔ ہر اک کی فکر راحت اوسکو دن رات

اوسی دستور کی فرزند تھی دو ۔ نہایت خوبصورت او رخوش خو
بسبب امروں مین برابر تھی پدر سی ۔ بہت محظوظ و خرم اپنی گہر سی

بڑی تھی کامل بڑی استاد ہر فن ۔ تردد سی جہان کی پاکدامن
اطاعت سی پدر کی اونکو تھا کام ۔ نماز روزہ مین مصروف تا شام

ہر اک سی نیک باتین اونکو کہنا ۔ عوض غیروں کی انداز سہنا
جہان مین باپ سی نامور اونکا فرزند ۔ تمنا آمیز اونکی حق مین مضمون

بڑی کا نام شمس الدین محمد ۔ نہ تھی دلمین کسی سی رنج و کد
جو تھا خرد اوس سی وہ بھی نیک انجام ۔ جہان مین اوسکا نور الدین علی نام

بہم دونو مین تھا اک ربط کامل ۔ جدا ہوتی کسیدم کو نہ مشکل
قضارا اکدن دستور ذیجاہ ۔ کہ تھا از بس خدا داد حق آگاہ

ہوا بیمار ایسا جان سی گذرا ۔ زمانی مین رہا اک شور برپا
سنا جس نی کہا ہیہات ای وای ۔ کہاں ایسا امیر پائینگی ہای

فراغت پائی جب بیٹوں نی غم سی ۔ ہوئی ممنون سلطان کی کرم سی
بلایا اور دیا خلعت بدستور ۔ ہوئی وہ دونوں بیٹی شہ کی منظور

کیا آباد و ملک شہر کو خوب ۔ ہوئی سلطان کو دونو دل سی محبوب
بڑی خاطر بڑی تھی بڑہا تاج ۔ زیادہ تر پدر سی نام پاتی

ملک دلسی رہا مفتون و شیدا ۔ ہوئی کام اسطرح کی اونسی پیدا
برای سیر جاتا تھا اگر شاہ ۔ تو لیتا ایک کو اونمین سی ہمراہ

یہی معمول تھا اوس شاہ کا نو ۔ غرض ہوتی تھی دونوں شہر
کسیدن دونو بھائی جب گہر آتی ۔ تو کہانا کہا کی لیٹی لطف اٹھاتی

بڑی بھائی نی چھوٹی سی کہی یہ ان ۔ مری دلمین نیا آیا ہی مضمون
ارادہ ہی اوسی تمسی کہوں مین ۔ جواب اوسکا اسیدم جو ہو تو

سنا جب چھوٹی بھائی نی یہ آغاز ۔ کہا ارشاد وہ ہی کونسا راز
بجا لاؤن بجان و دل اسیدم ۔ ابھی فرمائیے ہاں ای مکرم

یہ باتین کہہ رہی تھی شہ کی خاتون ۔ کہ کیفیت سی شب کی دگرگون
جمال وضع بانو نی جو دیکھا ۔ کہا شہ سی کہیں کل یہ قصا

رات ۱۲۲

دکہا مے کا ذرا دیدار ساقی ۔ نہین بہاتی ہمین تکرار ساقی

کہاں تک آرزو کی ناز اٹھائیں ۔ سوال جام تک کیون تو لائیں
کہ خاطر مضطرب ہی جیسی بسمل ۔ زبان سی بات بہی کرنی ہی مشکل

ہجوم بیقراری ہی خلش پر ۔ تمنا کہہ سی ہی ہای ساغر
مزاج حوصلہ اونڈا ہوا ہی ۔ عجب عالم یہان پیدا ہوا ہی

کہ ہر لحظہ ابلتی ہی طبیعت ۔ نہین دم بہر سنبہلتی ہی طبیعت
خدا را اٹھ نہایت جلد ای یار ۔ کہ اب ہی زندگی کی کیفیت دشوار

کوئی ابتر یہ یاد می کا ساغر ۔ پیئیں دو چار گہونٹ اوسکی ابر
کہ لب تر ہون گلو بہیگی کوئی دم ۔ زبان سی نکلین کچھ الفاظ مبہم

سمجھ مین نہ آسامع کی کوئی بات ۔ مضامین کو ہو معنی سی ملاقات
ادا ہی مدعا ہو نظم کی ساتھ ۔ بڑی دامن مین یا ہر مطلب کی ہاتھ

کہ جب ہلکا ہوا احسان شب کا ۔ گیا وہ پاس سلطان کی طلب کا
اٹھی محفل جام شیشہ ساقی ۔ بجز سلطان کچھ بہی نہ باقی

فروغ صبح سی دشمن ہوا گہبر ۔ بڑہا یہ دہشت کو سلطان آخر
پہنچتی ہی نظر آتی وہ حاتم ۔ سنا وہ ایک لعین کرتا ہی خاتم

کہ بیٹی سی پدر نی سنکی سب حال ۔ کہا آنا نہیں خاطر مین جنجال
بلایا اوسکی باپ کو اپنی نزدیک ۔ کہا یہ قصہ ہی ہوسی بہی نیک

مین استفسار مین ہون سخت حیران
کہ نور چشم ہوگی دل پریشان

وہ ان باتون سے تہی کسدن خبردار
نہ کہنا کچھ اوسی زنہار زنہار

کہا زوجہ نی بہتر ہی جو ارشاد
بجا لاؤنگی مین سب خانہ برباد

کیا دفن اوسکو اک کنج نہان مین
کہ جسکا ذکر ناممکن بیان مین

کہا اب سچ بتا جو تجہسی پوچہون
یہان تنہا ہے یا تو کہ مین ہون

مگر ہون جوش الفت سی ناچار
نہین تو کہتے تجکو سردار

بلا سی مرگئی ہوتی کہین تو
کہ ہوتی آج تفویض مین تو

اٹہی بیٹی ہوئی قربان مادر
لگی کہنی نہ ہے احسان مادر

اسی جا چہوڑ کر طائر نی آغاز
فراز نخل سی کی جلد پرواز

رہا کچھ لحظہ بانو سی ہم آغوش
پہر آخر بنید نی اپنا کیا جوش

وہ بولی اب بڑا بہائی یہ بولا
کہ بیٹی دل تمہارا خوب تولا

مری بہائی مجہی یہ دہیان آیا
طبیعت نی عجب جہگڑا اسجہایا

سو ہون ایسے ہی دو بہنین بہی ہمراز
بزرگ قوم خوشتر اور خوش آواز

اوسی شب دے تو جاہین بہو ہوان پاس
نہ آئی ایک کے بہی جی مین سواس

ولادت کا زمانہ جبکہ آئے
خدا فرزند کی صورت دکہائے

یہ دونو صورتین بہی یکدن ہون
برابر تا کہ اون دونون کے سن ہون

تو ہم کر دین ہم دونو کی شادی
کہ پائی شہر تین عالی نہادی

وہ بولا خوب ہے بہتر ہی ارشاد
بجا لاؤنگا دل سے مین غم آزاد

کہا جو بیٹی اوسکو تو نی مانا
خدا قائم رکہے تیرا زمانا

کہ اک اقرار نامہ بہی ہو تحریر
دکہائی وہ گہڑی جسدم کہ تقدیر

وہ یہ مضمون ہے یعنی اک جاگیر
کہ جسمین گنج ہون تین تحریر

ہزار و دو ہزار اس سے ہون کم
یہ سب چیزین ہین پہلی فراہم

سنی بہائی کی جب بہائی نے تقریر
کہا یہ بہی خلاف عقل تدبیر

نہین تکلیف دینی اوسکو منظور
بدل جاتی کہین جی کا [illegible]

یہ لاش مردہ تفویض مین ہو
سوم چہلم جو ہونا ہو نہین ہو

ید یہ کہکی گہر سے باہر آیا
پری کی ماتی وہ لاشہ اٹہایا

سوم چہلم سی فارغ ہوگیا یار
بلایا اپنی بیٹی کو یہ تکرار

نہ تم نانا مین سمجہی حال تیرا
بہت آزردہ ہی جی تجہسی میرا

کہ تونی داغ کہنی کو لگایا
کسی کا بہی نہ مطلق پاس آیا

یہ کہکر خوب وہ حد سی فزون
کہ بیجا اشک کے جا آنکہ سے خون

کہ اس تقصیر پر یہ پردہ ہوتے
خطا پر مہر کی یون گرم جوشے

شتہ نے سجادہ خاتون پاس آیا
طبیعت نے نہایت [illegible]

کوئی دم سو رہا جاگا جو سلطان
کہا بانو سے یا ان راحت جان

تمہین لیتے شکی ہی میرا ارشاد
رکہے اللہ یا اقبال آباد

کہ ہم دو بہائے تہین ایسین یکدر
جدائی جن سے اک لحظہ ہی منکر

او نہین دونون سے ہم دو کہتی ہون
بہم سامان شادی [illegible] ہون

لیکن قربت وہ دونو بار ور ہون
پہر اک شوہر کی منظور نظر ہون

تمہارے گہر مین بیٹے کا ہو سامان
مجہی دی دختر پاکیزہ [illegible]

پہر اسکی بعد جب قسمت شتاب آئی
طبیعت وصاحب علم ہو پائی

کہو تم مین تمہین منظور کیا ہے
بجا ہی یا کہ بیجا ہی [illegible]

کہا پہر اوس بڑے بہائی نی بہائی
طبیعت اسکی [illegible]

اب اسدم اک خیال تازہ آیا
ارادہ اوسکو [illegible]

خلاف اوسکی نہ آئی پہر زبان پر
نہ ذلت پائی دل نی وہ بد اختر

کنیزین تہین اچہی قابل کار
رہا لب بستر تہین مین طیار

زبان عقد دو اسی بیٹے ہو کو
کہا میری طبیعت خوب خوش ہو

یہ تمکو چاہیے ہی ٹہیکہ دینا
مجہی زیبا ہی یہ تمسے لینا

سوا اٹھی بات فرمانی ہو بہائی
کہی کی کیا نہین سناے خدائی

بڑا بہائی ہوا آزردہ جیمین
کہا الفت نہین باقی ہے کسی مین

ہوئی خاموش بانو کہکی یہ بات

رات ۲۲۲

ہزاروں ہو چکی احسان سائے
پہر اکی او مین قربان سائے

اوسمین کا کوئی سلطو عطا کر
نوازش مہربانی سے بلا کر

وہی پہلا سا دلکو جوش آئے
خیال مطلب بہوش آئے

وہی نقط و معانی پہر بہم ہون
انہین جہگڑون کے پہلو یون بہم ہون

ظہور صبح نی بستر جمایا
قدم لینی فلک کی مہر آیا

کہ دیکہون کون خوش ہے کون غمگین
دکہاتا ہی فلک کیا حسن تزئین

کہ تیری فضل سی کام میری ہو لا
یہ ہی آباد شہر و ملک و صحرا

سنا افسانہ طائر کہہ رہا ہے
کہ اس دنیا مین سامان نیا ہے

ہوا ہو کچہ اب اوس سے باز آ تو
خیال شوق کا جہمین نہ لا تو

کہ پہر ایسی خطا مجسی نہ ہوگی
کسی پہ یہ جفا مجسی نہ ہوگی

ہنسی باپہر گلے اوسکو لگایا
زمانہ دوسرے دن کا جب آیا

کسی مینی کہا کچہ دلمین سمجہی
مصاحب ہیر جو تجربہ فزا تہے

رقم کر شاہزادی کو لی آیان
مجہی ہی جی کہینی کا اوسکی ارمان

لکہی تیر ایدہر اک نامہ سطور
کہ اہی شاہ زمانہ کچہہ غور

اگر کچہ حوصلہ ہے باہر آ تو
مجہی بہی نہی جرات کچہ کرا تو

تو آؤن شاہ کے پہر قدم بوسہ
رہی باقی نہ پہر دلمین کچہ افسوس

بلا لو اونکو پوچہو مدعا سب
کہ تا معلوم ہو اظہار مطلب

گہر اپنی شاہ عالیجاہ آیا +
دل بانو کو بیحد شاد پایا

پہر اسکی بعد بستر پر وہ لیٹا
رہا جب کم زمانہ عمر شب کا

پہر آگی کیا ہوا حال برادر
وہ بولی وہ بڑا بہائی مکدر

غرض ہونی لگی ابسمین تکرار
رہی رنجیدہ دل پہر دونو طیار

غلط سمجہا یہ جو کچہ مینی سمجہا
بڑا ہو اس خیال و آرزو کا

کہ نو صبح تہی باقی نہ تہی رات

وہی پہلی جو دی تہی تیر و شگاف
بشکل فکر کامل سر بسر صاف

کہ جسکی فیض سے غرض سخن ہو
خوش و محظوظ ساری انجمن ہو

وہی فیض ان مان ہو راحت دل
وہی پہر قصہ باقی ہو کامل

کہ جب آغاز شب آخر ہوا جلد
بیان قصد شاعر اڑ گیا جلد

بڑا سلطان پہر اوس صحرا کو جب سے
مگر پہر سوا اشارہ تہی نظر سے

پہر اجس جسطرف پایا سب آباد
کیا خالق کو اپنی شاہ نی یاد

پہر اسکی بعد آیہو بجا او چلی
جہان تازہ تعلق ملیح کو تہا

سن ایہاقی اٹہی وہان جو بصد شوق
کہا بیٹی سی آ و خود رفتہ بیہوش

قسم کہاتا کرو نمین عفو تقصیر
لی اسکا خذ یہ کر دی عہد تحریر

وہ بولی حضرت ایمان ہے منظور
خلاف حکم کیا میرا ہی مقدور

تو بولی اپنی بیٹی سی وہ ازسر
نہایت جلد بہیج اک اوسکو پیرا

وہ اب اوس قوم انسان کی ہمراہ
تری ہمراز و مطلب سے ہی آگاہ

جب آوے وہ تو سمجہا انکو گہر جا
وہان سے ساتہ لا پہر لشکر اپنا

بقصد جنگ مین لایا ہون لشکر
نہ سمجہو ہون کسی صورت مین کمتر

سوا اسکی تمنا ہی ہی اک اور
بچشم لطف و احسان ہے اگر غور

سنا تین گے وہ نامہ پڑہ کے مجکو
کہونگی اونسی مین اسمین جو کچہ ہو

یہ باتین سن کی تہا شاہ باہوش
کہ وہ طائر اڑا اونسی بصد جوش

ہوا خلوت گزین بعد از غذا کے
پر آئی حوصلے پہر مدعا کی

تو سلطان خود ہوا بیدار ناگاہ
پکارا اپنی خاتون کو کہ واہ

نہایت طیش مین یا بصد جوش
ہوئی بہائی کی الفت سب فراموش

کہا شادی ہوگی اے برادر ۔ مجھے تکلیف دی تو نے سراسر
مگر تدبیر اسنے دل میں سوچا ۔ کہ وقت صبح کیسی شہ سی قصا
بڑھی نے یوں کہا میں تب کا جھگڑا ۔ حضور خسرو حالی کہونگا
یہ کہکر وہ تو پہونچا پیش سلطان ۔ رہا یہ منتظر سر در گریبان
یہ کہتا تھا نہ دونگا بھائی کا ساتھ ۔ ملا سے گونہ دولت آلی اب ہاتھ
منگایا ایک خنجر اوسکو لادا ۔ زر و سیم و جواہر بیقدر تھا
فلک کی کاوشوں سے بیخبر تھا ۔ نہیں دلمیں کسی صورت سے ڈر تھا
کہ اتنی میں یہ چرخ کینہ پرور ۔ کہ یہ بیوجہ بھی سب سے مکدر
یہ عالم دیکھ رویا بیکسی پر ۔ ہوا مانند عاشق دل میں مضطر
مری مالک بس اب مجھپر کرم کر ۔ کوئی لحظہ تو یہ تکلیف کم کر
یکایک رحمت حق نے کیا جوش ۔ ہوا پیدا سوار نیزہ بر دوش
غنیمت اوسنے جانا اوسکا ارشاد ۔ کہا صاحب ہو تم خانہ آباد
سوار اوسکو لی آیا تا بہ مامن ۔ اتار الا کی اک اچھی سی جا میں
وہاں سے پھر چلا وہ سوے بازار ۔ کہ تا ڈھونڈی کسی جا قصر طیار
یہ کہتی کہتی خاتون نے جو دیکھا ۔ تو پایا اور ہی کچھ رنگ شب کا

یہ لیکر او رجا پر سو رہا وہ ۔ کہ گیتی تھکی درماندہ سا تھا وہ
غرض آخر ہوئی باقی کی جب رات ۔ ہوئی بھائی کی بھائی سے ملاقات
مراد ہو تو دونگا تجکو مقدر ۔ نہوتا حوصلہ اوروں کا مجھپر
نہایت اسکی بہن سے تعلق تھا ۔ سراپا تنگ جسم و چہرہ فق تھا
نکل جاؤں کسی جانب تو بہتر ۔ کہ بھائی ہو گیا ہے مجھ سے مکدر
ہوا پھر جلد اوس جا سے وہ آ ۔ بنا دل ناوک غم کا نشانہ
چلا جاتا تھا جوش آرزو میں ۔ لگی شہر و مکان کی جستجو میں
پڑی ایذا رسانے ہوکی طیار ۔ کہا خنجر کو اوسکی سخت بیمار
کہا یا رب یہ ہی تقدیر پائے ۔ کہ نوبت پاؤں جلنی کی اب آئی
کمال بیقراری سی جو رویا ۔ تو دامن آنسوؤں نے خوب دھویا
پکارا آہ ری گھوڑی پہ چڑھ کے ۔ اگر توفیق اور ہمت خدا دے
یہ کہکر جلد اوس گھوڑی پہ آیا ۔ طبیعت نے نظارہ سے حیرت پایا
پڑی اثنا در کہا ممنون ہوا ہے ۔ کہ از حد عاجز و مجبور تھا میں
سکونت کا ٹھکانا ہاتھ آئی ۔ تو اوسدم بیقراری لگی جانے
سحر کی نور نی رو کا زبان کو ۔ رکھا موقوف بانونے بیان کو
خوشا قسمت کہ ساقی نے دی کر ہم ۔ پہنچ گئے تھی جہاں تک ہم ہے زدم

رات ۲۴۴

الٰہی ہو ہمیشہ میخانہ آباد ۔ ہر اک مشتاق جام بادہ دلشاد
ہمیشہ یہ نشہ ساغر مبارک ۔ تقاضا بادہ کا گھر گھر مبارک
ہجوم کیف رونق بخش جان ہو ۔ سخن لذت فزائے داستان ہو
مزاج مدعا گستاخ ہوجائے ۔ وہی شوخی زبان پر ناز فرمائے
کہ یعنی قصہ باقی ہو تحریر ۔ فرادی اسطرح اظہار تقریر
ہوئی برگشتہ تاریکی تقدیر ۔ زمین کو صبح کی پہناتی زنجیر
بڑھا پھر جانب صحرا بقصد شوق ۔ خیال افسانے کا خاطر سے ہو محو

الٰہی کثرت سے روز افزون ۔ دل زاہد تر دو زاہد پر خون
ہمیں پی کے ملی جام لبالب ۔ کہ تا راحت سی گذری فرادو شب
معانی لطف گفتگو نی کہا تمیں ۔ مضامین نو عروس کی زیادتیں
وہی آغاز ہی کی گفتگو سے ۔ وہی مطلب ہو پیدا گفتگو
کہ جب بالا نشین زلف شب آئے ۔ سحر نے اپنی کیفیت دکھائی
نظر سلطان کو یہ سامان جو آیا ۔ نہایت جلد اسپ ناز تاکا
یہ سوچی بیٹھنا کہتا ہے ہاں بر ۔ پھری رجب پہنچی ہے یہ بات بتا

کہی ان کی اجازت اسطرح سیں
اونی دی اور لا دونوکو ہمراہ
کرو پیدا نامہ اور بہیجو پری ساتہ
بٹہا کر اوسی شہزادیکو لاتے
کہ خاطر میہمان کی کر ہی بجان
رہا شہزادہ اکدن روز رات شب
پری کی مان نے دیدہ جو دیکہا
غرض جب صبح کا آیا زمانہ
وہی ہمراز اولی اری تہی جلد
ادہر سلطان بہی سوتے قصر آیا
غذا سی پائی فرصت شاہ سویا
وہ بولی یون ہی آغاز فسانہ
کہا کہ بخت بدنی ڈہنگ بدلا
کہ آیا سیر کرنے بیشہ کو
بیابان کرتا ہی وہ آیا جو دستور
تو مین ہی دور کر نزدیک آیا
کہا مینی نہین مقصر ہون مستور
تو مین نکلا تہی تسکین خاطر
اسی صورت سی کاٹون اپنی اوقات
سنی دستور نے جسدم کہانی
ٹہر کچہ دن لبسر کر حسن اوقات
اگر جی چاہی میری ساتہ آتو
دیا اسی شاہ کو ہمراہ آیا

لکہا نامہ بطرز خوب و بہتر
نہایت جلد کر ناصح کو گاہ
اٹہو شہزادی کا لو ہاتہ مین ہاتہ
پری نی یہ خبر جسدم کہ پائی
کہ ناراضی ہو کچہ قلب پریشان
ہوئی ہر طور تیر خط بہ مطلب
ہوئی دلسی وہ شہزادی کی شیدا
پری بولی کہ اب ہو تم روانہ
کہ ہی آغاز مطلب مین وہ تہی جلد
کہا بانو سی خاصہ کچہ پکایا
رخ شہ جبکہ شبنم نی بہگویا
کہ وہ بیچارہ حیرت کا نشانہ
فلک نے اور ہی کچہ رنگ بدلا
گلی کوچی سی تا محظوظ دل ہو
جہکی تسلیم کو انسان بدستور
زمین چومی ادب سے سر جہکایا
مگر مجکو ہوئی کچہ سیر منظور
جو کچہ گذری خدا پر ہی ظاہر
نئی لوگو نسی ہو ہر دم ملاقات
کہا مجہسی زراہ مہربانے
رئیسون سے یہان کی کر ملاقات
میسر ہی جو کچہ راحت اٹہا تو
یہی مسکن منقش قصر پایا

بلاکر اک خواص باادب کو
یہ سنتی ہی اٹہی وہ صاحب رانے
پڑہا جب نامہ وہ ہمراز اول
کہا مادر سی جاکر حال سارا
گئی وہ دلربا سی کی ملاقات
تمنائین جو دل کی تہین بر آئین
کہا تجہین بلاسی گو بشر ہے
نہایت جلد اپنی گہر کو جاؤ
قریب گوش تہی نغز فسانہ
وہ بولی کہاتی سب کچہ ہی موجود
تو اٹہتی ہی کہا شہ نے کہ ایجان
مکان کو ڈہونڈتا تہا شہر کو مین
قضارا اپنا اک تہا جو دستور
سواری کا ہوا ہر سمت چرچا
ہر اک پر کی نہایت مہربانی
ہوا راضی بدل دستور دانا
اعزا سی قلق دل نی اٹہایا
ارادہ ہی کبہی گہر کو نجاؤن
نئی شہکائین نئے ملکو نکی دیکہون
کہا ای فرزند کیا تیرا سن و سال
کہ تاریخ اعزا ہو فراموش
سنا جب انہی یہ ارشاد دستور
یہان تک خاطر دستور نے کین

کہا لیجا اسی ہمراز خوش خو
پہنچکر یون کیا پہر اوسنے آغاز
چلی وانسی لیی ہمراہ دنگل
اٹہی وہ اور کیا اوسکو اشارا
کہی ما کی سمجہائی اوسکو ہر بات
بہت کچہ راحتین ہر وقت پائین
مگر خورشید آسا جلوہ گر ہے
کہا ہی جسطرح اوسطرح آتو
کہ طاقت پہر ہوا اوسکے واتہ
بحکم شاہ و فضل رب معبود
کہو باقی کا افسانہ اسی طرزا
پریشان تہا اوسکی جستجو مین
بہت روزون سے اوسکا تہا یہ دستور
سنا اسنی کسی جا پہ ہی ٹہرا
نظر آئی جو اوسکی قدر دانے
کہا مجہسی یہین ہی کیا ٹہکانا
کوئی لحظہ نہ جب آرام پایا
جہان شب ہو وہین آرام پاؤن
جیون جبتک رہے ایسا ہی مضمون
ابہی سی اسقدر تکلیف آمال
پہر آئین راحت و آرام کے ہوش
ہوئی ہمراہ ہی دستور منظور
وطن کی راحتین بہی مجکو بہولین

سحر سے شام تک لطف و مدارات مہیا ہر طرح کا عیش و نزاہت
غرض کر وزیر وہ دستور بیجاہ کہ جو لایا تہا مجکو اپنے ہمراہ
زمان نسب وہ ہی نزدیک آیا زبان پر وہ کی لفظ چند لایا
کہ ای فرزند میں پیر کہن سال مطیع حکم ہوں تیرا بہر حال
ابہی اک فکر ہے درپیش و نزاہت گذرتی ہی اوسمیں ساری رات
یہ کہکر پہر ہوئی خاموش تو وہ کہ شب باقی نہتی تہا او رضیعون

رات ۲۲۴

ہر اک سو صبح کا تہا نور روشن صدا دیتی تہی مرغان نغمہ زن
زمانہ اور ہی لا اب تو ساقی اگر ہو ختم کی تہ میں درد باقی
دم بیچارگی ہی کچہ کرم کر مے مینا و ساغر پہر بہم کر
ملا اسنہ سے کہ نکلی حرف مطلب نظر آنکہوں کو آتی عیش کی شب
تلاطم آرزو کی جی سے کم ہون فقط ہون چند ساغر اور ہم ہون
پئیں پیالے پہ پیالا بے تامل زبان ہو آشنائی لذت مل
ہجوم کیف لغزش دے سخن کو مزے شربت کی حاصل ہون دہن کو
مزاج بیخودی ممنون مے ہو سرور شوق میں پیدا ہوئی ہو
کہ جب گیسوی شب کا کٹ گیا بل ہٹا پردہ کہلا چہرہ سحر کا
کہا سلطان نے چلیے جانب دشت کوئی دم دیکہیے رہوار گلگشت
غرض گہوڑے پہ بیٹہا شاہ ذیجاہ ہجوم شوق میں لے پہر ہی راہ
جدہر سے آمد و شد روز کے تہے اجازت سحر ہوتے تہی حجی کے
کہ سنیے چیل کی طائر کا فسانہ اگر آرام دے کچہ دم زمانہ
ڈہلی تہی دوپہر جو شاہ آیا فراز نخل اون دونوں کو پایا
سنا طائر یہ کہتا ہی بصد جوش کہ اے شہزادہ صاحب ہوش
اتر کر تخت سے جب گہر میں آیا تو لوگوں نے بڑا ہی غل مچایا
کہ آیا شاہ کا پور جوان سال مبارک یہ چراغ دولت و اقبال
خبر پا باپ نے جسدم یہ پائی تو گویا روح تازہ تن میں آئی
عزیز و اقربا دوڑے برابر گلی مل مل کی روتی خوب بادل
رہا تادیر یہ ہنگامہ برپا کہ کوئی چومتا تہا سر کوئی پا
کیا ادنے اوسکو زیب مسند ہوئی محظوظ و خرم دل سے بیحد
کہا ہو جلد آب گرم طیار نہانے کا مقرر ہی اودلدار
طعام عمدہ پکوا کر کہلایا پہر اوس ہمراز کو اونے بلایا
بہت خوش ہوئے شہزادے کی مادر لگی کہنے کہ میں قربان تمپر
سلامت تم رہی بیٹی کو لائیں زہی قسمت غریبوں پاس آئیں
اس احسان کا عوض تمسے کہ کیا سو اسکی رہیں ہر وقت شیدا
وہ بولی آپ کیا کرتی ہیں ارشاد خدا صاحب رکہی خانہ آباد
میں لونڈی ہوں نہیں رتبہ میرا جو کچہ ہی آپ ہی احسان تیرا
اسی صورت کی باتیں سنتے کہیں دعائیں صاحب خانہ نے پہر دین
پہر اسکی بعد شہزادہ نہایا بدل پوشاک ان کی پاس آیا
لٹایا باپ نے پہر سو زر و مال ہوئی محتاج دولتمند و خوشحال
مبارکباد کی پیدا ہوتی دہوم رہی قربان وہ محتاج و مغموم
عزیز و خویش سب خوشحال و شاد مہیا عیش کا ہر سمت سامان
یہ الفاظ چند سلطان کو سنا کر پہر اطاسر نے سنا کا برابر
شہ عالی ہمم نے دیکہکر شام کیا رخ سوے خانہ پہر آرام
نہایت جلد آ پہونچا جو سلطان اٹہی بانو کہا میں تیرے قربان
منگا کر کچہ غذا شہ کہا کی سویا مگر بانو کو یوں سمجہا کی سویا
کہ مجکو وقت پر اپنے جگانا خیال رنج خاطر میں نہ لانا
ہوا ایسا ہی جاگا شاہ با ہوش کہا بانو سے ہاں مشتاق تقریر

وہ بولی پھر وہ دستور کہن سال — ہوا جب کہنے کہنی قلب کا حال
تو اس مہمان نے غرض لوگون کے — خوشا قسمت ہے تقدیر میری

جو مجھکو قابل ارشاد سمجھے — ہوا خواہ دل ناشاد سمجھے
مگر اب کہنچے ہم آگاہ اوس سے — کہ جسکی وجہ سے دلکو قلق ہے

کہا دستور نے ہے ایک دختر — نہایت خوبصورت ماہ پیکر
مین اوسکو جان سے بہتر جانتا ہون — بجا بیجا سب اوسکا مانتا ہون

بہ از فرزند ہے مجکو وہ دختر — سمجھتا ہون اسے جان کی برابر
ارادہ تہا کسی سے کتخدا ہو — کہ حاصل اپنی جی کا مدعا ہو

کوئی اس امر کی قابل نپایا — ارادہ تہا عمل مین پر نہ آیا
ہوئی فرزند تجسے جو ملاقات — تو بہتر پائی مینے تیری یہ بات

نہایت شستہ و رفتہ زبان ہے — محبت کا بھی پہلو درمیان ہے
سراسر قاعدہ دان ہر طرح پر — لطیفہ سنج و از حد نکتہ پرور

سو کل کی شب کیا دل نے اشارا — کہ ہو یہ امر اگر اسکو گوارا
تو بہتر اور مناسب اب یہی ہے — جہان مین بیشتر ایسا ہوا ہے

سو جیسی ہے مرضی ہو بیان کر — پہر اپنی بخت کا امتحان کر
سنا دستور کا جسدم یہ ایما — تو اپنی فکر کی اور دل سے پوچہا

کہ اسدم کہتی کیا دستور ہے بات — نہین کچھ عذر کرنے کی رہی گہات
کہا دل نے کہو مجکو ہے منظور — مگر ہون جانب والد سے مجبور

مسافر ہون ٹہکانا ہے نہ گہر — کبہی یانکا کبہی وانکا سفر ہے
ادب سے دست بستہ پیش دستور — ہوا استادہ اور بولا کہ منظور

سنا دستور نے جب قول میرا — تو ہنسکر یون کہا احسان تیرا
نہ گہبرا نا کہ حالت ہے پریشان — مہیا ہونگی کل اسباب و سامان

کرونگا اپنی جا دستور تجکو — بدل یہ ہو چکا منظور مجکو
کہونگا شاہ سے سنبہال تیرا — بڑہیگا دامن اقبال تیرا

جو کچھ گہر مین ہے سیم و دولت و مال — تجہی لکہہ دونگا ای نوجوان قبال
بہت سے باغ ہین قصر و مکان ہین — دفینے جابجا ہر سو نہان ہین

یہ سب قربان مین تجپر کرونگا — بلا ہے جو تجہی سب تجکو دونگا
سنا کہ یہ ہنسی یکبار خاتون — کہا شہ سے سحر کا اب ہے مضمون

نہین ہے شب کہونگی کل کہانی — کہ گر دی جو مہلت زندگانی

رات ۲۲۵

توقف کیون ہے جہکا ساقی گلابی — کہ ہون مشتاق حسن آفتابی
انڈیل اٹہی کہ بس نکلی زبان سے — لبالب جی کی مے ٹپکی دہان سے

خروج آرزو مستے دکہانے — طلوع کیف کے ہستی دکہانے
ہوس کو آہ ہین ہستی کی نیندین — رہین برسون فراموشی کی نیندین

جگاتی قلقل مینا کی آواز — دہن سو خواہش ساغر ہین باز
وہین بتیا بیان ہر مین سخن سے — وہی مضمون کہون انجمن سے

کہ جب وس رات کا ہلکا ہوا رنگ — سیاہی نے دکہایا اور ہی ڈہنگ
جمال شمع سی رونق ہوئی دور — پڑا گیسوی شب پر صبح کا نور

شعاع مہر نے گہیرا زمین کو — بڑہا سلطان مشتاق شہر مین کو
جہان طائر سی طائر ہم سخن تہا — وہ صحرا ابہی بہ از صحن چمن تہا

سنا شہ نے کہ یون کہتا تہا وہ راز — کہ جب شب نے در خلوت کیا باز
تو وہ شہزادہ مان کے پاس آیا — کہا تہا جو پری نے سب سنایا

وہ بولی بات کی تیری خبر دون — جواب اسکا جو کچہ پہنتا ہو سون
وہ بولا ہان مناسب ہے کہ اب آپ — پیام غیر سے کیون چپ ہین اب آپ

کہا بہتر اٹہی پہلو سے مادر — سنایا سب پدر کو حال دلبر
کہ اب تقدیر نے ہی رنگ لائی — کرو بیٹی سے جاکر کتخدائی

سنا اوسنی کہا کیا اس سی بہتر
غرض کوس سحر کی جب ہوئی دھوم
فراز تخت بیٹھا شاہ عادل
زمین چومی تب او دستور ذیجاہ
صدا دینی لگی کر گیت ہر سو
کہ اتنی مین وہ دستور وفادار
اٹھا سلطان لیا بیٹی کو ہمراہ
صدا دی کوس جنگی نی جو یکبار
یہ انجام سخن پورا ہوا تھا
اوسی عالم مین سلطان گہر آیا
تہا دستور کچہ دیر سلطان
صدا پہونچی جو تا گوش شہنشاہ
وہ بولی اب وہ مہمان جو ہان بہ حال
اٹھا دستور گہر سی باہر آیا
یہان باہم رہی احباب و اغیار
کہ بیٹھی دست بستہ پیش دستور
مگر اسوقت کچہ ہوتا ہی آغاز
پدر میرا ہی تہا دستور ذیجاہ
ہمین ہون فرزند خرد اپنی پدر کا
سوا اسکی سنا او نے دوسرا حال
مگر سلطان جو تہا والد سی نامور
ترقی خواہ تہا وہ سارے گہر کا
سوا اوسکا پاس ہے کچہ دلکو منظور

اگر انسان کے پر بہی ہوتی ہر سر
اٹھا بستر سی پر دلشاد و مغموم
گیا پاوس کو دستور با دل
کیا اوس حکم سی لوگونکو آگاہ
بہادر جم گئی پہلو بہ پہلو
حضور شہ گیا اور کی یہ تکرار
وہی سہرا جو تہی خوب آگاہ
کیا کچہ پاسبانون نی خبر آ
سر آغاز پر یہ مدعا تہا
وہی سامان احت خیر پایا
کہ اتنی مین پکارا اک نگہبان
اٹھا بولا کہ آ او غیرت ماہ
بیان کرتا ہی یون اقبال کا حال
نیا اسباب شادی کا منگایا
رہی عشرت کا ہر سو گرم بازار
بیان کی اک کہانی حسب دستور
سناتی ہی زبان کیفیت راز
رئیس مصر ہین ہر طرح آگاہ
نیا سب جانتی ہین سیر گہر کا
جبسی گذرا مہینا اور اک سال
بلایا ہمکو اور بولا بہ افسوس
نگہبان تہا ہماری بام و در کا
ارادہ ہی کرین ہم تجکو دستور

کرونگا اسکی مین تدبیر کل سب
نماز پڑہ کی سلطان باہر آیا
کہا سلطان نے لشکر سی طیار
ہوئی طیار مردان دلاور
صفین طیار تیغونکی عریان
کہ حسب الحکم سب حاضر ہی لشکر
لی آئی ساتہ اپنی ہمراہ ہین پر
کہ اک سلطان بڑا تو ہم تدبیر کا
کہ اوس طالع نی کہولی ہان پرداز
وہی چرچا وہی ہی جہلین ہنگ
کہ سونی والو جاگو رات کم ہی
سنا ہمکو کہانی کا پہر آغاز
کہ وقت صبح جب خورشید چمکا
کہا سب دستون کے یون منظور
ہوا ایسا ہی جب ہان محفل
کہ اب تک پہونچی پہایا
وہ کیا یعنی مین کسکا ہون جلدبند
بشکل مہر و حسن چار سو ہی
بڑا بہادر ہی اک میرا ہی
وہ یعنی پدر نی جب قضا کے
کہ ملک مصر کا مین ہون بہ ندار
بڑی ہی افسوس کاٹی اوسنی
سحر کو کل در دولت پر

بر آیا ہی کہا نہایت جلد مطلب
سر تسلیم عالم نے جہکایا
بجا لا امر و الا جا خبردار
بشکل ابر تر آندا وہ لشکر
اجل حاضر مگر سر در گریبان
اجازت ہو عدو کے سر جاتین ہر
پہر یکی باگ کا تہا جسطرف گہر
قریب آیا ہی رخ کر کی دہر
رہا کل کی طرح پوشیدہ پہر راز
وہی عیش و طرب کے ہر طرف رنگ
یہ صحبت کوئی ساعت کی دم ہی
دکہا کسطرح ہی کیفیت آ
کہا نفنہ جہان عیش و کرم کا
کہ ہم عقد دختر سی ہون
ہم تہی اک جا یا یا ان محفل
جو دو لین تہا نہین وہ آلبیا
سنین سب مہربان حال او سند
نہین ہمین کسکو گفتگو ہی
جہا نہین نام کرتا ہی
تو کہ ٹہ بی بشکل اپنی مدعا کی
تہا ایک تہا دستور ہر کا
ہمین یاد ہی او سکی بات
یہان تسلیم کر یا سب زبانا

یقینی ہوگی خلعت سی سرفراز
کہلی کی ہر طرح یہ صورت راز

سنا جب یہ تو دونو بہائی ہمراہ
گئی دربار شاہی مین بیک راہ

وزارت پہ ہوتی منسوب باہم
حضوری اپنی بخشی شہ نی ہر دم

بہم کرنی لگی ہر طور کے کام
دیا ہر ابتدا کو خوب انجام

بہت راضی ہوا سلطان ذیجاہ
پدر سی بہی فزون اپنی بڑے جاہ

ابہی بانو کی لب پر یہ سخن تہا
فسانہ متصل زیب دہن تہا

کہ شب نی کوس رحلت کا بجایا
نہ پہر آنکھون نی وہ سامان پایا

رات ۲۲۶

نگاہ مہربانی اور ساقی
کہ پہر اپنا وہی ہی طور ساقی

وہی قصد طلب ہی گرم بازار
ہوس کرتی ہی ناحق ہی گنہگار

مزا بگڑا ہوا ہے گفتگو کا
سہارا ٹوٹتا ہے آبرو کا

امیدین گدگداتی ہین کہ لا جام
طبیعت کہہ رہی ہی لی وہی نام

کہ جسکی میم مین مستی کی بو ہے
یورش کی لی سی پیدا جستجو ہے

اوسی پیتی ہین رند قدح نوش
امنڈتی ہین مردون کے دمبدم جوش

سبو ہی وس خم سی کج کج کلہ ہی
ٹپکتا ہی برابر مینہ کہلا ہے

لبالب ہی رہی ہین شیشہ و جام
کہڑی ہین گرد اکثر صاحب نام

اشارے کر رہی ہین دیر سے یار
کہ آؤ ہو شریک بزم دیدار

مگر ہمکو ہی پاس حکم تیرا
بلاسی گو ہی آنکہونمین اندہیرا

یقین ہی ہی ہمین ہم جائین سیرآب
بدلجائی مزاج قلب بیتاب

تری رحمت سے ممنون کرم ہون
فسانی چند تفویض قلم ہون

خصوصاً وہ جو باقی ہی کہانی
کہ جسمین یون ہی آغاز جوانی

کہ جب پورا ہوا انجام شب کا
ارادہ گہٹ گیا حسن طلب کا

گئی گہر اپنی اپنی بزم والے
کہا ساقی سی سب ساغر اٹہا لے

فلک نی بارش نوری سحر کی
مرادین آگئین ہر ہر نظر کی

پڑا ہی پہر منزل مقصود کو شاہ
کہا گہوڑی سی لی تو دشت کی راہ

تہ نخل آکی ٹہرا شاہ ذیجاہ
ہوا اسطرح افسانی سی آگاہ

کہ طائر کہہ رہا ہی وہ خبردار
کہا تہا جسنی اک شاہ جہاندار

بقصد جنگ آیا ہی ادہر کو
مبارک ہو سنی سمجہا ہی سفر کو

یہ سنتی ہی وہ شاہ جن عقیدہ جوش
اٹہا مضطر ہوتی دنیا فراموش

کہا کیا جو ابہی جاے لشکر
اسیدم قتل ہو سب کا برابر

قوی بد حکم جب پہونچا اک سو
چلی ہر سمت سی مردان جادو

کرو عفریت سی بہی کچہ زیادہ
ہوئی صحرا مین آکر ایستادہ

ارادہ تہا کہ ہو اسمین پیکار
گرایا اوسطرف سی ایک سردار

کہا ٹہرو ابہی نامہ گیا ہے
اوسی پر سب حصول مدعا ہے

جو ہمکو حکم آپ اسنی وہ کرنا
ابہی بہتر نہین حد سی گذرنا

سنا اوس قوم جن نی جبکہ یہ حال
کہا مالک سی اپنی اے خوش اقبال

کوئی سردار یون کرتا تہی چلاکر
ابہی بہتر نہین تکلیف بیکار

جواب نامہ پر جو حکم آتی
تو صلح و جنگ پہر ترکیب پاتی

سنا اوسنی کہا بہتر ہی یہ بات
سمجہ لینگی سحر کو ہو گئی رات

یہی کہکر اڑا طائر کسی سو
پہر اصحرا سی پہر سلطان خوش خو

محل کی سمت سے خوشدل آیا
نیا سامان محفل اوسنی پایا

کہا بانو سی آتو سو رہین ہم
کہ خاطر گشت کرنی سی ہی برہم

نہین حال مزاج اچہا ہمارا
اسی سی خواب غفلت ہی گوارا

یہ فرما کر ہوا غافل وہ بیہوش
ادہر بانو کا تہا وہ نیند کا جوش

برابر شاہ کی سوتی وہ گلفام
کہ اوس شب کے لیے آنڈیلا رخصتی جام

کہا ساقی نی جاگو سونی والو
کوئی دم زندگی کا حظ اٹہا لو

یہ سنتی ہی ہوا بیدار سلطان
اٹھایا اپنی بانو کو کہا ہان

وہ بولی اب وہ مہمان جوان بخت
کہ جو تہا مبتلائی آفت سخت

بیان کرتا ہی پہر یون لا مین مسطور
کہ ہم دو بہائیون کا جب ہوا دور

کبہی وہ کام پر رہتا کبہی مین
کبہی وہ محنتین سہتا کبہی مین

تو سب خلقت ہوئی محظوظ و آباد
دعاؤن سی کیا شخص نے یاد

قضارا ایکدن میرا برادر
کہ تہا مجہسی بہ صورت وہ بہتر

لگا کہنی مجہی کچہ آرزو ہے
بہت عرصے سی وسکی جستجو ہے

اگر تم بہی شریک اوسمین ہو بہتر
کہا مینی کہو کیا ہے برادر

بیان جب وسنتی کی مینی نمانا
بہم تکرار کا آیا زمانا

خلش پیدا ہوئی آخر یہانتک
کہ بہاگا چہوڑ کر اپنا مکان تک

سنا دستور نے سب قصہ حال
کہا صد آفرین لو یہ جوان سال

پہر اسکی بعد وہ دستور با ہوش
لگا کہنی عزیزون سی بصد جوش

کہ تم سب صاحب محفل ہو باہم
مجہی اک امر کی پرسش ہی اسدم

کہ شاہ مصر کا دستور ذیجاہ
مرا بہائی تہا خالق اوس سے ہی آگاہ

وہ اک فرزند رکہتا تہا جوان سال
نہایت باکمال و صاحب اقبال

نکلی وسنتی ابہی تک اوسکی شادی
کہ تہی وسکی بہت عالی نہاد

یہان خط لکہہ کی میری پاس بہیجا
کہ وہ دختر تمہاری اور یہ بیٹا

معقد ہون تو راضی ہون نانا
بشرطے گر نہ لاؤ کچہ بہانہ

سو پڑہا کر مینی تم سب کو بلایا
لکہا تہا جو وہ مطلب لبت آیا

پہر اسمین جو کہو لاؤ عمل مین
جواب اسکا رقم ہو آج کل مین

یہ سنکر سب وہ بولی ہان مبارک
نہ لانا چاہیی اسمین ذرا شک

مناسب ہے مناسب ہے بجا ہے
نہایت خوب طرز مدعا ہے

یہ پہونچا جب سخن تا گوش دستور
کہا خوش ہو کی تہا مجکو یہی منظور

بہت کثرت سی شیرینی منگائے
ہوئی تقسیم اون سبکو جو آئے

پہر اسکی بعد قاضی کو بلایا +
پڑہا عقد اوسنی اور تالت لایا

کہ یہ شادی سدا یک تا قیامت
رہین دولہا دولہن با سلامت

ابہی بانو نہ فرصت کر چکی تہی
کہ بدلی اور ہی کچہ شکل شب کی

صدا دی طائرون نے ہر شجر پر
سحر جنکی اٹھی لوگون کی بستر

رات ۲۲۷

اٹہا پہر حوصلہ ساقی خبردار
مناسب ہے کہ ہو ساغر کی تکرار

سوال شوق پورا کر ہمارا
کہ ہی کچہ اور خاطر کا اشارا

صراحی کی طرف رغبت ہے جی کو
نظر جو یان ہی ساغر کی ہنسی کو

ملا منہ سی خدارا بادہ پاک
کہ تا دیکہین بہار صحن افلاک

نشیب خاک سی گہبرا گیا دل
تمنائین ہوئین سطر سائل

ہجوم کیف کی نیندین بہر آتین
ارادی مستیان پینی کی کہاتین

زمین لیتی چلی لب شوق
دہ میخانہ تیری گردش ذوق

پیین ہم و چار جام سیر ہیم
صواب مے عا زاہد کو دین ہم

سرور ہی مین لکہین پہر کہانی
بامید عطا وقت مدد

مزاج سامعین راضی ہو ایسا
کہ پہلی اس سی تہا محظوظ جیسا

وہی طرز سخن بندش ہین آئے
وہی مضمون یون صورت دکہائے

کہ جب پہونچے شب آ کہر آمین سے
لڑین آنکہین جمال پر حسین سے

فروغ مہر کی گرمی دکہائی
مزاج شاہ مین یہ بات آئی

کہ سیر سبزہ شاداب دیکہین
انہین و طائرونکی نیز جب سنین

غرض پہونچا تو گویا اونکو پایا
مزا آغاز کا شب نی اٹہایا

سنا کہتا ہی طائر حال گل کا
جو کہتی کہتی کچہ باقی رہا تہا

کہان تو جنگ کا دہ ہو گیا بند
وہان نامہ یہ پہونچا ابتدہ پند

کہ مین قوم بشر کا ہون شہنشاہ
عدالت کا ہی شہرہ بہت دور
بقصد مدعا آیا ہون سجا
ہماری پاس اک لمحہ کو آو
زبان پر آئین فسانی جہان کی
خوشی سی ہو کی رخصت گہر کو چلا تیز
کہا دستور سی جا بنیں سلطان
طبیعت چاہتی ہی مہربانی
پہر اسلطان ہی جلد اوس نزدیک
وہ لائی تہمنی کہا یا سو پہر ساتھ
کہا پیاری سنا پہر اپنی باتین
کہ بعد از عقد و رسم دینوی سب
بجا لایا اوسی دم امر دستور
کیا دستور نی اٹہکر مجہی پیار
کہ وہ دستور عالیجاہ اٹہکر
نہین باقی رہا پردہ کسی طور
کہو بہائی سی رنجش کا سبب کیا
بڑا نادان تہا بہائی تمہارا
وہ کیا سوچا بڑہی جب تیر تکرار
سنی تہی تیغ چلی کی کچہ ارشاد
کہا مینی بجا ہوتا ہی ارشاد
پہنسا دستور سنکر قول میرا
سبب کیا ہی جو دو ذلہ یان تو آیا

مری تیغ و سپر سی سب ہین آگاہ
وہی منظور ہی جو سبکو منظور
نہین ہی در دلین کوئی جہگڑا
نہ جی چاہی وہین ہمکو بلاو
غرض ہی بسمین باتین داستان کی
عزیز و اقربا آرام پاتین
اسی کا اور بیان کر غوث تیمان
بدل ہی خواہش لطف زبانی
ملا اپنی انہیں سب جبین سی
ہوئی ہمخواب سب وہ ایکجا ساتھ
کہ شب کو سوچتی ہی او کہا تیز
کہا دستور نی مجہسی یہ مطلب
پہن پوشاک آ بیٹہا یہ دستور
فدا ہونی لگی تو کر مجہسی دلدار
سر مسند سی آ بیٹہا اوپر
خلاف اسمین نہین لیکن غرور
بہلا ہو وجہ یہ رنج و غضب کیا
کہ اونسی وہم پر ڈہونڈا سہارا
نہ تمنی ہی کیا اوسکو خبردار
سو اسدم ہو بہو وہ آگئی یاد
نہ بولا مین ادب سی خانہ برباد
کہا جاؤ قریب آیا سویرا
مقرر کچہ نہ کچہ صدمہ اٹہایا

جہان مین نام ہی میرا شیر افگن
محبت دوستی اخلاص و ربط
اگر مہمان نوازی کا ہو کچہ پاس
کہ باہم ہم مین تم مین ہو ملاقات
پہر اسکی بعد جو ٹہہرے کوئی بات
زیادہ اس سی لکہنا ہی یاوہ
بیان کرنا کہ ہی شوق ملاقات
وہ طاہر کہہ چکا جب سب قدر حال
کہا قربان آو پاس ای جان
دم بیداری سلطان جو آیا
وہ بولی اب وہ نور الدین آباد
کہ اب تم پہر نہاو بدلو پوشاک
جواہر کی پہر آئین کشتیان چند
مین جا بیٹہا سو دب بیٹہیں مسند
کہا اب تم ہوئی ندیم میرے
سو اسدم پوچہتا ہون تمسی وہ بات
کہا مینی مفصل ہی وہ یون حال
نہیں انسان کے قابو مین ہر بات
کہ اس عقل و فراست پر یہ ایما
غلط ہرگز نہین ہوتا فسانہ
وطن چہوڑا اسی پر اکتفا کی
کوئی دم بیٹہو خوش شد امن مجہسی باہر
سنا جب یہ اٹہا مین اوسی یکبار

ہزارون کو سہائی سنگی دشمن
عطا بخشش کرم ان سب کا ہی ضبط
تو ہرگز تم نہ لاؤ دلمین وسواس
بسر راحت مین ان سے لطف دن رات
بجا لائین بدل بی رنج آفات
ہوا ہاتہون سی خامہ وفتادہ
تصور ہی یہی خاطر کو دن رات
اٹہا اوس نخل سی چہوڑا نہ چنجال
کہو کہانا ہی حاضر ہی کہا ہان
تو اٹہکر جلد جانو کہو سبکا یار
بیان اسطور پر کرتا ہی روداد
کہ تا مسرور ہو طبع طربناک
انہین پہنا ہوا دل اور خرسند
نہ تہی خاطر مین دنیا کی کوئی کد
دل و جان کے ملی پیوند میرے
کہ انخفا مین ہے جسکی تمنی کی کہی بات
سنا جسدم کہا سن و جوان سال
کسی حسب طلب ملتی رہی گہات
جناب من ہی تجویز والا
بدلتا ہی نئی صورت زمانہ
سو دیکہلی کی یون قدرت خدا کی
نہ آئی اونکی خاطر مین وسواس
محل مین آ دیکہی سب کی دیدار

لیں ان تسلیم و رسم چند باہم
خواصین آئین بولیں ای مکرم

اب وہ خلوت سرا مین جا کے
رہی شب کی ادہر تشریف لا کے

یہ کہہ جنبش تھی بانو کی لب نے
کہ رخصت چاہی وہ محفل نشین سب نے

رہا باقی نہ وان ساقی نہ شیشا
ہوا حسن سحر کا شور پیدا

رات ۲۲۸

مین حضد سے کیون ہو موقوف ہر بات
کبھی ہمسی کبھی تھی ساقی ملاقات

وہی ہم ہین جو منظور نظر تھی
وہی ہم ہین جو از خود بیخبر تھے

وہی ہم ہین جو مے پیتی تھی ہمدم
وہی ہم ہین نہ تھا کوئی کبھی غم

وہی ہم ہین کہ لطف بی نیازی
سدا کرتا تھا اپنی چارہ سازی

وہی ہم ہین کہ اب ہین سائل جام
زبان پر قطرہ می کا نہین نام

نگاہین تک رہے ہین سوی مینا
نہین ہی روبرو لیک وہی مینا

بغل مین جسکے تھا کرتا ہی وہ آرام
نہ کیون مضطر ہو ہر مشتاق ناکام

سو کب تک غفلتین دیں رکھیے خدا سے
نہ کہہ محروم عرض مدعا سی

بہت تاخیر کی لا جو بہر دی
کہ فیض کیف مطلب کی خبر دے

مضامین بہک جائین مستیو نہیں
پڑی شہرت جہان کے لیتیو نہیں

کہ ہی پر کیف اک فسانہ خانہ
بیان کرتا ہی اوسکو صاحب راز

کہ جب وہ تہا مین سی اہل شب
ہوتی نظرون سی پنہان چشم کوکب

سحر کا نور مثل ابر برسا
جہکی طاعت مین ہر سو گیر و ترسا

اٹھا سامان نہی اوس صحرا کا مشتاق
نظر آنی لگا سامان مشتاق

پہرا چارون طرف لیکن آیا پہر
اوسی جا پر جہان طائر کو پایا

زمین پر شاہ زیر نخل بیٹھا
بامین امید دیکھین سنتی ہین کیا

غرض بولا وہ لیکن ساعت چند
کہ بستو سی علی شاد و خورسند

حضور شاہ جب آیا بصد شوق
دیا نامہ پڑہا اوسنی بہی با ذوق

کہا ٹہرو وہ نامہ گہر مین لایا
خوشی سی اپنی زوجہ کو سنایا

کہا اوسنی کہ بہتر ہی ملاقات
کرو تم کوچ یا نسی آج کی رات

لی آؤ میہماں کو اپنی گہر پہ
کمی خاطر مین ہو اونکی نہ بہم

کٹا دن فکر سامان مین وہ سارا
کیا جب شام نی اپنا اشارا

لیا دستور حاضر شہ نی ہمراہ
کہا ہون جس طرف ہمکو بتا دو

قریب نصف شب ہوتے سوارے
بشکل نکہت باد بہارے

خبر سلطان نی سلطان کو جو پائی
تو استقبال کی گردش ان مہانی

ادہر سی یہ ادہر سی کچہ بڑہا وہ
ہوئی مصروف لفظ التجا وہ

یہ بولا کی بڑی بندہ نوازی
وہ بولا آپکی کی چارہ سازی

بہم اوٹہنی لگی لطف ملاقات
کہ اس عز جیسے مین ادہر سی رات

لیے مہمان کو شہ ہمراہ آیا
جہان رہتا تہا خود سلطان کو لایا

ہوئی سامان دعوت ہر طرح سے
کھلی عیش و طرب کی ہر طرف در

یہ ہنگامہ رہا تا آخر ماہ
کہ محو عیش و عشرت تہی وہ دو شاہ

پہر اسکے بعد وقت خلوت آیا
شہ مہمان نی مطلب کچہ سنایا

یہ قصہ کہہ رہا تہا وہ برابر
کہ بولا دوسرا لطف کر سنکر

یہان سی کل سنینگے ہم کہانی
کہ ہی در پیش کار زندگانی

آڑی وہ دونو گہر کو شاہ آیا
کوئی ہوم سو با آرام پایا

اٹھا کچہ دیر مین پہر وہ بدستور
کہا یا نو سی اپنی یون ہی منظور

کہ پہر سنیے وہی باقی کہانی
کہ تا حاصل ہو لطف زندگانی

وہ بولی اب وہ نور الدین اوداد
خواصون کے ہوا ہمراہ دلشاد

بیان کرتا ہی یہ ہو بخاک مکانین
کہ ایسا خوب کم ہوگا جہانین

وہان سیر دولہن راحت فزا تہے
کہون کیا کچہ عجب دلچسپ جا تہے

سحر تک کی قہ قران اب او قات
بڑی آرام سی آخر ہوئی رات

یہان تک تہا بیان حال آیا — شریک اسکی ہی اور اک قضیہ آیا
وہ کیا یعنی بڑا بہائی بہی سکا — کہ جسکا حال اسکی قبل گذرا

اوسی دن آ کے شنبے بہے کی اپنی شادی — ملی زوجہ بصد عالی نہادی
مگر تہا بہائی کی بخشش کا کم دہیان — سمجہتا تہا خفا اوسکو اگر ان

ارادہ تہا کہ تکلیف کم ہو — کسی صورت سی دفع رنج و غم ہو
بہت گہبرا کی اوسکی گہر پر آیا — وہان اوسکا پتا تک بہی نہ پایا

پہ لیتان ہو کی پوچہا کسی سے — پہر آخر کو کہا یون اپنے جی سی
کہ وہ کہکر نہین ہین جانے والی — گئی بہی تو نہین پہر آنی والے

بلائی آدمی نے بہیجے پہر اک سو — کہ ڈہونڈو کسطرف پہونچا وہ خوشخو
پتی اور بی پتی ہر سمت ڈہونڈا — نشان اوسکا کسی جا پر نہ پایا

ہوا نا چار بیٹہا گہر مین با رنج — کہا لوگونسی دونگا دولت و گنج
تباہی گا پتا جو کوئی اوسکا — کہ وہ بہائی نہ تہا میرا جگر تہا

اسی حالتمین گذری تو مہینی — کہ بدلی کچہ نہ خاطر کی قرینی
ہوئی بی بی سی لڑکی ایک پیدا — حسین ایسے کہ جو دیکہے ہو شیدا

چہٹی کی اوسکی عالم مین ہوئی دہوم — رہا کوئی نہ مال و زر سی محروم
وہ چہوٹا بہائی تہا جو بانسر ایزد — سدا مشغول تہا اک ڈہا مین

اوسی دن آ کے بی بی بہی ناگاہ — جنا فرزند خوشرو غیرت ماہ
وزیر با خرد نی جب سنا حال — کہا داماد سی اوصاف اقبال

کرو اسکی چہٹی کی خوب سامان — بلاؤ شہر اور ملکون سے مہمان
ہوا ایسا ہی تا میعاد یکسال — کہ سب معہ جو تہی [illegible] اقبال

رکہا نانا نی بدر الدین حسن نام — بہت اچہا ہوا آغاز و انجام
پہر اسکی بعد [illegible] ستو دیجا — لیی داماد کو اک روز ہمراہ

حضور شاہ لایا اور کہا یون — کہ اے سلطان یہ خاطر مین مضمون
ہوا مین [illegible] میر اداماد — کہ دنیا کی قرینی ہین سی یاد

مری جا سرفرازی پائی اسدم — رہی باقی نہ دل مین کوئی غم
ہنوز افسانہ مطلب تہی وہ خاتون — ارادہ تہا کہے کچہ اور مضمون

کہ ناگہ رات نی آغاز بدلا — ہوئی خاموش بانو دیکہہ تڑکا

رات ۲۶

صحبت ہو تو لا ساقی کوئی جام — سنا کرتی تہی تیری بخشش عام
مصیبت سے وسعون سے آشنا ہو — کہ تجہے عمر بہر فضل خدا ہو

غریبون پہ کرم بیجا نہین ہے — مگر انکار ہان اچہا نہین ہے
اگر کوئی رہا محروم مطلب — تو کیا تجہکو کہینگی بندہ رب

جہکا وہ پیچ والا خم خدارا — کہ اب عالم دگرگون ہی ہمارا
طبیعت چاہتی ہی جوش نشئے — تمنا ہی کہ ہو بادہ پرستے

مری بی بی کی پہر جو سلین پیام — اٹہاتین کیف کے سبدون سے آرام
بہار بیخودی کی رنگ جم جائیں — زمانی کی خیال رنج و غم جائیں

کہلین لب خندہ می سی اگر اکدم — ترشح پائی یون ذوق فراہم
کہ جب تقدیر نشئے نی رنگ بدلا — تمنا و دل نی اپنا ڈہنگ بدلا

لباس صبح نی عالم کو ڈہالکا — کہلا ہر راز مخفی اس جہان کا
لب رخسار کو پانی نی دہویا — کدورت کا تعلق جی سی کہویا

ہنسی معشوق کہا کر پان باہم — کہی ارمان عاشق نی فراہم
مزاج شاہ مین رغبت جو آئے — عنان اسپ پہر سیر اٹہائی

اوسی صحرا مین پہر تشریف لایا — اوسی طایر کو گویا اوسنی پایا
کہ وہ کہتا ہی جب وہ شاہ مہمان — زبان سی کہہ چکا خاطر کی ارمان

تو یہ سلطان ہوا آزردہ جبین — کہ یہ نسخہ کیا پیری او ر آدمی ہیز
بجز انکار کچہ چارا نہین ہی — کرون اقبال یہ یارا نہین ہے

کہا ای شاہ یہ کیا دہیان آیا
طبیعت نے غلط مطلب سمجھایا
پری اور آدمی سے واسطہ کیا
زبان پر آپ لا سکے مدعا کیا

کبھی ایسی ہوتی ہے رشتہ داری
عبث ہے دلکو اسمین بیقراری
سوا اسکی ہو جو کچھ اور ارشاد
بجا لاؤن ابھی مین ہو کے دلشاد

سنا جب شاہ مہمان نے یہ ایما
کہا سید نہین ہی قول ہی جب
شرف ہی آدمی کو قوم جن پر
مین تم سی مرتبی مین کم ہون کیونکر

ملک پابوس کا رکہتی ہین ای جان
شرف کیا قوم جن کو پر انسان
اگر کہنا ہے قرآن پہ حق ہین
تو سمجھا آپ کی ساری تملق ہیں

اجی کس وجہ سی کرتی ہو انکار
نہین ارشاد خالق سی خبردار
بزرگی تمکو ہی ایسکو تم پر
ہوئی چین جبین کیون ای برادر

اٹھو بہی شاہ بانو سی کہو حال
کہین جو کچھ وہ الشاہ خوش اقبال
کرین ہم تم بدل منظور اسکو
توقف ایک لحظہ بہی نہ ہو ہو

مری خاطر کو ان تک جاو بہائی
انہین بہیجو وہان سی آو بہائی
زبان مصروف ہے عرض عزیز
مزا دیتا تہا افسانہ و تمیز

گیا گہر جاکہ افسانہ سپرد انتر
اڑا آگی ہوا ظاہر نہ کچھ راز
وہانسی شاہ گہر مین آکے سویا
دل خاتون کو کچھ سمجھا کی سویا

رہی شب کم تو جاگا اور کہا ان
کہا بانو نے ای شاہ پر ارمان
ہوئی جب شاہ سی یون عرض مستور
کہ ہی دلکو مری یہ بات منظور

کہ میری جا کری یہ کام سارا
اگر ہو شاہ کا بہی کچھ اشارا
سنا سلطان نے بانی عرض دستور
کہا منظور جو تجکو ہی منظور

ملا داماد کو خلعت او سیدھم
کئی سب کام سلطان کے فراہم
وزیر سابق اپنی گہر مین آیا
قدم اپنا نہ پہر دستے بڑہایا

کئی داماد نی اسطور کی کام
کہ جسکا اک زمانی مین ہوا نام
جہان راضی بدل منظور سلطان
خسر ہر وقت ان باتون پہ قربان

اسی صورت سے جب گذری کئی سال
وہ بدرالدین حسن پر خوش اقبال
ہوا چوتہی برس مین جب قدم ان
عروج عمر نی پہیلائی دامان

قضا را اوسکا نانا تہا جو دستور
قضائی اور بدلا اوسکا دستور
کیا صحن زمین سی اوسکو ہمدوش
ہوا غم سی جہان سکو فراموش

نظر داماد کو آیا جو یہ حال
کیا ان توسن ماتم سی پامال
فراغت پائی جب گور و کفن سے
کہا اسطرح اوسنی انجمن سے

کہ اب ناحق ہی لطف زندگانی
بڑی یہ غم ہی دنیا کے کہانے
یہانسی جلد چلنی ہی یہی منظور
کہ وا مشکل ہی یہ رنج دستور

یہی کہکی وہ دن رات روتا
ہمیشہ عمر اس ماتم مین کہوتا
پس از چندی جو اوسکو ہوش آیا
تو استادون کو ہر فن کی بلایا

کہا تعلیم ہو فرزند میرا
کہ مجکو کاٹتا غم نی ہی گہیرا
ہوئی مصروف کامل بہر تعلیم
سکہاتی ہر طرح تعظیم و تسلیم

ہر اک فن اپنی موقع پر بتایا
زمانی کا بہت کچھ اوسکو آیا
خبر اوسکی پدر نے جب پائی
کہ ہر فن کی نہایت اسکو آتی

بہت خوش ہوکے مال و زر لٹایا
پہر اوسکو شاہ کی خدمت مین لایا
دکہاتی سب کمال و سکی شوق
ہوا سلطان کو بہی کچھ طور کا ذوق

بڑی تعریف کی پوچھا سب احوال
سنی قصے کہا یہ ہی خوش اقبال
پدر نی اوسپہ اپنی جان فدا کے
خدا سے جو سعادت مین جاکے

کہا یارب مجھی بہتر ہو یہ فرزند
اسی کہنا ہمیشہ شاد و خرسند
جو غم ہو اسکی بدلی مجکو دینا
زکوٰۃ جسم اس سے کچھ نہ لینا

غرض اسکے سب جب گذر رہی کئی سال
جوانی کی قریب آیا وہ خوشحال
تو بیماری بدر نی اوسکی پائی
عوض آرام کی تکلیف اٹہائی

کئی دن مین ہوا مجبور ایسا — کہ تہا تقدیر کو منظور جیسا
دہن لبریز مطلب تہا کہ ناگاہ — جولی ملک عدم کی رات نی راہ

ہوئی خاموش لب خاتون سلطان

رات ۲۳

نہ محفل تہی نہ بانو تہی نہ سلطان

ادہر ہی ساقیا چاہی کہ دل — کہی مشتاق ہی سو وقت بسمل
صراحی کی صدائی جو تا گوش — تو خواہش نی کیا عالم فراموش

نہین پایا عرض شوق سے ہوا — تمنا نی دکہائی اور ہی راہ
عنایت کر دم بیچارگی ہی — ہوس کے جوش کے آوارگی ہی

وہ مینا رنگ ساغر جلد کر سیر — کہان پہونچم اگر کچہ ہو گئی دیر
ٹپک خم کی سنا تا جی ٹہر جائے — ہجوم یاس خاطر سی گذر جائے

امیدین کیف کی ٹہنڈا کرین دل — فزادی جوش مستی وقت مشکل
دماغ حوصلہ رفعت پر آئی — ارادہ خامہ ہاتہون مین اٹہائے

لکہی افسانہ باقی کی مضمون — کہانی رنگ بدلی یون دگرگون
کہ آخر شب نی چاہی ہو چکانے — فراق بزم کی پہر نوبت آئے

امید صبح نو نی دل کیئی شاد — اٹہی بستر سی اپنی خاطر آزاد
وہی سلطان جو تہا مشتاق صحرا — ٹہرا پہونچا اوسی جانب وہی جا

فراز نخل طاہر اوسنی پائی — وہی افسانہ تا لب پون دلائی
کہ آخر شاہ مہمان نی کہا شاہ — کرو اس حال سی بانو کو آگاہ

ہوا ناچار اٹہا اوس جا سے سلطان — کہا چین کہی جو کچہ کہ مہمان
بجا لانا مناسب ہی بہر طور — نہ اوسمین چاہیی تجویز اور غور

محل مین آکی زوجہ کو بلایا — کہا سلطان کا تا لب وسکی آیا
سنایا اشتیاق کتنا اسلیے — کریون اوسکی تمنا ہمنی پائی

وہ بولی سنکی پر تو ہمکو منظور — وہی بہتر وہی اچہا ہی دستور
کہا سلطان جن تہون پشیمان — کہان قوم پری اور جسم انسان

بہلا کس طور صورت اس کی ہوگی — جواب اورون کو کیا تم سکا دوگی
عزیز و اقربا سب ہونگی برہم — رہیگا اونکی طعنونکا سدا غم

نہین جی مانتا ہرگز ہمارا — طبیعت کر رہی ہی یون اشارا
کہ بعد انکار کی ہو شاہ سی جنگ — اجل لاتی نیا اس ملک مین رنگ

کہا زوجہ نی ہان سچ ہی بجا ہے — مگر یہ حوصلہ بالکل برا ہے
جو آئی اپنی گہر اوس سے ہو یہ بات — کہون مین اور کیا ہیہات ہیہات

ہماری قوم سی نقصان ہین بہتر — کوئی کیا ہو سکی اونکی برابر
خدا ہی نی شرف اونکو دیا ہے — کسیکو گفتگو پہر اسمین کیا ہی

مری نزدیک تو بہتر ہی اتنا — عزیزون کو کرو تم اپنی آگاہ
کہو اونسی کہ اسکی کیا ہی تدبیر — تعلق کرتی ہی انسان سے تقدیر

پہر اوسکی بعد ٹہراؤ کوئی روز — مہیا ہوی بزم رونق افروز
بلا قاضی کو کرو عقد دختر — یہی ہر طرح سے ہے اپنا بہتر

فقط اتنا کہا اور کی جو پرواز — تو پہر طاہر نظر آیا نہ وہ راز
شہ اپنی گہر مین بانو پاس آیا — کوئی دم سو رہا آرام پایا

رہی شب کم تو جاگا شاہ مشتاق — کہا خاتون سی تاخیر ہی شاق
وہ بولی اب وہ نور الدین بیمار — بلا فرزند کو کی دوستے تکرار

کہا اے میری جان مین ہیں پشیمان ہولو — برای چند لحظہ ہان یہان ہو لو
نہین دنیا ہی فانی گہر کسیکا — بدلتا ہی سدا یان رنگ جی کا

کوئی محفوظ ہوتا ہی جو کچہ قوم — تو پرسون ہے ہر اک کا وشن غم
وزیر و شاہ سب اسمین ہین ناچار — ہر اک کیواسطی تدبیر دشوار

زبان مرگ ادنی ہو کہ اعلی — نہین رہتا کبھی قائم کوئیکا
وہی دو گز کفن اور گوشہ خاک — سوا اسکی نہ دولت اور نہ ادراک

عزیز و اقربا سب سی جدا تھے
فقط کنج لحد سی آشنا تھے

یہ سب سامان جو رکھتا ہوں تیار
نہیں ہمراہ جاتا کوئی اوس کا یار

سوای فرزند اب میرا سفر ہی
کیی کی شرم ہی ہر وقت ڈر ہی

نہیں معلوم کیا کچھ پیش آئے
جہاں کا لطف جو صورت دکھائے

اوسی حالتمیں رہنا تا قیامت
عنایت ہو بہ پیسر یا ملامت

تمہاری واسطی کی تھی جو تدبیر
بنائی اوسکی مہلت وائے تقدیر

جہاں ہی سے چھٹا اور ہم جہاں سے
چلی افسوس ہی لیکر یہاں سے

مگر باتیں کئی ہیں دلنشیں ہم
سناؤں تمکو رکھنا یاد ہر دم

کہ بعد از مرگ میری تم نہ رونا
نہ اس خسار کو اشکوں سی دھونا

نہ کرنا رنج و غم سی چاک از ار
تم اس بیداد سی رہنا پاک از ار

مری بیجان سب کو ہی سپاہ و ہر چیز
برابر خاک میں ہی ہر کم و بیز

سو ہو جسدم فراق روح و تن
چھپائی خاک مجکو زیر دامن

تو اس کاغذ کو اپنی پاس رکھنا
نہ ہرگز دلمیں کچھ وسواس رکھنا

دم فرصت اسی پڑھنا میری جان
کہ اکثر اسمیں ہیں حالات پنہاں

خصوصاً یہ رحال کتخدائی
کہ کی تقدیر نی یوں پہر سمائی

ولادت کا تمہارے روز اور سال
زمانی کی بکھیڑی اور جنجال

سوا اسکی ہی یہ تو خوب معلوم
رہا میں بہائی کی خدمت سی محروم

وہ بہائی جسکا شمس الدین ہی نام
خدا نی ہر طرح بخشا ہی آرام

جدا اوس سے ہوا اس جا جو آیا
تو یہ آغاز اور انجام پایا

اب اسمیں اور کچھ کہنا ہی بیکار
سمجھ لوگی کہ ہو تم آپ ہشیار

لیا فرزند نی کاغذ پدر سے
مگر اک آہ کی درد جگر سے

ہوا تاریک آنکھوں میں زمانہ
بنا دل تیر ماتم کا نشانہ

کہا میں سب بجا لاونگا ارشاد
کری کی گر اجل مجکو نہ برباد

لب بانو سی تہی یہ لفظ پیدا
شنیدہ بیجا تہا مضمون نہ شیدا

کہ شب نی آنکھ مطلب سی چرائی
تو یہ صبح کی یہ نوبت آئی

رات ۲۳۱

میں صدقے صبح کی ساقی گلفام
کہ پہر ہی مستی مطلب کا ہنگام

کٹی شب مہر عالمتاب چمکا
لیا اندہیر نی رستہ عدم کا

مزاج آرزو گرمی پر آیا
طبیعت نی تعلق اوسی پایا

لحاظ ایں وآں دلسی اٹھا پاک
ہوئی رخصت طلب سی عقل و ادراک

سو دی باقی ہو کی جسقدر ہو
کہ عرض مدعا میں کچھ اثر ہو

زبان سی لفظ مطلب کی خبر گیر
مضامین اسقدر دامن گیر تقریر

کہ جب شب کٹ گئی تہی ہو چکی انجام
ہوا آغاز حسن صبح کا کام

اٹھا سلطان گیا پہر جانب دشت
کیی اطراف کی پہر سیر و گشت

جب آیا نخل کی نیچی وہ ذی ہوش
تو وہ طائر اوسی صورت بصد جوش

بیان کرتا تھا یوں آغاز اپنا
سناتا تھا وہ بات راز اپنا

کہ جب بانو سی شوہر نی سنا حال
کہ بہتر اور مناسب ہی یہ اقبال

اٹھا اور میہماں کی پاس آیا
اوسی مشتاق مطلب کا پایا

کہا بانو کی خانہ کو ہی منظور
مگر اک شرط ہی با چند دستور

وہ یہ اپنی عزیزونکو بلاتیں
تمہاری عرض تا گوش اونکی لائیں

اگر اونکی اجازت پائیں ہی شاہ
تو پہر البتہ نکلی کی کوئی راہ

ابہی چندی تمہیں ہی صبر بہتر
طبیعت پر ہی کچھ دن ضبط بہتر

کہا سلطان نی مہمان نی بہت خوب
بدل ہی مجکو یہ تجویز مرغوب

بلائی لوگ خط بھیجی ہر اک سو
ہوئی حاضر عزیز و خویش ہر سو

مقرر ایک محفل کی اوسی جا
کہا سلطان نی سارا حال اپنا

سنایا یوں ہی خواہش نکاح کو
اب اسمیں جو تمہاری ہو مرضی

کہ سب اقربائی ہان مبارک
نہ آسمین پہنچے یا خیر اور شک

کہ سب اقربا راضی ہیں آپ سے
کہ ہو دو چار دن میں عقد دختر

کہ وسامان شادی ہووی طیار
بہم آراستہ ہیون کوو بازار

ادای نینگ میں وہ شاہ مہمان
ہوا مصروف با صد شوق ارمان

یہ کہکر گھر میں آیا شاہ مہمان
کیا سامان شادی کا فراوان

بلایا شاہ نوکو با صد ارمان
کیا پھر عقد دختر کا اوسی آن

سنا کرتا تھا خوشحال بیحال
اُڑا اوس جاسی سیدھے کر پر و بال

کہ ای جان ہاں کہو اب حال اپنے
جو کل چھوڑے تھی بیٹی کی زبانی

اجل سی پاؤنگا فرصت اگر میں
بجا لاؤنگا یہ حکم پدر میں

غش آیا ہو گئی اعضا کے تن سرد
بڑا فرزند کی دل مین جو کچھ درد

ہوا جب غل تو چونکا باپ اوسکا
کہا فرزند سی اپنی کو بیٹا

ادھر اودھر سنو دو چار باتیں
بہت کچھ کاٹتی ہیں تمکو راتین

نکرنا دوستی تم پھر کسی سے
الگ رہنا ہمیشہ اپنی جی سی

نہیں ہے دوستی کی کوئی قابل
نہیں یہ بات ہوگی سکو حاصل

سوا اسکی نکہنا وہ کبھی بات
کہ جسمین ہو ندامت کے کوئی گہات

کفایت کیجیو ہر امر میں خوب
کہ ہی یہ بات بہتر اور مرغوب

مگر وہ بخل جسمین شرم آوی
جہان میں ناتوان ہی نام پاوی

بس اب میں کہہ چکا فرزند خوش رو
خلاف اسکی نکرنا ہو جو قابو

ہوا تن فرقت جان سے سبکدوش
گئی یکبار اوس فرزند کی ہوش

عزیز و اقربانی غل مچایا
زمین کیا آسمان سر پر اٹھایا

پھر اسکی بعد جسد ہم پہ تر آیا
تو لاشہ باپ کا اسنے اٹھایا

غرض فارغ ہوا جسد ہم وہ فرزند
تو سوچا باپ کی کیا تھی مجھی پند

گھر آیا اقربا رخصت ہوئے سب
چھپا دل ساتھ انکی آنا ہو گئی تب

جواب باصواب اوسنی جو پایا
تو سلطان اپنی بانو پاس آیا

کہو اب تمکو جو بہتر ہو معلوم
وہ بولی شاہ پھر جائی نہ محروم

غرض سلطان نے سلطان کو بلایا
زبان پر مطلب منظور آیا

کہا ہوتا ہوں میں رخصت یہاں سے
منگاؤ ان رخت شادی کے تا مکان سے

ادھر اوس شاہ جن نے بھی بدستور
فراہم کر کی سب اسباب ضرور

کئی دن میں جو رسمیں تھیں ادا کیں
کہوں کیا کیا ہزاروں دولتیں دیں

گھر آیا شاہ سو با عیش خاتون
ہوا بیدار جب بولا یہ مضمون

وہ بولی کہہ چکا جسد ہم وہ فرزند
کہ ہوں ارشاد والا سی میں خرسند

یہ سنکر باپ وسکا دل میں خوش تھا
کہ ناگہہ ضعف نی اعضا کو گھیرا

تو رویا وای بابا کہکے یکبار
ہوئی ماتم سرا وہ صحن و دیوار

ابھی سی مجکو کیوں روتے ہو پیارے
کہی تھی ہمنی کیا تمکو اشارے

بلا کر پاس سمجھایا کہ فرزند
قریب مرگ کرتا ہوں تمہیں پند

نکرنا ظلم کے بنیاد آغاز
نکہنا پھر کسی سے قلب کا راز

کروگی جسطرح پاؤگی ویسا
بجز نیکی بدی کرنا نہ اصلا

نہ پہنچا ہی کہ وہ کرتی ہی بیہوش
جہاں کی کام ہوتی ہیں فراموش

اگر ہو جاؤگی مفلس ہر یک جان
تو پھر نکلی گی ین خاطر کی نہ ارمان

حذر اوس سے بھی کرنا ای گرام
کہ تا باقی رہی اس شہر میں نام

یہ کہتی کہتی پھر اوسکو غش آیا
اجل نی جلد اک ساغر پلایا

اُڑاتی خاک پھر اہن کیا چاک
ہوا ممنون جور ظلم افلاک

گرا فرزند غش کھا کر زمین پر
بشکل برق تڑپا قلب مضطر

عزیز و اقربا باہمراہ گریان
صدا کی ماتمی سی دل پریشان

عمل اوس پیر مجہی لازم ہی کرنا
اوسی کی جا ہی انجام بہرنا

یہان تک کہہ کی بانو نی خوشی پائی
نہ بولی کچھ کہ باقی کچھ نہ تھی رات

پڑی محمل کی سامان جستہ جستہ
یہ غفلت دوستی ساقی کہاں تک
امید وعدہ سی گھبرا گیا دل
تقاضا ہے سوال آرزو ہی
خصوصاً یہ محبت کا گنہگار
سو کب تک ہنٹ طلا دنہ ستی سا غر
ہوا افسانہ شب جب فراموش
ہوئی خلق خدا مصروف ہر کار
کہا سلطان صحرا دوست بیتاب
وہ اب تمہیں بیان کرتی تھی یون راز
کبھی ہے تا عقد اتنی حسن داماد
ملیں کسکو آتی ہین یہ انداز
گیا دولہ دولہن کے پاس پر جوش
تمہاری واسطے بسمل رہی ہین
ہوئی اونکی سبب تمسے ملاقات
انہین نے پردہ پوشی لاش کی کی
خدا کا شکر پھر تم سی ملی ہم
سنا طاہر یہ آغاز فسانہ
گلی بانو کی ملی سو یا الصد شوق
مین صدقی جاگ کہہ باقی کہانی
رہا پابند اندر زید رکا
یہ کہہ بانونی سارا قصہ حال
تو بدر الدین حسن فرزند دو کا

گر اسپہ بھی ہین تمنا تین ابتک
ذرا کام آ ہماری وقت مشکل
کہان باقی لحاظ آبرو ہے
اسیر اشتیاق حسن دیدار
جو ز کہا ہی لب خم کی برابر
صدا آئی گجر کی تا بن گوش
کیا مہر فلک نی گرم بازار
ہوا اسباح صحن ملک سیاب
کہ بعد از عقد بدلا اور آغاز
کبھی زوجہ سی کہتا آفرین باد
کہ ہی یہ سر سی پا تک جھجھک ناز
گلی ہونی لگی پھر وار دگوش
سحر سی شام تک بسمل رہی ہین
وگرنہ مین کہان تھی اور یہ بات
وگرنہ اقربا کو دشمنی سے تھے
نہ ہو یا رب جدا آئی اب کسی دم
اڑا اوس نخل سی تا ہو روانہ
مگر افسانہ سننی کا جو تھا ذوق
وہ بولے یون ہی راوی کی زبانی
رکھا دستور پر دستور گھر کا
بدل دی اسطرح صورت قال
بیٹھی پھر اک گھر مین بیٹھا

دہن مشتاق تھی ہی لا تو جام
بجا لا آج تو ایفای اقرار
سنا خم کی ٹنک قربان تیری
ہوا ای جام مین دم بھر رہا ہے
کہ جوش شوق مین اترتی ہین
وہ ڈھونڈا اپن ہٹا بیٹھی نظر
عرق آنی لگی لوح جبین پر
پس از گردش تہ نخل آ کی بیٹھا
وہ سلطان جسنی دی تھی بیٹی
صلاح خوب دی تھی تو نی بیجان
غرض اس حال مین وقت شب آیا
کہ پہنی رنج بیتابی اٹھائی
مری مادر نی کی یہ پھر بلا نے
انہین کی فکر سے تمکو بلایا
نہین معلوم کیا کرتی وہ بیحال
یہ کہکر پھر ہوئی باہم ہم آغوش
شہ مشتاق سوی خانہ آیا
تو اپنی وقت پر شہ ہو کی بیدار
کہ بدر الدین حسن جو پور دستور
عزیز و اقربا محظوظ و دلشاد
کہ نور الدین وزیر نیک انجام
ہمیشہ رنج و غم رہتا پدر کا

نظر آنی لگے جلوی سحر کی
کہ دی آنکھ ونکو کیفیت بادہ آرام
کہ خاطر چاہتی ہی ہون گنہگار
کہ جان بر لب ہین مہمان تیرے
تمنا تین تصدق کر رہا ہی
کہین مستی مین پھر لون انگڑائی
نگاہین ڈھونڈتین حسن سحر
پڑی نقش قدم صحن مین جو
سنی افسانہ تا اون طائر و نکا
خوشی سی وسکی حالت عجب تھی
کہا تو نی بہی کسی سبھی یہ افسان
ہر اک نی اپنی جا آرام پایا
وہ بولی مینی کب آرام پائی
نظر آئی جو شکل زندگانی
انہین کے لطف سی یہ لطف پایا
کہ ہین اونپین بہت کم نیک اعمال
رہی فکر دو عالم سب فراموش
ہوای شوق مین پروانہ وار
پکارا ای مری محبوب دلدار
جو تھا اس چرخ کی ایذا کشی
سحر سی شام تک شہزادہ آیا
چھپا جب خاک مین وہ صاحب نام
نہ تھما اشک دم بھر چشم نم کا

بکہ تا تہا کسی سی وہ ملاقات — اوسی کی سوگ مین کٹتی تہی دن رات
اسی صورت سی گذری چند اوقات — کہ خاطر کو رہا اک طور پر طور
ہوا رنجیدہ فرمایا کہ ہان جاؤ — جہان ہو جسطرح سی جلد اوسکو لاؤ
پہنچتی ہی چلی عریان جرار — کہ تا کر لائین جلد اوسکو گرفتار
برای کار جاتا تہا کسے سو — نظر آئی جو اوسکو یہ جفا جو
یہ دوڑا اور نہایت جلد آیا — عذاب شاہ کا قصہ سنایا
جواہر مال و زر کچہ ساتہ لی تو — وبال اون سے ہی برون خانہ مین ہو
مری نزدیک جلد اب آ جاتین — مصیبت چند لحظہ کی اٹہاتین
چہپا دامن سے سنہ اک سمت پہونچا — جہان انسان نہ حیوان کا گذر تہا
اوسی جا مقبرہ اسکی پدر کا — بڑی رغبت پہ نقشا بام و در کا
قضارا اک یہودی جسکا تہا نام — تجارت پیشہ مرد بہتر انجام
یہودی جانتا تہا حال توقیر — کہا اوسنی نہی احسان تقدیر
ابہی تہا بر زبان بانو کے یہ راز — کہ آخر ہو گیا اوس شب کا آغاز

سنجا تا تہا یہی تسلیم سلطان — البسر گرتا سدا سر در گریبان
خبر سلطان نی جب لو کو سنی پائی — کہ یون ہی دل مین اوسکی بات آئے
مقرر ہو گیا ہی کچہ اوسی ضبط — تمام اسباب خانہ اوسکا ہو ضبط
قضارا اک غلام پور دستور — کہ نکلا تہا وہ گہر سی حسب دستور
بہت گہبرا کی پوچہا حال کیا ہے — وہ بولی اسطرح کا مدعا ہے
سنا دستور کی فرزند نی جب — کہا اسکی بنا تدبیر کچہ اب
کہا اوسنی وہ سب پاس آ چکے ہین — بنا گہر کا بخوبی پا چکے ہین
غرض وہ پور دانشمند و طرار — کہ تہا ہر طور پر ذی فہم و ہشیار
فقط اک دشت اوسی ہو دونا کا تہا — شعاع آفتاب سے وہ روشن
گیا یہ اوسمین اور ٹہرا کوئی دم — کہ تا کچہ لطف اٹہائی طبع برہم
گذرا اوسکا ہوا اوس مقبرے پر — رہا اوس سے ملاقی خوش اختر
کدہر تشریف شب کو لائی ہین آپ — کہان ہی کسطرف سے آئی ہین آپ
جمال صبح کی ڈہونڈہی کیئی دل — گئی انسان آٹہا سامان محفل

رات ۲۳۳

نئی ارسم سمجہتا ہی یہ ساقی — کہ ہر شیشے مین ڈالا در دریائے
وہی کی جسکا کٹہنا دیر سے تہا — سوا آیا ہمین لطف قدردانی
خلاصہ بہت سابق کیا آج — طبیعت کس لیے محو غضب ہے
ارادی پست کیون ہو تیر سے دم — کہ دم بہر تہا یہ دور جام و مینا
کوئی قطرہ ہمارے دہن مین بہ — تماشا مشکل مطالب اون دکہائے
کہ حسب شب کی گذری چند ساعت — پڑہی ہر آنکہ تو تکلیف دیدار
زبانین پر سر آغاز آتین — کہ دیکہین چلکی دولت دامن خاک
جب آیا وہ بڑا شاہ غلاب جاہ — بیان کہتی فسانہ طاہرون کا
نکوش ہوش جنبے کی شتاب — ہوئی مصروف احسان تقدیر کچہ جو
تو شہزادہ سیدی تہا ہم عوز — مقابل ونکی نور بدر کامل

بہلا نکلی کسنے کا مدعا کیا — ہمین تہی کچہ امید مہربانی
نہین معلوم کیا خاطر مین تہا آج — بتا اس تجمل کا کوئی سبب ہے
مگر شاہان رحمت اب نہین ہم — خدا کیواسطی یون تو نہ بہرجا
کہ عرض مدعا ہو انجمن مین — مزاج گفتگو شوخی پر آئے
نگاہین مل گئین حسن سحر سے — اٹہی بستر سی پہلو ہو کے بیدار
تمنائین کچہ اپنا رنگ لاتین — کہا سلطان نے لاو اسپ چالاک
اوسی صحرا کی اک سمت راہ — تجمل آ کی پہونچا تہا کہ دیکہا
تو لو لون اسے سمجہ مین لفظ مرغوب — کہا تا سر کہ یہ ابہی بعد تاخیر
نہ در دشتی دو ساعت کی شناخت — بہلا ٹھی ہو آتی سونی تہی غافل

کہ ناگہ اک پری آئی لب بام | قمر طلعت سمن بر خوب رو نام | نظر پہونچی جو شہزادی پر اوسکے | تو سوز عشق نے دل کی خبر لی

جگر مین ہو گئے الفت کی روزن | جلی سوز محبت سے دل و تن | ہجوم بیقراری نے جو گھیرا | نظر آنے لگا عالم اندھیرا

نہ ٹھہرا دل تو پہونچی اوسکے نزدیک | زمانہ تھا نگاہون مین جو تاریک | لیے دو چار شہزادی کے بوسے | وفور شوق مین [illegible]

ہوئی رغبت جو خاطر کی زیادہ | رہی تا دیر پا بوسے پہ [illegible] | نہ سیر ہی ہوئے اکتفا کے | بدل دی اور صورت مدعا کے

لیا آغوش مین جانان کو یکبار | کہا پیاری ہوئی تیری گنہگار | رہی گر کچھ وفائے زندگانی | تو مین قربان حسن یار جانی

اٹھی یہ کہہ کے اور لی آگے سے [illegible] | بھڑک دی شعلۂ غم نے جگر مین | سر زانو پہ سر جانان کا رکھا | کھلین آنکھین تو عالم اور دیکھا

اٹھا گھبرا کے شہزادہ بصد رنج | نہ پایا دلربا کو اپنے ہمدوش | یہ مضمون کہہ چکا جس دم وہ طائر | اڑا اور اسکا نشان تک تھا نہ ظاہر

ٹرپا سلطان الاہی وہان سے | ملا جا کے خاتون زمان سے | تعلق سے فراغ پا لی یکبار | کوئی دم سو رہا پھر ہوا بیدار

کہا بانو نے آئی آیا جانے | سنا کس طرح ہے اب وہ کہانے | وہ بولی جب ہو کوئی پر [illegible] | کہ نسبت کو تیری [illegible]

کہا فرزند نے دستور کی آہ | نہین ہے حال ہے تو میری گاہ | شب دیروز مین سوتا تھا گھر | تماشے تھی [illegible]

کہ ناگہ باپ کو اپنے یہ دیکھا | کہ آزردہ ہے مجھسے دل کچھ اوسکا | نگاہ تند سے تکتا ہے ہر بار | کسی کا جلسہ ہو کوئی نہ تھا

ہیولی وحشت ہیبت سے جاگا [illegible] | کہ اس آزردگی کا ہے سبب کیا | مقرر ہو گئی ہے مجھسے تقصیر | ہوئی منظور یون [illegible]

نہ ٹھہرا دل چلا آیا مین اس جا | سوا اسکے سبب کوئی نہیں تھا | یہ وہ دی سنکے سوچا دل مین یہ بات | کہ یہ [illegible]

نہین منظور کہتا حال دل کا | مجھی ہے پوچھنے سے غش کیا | ٹھہر کر چند دم کے بعد بولا | کہ صاحب یہی دل کو اپنے تولا

تو اوسنے یون کہا کچھ اور ہی بات | اسی سے آپ کو یان ہو گئے رات | سو مین اک عرض کرتا ہون بصد ذوق | جواب اوسکا آیا یون [illegible]

تو ممنون کرم ہون سر سے تا پا | کہا دستور کی بیٹی نے [illegible] | کہا اوسنے کہ ای فرزند دستور | تمہارا باپ تھا دنیا مین مشہور

رہا تا زیست اوسکو نام حاصل | کبھی ہے اوسنے کیا کیا کام حاصل | جہاز چند تھے بھیجے ہر اک سو | کہ تا کچھ مال پیدا ہو [illegible]

تمتع خاطر مشتاق پا لے | بہت کچھ مال دنیا ہاتھ آئے | سو وہ اب تک نہین پہنچے یہان | کہ وعدہ ہو گیا پورا اجل کا

قضا نے اوسکو پہونچایا تہ خاک | کرے کیا کام اس جا دخل ادراک | وہ مال اب اس طرف ہے آنے والا | خبر [illegible]

یقین ہے چند روز مین ہو داخل | نہ باقی پھر رہے گی کوئی مشکل | بہت آرام سے گذرین گے رات | بتا دیگا خدا [illegible] بات

مگر اس دم مرے جی مین یہ آیا | طبیعت نے یہی یون مضمون سمجھایا | کہ اوسکو ہاتھ سے [illegible] | تو قیمت [illegible]

خیال [illegible] اسوقت مین [illegible] | نہین ہاتھ آئے [illegible] | اسی دم مجھی تا کام آئین | تمنا ہین [illegible]

سنا جب یہ وہ بولا لا تو جلد | مجھی منظور ہے یہان جا ہی جلد | وہ اٹھکر نہایت جلد آیا | کہا دستور کی بیٹی نے [illegible]

ابھی ناگفتہ تھی ساری کہانی
کہ رخصت ہو گئی شب کی جوانی

لب یا تو ہوئی مطلب سے ناشاد
سحر نے یاد مطلب کی فریاد

ملال اب سے وہ جسکی آرزو ہو

رات ۲۴

بڑی عرصہ سے ساقی جستجو ہو

لب مینا جھکو تا جام ہو سیر
نگاہ ہو نہیں جہاں ہی اپنوا ندہیر

خیال جوش مستی جوش پر ہے
بڑی بہت سی طعنہ ہو نہیں تر ہے

صراحی کی طرف آنکھیں اٹھیں ہیں
اٹھے ہیں جابجا بسمل تڑپتے ہیں

تمنا شائق شور سبو ہے
تامل اب وبال آبرو ہے

نہ کہہ مینا کو پیاری پینے پر گوارا
کہ تا سنبھلیں نہ اگر ہی ہو ہوش

کوئی قطرہ ہو منہ میں چار چھینٹے
کہ جھپکے عندلیب خاطر تیز

زوال حوصلہ ہونی پیالی
جو تا لب ریزش پیمانہ آلی

دہن تر ہو زبان ڈوبے کوئی کام
لکھیں تا سر گذشت شوق تمام

نئی تکلیف مطلب ہے سخن کو
اٹھی پھر لطف سارے انجمن کو

مرادی بیقراری مدعا کے
ترقی پائی دولت التجا کے

مضامین میں جا ہو صل لذت غور
فسانہ سر فرازی پائی اسطور

کہ جب انجام شب کا ڈھنگ بدلا
نظر آیا زمین کا رنگ بدلا

ذرا پھیلی چمک نور سحر کے
لڑی عاشق نی باندہی آشتی کے

گجر کا شور آیا تا لب گوش
ہوئی کار زمانہ دوش بر دوش

مزاج شاہ میں مستی جو آئے
عنان اسپ سے وحشت اٹھائے

وہیں پہونچا قریب نخل سلطان
جہاں تھی دو نو طائر داستان خوان

سنا اوس ایک کا اسطور آغاز
کہ بہائی وائی بر تقدیر نا ساز

نظر شہزادی کو آیا جو وہ گھر
تو بسمل کی طرح [illegible] تڑپے وہ مضطر

پھر اجب منہ تو پایا تازہ دلدار
کہا تم کون ہو بولی گنہ گار

کہا تکلیف کیوں دے مجکو اسجا
کہا دل نی تمنا نہیں کرو نکیا

کہا انجام کیا ہی اسکا منظور
کہا خاطر رہی ہر وقت مسرور

کہا عاشق اگر ہو تم مریجان
تو پھر یہ کونسی ہی شکل احسان

کہ مجھ سی بے سبب گھر چھڑایا
نہ اصلا رحم کچھ خاطر میں آیا

کہا یہ بہی تو گھر ہی آپ ہی کا
سبب تکلیف کا ہم پر بان کیا

کوئی شب کیجیی اسجا بہی آرام
کہ بر آئیں غریبوں کے بہی کچھ کام

کہا بہتر مگر دلیں ہوا تنگ
دکہایا اور ہی تقدیر نی رنگ

پری نی اٹھہ کی سارا گھر سنوارا
خواصوں سے کیا باہم اشارا

کہو تو پیر تکلف خاصہ طیار
جو راحت پائی قلب تازہ دلدار

کہا شہزادی سے اے روح مشتاق
یہ چپ بہنا تو بس خاطر کو ہی شاق

زبان کھولو خموشی اب کہا تک
اٹھو اوس جا سی آؤ تو یہاں تک

خفا ہو نا تمہیں شایان نہیں ہے
یہ جا صی قابل احسان نہیں ہے

اٹھا طائر شجر سی کہہ کی اسرار
کہ آیا وانسی اپنی شاہ جرار

محل میں بیٹھ لے سلطان کچھ دم
کہ اس عرصہ میں شب ہے رہ گئی کم

جگایا شوق نی غفلت سے تنکو
پکارا اپنی خاتون کو خبر لو

کوئی لحظہ میں ہو گی صبح آغاز
سنا و گر سنانا ہو تمہیں راز

وہ بولی لی چکا جب وہ فرزند
تو تا جر بہی ہوا خاطر میں خرسند

کہا اب التماس تازہ یہی ہے
مناسب ہے ذرا اوسمیں ہو غور

وہ یہ یعنی کہ ہوں کچھ لفظ تحریر
ہوئی جب طور پر اسوقت تقریر

کہ تا وقت ضرورت کام آئے
تامل بل دینا کچھ نہ لائیں

کہا بہتر لکھا اقرار نامہ
تمامی پر جب آیا کار خامہ

یہ ہو دہی کو دیا راضی ہوا وہ
حقیقت میں عقیدہ مند تہا وہ

لیبلی زنا خیر وہ مرد یہودی
کہ جسکی دلیں رخصت کی طلب

اگر کہنی کہ جاتا ہوں کہیں اور ۔ نہیں معلوم کیا تھا یہ سخن کا دور
کہا دستور کی سب بیٹی نی بہتر ۔ پھرا تا گھر کبھی فرصت ہو دم بھر

وہ رخصت ہو کی اپنی گھر کو آیا ۔ اسی تھی نیند سو کر لطف اٹھایا
قضا را ایک جن گذرا ادھر سے ۔ بہت کچھ اوسنی دیکھا تھا نظر سے

وہ دن تھا تیسرا آیا جو کیبار ۔ ہوا بیساختہ شیدائے دیدار
کہا جن ملک ہی یا کہ انسان ۔ فدائے صنعت خالق دل و جان

ذرا ٹھہرا اٹھا پھر وہ وہاں سے ۔ ہوا پابوس سقف آسمان سے
اڑائی تخت اپنا اک پری نے ۔ کہ تھا منظور عالم کا اوسی دور

چلی آتی تھی تا اتری زمین پر ۔ قریب اس جن کی آئی وہ سمن بر
کہا جن نی بہن آئیں کہان سے ۔ وہ بولی اوس طرف سی وردہا نے

پھر اسکی بعد بولا جن بصد جوش ۔ کہ دیکھا اک تماشا اڑگئی ہوش
کوئی انسان بشکل مہر روشن ۔ ہجوم خواب سی لی منہ پہ دامن

پڑا سوتا ہی پاس اک مقبرے کے ۔ خدا اوسکو زیادہ خوبیان دے
ذرا تم بھی چلو دیکھو اوسی خوب ۔ یقینی طبع کو ہوگا وہ مرغوب

بہت نزدیک ہی چندان نہیں دور ۔ عجائب ڈھنگ ہیں اور طرفہ دستور
کہا اوسنی چلو دیکھوں تو کیا ہی ۔ بلا شک ایسا یہ طرفہ ماجرا ہے

غرض وہ جن پری کی ساتھ آیا ۔ قریب مقبرہ جب اوسکو لایا
تو اوسنی غور اوسکی حسن کی پہ ۔ کہا بی شک نہیں کیا کوئی [illegible]

کہ جس پر جن پری دونون ہوں قربان ۔ حقیقت میں ہی یہ عشاق کی جان
مگر ایسا ہی اک مضمون نیا اوس ۔ کہ ہین اس تخت کی قابل و اسکی [illegible]

نظر سی پھر گئے بس یہ وہ گذرا ۔ بیان اوسکا زبان سے ہو سکے گا
سنی گر تو کہون وہ حال اسدم ۔ کہا جن نے بہن قصہ تری ہم

بہت مشتاق ہین کہ یہ فسانہ ۔ کہ فرصت کا رہا اب کم زمانہ
بیان جب کر چکی بانو یہ آغاز ۔ تو چکی صبح کی اوس شب نے پرواز

رات ۲۳۵

اٹھا اوس بزم سے سامان ہو جو ۔ رہا سلطان فقط با نفس مہجور

کدر سے بوی مے آتی ہے ساقی ۔ طبیعت بھکو تڑپاتی ہے ساقی
نہیں کہہ سکتی پھر جو آرزو ہی ۔ اوسی مطلب کی جی کو جستجو ہے

مکدر ہی رخ آئینۂ دل ۔ وہی خاطر کو ہی درپیش مشکل
اٹھاتی ہین اوسی امید کی ناز ۔ وہی مقصد وہی حاجت کی آغاز

اوسی حسرت کے پھر سینی مین جا ہے ۔ سر خم سجدہ گاہ مدعا ہے
زمین صبر پامال ہوس ہے ۔ مگر کیا کیجئے کیا اپنا بس ہے

اگر کہیے تو ترک آبرو ہے ۔ کہ کہنی مین عذاب آرزو ہے
غرض ناچار لا اب پیر سا جام ۔ کہ ہو تکلیف بیتابی سی آرام

دم عرض سخن سی ہاں کرم کر ۔ کہ مضمون کے مزی سی ہے زبان تر
نگارش پائی کچھ حال زمانہ ۔ سناتی شوق یون تھے یہ فسانہ

کہ جب تپ بیدار شب کا ڈھنگ بدلا ۔ مزاج شوق کا بھی رنگ بدلا
نظر شاہ کو ہوئی نور سحر کے ۔ اجازت رات نی چاہی سفر کے

ردائی نور نی ڈھانکا زمین کو ۔ قدم کہنی لگی اپنی جبین کو
بڑا سلطان سو جا کے سعین ۔ ملا کچھ دم مین دشت سبز دامن

فراز نخل سے طائر کو پایا ۔ فسانہ اسطرح تا گوش آیا
کہ جب دس تشنہ اونی دیکھا ۔ کہ دل سیر طرف ہی سے [illegible]

اٹھا بولا کہ آئی کیا ہی عالم ۔ اگر پاتو کہیں اک بات اسدم
مجھی گھر کی اجازت دو تو جاؤں ۔ وہان ٹھہرون پھر اوسکی [illegible]

دل مجبور ضد سی ہو ہوا [illegible] ۔ خدائی تو تی بسط لفظ [illegible]
بجا لاؤن عمل برامر دلخواہ ۔ بڑھی دونون [illegible]

سنا اوسنے کہا یہ کب ہے منظور ۔ بہت اچھی کہی اے چشم بد دور
طبیعت کب ہے کرتی ہے گوارا ۔ کہ تم سی ہو کوئی لحظہ کنارا
کوئی دم تم سے لپٹے آرام آئی ۔ نہیں معلوم قسمت کیا دکھائے
مری گھر میں تردد سکو ہوگا ۔ خدا جانے کہ اونکو ہو گیا کیا
وہ جس دم غفلتوں سے ہو گی بیدار ۔ غضب لائیگا میری رنج دیدار
سو اس سے ہے یہ بہتر چند دم کو ۔ مری اونکی جو صورت ہے بدیکھو
سنا کر یہ چلا تے ہمزر لنخواہ ۔ اٹھا تا ہے اسوی محل شاہ
فراغت پاکی لیٹا شاہ جمجاہ ۔ کہ اتنے میں کہا اوس نے شب نی آگاہ
اٹھا گھبرا کے بانو کو پکارا ۔ اٹھو دل چاہتا ہے یوں ہمارا
وہ جاگی اور کہا اوسنے کہ اے شاہ ۔ بہن اوس دن یہ کی کرتی ہے گاہ
برس انیس کا پایا ہیں کاسن ۔ شباب عمر ہے کچھ اور ہے دن
سنا جب مصر کی سلطان نے یہ حال ۔ کہ اک دن سنا ہے اس حسرت کے پامال
بلایا اور کہا دستور ذی جاہ ۔ مری دلکو ہوئی ہے کی نئی چاہ
وہ بولا یہ ہوگا جسکو منظور ۔ کہ میں اس عمر میں ہوں سخت مجبور
بدستور ہے وہ تہا باہم سرفراز ۔ بخوبی آپ پر ہے منکشف راز
وزیر پا انسر اسسے پائی دختر ۔ ہوا انجام اوسکا خوف بہتر
سنا ہے ہیں اب اوسنی فوت کے ۔ اسی صورت ہے نچی مرضی خدا
سو اوسکی ساتھ ہو گی سنگ ہمادے ۔ کہ حاصل ہے بہم عالی نہادے
سنا جب شاہ نے انکار دستور ۔ طبیعت کار ہا باقی نہ دستور
اجازت دے کے جا گھر کو اسی دم ۔ ذرا تو دیکھ کیا کرتی ہیں باہم
یہاں حاضر ہو کے پایا ہوا شاہ کی ۔ وہ دختر جسکو ہے عالی نہادے
کہاں پائے گی کہاں اب دستور جنت ۔ سیہ کیا دلکو ہوا ہے میرے منظور
سو جب سے دیکھا ہے مجھکو قلق ہے ۔ مرا دل کیا جگر ہی باکہ تستی ہے

کہاں قسمت جو ہو معشوق ہمراہ ۔ برائی مدعای وصل واللہ
ابھی ٹہرو پیو دو چار ساغر ۔ سمجھیے کفش خانہ اپنا یہ گھر
کہا پھر شاہزادی نے کہ ایجان ۔ نہیں بہتر خلاف عرض مہمان
عروس نو کہ بھی ہم بغل تھی ۔ ضیا بخش لب بام و محل تھی
بیا گھر ام ہو گا ساری گھر میں ۔ اندھیرا چھائیگا ہر نظر میں
تو گھبراؤ نہ پھر آؤں جو اسجا ۔ رہوں فرمان بردار شانہ تیرا
بلایا اسنے بانو کو کہ آ تو ۔ اگر موجود ہو خاصہ تو لاؤ
کہ میرا وقت رخصت ہے جاؤں ۔ زمان گردش مطلب ہے جاگو
تمہاری سنہ سے بہ سنی کو تی بات ۔ کہ اب انجام میں تھوڑی رہی رات
کہ شاہ مصر کا ہے ایک دستور ۔ اوسی دی حق نی دختر غیرت حور
جہاں میں ہر طرف شہرہ ہے اوسکا ۔ عجب عالم ہے [illegible] اوسکو کیا
کہ اوس سے عقد ہو جائے ہمارا ۔ یہی خاطر کو ہے ہر دم گوارا
وہ یہ کر مجھکو تو داماد اپنا ۔ سمجھ اک بندۂ آزاد اپنا
مرا بھائی تھا نورالدین حسن نام ۔ نہایت خوبصورت نیک انجام
کہ وہ آزردہ ہو کر یاں سے پہنچا ۔ بسوئے بانسرا ہے اوسکا شہرا
ہوا دستور کچھ دن بعد اوسکا ۔ زمانے نے دکھایا رنگ کیا کیا
مگر فرزند ہے اک اوسکی موجود ۔ رہی ہر لحظہ اوس پر فضل معبود
یہی قرار بھائی سے ہوا تھا ۔ مفصل اس طرح ہے حال میرا
کہا تو نے نہ مانا میرا کہنا ۔ اذیت ہے تری قسمت میں سہنا
یہ گھر آیا بلائی شہر نے نذر ۔ کہا وہ اک غلام خوب بد اختر
وہ آیا جلد اوسے دولہا بنایا ۔ ذرا اسکو خیال اسکا نہ آیا
غرض نوشہ بنا لائی ہی اوسکو ۔ غضب میں [illegible]
سخن بانو کی لب پر تھا کہ وہ شب ۔ ہوئی آخر بشکل حرف یارب

کہا سلطان کی گئی محفل سے سب آپ

رات ٢٣٦

سحر ہونے کی پھر آیا انکھ میں خواب

تری صد پری کیسی تھی ساتے — اثر تک بھی نہیں انکھوں میں آتے
طبیعت ہے تھی پیہم پر آئے — ترقی کچھ مزاج شوق پائے
دکھاتی لطف ترکیب مضامین — اثر الفاظ بخشیں مثل آئین
شرف پیدا کری مطلب کا آغاز — بیان ہو اسطرح افسانہ راز
چھپی سی ہوتی ظاہر ہر اک سو — اڑی طائر گھری صحرا آئی ہو
مزاج شاہ پھر گرمی پر آیا — ہوائی شوق نے صحرا دکھایا
کہ طائر کہہ رہا ہے وہ پریزاد — ہوتی منت سی شہزادہ کو ناشاد
ہماری جوش الفت پر نہیں دہیان — اوسی معشوق کا اب تک ہی ارمان
مقرر کچھ نہ کچھ جادو کیا ہے — کہ اس رجہ تمہاری دل میں جا ہے
کہا شہزادی نی یہ سب بجا ہی — حقیقت میں وہ بہتر تم سی کیا ہے
میں رخصت خواہ پھر رفع غم ہوں — پدر کی یاد میں محو الم ہوں
پری بولی کہ ہم سب جانتی ہیں — فریب ہے بہلا کب مانتی ہیں
الہی چند رہو گھر لگتی کیوں ہن — فریب شوق میں تم آگئے یوں
وہ بولی چند ساعت کی ہے تاخیر — موافق حکم کی سب کے ہی تدبیر
لی آسائش اپنی گانی والیوں کو — سنائیں کچھ کہ جس سے طبع خوش ہو
پیسی نے پھر کی اک پیالہ سے — کہا پیاری ہی یوں کرتی ہو کیوں ضد
یہ مطلب کہنے کی طاقت پھر نہ بولا — اٹھا اوس تحمل سی ہو بیچارہ کیسا
ہمکلام ہی سے اچا او سنی آرام — کہا آہ ای مری بانو گلفام
یہ فرما کر ہوا خوابیدہ سلطان — اٹھا پہ ہم کہا خاتون نی سلطان
وہ بولی دیو نی جب یوں سنا حال — کہ ہی دستور اب پھر وہ اقبال
کہا اوس نی پری سے ای ہمارا — نہیں گذرا ابھی میرے دل میں مطلب
وہ لڑکی ساتھ اسکی عقد پائے — پھر آگئی ہو خدا صورت دکھائے

جو ہمت ہو تو لا پیاری کو جا کر — کہ دیکھیں اسمان کا پھر لب بام
رخ امید آب ہی سی تر ہو — تمنا کا سوینا سفر ہو
سماتی دین غزا مثل لب — ہر اک مصرع بنی ابرو دلبر
کہ وقت رخصت شب آ گیا — سحر نی اور ہی ساماں کیا
درختوں نے کی خشک ہتک شبنم — چمک خورشید نی بخشی مکرم
نہ تحمل آگی جب یکسو گیی کوثر — تو افسانہ ہوا یوں وا دہوش
کہا تم جاکی کب ہوا آئی ورانے — خدا بی رحم سی پالا نہ ڈالے
وہ ایسی کون سی ہے بات اوسیر — مگر دل لینی کی ہی گہات او پر
مگر وہ ہم سی بہتر ہی مری جان — کہ جسکا اسقدر ہی شوق ہر آن
مگر میرا تو مطلب نہیں تھا — کہ جسکی واسطی ہی تشنگی بجا
خلاف آرزو کہنا عجب ہے — مجھی بھی پھر ہے شوق کب ہے
اگر جی چاہی گا اب جان بہلا — کبھی کر دیں گے یوں ہی ہم اشتا
یہ کہہ کر ایک لونڈی کو بلایا — کہا کھانا ابھی تک کیوں نہ آیا
کہا جا جلد لا مینا و ساغر — کہ تا افسردہ خاطر ہو نہ دلبر
وہ دوڑی اور لائے جام و مینا — کہا اوس وقت کا یوں ہی قرینا
وہ بولا مجھی بھاتی نہیں ہے — مشیت سب ہے آتی نہیں ہے
عنان سب پہ پیر شاہ کی — کہ دل میں آرزو کچھ اور ہی تھی
ملا پہلو سی پہلو تا کہ نیند آئے — یہ جتنی ہی شب دل گزر جائے
ستاؤ جلد اوس قصی کا آغاز — کہ جس میں ہیں جہاں کی عجائب انداز
نہیں طاقت جو سلطان کی ہے جان — غضب کا قہر کا ہی شب ساماں
مجھی منظور ہی یہ پھر خوشی — کہ جو سوتا ہی پھیر لی پیلو
کہا اوسکی زبان نی خوب ہے بات — مری دل میں ہی جا اٹھتی ہی کہانت

کہ اوس پاجی غلام بہیجا کو
نجاست مین نہا اوسکی فرق تا پا
وہ بولی مین بہر صورت ہمراہ
لیا آغوش مین فرزند دستور
ہوا پیدا رغل سی پہر دستور
ارادہ تہا کہ گہبر اکر کوہی تنور
یہ کہکر ایک مشعل ہاتہ مین دے
برای عقد دختر ہین قدم زن
غرض سب سجہ کی پہر دستور
صدا اوٹہی ساز شادی کی ابہر
دیا انعام گانی والیون کو
ہوتی خاموش یا نوشاہ بیدل

زبان عقد اوس جا سی اٹہا دو
خدا اس قہر بیجا سے بچالے
نکالو شوق سی اسکی کوئی راہ
اڑا کر لیگیا وانسی بہت دور
تو دیکہا اونسی اک مجمع بتلی دور
کہ اتنی مین وہ جن پاس کے نی الفور
کہا سن ہمنی یون تدبیر ہی کی
اکٹہی ہین برابر مرد اور زن
ہوا ہمراہ نوشہ کی بدستور
مبارکباد کا تہا شور در در
لیا ہر ایک نی سب طرح خوش ہو

اور اسکی ساتہ کردو عقد اوسکا
کہا جن نے پری سی تم ہی دوستا
اٹہا یہ سنکی جن اوس پاس آیا
اوسی لاحلک گیر وہین اوتارا
مین وہین صورت دل یکجا ہون
لگا کہنی کہ چپ رہ کچہ نہ کہنا
کہ تو اس تازہ نوشہ کی ہو ہمراہ
یہ تہیلی زر کی لی جو جو کہ گاتین
ٹہرا دولہ لبسوی بزم یکبار
یہ بدر الدین حسن فرزند دستور
نہ تہا انجام مطلب تا لب آیا

کہ اوسکی باپ کو غم ہو نہ اصلا
تو البتہ یہ دولت آتی پہر ہاتہ
بہت آہستہ نیچی ہاتہ لایا
جہان کرتا تہا اک عالم نظارا
فلک سی مورد جور و جفا ہون
قلق گذری اگر خاطر مین سہنا
چلا آ جسطرف یہ چیز دی جا
انہین دینا کہ تا سب ملکی پائین
بندہا گانی کا ہر سمت سے تار
ملا اون سب مین تہا لیکن فزون تر
کہ شب کی گو حال بدرنگ پایا
کہ اس عرصی مین چمکی صبح کا گل
رہی پیش نظر سب بہر آرام
ہوس سے مخلصی اک دم نہین ہے
ہجوم شوق کی ریلی ہین ہر دم
ادہر آ مہربان ہی وقت یار
کلام شوق افزا تا لب آتین

رات ۲۴۷

تری احسان ہوئی سا قی کے نثار
پہی پیمانہ لبریز ہر دم
وہی بیتیا بیان ہین دل لین سیدا
نگاہین اور کرتی ہین سوی جام
جہلکتا سا کوئی دی تیر قربان
زبان سی راز پوشیدہ عیان ہون
لباس نقرئی پہنا سحر نے
اٹہا سلطان بر اسیر عالم
کہ وہ کہتا ہی جب بادی سے پیر تو
بڑی منت سے بولی وہ پریزاد
الہی اتنی بہو شبنم اوسی

بڑہی سامان ہو ساقی کی تیار
طلوع کیف سی رضا رہی ہم
وہی ہین لوٹی جی مین ہو پیدا
تمنا دیکہتی ہی جانب بام
کہ نکلین خاطر مضطر کی ارمان
مضامین مدعا کی یون بیان ہون
زمان دور ڈہونڈ کر سی نظر نے
ہوتی دید جہان سے طبع خرم
نہ رغبت چاہی شہزادہ جی کی
کہ وہ پہر تو بہلا دی یار کی یاد
ذرا دل خوش کرو ابر کرم سے

کہ شیشی خم صراحی ساغر و جام
مگر اسیر ہی حاجت کم نہین ہے
ہوای می کی امیدین ہین باہم
ارادی چاہتی ہین بیقرار سے
اٹہر کر مستیان بیخود بنا تین
کہ جب اٹہنی لگا رنگ رخ شب
لب رخسار ملکر ہو گئی صاف
جب آئی دوپہر صحرا مین آیا
کہا اوسنی ہوا رو نے لگا وہ
کوئی لحظہ تو سے اپنا لگاؤ
ابھی ہم ہی تو ہین مشتاق ہیں دوستی

کیا خاتون شب نی ترک مطلب
لبشکل ماہ چمکی روی شستہ
اوسی طائر کو گویا اوسنی پایا
کہ رنج زوجہ سی بیہوش تہا وہ
مین صدقی دور کیون یا سر الفت
نہ کرنی چاہیی الفت فراموش

نہیں ہے یہ اجتناب اچھا تمہارا | کہا مانو کہا مانو ہمارا
مگر دلہن وہی تصویر جانان | اوسی معشوق کا ہر وقت ارمان
پری بولی کہ پیاری سو تو کچھ دم | تمہیں تنگہا جہلین خدمت کرینگے ہم
ارادہ تہا کہ ہووی پردگی خوب | کہ دلدار کو پایا نہ مرغوب
بپاس خاطر عاشق لپٹ کر | کوئی دم سو رہا شہزادہ مضطر
تمنا ہر طرح دل کی بر آتے | عوض تکلیف کی راحت اوٹہاتے
وہ سلطان بہی پہر آیا محل مین | ہوا خوابیدہ بانو کی بغل مین
وہ بولی اب وہ دولہا وہ سب لوگ | جو تہی اپنی طرح پر کچھ کہی جوگ
معین تہی عصا بردار اکثر | کہڑی تہی پاسبان ہر سو برابر
وہ ہوون محفل نشین یا بجا تہین | قدم ہرگز نہ اوس جانب بڑہاتین
کنیزین اودہر خدم مین گانی کو جس دم | تو بدر الدین حسن کو دیکہہ برہم
یہ کہکر اوسکو اپنی جا پہ لاتین | وہان سی پہر دلہن کی گہر مین آتین
کہ اتنی مین خواصین چند آتین | دلہن کیواسطی پوشاک لاتین
یہ کہتی نوشہ آیا ہی کہان سی | بلا برسی ہی کیسی آسمان سی
یہ کہکر سب نے ایسا غل مچایا | کہ قابو مین کسی نی دل نہ پایا
کہ اتنی مین ہوئی فریاد جب کم | پہر آئین وہ خواصین باہم
دعائین دین جو کرتین تسلیم | کہا پوشاک ہی تم شایان تعظیم
یہ صاحبزادہ شایان ہی دولہن کی | یہی لائق ہی رسم انجمن کی
بہت سی کانی پہنا کی اتاری | کیی پہر چند انہین اشارے
وہ گہبر انوشہ سنتا تہا باتین | نہین معلوم کیا کرتا تہا گہاتین
کنیزین آتین اوسی اور جاتین | کہا پوشاک تن خوابی ہو طیار
بدر الدین حسن لی دور خاطر | بہم بیٹہی وہین آکر برابر
پوچھی کس نے بلایا کیون آئی یا | قدم کسواسطی یا پنا جمایا

یہ کہکر گر پڑی اوسکی قدم پر | پیا شہزادی نی خاطر سی ساغر
پہر اسکی بعد خاصہ جبکہ آیا | بہت کم شاہزادی نے کہایا
لیا ہاتہ او چہپر کہٹ مین وہ آئی | عجب صورت محبت نی دکہائی
کہا شہزادی نی ٹہری زا دل | تو یہ مطلب آنا کیا ہی مشکل
سحر کو اوٹہہ کی پہر بولا پری سی | کہو راضی ہوتین تم اپنی جی سی
کہا یہ مدعا تہا تری جدم | آرہی اوس تجمل سی یہ ہمدم
قریب ختم شب جاگا شہنشاہ | کہا بانو سی ہان آ صاحب جاہ
قریب خانہ محفل جو آتے | تو وہ روکی گئی جانی نپاتی
وہ بولی ایک دولہا اور دو جا یہ | جو ہین شایان بزم نیک کردار
یہ بدر الدین حسن ہے رک ہاوان | مگر کچھ رنڈیان با ساز و سامان
وہ بولین انکو آنی دو تم اسجا | ہماری ساتہ ہین جو جو بہ صلا
وہان نوشاہ اول کا گذر تہا | دولہن کی حال سی جو وہ باخبر تہا
اوسی پہنا کی دولہا کو جو دیکہا | ہوئین رنجیدہ اور بولین کہ اوئی
اجی ایسی دولہن جسکا یہ نوشاہ | غضب ہے تیرے حلا آہ صد آہ
ہوا موقوف آخر کو وہ گانا | نہا دشت اسار اوٹہکانا
دیا زر اونکو بدر الدین حسن نے | بہت تعریف کی سب انجمن نے
پہر اسمین ہین گویا وہ اسطور | کہ ہنوا ہمین کرنا چاہی غور
پہر آخر جا کی جوڑی سات لاتین | عروس خانہ کو پہنانی آتین
اور اسمین ہوتین اکثر اسی طور | ہر اک نی اپنی اپنی طرح کی غور
کہ اتنی مین خواصین گئین سب | کہا تنہا دولہن کو صاحب مطلب
دولہن نی اوسکو پہنا جلد باشوق | بڑا خاطر مین پہر کیا خوشی ذوق
کہ اوس پہلی نی کہو لا دو ستمگر کو | کہا غیظ و غضب سے یون ستمگر
چل اوٹہہ یا نسی ٹہرنا اب جسطا | بتا کیا تیری جی مین ہی عالی

جب اک با لطف مطلب کے فسانہ
مری ساقی تری احسان کے صدقے
رہی راحت ہمین حاصل اکرام
الٰہی تاکہ ہی خاطر مین مستی
زبان ندون کے مصروف دعا ہو
اشارے ہین کہ پھر جو سوئے جام
بشکل ابر تر برسی فسانہ
کہ جسدم زلف شب کہلنے آئی
ٹرہا پہر شاہ مشتاق فسانہ
کہ جب شہزادی نے پوچہا پری سے
جو کہتی ہین نہین وہ مانتی ہو
یہ کہکر اٹھہ گئی وانسی پریزاد
نہ تہا کوئی کہ جس سی بات کرتا
کسی دن اک کنیز نو پری کے
کہا سب حال شہزادی نے آ بنا
کیا افسوس اسنے وسنکے یہ حال
وہ بولا کیا کہا اوسنی مری جان
وہ طائر کہہ چکا جسدم کہ یہ حال
غذا کہا تی ہوا خوابیدہ سلطان
وہ بولی نوشتہ اول وہ گڑا
کہا جا جلد گہبرایا یہ اوسدم
پہر اسکی بعد جا اپنی دولتہسر
یہ کہکر جین نا اگر یہ اوسدم

رات ۲۳۸

پیی سو جام اس ساقی کے صدقے
ادای شکر کیونکر کرسکین ہم
ترقی پر رہی بادہ پرستے
بنی ہر کام اگر فضل خدا ہو
کہ انکہو نمین بہرین غفلت کے رام
سخن ہو تیز مطلب کا نشانہ
سحر کی پہر گئی ہر سو دہائی
نہ گذرا تہا بہت ایسا زمانہ
کہ راحت تمنی پائی اپنی جی سے
ہمین دشمن تم اپنا جانتی ہو
ہوا القدیر سی شہزادہ ناشاد
اکیلا اپنی تنہائی سے ڈرتا
کہ اکثر سیر کرنی وان وہ آتے
کہ یون ایما ہوا القدیر بدکا
کہا جو مین کہون ہلو وسکا اقبال
پری عاشق تم اوسکی گہر مہمان
آڑا اوانسی پہر شاہ خوش اقبال
رہی خاتون شب کی نگہبان
قریب وجہ جو بیٹہا ہوا تہا
پری ورحسن جب دیکہا یہ عالم
نہ لایا کوئی ولیکن وہ سوا سر
نہایت سرخ آنکہین سخت برہم

ہزارون صورتین بن لین عجب ہر کے
الٰہی تاکہ ہی عالم کے بنیاد
سبو ڈہلکین لب جام چہلکی
قلم بس عرض مطلب کے یہ جاہیے
سو دی پیاری کوئی گہر ساغر
مزا باتو نمین دی باقی کہانی
کہلا جسم فلک سی مہر کا راز
کہ پہونچا دشت مین پہر نین طائر
وہ بولی تمکو اپنی یار کی یاد
چلو آج سی تنہا رہو گے
رہا دن پہر جب آئی دوپہر رات
اسی صورت یہ گذری وسکو ہفتہ ماہ
گذرا وسکا ہوا دیکہا جو اسکو
چہٹی جو لنش وعزیز واقربا سب
تو البتہ تمہاری بات بن جای
خوشی وسکی کرو کرو وہ پورا صفے
بہت مشتاق سوی خانہ آیا
جگایا وقت پر اٹہا شہنشاہ
وہ بدر الدین جس کو دیکہہ چالاک
کہا اس سے ذرا ٹہرو تم اس جا
بیان کرنا کہ مین ہون تیر اشتو
نگاہ تیز سی گبری کو گہورا

ہوئی خاموش تب تو شب رعنا
مگر توئی نہ سنہ سی نپی لبس کے
رہی میخانہ و ہر ساغر آباد
بہی مستی مین ہر شیشہ اٹل کے
تمنا ہے شریک مدعا ہی
کہ پہر ہیکی ذرا فکر سخنور
ادا ہو اسطرح فیض زبانی
ہوتی پیدا اسبار کنا د آغاز
سنا کرتا ہی وہ اسطرح طائر
ہمارا دل یہاں کسطرح ہو شاد
مصیبت ہے طرح کی یان ہو
سہی رنج جدائی خوف آفت
نہ نکلی مقصد خاطر کی کچہ راہ
تصدق ہو کی بولی کون ہو تم
نہ نکلا آج تک کوئی بہی مطلب
مگر القدیر سی شاید کہ ہاتہ آئے
یقینی پای راحت کچہ نہ کچہ جو
بہر صورت مزا دل نی اٹہایا
کہا خاتون سی ہان آج عیش ہو
طبیعت مین غضب سے ہو گیا خاک
یہ سیٹہ جائیگا خود ڈرانا آ جلا
تری قربان مین تو میری مطلب
لگا غرانی تا مطلب ہو پیدا

وہ کبڑا نوشتہ بھی پہلی ہوا تیز | نکالین منہ سے باتین قہر آمیز
لسر کا وانسی اور بیجد کیا شور | دکہایا غیظ کا ہر طور پر زور
کہ اتنی مین بنا بھینسا وہ بلا | لگا ڈکرانی اور پہولا بہت سا
کہ ناگہ اوسپہ وہ بھینسا جو جھپٹا | تو غش کہا کر گرا نوشتہ وسے جا
کہ یہ مدت سی بی بی ہی ہمارے | بہت کچہ ہو چکی خدمت گذارے
نہ کچھ انجام سوچا تونی مردود | وہ بولا مجکو ہی بس نام مقصود
کہا اوس جن نے تو تا روز روشن | پڑا رہ منہ پہ رکہی اپنا دامن
یہ کہکر جن بنا پہر شکل انسان | قریب اوس کوٹہری کی آیا پہر شتابان
کہا ایسا کبڑا اور تو اسی طور | نہ ہلنا اور نکرنا دلہن کچہ غور
کہ بدر الدین حسن پہونچا دو لیکر | طبیعت خوش نہین خاطر پر آزار
مگر تھم میری شوہر کی تہی ہمراہ | مناسب ہے کرو کچہ مجکو آگاہ

زمین پر ہاتہ ماری ورڈ اٹھا | گرا لی نی لکڑی خوب ہی جا
ڈرا نوشتہ اول دلہن یکبار | ہوا چلنی پہ اوس خلوت سی طیار
نہ ٹہرا پہر تو بہاگا وانسی نوشاہ | ارادہ تہا کر لی اک سمت کی راہ
کہا کیا حکم ای سلطان جن سن | صدا اسطرح آئی اوسکی تا گوش
عبث تونی قدم رکہا ہی بیجا | نہ لایا دلہن نے خوف اصلا
تم اسدم نخشبد و تا پہر آوین | یہان کا دہیان ہی دلمین نہ لاون
اگر جنبش ہوئی لیکے اک سنگ مارا | کہ جان کر جائیگی تن سی کنارا
کیا سر نیچی اوسکا پاؤن تک | لب نور سی کے لایا پہ
پہر اسکی بعد جن ولد اوسکی نزدیک | ہٹی اوس جا سی تا ہوا دیپہ
نظر پہونچی دولہن کی جب اوسپہ | ہنسی بولی زہی حسن مقدر
سخن بر لب تھے اس مطلب مین خاتون | کہ پہیلا صبح کا ہر سمت افسون

نظر آیا نہ شب کا رنگ اصلا | ہوئی خاموش یا تو تہا جو یہ کام

رات ۲۳۹

وہی ایپکہ ہی تیری قربان | هری ساقی فدا ہی لطف و احسان
شراب پاک دی تا جی بہر جائے | طبیعت کیف پیہم سی بہر جائے
فسانی کا بیان آئے زبان پہ | سخن دی لذت قند مکرر
کہ گہٹتی گہٹتی جب دم گہٹ گئی رات | نہ نکلی پہر زبان سے شوق کی بات
اٹہا سلطان سو یہ سحر اجو آیا | تو اوس خاطر کو گویا اوسنی پایا
تو غالب ہے کہ ہی ہر مقصد برائے | ہوس خاطر کی نیک انجام پائے
مگر ای مہربان میرے یہ پیغام | پری سی جا کی کہنا پہر سلام
کہونگا کچہ اوسی سن جا مری جان | گوارا کرنہ اب تکلیف مہمان
اگر فرصت ہوئی آئین گے بی شتک | کہ اونکو ہی تمہارا دہیان اتنک
کہا پیغام بولی وہ پریزاد | نہین ہی دل مرادو ور وسے شاد
وہ بولی سچ ہی لیکن اکدم کو | مقرر یا انسی چلیی سمین جو ہووے

دم بذل کرم ہی رکہنہ محروم | کہ راحت آشنا ہو طبع مغموم
مزی دی شوق ہی کی بیقراری | دکہائی لطف تو مطلب کی یاری
مضامین جلوہ گاہ مدعا ہون | ارادی اسطرح دلکی ادا ہون
تعلق اٹہہ گئی محفل سی یکبار | دکہایا صبح نی کچہ حسن رخسار
کہ وہ کہتا ہی شہزادہ یہ سنکر | اگر محظوظ ہو کچہ قلب دلبر
بہت رویا کہا ای وا تقدیر | نہین بن آتی مجکو کوئی تدبیر
کہ دم بہر کی لیی تشریف لاؤ | نہ فرصت ہو مجہے خاطر سے تمکو
کہا اوسنی کہ بہتر آپ کی بات | کہونگی مین یہ سب آجکی رات
تسلی دیکی اوس جا سی چلی وہ | کہ محو حسن شہزادہ کی تہی وہ
طبیعت مین کدورت بہر گئی ہے | غضب یا وحشت کر رہی ہی
غرض جوڑا ایدہر لیا آتی پریزاد | پکارا شاہزادہ وا ای بیداد

عجب دستور دیکھا ہمنی یان کا ۔ کہ رتبہ ہی بہت کم میہمان کا
عوض راحت کے دیتی ہین آزار ۔ وہ گو ہو ساری دنیا کا مختار

یہ کہکر اشک سی چشم تر سی ۔ دہوان پیدا ہوا سوز جگر سی
پری پاس آ کی بولی یار کی یاد ۔ کرے گی مدتون کا لطف برباد

ابہی سی اسقدر کیون ہو تی ہو تنگ ۔ ذرا دیکہو تو اپنی بخت کے رنگ
کہا یہ شہزادی نی بصد جوش ۔ کہ مجکو دین دنیا ہین فراموش

مری تقصیر بخشو دل ہی بیتاب ۔ نہین تہمتی کسی دم چشم پر آب
کہا اک طور سی یہ مجکو لاکہہ دو ۔ کہ یاد یار سابق گر کبہی ہو

تو جو چاہون سزا دو ان کو ہر دم ۔ نہ آتی رحم گو ہو سو طرح غم
کہا شہزادی حاضر ہون لاکہہ ۔ مگر دم لینے کی فرصت مجہی دو

نہ تہا انجام پر واقف نہ آیا ۔ کہ پہر سلطان نے طاہر کو بنایا
لبوں قصہ پہر اشتہ نی دیوار ۔ وہ آ پہونچا قریب خانہ یکبار

اسے کرجلدی بانو کو بلایا ۔ کہا ایا طعام عمدہ آیا
برغبت کہا کی سو یا چند دم شاہ ۔ طبیعت سی ہوا آخر کو آگاہ

کہ اب شب کم رہی سنیی فسانہ ۔ غنیمت ہی یہ جتنا ہی زمانہ
کہا بانو سی ہان لے تو وہ ای شاہ ۔ وہ بدرالدین حسن بولا کہ ای ماہ

ترا شوہر ہون مین وہ غیر تہا مر ۔ نہ پہر آ مین دل پر درد سی سر
تمسخر شاہ نے اتنا کیا تہا ۔ کہ میری ساتہ بہیجا اوسکو اسجا

کیا دستور کو ذلت سی حاصل ۔ وگرنہ وہ کہان تیری مقابل
فقط اک بات تہی تو کچہ نہ غم کر ۔ نہایت خوب ہی تیرا مقدر

دولہن سنکر ہوتی دلہن شاد ۔ کہا یہ لطف حاصل ہی خدا داد
مجہی امید کب تہی بخت بد سی ۔ کہ فرصت پاؤ گی بغض و حسد سی

ہزاروں شکر احسان خداوند ۔ طبیعت سے مری اسوقت خرسند
یہ کہکر سو رہی وہ غیرت ماہ ۔ لپیٹ کر شوہر ثانی کی ہمراہ

مری وصلت کی قسمت نے لکہا تہا ۔ بڑی راحت بڑی آرام پایا
پہر اسکی بعد جن و اوسکی ہمشیر ۔ لگی کرنی تہی آپسمین تدبیر

کہ لیتی لی چلو اسکو یہان سے ۔ مگر چپکی نہ کہنا کچہ زبان سی
کہین ایسا نہو ہو جائے بیدار ۔ کہ آتی مدعا مین فرق یکبار

لیا ہمشیر جن نی پہر جو چین ۔ لٹایا ایک جا پر اوسکو روپوش
لیس ارجندی ہوا جسدم ہے بیدار ۔ تو دیکہا آپکو مسجد مین یکبار

ہوا مضطر کہ یا رب قہر ہی کیا ۔ کہان مسجد کہان مین وہ کہان جا
دمشق اوس شہر کو کہتی تہی انسان ۔ یہ اوسمین جا پڑا مجبور و حیران

وہان کے رہنی والی آتی جسدم ۔ تو پایا اسکو مضطر اور برہم
کہا تو کون ہی آیا کہان سی ۔ یہ بولا اپنی گہر سی او مکان سی

کہا گہر تیرا بولا قاہرہ ہی ۔ وہی میرا ٹہکانا اور جا ہی
ہوا تہا عقد شب کو اک دلہن ساتہ ۔ رہا تہا صبح تا یہ اوسکا مری ہاتہ

مجہی حیرت ہی مین سوتا تہا غافل ۔ یہ کس دشمن نے ڈالی آج مشکل
کہ گہر چہوٹا ہو تی روز جدا کنارے ۔ نہین آتی سمجہ مین یہ اشارے

سنی لوگون نے ساری اسکی تقریر ۔ کہا لازم ہی کرنی اسکی تدبیر
یہ دیوانہ ہی ہوش اسکو نہین ہی ۔ بہلا اب تک ہوا ایسا کہین ہی

کہ جو ہو بانس رہین وہ یہان آئے ۔ فقط اک شب مین جہگڑا گذر جائے
خلاف عقل ہی ہر بات اسکے ۔ نہین آتی سمجہ مین گہات اسکے

کہا لوگون نی شب کچہ خواب دیکہا ۔ ارسی مین ہے ابہی تک دہیان اسکا
ہنوز آغاز مطلب تہا نہ پایان ۔ کہ یا تو چپ ہوئی اور لگی مضطر

نظر ہو گی تو دیکہا شب نہین ہی ۔ سحر کا جلوہ گر نور جبین ہی

راست بہم ۲

بڑھاتا ہی شباب ہمہ ساقی | پلاتو ہی اگر ہو خم مین باقی
اسادی چاہتی ہین می پرستی | کہ آئی گوش تک پہر شور مستی
لب مشتاق بھیگین تر زبان ہو | ادا اسطرح رسم داستان ہو
بڑھا صحرا کو شاہ دشت مشتاق | بہت کچھ کرچکا جب ورد آفاق
کہ جب راضی ہوا شہزادہ ابتر | کہ ہی منظور جو ہو حکم دلبر
لکھا اقرار نامہ حسب دستور | کہ ہی مجکو بہر صورت یہ منظور
دیا اک جن کو اور بولی کہ جا لے | یہ اوس صندوقچی مین کہکو آ جا لے
پری نی اوسپہ جان اپنی فدا کے | کہلی پہر پہر گرہ پہر مدعا کے
سحر کو دو دو آٹھی خرم و شاد | طبیعت رنج بیتابی سی آزاد
خواصین دوڑ کر لائین ساغر | پری شہزادی سے کر کہا آخر
غرض خاطر سی شہزادہ بصد شوق | لگا دہ نینی جام بادہ با ذوق
کہا ہستی نہین مین قربان الدر | ذرا دی بوسہ رخسار و چاہ
اوسی بہی جوش لذت نی گہرا | تو منہ اوسنی تمنا سی نہ پہیرا
عجب راحت سی گذری وہ ذرا شب | ملی طرفین سی صورت کی مطلب
خبر پائی تری مادر نی جس دم | کہ تو اور ایک انسان ہی فراہم
سنا سب ہی قدم پاسے لئے اٹہا تو | کہین چہپ کی مگر اسجا سی جاتو
نہ یکیہی تہی سخن کی مشکل انجام | کہ طائر اڑ گیا ظاہر ہوئی شام
پہر پہر سی ہی کم تہی رات باقی | کہ جاگا شاہ آئی جام و ساقی
سنو جو کی اب یہ راوی کا بیان ہے | یہین سے پہر شروع داستان ہے
تو وہ اوس جا سی سوی شہر آیا | گلی کوچہ سہر اک آباد پایا
رئیس قوم قضا قون مین تہا وہ | اوسی ہمرہ کی ہین بے تکلف آ وہ
جب اوسکی پاس پہونچا اور مستور | پریشان حال و مضطر سخت مجبور
وہ بولا مین ہون اک فرزند مستور | بدر کا نام ہی ہر سمت مشہور

ہجوم شوق کی مستی ہی ہر دم | بہت کچھ آرزو دین مین فراہم
دہن لب سی ساغر مین رہی باز | سنی جب قلقل مینا کے آواز
کہ جب اٹھا زمین سی سایہ شب | نظر آیا جمال صبح مطلب
سنبھل اسکے پہر یکبار بیٹھا | سنا طائر سی بیان کرتا ہی قصا
پری نی جلد اک کاغذ منگایا | کوئی جن تہا وہ پہونچا اور لایا
اگر اب زوجہ اول کی ہو یاد | تو پاؤن وہ ہنر جس سی ہو برباد
ہوا وہ اوسطرف جس دم روانہ | یہان آرام کا آیا زمانہ
گلی ملکر پری وصلت کے پائے | ارادے ہر طرح مطلب پہ آئے
پری بولی کہ ہان اے گلابی | دکہا تو جلد حسن آفتابی
پری بولی کہ لی پی او مری جان | کہا کیون پی لین کسیکا منت احسان
پہر اپنی بعد اوسکو بہی پلائی | ہجوم کیف کی جہوکی سی آئے
یہ کہکر جا کی شہزادی سی لپٹی | کہ دلمین آرزو تہی اور سی کے
ہوئی سامان شب مکو بہی جو ہو | بیکار اٹہی فدا ہی لطف معبود
یہ کہتی تہی کہ آیا اک خبردار | کہا ای دخت سلطان جاگ ہشیار
سنو وہ بیتاب آتی ہی ابجا | کوئی زنجیر بہی لاتی ہی اجا
یہ سنتی ہی ہوئی مضطر پریزاد | کہا شہزادی سی وقت بیداد
پہر اسلطان قریب بانو آیا | منگایا خاصہ کہایا لطف اٹہایا
کہا خاتون سی اجان کیون ہی خاموش | سنا سب ہی کہ ہو کچہ ادہر گوش
کہ بدر الدین حسن کہہ چکا حال | بتانا سچ کسی نی اوسکا جنجال
وہان تہا ایک حلوائی کا ندا | ہمیشہ گرم رہتا اوسکا بازار
وہان کی لوگ رہتی دس برس سے جہان | اگرچہ وہ نہ تہا ڈر کی نشان
امان جی دی اوسکو اور چہپایا | کہ اتنا مضطرب کیون ہی ہوا کیا
وزیر بالاسر تہا باپ میرا | قضائی دفعتا اوسکو گہیرا

گیا آغوش مدفن مین بآرام ۔ رہا مین تنومی قسمت سے ناکام

بس از چندی وہان کا شاہ بیجاہ ۔ ہوا اغوا سی کچھ لوگون کی گمراہ

کیا اسباب ضبط اونکی سراسر ۔ اسیری کو ہری بیچی ستمگر

مین اونکی خوف سی بیچ کا وہان سی ۔ ستم برسا فراز آسمان سے

پدر کی سفری مین جبکہ آیا ۔ تو دو شب تک وہان آرام پایا

کھلی جب آنکھ دیکھا اک تماشا ۔ نہین دیکھا ابھی تک مینی جا شا

وہ دیکھا یعنی اک گردون مین موجود ۔ بہم ہین ایک جا انسان معدود

کسی لڑکی کا ہی سامان شادی ۔ بہت سے لوگ ہین مہمان شادی

ہوا آخر اوسی عقد مبرا ۔ بسہر کی شب نظر آیا سویرا

تو پایا آنکو مسجد کی نزدیک ۔ ہوئی وہ صبح بیش چشم تاریک

نہ سمجھا مین کہ یہ کیا ساتھ تھا ۔ طلسم افزا تمام احوال دیکھا

کہا جس سی تمامی اونسی اک بات ۔ وہ بولا خواب کی ہین یہ علامات

کسی نی مجکو دیوانہ بنایا ۔ مرا مطلب نہ مطلق اوس نے پایا

یہ میرا حال ہی ہی مرد نیکو [illegible] ۔ مگر احسان و لطف اسد فراموش

مصیبت یافتہ پہرتا ہون دربدر ۔ بشکل برق مضطر دل ہی مضطر

سہارا تیری دامن کا جو پایا ۔ بامید ترحم یان تک آیا

سنا حلوائی نی جب حال سارا ۔ کیا آرام سے لینے کو اشارا

کہا ایجان نہین ہے میری اولاد ۔ بہت مدت سی ہے یہ خانہ برباد

ارادہ ہی بناؤن تجکو فرزند ۔ کہ تا خاطر ہو اس حسرت سی خرسند

بشرطی تو بہی گر یہ منظور ۔ تو البتہ رہی کچھ طبع مسرور

کہا اسنی خوشا تقدیر و احسان ۔ میسر آئی گر مجکو یہ سامان

یہین آغاز نی انجام پایا ۔ نہ پہر پانو کی لب پر حرف آیا

راست ۱۴۲

وہ شب مثل امید شوق گذری ۔ ہر اک کی بزم مین نے ذوق گذری

ہوس بیتابیان کرتی ہی ساقی ۔ تری قربان دی اک جام باقی

سنا تین تا کہ دیتی دلکو پیہم ۔ پیین دو چار گھونٹ اس سبو تیہم

تمنا سی کہین لے اٹھ گہرا ۔ کہ ٹپکی ہی ہوا تر لب سبو کا

صراحی کی جہلک تا جام آئی ۔ مراد شوق نی صورت دکھائی

شعاع بادہ سی آنکھین ہین سیراب ۔ مزی مستی کی دین کیفیت خواب

وفور کیف سی پلکین جھپک جائین ۔ گمان بیدار ہونے کا پہر آئین

انہین بیہوشیون مین آئی جب ہوش ۔ تو ہو یاد قصص یعنی اردگوش

کہ جب ابر سیاہ شب ہوا گم ۔ بڑہا محفل سی اسباب فراہم

نوید صبح کی پیدا ہوئی شور ۔ بڑہا پہر دشت کو سلطان [illegible]

وہی گہوڑا وہی صحرا وہی جا ۔ وہی آغاز وان طاؤس کا

کہ جب شہزادی سے بولی پریزاد ۔ کہ میری جان آیا وقت بیداد

وہ گہبرایا کہ اتنے مین پریرو ۔ برابر آئی اور کچھ کی جادو

کتی اک ماش شہزادی [illegible] ۔ ہوئی پہر آپ وس جا سی کنارہ

وہ طائر بن گیا ڈالا قفس مین ۔ رہی مطلق نہ عقل و ہوش بس مین

کہا پہر اس سے اپنی کہ لیجا ۔ کتوان ہی وہ جوان [illegible]

دکہایا بخت بد نی یان تو یہ طور ۔ اب وسی پر لطف سنتا جا ابہی اور

کہ تا گہر اوسکی مان آنچہ کیا ۔ تو ڈہونڈا اوسنی پہر جا بجا

تمنا تہی بتا پلتی نہ پایا ۔ پہر آخر کو یہ دلمین اوسکی آیا

کہ پوچھا چاہئی کس جا ہی دختر ۔ پتہ پا کس جا وہ انسان بداختر

خواصون کو بلا کر جستجو کی ۔ انہون نی اسطرح یہ گفتگو کی

کہ ہم مطلق نہین آگاہ اسرار ۔ یہان انسان سی [illegible]

مگر سوتی ہین وس جانب پریزاد ۔ کئی دن سی طبیعت کچھ ہی ناشاد

یہ سنکر آئی دختر پاس مادر ‌ — طبیعت قہر زا خاطر مکدر
کہا اٹھہ کس مرض مین ہے گرفتار — دکھا اپنا ہمین تو حسن دیدار
اٹھی دختر گری ما کی قدم پر — خفا ہو کر کہا ای ننگ مادر
سنا تہا تجکو بد اطوار مینی — سنو پایا صاحب آب زا مینی
اگر جان اپنی ہی کچہ دم بچانے — تو کہہ گذری ہے جو ساری کہانے
مین سب کچہ سن چکے ہون حال تیرا — ارادہ اور ہی سب ہے آج میرا
کہ اس زنجیر مین تو ہو گرفتار — رہی تا عمر محزون دل افگار
نہ پائی مخلصی اک لحظہ ہی تو — نہ ہو ممکن کبہی راحت کا پہلو
وہ بولی کچہ سمجہکر بات کیسے — مری انجام سی غافل نہ ہوجے
مین کچہ لحظہ کی ہون مہمان اسجا — طبیعت کا ہی عالم اور میرا
یہ مطلب تو نہ پہونچا تہا بانجام — کہ طاقت نی لیا دم بہر نہ آرام
اڑا اوس نخل سی منہ الطف کر — پہر اسلطان بشوق خانہ مضطر
کیا بانو ہی خانہ کو سرافراز — محبت کے کہلے باہمدگر راز
لپٹ کر نصف شب تک خوب سویا — زمانہ دیر تک غفلت مین کہویا
ہوا بیدار جسدم شاہ دیجاہ — جگایا اپنی خاتون کو کہا واہ
کہان ہی شب کہے باقی کہانی — وہ بولی یون کہ ہے افسون بانی
کہ یہ فرزند حلوائی نجیب — بر آئی ہر طرح خاطر کی مطلب
حسن فرزند حلوائی ہوا نام — ملی دلخواہ سب آغاز و انجام
یہان سے اب قلم نی رخ کیا اور — نتی تمہید کا حاصل ہوا دور
کہ یعنی وہ عروس اوسکے الصدق شوق — اٹھی بستر سی لیکن قید ذوق
سپایا اپنی شوہر کو جو اسدم — تو دل اوسکا ہوا بیزار و برہم
مکدر تہی کہ اوسکا باپ آیا — اٹھی اور اپنا سر اسنی جہکایا
بجا لائی ادب سے رسم تسلیم — قدم چومی ادا کر کے تعظیم
پدر نی حال پوچہا عرض یون کی — بظاہر میری قسمت کچہ بہلی تہی
کہ وہ گبرا جسی سمجہی تہی شوہر — نہ تہا وہ اصل مین ہرگز برابر
سفر اوس سے رہا حاصل نہی تک — نہ اسمین جانتی گا اب کچہ شک
مرا شوہر ہی اک خوش رو گل اندام — بیان اوسے کیا اپنا یہ انجام
ہوا ہی عقد شب کو ساتہ میرے — ترا آغاز ہی اسباب تیرے
ابہی تک تہا گیا شاید کہین وہ — عجب کیا ہی جو بیٹہا ہو کہین وہ
پدر حیرت مین آیا سنکی یہ بات — کہا لیکن کہ اسمین ہے کوئی گہات
وہ گہبرا کر بروں در جو آیا — تو اوس گبر کو اوندہا اوسنی پایا
کہڑا تہا سر کی بہل ستادہ آکر — قریب اوسکی گیا ادہر ہنس کر
کہ یہ کیا ماجرا ہی کچہ بیان کر — ہوا کیون حال تیرا ایسا ابتر
کہلی وہ سنی کہانی جن کی ساری — کہ تہی اوس زن کی وجہ شاید بیکار
غضب مین آکے سنی یون کہا حال — عجب صورت سے گذرا میرا احوال
کہا دستور نے جای عجب ہے — نہین معلوم جن کو کیا غضب ہے
یہ کہہ کے کہا پہر اوسکو یکبار — ہوا گبرا اوہانسی جلد فرار
نہ ٹہرا وان گیا پیش شہنشاہ — کیا پہر حال سب سلطان کو آگاہ
اوسی یہی سنکی حیرانی نی گہیرا — ہنسا منہ سمت سے گبری کی پہیرا
پہر آیا پیش دختر گہر مین دستور — کہا سچ کہتی تہی ای غیرت حور
بیان کی تونی جو شب کے کہانی — ہوئی معلوم گبری کی زبانی
بتا پہر وہ ترا شوہر کہان ہی — نہین آیا کسی جا کیا نہان ہی
وہ بولی مین نی جسدم کہ بیدار — نہ دیکہا اوسکا اسدم تک بہی دیدار
یہ گبری اور اوسکے ہی بین پہر کہے — نہین مین آپ سے کرتی رہانے
غرض دستور نی پوشاک کہیسے — تو شاہان زرت ہو پہنو تہی
اٹھی بانو نہ دیکہی رات ابہی — بٹہی سامان کہان نہ جام و سافی

عزی کی دبی کی کہ تھی کیفیت
ابھی تھی کیوں پسپا ساطر تھا
پہنچ وہ چار تخم ہوئی پسن تھا
انہیں آتی تھیں سہرا آنکھوں میں لیے
وہی الفاظ نکلیں منہ سے یکبار
کہ یعنی شور تحسین نے ناگوش
کہ چمکا صبح کا جبدم ستارا
کہ چلیے جانب صحرای آباد
سنا کہتا ہے طائر از اسطور
وہ ڈالی پانو میں خنجر کی یکبار
یہ کہکر لی اٹھی اوسکو وہاں سے
یہ کیا اس قسمت بد نے دکھایا
کہ گھر چلکر یہاں تجکو کدھر لے گئے
کیا اک غار میں قید اوس کو
نہ کی کچھ بات تخت اپنا منگایا
کہ اتنے میں کچھ آئی بوی انسان
ہوئی حیران کہ یہ کیسا ہے سامان
وہاں سے گھر میں آکر سور پا شاہ
سنا قصہ کہ ٹھہری طبع مشتاق
کہ وہ بھی ہے کوئی فرزند دستور
کیا جب آنوا وہیں تھا یہ تحریر
یہ خط بھائی کا پہنچا تا تو رویا
یہ خط پھر لگیا وہ شاہ کی پاس

ارادے اور کچھ خاطر میں آئے
پہنچ کر نے پہر جی کو بچا سے
کہ جو اس سے ہے گذری ہیں جیسے
کہ قربان شراب گرم دیدار
اٹھیں خاطر سے عرض شوق کر جوش
لباس ماتمی شب نے اتارا
عجب کیا کوئی لحظہ طبع ہو شاد
کہ اوس نا گہری کی آنکھ نے لفرے
کہانی آنکھ پہان سے لیس خنجر دار
نگہ کہتی تھی ہر لحظہ زبان سے
کہ میری ہاتھ سے صدمہ اٹھایا
یہ تہمت اور کی سر پر دھرو نگے
کہ تا ایذا نہایت پہونچی جی کو
اوسی پر قدم اسنے جو پایا
کہا جیمیں یہاں ہے کون مہمان
کہ جس سے بیقراری ہے اک آن
کیا آخر کو یوں لوگوں نے آگاہ
وہ بولی ای خداوند آفاق
کہ سب نے اوس نظر ایسی ہی دستور
کہ ای فرزند تو ہو تا نہ دلگیر
کہ پر آیا اشک میں وہ امیں بولا
کہا دلمیں بیٹھیں کب ہی سودا کر

ٹھہر دم بھر کہ اسمیں ہے اثر
دہن سے خندہ پنہم ہوا آغاز
فدای قلقل مینا ہو سن ہو
زبان ٹہکی عزی پر سین سخن سے
لکھیں افسانہ یا سے برابر
نقاب مہر اٹھائی آسمان نے
غرض پہونچا اوسی جا جلد سلطان
وہیں زنجیر ہولائی تہی ہمراہ
نہ پہنچے پھر سکے ہرگز دیکھنا تو
کہ ہی تھی میری بیٹی کچھ نہ زنجیر
برستی تھی بشکل ابر نیسان
اسی صورت سے آئی تا بہ خانہ
پھر اسکی بعد آئی بیٹیں شوہر
تو بیٹی وسیہ اور پہونچی یا طراف
تجسس کر تی کرتی رات آئے
بدل یہ قصہ سنتا تھا جہاندار
کہ شب کم جاگی سلطان عالم
پدر نے جبکہ دیکھی ساری پوشاک
یہ کہتی کھتی اک تعویذ پایا
ہر ایہانی ہے شمس الدین محمد
پھر اسکی بعد تا یہ جو سکا تھا حال
چھوٹا تھا شعلہ درد دل تسلی پایا

کہاں ہے لا وہ پہلا جام ساقی
ہم اپنی حوصلوں کی لطف اٹھائیں
اٹھائیں مستیوں کی دم بدم تان
سر راہ نہ پروای عسس ہو
حصول مدعا ہو انجمن سے
پڑہے جاتیں مضامین سطر سطر
کہا خاطر میں سلطان نے آتے
بیک ساعت بیک لحظہ الصد شان
جری ہے ہو چکی تھی خوب آگاہ
کہ اکثر لوگ ہیں مصروف
ہزار افسوس آری وہ ای
کبھی بکتی تھی کچھ الفاظ دلجو
تما کوئی دختر کا بہانہ
وہ بولا اسقدر تم کیوں ہو مضطر
کہ شاید دل ہو سنج و فکر سے صاف
کوئی صورت ہے کی وان نہایت
کہا اٹھ گیا جا سے یکبار
اٹھا وہ اور کہا ای میرے ہمدم
کہا دختر سے
اوسی ہاتھوں میں جب اٹھایا
نہ مانا قول کی اوسکے کبھی رد
جو گذرا تھا لکھا تھا سب وہ احوال
کبھی دانا د ایسا تھا

ہوا کہ شاہ بھی یہ دیکھ حیران
کہ رہین طرفہ کچہ اس عالم کی ساتہا

ہوا اسکی بعد گھر آیا جو دستور
تو ہر نقطہ ہوا دلکو یہ منظور

کہ کیونکر دیکھئے اب شکل داماد
لگی رہنی برابر رات دن یاد

کئی دن بعد سب اسباب گھر کا
کیا جہجری مین آخر کو اکٹھا

دیا قفل اوسمین و خود دیکھوے مشتاق
رہا جو پائی ملک صحن آفاق

عروس وش نے شب ہو جو تھی چھپائی
جبی لڑکا گیا غم دل سی کہیائی

چہٹی کی اوسکے زر پر سو لٹایا
پتا پر باپ کا اوسکی نہ پایا

عجب نادانی اوسکی نام کہا
نہیں معلوم تہی اسکو یہ کیا

پڑہنے جس سال گذری وسکو سطور
تو نادانی اوسی لیجا کی فی الفور

پڑہائی کو بٹہایا پیش اوستاد
کہا کرنا سبق تو آج سی یاد

بہت سی وہی لڑکی تہی اوپچا
مگر ہر ایک سی ممتاز تہا

نہایت شوخ اور طرار و چالاک
کسی صورت نہ ڈر دیتی کچہ باک

برابر رات دن بیداد کرتا
کبہی استاد سی اپنی نہ ڈرتا

غرض اک روز سب لڑکی تہی باہم
نہ تہا جز کہیلنی کی کچہ نہیں غم

کہا استاد نی ہم پاس آؤ
کہیں جو یہ عمل مین اپنی لاؤ

تم اس لڑکی سے پوچہو نام اسکا
ذرا دیکھو تو کیا ہی کام اسکا

بتاتی جب تو پوچہو باپ کا نام
وہ دلہن آپ سے سمجہی گا انجام

وہ لڑکی دفعتاً اٹھی وہان سے
لگی کہنے یوں ہی زبان سے

کہ اے بہائی بتاؤ نام اپنا
بیان سب مین کرو انجام اپنا

وہ بولا نام میرا تو عجب ہے
تمہین کس واسطے غرض طلب ہے

کہا اسم پدر اپنا بتاؤ
نہ بیٹہو دور صاحب پاس آؤ

نہ تہا مطلب کو حاصل جس کا انجام
کہ دیکہا صبح کا سلطان ہنگام

ہوئی خاموش بانو مدعا سے
اٹھی اشنا کی محفل جا بجا سے

راست ۳۴۳

پڑی غفلت مین ایسا پے سوتی
لگی دل سی ہی ہی اتبک جگر کی

وہی ہی بیقراری ہر دم افزون
نہین بتیا [illegible]

وہی گستاخیان ہین آرزو کی
وہی لی ہوشیان ہین جستجو کی

وہی امید دامنگیر دل ہے
وہی رغبت خموشی کی محل ہے

ارادی دیتی ہین تکلیف مطلب
خیال مہربانی چاہیی اب

کوئی لبریز سا ساغر اٹھا لا
[illegible]

کھلیں لب خندہ مستی سی ہی بلبل
زبان ہو واقف اظہار اسرار

وفا کی کیف سی مخمور جو ہو نشاں
[illegible]

کہ جب شب گئے اک نقطہ خالی
اٹہا اوس شب ہم شاہ خوش اقبال

جمال صبح سی خاطر ہوئی شاد
[illegible]

منگایا اسپ ہو تیار سو چھرا
سنا افسانہ نو طائر ون کا

کہ وہ ایک ایک سی کہتا ہوا
کہ بہائی چاہیئی اسمین کچہ غور

دکہاتی ہی عجب سامان تقدیر
کہ خاطر خود بخود پایا ان گرد

بتا انسان کا جب کچہ پتا پایا
تو دیکھین [illegible]

کہ دیکہون چلکی مین اب صورت جا
بلا سی گو بری ہی وسط رات

غرض آئی بٹہایا سامنی تہر
تو دیکہا ایک دمین [illegible]

پریشان حال مضطر اشک افشان
نہیں انسان مگر ہم تو انسان

کہا تو کون ہی ہو دن کچہ نہ بولا
پہر دان [illegible]

ہوا ثابت یہ ہی جائے [illegible]
خیال [illegible]

[illegible] کچہ [illegible] الفاظ ادبیر
[illegible]

کہا تو کون ہی بولا کہ انسان
کہا طائر کی پیدا کی [illegible]

وہ بولا ایک [illegible]
اٹہالا [illegible]

قفس میں ڈال کر طائر بنایا — نہ میری حال بد پر رحم آیا

پری بولی مکان تیرا کہاں ہے — کہا اسنی کہ وہ اک آستان ہے

اگر کچھ ہوسکے مجھے کھانا کھلاؤ — کوئی اک جرعہ پانی پاس لاؤ

پری نی دانۂ انگور شیرین — کھلائی اوسکو تا ہو دلکو تسکین

مقام اوسکا جو ہے میرا نشان ہے — تحیر زا اسرار داستان ہے

سنا کر یوں نہ ٹھہرا طائر اوسجا — اڑا اونسی پہر اشاہ بھلا

اٹھا سلطان کہا خاتون سی بیجان — کہو ہے کسطرح قصے کا سامان

وہ بولا باپ کا ہے نام مشہور — کہ شمس الدین محمد کا ہوں میں پور

یہ سنکر وہ ہوا بیتاب و مضطر — وہاں سی جلد آیا پیش مادر

وہ اوسکی ماں بھی تھی جو پای شوہر — نہ مطلق کہہ سکی احوال ابتر

قریب آیا تو دیکھا طفل و مادر — بڑی عرصے سی روتے ہیں ابر

کہا کیوں روتی ہو منہ سے کہو حال — سنایا پانی اوسکی جب وہ جنجال

پھر اسکی بعد پہونچا پیش سلطان — کہا ای شاہ ہوں مشتاق احسان

نہیں داماد رسوائی ہے ہر سو — بدلتا ہوں نیا ہر روز پہلو

سو رخصت چاہتا ہوں جلد دیکے — کہا شہ نے کہ مانی بات تیری

ملی انعام خلعت پا اوسید مہر — زیادہ اس سے بھی لیکن نہیں کم

ہوئی ہر سمت شہرت قصہ کی جاے — بڑھی ہر شخص کو اک بیقراری

ادہر وہ ستو بھی گھر جبکہ آیا — تو سامان سفر اپنا منگایا

لیے ہمراہ بیٹی اور نواسا — دمشق آیا کہ بیہوش و شیدا

کہا ہمراہیوں سے جاؤ تم سب — خرید و جسکو جو منظور ہو اب

عجب ہی سیر کرنی وان جو آیا — تو عمدہ سے مکان و قصر پایا

کہ اسکی شان و شوکت کی ہے بالا — خدا دی روز اقبال فراوان

فروغ صبح بانو نی جو دیکھا — ہوا گم جب لیے بو گل سینے کا قصا

گئی دن سے دیا دانہ نہ پانی — فقط ہے خشک لب اب زندگانی

کہاں تک میں کہوں جھگڑا بڑا ہے — غرض اس جستجو سی ہمکو کیا ہے

کہ تا آئین بجا بگڑی سی ہوش — پہر آئی یاد کچھ حال فراموش

اوسی کہا کر سو آئی خاطر جو جز بسند — تو بولا میں ہوں اک سلطان کا فرزند

یہ گذری ہی اسطرح کاٹی ہیں برسات — کہی اول سے تا آخر ہر اک بات

گہر آیا سو رہا نزدیک خاتون — ہوا جب رات کا کچھ اور مضمون

وہ بولی تھی جو لڑکی چند باہم — لگی کہنی سنیں اسم پدر ہم

وہ بولی میں تو نانا ہوں تمہارا — غلط ہے اپکا یہ تو اشارا

کہا جو حال گذرا تھا زبان سے — کہ تا آگاہ ہوں راز نہان سے

ہوئی خاموش تکلی نشک باہم — کہ اتنی میں وہ نانا صاحب غم

نہیں ہے ہوش غم ایسا ہوا ہے — خدا جانے فلک کس فکر کا ہے

تو نانا بھی ہوا گریان بصد شور — نہ آیا دیر تک مطلق اوسے ہوش

کہا شہ نے کہ جلد اوسکو بیان کر — کہا ہے حال میرا اسطرح پر

مگر سنتا نہیں کوئی دہری بات — سمجھتا ہے کہ ہے یہ کوئی کہاوت

سو اسکی لکھوں پروانے ہر جا — کہ جو لاتی پتا اوس نوجوان کا

اگر حاجت ہو اس دستور کو اور — تو لازم ہے بجا لانا بہر طور

کہ ڈہونڈیں تا ملی انعام و زر جیب — کدہر ہے وہ جوان تازہ محبوب

گیا بروقت رخصت پیش سلطان — کہا شہ نے کہ جا خالق نگہبان

لب دریا کے استادہ خیمے — لگا رہنے ہوئی آباد ایسے

گئی سب لوگ کچھ بیجا خریدا — زیادہ تر ہوئی آباد وہ جا

وہاں کی لوگوں نی دیکھا جو اسکو — تو آپس میں یہ کہتی تھی خوش ہو

اسی مطلب میں تھے مصروف خاتون — کہ صورت ہو گئی سب کی دگرگون

اٹھا سلطان سنو بہر سمجھ اسباب — لنڈہی می گر پڑی کچھ نہ تھی تاب

راست ۲۴۴

قدم محفل سے ساقی کیوں اٹھایا
دل مشتاق پھر کچھ رنگ لایا

طبیعت کو نہیں ثابت ہوا کیا
بہلا چنگا مزاج شوق بہکا

خلش کی ہی سبب آزردگی نے
تعلق اور ڈھونڈا گفتگو نے

ہوس کرنی لگی خاطر کو مضطر
ارادے رہ گئے دلمیں بگڑ کر

خدارا پھر عطا کر جام لبریز
کہ تا قابو میں آئی خاطر تیز

جھکا شیشہ لب پیمانہ تر ہو
شراب لالہ گوں نور نظر ہو

گھٹی کچھ دم عذاب بیقرارے
تسلی بخش ہو مطلب کی بارے

زبان پر آئی آغاز فسانہ
کھلی اسطرح پھر راز فسانہ

کہ جب آخر ہوئی شب بعد آغاز
ضیا کا در کیا خورشید نے باز

وہ سلطان پھر پھرا صحرا کو کیا
کہ تا آتے نظر طائر کا دیدار

پہونچتی ہی سنا اوسنی فسانہ
کہ ظاہر ہے سخن کا یوں نشانہ

کہ جب حال اسکا سب پوچھا پدر نے
سمجھایا اسطرح کچھ اوسکی جی نے

کہ اسکو اسکی گھر پہونچایا ہے اب
کہ یہ آئین ہے دو دلوں کی مطلب

دولہن اسکی ہے ہی آخر پریزاد
نہیں لائق ہم جو وہ ہو خانہ برباد

لحاظ قوم ہی ہر طور بہتر
عمل میں لاتی ہے فہمیدہ فہم اکثر

ٹھہا کر تخت پر اسکو اڑایا
پھر پھر میں یہ گھر اپنے آیا

پدر مادر دولہن بیہوش ہو گیا
نظر سے پری کی وہ چشم پر آب

تجسس میں اکر اپنی طرح حیر
کوئی آئینہ سان حیران و ششدر

کہ اپنی ہی میں میں بخت آسرا
فروغ حسن سے روشن جہاں تھا

سو اوسکی نظر پہونچی جو اوسپر
تو دوڑیں صدقے ہونیکو برابر

بڑا غل شاہزادہ گھر میں آیا
مبارک تہنیتی پھر دن کہنیا

پدر مادر فدا ہونے کو آئی
نہایت جا بجا اوس خلعت میں سمانے

پھر اسکی بعد پوچھا حال سنا
جو گذرا تھا کیا اوسنے شمارا

سنا باپ نے جب یہ فسانہ
ہوا دل ناوک غم کا نشانہ

بہم کہنے لگے جا ہے خطر
اگر وہ سیت زندہ ہی تو [illegible]

نہیں ممکن کہ اب وہ اس سے باز آئے
خدا ہی جانے کیا آفت غضب کے

غرض شادان ہوئے لیکن خطرناک
سدا رہنے لگی غم سے جگر چاک

نگہبان شاہزادی پر بٹھائے
خبر ہر سر گھڑی کی تا کہ لائی

بسر ہونی لگی راحت میں اوقات
دولہن والے رہی [illegible] اوقات

یہاں تو حال گذرا اسطرح پر
سنو اب قصہ محبوس مضطر

کہ جب اوس سو تیکے کان آئے
زبان سے اپنی وہ یہ بات لائے

ملا تو وہ کہاں اب ہے نشتر بر
طبیعت گھبرائی اوس سے ہو گئی

یہیں طائر نے پھر ہوا آغاز
بلائی پھر ہوا مصروف پرواز

پھر آکر اپنی شاہ قصبہ مشتاق
کہا اے بانو دارائے آفاق

طعام و آب لاتا جی ہو خستہ
نکمے میں کہہ [illegible] الفاظ پابند

کہ جب [illegible] میں سو رہوں [illegible]
تو مطلق تم نکرنا پاس وسوسہ

جگا نا کو تجھی ہونیکا جو [illegible]
کہ ہیں مشتاق قصہ اوسکو [illegible]

کہا بہتر گیا بستر پہ سلطان
رہی دس حکم کی بانو نگہبان

جب آیا وقت بیدار تو بانو
پکاری رات نی بدلا زمانہ

اٹھا یہ سنکی سلطان اور بولا
نکر ایجان جان تاخیر اصلا

سنا آغاز باقی جی ہے مشتاق
وہ بولی ہیں نثار شاہ آفاق

بیان راوی کا ہے اسطرح پر
کہ آخر وہ عجب فرزند بہتر

لیے ہمراہ اک خواجہ سرا کو
سے شہر دمشق آیا وہ خوشخو

[illegible] دیکھے جو پدر الدر [illegible]
طبیعت نے اجازت اسطرح دی

کہ بیٹھو چند دم آرام لیکو
چلا وہ پھر اوسجانب رخ [illegible]

یہ سوچا اور لیا کچھ لحظہ آرام
عجب سی یون کہانی کہا چاہ
اگر ارشاد ہو کہانی کو لاؤن
پھر اسکی بعد اوسنی یہ کہا حال
اگر جی چاہتا ہے ہمین بھی ہو تو
جو ہوتی ہین رنگیسان زنانہ
نہین ہی بات تیری جی کو مقبول
کہا اچھا کہ امر حق جو یون ہے
ملی باقی کی اوس خواجہ سرا کو
کہ ایسی چیز ہو ہر دم میسر
وہ بدرالدین حسن جو یہ سوچا
ابھی ناگفتہ تھا انجام مطلب
نہین زیبا تجھی انکار ساقی
پیین اک گھونٹ ہم کیف کا جو
طبیعت تا ہل عرض سخن ہو
کٹھا دن اب تو آتی دوسری شب
اجازت دیجئے بان گفتگو کی
اٹھی کر یہ دعا جلوی دکھاتی
اٹھی سوتی ہوئی بستر کی کیا
بڑا سلطان وہی صحرا کو افتتاح
اوسی قصی کا ہی آغاز انجام
کہا بخشی خدا تیری عمر یجان
نہ رہ دشمن تا غمین بسر کر خبردار

وہ بدرالدین حسن مرد خوش انجام
مین ہے اب حال سی کرتا ہون گا
کہاں اپنا اسی صورت دکھاؤن
کہ ای فرزند یہ ہمت خوش اقبال
کہ ہے تیرے دلین ہی اک شوق کا جوش
وہ اپنی کام مین ہین یگانہ
بیان کر کوئی مطلب ور معقول
تری احسان سے اے دل ہم نگون ہے
اٹھائی اوسنی ہاتھ اپنی دعا کو
کہ دنیا مین نہین کچھ اس سے بہتر
اگر ہوتا کوئی میری بھی بیٹا

ہوا مفتون رخسار منور
کہ مین یکتا ہون نہ نے ہی کام محبوب
یہ اتنا کہہ کی وہ لایا مٹھائی
جماتا ہون لاتی ہی مین ایسے
کہا یہ سنکی اوس خواجہ سرا نے
دکانون پر نہین تجھسا مین کہا
یہ سنکر اوسنی کی تعریف اور
وہ لایا اور عجب نی جیب کہا
مزا چکھا کہا قربان قربان
ہوئے پیل بسطور کی باہم جو باتین
تولیتا اوسکو مین ہر دم با غور

طبیعت مین محبت نی کیا گھر
مٹھائی میری ہی ظالم کو مرغوب
عجب نی اندکی اوسمین سی کہائی
کہ دنیا مین نہین ہوتی وہ ایسے
نہ بخشا لطف تیرے مدعا نے
کہ ہون تیر ملامت کا نشانہ
زیادہ اوس سے بات اوسمین کچھ تھی
نتا بچید زبان پر اوسکی آتے
رہا خاطر مین باقی ات ارمان
طبیعت مین بڑھین کچھ اور کہا تین
مزی دنیا کی ہو جاتی فراموش
کہا تو چپ ہوئی تا قی تھی شب
دعا نکلی زبان سی خانہ آباد
تسلی کچھ مزاج آرزو پای
مزا دیتا ہمین لطف بیانی
کر دن افسانہ باقی کو پھر یاد
بر آتی تا مراد خاطر تیری
دکھایا صبح نی اک تازہ سامان
ہوا خورشید ہر سو نور برسا
کہ طائر کہہ رہا ہی اولیکا
مگر دیکھ دل مین حشم آیا
غضب تی کو کیا بھی نہ افتاد
تو بینی دلین کی او سوقت یون

رات ۲۴۵

دکھاتی کا ہمین دیدار ساقی
خیال دین و دنیا ہو فراموش
وہی ہی سوال انجمن ہو
ذرا پھر خدا تکلیف مطلب
پی ساغر تکون صورت سبو کی
فسانہ یون نیا آغاز پاتی
دکانین کھل کی جمکی خوب بازار
کیا طی چند دم مین صحن آفاق
بیان کرتی جب ہو پہنچا شام
نکالا پھر کہی اپ لیسا سامان
دگر نہ ہو گی نا حق گو نہ گار

جھکا نشتی کو تا خاطر ہو کچھ شاد
امید خاطر بیتاب بر آئے
کہ مین صدقی ستا باقی کہانی
یہ سنکر مین جو ہوا ارشاد
ہمت ہاتھ سی لو جام لبریز
کہ جب وہ شب ہوئی آنکھوں
فراز آسمان سی نور برسا
قریب نخل جب آیا تو دیکھا
پری زادی سی بیٹی کو بلایا
کہاں انسان کہاں فتح مرزاد
اجازت پائی مانسی جب بستر

پہر اوس سایہ جانے کو بلاؤن
مین رہ کر اوٹھہ دن آؤن اپنی جا
کہ پہر کوئی قلق ہو مجکو پیدا
یہ کہکر وہ ہوئی والنسی روانہ
دہلائی ہاتہ منہ پوشاک بدلے
یہ اتنا کہہ کے پہر بولا نہ طاہر
بلا بانو کو کہانا ساتہ کہایا
بیان کر ہی عجب کا حال کیونکر
عجب کو دیکہتا حسرت سے ہر بار
کہا گہر اپنی چلیے ہو چکی شام
بدر الدین حسن تہا اسکا بیتاب
نہ پہونچا تہا ابہی گہر اپنی فرزند
تمہاری ساتہ آنی کا سبب کیا
عجب نے سنکی یہ ایس کی تکرار
وہ اپنی کام کو کیونکر نہ جاتی
غرض یہ کہہ عجب گہر اپنی آیا
عجب نے ناگہان اسکو جو دیکہا
ہوا آزردہ اک تہپر اوٹہا کر
لگا کہنی ارے بیدرد ہی مینی خطا کی
بہت دن مین عجب کو ساتہ لیکر
سنا اوسنی کہا ای نیک اعمال
بہت دن سے نہین اوسکا نشان ہی
ابہی بانو کی لب تک نہ آئی تہا

کسی صورت جو گہر تک اپنی جاؤن
بجا لاؤن سدا حکم معلا
روی سامان کا دل ہوئی شیدا
پہر پہر کا گذرا تہا زمانہ
بلایا وہ جو اک ہمراز وان تہے
ہوا اتنی مین حسن شام ظاہر
کہ اتنی مین زمان خواب آیا
وہ بولی یون ہے راوی کی زبانی
کہ جیسی کوئی ہو مشتاق دیدار
قریب آیا زمان خواب آرام
رہی مصروف زاری چشم پرنم
کہ وہ خواجہ سرا [illegible]
وہ بولا آکہو اسمین عجب کیا
کہا خواجہ سرا سی ہان خبردار
نہین پیا جو تجکو غیظ آسکے
گیا خیمون مین اور آرام پایا
کہا گہر کی یہی ناچار کیا
لگا بیقراری سی جو سر سے
محبت نے مری مجہسی وفا کی
کیا وہ بالسر مشتاق مضطر
ترا بہائی جو تہا دستور فی الحال
خدا جانی کہ سر ہی وہ کہان ہے
نکالیک ہو گئی وہ [illegible]

کہا بہتر اجازت ہے کچہہ دم
کہا ماں نی کہ جا تجکو رضا دی
کہا اوسنی یہ کیا بیجا ہلی شاد
کہ آئی ہا غمین بیتاب مضطر
کہا کہہ حال اوس طاہر کا میری
پہر اس سلطان سی کے قصر معلے
نہایت جلد سو یا ہو کے بیدار
کہ بدر الدین حسن کی ہوا جو [illegible]
یہ دیکہا جبکہ اوس خواجہ سرا نی
کہا بہتر قدم اپنا اوٹہایا
بہت جاہا نہ ٹہرا تاب مضطر
بدل کر رخ جو دیکہا اوسکو ہمدم
سمجہی کہ کام ہی سو وقت درپیش
نہ کہنا کچہہ یہ رستا ہی نہین گہر
تجہی کیا کام ہی آگی ہمراہ
یہ بدر الدین حسن نی وان جاکر
یہان آنی کا تیری کیا سبب ہی
تو بدر الدین حسن جو نمین نہایا
پہر اسکی بعد شمس الدین مذکور
وہان کی شاہ سی کی جب ملاقات
قضا کی اوسنی چہوڑا ایک فرزند
گیا اوسکی ہی موجود آسجا
ہوئی تہا [illegible]

تو لاؤن والنسی ہا سبب ہم
کہ بیٹی نہ ابات آتے لیے
سمجہی نی مصیبت کیا نہین یاد
خواصین دوڑ کر کہینچین برابر
بسر سب آ پڑا [illegible]
نظر آیا وہی سامان وہی جا
کہا بانو سی یان آمیر [illegible]
کتی دنیا کی جہگڑی سب فراموش
عجب کو دہ لگا والنسی تہا نے
ہوا اسوا گہر [illegible]
چلا والنسی وہ ساتہ [illegible]
لگا کہنی اجی کیا خوب اوا
تمہین [illegible] کیون [illegible]
عبث ہوتا ہے تو اوس [illegible]
برابر مین زمین [illegible] شاہ
قریب خیمہ آٹہہ [illegible]
عجب ہی سخت مجکو [illegible]
پشیمان ہو کی اپنی گہر کو آیا
بڑا اوس شہر سی بیتاب عجب
کہا سب حال جو گذرا تہا [illegible]
زبانی نی [illegible] اوسکو [illegible]
ذرا [illegible] جا کر [illegible]
اٹہا سامان کا [illegible]

رات ۲۴۶

رہی غفلت مین گذری تہی اوسکی
خدارا اتنے ہوا اٹہہ لاہیری کی ساغر — کہ ٹہری کوئی لحظہ قلب مضطر
وہی بیتیا بیان پہر نگار آتین — مزی مستی کے ناز اپنی دکہاتی نیز
بیان قصہ مین مصروف ہوتے — کہون گذری ہے جو حالت کسی کے
کہ جب شب کا اٹہا بستر جہانسے — سحر کا نور برسا آسمان سے
بزیر نخل بیٹہا تا کہ لے دم — کہ اتنے مین وہ طاہر دونو باہم
کہلا اوس مین طاہر کو کہا ... — ابہی تک وہ نگاہون سے نہان ہے
بلایا اور کہا یہ راز سارا — بتا انسان کا ہی کیونکر اتارا
کہا مینے نہین مطلق ہو آگاہ — قسم کہا کر کہا جب کہ واللہ
تو دیکہا اوسمین اوسنے ایک طاہر — کہا کیا حال ہی کہ ہمسے ظاہر
بنایا جلد اوسکو شکل انسان — کہا جا اپنی گہر مرد مسلمان
بہت راحت سے کٹتی ہی اوقات — مزی ہین حسن کی ہر وقت دن رات
یہ گذرا حال ہی زینک قمر آہ — نہایت غم ہی مجکو آہ صد آہ
سنا جب حال یون عشق اوسکو آیا — دل و جان نی بڑا صدمہ اٹہایا
لکہا اپنا ہوا اوسکو نہ کچہ یاد — یقینی ہین کرونگی سخت بیداد
نہ سمجہی تہی کہ یہ احسان ... ذات — کریگا مجکو یون محو صد آفات
اڑہی وسے جا سی سو خانہ آیا — غضب آئینہ پہونچی پہنچ دلدار
محل مین کے الغرض کارخانے — ہوا وہ خواب غفلت کا نشانہ
ادہر آبان بیان کر حال باقی — کہ ہین گردش مین سدم جام ساقی
کہ شمس الدین محمد سنکی یہ حال — کہان تازہ ہی وسکی نیک افعال
کہا لوگون سے تہے وہ جو کہ بہان — خبر میری کرو آیا ہون مہمان
کہو اونسے کہ آتین اپنی گہر نیز — کہ تم تا راحت ہو کچہ جانب جلد تر نیز
عجب کو اوریہ ہو کو خوب دیکہا — وہی بیٹی کا لفتا ہو بہو تہا

ڈہلک سنکر سبو کی قل ہو سحر — رہی باقی نہ جی مین لذت خمر
شباب تنو ہج ذوق پائی — خیال می پرستی دل مین آئی
مزاج ساعین حت اٹہائی — زبان پر راز وہ اسطرح لائے
ٹرا سلطان سو صحرا آئی باد — کہ تا افسانہ سنکر طبع ہو شاد
پہر آئی اور کیا یون اپنا آغاز — سنا سہمرانی جسوقت یہ راز
کہا اوسنی کہ او سرمایہ ناز — تمہاری مانی مجکو سمجہا متاع
سنا ہی سطرح جب مینی سب حال — بیان کر کسطرح گذرا یہ جنجال
تو آزردہ ہوتی صحرا کو پہونچی — وہان اوس باولی کی جب کہ پہونچی
نہین معلوم اوسنی کیا سنایا — کہان کو آپکی کچہ رحم آیا
اٹہا کر تخت پر اوسکو اڑایا — سنا ہی مینی اپنی گہر وہ آیا
وہی زوجہ وہی مادر پدر نیز — زنانی ہی وہ ہر دم ہجر مین
کوئی تدبیر بن آتی نہین ہی — طبیعت لطف اب پا تہیر ہے
کہا تہا کیا تہا مجہی اقرار — ہوا بیشک ہمارا وہ گنہگار
مزی جیسی کے اب کہہ سے گا — مصیبت مین قیامت تک رہیگا
یہ کہکر اوسنی تخت اپنا منگایا — نہایت جلد اک دیو اوسکو لایا
یہ اتنا کہہ کی طاہر ہو گیا بند — نہ بولا کچہ پہر اکثر شاہ ...
رہی جب رات کم تسہ کے ہو بیدار — پکارا اپنی بانو کو کہ دلدار
وہ بولی مین فدا شاہ دیندار — سنا ہی سطرح جب بیتی انکا حال
نہایت جلد اوسکے گہر آیا — بہت آراستہ اک قصر پایا
غرض جب سن چکے وہ حال سارا — کیا یون اہل خدمت سی شتابا
اجازت پاکی بہاوج پاس آیا — جو گذرا تہا مفصل سب سنایا
ملا گیا یار اوسکو جہاتی سی لگایا — کہا تب تیر قربان مین دلدار

پس از چندی وه شمس الدین محمد / تجسس مین جیسی تهی سو طرح کد
لگا کہنی که چلیی بهر مطلب / که اوس فرزند کو ڈهونڈین عجب
وه بولی خوب تمنی یه کہی بات / سفر ہو جلد اپنی یان سی اب رات
سحر کو سب ہوی وان سی روانہ / بهت گذرا نه تها ایسا زمانه
که پهر سوی دمشق آتی وه یکبار / مقام اوس جا کیی وتین یا چار
عجب نی یون کہا خواجه سرا سی / که جنبش کیجیی اب اپنی جا سی
پهرای سیر سوی شہر چلیی / گهڑی سی پهر کو تو خیمی سی نکلیی
کہا اوسنی که بهتر ہی مین قربان / ابهی چلیی ہی باقی نه ارمان
عجب یه سنکی آیا سوی بازار / جہان اسباب لیتی تهی خریدار
پهر اک شی پر نظر کی کچه خریدا / پهرا پهر سامنی سی بڑها وه اور آگی چلا
وہان پر لطف دیکهی ذی تی رنگ / کہا جی نی که وقت عصر ہی تنگ
دکان پر چلیی وسعلی آتی کی آب / که اوس سے پوچهنا ہی ہمکو مطلب
ہوا تها اوسکا سر زخمی مقرر / نہین معلوم حال دل ہی کیونکر
یه کہکر وه دکان پر اپنی آیا / اوسی مصروف کار خوش پایا
عجب بولا ذرا اسکو نه دیکهو / عبث ماتوس مطلب اسقدر ہو
یه سنکر اوسنی آنکهه اپنی اوٹهائی / محبت سے وہی پهر دلین آئی
اوسی صورت ہوا پهر وه سپ قربان / کہا ہین آپ پہلی میری مہمان
ملائی لا کی خوب اونکو کهلائی / عجب کی دل نی لذت خوب پائی
بهت تعریف کی حد سی زیاده / ہوا وه شرم سی سر اوفتاده
پهر اسکی بعد کچه شربت پلایا / زبان پر لطف اوسکا جب که آیا
عجب بولا که ہو استاد کامل / هر اک شی پر تمهاری محو ہی دل
اراده تها کہی کچه اور بانو + / که بدلا رات نی عالم سی زانو
سحر حکمی اٹها سامان موجود / ہوئی اسباب عشرت وانسی مسدود

راست ۲۷۴

مزا خاطر مین ساقی اور آیا / ابهی پیمانه لب سی کیون اٹهایا
خدا کیو اسطی دم لی کوئی دم / کہین ایسی کہانی تاکه کچه ہم
ہجوم شوق مین کچه ورد سی سن / ہلا خم تاکه ٹپکی قطره می
لبالب جام ہوتی دہن تک / وفور جوش پہونچی آنکهین تک
زبان پر آتین الفاظ طرب خیز / توقف کی فراج وحشت انگیز
تعلق دو جہان کی دلسی ہو کم / وہی خاطر مین پهر پیدا ہو عالم
که جو نکلی دہن سی کوئی آه / کہین سب سامعین ہم اسکی شیدا
کراست سی نہین ہی کم یه ارشاد / الہی تا قیامت خانه آباد
یه سنکر داستان جو ہو تصرف / ستاؤن اسطرح کچه لفظ محفوظ
کرو حسب انجام شب گذشت انتظار سی / لگین آنکهین مین اک جانب سحر سی
جمال مہر کی گرمی دکهاتی / دل سلطان مین پهر بات آتی
که سینی آج کیا کہتا ہی طائر / فسانه کسطرح ہوتا ہی ظاہر
گیا اوس شت مین سن کی خاطر / نظر آیا که یون ہی جنبش راز
که آخر وه سیری بیتاب و مضطر / بشکل ابر تر با دیده تر
مکان یار پر اتری بصد جوش / مگر باقی نه تهی اصلا اوسی ہوش
نگهبانون نی دیکها اور پکاری / که دوڑو اور ہین ان کو تمہاری
یه سنکر اوس پر یکو ہوش آیا / نہایت جلد تخت اپنا اتر آیا
فراز نخل تخت اپنا وه لائی / کوئی دم بیٹهه کر دلین جو آئی
لیکن شکل طائر کهری ہین ثابت / که منظور اوسکو صورت دیکهنی تهی
نظر شہزاده آیا خرم و شاد / عزیز و اقربا سب خانه بر باد
کسی کی ناگہان اوس کو جو دیکها / تو بولا واه ہی ای واه پیکیا
عجب صورت کا طائر آج دیکها / کہا ہاں فرد یکهی سی پایا

یہ سنتی ہی بہر آئی وہ اودہی سو
گہر آئی آدمی پہلو بہ پہلو

نظر پہچانی تہی پہچانا بڑی ہی
خبر جبکی کہ شہزادی نی دی ہے

تمہارا گہر ہی ہم ہین یہ ہر یزاد
عبث کیون کرتی ہو اوس گہر کو برباد

یہ سنکر وہ اٹہی اوس جا سی مضطر
پہر آئی شاہزادی کے برابر

فرز تخت لائی اوسکو بہو سر
کئی دم مین ہوئے غفلت فراموش

بہت راحت اوٹہائی تہو جو کچہ
بجا لاونگی مین ارشاد جو ہو

وہان سی پہر طرف گہر کی آیا جو
تو پہر سامان ہی مجلس کا پایا

کہ اسی سلطان رہتی رات کم
اگر جی چاہی سینی قصہ کچہ دم

وہ بولی پہر عجب اسطرح بولا
زبان سی عقدہ مطلب کو کہولو

مگر تہمرا تم سے گزند آنا
خدا جانی کہ سمجہے کیا زمانہ

کہ ضوال سی کی ہی آشنائی
غضب ہے کچہ نہ غیرت اوسکو آئی

یہ کہکر پہر عجب اٹہا وہان سے
چلا تعریف کچہ کرتا زبان سے

وہان موجود تہا کہانی کا سامان
کہا اوس سے کہ کہا تو بہی مری جان

کہا دادی نے یہ کہانی ملائی
کہین لے ہاتہ سی اپنی جانی

کہ جیسی ان کو کہانی تہی دینا
مزا باقی تہا اب اور زبان تک

کہ بہتر اس سے انکو بلا ناتے
وہ لذت ہمین ہر گز نہی پاتے

یہ سنکر طبیعت اسکی دلہن آیا
جو خوبی جہ ساتہ ہیتا تہہ بابا یا

کہلائی وان ملائی اخر ایسے
نہین گذری ملاقاتی جو نہ

خبر نانا کو کی آیا اودسہ ہم
عزیز دن کے طبیعت آئی ہر ہم

کہا نانا نے ای طفل بد اطوار
ہوا ہی تجہسی یہ کیا امر بیکار

وہ بولا اسطرح کہانی ملائی
طبیعت کو نہایت سیر پایا

وہ اک طفلی جسی لایا دکان سے
کہانی کا مزا چکہا زبان سی

یہ بدر الدین حسن کے ہاتہ کی ہی
جما تہا کبہی دیکہا سفید کی تہی

قضارا زحچہ شہزادہ یکبار
ہوئی آکر اوسی جا گرم گفتار

ہنسنی بولی کہ باجی آؤ ہم پاس
نہ لاؤ اپنی جبین کوئی وسواس

محبت سی رہین ہم تم اسی جا
نہ لاؤ فرق جبین کوئی اصلا

لپٹ کر کچہ پڑا غش اوسکو آیا
پہر دن پر اپنی جا بدلو سنی اٹہایا

کہلین آنکہین تو پوچہا کون ہی تو
وہ بولی مین وہی دلدار پہلو

سنا کر یہ اوٹہا اوس جا سی حاتم
ہوا کچہ اوس سلطان کو نہ طاہر

غذا کہا کر جو سویا شاہ ذیجاہ
کیا پاتو ہی آخر اوسکو آگاہ

اٹہا شتہ اور کہا ایجان جانان
بیان کر کسطرح ہی پہرہ سامان

کہ کہیرا ؤ نہین جب تک ہین باہم
یہین پلٹنی کی آکر روز کچہ دم

خبر نانا کو ہو وہ مجکو گہر کین
عزیز و اقربا سے ملنے سدا ہین

وہ بولا اب نہین جاونگا گہر
کہا خوب آپنی اسوقت آگاہ

نہایت جلد آ پہونچا اسکا ن
کہا دادی کی ضمیرا ہین وہ دلبر

یہ بولا شتہا مجکو نہین ہی
ستاتی غذا مجکو نہین

کہا بہتر اٹہا اوس جا سے جلکے
مگر ویسی ملائی یہ نہین تہے

کہا دادی سے یہ بہت خوب
مگر انکو ہوئی ہر گز نہ مرغوب

کہا دادی نی وہ کہانی کہاں ہی
وہ بولا ایک ہمدمسی کا ن ہے

کہا تو لی گیا اسکو دکان سے
نہ آیا تہی دلہن تک ہی

وہ بولا جہہ تہہ ہی اوف نہیتر
سحر سی لگہری تک ٹن بہین

سنایا حال ترسیبی او سکا
ہوا آخر وہ اپنی جبین کباب

بیان کر اب مفصل حال اپنا
سنا جو کچہ کہ جو حال اپنا

کہا دادی نی اتہو اوسکو منگوا
عجب جی سی بولا جا ابہی لا

تو بدر الدین حسن کے ہان بیراہ
جو کچہ لا تقدیر کی ہوئی ہے

لکی پہر ہوئی بنہا
کہ حال کو یاد کرکے

کہ جانا یہ کہ کیا ساقی نے سب سامنے
نہ سمجھی تھی کہ ہستی بیخبر ہے
وہ پیالی کہاں ہیں لال خوش
گر اب تک لاتی ہی غم ہو فراموش
لعاب رز وہی نقطہ ہوں
کہ جب شب کے ٹہر ہی پیرانہ سامنے
کہا اسپ آتی بیٹھا او سیر کیا
سنون ہی آج کیا طائر کا احوال
کہا شہزادی نے اے راست جان
کہ دیواروں ہی حشت سے
وہ شیشی جو لگی لبریز ہی سی
اگر تم لی چلو تشریف کچھ دم
تمہیں مطلق نہیں کچھ سیپاس
نگاہ غور سی دونو کو دیکھو
نہ تھی شرط وفا کیا دلین آیا
وہ ہی اقرار نامہ پاس میرے
کہا افسوس و چرخ ستمگار
یہ کہا پھر اٹھا طائر وہاں سے
غذا لاکے یہ کہا کر ہو رہیں ہم
گیا شب کم ستی اپنا نوشاہ
ابی تک تکو آسائش طلب ہے
وہ ننھا لاکی ہمت ستگی یہ بات
ہوا جاموش اور جسین کہ دیلا

راست ۲۴۸

بنا جام و صراحی اب کیا ہے
وہ شیشی کیا ہوئی جتنی
طبیعت میں ہو پیدا
مضامیں حسب مطلب جلوہ آرا
فروغ صبح کی پا یا
بٹہا صحرا کی جانب ... بیدار
کہ اتنی میں کہا ...
چلو گھر میری اب دیکھو تو سارا
نہیں باقی گھروں کی بو میں
وہ خم دیکھی نہیں اب تک
تو پھر اشیائی سابق ہوں ان ہم
نہ نکلا کوئی بھی ارمان میرا
جواب صاف سے پھر تم ہیں
ہمیں چھوڑا افرا جو روئی پایا
غلط پائی گئی سب قول تیرے
نہ دیکھی چند دم بھی صحبت یار
لگی وحشت برسنی آسمان سے
کہیں ایسا نہ ہو رہ جائے شب کم
دگرگوں تھی ہی صورت ماہ
تعجب ہے ایسی غفلت
کہ بدر الدین حسن کچھ صدا
کہ شاید تھی کہ اب کچھ اوسکی مضمون

سبو وہ کیا ہوا جو تھی بھری
خدا کیوا سطے او نکو اٹھالا
زبان نغز ... کری کیفیت سخن
کہانی کا بیان ہو انجمن میں
فلک سے نور چمکا جانب خاک
نظر طائر پر آئی خوش ہوا دل
وہ بولا جب ... کیا
وہ باغ و قصر جس میں رہتی تھی ہم
وہ فرش گرم و مخمل جس پہ ...
وہ سب خالی پڑی ہیں آج
تمہاری واسطے رسوا ہوئی ہیں
تمہاری زوجہ کیا ہوئی ہیں
کوئی مشوق سی ہوتا ہی ...
بہت اچھا نہ لون بدلا کو کہنا
یہ سنکر شاہزادہ ہو گیا زرد
کہ ... کہا کو
ہوا تن سان تنگ گھبرا شاہ
وہ خاصہ ... سو پاکہا کی سلطان
بیابان میں نہیں کہا گا شاہ
کہو پیاری کہ دل ہی سخت مشتاق
جتا ہی ملاقی سب سی بہتر
کہا سب عبرت تونسی پہر ...

کہ بدلا تو نی اپنا گھر سامنے
وہ ساغر کسطرف ہیں جو بھری تھے
چھلکتا سا غطا کر کوئی پیالا
مزی ہستی کی پھر سکی وہن سے
مزی پیدا ہو لیں غرض سخن میں
اٹھا گھبرا کی پہر سلطان لاک
کہا یہ تج نی آسان مشکل
کہ ہی قالب میں سیر سری تا پا
عجب ... ہوا ہی حال پر ہم
نہیں اب دیکھنی کا اوسکی ارمان
نکون طاقت نہیں ہی سر جام و
محبت کی عیش ہوتی ہیں
بٹھا تو لا کی اک لحظہ پہ اپنی
نہیں ایسا بھلا یا دو ادا
نہیں بہتر کسی کا ... سوسہنا
اٹھا دلمیں فراق زوجہ کا درد
وہی آفت مری ... میں
کہا یا تو سی آ او غیرت ماہ
پہر کی بعد بولی سب گہبان
کہا خاتون سی آپ ابی ملد
وہ لیلی آگئی سلطان ...
اوسی کی ... کی ہی وہ مقر
کر کے ... اوسکی ... آتی

اگر وہ آتی پہچانوں کی اسدم
کوئی حلوائی ہی اوسکو آئی نظر
اسی سے راہ لو اور جلد جاؤ
سپاہی دوڑ کر پہونچی دکان پر
بہت کچھ اوسنی کی فریاد بیداد
بٹھایا اک مکان میں مثل قیدی
وہ مطلب ہی کہ جسکی آرزو تھی
ارادہ ہی کہ پہچانوں میں ہمدم
کہ جو کچھ یہ کہی اوسمیں مدد ہو
خبر پائی کہ حلوائی ہی حاضر
محل میں وہ خبر پہونچا اسکو
یہ حلوائی نہیں جان و جگر ہے
ارادہ ہی طبیعت میں مرے اب
رہی دم بھر ٹھہریاں اور سامنے
وہی پیمانی دی بہر کے پھر کو
وہی جوش طبیعت سی کہیں ہم
لب ساغر سی لب گڑین برابر
چھلک ساغر کی برسی آنسوں سے
کہ جب سیر ہوئی دیدار شب سے
کھلی اشیا جبھی ہر سمت بازار
پہونچا اوسنی یوں اعتبار پایا
پہر یہی سنتی ہی یہ الفاظ پرجوش
کہا جو دوستی یہ کہ نہیں بس پیاری

وہ بولیں ہاں فرا طمین اسی سے
نہ مطلق حال پوچھو تم کہ کیا تھی
نہو عرصہ بہت دم بھر میں لاؤ
ہوا حلوائی اوسکو دیکھ مضطر
کہ کیا تقصیر مجھ سے ہو وہ ارشاد
کہا حاضر ہی وہ جسکی طلب ہے
بہت گہری سہیلی [illegible] تھی
فقط یہ کہتی تھیں آیا ہوں کہ اشتاد
کسی صورت سے اسکی عرض ہو
کہا کیا حال گذرا ہو وہ ظاہر
سنا اسکی صورت کی ہو آرزو
کہا ادرنی میرا یہ سبب ہے
کہیں تم اوسکو کر دنیا نہ بی طور

کہا جب نہ بلائی چند نوکر
یہ خوجا خوب اوسکو جانتا ہی
یہ سنتی ہی اٹھی ہی مردان جرار
نہ پوچھا کچھ اونہوں نے حال اوسکا
ہوا لاکوئی اوسکو باندھ لائے
وہ شمس الدین محمد پیش سلطان
لا دہ فضل حق سی آج مجھکو
سنا سلطان نے جب افسانہ سارا
پہر آخر اجازت پاکی سارا
جو گذرا تھا کہا اور اوسکو لائے
غرض ہاں اور آئی اقربا سب
وہ شمس الدین محمد پھر یہ بولا
سنا کر یہ ہوئی خاموش بانو

رات ۲۴۹

کرا اوٹھ اوٹھکر تری جو میں قدم کو
کہ صدقی مہربانی اور کچھ دم
فدائی حسن ہی ہو قلب مضطر
رہی دامن سحر سی شام تک تر
تہی دست ہوس حسن طلب ہے
ہوا ہر شخص مطلب کا طلبگار
کہ شہزادی نی جبسدم یہ سنایا
لگی کہنے کہ او مشتاق ہو تم
کہاں جھگڑا ہی باقی ہی زبان

انہیں بیٹیا ہوں میں سچ میں قمر بانو
دہن شیشوں کی جو ہنسنے تامل
تمنا میں نہیں سے زاہد یہ بہار
اٹل جاتیں ارادی دلسی کبیار
سحر نی جلوہ پنہان دکھایا
اٹھا سلطان بھی بہر سیر صحرا
کہ صد افسوس و حسرت یہ ستمگر
نہیں جاتی سرائی [illegible]
بہت چھپا تھا [illegible]

اجازت دی کہ جائیں دہر جب
کتی دن ہو چکی پہچانتا ہی
وہ خوجا ساتھ لیکن سخت ناچار
پکڑ حلوائی کو گھڑی سی باندھا
قریب خانہ دستور آئے
کہا تھا تا سکی کچھ راز پنہان
ہوا حاضر پی تسلیم خوش ہو
کیا لوگوں سی اپنی یوں اشارا
ہوا کچھ لحظہ میں آگہ میں داخل
کہا دستور نی ہی کوئی جائے
کہا بیشک آیا آج مطلب
کہ یہ کلمہ نکلتا اب تم اصلا
نہیں تھی رات اٹھی مدہوش بانو
کہ پہر پہلا ساہوا کوک دور سا قے
رہیں ہر ہر گھڑی ممنون احسان
زبان پیدا کری کیفیت دل
نظر آنکھ نکتہ آئی کا دیدار
سخن پیدا کری اسطرح قاتل
زمین نی نور پوشاکی پایا
کہ تا قصہ نی پھر طاقت دون کا
پڑائی تو تی [illegible] دلبر
مناسب ہے کہ تو ہو صبح بیداد
کہا دن تجکو [illegible]

وہ بولا مجکو ہوش نہیا اسمین ہے
تماشا دیکھنی کچھ اوسکو اڑایا
نہ تھا منظور ہو کچھ تجکو ایذا
وہ بولا ای پدر کر قتل مجکو
وہ زوجہ باعث ننگ و حیا ہے
بلاسی جسمین جوانی سنر دے
لگا اک نا ... سر آن آتش دیا ہے
محل مین ہیکی اسو پاپیش خانہ لو
کہان بانو ہی بولی وہ کہ جا کر
بیان کرتی ہون لیکن چاہیی یا عذر
...ی تقصیر کیا جو ہون گرفتار
ملائی تونی بد کیون ہمکو سیجے
کہا دستور نی بیشک یہی ہی
غرض صندوق اک وسنی منگایا
اوسی صندوق کو اشتر پہ لادا
کئی دن مین قریب شہر آئے
... بیٹھا ... حلوائی بولا
ملائی مین نڈالی مرچ کالے
... ... دی قتل از سر وار
پہ بیٹھا تھا اسی اندوہ و غم مین
... لیگا ... گیرو
وہی ... ... پھر چار ... جلیار
بڑی مشکل سی ہمنی اسکو پایا

تمہین کیون تعجب میرے سننے مین ہے
اوسی جای معین سپردہ تھا
مگر تقدیر ہی جا تا تو پھر کیا
نہین ممکن کہ یاد اونکی نہین ہے
مری شیدا ہے میری مبتلا ہی
تجھی بہی اسکا بدلا کچھ خدا دے
... ...
کہ اتنی مین ہوا اکتہ کا افسانہ
کہا کیون جی کیا تمنی نہ طاہر
کہ ایسا کی ہر دم ہے تجھے طور
مجھی ہیو جہ کیون دیتی ہو آزار
خبر اس قہر کی شاید نہین تھے
نہ لازم تجکو ہیو بجانی تھی وہ شے
وہی خواجہ سرا جلد اوسکو لایا
لیا پہر مصر کا اون سب نے رستا
وہان آتری نئی نقشی جہان کی
کہ قابل دار کی ہی کون ... ا
یہ اوسکی وجہہ ہی یا بہانے
کہ ہون اسوقت مین مجبور و ناچار
نہ تہی اٹھنی کی بہی طاقت قدم بہر
... دستور نی نزدیک پہلو
مگر نافرق اسمین کچھ عجب ہولہ
کہین کیا کسطرح یہان آگیا

خدا کیو اسطی ہیلتا ہون ہر دم
پری بیٹھی سکا ہمین لیکر کہا ہے
ابہی تک ہے خبر کہ مجہی اقرار
وہ ہین ماں باپ ہون لون ونکو کیونکر
اوسی کسطور چھوڑ دون کہا کیا
مگر کہنا نہ زندہ مجکو اسجان
... ...
... ...
کہ شب کو ہی ذرا سنیی فسانہ
وہ بدر الدین حسن آخر یہ بولا
ہنسا دستور اور بولا نہ گہبرا
وہ بولا جو مری ہو کوئی اشیا
کہ جسکو کہاکی خاطر ہو مکدر
بٹھایا اوسمین بدر الدین حسن کو
عزیز و اقربا دستور و نوکر
کہا دستور نی حاضر ہو نجار
کہا دستور نی لو یا ... دار
یہ سنکر دلمین ڈر اوسکی جو آیا
سحر کو جب کہ نکلی مجکو تشہیر
کہ ناگہ پہر وہی صندوق آیا
گیا نزدیک ... جلد دستور
وہ بس ... عروسی ... ... لپٹا
خدا کا شکر کرنا چاہیی اب

ذرا ہین دیکھا ان سب آتی باکو
بری قسمت ہے تیری وا ... ...
کہ اب ... ...
مری مالک ہی محسن سر ... ...
کبھی مجہی ہوا ہی اور نہو گا
کہ پہر آرتا ... ... پریشان
... ...
اٹھا گھبرا کی اور بولا کہ ای ما
وہ بولی ہی ... ...
نہین معلوم ... ماجرا کیا
ابہی تیری لبی پہونچی ... کیا
تو اوسکا انتقام آیا ہی ایسا
عوض مین دسکی ... ...
وہ بولا صبر ... قسمت سی جو ہو
چلی اپنی طرح پر وا نسی کیسر
جب آیا وہ کہا سولی ہو ... ...
... ... اور ... ...
تو لب پر ... ...
تو کیا کیا کچھ ... دی ... ...
پہ دستور اوسکو پہر اوسمین بٹھایا
کہا ... ...
تمہاری ... ... غضب ہے
کہ ... تمہارا آج مطلب

ہنسی وہ اور ہاتھ قربان پہ رکھے | کہیں اشک مسلسل چشم تر کے
ابھی یوں کہہ رہی تھی حال اپنا | کہ یار شب کی ہوئی صورت نمودار

اوٹھا اوس نے جو اسباب سارا | کیا یاروں نے اوس جا سی کنارا

رات ۲۵

اور اوسی کیوں نے پہنچا ہیں تن | چھپا سی جلد جانی میں سمائی
نکلی شیشہ سے ٹیکا کوئی انیوہ | کرائی تا لب شیدا کوئی بوند

زبان تر ہو دہن میں پھرا | چمک جانی سخن کا اوس بار
مزاج مدعا سی کہا کیجے | کہاں تا زبان اسطرح آئی

کہ جب پرواز پر مائل ہوئی شمع | تمامی پر سخن میں تھے مطلب
نگہبانوں کی آنکھیں ہو گئیں بند | اور تہی واعظ بہ آبادش بیند

جمال صبح سی وحشی ہچکی گر | لگی ڈھونڈنے کہ تو تہی تھا مضطر
اوٹھا سلطان سابق شاق دو | ہوا اسوار گھوڑی پہ گشت

جب آپہنچا اوسی اپنی جگہ پر | تو دیکھا وہ نہ تھا دونوں طرف میں
کوئی اظہار مطلب کے رہی ہیں | ہوم الفت کسی کی پھر رہی ہے

نہ بوا انکا سنا جب حال سارا | تو پایا اسطرح سے شاہ نے اشارا
کہ طالع کہہ رہا ہی شاہزادہ | ہوا آخر کو غم سی سر نہادہ

نہ کوئی اتنا بہت ہوئی کہ کیا کیجے | پہری اوس کو اودھر دیدہ اطوار
بھلا کیا جانسی کھو دیں گے ہاہی | مگر یہ غفلت [illegible]

کبھی دیکھی نہ کیوں [illegible] | بلا سی میں جو حالت ہو رہی
سویرے بخت نے پالی جگہ پا | بہت اسوقت تک میں نہ پایا

[illegible] | رہی باقی نہ خاطر میں سماتی
پہنانے پہر اسکی منہ پہ تار | لباس آدھی تن سی وتار

تڑپ کر میں کیا شکل حال | اوسی کی ہی تو سے فیل غالب
کہا جا جسطرف جا ہی پہر آئے | غرض باقی نہیں کچھ بھی ہی سیر

سوا ای پہنا پہر او سندھ سی سیر | خدا جانی ہے تو کتک انسان
میں تو قالب میں طاقت کی ہو | کہیں تیری ہی پہر جنگل میں وحشت

کہانی کہہ جو حاجت ہی اچھا اب | کیا بعد اوس کی اوسی پھر نہ طالب
کہیں پاتی کل نہ ہم ہیں گی اچھا | فلانی دشت میں ہوگا بسیرا

وہاں کئی سیر ایسے ہیں گئے پھر | غضب کیا کر طبیعت ہو گئی سوز
کہا اوس دوسرے طالع نے بہتر | وہیں ہم بھی رہیں گے ای برادر

یقیں ہی پہر جدا وہ دن کہ آئی | کہ جو دل کی تمنا ہو بر آئے
نہ رہنا چاہیے مایوس ہر دم | کبھی تو یہ مصیبت ہوئے گی کم

نہیں رہنا کسی کا ایک سا حال | کبھی اودبار کا ہی جوش اقبال
نہ شک کو جا [illegible] چاہی | یہ ہو مضطر بلا سی [illegible]

سنا سب نے کہ میں شرف تدبیر | بدل جاتا ہی اک دن حکم تقدیر
فلک کے گردشیں یکساں نہیں پر | بھلا کس دن قسم ساماں نہیں پر

یہ کہہ کر اٹھ گئے وہ دونوں تو | ہوا خاطر پہ ان کے رنج ظاہر
کہ کل اوس دشت میں آئی ہاتھ ہر | کہاں انطاب ترون کا حسن [illegible]

غرض آیا محل کو شہ کدہ | کہا یا تو سی مال آگے [illegible]
غذا کچھ لا کی کہا کر سو رہیں ہم | عجب کیا ہی کہ جی میں آتی تو ہم

وہ خاصہ لائے کہا یا شہ نے اوسکو | کہا پھر یوں کہ آئی الدار خو شخو
چلو سو رہیں کہ سن نے ہی کہانی | ابھی ہی رات کے ہی نوجوانی

یہ فرما کے ہوا خوابیدہ سلطان | رہی کب بات کہ غافل و نادان
پکاری جا کے ای شاہ والا | کہ آنکھوں کو نظر آیا آفتاب

اوٹھا گھبرا کی شاہ اسماعیل | کہا یا تو سی کیا اوس غیرت ماہ
کہ لے کیا حال جلوہ گاہ | وہ بولا اسطرح قصہ ہی او

کہ شمس الدین محمد پھر یہ بولا ۔ وہی سامان ہو پیدا کہو پیدا
وہی فرش اور وہی اشیا کے اسباب ۔ وہی اشیا ہر اک صنعت کی نایاب
وہی پردے وہی چلمن وہی رنگ ۔ کہ دیکھی سی ہو جنکی آدمی دنگ
وہی کپڑے عروسی کی پہنکر ۔ وہی ناز و ادا مانند دلبر
یہ سب موجود ہوں جلسے تھی دو شب ۔ کہ اسمین ہی ہمارا اور مطلب
یہ سنتی ہی وہی آیا محل مین ۔ پہن کپڑے عروسی کے بغل مین
دولہن جبکہ چھپر کھٹ مین وہ آئے ۔ خبر اوسکی بدر نی جبکہ پائی
کہ ہین سامان شادی کے سب اسباب ۔ ہوا مشتاق اور پہونچا وہ بیتاب
نظر دختر پہ کی دیکھا دولہن ہی ۔ وہی پہلی سی شکل انجمن ہی
ہوا خوش جلد وانسی باہر آیا ۔ وہی صندوق سربستہ منگایا
کہا کہو تو ہوا جسوقت وہ ولا ۔ وہ بدر الدین حسن و سمین سے نکلا
کہا کپڑے پہن بن جلد نوشاہ ۔ کہا اوسنی کرو کچھ سب کو آگاہ
باہن تھمدید یہ کیون ٹھہرائے ۔ مگر آیا خیال قدر دانے
غرض پوشاک پہنی وسی جسدم ۔ تو اوسدم ہو گیا کچھ او عالم
اجازت دی کہ جا اندر محل کے ۔ مگر رکھنا قدم اپنا سنبھل کے
وہ [illegible] ۔ کہ جب اتنا عروسی شب [illegible]
اوسی صورت سے ہر شی تھی تجا ۔ دولہن لیٹی چھپر کھٹ مین برابر
ہوا حیران یہ کیا دیکھتا ہون ۔ کبھی کہتا الہی سب [illegible]
دولہن لے تردد کیون ہی آ تو ۔ نہ ٹھہرو تم یہان تشریف لاؤ
تردد کیا ہی منہ سی کچھ تو بات ۔ کہیں ایسا نہ ہو جاتی ہی یہ رات
وہ بولا مجکو حیرت ہی سراسر ۔ کہان مین اور کہان تم اور یہ بستر
رہا ہون سن سن تک تمسی دور ۔ بنا تھا ایک حلوائی کا مزدور
یکایک پھر وہی سامان پایا ۔ کہ جو تقدیر نے تھا گنوایا
دولہن ہنسکر لگی کہنی کہ صاحب ۔ یہ فرمایا نہین تمکو مناسب
ابھی تو تم یہین تھے کیون ہو حیران ۔ وہی موجود ہے ہر شی کا سامان
یہ کہتی کہتی بانو نے جو دیکھا ۔ تو شب گذری تھی جیسی ساتھ تنہا
اٹھی محفل سے اسباب مہیا

رات ۲۵۱

نہ سلطان تھا نہ بانو تھی نہ دایہ

خدا حافظ اوٹھا شیشوں کو ساقی ۔ کہ ہین رخصت طلب مضمون باقی
صراحی کی ٹپک سی بھر گیا [illegible] ۔ براق آرزو دلہن جو کچھ تھا
بہت تکلیف دی ای یار تجکو ۔ ستایا ہی سبب ہر بار تجکو
ندامت ہی یہ سبھی کیا ہوا ہے ۔ پڑی ہی غفلت تھی صدمہ [illegible]
کہ اک جام آخر اب پلا اور ۔ کہ باقی رہ گیا تھوڑا سا کچھ دور
کوئی دم اور یہ سامان ہیں پیاری ۔ جو ہم کو [illegible] ہستی کی [illegible]
ہو گا نہ پھر یہ ہم اور نہ یہ دور ۔ نظر آتین گی ہر دم آدمی [illegible]
مناسب ہی بیان کر [illegible] ۔ کہ نکلی عرض مطلب کے [illegible]
زبان پر آئے باقی کی کہانی ۔ دکھاتین اور کچھ رنگین بیانی
نہایت تنگ تمہید سخن ہے ۔ بیان اسطرح پیش انجمن ہے
کہ جب اوس رات نے بدلا [illegible] ۔ سحر چمکی ہوا شب کا سیہ رنگ
لشکل اختر اقبال چمکا ۔ ہوا سلطان عالیجاہ بیدار
کہا لاؤ اسپ خوش رفتار لاؤ ۔ کیا دستور سے ایما کہ جاؤ
وہ پہونچا اور نہایت جلد آیا ۔ کہا ای شاہ گھوڑا دہ سیر لایا
اوٹھا سلطان [illegible] اسوار او سیر ۔ مگر دولہن نہایت تھا مکدر
کہ اب طائر کہان [illegible] ۔ کٹی گا کسطرح دنیا کا جنجال
کا نشانہ ہے [illegible] ۔ اوسی صدمہ مین بیٹھین جا کے پھر ہم
عجب کیا ہی کہ دن کٹ جائے [illegible] ۔ نظر پھر شاہ کا آ [illegible]

اوسی صورت سے گھر کو اپنے آئیں	مزے افسانہ بانو کے پائیں	ہوا یہ سوچ کر دل مین روانہ	کیا گھوڑی کو اسنے [illegible]
وہ لے آیا اوسے صحرا مین یکبار	نظر آیا اکیلا دشت پرخار	پریشانی مین دن کاٹا ہوئی شام	پہر آگھر اپنے سلطان خوش انجام
کہا بانو سے آؤ سوئین پیارے	کہ پہر سنتے ہین مطلب کے اشارے	غرض کچھ سوکے پہر جاگا جو سلطان	کہا بانو سے اپنی ہان مری جان
وہ بولی ختم ہے شاہا کہانی	مگر کچھ اور سنیے خوش بیانی	کہ جب وسنے سنی بی بی سے یہ بات	کہ تو تو تہا یہین مرد خوش اوقات
مگر دیوانگی کی بات سے اسدم	عبث تجکو تردد اور ہے غم	بتا کس جا رہا تو دس برس تک	خدا کیواسطے بیہودہ مت بک
کہا اوسنے جو گذرا تہا برا حال	کہ تہا اسطور پہ میرا یہ جنجال	سنا جب اوسکی زوجہ نے وہ قصہ	کہا البتہ طرفہ ماجرا تہا
بشر پر یہ مصیبت وائے تقدیر	نہین انسان کے کچھ اسمین تقصیر	کہا پہر لطف سے لو پاس آؤ	کسی صورت کا شک دلسے نہ لاؤ
یہ سنکر وہ قریب زوجہ آیا	فراہم طور کا سب [illegible] ٹہایا	ہوئی زوجہ بہی اب دلمین راضی	کہا پیاری مرا اب خوش ہوا جی
مرادین تہین جو خاطر مین آئیں	تمنائین بڑی مشکل سے پائین	غرض سینہ بسینہ رات گذرے	کہ اتنے مین صدا آئی گجر کے
موذن بول اٹھا اللہ اکبر	دل عاشق سے نکلی نالہ تر	ہوئے دونون [illegible]	مگر ایک ایک کا مشتاق دیدار
کہ اس عرصے مین شمس الدین محمد	کہ جسنے دی تہی وہ دہشت بیحد	یہ استفسار مطلب پہر آیا	بہت محظوظ و خوش [illegible]
جو بدر الدین حسن نے اوسکو دیکہا	کہ آیا خسر میرا آپ اس جا	اوٹہا تعظیم کو کی جہک کے تسلیم	وہ بولا تمنے کی کیون اسقدر تکریم
کہا مین ہون غلام خاص دستور	نہین جز بندگی کچھ اور منظور	یہ سنکر اوسنے چہاتی سے لگایا	لیے بوسے نہایت پیار آیا
پہر اسکی بعد بیٹھے دونون باہم	کہی گذری ہوئی افسانہ غم	دکہائی بہائی کی اپنی نشانی	کہ جسمین تہا وہ آغاز زبانے
لکہا تہا جو کہ نور الدین حسن نے	اوسے دیکہا تہا خیل انجمن نے	پہر اسکی بعد کچھ ذکر اور آئے	بیان مدعا سے لطف اوٹہائے
ہوئی پہر سب اعزا جمع یکبار	میسر سبکو آیا حسن دیدار	ملی بیٹی سے مان بیٹا پدر سے	اٹہے باہم مزے فیض نظر سے
ہوئی محظوظ و خوش سب اہل خانہ	یہان تک ہو چکا پورا فسانہ	کہا جعفر [illegible]	بہت دن سے [illegible]
مگر اب تک نہین کوئی خطا کے	کہ ذلت جسمین دیکھا ہے مدعا کی	کہا قصہ کہ شہ کو رحم آئے	خلاصی مجرم محبوس پائے
کہا شہ نے کہ بخشی ہمنے تقصیر	مگر قصہ یہ ہو دفتر مین تحریر	وہ چہوٹا اور لکہا لوگون نے یہ حال	رہا باقی نہ کوئی جی کا جنجال
	قلم بس ہو چکا آغاز و انجام	خدا کا چاہیے لکھنا تجھی نام	
	لکھا یان تک نسیم دہلوی نے	کہا آگے سے طوطا رام جی نے	

آخر لیلہ جلد اول تمام شد

